صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

---

25 مئی 1985ء

(4 رمضان المبارک 1405ھ)

جلد 3 شمارہ 1

سرکاری رپورٹ

مندرجات

ہفتہ 25 مئی 1985ء

نمبر شمار				صفحہ نمبر
1 - تلاوت قرآن حکیم اور اس کا اردو ترجمہ	—	—		1
2 - ضمنی میزانیہ بابت سال 1984-85ء	—	—	—	2
3 - وزیر خزانہ کی تقریر برائے ضمنی میزانیہ 1984-85	—			42

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

ہفتہ 25 مئی 1985ء (4 رمضان المبارک 1405ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے اور اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلام سے ہوا جناب قاری علی حسین صدیقی نے تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ پڑھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا
تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ
وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝
لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا
فِي الْاَرْضِ ۡ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ
بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ
اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

س بقرہ آیت ۲۷۲ و ۲۷۳ =

(اے پیغمبرؐ) آپ ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔ (ایمان والو) جو کچھ مال تم فلاح کا موں پر خرچ کرو گے اس کا فائدہ تم ہی کو ہوگا۔ اور تم جو کچھ مال خرچ کرو گے ظاہر ہے وہ اللہ کی خوشنودی ہی کے لیے ہوگا۔ اور جو بھی مال بھلائی پر خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دے دیا جائے گا۔ اور تمہارا ذرا بھی نقصان نہیں کیا جائے گا۔

اور ہاں تم ایسے حاجتمندوں پر بھی خرچ کرو گے جو اللہ کی راہ میں گھر کے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف آنے جانے کی طاقت نہیں رکھتے اور مانگنے سے شرماتے ہیں یہاں تک کہ نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف آدمی ان کو مالدار خیال کرتا ہے تم تو اُن کی پیشانی دیکھ کر قیافے سے ان کو صاف طور پر پہچان لیا کرو کہ حاجتمند ہیں شرم کے سبب لوگوں سے منہ پھاڑ کر اور لپٹ کر نہیں مانگ سکتے ہیں اور اس طرح جو بھی مال تم خرچ کرو گے کچھ شک نہیں کہ اللہ اُس کو خوب جانتا ہے۔

ضمنی میزانیہ بابت سال 85-1984

ایڈیشنل سیکرٹری اسمبلی۔ ایک معزز ممبر کی طرف سے چھٹی کی درخواست آئی ہے۔ وہ میں ہاؤس کے سامنے عرض کئے دیتا ہوں۔

The Secretary, Provincial Assembly of the Punjab.

Sir, most humbly and respectfully it is stated that my uncle Mr. Ghulam Qasim Bosan, Member Provincial Assembly had heart attack on 6th April. He is not able to attend the Session. (The leave was granted).

ایڈیشنل سیکرٹری اسمبلی۔ ایک ضروری اعلان سنئیے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ھذا کے لئے مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل بحسب تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے:-

1 ۔ میاں غلام فرید چشتی ، ساھیوال ۔

2 ۔ چوھدری ارشاد علی ، اوکاڑہ ۔

3 ۔ جناب گل حمید خان روکڑی ، میانوالی ۔

4 ۔ محترمہ بشریٰ رحمان ، لاھور ۔

رانا پھول محمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ، میرا ایک نکتہ وضاحت آپ کی ذات کے متعلق ہے لیکن اس پر میں مجبور ہو گیا ہوں کیونکہ اس مسئلہ پر اخبارات میں آپ کے متعلق خبریں آئی ھیں اب میں پوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں کرسکتا ۔ کیونکہ معاملہ الیکشن ٹریبونل میں زیر غور ہے اس لیے اس پر بحث نہیں ہو سکتی ۔ آپ کی ذات پر کوئی نکتہ اٹھاتا بھی ، تو وہ ایک قرار داد کی صورت میں مولانا کی طرف سے موصول ہوئی اور اس کی تاریخ بھی مقرر ہو چکی ہے ۔ اس لیے اب میں اس پر نہ تو کوئی نکتہ اٹھا سکتا ہوں اور نہ ھی کوئی وضاحت طلب کر سکتا ہوں ۔ کیونکہ جس چیز کی تاریخ اور وقت کا تعین ہو جائے ، اس کا فیصلہ اس وقت ھی ہوگا ۔ لیکن جناب والا ، میں آپ کے عہدہ صدارت کو چیلنج کرتے ہوئے آپ کے سامنے ایک چیز پیش کرتا ہوں ۔ یہ میرا نکتہ وضاحت ہے میں اس پر آپ کی رولنگ چاھتا ہوں کہ آپ کا انتخاب غیر آئینی اور غیر قانونی ہے ۔ ہمارے قواعد انضباط کار کی دفعہ 2 کو لے لیجئیے ، صفحہ نمبر 4 میں درج ہے کہ ہر شخص جو اسمبلی کے رکن کے طور پر منتخب ہوا ہو ، کمیشن کی طرف سے اس قصد کے لئے مقرر کردہ شخص کے سامنے مصرحہ فارم کے مطابق حلف اٹھائے گا جناب والا ، مجھے علم ہے کہ ابھی محکمہ قانون کی طرف سے آپ کو یہ بتایا جائیگا

کہ یہ شق حذف ہو چکی ہے ۔ لیکن اس کے باوجود میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارا صوبائی انتخاب الیکشن رولز و الیکشن لاز 20 جنوری 1985ء الیکشن کمیشن کی طرف سے جاری کردہ صدارتی حکم کے تحت ہوا ہے ۔ ہمارے انتخاب سے لے کر آپ کے خواتین کے اور سینٹرز کے انتخابات تک یہ قانون نافذالعمل ہے ۔ اس کی دفعہ 7 کو آپ پڑھ لیں تو آپ کو علم ہوگا کہ آپ کا یہ عہدہ صدارت غیر آئینی و غیر قانونی ہے اور الیکشن رولز کے خلاف ہے ۔ اگر محکمہ قانون آپ کو یہ سہارا دینے کی کوشش کرے کہ اسمبلیاں بحال ہو جانے کے بعد یہ آئین کے تابع ہو گئی ہیں ، مگر گورنر پنجاب کو پریذیڈنٹ صاحب کے جاری کردہ آرڈر اور الیکشن کمیشن کے آرڈر میں ترمیم کا اختیار نہیں ۔ اگر آپ یہ سہارا لیں کہ یہ اب نافذالعمل نہیں تو ضمنی انتخاب میں منتخب ہونے والا کوئی رکن موجودہ الیکشن رولز کے تحت اس ہاوس میں داخل نہیں ہو سکتا ۔ جناب والا میرے پاس اردو اور انگریزی کی کاپیاں موجود ہیں اگر آپ کے پاس انگریزی کی کاپی نہیں تو یہ میں پیش کئے دیتا ہوں ۔ دفعہ 7 پڑھ لیجئے ۔ جناب والا گذارش ہے کہ اس میں صاف درج ہے کہ جب تک حلف اٹھوانے والا آدمی ......

جناب سپیکر رانا صاحب آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ فاضل ممبر مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے اپنی درخواست واپس لے لی ہے ۔ مزید آپ کی اطلاع کے لئے ان کا تحریر شدہ کاغذ میں پڑھ دیتا ہوں ۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ وہ تو آپ 29 مئی کو پیش کریں گے اس کے لئے تاریخ مقرر ہو چکی ہے ۔

جناب سپیکر ۔ آپ نے بات کی ہے تو آپ کی ذرا تسلی ہو جانی چاہئیے ۔

رانا پھول محمد خان ۔ ٹھیک ہے جناب ۔

جناب سپیکر ۔ میاں منظور احمد وٹو سپیکر پنجاب اسمبلی سے میری براہ راست ملاقات ہوئی ہے ۔ میں نے تسلی کرلی ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور قادیانی نہیں ہیں ۔ میرے شکوک و شبہات دور ہوگئے ہیں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ یہ تحریر منظور احمد چنیوٹی صاحب کو پڑھنی چاہئیے ۔

جناب سپیکر مولانا صاحب نے یہ دفتر کو بھیج دی ہے اس لئے یہ اب ہماری ذمہ داری بنتی ہے ۔ اس لئے میں اپنی قرارداد زیر

آرٹیکل 53 شق (7) جو قاعدہ نمبر 11 قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے تحت بھجوائی تھی وہ واپس لیتا ہوں۔

رانا پھول محمد خان۔ شکر ہے جناب۔

جناب سپیکر۔ جہاں تک آپ کے دوسرے پوائنٹ آف آرڈر کا تعلق ہے اس سلسلے میں آپ پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر کئی تقاریر فرماچکے ہیں۔ اگر اب تک بھی آپ کا یہ اصرار ہے تو میں اس پر اپنی رولنگ محفوظ رکھتا ہوں اس سلسلے میں میں اپنی رولنگ بعد میں دونگا

رانا پھول محمد خان۔ اگر آپ اس نکتے پر رولنگ نہ دیں گے تو اس ہاوس کی کارروائی غیر آئینی وغیرہ قانونی ہو گی

جناب سپیکر اس سلسلہ میں میں ....۔

رانا پھول محمد خان۔ یہ تمام کارروائی بھی کالعدم قرار دے دی جائیگی اس لئے میں کہتا ہوں کہ سپیکر صاحب رولنگ دے دیں۔ تاکہ ہم با ضابطہ رکن بن جائیں میں الیکشن رول کی دفعہ 7 پر آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کیونکہ 12/11 اپریل کا اجلاس غیر آئینی وغیر قانونی تھا۔

مسٹر سپیکر۔ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس پر بعد میں اپنی رولنگ دونگا اور اس نکتہ پر میں اپنی رائے محفوظ رکھتا ہوں اور کل میں اس پر اپنی رولنگ دونگا۔

چوھدری محمد صدیق سالار۔ جناب سپیکر صاحب آپ نے اس پر رولنگ دے دی ہوئی ہے۔ یہ بات دوبارہ نہیں آسکتی۔

جناب وزیر قانون۔ جناب سپیکر میں اس پوائنٹ آف آرڈر کی مخالفت کرتے ہوئے اس معزز ایوان کی اطلاع کے لئے اجازت چاہوں گا۔ چونکہ اسی نکتہ پر گذشتہ ایوان کے اجلاس میں یہ نکتہ اٹھایا گیا اور یہ باقاعدہ وضاحت کی گئی کہ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے ایوان میں حلف اٹھانے کی کارروائی قانون اور قواعد و ضوابط کے عین مطابق ہے۔ اس لئے اس نکتہ کی تائید میں یا اس کے خلاف نکتہ استحقاق کو دوبارہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ لہذا اس پوائنٹ آف آرڈر کو اس مرحلے پر اٹھانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ آپ نے یہ رولنگ دینی ہے اس نکتہ پر تفصیل دے دیں۔

رانا پھول محمد خان - جناب سپیکر آپ نے فرما دیا ہے کہ میں کل اس پر رولنگ دوں گا - کیا اس کے بعد کسی کو اس نکتہ پر بولنے کا حق حاصل ہے اگر وہ بحث کرنا چاہتے ہیں تو میں حاضر ہوں آپ آج ہی اجازت دے دیجئے - ورنہ وزیر قانون کو یہ علم ہونا چاہئے کہ سپیکر صاحب کے آرڈر کے بعد وہ اس پر وضاحت نہیں فرما سکتے میں جناب کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں -

جناب سپیکر - اس پر اب بحث کی ضرورت نہیں ہے - مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں -

مولانا منظور احمد چنیوٹی - جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ اسمبلی کے وجود میں آئنی سقم ہے - آئینی رو سے اس میں اقلیتوں کی سیٹیں مقرر کی گئی تھیں اور ایک سیٹ قادیانیوں کے لئے مقرر کی گئی تھی - لیکن چونکہ قادیانی اس آئین کو تسلیم نہیں کرتے اس لئے انہوں نے اپنا کوئی نمائندہ نہیں دیا - چنانچہ الیکشن کمشنر صاحب نے اس سیٹ کو کسی غیر مسلم خاتون سے پر کر دیا ہے - ہمارے آئین نے تمام اقلیتوں کی سیٹیں متعین کی ہیں - عیسائیوں کے لئے دو سیٹیں - پارسی / ہندو کے لئے ایک سیٹ اور قادیانیوں کے لئے ایک سیٹ متعین ہے - اس لئے اس اسمبلی کو یا چیف الیکشن کمشنر کو کوئی اختیار نہیں کہ وہ کسی آئینی ترمیم کے بغیر ایک نشست کا اضافہ کرے- یا کسی نشست کو ختم کر دے قادیانیوں کی نشستیں بہت سخت جدوجہد کے بعد انہیں اقلیت قرار دے کر 1974ء میں ترمیم کر کے متعین کی گئی تھیں - یہ قوم و ملت کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے کہ قادیانی موقف کی حمایت کرتے ہوئے ان کی سیٹ کو ختم کر دیا گیا اس ایوان میں ایک ایسا ممبر موجود ہے جس کو آئینی حیثیت حاصل نہیں ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کی کارروائی اس وقت تک قانونی اور آئینی نہیں ہو سکتی جب تک اس کا وجود آئینی اور قانونی نہ ہو - لہذا جب تک اس کی وضاحت نہیں ہو جاتی اجلاس کی کارروائی جاری نہ رکھی جائے -

جناب سپیکر - مولانا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

مولانا منظور احمد چنیوٹی - جناب والا میں اس کی مزید وضاحت چاہوں گا -

میاں محمد اسحاق - جناب سپیکر میں آپ کی توجہ ایک نکتے کی طرف دلانا چاہتا ہوں - کہ ہاؤس میں جو کارروائی کی جا رہی ہے آج ہم سب اراکین اسمبلی شرک میں شریک ہو رہے ہیں اور جو آپ کے

سامنے گرز رکھا ہوا ہے ۔ اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے ۔ یہ غیر شرعی چیز ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا تھا کہ میں حجر اسود کو اس لئے بوسہ دے رہا ہوں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بوسہ دیا کیونکہ یہ پتھر نہ تو مجھے کوئی نفع دے سکتا ہے اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتا ہے ۔ میں آپ سے اور اس ایوان سے گزارش کروں گا کہ اس غیر شرعی چیز کو یہاں سے فوراً ہٹا دیا جائے اور اگر آپ کی میز پر کسی ایسی چیز یا نشانی کا رکھا جانا ضروری ہی ہو تو یہاں رحل پر قرآن حکیم رکھا جائے جس کے صدقے یہ پاک سرزمین معرض وجود میں آئی تاکہ یہاں پر قرآن پاک میں دئے گئے اللہ کے قانون کو نافذ کیا جا سکے ۔ اس معزز ایوان میں آج پاکستان کے صوبہ پنجاب کا بجٹ اجلاس جاری ہے ۔ مگر یہ اتنی بڑی غیر شرعی نشانی کے سائے میں ہو رہا ہے ۔ میں آپ کو اس غیر شرعی و غیر اسلامی گرز کی پوری ہسٹری جو کہ انسائکلوپیڈیا برٹینیکا میں درج ہے اور جو میں اپنے ساتھ لایا ہوں پڑھ کر سنا سکتا ہوں ۔ جس سے آپ اور یہ معزز ایوان بخوبی اندازہ لگا سکیں گے کہ یہ گرز اور اس کا کسی قسم کا تعلق اسلام کے ساتھ نہیں یہ قدیم کلیساؤں کی یادگار ہے جو کہ انگریز اپنے ساتھ لایا اور پھر آج سے 38 سال قبل یہاں سے رخصت ہو گیا مگر یہ گرز یہیں چھوڑ گیا جسے ہم 38 برسوں سے سینے سے لگائے ہوئے ہیں ۔ اسلام کے ناطے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل غلط اور غیر شرعی کام ہے ۔ لہذا میں پھر آپ سے اور اس معزز ایوان سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اسے فوری طور پر یہاں سے اٹھوا دیا جائے اور اس کی جگہ قرآن کریم رکھا جائے ۔ بلکہ میں تو اس حد تک عرض کروں گا کہ اس صوبے کی تمام چھوٹی اور بڑی عدالتوں کے جج صاحبان کی میزوں پر بھی اسی طرح قرآن پاک کے نسخے رکھے جائیں جو کہ یہ ظاہر کرے کہ اصل حکمرانی قرآن پاک ہی کی ہے اور جو بھی عدالتوں میں گواہی دینے کے لئے آئے تو قرآن پاک کی موجودگی سے اس کے دل میں خوف خدا ہو اور وہ سچی گواہی دے اسی طرح کا خوف خدا جج صاحبان کے دلوں میں بھی پیدا ہو گا اور وہ بغیر کسی خوف یا دباؤ کے مقدمات کے بالکل صحیح فیصلے صادر فرما سکیں گے ۔ میرے بزرگو اور بھائیو اور بہنو ! یہ ہمارے لیے ایک چیلنج ہے اور میری اس تجویز کی تائید کریں ۔

جناب سپیکر ۔ مولانا صاحب مجھے اجازت دیجئے انکے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دے دوں مجھے انکی بات کا جواب دینے دیں ذرا تشریف رکھیے ۔ محترم اس سلسلہ میں ایک قرار داد سیکرٹری اسمبلی کو موصول

ہوچکی ہے۔ جس پر با قاعدہ فیصلہ ہوگا۔ اور ابھی آپ نے جو گرز کے بارے میں فرمایا ہے میں اسکو ابھی اٹھوائے دیتا ہوں

(تالیاں)

آپ تشریف رکھیں میں نے اپنے سیکریٹریٹ کو کہہ دیا ہے اور قرآن کریم رکھنے کے بارے میں سیکریٹری اسمبلی کو ھدایت کردی ہے۔ یہاں باقاعدہ طور پر قرآن کریم رکھا جائیگا۔ (آوازیں) یہ تو قرآن کریم کی بے حرمتی ہے کہ لوگ اوپر بیٹھے ہوئے ہیں اور قرآن پاک نیچے ہوگا۔

(قطع کلامیاں)

آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔ مولانا صاحب میں آپکو کہہ رہا ہوں۔

مولانا منظور احمد چینوٹی۔ جناب سپیکر میں نے ایک اہم سوال پیش کیا تھا اسمبلی کی ایک نشست کو ختم کیا گیا ہے ایک نشست جو آئین میں متعین ہے اسکو بڑھا دیا گیا ہے اس اسمبلی کو یا چیف الیکشن کمشنر کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ لھذا آپ اسکی وضاحت کریں۔ میں اس سوال کو جناب گورنر صاحب کے سامنے پیش کرچکا ہوں۔ اور گورنر صاحب نے اسکی تائید کی ہے اگر قادیانی اپنا نمائندہ نہیں دیتے تو انکی سیٹ خالی رہنی چاہئیے۔ کیونکہ قادیانی اور مرزائی کے تشخص کو قائم رکھنے کے لئے اس سیٹ کو خالی رکھا جائیے۔ یا آپ انہیں مجبور کریں اگر کہ وہ پاکستان کے باشندے ہیں اور اس کے آئین کو قبول کرتے ہیں تو پھر اس پر عمل کریں۔ وہ پاکستان میں بستے ہیں اور ارض پاک سے مفاد حاصل کرتے ہیں لیکن آئین سے بغاوت کرتے ہیں لھذا انہیں آئین کا پابند کیجئے اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو کسی اور ملک کی شہریت اختیار کرلیں اور اگر نہیں ہوسکتا تو ھمارا مطالبہ ہے کہ آئین میں جو نشست مقرر کی گئی ہے وہ خالی رہنی چاہیے جس خاتون کو اس نشست پر کامیاب قرار دیا گیا ہے وہ آئین اور قانون کے خلاف ہے۔ اس کے انتخاب کو کالعدم قرار دیا جائے اور قادیانیوں کی نشست کو خالی رکھا جائے۔ جب تک اس کی وضاحت نہیں ہوتی آئینی سقم برقرار ہے اور پنجاب اسمبلی کا ڈھانچہ نامکمل ہے۔ اور جب تک اس کی تصحیح نہیں ہو جاتی ہم مطمئن نہیں ہونگے۔

جناب سپیکر ۔ مولانا اس پر رولنگ آچکی ہے اس نکتہ پر آپ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھا سکتے ۔ اس سلسلے میں سیکرٹری اسمبلی کو آپ کا سوال موصول ہوچکا ہے جو admit بھی ہوچکا ہے ۔ اس پر آپ بات کرسکتے ہوں وائیں صاحب آپ مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ جناب والا ۔ میرا بھی پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

جناب سپیکر ۔ کیا آپ نے اس سلسلے میں کوئی سوال یا قرار داد بھیجی ہے ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ نہیں جناب

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میں ابھی دریافت کرکے آپ کو بتاتا ہوں ۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی ۔ جناب سپیکر میں پوائنٹ آف آرڈر یا گذارش کرنی چاھتا ہوں ۔ ھمارے بعض رفقاء ضمنی الیکشن میں منتخب ہو کر آئے ہیں اور وہ یہاں تشریف فرماھیں ان کو بلوا کر حلف لیا جائے پھر کارروائی کی جائے ۔

جناب سپیکر ۔ ان کا ابھی نوٹیفیکیشن نہیں ہوا ۔ اس لئے ان کا آج حلف نہیں ہوسکتا ۔ جب نوٹیفکیشن ہو جائے گا تو اسکے بعد ان کا حلف ہوگا

چودھری غلام رسول گوندل ۔ جناب والا ۔ آپکے سامنے ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا پہلے تین دفعہ فیصلہ ہو چکا ہے ۔ بلا وجہ تقریر کرنے اور تصاویر اتروانے کیلئے جن کا کوئی مقصد نہیں ہے بار بار باتیں کی جا رہی ہیں ۔ تو عرض ہے کہ کوئی تعمیری بحث ہو جسکے لئے ہم اکٹھے ہوئے ہیں کوئی قانون کی بات ہو ۔ رشوت روکنے کی بات ہو ڈویلپمنٹ کی بات ہو ۔ یا بجٹ کی بات ہو ایک بات جس کا تین دفعہ بلکہ چار دفعہ فیصلہ ہوچکا ہے وہ دوبارہ معززاراکین شروع کر دیتے ہیں۔ قران مجید سامنے رکھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اسکو سمجھنے کی اور اسپر عمل کرنے کی ضرورت ہے ۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ سامنے ہونا چاھیے جبکہ آدمی اوپر بیٹھے ہوں اور قران پاک نیچے رکھ لیں اس لئے میری گزارش ہے اور میں جملہ اراکین کے سامنے التجا کروں گا کہ ھماری بحث ۔ ھماری سوچ اور ھماری فکر تعمیری ہو نہ کہ ہم صرف بحث میں الجھے رہیں اور ھمارا کوئی واضح پروگرام ھی نہ ہو لہذا میں گذارش کرونگا کہ جو بات کی جائے وہ تعمیری نکتہ نظر سے کی جائے اور بہتر سے بہتر سوچ

سامنے لائی جائے ۔ اور ایک دوسرے پر کیچڑ نہ اچھالا جائے جیسے کہ یہ کہا گیا کہ آپ کا حلف ٹھیک نہیں ہوا ۔ حالانکہ اسپر پہلے ہی تین دفعہ فیصلہ ہوچکا ہے۔ یہ کہا گیا کہ ابھی آپ کی سیٹ کنفرم نہیں ہوئی فلاں شخص اس ہاؤس میں کیوں آگیا ہے۔ ٹھیک ہے اگر وہ ممبر الیکٹ ہوکر ایوان میں پہنچ گئے تو ان کی تقریب حلف برداری بھی ہو جائیگی ۔ اس لئے میں گذارش کرونگا کہ ہماری سوچ تعمیری ہونی چاہیے نہ یہ کہ ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر الجھتے رہیں۔شکریہ

جناب سپیکر — جزاک اللہ ۔ تشریف رکھیں ۔ معزز حضرات

رانا پھول محمد خان — جناب والا ۔ میں جناب وزیر اعلیٰ سے گذارش کرونگا کہ انہوں نے ارکان اسمبلی پر مہربانی فرمائی تھی اور پہلے پانچ اسلحے کے لائسنس جاری کرنے کا حکم دیا تھا۔ پھر بیس۔ لیکن اب پھر حکومت نے پانچ لائسنس جاری کرنے کا حکم صادر کر دیا ہے؟

جناب سپیکر — رانا صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

رانا پھول محمد خان — جناب والا ۔ میں یہ پانچ لائسنسوں کو واپس کرتا ہوں ۔ میں انہیں قبول نہیں کرتا (نعرہ ہائے تحسین) مرکزی حکومت والے جو جی چاہے کریں ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا ۔ میں جناب والا ۔ انہیں یہ لائسنسوں کا کوٹہ واپس کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر— یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں (قطع کلامیاں) (اس مرحلہ پر بیشتر معزز اراکین کھڑے ہوگئے) ۔

ایک معزز ممبر — تمام اراکین اسمبلی اسکی تائید و حمایت کرتے ہیں (قطع کلامیاں) ۔

جناب سپیکر - تشریف رکھئے ۔ آپ صرف پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرسکتے ہیں ۔

جناب وزیر اعلیٰ - جناب والا ۔ اس سلسلے میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہونگا ۔ دراصل اسلحہ کے لائسنسوں کے بارے میں پہلے جو فیصلہ کیا گیا تھا اس کے تحت سینیٹروں کو بیس لائسنس جاری کرنے کا اختیار تھا اس طرح سے ایم ۔ این ۔ اے صاحبان کو بھی بیس لائسنسوں کا کوٹہ دیا گیا تھا اور صوبائی اسمبلی کے ارکان کو بھی بیس لائسنسوں کا کوٹہ دیا گیا تھا ۔ یہ فیصلہ وفاقی حکومت نے کیا تھا ۔ اور انہوں نے یہ فیصلہ کرکے تمام صوبوں کو اطلاع کردی تھی ۔ اس کے بعد پھر انہوں نے اپنے فیصلہ میں ترمیم کرکے سینٹرز اور ایم این اے صاحبان کے لئے دس لائسنسوں کا کوٹہ کر دیا صوبائی اسمبلی کے اراکین کے لیے وفاقی

حکومت نے پانچ لائسنسوں کا کوٹہ منظور کیا یہ فیصلہ انہوں نے دوبارہ ہنس اور دوسرے صوبوں میں بھی بھجوایا ۔ لیکن ہمارے معزز اراکین نے جو مطالبہ کیا ہے میں ان کے جذبات کو سمجھتا ہوں ان کی قدر کرتا ہوں اور میں خود بھی محسوس کرتا ہوں کہ اس طرح کے فیصلہ کو پہلے کچھ فیصلہ کیا اور بعد میں کچھ فیصلہ کیا مناسب بات نہیں ہے آپ کے جذبات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم وفاقی حکومت سے انشاءاللہ رابطہ قائم کریں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

ایک معزز ممبر ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں جو ڈپٹی کمشنر صاحب کو اختیارات دیئے گئے ہیں وہ واپس کیوں نہیں لیے جاتے وہ اختیارات ہمیں تفویض کیے جائیں ۔ ان کو ڈیڑھ سو لائسنسوں کا اختیار حاصل ہے ۔ یہ اختیارات ان کو کیوں دئے گئے ہیں

MR SPEAKER No cross talk please,

جناب وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا میں خود بھی محسوس کرتا ہوں کہ فیصلوں کو اتنی جلدی تبدیل نہیں کرنا چاہیے ۔ بہر حال ہم اس مسئلے کو وفاقی حکومت سے ضرور take up کریں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ (قطع کلامیاں)

چوہدری غلام رسول گوندل ۔ جناب والا ۔ سنیٹرز صاحبان کا نہ تو عوام سے رابطہ ہے کہ ان کا عوام سے کوئی تعلق ہے نہ ہی ان کو یہ علم ہے کہ کس نے ان کو ووٹ دیا ہے کس نے ہمیں propose کیا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ بات ہو گئی ہے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

چوہدری غلام رسول گوندل ۔ ان کے لئے دس لائسنس اور ہمارے پانچ لائسنس ۔۔

جناب سپیکر ۔ یہ بات ہو گئی ہے ۔ (قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خاں ۔ جناب سپیکر ۔

جناب سپیکر ۔ کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں ۔

رانا پھول محمد خاں ۔ جی ۔ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

جناب سپیکر ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

رانا پھول محمد خاں ۔ جناب والا ۔ یہ پوائنٹ آرڈر ہے ۔ جناب والا ۔ کارروائی سے پہلے ، ضمنی بجٹ پیش ہونے سے پہلے آپ اس شق کو معطل کر کے ہماری بات پر بحث کرنے کی اجازت دیں اس کے بعد ضمنی بجٹ پیش کروالیں پاس کروالیں آپ کسی بھی رول کو suspend کر سکتے ہیں ۔

جناب سپیکر - رانا صاحب - یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے - آپ تشریف رکھیں مخدوم زادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں -

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Sir, my point of order is this. I draw your attention to the Provincial Assembly Rules of Procedure. It has been circulated by the Assembly Secretariat. In the preface of above said booklet, it is stated that the Government of the Punjab has made these Rules to....

چوھدری محمد صدیق سالار - جناب والا اسمبلی میں اردو میں بات ہونی چاہیے پوائنٹ آف آرڈر بھی اردو میں ہونا چاہیے - لہذا مخدوم صاحب بھی اردو میں بات کریں -

(قطع کلامیاں)

مخدوم زادہ سید حسن محمود - (انگلش)

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Sir under Article 57 - read with Article 127, the Governor has the power to make rules for the Provincial Assembly, for the conduct of its business until the Assembly itself is in a position to make its own Rules of Procedure. I have tried to search the notification issued on behalf of the Governor of the Punjab in the Official Gazette to see if the Governor has made these rules for this Assembly. Kindly verify whether the Governor of the Punjab has been pleased.

چوھدری محمد صدیق سالار - جناب والا - ھاؤس میں کوئی چیز پڑھی نہیں جا سکتی -

جناب سپیکر - اس میں آپ نوٹس دیکھ سکتے ہیں -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - جناب والا - جہاں تک قواعد انضباط اور کار قانون سازی کا تعلق ہے -

To quote those provisions and to argue on those provisions I have to be specific. I can make a short statement without notes.

میں اردو میں بھی کہہ سکتا ہوں - لیکن جہاں تک قانون سازی اور آئین کا تعلق ہے، (انگلش) -

I have to resort to English language as indicated by the Secretary Punjab Assembly in the preface of the booklet entitled "Rules of procedure of Provincial Assembly of the Punjab, 1973" supplied to the Members, it is clear that the Governor has not made the Rules for this Assembly.

اور یہ گزٹ ترامیم کی گئی ہیں کہ وہ اس اسمبلی کے رولز تصور نہیں کی جا سکتیں -

مہر ظفر اللہ خان بھروانہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ آج صرف ضمنی میزانیہ پیش ہونا ہے ۔ قانون اور رولز کے مطابق اس کے علاوہ اور کسی مسئلے پر آج اور کل کے دن بحث نہیں ہو سکتی اس لئے میری گزارش ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر قانونی نکتہ نظر سے درست نہیں ہے لہذا ضمنی میزانیہ پیش کیا جائے ۔

جناب والا ۔ ایک بات میں مزید جناب کی وساطت سے معزز ایوان سے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جب بھی کوئی تحریک ایسی اہم ہو جیسے کہ جناب کے خلاف ایک مولانا صاحب نے دی ہے اور وہ اخبارات میں شائع ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے سارے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ ایسی تحریکیں سوچ سمجھ کر ، چھان بین کے بعد دینی چاہئیں ۔ اور یہ مناسب نہیں کہ کسی مسلمان کو کافر کہہ دینا اور پھر اس کی تصدیق کے بعد یہ کہہ دینا کہ انہیں تم کافر نہیں مسلمان ہو ۔ مناسب نہیں لگتا ۔

میں جناب کی وساطت سے مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ۔ ایسی تحریکیں سوچ سمجھ کر پیش کرنی چاہئیں۔ ایسی باتوں سے معزز ممبران کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ جناب والا ۔ آج صرف ضمنی میزانیہ پیش کرنے کا دن ہے ۔ اس اجلاس کو ایک ماہ تک جاری رہنا ہے ۔ باقی باتوں پر تقاریر کرنے کے لئے آپ نے دن مقرر کر دئیے ہیں ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آج صرف میزانیہ پیش کیا جائے اور جو ایام تقاریر کے لئے مقرر ہیں ۔ ان ایام میں معزز ممبران دل کھول کر تقاریر کریں ۔

جناب سپیکر ۔ مہر صاحب یہ اب بات ختم ہو چکی ہے ۔ اس پر مزید بحث اب نہیں کرنی چاہئیے ۔ مخدوم زادہ صاحب آپ کی بات کا میں جواب دیتا ہوں آپ تشریف رکھئیے ۔ Gazette Notification جس کے بارے میں ابھی آپ نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے ۔ اس سلسلہ میں گورنمنٹ پرنٹنگ پریس سے اور دیگر ذرائع سے Gazette Notification تلاش کرنے کی کوشش کریں گے ۔ اور اس کے بعد اس سلسلہ میں آگاہ کر دیا جائے گا ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر ، کچھ ہمیں بھی بتائیے کہ مخدوم زادہ صاحب نے کیا فرمایا ہے ۔ آپ ہمیں اردو میں بتائیے ۔ تاکہ ہمیں بھی سمجھ آئے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر۔ اگر اجازت ہو تو میں اردو میں دوبارہ عرض کروں۔ میں نے پوائنٹ اٹھایا تھا کہ آپ اس ہاؤس کی کارروائی کے لئے اور اپنے لئے ضابطہ کار بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جب تک آپ خود کوئی ضابطہ کار نہ بنائیں وہ اختیار گورنر کو ہے۔ انہوں نے وہ اختیار استعمال نہیں کیا ہے۔ میں نے Notification دیکھے ہیں۔ انہوں نے 1973ء کے ضابطہ کار میں ترامیم کی ہیں۔ لیکن ان ترامیم کو اس اسمبلی کے لئے رولز آف پروسیجر کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ چونکہ ہمارے پاس رولز آف پروسیجر نہیں ہیں ہم اس اسمبلی کی کارروائی کیسے چلا سکتے ہیں۔ وہ تو ایک ترمیم ہے جو کہ اس اسمبلی کے لئے نہیں ہے۔ یہ 1973ء کی اسمبلی کے لئے ہے۔ تو ہم قواعد انضباط کار کے بغیر کیسے چل سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ رولز آف پروسیجر گورنر پنجاب کی طرف سے ہیں۔ اس وقت جس کے مطابق اس اسمبلی کے معاملات چل رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں مخدوم زادہ صاحب آپ کو کوئی شک ہے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جی ہاں جناب۔ اس میں مجھے شک ہے۔ 118 آپ کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اس میں آپ نے پہلے صفحہ پر ملاحظہ فرمایا ہے

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جی ہاں جناب، یہ Preface ہے۔

It is only a preface.

Mr. Spe ker — This is from the Governor of the Punjab.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud — No sir give me the order of the Governor of the Punjab who has exercised the power and made the rules for the procedure of this Assembl . Then we can proceed..

جناب وزیر قانون۔ جناب والا۔ اگر اجازت ہو تو میں اس کی وضاحت کردوں۔

جناب سپیکر۔ جی چوھدری صاحب۔

جناب وزیر قانون۔ میں جناب سپیکر کی اجازت سے معزز ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کردوں۔ کہ دستور کی دفعہ 67، کو اگر آرٹیکل 127 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔ تو یہ بات درست ہے کہ جو رولز آف پروسیجرز ہیں۔ اسمبلی کے لئے قواعد انضباط کار کو بنانے کے اختیارات ہاؤس کو تفویض کئے گئے ہیں۔

لیکن تا وقتیکہ وہ ضوابط یہ ہاؤس خود وضع نہ کرلے لہٰذا گورنر یا پریذیڈنٹ کے بنائے ہوئے قواعدوانضباط کار کو قانونی سمجھا جائے گا اور وہ نافذالعمل رہیں گے ۔ جناب معزز ایوان کی اطلاع کے لئے میں عرض کر دوں کہ موجودہ صوبائی اسمبلی کے رولز آف پروسیجر آف دی پراونشل اسمبلی آف دی پنجاب 1973ء سال 1973ء میں گورنر پنجاب نے بنائے تھے جو کہ اب تک نافذ ہیں اور ابھی تک اس ایوان نے اپنے قوانین اپنے رولز سے ان کو replace نہیں کیا ہے لہٰذا جناب گورنر کے تشکیل کردہ قواعد وضوابط برقرار رہیں گے ۔ اور جو بھی گورنر صاحب یا ان کے جانشین آئیں گے with in the definition of the Governor Punjab یہ قواعد ضوابط موجود رہیں گے ۔ اور وہ ہی اس میں ترامیم کر سکتے ہیں ۔ اگران میں کوئی ترامیم کی گئی ہیں ۔ تو وہ ترامیم valid ہیں ۔ او جب تک یہ ہاؤس ان رولز آف پروسیجر کو خود اپنے رولز بنا کر replace نہ کر دے یہ رولز نافذ العمل رہیں گے ۔ جہاں تک نوٹیفیکیشن کا تعلق ہے جناب والا نے رولنگ دے دی ہے کہ جب یہ لاگو ہوئے تھے اس نوٹیفیکیشن کو گورنمنٹ پرنٹنگ پریس سے منگوا کر پیش کر دیا جائے گا ۔ لیکن میں یہ بات واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب تک گورنر صاحب کے بنائے ہوئے رولز موجود ہیں ۔ گورنر صاحب ہی اس میں ترمیم کرسکتے ہیں ۔ ہاؤس اس میں ترمیم نہیں کر سکتا ۔ ہاؤس جب اپنے رولز بنالے گا ۔ تو اس وقت البتہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں ہاؤس ترمیم کر سکتا ہے گورنر صاحب اس میں ترمیم نہیں کر سکتے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر میں Articles کو پڑھ کر آیا ہوں یہ میرے پاس بھی موجود ہیں وہ Articles اگر موجود نہ ہوتے تو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ سال 1935ء جو پاکستان کی آزادی کے وقت نافذ تھا ۔ کے مطابق پنجاب اور بنگال یہ دونوں صوبے تقسیم ہو گئے تھے تو اس وقت آ ان میں یہ پرویژن دے دیا گیا تھا کہ فلاں فلاں رولز آف پروسیجرز ان صوبوں میں alppy کریں گے ۔ لیکن جب سے یہ اسمبلی بنی ہے ۔ ان کا یہ نکتہ غلط ہوگیا ہے کہ سال 1973ء کے قانون نافذ ہیں ۔ اگر یہ نافذ ہوتے تو پھر دفعہ 67 اور آرٹیکل 127 کی ضرورت کیوں پڑتی اور اس کو آئین میں کیوں درج کیا جاتا ۔ اگر یہ قانونی سقم ہے تو اس کا علاج موجود ہے ۔ آپ نے اور میں نے یہ حلف لیا ہے ۔ کہ ہم دستورکو preserve کریں گے اس کا دفاع کریں گے ۔ اور قانون اور آئین کے مطابق اپنی کارروائی چلائیں گے ۔ میرا مقصد کام میں رکاوٹ نہیں ہے ۔ میرا مقصد

ہے کہ آپ وہ راہ متعین کریں جو کہ قانون اور آئین کے مطابق ہو ۔ تا کہ ہم غیر آئینی باتیں نہ کریں ۔ اور اس کا آپ کے پاس حل موجود ہے ۔ اس کے حل کو نوٹیفائیڈ یہ رولز آف پروسیجرز اس اسمبلی کو apply نہیں کرتے ہیں ۔ یہ جتنے بھی Notification ہیں اور ordinances ترامیم ہیں to the 1973 Constitution Rules of Procedure

You should have applied to the Governor of the Punjab to make the rules prior to the proceedings of this Assembly.

اگر اس کا گزٹ نوٹیفکیشن آ جائے ۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ میں نے یہ کبھی تسلیم نہیں کیا کہ ہم اس ضابطہ کار کو بنانے والے ہیں ۔ ضابطہ کارروائی کو ۔ یا اس میں ہم ترمیم کرنا چاہتے ہیں ۔ میری صرف آرزو ہے کہ یہ رولز آف پروسیجرز فی الحال اس اسمبلی کے لئے نہیں ہیں ۔ لہذا ان قوانین اور ضوابط پر ہم کارروائی نہیں کر سکتے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ آپ کی تجویز کو consider کرتے ہیں ۔ اور اس اسمبلی کی کارروائی شروع رہتی ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ کس رولز کے تحت جناب ؟

جناب سپیکر ۔ ان ہی رولز کے تحت ۔

جناب محمد رفیق ۔ جناب والا ۔ ابھی ابھی آپ کی اجازت سے جناب وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ یہ معزز ایوان گورنر صاحب کے بنائے ہوئے ضابطوں میں ترمیم کا اختیار نہیں رکھتا میں آپ کی وساطت سے احتجاجاً اس معزز ایوان کی سامنے یہ گزارش اور پوچھنے کی جسارت بھی کروں گا کہ کارروائی کو آگے چلانے کے سلسلہ میں ہمیں ممبران کو یا اس معزز ایوان کو قبل ازیں یہ پتہ چل جانا چاہیے کہ ہمارے اختیارات کیا ہیں ؟ ہم کیا کر سکتے ہیں ؟ کیا کرنے کے مجاز ہیں ؟ کیا نہیں کر سکتے ہیں ؟ اس طرح سے ہمیں یہ بھی پتہ چلنا چاہیے کہ معزز وزراء کرام کے کیا اختیارات ہیں ؟ اور آپ کے کیا اختیارات ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ اس سلسلہ میں انہوں نے یہ بھی وضاحت کر دی ہے کہ اسمبلی نئے رولز بنا سکتی ہے ۔ جملہ قواعد و ضوابط اسمبلی اپنی مرضی سے بنا سکتی ہے ۔ اس بات کو چاہے آپ نے نہیں سنا ، آپ یا اختیار ہیں اسمبلی کو اختیار ہے کہ وہ اپنے قواعد و ضوابط اپنی طور پر بنا سکے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ......

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم صاحب میں آپ کی بات پر رولنگ دے چکا ہوں ، آپ تشریف رکھیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ میں تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں ؟

مسٹر سپیکر ۔ تحریک استحقاق آپ بجٹ کے دن پیش نہیں کر سکتے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ وہ بھی میں عرض کر دیتا ہوں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ یہ گزارش کرنا چاہوں گا نہ تحریک استحقاق پیش کرنے کے لئے اگر اجلاس شروع ہونے سے ایک گھنٹہ قبل اس کا نوٹس نہ دیا جائے تو تحریک استحقاق ایوان میں پیش نہیں کی جا سکتی ۔۔۔۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ میں جناب وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ رولز کو پہلے اچھی طرح مطالعہ کر لیا کریں تا کہ میں تازیر نہ کروں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جی آپ خود بھی اچھی طرح پڑھ لیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ استحقاق کی جس وقت Privilege breach ہو گی ، میں اسی وقت تحریک پیش کر سکتا ہوں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر قانون قاعدہ نمبر بتائیں گے ۔ ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ قاعدہ نمبر 54 ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا اگر میرا استحقاق اب مجروح ہوا ہے جو مجھے حق حاصل ہے کہ میں ابھی تحریک استحقاق پیش کروں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر قانون صاحب کیا آپ اس سلسلہ میں کوئی rule qoute کرنا چاہتے ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جی ہاں ۔ جناب والا رول 54 میں جناب کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ، Question of Privilege ۔

Rule 53. A member may, with the consent of the Speaker, raise a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly or of a Committee.

رول 54 کے مطابق

Rule 54. A member wishing to raise a question of privilege shall give notice in writing to the Secretary not less than one hour before the commencement of the sitting on the day the question is proposed to be raised.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud—Mr. Speaker, the Law Minister is referring to breach of privilege outside the House.

I am referring the breach of privilege which has occurred now.

اس کیلئے میں کیسے ایک گھنٹہ پیچھے چلا جاؤں ۔ ہمارے تمام ممبران کے استحقاق کو مجروح کیا گیا ہے ۔ یہی بات میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا میں یہ بھی جناب کی خدمت میں عرض کر دوں کہ اگر کوئی ایسی urgency بھی ہو ۔

Provided that the Speaker may, if he is satisfied about the urgency of the matter, dispense with the requirement of notice and allow a question of privilege to be raised at any time during the course of sitting after the disposal of questions.

تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر کوئی ایسی urgency موجود ہو تو جناب سپیکر آپ کے پاس یہ discretion موجود ہے ۔ لیکن جب تک آپ اجازت نہ دیں ، یا اس رول کو Suspend نہ کریں اور دفعہ 54 موجود ہے اسوقت تک کوئی تحریک استحقاق ایک گھنٹہ قبل نوٹس دیے بغیر ایوان میں پیش نہیں کی جا سکتی چاہے یہ واقعہ ایوان کے اندر ہو یا باہر جب تک کہ رولز suspend نہ کردیے جائیں ۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی urgency موجود ہے تو آپ کو اختیار حاصل ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر وزیر قانون صاحب نے -----

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ایک گھنٹہ پیشتر کے علاوہ جناب سپیکر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اطمینان کرنے کے بعد اس ایوان میں بھی کسی معزز رکن کی تحریک استحقاق کو ایوان کی مرضی سے قبول فرما سکتے ہیں لیکن تاوقتیکہ یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ یہ درست ہے اور دفعہ (54) بھی یہی کہتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب آپ اس میں یہی apply کروانا چاہتے ہیں کہ ۔

Provided that Speaker may, if he is satisfied about the urgency of the matter.

M khdumzadə Syed Hasan Mahmud : How can I satisfy you unless you are heard.

(Lughter)

جناب سپیکر میں یہ بیان کروں اور کہوں گا کہ جب میں اپنی تحریک استحقاق ایوان میں پیش کروں گا تب ہی آپ کو اطمینان ہوگا اور جب میں نے اپنی تحریک استحقاق آپ کے سامنے پیش ہی نہیں کی تو آپ کیسے اختیارات استعمال کریں گے ؟

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر یہ آپ کی صوابدید پر ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ مجھے پڑھنے دیں یا سن لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک استحقاق پیش کی جائے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ میری تحریک استحقاق انگریزی میں ہے وہ میں آپ کو بھجوا دیتا ہوں تا کہ اس پر آپ رولنگ دے سکیں اور میری تحریک استحقاق یہ ہے کہ اس ایوان کے تمام معزز ارکان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ ۔

(قطع کلامیاں)

چوں کہ اس میں نہ صرف میرا بلکہ تمام ممبران کا جس سے بھی تعلق ہو سب کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس رولز آف پروسیجرز کے ساتھ گورنر کا وہ نوٹیفیکیشن ہونا چاہئیے تھا جو وہ اس کو اس اسمبلی پر حاوی کرتا جب تک وہ نوٹیفیکیشن نہیں تھا ممبران کو یہ غلط رولز بانٹنے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی اور ممبران کو اس سے مغالطے پیدا ہوئے ہیں ۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ہندوستان میں وزیر اعظم اندرا گاندھی نے ایک سوال کا جواب غلط دیا تھا تو impeachment ہو گئی تھی ۔ تو ہمارا یہ حق ہے کہ وزراء سے بیوروکریسی کے سیکرٹریوں سے جو اطلاع طلب کریں وہ حقائق پر مبنی ہونی چاہئیے اور اگر وہ غلط بیانی سے کام لیں گے تو ہمارے حقوق مجروح ہوں گے لہذا ہمیں یہ استحقاق حاصل ہے کہ جس چیز کو ہم طلب کریں وہ صحیح ہو وہ ریکارڈ پر ہو اور اس طرح کے رولز آف پروسیجر جس کی بانٹنے کی اتھارٹی نہیں ہے وہ سب ممبران کو بانٹ کر ہمیں مغالطے میں ڈال دیا گیا ہے (نعرہ ہائے تحسین)

اس طرح ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے ۔ میں آپ کو پیش کرتا ہوں چاہے آپ استحقاق کمیٹی کو دیں تا کہ یہ انکوائری ہو سکے کہ ایسی غلطی کیوں سرزد ہوئی ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب سپیکر اس سے قبل کہ آپ اس پر کوئی رولنگ دیں یا کوئی آرڈر فرمائیں ، میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر - جی - آپ فرمائیں -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - یہ تحریک استحقاق جس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ ان کا استحقاق ابھی مجروح ہوا ہے - رولز آف پروسیجر کی کاپی تمام معزز ارکان کو بہت پہلے تقسیم کردی گئی تھی اور یہ بھی آپکے اور ان کے علم میں ہے کہ اسمبلی کی تمام کارروائی جناب گورنر کے تشکیل کردہ رولز آف پروسیجر کے مطابق چلائی جارہی ہے - اس کے ثبوت میں ، میں یہ نکتہ بھی آپ کے سامنے پیش کروں گا کہ یہ تحریک استحقاق انگریزی میں ڈرافٹ کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایوان میں آنے سے پہلے ڈرافٹ کی گئی ہے اسلئے یہ کہنا کہ ان کا استحقاق اس ایوان کے اندر مجروح ہوا ہے قطعی درست نہیں ہے ، اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس نکتہ پر آپ رولنگ بھی دے چکے ہیں کہ ان ضوابطکار کے متعلق نوٹیفکیشن پیش کر دیا جائے گا - اس لئے اس نکتہ پر تحریک استحقاق پیش کی جارہی ہے جب کہ اس کا باقاعدہ نوٹس نہ دیں اس ایوان کے سامنے پیش نہیں کی جا سکتی - کیونکہ یہ بات ان کے آج اسمبلی میں آنے سے پہلے نوٹس میں ہے اور اس کی کاپی بھی ان کے پاس موجود ہے اس لئے ایک گھنٹہ پہلے اس کا نوٹس دیا جانا ضروری تھا -

ایک معزز رکن - اب تحریک استحقاق admit ہو چکی ہے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - ابھی تک تحریک استحقاق admit نہیں ہوئی -

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - آپ تشریف رکھیں -

وزیر قانون - ابھی تو وہ تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتے ہیں ابھی تک نہ تو جناب سپیکر نے admit کی ہے اور نہ ہی اس ایوان نے تحریک استحقاق admit کی ہے -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - جناب سپیکر کاش کہ وزیر قانون ذرا زیادہ تیاری کریں اور رولز آف پروسیجر کابغور مطالعہ کرتے تو ہماری یہ بحث ختم ہو جاتی میں نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا گورنر کا نوٹیفیکیشن موجود ہے کہ یہ رولز آف پروسیجر اس ایوان کیلئے بنائے گئے

ہیں - اگر آپ کہہ دتیے کہ نوٹفیکیشن موجود ہے تو پھر موری تحریک استحقاق نہیں بنتی تھی چونکہ مجھے اندازہ تھا اسلئے میں اپنی تحریک استحقاق conditional لکھوا کر لایا ہوں کہ اگر مجھے جواب نفی میں ملا اور مجھے گزٹ نوٹیفیکشن نہ ملا تو پھر اس معزز ایوان کے اراکین کا استحقاق مجروح ہوتا ہے - لہذا یہ کہنا کہ ایک گھنٹہ پہلے نوٹس والی شرط قاعدہ لاگو نہیں ہوتا - یہاں میں آؤں اور مجھے گزٹ نوٹیفیکشن مل جائے تو پھر میرا استحقاق مجروح نہیں ہوتا ہے - اسلئے یہ اعتراض کرنا بالکل غلط ہے اور یہ تحریک استحقاق جو اسطرح legal basis پر ہو اور آپ یہ چاہیں کہ سپیکر اس کو نا منظور کردے اور ممبران کے استحقاق کی پروا نہ کریے تو رویہ غلط ہے - (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر صنعت - جناب سپیکر فاضل رکن نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان کی اطلاع میں یہ بات تھی لیکن یہ خیال کرتے ہوئے کہ اگر نوٹیفیکشن مل جائے گا تو یہ تحریک پیش نہیں کریں گے - اسلئے انہوں نے privilege کا نوٹس نہیں دیا انکی یہ بات اس موقع پر درست نہیں آتی - ضوابطہ کے مطابق ان کو یہ چاہیے تھا کہ تحریک استحقاق کا نوٹس دتیے اور اگر اس ایوان میں آکر سپیکر صاحب کی جانب سے ان کو مطلوبہ نوٹیفیکشن مل جاتا تو یہ اپنی تحریک استحقاق واپس لے لتیے اس قانونی تکمیل کی غیر حاضری میں اسوقت جو یہ زبانی نوٹس آیا ہے - یہ قواعد انضباط کار کے مطابق نہیں ہے لہذا اس کی منظوری نہ دی جائے اور اپنی باقاعدہ کارروائی شروع کی جائے

جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود - مسٹر سپیکر

May I answer the Minister.

جناب سپیکر - مخدوم زادہ صاحب آپ اس پر اپنی رائے دے چکے ہیں آپ نے اپنی تحریک استحقاق پیش بھی کر دی ہے اور in writing مجھے بھیج بھی دی ہے اب مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس پر اپنی رولنگ دوں کہ میں آپکی تحریک کو accept کرتا ہوں یا نہیں ہاؤس میں کچھ confusion پیدا ہوا ہے بات اصل میں یہ تھی کہ میں مخدوم زادہ صاحب سے یہ پوچھ رہا تھا کہ کیا آپ تحریک استحقاق میں قاعدہ 54 کا سیکنڈ پیرا گراف apply کروانا چاہتے ہیں جس میں درج ہے کہ سپیکر اگر مطمئن ہو تو وہ ایک گھنٹہ پیشتر کے نوٹس کے بغیر اجازت دے سکتا ہے تو مخدوم زادہ صاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا آپ نے ابھی تحریک استحقاق دیکھی نہیں تو اس پر آپ کیا رولنگ دینا چاہتے ہیں میں یہ رولنگ اسوقت تک نہیں دینا چاہتا تھا جب تک کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پیش نہ کریں تا کہ اسکی نوعیت کے بارےمیں مجھے اندازہ ہو کہ وہ معاملہ recent occurrence

کا ہے جیسے کہ اسمیں یہ provision ہے لہذا

Rule 55 (ii) the question shall relate to a specific matter of recent occurrence.

اگر یہ recent occurrence کے متعلق ہے تو میں اس کو allow کروں اور اگر یہ recent occurrence کے متعلق نہیں ہے تو میں اس کو disallow کروں اس سلسلے میں یہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور - آپ کوئی رولنگ دیں میں آپکی assistance کے لئے اور ایک اور بات عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ آج کا دن سپلیمنٹری بجٹ کے لئے مخصوص ہے اور سپلیمنٹری بجٹ یا جس دن فنانس بل پیش ہوتا ہو یہ رول 109 اس معاملے میں بڑا واضح ہے کہ :-

Rule 209—The only proceeding on the day on which the budget is presented shall be the speech of the finance minister or a minister acting on his behalf

رانا پھول محمد خان - جناب ایک سوال عرض کرنا چاہتا ہوں

Makhdumzada Syed Hassan Mahmub :— I am on a Point of Order Sir,

Minisser for Law :— Let me speak on this point.

میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ قاعدہ for the budget یہ ضمنی میزانیہ پر بھی اس طرح apply کرتا ہے اس بارے میں میں جناب کی توجہ رول 118 کی طرف مبذول کراوں گا ۔

Rule - 118. The procedure for dealing with Supplementary Budget shall, as far as possible, be the same as prescribed for the Budget except that if on a demand for supplementary grant, funds to meet the proposed expenditure on a new service are available by reappropriation a demand for the grant of a token sum may be submitted to the vote of the Assembly and if the Assembly assents to the demand, funds may be made available.

ضمنی منظوری اور ضمنی میزانیے کے لئے وہی قانون لاگو ہوگا جو عام میزانیے کے لئے ہوگا اس لئے قاعدہ 109 کے تحت آج کا دن چونکہ سپلیمنٹری بجٹ کے لئے مختص ہے اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ آج مزید کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی جہاں تک پرولیج موشن کا تعلق ہے یہ بات اس حد تک روا رکھی جائے اور آج صرف اور صرف فنانس منسٹر کی speech ہو سکتی ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب سپیکر ۔ ۔ ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب تحریک استحقاق فوری توجہ کی متقاضی ہوتی ہے وہ بجٹ پیش کرنے والے دن بھی پیش کی جا سکتی ہے اگر ایک گھنٹہ پہلے کسی معزز رکن نے جمع کرا دی ہو ۔ تحریک استحقاق میں یہ بھی آتا ہے کہ اس ایوان کے چاروں دروازے بند کر دیئے جائیں ۔ ہم اندر بند ہیں باہر نکل نہیں سکتے تو کیا آپ کے میزانیے کی وجہ سے اس تحریک استحقاق کو سپیکر صاحب زیر غور نہیں لائیں گے ۔ تحریک استحقاق ہر حالت ایک گھنٹہ قبل نوٹس پر آ سکتی ہے ۔ تحریک التوا دوسری قرار دادیں بعد میں بھی آ سکتی ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر وزیر قانون نے آپ کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے میں اس پر ذرا وضاحت کر دیتا ہوں کہ اگر آپ صفحہ 28 نکالیں اور دیکھیں کلاز آئی اور اس کو پڑھیں تو وہاں لکھا ہوا ہے جناب سپیکر آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ۔ ارشاد فرمائیے ۔

Rule 67 (j) No motion shall be moved

(i) On the day or days fixed for the general discussion of the Budget

اس دن جس دن general discussion ہو اس دن کوئی motion move نہیں ہو گا ۔ انہوں نے انگریزی کو غلط پڑھا ہے اور انہوں نے یہ تمیز نہیں کی کہ یہ بحث ہے یا سپلیمنٹری بجٹ ہے اور یہ سپلیمنٹری بجٹ کا حوالہ دیتے ہیں ۔

ملک اللہ یار خاں

Point of Order, Sir.

جناب اگر اجازت دیں تو میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دوں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ میں ذرا ختم کر لوں پھر آپ ۔ ۔ ۔

ملک اللہ یار خاں ۔ جناب ۔ اسی نکتہ پر میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ ملک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر آپ بات کریں

ملک اللہ یار خاں ۔ کیا جناب آپ کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر ۔ جی فرمائیے ۔

ملک اللہ یار خاں - جناب والا وزیر قانون نے جس ضمن میں وضاحت کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت نہیں اس لئے کہ جو مسئلہ زیر بحث ہے اور جس کی طرف جناب مخدوم زادہ صاحب نے اشارہ کیا تھا کہ کیا وہ رولز آف پروسیجر اس وقت apply کرتے ہیں یا نہیں ؟ کیا وہ in existence ہیں یا نہیں ہیں؟ اس لئے کہ جب تک اس نکتے پر آپ فیصلہ نہ دے دیں کہ اگر جناب گورنر نے ان رولز آف پروسیجر کی نوٹیفیکیشن کر دی ہے اور گزٹ میں اس کو شائع کرا دیا ہے اس وقت تک کیا یہ رولز آف پروسیجر valid ہیں ؟ اگر رولز آف پروسیجر valid نہیں ہیں تو کیا اس وقت تک جس وقت تک کہ نئے رولز آف پروسیجر valid ہوں اس وقت تک اس ایوان کی کارروائی کو جاری رکھا جا سکتا ہے یا نہیں؟ جس وقت تک آپ اس نکتے پر اپنا فیصلہ نہ دے دیں اس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ مخدوم زادہ صاحب کا جو نکتہ استحقاق برقرار ہے جو بہت وزنی اور بنیادی ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ سب سے پہلے آپ اس نکتہ پر اپنا فیصلہ دیں کہ کیا رولز آف پروسیجر in existence ہیں ؟ کیا وہ لاگو ہیں اور اگر لاگو نہیں ہیں تو اس وقت تک جس وقت تک یہ قواعد و ضوابط (Rules of Procedure) لاگو نہ ہوں - اس ایوان کی کارروائی جاری رکھی جا سکتی ہے یا نہیں ؟

رانا پھول محمد خاں - اس پر ایک منٹ کی اجازت ہو - جناب والا - جب تک نئے قواعد و ضوابط یہ اسمبلی نہ بنا لے اس وقت تک گورنر صاحب کے ترمیم کردہ پرانے قواعد و ضوابط جو گورنر صاحب نے اس میں ترامیم کی ہیں کے مطابق ہمیں کارروائی کرنا ہوگی اور اگر ایسا نہیں تو ہم اس ہاؤس میں داخل ہی نہیں ہو سکتے - اس میں داخل ہونے کے بعد اب ہم نے نئے قواعد بنانے ہیں - اس طرح جس طرح آئین کی کتاب میں کہیں پارلیمنٹری سیکرٹری کے عہدے کے لیے یہ اشارہ بھی نہیں ہے کہ اس کو تعینات کون کرے گا اور اس طرح سے اس میں نئی ترمیم اب لانی پڑے گی -

جناب سپیکر - کیا یہ آپ تحریک استحقاق پیش کر رہے ہیں -

رانا پھول محمد خاں - جی نہیں میں ملک صاحب کے جواب میں عرض کر رہا ہوں کہ ہم نے پرانے قواعد کے تحت 1963ء کے آئین کے تحت پارلیمنٹری سیکرٹری مقرر کئے ہیں - 1973ء کے آئین میں کوئی provision نہیں اور کہیں درج نہیں اس طرح ہے جب تک نئے Rules of Procedure نہ بنا لیں یہی رولز لاگو رہیں گے - ان کے مطابق کام چلتا رہے گا -

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیے ۔ اس نکتہ پر میں سمجھتا ہوں کافی بحث ہو چکی ہے ۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا ۔ اس میں زیر بحث بات صرف اتنی ہے جیسا کہ ملک صاحب نے فرمایا ہے کہ 1973ء کے رولز کو گورنر صاحب کے ایک گزٹ نوٹیفکیشن کے ذریعے موجودہ اسمبلی نے adopt کرنا تھا چونکہ گزٹ نوٹیفکیشن available نہیں ہے اس لئے اس صورت میں اسمبلی کے سامنے کوئی Rules of Business نہیں ہے ۔ Rules of Business کے نہ ہونے سے تمام ممبران اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ دوسرا ان رولز کے تحت جتنی بھی اسمبلی کی sitting ہوئی ہیں ۔ چاہے وہ الیکشن ہوئے ہیں یا vote of confidence ہوا ہے اور چاہے اور کوئی کارروائی آج تک ہوئی ہے یا آئندہ جو بجٹ بھی پیش ہوگا وہ کالعدم ہوگا ۔ جب تک کہ رولز adopt نہ کئے جائیں ۔ (null and void) میں یہ جناب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اگر رولز پہلے adopt نہیں کئے گئے تو ان کو adopt کیا جائے ۔ لیکن یہ اس تاریخ سے لاگو نہیں ہو سکیں گے جس تاریخ سے یہ اسمبلی پہلی دفعہ assemble ہوئی تھی ۔ اب پہلی تمام کارروائی کالعدم ہو چکی ہے تو آئندہ کے لئے آپ ایسی غلط کارروائی نہ کریں جب تک کہ آپ اس پر رولنگ نہ دے لیں اور ان رولز کو آپ 1985ء کی اسمبلی کے لئے adopt نہ کریں ۔

جناب سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر میری یہ رولنگ موجود ہے کہ Rules of procedure of Provincial Assembly کے بارے میں ان کے اغراض کے سلسلہ میں میرے پاس یہ ایک دستاویز ہے جو ابھی اسمبلی سیکرٹیریٹ نے مجھے provide کی ہے ۔ جس میں The Governor has signed three copies of the Rules of Procedure. اور سیکریٹری برائے گورنر کے اس پر مورخہ 10-9-73ء کے دستخط ہیں ۔ یہ 1973ء میں اس وقت کے پنجاب کے گورنر کی طرف سے Rules of Procedure بنائے گئے ہیں اور اس وقت سے یہ جاری ہیں اور ان کو adopt کیا گیا ہے اور اس کے بارے میں گزٹ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس مل جائے گا اور وہ آپ کو provide کر دیا جائے گا اس لیے میری یہ رولنگ ہے کہ یہ کارروائی ضابطہ کے مطابق ہے اور اس پر چونکہ میرے پاس کافی شہادتیں موجود ہیں اس لئے میں اس کو ضابطہ کے مطابق قرار دیتا ہوں ۔ اور مخدوم زادہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو Rule out of Order کرتا ہوں ۔ اور جہاں تک ان کی Privilege Motion کا سوال ہے اس میں میرا استحقاق ہے کہ allow کر سکتا ہوں اور disallow بھی کر سکتا ہوں ۔

The question shall relate to a specific matter of recent occurrence

ان کی تحریک استحقاق recent occurrence کی نہیں ہے اور Rules of procedure کی کتاب مخدوم زادہ صاحب کے پاس اس وقت سے موجود ہے جب سے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے۔ اور اس سے پہلے دو اجلاس ہو چکے ہیں جس میں انہوں نے اس بات کی نشاندھی نہیں کی اس لئے معاملہ recent occurrence کا ہی نہیں ہے اس لئے ان کی تحریک استحقاق out order ہے۔

MAKHDUM ZADA SYED HASSAN MAHMUD

I raise a question form the constitutional issue of Article 63, Para 2.

مہر ظفر اللہ خان بھروانہ - اچھی بات ہے جناب پوائنٹ آف آرڈر کی۔

جناب سپیکر - آپ ذرا یہ پہلے ملاحظہ فرمائیجئے کہ آپ بجٹ یا ضمنی بجٹ کے روز آپ question put کر سکتے ہیں یا نہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود- اگر breach of Constitution ہو اور اگر آئین کی خلاف ورزی ہو تو

Because the pra reads

If a qaestion arises " then I can introduce this in the House

جناب سپیکر آپ یہ رول quote کریں

مخدوم زادہ سید حسن محمود - میں رول quote کرتا ہوں جناب پہلا ہے کہ Province میں Cabinet کیا ہو گی۔ اس میں clear provision موجود ہے اور اگر میں 1935 سے شروع کروں جو پاکستان کے آئین کی اصلی اساس تھی اس میں واضح Provision تھی کہ There will be Deputy Ministers, there will be Ministers of State

جناب سپیکر مخدوم زادہ صاحب آپ بجٹ کے دن سوالات پیش کرنے کے رول quote کریں

مخدوم زادہ سید حسن محمود میں عرض کر رہا ہوں جناب کہ جو آئین میں تحریر ہے اس میں ہے کہ —

When the question arises for raising the question, because there is a breach of Constitution

You may make a motion, then I would make اگر وہاں یہ لکھا ہوتا کہ

the motion

اور آج آپ تحریک پیش ہونے سے روک نہیں سکتے جیسے وزیر قانون صاحب کہہ رہے ہیں کہ سپلیمنٹری بجٹ اور بجٹ ایک جیسا treat ہو گا وہ ہے بحث کا معاملہ۔

Pesentation of Supplementary Budget بالکل مختلف چیز ہے Presentation of main Budget سے

وزیر قانون۔ جناب والا جناب کے سوال کا ابھی تک معزز ممبر نے کوئی جواب نہیں دیا کہ Rules of Procedure کی کونسی دفعہ کے تحت آئین کے آرٹیکل 63 کی تحت آرٹیکل 2 جو پڑھ رہے ہیں وہ کس رول کے تحت عرض کرنا چاہتے ہیں۔ میں ایک دفعہ پھر آپ کی توجہ اور معزز ایوان کی توجہ اس طرف دلاوں گا کہ جو کچھ میں نے پہلے کہا ہے وہ بہت واضح ہے اور اس میں the word shall موجود ہے۔

'The only proceeding on the day on which the Budget is presented shall be the speech.

The word is not 'may' the word shall' which is mandatory, and no other conclusion or on other inference can be drawn.

جس دن سپلیمنٹری بجٹ یا بجٹ پیش ہونا ہو اس دن کوئی اور کارووائی کسی شکل میں پیش نہیں ہو سکتی سوائے وزیرخزانہ کی تقریر کے اس لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں جو آرٹیکل 63 کی بات ہو رہی ہے اس میں پوچھا گیا ہے کہ کس کے تحت آج کے دن جب سپلیمنٹری Rules of Procedure بجٹ پیش ہو رہا ہے۔ کس رولز کے تحت یہ پیش کر رہے ہیں تو میں عرض کروں گا کہ وہ اب تک اس میں ناکام رہے ہیں۔ اس میں کوئی ایسی provision موجود نہیں ہے کہ جس دن وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر ہونی ہو اس دن ماسوائے اس business کے کوئی اور business ہوسکتا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر! میں تھوڑا عرض کروں مجھے وزیر قانون سے پوری ہمدردی ہے بار بار وہ ایک ہی نکتہ دھراتے ہیں۔ آج جبکہ ضمنی میزانیہ پیش ہونا ہے۔ آج تحریک التوا تحریک استحقاق پر کوئی پابندی نہیں ہے جس دن بجٹ پیش ہوگا اس دن مجال ہے ہم کوئی تحریک move کر جائیں اور وہ comparison کے حوالے بھی غلط دیتے ہیں۔

یہاں جناب آئین کے آرٹیکل 63 میں This pertains to یہ ان ممبران کیلئے ہے جو اس وقت میرے خیال سے اور آئین کے خیال سے نااہل ہو چکے ہیں اور وہ نااہل چونکہ ہوچکے ہیں اس کا پرووژن یہ ہے۔

Article 63 (2) If any question arises whether a member of Majlis-e-Shoora (Parliament) has become disqualified from being a member, the Speaker or, as the case may be, the Chairman shall refer the question to the Chief Election Commissioner and, if the Chief Election Commissioner is of the opinion that the member has become disqualified, he shall cease to be a member and his seat shall become vacant.

یہ آئینی سوال ہے جس کی یہاں اس ایوان میں breach ہو چکی ہے۔ یہ آئینی دفعہ کی خلاف ورزی ہوچکی ہے اور 22 ممبران یہاں پارلیمانی سیکرٹری مقرر ہوچکے ہیں جن کی appointment کی کوئی دفعہ اس آئین میں موجود نہیں ہے۔ اور یہ دفعات 1935ء سے لیکر 1956ء 1962ء کے دستور میں موجود ہے اور 1973ء کے آئین میں اگر یہ دفعات مجھے نکال کر دکھا دیں جس کی تحت انہوں نے پارلیمانی سیکرٹری مقرر کئے ہیں تو میں مان جاؤں گا۔ وہ دفعہ مجھے نکال دیں یہ اختیار گورنر نے اور چیف منسٹر صاحب نے کس دفعہ کے تحت اختیارات استعمال کئے ہیں اور ان غریب ممبروں پر کیوں بے رحمی کی ہے؟ انہیں کیوں اس امر سے مطلع نہیں کیا؟ کہ صرف اس عہدے کو قبول کر کے وہ اپنی نشستیں کھو بیٹھیں گے۔ یہ ہے جناب گزٹ نوٹیفکیشن۔ جناب والا گزٹ نوٹیفکیشن آپ دیکھ لیں اور اس میں دیکھیں کہ آئین کی کس دفعہ کے تحت یہ اختیارات استعمال کئے گئے ہیں۔ تو میں ماننے کے لئے تیار ہوں میں اس ہاؤس کی وساطت سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جو پارلیمانی سیکریٹری مقرر کئے گئے ہیں ان کی کیا qualification تھی کہ نہ ان میں کوئی ایڈووکیٹ شامل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت بہت اچھے ایڈووکیٹ پڑھے لکھے آدمی اس اسمبلی میں موجود ہیں اور qualification وہ رکھی گئی ہے جو کہ qualify نہیں کرتے ان کا معیار تعنیاتی کرتے وقت کیا رکھا گیا ہے؟ کیونکہ سب سے پہلے اس اہم عہدے پر تعنیات کرنے کے لئے اس کا صحیح تعلیمی معیار دیکھنا چاہئے کہ وہ امیدوار qualify بھی کرتے ہیں یا نہیں اور میں عرض کروں گا کہ یہ بھی دیکھنا چاہئے۔

ایک معزز ممبر۔ ابھی آپ نے یہ فرمایا تھا کہ ہاؤس میں جو بات ہو حقیقت پر مبنی ہو۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھئے ۔

سردارزادہ ظفر عباس ۔ ایک ممبر صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کی نمیندگی ان پڑھ لوگوں میں سے ہے ذرا یہ فرمائیں گے کہ ہماری تعلیم کیا ہے ؟

مداخلت ۔ نہ نہ ہماری ۔

جناب سپیکر ۔ آپ چیئر کو ایڈریس کریں No cross talk please آرڈر ۔ آرڈر

رانا پھول محمد خان ۔ سب سے ضروری چیز ان کی تعلیم ہے معاف کرنا میں سب کے بارے میں نہیں کہہ رہا۔

ایک معزز ممبر ۔ ایک آدمی کی انفرادی بات نہیں ہوئی ۔

جناب سپیکر ۔ آرڈر ۔ آرڈر ۔ آرڈر ۔ آرڈر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ ظفر صاحب بیٹھئے ۔

جناب سپیکر ۔ آپ فرمائیے ۔

ایک معزز ممبر ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ انہوں نے کسی ایک شخص کا نام نہیں لیا صرف جنرل بات کی ہے تو میں بھی جنرل بات کہتا ہوں ۔ انہوں نے بتایا ہے کہ جو بات بھی کوئی ہو وہ حقائق پر مبنی ہو اور ایسی ہو جو کہ صحیح معنوں میں وزن بھی رکھتی ہو ۔

رانا پھول محمد خان ۔ میں بھی اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔

ایک معزز ممبر ۔ آپ کسی دوسرے کی طرف سے کیوں بول رہے ہیں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب میں خود اپنی طرف سے بول رہا ہوں آپ فکر نہ کریں ۔ جناب والا گزارش ہے کہ کیا پارلیمانی سیکرٹریوں کو تنخواہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے ملے گی کیا وہ سرکاری ملازم تصور ہوں گے اور کیا وہ نمائندگی سے محروم ہو جائیں گے ؟ بس سوال تو ان کا یہ تھا اس کی درستی کر لی جائے ۔

جناب سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔۔۔۔۔

ایک معزز ممبر ۔ کوئی کسی کی غلامی نہیں کرتا ۔

جناب سپیکر ۔ ظفر صاحب کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں ؟

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کر رہا ہوں ۔ مدعا میرا یہ ہے کہ میں اپنے دوسرے پارلیمانی سیکرٹریوں کے behalf پر ان سب لوگوں کا شکر گزار ہوں جو ہمارے بارے میں اتنے فکرمند ہیں ۔ ہمیں اس بات کا پورا احساس ہے کہ ہم کن بنیادوں پر پارلیمانی سیکرٹری تعینات ہوئے ہیں اور ہمارے کیا functions ہیں اور ہمیں کس طرح کام کرنا ہے میرے ایک فاضل دوست نے یہ کہا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری ان پڑھ ہیں بعرحال ان کی یہ اپنی ایک خوش فہمی سمجھ لیجیے کہ وہ اس طرح سوچ رہے ہیں لیکن میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جتنے بھی پارلیمانی سیکرٹری صاحبان مقرر ہوئے ہیں ان میں سے اکثر کی تعداد خاصی پڑھی لکھی ہے جہاں تک آج کے سیشن کا معاملہ ہے میں جناب سپیکر کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ آج کے سیشن میں صرف اور صرف ضمنی میزانیہ پیش ہو سکتا ہے اور اس کو فنانس منسٹر نے پیش کرنا ہے برائے مہربانی میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ آپ اس نکتہ پر فیصلہ فرما کر اس بات کی اجازت دیں کہ فنانس منسٹر ضمنی بجٹ پیش کریں

وزیرقانون ۔ میں جناب والا کی assistance کیلئے عرض کردوں جو پوائنٹ مخدوم زادہ صاحب نے اٹھایا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں

No cross talk please.

MINISTER FOR LAW I would like to invite your attention to Article 53, Clause 2.

53 (2) " If any question arises whether a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) has become disqualified from being a Member, the Speaker or as the case may be, the Chairman shall refer the question to the Chief Election Commissioner and if the Chief Election Commissioner is of the opinion that the Member has become disqualified, he shall cease to be a Member and his seat shall become vacant.

اس سوال پر جناب معزز رکن نے جناب والا کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروائی ہے کہ کچھ فاضل ممبران کے پارلیمنٹری سیکرٹری بنائے جانے کی وجہ انکی ممبرشپ affect ہوچکی ہے اور وہ اس ہاؤس کے ممبر نہیں رہے ۔ اس بارے میں دوسری بات کا اسکی پروویژن آئین میں موجود نہیں ہے ۔ یہ دوباتیں

ہاؤس کے سامنے پیش کی گئی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ فاضل ممبر نے یا
تو عمداً یا اس ہاؤس misguide کرنے کیلئے یہ چیز واضح شکل میں
نہیں رکھی ۔میں اس بارے میں جو صحیح حقائق ہیں وہ ہاؤس کے سامنے
چاہتا ہوں اس بارے میں Chapter V Article 260 of the Constitution
رکھنا تشریح کی گئی ہے جس میں انتہائی واضح طور Interpretation
پر یہ بات کہی گئی ہے کہ ۔

"Service of Pakistan" means any service, post or office in connection with the affairs of the Federation or of a Province, and includes an All-Pakistan Service,

اسکو میں شارٹ کرتا ہوں ۔ اس کے بعد

other service deemed to be a service of Pakistan by or under an Act of Majlis-e-Shoora and includes All-Pakistan Service in the Armed Forces and any other service declared to be service of Pakistan by or under and Act of Majlis-e-Shoora (Parliament) or of a Provincial Assembly, but does not include service as Speaker, Deputy Speaker, Chairman, Deputy Chairman, Prime Minister Federal Minister, Minister of State, Chief Minister, Provincial Minister, Attorney General, Advocate General, Parliamentary Secretary, Chairman or member of a law commission.

They are not in the service of Pakistan. They have not become disqualified under the Article as it has been read out by Makhdumzada Syed Hassan Mahmud, Referring to Article 53, Clause(2) of the Constitution.

پہلی بات یہ ہے کہ وہ سروسز آف پاکستان میں نہیں آتے ۔ نہ ہی
کسی شکل میں disqualify ہوتے نہ ہوسکتے ہیں اس کیلئے واضح پرویژن
آئین میں موجود ہے ۔

دوسری بات آیا وہ کسی طور پر پارلیمنٹری سیکرٹری تعینات ہوسکتے ہیں
اور اگر ہوسکتے ہیں تو اس ہاؤس کا violate privilege ہوا ہے یا infringe
ہوا ہے ۔ کسی طور پر اسکا reference موجود ہے ۔ تو رولز آف
پروسیجر کی امینڈمنٹ میں اسی constitution اور انہیں رولز کے تحت 21-10-74
کو اسی ہاؤس میں جناب کے predecessor کے سامنے پیش ہوئی تھی
اس میں بھی یہی question raise ہوا تھا کہ ۔

I refer to the motion which was move in that House, According to this motion. creation of the office of Parliamentary Secretary has no Constitutional backing and also that no law has been enacted making provision for the appointment of the Parliamentary Secretaries or even specifying the conditions of their eligibility.

جناب والا کے pr decessor کے سامنے جو تحریک پیش ہوئی تھی اس کا اختصار کے ساتھ یہ لب لباب (gist) تھا جس کے بارے میں وہی رولنگ ہے - اس کی مثال ہاؤس میں موجود ہے جو 21-10-74 کے اسی ہاؤس کے ریکارڈ میں موجود ہے - اس کو جناب والا منگوا سکتے ہیں اس کے لئے رولنگ دی گئی ہے -

> "To my mind, the motion on the face of it did not involve breach of privilege and, therefore, I did not give my consent to raise this question. But with holding consent at that stage did not mean that I would not give my consent if I was satisfied at same stage that the matter did involve the breach of privelege."

اس کے لئے یہ کوئی پانچ صفحے کی رولنگ ہے جس کے بارے میں میں عرض کروں گا کہ یہ اس ہاؤس کا فعل نہیں ہے وہ جناب والا کے زمرے میں آتا ہے بلکہ اگر فاضل ممبر کو اس بارے میں کوئی شک و شبہات ہیں یا objection ہے تو ان کے لئے form outside the House موجود ہے - وہ پارلیمنٹری سیکرٹری کی اپوائنٹمنٹ ان کی terms and conditions کو یا جس طریقے سے ہو وہ وہاں چیلنج کر سکتے ہیں - اس رول کے مطابق یہ ان کی اسی قسم کی تحریک جناب والا کے predecessor نے 21-10-74 کو over rule کی تھی اور reject کی تھی - اس کو جناب والا دیکھنا چاہیں تو یہ اسمبلی کے ریکارڈ میں موجود ہو گی - یہ پوائنٹس جن کے بارے میں نے عرض کیا ہے کہ وہ گورنمنٹ سرونٹس بن گئے ہیں اور وہ dismember ہو چکے ہیں - ان کو question refer کیا جائے اس بارے میں آئین کے آرٹیکل 260 کو refer کیا ہے - وہ dismember نہیں ہوئے نہ dismember ہوں گے بلکہ وہ اس زمرے میں شامل نہیں ہوتے -

دوسری بات کہ کیا اس میں کوئی constitutional backing ہے یا نہیں ہے - اس کے بارے میں میں نے جناب کو 21-10-74 کی رولنگ اسی ہاؤس کی پیش کی ہے - اس کے بارے میں عرض کروں گا کہ جناب فاضل ممبر کا نکتہ نظر بالکل اس بارے میں درست نہ تھا -

رانا پھول محمد خان - جناب والا سپیکر کی رولنگ آئین اور ہمارے قواعد و ضوابط پر حاوی نہیں ہو سکتی - سپیکر صاحب نے جو رولنگ دینی ہے وہ قواعد و ضوابط اور آئین کے تابع حاصل شدہ اختیارات کے تحت دینی ہے -

جناب وزیر قانون نے جو بات پیش کی ہے اس وقت 1962ء کے آئین کو استعمال کرتے ہوئے یہ ایک غلطی ہوئی تھی - اس غلطی کی

درستگی کرانی ضروری ہے ۔ ہم یہ نہیں کہتے ورنہ یہ نہ ہو کہ کل مارشل لا اٹھے اور پرسوں عدالت میں چیلنج ہو جائے کہ یہ سرکاری ملازم ہیں ۔ یہ نمائندے نہیں رہ سکتے یا ان کو تنخواہ اس مد سے ملے جس مد سے وزیر لیتے ہیں یہ ڈپٹی وزیر کی صفت میں آسکتے ہیں ۔ ہم اپنے بھائیوں کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں اپنی غلطی کی ہم اصلاح چاہتے ہیں کہ آپ اس کی اصلاح کرلیں ۔

جناب سپیکر آپ تشریف رکھیں ۔ constitution میں یہ Provision ہے ۔

وزیر قانون ۔ یہ 1973ء کے آئین کے تحت رولنگ آئی ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ میں جناب والا منسٹر صاحب سے آپ کے لئے کچھ clarification چاہتا ہوں ۔ وہ سمجھیں کہ ہم لوگ پڑھ کر نہیں آئے ۔ یہ سروسز آف پاکستان کی definition ہے جس میں منسٹر صاحب ۔ منسٹرز آف سٹیٹ ۔ ڈپٹی سپیکر اور اتفاق سے پارلیمنٹری سیکرٹری کا لفظ موجود ہے ۔ یہ میرے پاس 6 آئین ہیں 6 آئین کے آپ main operative clauses پڑھیں پریذیڈنٹ اور گورنر صاحب کو تقرری کی اتھارٹی دیتے ہیں ۔

from various constitutions of Minister, Ministers of State, Deputy Ministers in Provincial Assembly and Parliamentary Secretaries.

اگر چاہیں تو میں پڑھ کر سنا سکتا ہوں ۔ وہ میرے پاس موجود ہیں ۔ 1935ء۔1956ء۔1962ء۔1973ء ۔ جو makers of constitution ہے یہ مجھے معلوم ہے کہ آپ دیکھ رہے ہیں ۔ مجھے اندازہ ہو گیا ہے ۔ میں اس پر بھی بحث کرنے کیلئے تیار ہوں ۔ وہ بھی میں anticipate کرتا ہوں ۔

(قطع کلامیاں)

ہم لوگ سمجھ بوجھ کر آئے ہیں ۔ وکیل میں نہیں ہوں ۔ کاش میں وکیل ہوتا تو پھر میں اور باتیں زیادہ کرتا لیکن جتنی آئین کی باتوں کا مجھے تجربہ ہے وہ کسی اور کو نہیں ہے ۔

جناب والا اس کلاز سے اختیار حاصل کرنا ہے جو exemption clause ہے تو They are most welcome. یہ جو انہوں نے مجھے دروازہ پر دستک کے لئے کہا ہے کاش یہ میرے لئے کھول دیں اور یہ پورا گراف اڑ جائے ۔

If any question arises in regard to disqulification I can go and write to the High Court. I will welcome the opportunity, but the Law Minister does not know that the only procedure for questioning the sanctity is this that this has to be referred to the Chief Election Commissioner.

جناب سپیکر- مخدوم زادہ صاحب ابھی فیصلہ اس بات پر ہونا باقی ہے کہ کیا بجٹ یا ضمنی بجٹ کے پیش کرنے کے دن آپ کوئی سوال اٹھا سکتے ہیں یا نہیں اٹھا سکتے - ابھی فیصلہ اس بات کا ہونا باقی ہے - اس سلسلے میں آپ جو اور کچھ فرمانا چاہتے ہیں وہ ارشاد فرمائیں -

وزیرقانون- جناب والا اس پوائنٹ پر وہ دو سے زائد دفعہ بات کرچکے ہیں - وہ اس بارے میں اپنا نکتہ نظر وضاحت سے بیان کرچکے ہیں۔ جناب والا جب تک آپ specially allow نہ کریں ان کو اجازت نہیں دی جا سکتی - mover دو دفعہ اپنا نکتہ نظر اس بارے میں بیان کر سکتا ہے -

جناب سپیکر- اب مخدوم زادہ صاحب repeat کئے بغیر اور کچھ کہنا چاہتے ہیں - آپ کا سوال یہ ہے کہ بجٹ یا ضمنی بجٹ کے پیش کرنے کے دن اپ سوال put کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے -

مخدوم زادہ سید حسن محمود

If there is breach of constitution at any time

یہ تحریک استحقاق -تحریک التوائے کار الغرض تمام تحریکیں لیکن آئین کی خلاف ورزی سب سے بڑی چیز ہے اور یہ اس پر ہر وقت سوال raise کیا جا سکتا ہے -

اور یہ ہر وقت اٹھایا جا سکتا ہے - آئین کا تو آپ نے حلف لیا ہے میں نے حلف لیا ہے - اسکو preserve کرنا اور defend کرنا ہم سب کا فرض ہے - اگر ان فرائض میں کوتاہی ہوگی تو یہ رولز اور یہ سب چیزیں پیچھے رہ جائیں گے -

مہر ظفراللہ خاں بھروانہ- جناب والا مخدوم زادہ صاحب نے پہلے اعتراض کیا کہ اس پروسیجر کو legal coverage نہیں ہے آئین coverage نہیں ہے - وہ جناب نے رولنگ دے دی ہے - کہ اس کو coverage ہے - اس کے بعد مسئلہ یہ ہے کہ آج ضمنی بجٹ کے دن کسی پوائنٹ پر کوئی بحث کرسکتے ہیں یا نہیں اس پر انہوں نے کہا کہ میزانیے کے وقت بحث نہیں ہو سکتی ضمنی بجٹ کے وقت ہو سکتی ہے - تو جناب اس ضمن میں تو 118 رول بالکل واضح ہے - ضمنی میزانیے کے سلسلے میں کارروائی کا طریقہ جہاں تک ہوسکے وہی ہوگا جیسا کہ میزانیے کے لئے مقرر کیا گیا ہے - ماسوائے اس صورت کے کہ اگر کوئی ضمنی مطالبہ زرپیش کیا جائے اور کسی نئی مد کے

تحت خرچ کو پورا کرنے کے لئے رقوم تبدیلی مد سے میسر آسکیں جو ایک علامتی مطالبہ زر اسمبلی میں رائے شماری کے ذریعے پیش کیا جائے گا اور اگر اسمبلی اس مطالبے کو منظور کردے تو رقوم مہیا کی جا سکے گی - مگر شرط یہ ہے کہ ضمنی میزانیے پر عام بحث کے لئے دو سے زیادہ دن مخصوص نہیں کئے جائیں گے - تو جناب والا یہ بالکل واضح ہے - آج ضمنی میزانیہ پیش ہو رہا ہے اس کے علاوہ اور کسی قسم کی بحث نہیں ہو سکتی - کل میزانیہ پیش ہونا ہے اس دن بھی بحث نہیں ہو سکتی - ان باتوں کے لئے جناب نے دن مقرر کردیئے ہیں اناؤنس کردیئے ہیں اخباروں میں آگئے ہیں تو ہمارے لئے کافی وقت ہے کہ اس پر دل کھول کر بحث کریں - اس لئے میں گذارش کروں گا - جناب رولنگ بھی دے چکے ہیں اب ضمنی میزانیہ پیش کیا جائے -

سردار محمد عارف- جناب سپیکر صاحب-

جناب سپیکر- آپ بات کرنا چاہتے ہیں یا پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہتے ہیں ؟

سردار محمد عارف - میں اپنے استحقاق پر بولنا چاہتا ہوں چونکہ مخدوم زادہ حسن محمود صاحب نے ہمارے متعلق فرمایا ہے - جناب مخدوم زادہ صاحب نے فرمایا ہے غریب اور بیچارے پارلیمانی سیکرٹری تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ نہ تو ہم لولے ہیں نہ لنگڑے ہیں ہم بے چارے کہاں سے ہوگئے؟ نہ ہم کبھی ان سے کچھ مانگنے کے لئے گئے ہیں - یہ وضاحت کریں - ہم اپنا استحقاق مانگتے ہیں ان کے خلاف ایکشن لیا جائے -

جناب سپیکر - مخدوم زادہ صاحب آپ نے کہا ہے بے چارے

مخدوم زادہ سید حسن محمود - بے چارے کا لفظ استعمال نہیں کیا -

جناب سپیکر - غریب کہا ہے -

مخدوم زادہ سید حسن محمود-ہاں غریب کہا ہے - اس شرط میں کہ ان کو علم نہ تھا کہ یہ اپنی سیٹ سے بھی محروم ہوجائیں گے -

رانا پھول محمد خان-یعنی ان کا بس نہیں چلتا - ان کی بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ انہوں نے فرمایا کیا ہے -

ایک فاضل ممبر - جناب سپیکر ایک بڑے جاگوردار کو ہم جیسے لوگ بے چارے اور غریب نظر آتے ہیں -

(قطع کلامیاں)

No. cross talk please.

جناب سپیکر - سردار صاحب آپ کی بات ہوچکی ؟

سردار محمد عارف - جناب والا رانا صاحب نے ہر معاملے میں دخل ضرور دینا ہوتا ہے - جب وہ بول رہے ہوتے ہیں تو ہم نہیں بولتے - انہیں میری بات سمجھ نہیں آئی کہ میں نے کیا کہا ہے - میں صرف یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ مخدوم زادہ صاحب نے پارلیمانی سیکریٹریوں کا استحقاق مجروح کیا ہے - ہمیں غریب اور بے چارے کہا ہے - ہم کس چیز کے بے چارے ہیں کس چیز کے غریب ہیں ؟ کیا ہم منتخب نہیں ہیں ؟ یا ہم کبھی کسی سے مانگنے جاتے ہیں ؟ ان کے خلاف ایکشن لیا جائے -

چوہدری محمد اعظم چیمہ - جناب سپیکر یہ ڈیبیٹ جو ڈیڑھ پونے دو گھنٹے سے جاری ہے - اس کے بارے میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں - جہاں تک یہ معاملہ ہے کہ رولز نہ تھے . یا قانون لاگو نہ تھا - ایک معمولی قانون پڑھا لکھا ہونے کی حیثیت سے میں عرض کروں گا - جہاں تک یہ معاملہ ہے اور جس پر جناب نے رولنگ بھی دے دی - کوئی قانون جو پہلے لاگو ہو - کوئی رول جو پہلے لاگو ہو - جب تک کوئی اسمبلی اس میں ترمیم نہ کر دے - وہ اصولی طور پر لاگو ہوتے ہیں اور ان پر عمل درآمد اصولی طور پر درست ہوتا ہے - یہ ڈیبیٹ اصولی طور پر wind up ہونی چاہیے - اب اس کے بعد یہ بار بار کہا جاتا ہے - کہ فلاں appointment درست نہیں - قانون کے مطابق نہیں - اس کے بارے میں میں عرض کروں گا کہ اگر مارشل لاء کی چھتری میں ہم نے الیکشن لڑنا قبول کیا اور الیکشن میں جیت کر یہاں آئے اور اس کے بعد یہاں اسمبلی میں حلف اٹھایا - خواتین کا انتخاب ہم نے دیکھا - سینٹ کا انتخاب ہم نے دیکھا تو اصولی طور پر ہم آئین کو بھی تسلیم کرتے ہیں اور آئین درست ہے - جہاں تک آئین کا تعلق ہے - وہاں یہ پروویژن موجود ہے کہ باقی لوازمات کے علاوہ پارلیمانی سیکرٹری اصولی طور پر مقرر ہو سکتے ہیں . یہ ڈیبیٹ ایک ریہرسل کی صورت میں نہیں ہونی چاہیے جو کام بھی شروع ہو پہلے اس کی تیاری ہونی چاہیے - میں وزیر اعلیٰ صاحب سے جناب کی وساطت سے عرض کروں گا کہ مزید وقت ضائع نہ ہو - خاص طور پر لاء ڈیپارٹمنٹ کو زیادہ مضبوط بنائیں - جب پرانے پہلوانوں سے واسطہ ہو تو اصولی طور پر زیادہ مالش ہونی چاہیے یا کم از کم مزید تیاری ہونی چاہیے - اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کروں گا کہ قانون کا جو معاملہ تھا جسے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ بات بھی عیاں ہے کہ بجٹ یا ضمنی بجٹ کے روز باقی باتیں ملتوی کی

جانی چاہئیں اور ملتوی ہوتی ہیں - جناب - ذرا اس میں wind up کریں تا کہ معاملہ آگے بڑھے اور وقت بچے - ان گزارشات کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں -

مولانا منظور احمد چنیوٹی - جناب سپیکر - میرا پوائنٹ آئین کے متعلق ہے - آئین کے تحفظ کا ہم نے حلف لیا ہے - آئین نے ایک چیز دی ہوئی ہے وہ چیز ختم کی گئی ہے - آئین کی صریح خلاف ورزی کی گئی ہے - کس رول اور کس قانون اور کس آئین کے تحت ایک اقلیت کی سیٹ کو ختم کر کے اس کی نمائندگی کو ختم کر دیا گیا ہے - اور ایک غیر نمائندے کو یہاں بٹھا دیا گیا ہے - یہ آئین کے تحفظ کا تقاضا ہے جس کی ہم نے قسم اٹھائی ہے - لہذا پہلے آپ اس پر رولنگ دیں کہ جو ایک اقلیتی نمائندے کی سیٹ مقرر کی گئی ہے اس کو کس قانون اور کس ضابطے کے تحت ختم کیا گیا ہے اور ایک دوسری اقلیت کی سیٹ جو بڑھائی گئی ہے وہ کس آئین اور ضابطے کے تحت بڑھائی گئی ہے - اس کی جب تک وضاحت نہیں ہو گی اور جب تک اس پر آپ رولنگ نہیں دیتے ہم مطمئن نہیں ہیں -

جناب سپیکر - مولانا سوال یہ نہیں ہے کہ آپ کی بات relevent ہے irrelevant ہے - سوال یہ ہے کہ آیا آپ یہ سوال یا یہ موشن آج move کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے -

مولانا منظور احمد چنیوٹی - آئین مقدم ہے -

جناب سپیکر - آپ سنیے - آپ تشریف رکھیے - آپ رولنگ کو criticise نہیں کر سکتے - میں اس پر رولنگ دے چکا ہوں کہ آج جبکہ ضمنی بجٹ پیش ہو رہا ہے - آج یہ بات پیش نہیں کی جا سکتی - اگر آپ کی طرف سے کوئی question نہیں آیا تو آپ کسی دوسرے انداز میں اس کو پیش کر سکتے ہیں -

رانا پھول محمد خان - سپیکر صاحب اس پر رولنگ دینے کے مجاز نہیں ہیں - کسی کو اس پر رولنگ دینے کا حق نہیں ہے - یہ مسئلہ ہاؤس کا ہے ہی نہیں -

جناب سپیکر - آپ تشریف رکھیں -

چودھری لیاقت علی - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ، یہ جو بجٹ آج پیش ہو رہا ہے اس میں ممبران کے استحقاق کی آپ کیا بات بتاتے ہیں - دیکھیں ، قومی اسمبلی میں جو بجٹ پیش ہوا ہے - ابھی ایوان کے سامنے بجٹ پیش کیا گیا ہے - اس پر بحث

نہیں ہوئی اور کوئی فیصلہ نہیں ہوا پٹرول کمپنیوں نے پٹرول مہنگا کر دیا ہے ۔ اگر اسی طرح کا بجٹ ہمارے سامنے پیش کرنے کے بعد لوگوں نے اپنا فیصلہ باہر کر لینا ہے تو اس میں ہمارا استحقاق مجروح ہوگا اور آپ اس کے متعلق پہلے ہمیں ضمانت دیں ۔

جناب سپیکر ۔ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر قاعدے کے مطابق نہیں ہے ۔

جناب سعید احمد ظفر جناب سپیکر ۔ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اس بات کو پھر دھراتا ہوں کہ جناب مخدوم زادہ حسن محمود نے ہم پارلیمانی سیکرٹریوں کو غریب اور بے چارے کہا ہے ۔ اور غالباً اس بات میں وہ حق بجانب لگتے ہوں گے کیونکہ وہ خود ایک بہت بڑے جاگیردار ہیں ۔ ان کا یہ استحقاق تو نہیں بنتا کہ وہ ہمیں ہاؤس میں بے چارے اور غریب کہیں ۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ اپنی پوزیشن کو واضح کریں کہ ہم کس لحاظ سے بے چارے اور غریب ہیں ۔ اور یہ غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ، ان پر فیصلہ فرمائیں ۔ (قطع کلامیاں) ۔

جناب سپیکر ۔ آرڈر ۔ آرڈر ۔ آرڈر ۔ مخدوم صاحب آپ تشریف رکھئے تشریف رکھئے ۔ آپکے پرویلیج موشن کے بارہ میں میری رولنگ وہی ہے جو مخدوم زادہ صاحب کی پرویلیج موشن کے بارہ میں تھی یہ ان آرڈر نہیں ہے (In order) اب میں آپکی اطلاع کے لئے ـــــ

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب سپیکر ۔ اے چھوٹیاں چھوٹیاں گلاں نہیں ۔ اینہاں نوں ایتھے مکاؤ نے چنگا ہے ۔ کسی نوں غریب تے بیچارہ کہناں جدوں اسی الیکشن لڑنے آں ہور ووٹاں لین جانیں آں اسی کہنیں آں کہ جیڑی جائیداد ادمیرے ناں ہے اوہوں میری نہیں میں بڑا غریب آدمی ہاں ۔ اسی غریباں دی ہمدردی دے نعرے لانوں آں اسی غریباں دی باواں دے وچ باواں پا کے تڑدے آں غریباں تون ووٹ منگ کے ایتھے آن کے کہہ دینا کہ غریب آں (تالیاں)

یا پارلیمانی سیکریٹری سارے کہیں کہ اسی غریباں دے نمائندے نہیں ساڈا غریباں دے نال تلق کوئی نہیں تسی جدوں اتھے جاندے او غریب بن جاندے او ۔ میں کہندا کہ مینوں کیوں میں غریب ہاں مینوں کوو میں غریب آدمی ہاں ادے وچ کلدی بے عزتی آ ۔

جناب سپیکر - آرڈر - آرڈر - ظفر صاحب تشریف رکھئے رانا صاحب تشریف رکھئے -

چوہدری محمد رفیق - جناب سپیکر معزز وزیر قانون نے فرمایا تھا اور اس میں میں نے بھی عرض کی تھی آپ نے اسکے جواب میں فرمایا تھا کہ ترمیم تو نہیں ہو سکتی البتہ نئے قانون بن سکتے ہیں اس سے میرے سوال کی وضاحت نہیں ہوئی -

جناب سپیکر - آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں یا سوال پیش کر رہے ہیں ؟

چوہدری محمد رفیق - جناب عالی سوال کے جواب میں ہے -

جناب سپیکر - براہ مہربانی آپ اسکو ملاحظہ فرمائیں کہ آپ کونسی بات کرنا چاہتے ہیں ؟

چوہدری محمد رفیق - جناب والا یہ درست ہے لیکن میں اسکے لئے اجازت چاہونگا - کیونکہ یہ بڑا اہم سوال ہے -

جناب سپیکر - آپکی بات پوائنٹ آف آرڈر کے ضمن میں نہیں آتی اسلئے آپ تشریف رکھیں -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - جناب سپیکر پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلانیشن - جن حضرات کی میرے الفاظ سے غلط فہمی ہوئی ہے یا دل آزادی ہوئی ہے میں معذرت کرتا ہوں میں نے غریب کا لفظ جو استعمال کیا تھا وہ آپ کی لاعلمی کی وجہ بنا کر کیا تھا اگر آپ کو علم ہوتا -

جناب سید احمد ظفر - ہم اپنے حقوق جانتے ہیں ہمیں لا علم نہ کہیں ہمیں اپنی مراعات کا پتہ ہے -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - اگر میرے نام کوئی جاگیر ہے تو وہ آپ کے نام منتقل کرنے کے لئے تیار ہوں -

سید طاہر احمد شاہ - جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر میرا اعتراض یہ ہے کہ ایوان سے ملحقہ جولابی ہے -

جناب سپیکر - اعتراض ہے یا پوائنٹ آف آرڈر ہے -

سید طاہر احمد شاہ - پوائنٹ آف آرڈر ہے - ایوان سے ملحقہ لابی میں غیر متعلقہ اشخاص موجود ہیں آپ چونکہ ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اور اس

میں کوئی غیر متعلقہ شخص داخل نہیں ہو سکتا ازراہ کرم انکو باہر بھجوانے کا بندوبست فرمائیں ۔

جناب سپیکر۔ آپ اسکو چیک کریں ۔ لابی میں غیر متعلقہ اشخاص نہیں ہونے چاہئیں ۔ مخدوم زادہ صاحب کا سوال ضمنی بجٹ کرتے وقت مناسب ہے پیش کیا جا سکتا ہے یا نہیں اس پر میری یہ رولنگ ہے اور ابھی اس سے پہلے میں رولنگ دوں میں اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ گزٹ آف رولز آف پروسیجر دستیاب ہیں اگر فاضل اراکین اسکو دیکھنا چاہتے ہوں تو اسکو ملاحظہ فرمائیں اس سلسلے میں رولز آف پروسیجر اس اسمبلی کی کارروائی کو آگے چلانے کے لئے ہمیں انہی پر depend کرنا پڑیگا ۔ اگر اسکے مطابق ۔

Rule 35.

Provided that there shall be no question hour .

(h) (i) on the days fixed for discussion on the Budget or Supplementary Budget or for Voting on Demands for grants relating to the Budget or Supplementary Budget.

اب اس میں یہ سیکنڈ آتا ہے 36 میں ۔

Rule 36. Not less than fifteen clear days, notice of a question shall be given unless the Speaker, with the consent of the Minister concerned, allows a question to be asked at shorter notice.

Rule 37. Questions at short notice shall ordinarily be answered at the commencement of the question hour.

اب اس میں مخدوم زادہ صاحب کا سوال یہ ہے کہ ضمنی بجٹ یا presentation کی اور بات ہے اور ڈسکشن اور بات ہے ۔ اس سلسلے میں رولز 18 اس پر apply ہوگا ضمنی بجٹ اور بجٹ کی presentation میں اور discussion میں کوئی فرق نہیں ہے ۔ لہذا مخدوم زادہ صاحب کا سوال This is disallowed question ہے آپ کی توجہ کے لئے کچھ اعلانات ہیں معزز اراکین اسمبلی کی سہولت کے لئے باہر دو حاضری رجسٹر رکھوادئے گئے ہیں تشریف رکھئے ۔ تشریف رکھئے ۔ یہ رجسٹر بمطابق حلقہ انتخابات تیار کئے گئے ہیں ۔ حلقہ نمبر 1 سے 130 تک ہے جو مشرقی لابی میں رکھا گیا ہے رجسٹر نمبر 2 ہے جو حلقہ نمبر 131 سے 260 تک ہے) جو مغربی لابی میں رکھا گیا ہے لہذا اراکین سے درخواست ہے کہ متعلقہ رجسٹروں میں اپنے اپنے حلقہ انتخابات کے آگے حاضری لگایا کریں ۔

معزز اراکین سے درخواست ہے کہ وہ لاہور میں اجلاس کے دوران اپنے رہائشی پتے اسمبلی سیکریٹریٹ کے شعبہ قانون ساز کمرہ 9 کو مطلع

فرمائیں ۔ تاکہ اس در اسمبلی کی کارروائی کے تمام کاغذات پہنچائے جا سکیں ۔

جن معزز اراکین مطلوبہ فوٹو اور قومی شناختی کارڈ کی نقول ارسال نہیں کیں وہ اپنا ایرپورٹ سیکورٹی کارڈ بنوانے کے لئے سٹاف سائز کی دو عدد فوٹو اور شناختی کارڈ کی ایک نقل شعبہ قانون سازی کمرہ نمبر 9 میں جلد از جلد مہیا کر دیں تاکہ ان کے کارڈ جلد بنوائے جا سکیں ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب کا کریسٹ تبدیل ہو چکا ہے ۔ جملہ اراکین سے التماس ہے کہ وہ پیڈ یا دیگر دستاویزات پر کریسٹ لگوانا چاہیں وہ تبدیل شدہ کریسٹ لگوائیں ۔

جن معزز اراکین نے ابھی تک کوائف نامہ بائیو ڈیٹا فارم جمع نہیں کرائے وہ اپنے فارم جلد از جلد سیکریٹریٹ ھذا کے شعبہ قانون سازی کمرہ نمبر 9 میں جمع کرا دیں ۔

اجلاس کے دوران اسمبلی بلڈنگ میں ملاقاتیوں کا داخلہ ممنوع ہے ۔ وزرا صاحبان اپنے سٹاف کو ھدایت فرما دیں کہ جب اسمبلی کا اجلاس جاری ہو تو کسی بھی ملاقاتی کو وزراء کی ملاقات کا وقت نہ دیں ۔ شکریہ ۔

اب میں فنانس منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ وہ ضمنی بجٹ پیش کریں ۔

چوھدری فضل حسین راھی ۔ جناب سپیکر پہلز ھاؤس میں جو کمرے دئیے گئے ھیں ان میں ایک کمرے میں تین ممبر ٹھہرے ہوئے ھیں ۔ جو ٹھیک نہیں ہے ۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھئے ۔ تشریف رکھئے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔ تسی حضور میرے کمرے وچ تشریف لے آؤ میں سب کجھ دساں گا ۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ اس سلسلے میں میں ایک وضاحت کرنی چاھتا ھوں کہ پہلز ھاؤس میں کمروں کی الاٹمنٹ کے متعلق رولز یہ ھیں کہ اجلاس کے شروع ھونے سے چند دن پہلے سیکرٹری اسمبلی جملہ معزز ممبران کو اطلاع دیتے ھیں اور وہ تمام کمروں کو خالی کر دیتے ھیں ۔ جو اس کے پروسیجر میں ہے اور اس کے بعد کمروں کی

الاٹمنٹ ہوتی ہے - اب آپ فرمائیے کہ آپ میں سے کتنے معزز اراکین جو کمروں میں بیٹھے ہیں اور جو مسلسل ان کمروں میں بیٹھے ہیں اور جو اس انداز میں بیٹھے ہیں کہ وہ صبح آتے ہیں کمرہ کھول کر اس میں آرام کرتے ہیں اور شام کو واپس اپنے گھر کو چلے جاتے ہیں - وہ کتنے اراکین ہیں جو اپنے کمرے خالی کرنے کے لئے تیار ہیں تاکہ ہم اس کی از سر نو الاٹمنٹ کر سکیں -

(قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خان - جناب والا - ان سے request کی جا سکتی ہے ورنہ میں نے تو سول کورٹ سے stay لیا تھا - ان کو ہلایا نہیں جا سکتا -

(قطع کلامیاں)

میں نے ایک امینڈمینٹ دی جس کو لاء سیکرٹری صاحب قبول نہیں فرماتے -

جناب سپیکر - آپ کی بات کا جواب رانا صاحب نے دے دیا ہے کہ یہ کمرے ان سے خالی نہیں کروائے جا سکتے اس لئے نئے ممبران کو جن کے پاس کمرے نہیں ہیں ان کو نہیں دئے جا سکتے -

مسٹر فضل حسین راہی - سپیکر صاحب میری گل ایہہ ہے کہ اتھے جیہڑا کمرہ اے اہدے وچ صرف اک ایم پی اے ٹھہرنا چاہی دا اے تن نئیں ٹھہرنے چاہی دے - تساں جیہڑا طریقہ کار الاٹمنٹ دا بنایا اے اس تے مینوں کوئی اعتراض نئیں - میں ایہہ کہنا واں کہ چاہے اجلاس دے دن ہون چاہے کوئی دن ہون اہدے وچ صرف اک ایم پی اے ٹھہرنا چاہی دا اے دوسرا نئیں ٹھہرنا چاہی دا - اہدا کوئی طریقہ کار طریقہ کرو - اگر تہاڈے کول accommodation اپنی نئیں اے طریقہ تے اہدا کوئی نہ کوئی ہوٹلاں وچ - کسے نہ کسے جگہ وچ، کسے ریسٹ ہاوس وچ کوئی نہ کوئی انتظام کرو تا کہ ممبر اوتھے جا کے باعزت طریقے نال رہن - ایہہ ٹھیک اے کہ میرے نال کوئی ملن والا بندہ اے میں مجبور آں تے میں دھیاں آں نہ بار توں باہر ہی رہے - اندر میری طبیعت پتا نئیں کہی اے کیسی نئیں - بندہ میرے نال ای نہ لڑ پڑے - دیکھو ہر بندے دا اپنا اپنا اک طریقہ اے -

جناب سپیکر - تسیں اینج کرو کہ اس دے بعد میرے کمرے وچ آ جانا - میں اوہ ساری جیہڑی سکیم اے تہاڈے سامنے رکھ دیساں -

جیویں تسیں تجویز دیوگے اس دے مطابق الاٹمنٹ کر دیواں گے -
ٹھیک اے -

مسٹر فضل حسین راہی۔ میرا خیال اے کہ ایہہ گل ساریاں دی موجودگی وچ ہو جاوے تے زیادہ بہتر اے -

جناب سپیکر۔ جناب ہن تسیں تشریف رکھو - ہن تسیں بیہہ جاو کافی گل ہو گئی اے - وزیر خزانہ صاحب آپ ضمنی میزانیہ پیش کیجئے گا -

وزیر خزانہ کی تقریر برائے ضمنی میزانیہ 85-1984

جناب سپیکر - میں مالی سال 85-1984ء کا ضمنی بجٹ ایوان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں - میں آج صرف ضمنی بجٹ میں پیش کردہ مطالبات زر کا تذکرہ کروں گا اور صوبے کی مالی صورت حال کا تفصیلی جائزہ کل مالی سال 86-1985ء کے سالانہ بجٹ کی تقریر میں پیش کروں گا -

2 - آج کا ضمنی بجٹ 38 مطالبات زر پر مشتمل ہے جن کی مجموعی مالیت ایک ارب 72 کروڑ 56 لاکھ 21 ہزار 3 سو ستر روپے ہے اس میں سے 72 کروڑ 34 لاکھ 13 ہزار 5 سو ساٹھ روپے کی رقم غیر تصریحی اخراجات (Charged Expenditnre) پر مشتمل ہے -

38 مطالبات زر میں سے 16 محض علامتی مطالبات ہیں جن میں سے ہر ایک کی مالیت 10 روپے ہے علامتی مطالبات ایسی نئی سکیموں اور خدمات کے لئے پیش کئے جاتے ہیں جن کے اخراجات منظور شدہ گرانٹوں میں بچت سے پورے کئے جاتے ہیں - مطالبات زر میں شامل مدات کی تفصیلات ضمنی بجٹ کے گوشوارہ Supplementary Budget Statement میں پیش کر دی گئی ہیں - یہاں میں صرف بڑے بڑے مطالبات زر کا مختصر تذکرہ کروں گا -

3 - ایک ارب 72 کروڑ 56 لاکھ 21 ہزار تین سو ستر روپے کے مجموعی مطالبات زر کے ایک بڑے حصے کا تعلق ایسے اخراجات سے ہے جن پر صوبائی مجموعی فنڈ (Provincial Consolidated Fund) میں سے حقیقتاً کوئی ادائیگی نہیں ہوتی - محکمہ خوراک سرکاری تجارت کے لئے تجارتی بینکوں سے جو قرضہ حاصل کرتا ہے وہ صوبائی حکومت کے عارضی قرضے (Floating debt) میں شمار کیا جاتا ہے غذائی اجناس کی خرید و فروخت کو تجارتی بنیاد پر چلایا جاتا ہے - ان کی خرید و برداشت اور تقسیم کے جملہ اخراجات کو تجارتی بنکوں سے قرضہ لے کر پورا کیا جاتا ہے - تجارتی بنکوں سے قرضہ

کے طور پر حاصل کی ہوئی رقوم کو سرکاری حسابات میں دو مرتبہ بطور خرچ شمار کیا جاتا ہے - پہلی بار اجناس کی خرید و برداشت پر خرچ کی ادائیگی کے وقت اور دوسری بار اس وقت جب سرکاری تجارت سے حاصل ہونے والی آمدنی سے تجارتی بینکوں کا قرضہ واپس کیا جاتا ہے - تجارتی بینکوں سے بجٹ کے تخمینہ سے 55 کروڑ 43 لاکھ ایک ہزار روپے زیادہ رقم بطور قرض حاصل کرنا پڑی - اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ گندم کی سرکاری قیمت خرید 1600 روپے ٹن سے بڑھا کر 1750 روپے ٹن کر دی گئی - تجارتی بینکوں سے حاصل کردہ 55 کروڑ 34 لاکھ ایک ہزار روپے کے اضافی قرضوں کی ادائیگی کے لئے عارضی قرضہ (Floating debt) کی مد کے تحت ضمنی مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے - گندم کی سرکاری قیمت خرید میں اضافے کی وجہ سے اس کی خرید و برداشت پر اضافی خرچ کی ادائیگی کے لئے 26 کروڑ 89 لاکھ 15 ہزار 550 روپے کا ضمنی مطالبہ زر غذائی اجناس اور شکر کی سرکاری تجارت (State trading in foodgrains and Sugar) کی مد کے تحت بھی پیش کیا جا رہا ہے چونکہ یہ اخراجات بینکوں سے قرضوں کے ذریعے پورے کئے جاتے ہیں - ان کے لئے صوبائی خزانہ سے رقم کا نکاس نہیں ہوتا -

گندم کی خریداری اور برداشت پر متفرق اخراجات 427 روپے 46 پیسے فی ٹن سے بڑھا کر 547 روپے 49 پیسے فی ٹن ہو گئے اور راشن ڈپوؤں کے توسط سے آٹے کی رسد بھی بجٹ میں دیئے گئے 11/1/2 لاکھ ٹن کے تخمینہ سے بڑھ کر 13 لاکھ ٹن تک پہنچ گئی - ان وجوہ کی بنا پر راشن ڈپوؤں کے ذریعے آٹے کی تقسیم پر سرکاری اعانت (Subsidy) پر 20 کروڑ 76 لاکھ 48 ہزار روپے کی زائد رقم خرچ کرنا پڑی - 6 ہزار 5 سو روپے کی مزید رقم محکمہ امداد باہمی کی ایک اعانتی سکیم کے لئے درکار ہے لہذا اعانت (Subsidy) کی مد کے تحت 20 کروڑ 76 لاکھ 54 ہزار 5 سو روپے کا مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے -

4 - " انتظام عمومی " (GENERAL ADMINISTRATION)

کی مد کے تحت 25 کروڑ 70 لاکھ 18 ہزار 910 روپے کی اضافی رقم در کار ہے اس میں سے 14 کروڑ 95 لاکھ 71 ہزار 460 روپے استصواب رائے اور جنرل الیکشن کے انتظامات پر خرچ ہوئے علاوہ ازیں 6 کروڑ 51 لاکھ 76 ہزار 680 روپے وفاقی حکومت کو گذشتہ سالوں میں کئے گئے مارشل لا انتظامیہ کے اخراجات کے لئے دیئے گئے - 70 لاکھ 35 ہزار 890 روپے کے اضافی رقوم ڈویژن اور ضلعی سطح پر مارشل لا انتظامیہ کے اخرجات کے لئے درکار ہیں مختلف سرکاری محکموں کی ضروریات کے لئے سازوسامان کی

خرید اور پرانے سامان کی تبدیلی کے لئے ایک کروڑ 31 لاکھ 81 ہزار 710 روپے کی اضافی رقم بھی اس مطالبہ زر میں شامل ہے اس مد میں دوسری چھوٹی ضروریات کے لئے 2 کروڑ 20 لاکھ 50 ہزار 170 روپے بھی شامل ہیں -

5 - پولیس کی مد کے تحت 9 کروڑ 55 لاکھ 28 ہزار 130 روپے کی اضافی رقم مطلوب ہے اس میں سے 2 کروڑ 10 لاکھ 68 ہزار 860 روپے استصواب رائے اور الیکشنوں کے دوران نظم وضبط قائم رکھنے پر خرچ ہوئے 6 کروڑ 70 لاکھ 31 ہزار 730 روپے کی اضافی رقم محکمے کی مختلف ضروریات ,مثلاً عملے کی نقل و حرکت گاڑیوں اور دیگر سامان کی مرمت ، بجلی ، ٹیلیفون ، پٹرول وغیرہ کے لئے درکار ہے اس کے علاوہ محکمے کی چھوٹی چھوٹی ضروریات کے لئے 68 لاکھ 29 ہزار 540 روپے ضرورت ہے -

6۔ قرضوں پر منافع (INTEREST ON DEBT AND OTHER OBLIGATIONS) کی مد کے تحت 13 کروڑ 2 لاکھ 71 ہزار روپے کی زاھد رقم مطلوب ہے اس میں سرکاری ملازموں کے جی - پی فنڈ پر منافع کی شرح بڑھنے کی وجہ سے 3 کروڑ روپے 85-684اء کے نقد ترقیاتی قرضے (CASH DEVELOPMENT LOAN) پر اضافی منافع کے 2 کروڑ 75 لاکھ 87 ہزار روپے مختلف تکمیل شدہ سکارپ ٹیوب ویلوں کی سکیموں کے متعلق قرضوں پر منافع 6 کروڑ 26 لاکھ 32 ہزار روپے اور زرمبادلہ کی کی شرح میں تبدیلی کی وجہ سے اضافی منافع کے ایک کروڑ 52 ہزار روپے کی رقوم شامل ھیں - اس میں سے ایک کروڑ 11 لاکھ 74 ہزار روپے کی رقم گرانٹ کے اندر بچتوں سے پوری کی جائے گی - لہذا 11 کروڑ 90 لاکھ 97 ہزار روپے کا ضمنی مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے -

7۔ سرکاری عمارات (Government Buildings) کی مد کے تحت 24 کروڑ 97 لاکھ 44 ہزار 360 روپے کی اضافی رقم درکار ہے - یہ رقم کچھ تکمیل شدہ عمارتوں سے متعلق بقایا جات کی ادائیگی ، رھائشی مکانات تعلیمی عمارت ، ھسپتال ، ڈسپنسریاں ، صحت کے بنیادی یونٹ (Basic Health Units) دیہی مراکز صحت (Rural Health Centres) ھوسٹل وغیرہ کی تعمیر و تکمیل اور جیلوں ، مینار پاکستان اور اقبال پارک کمپلیکس کی تعمیرو اصلاح پر خرچ ہوئی اس میں سے 13 کروڑ 67 لاکھ 23 ہزار 380 روپے کی رقم گرانٹ کے اندر بچتوں سے پوری کی جائے گی بقایا 11 کروڑ 30 لاکھ 20 ہزار 9 سو 80 روپے کا مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے -

8- وفاقی حکومت کے قرضوں کی ادائیگی (Repayment of Loans From The Federal Government) کی مد میں 3 کروڑ 12 لاکھ 3 ہزار روپے کی اضافی رقم مطلوب ہے جس میں سے 2 کروڑ 50 لاکھ روپے کپاس کے عمدہ بیج اور سپرئیرز (Sprayers) کی خرید کے لئے حاصل کردہ قرضہ کی ادائیگی کے لئے چاہئیں اور باقی رقم زر مبادلہ کی شرح میں اضافہ کی وجہ سے مواجب الادا ہوگئی ہے - 6 لاکھ 34 ہزار روپے کی رقم گرانٹ کے اندر بچتوں سے پوری کی جائے گی اور 3 کروڑ 5 لاکھ 69 ہزار کا ضمنی مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے -

9- جیلوں (Jails and Convict Settlementts) کی مد میں ایک کروڑ 86 لاکھ 12 ہزار 130 روپے کا ضمنی مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے - یہ رقم لاہور اور راولپنڈی کی سنٹرل جیلوں میں بجلی کے جنریٹر لگانے سکولوں کے لئے پٹ سن کے ٹاٹ بنانے کے لئے کھڈیوں اور خام مال کی خرید اور جیل کے عملے کو نظر ثانی شدہ شرح پر راشن سبسڈی (Ration Sub dy) کی ادائیگی پر خرچ ہوگی -

10 - متفرق اخراجات (Misoellaneous) کی مد کے تحت 4 کروڑ 49 لاکھ 4 ہزار 90 روپے کی اضافی رقم کی ضرورت ہے - اس میں ملتان شہر اور ضلع ملتان میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے 3 کروڑ روپے کی امداد اور دربار داتا گنج بخش سے ملحقہ نئی مسجد کی تعمیر کے لئے 20 لاکھ روپے کی امداد شامل ہے - ان مقاصد کے لئے صدر پاکستان کے حکم کے تحت وفاقی حکومت نے رقم مہیا کی ہے - اس کے علاوہ مختلف بلدیاتی اداروں اور بار ایسوسی ایشنوں کے لئے امدادی رقوم بھی اس مد میں فراہم کی گئی ہیں جن کی تفصیل ضمنی بجٹ کے گوشوارہ میں بیان کر دی گئی ہے - 90 لاکھ 99 ہزار 760 روپے کی رقم گرانٹ کے اندر بچتوں سے پوری کی جائے گی اور 3 کروڑ 58 لاکھ 4 ہزار تین سو تیس روپے ضمنی مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے -

11 - دیگر متفرق مدات کے لیے 3 کروڑ 59 لاکھ 91 ہزار 840 روپے رقوم طلب کی گئی ہیں - تمام تجاویز کی تفصیلی وجوہات ضمنی بجٹ کے گوشوارہ میں بیان کردی گئی ہیں -

12 . جناب والا میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ ضمنی بجٹ میں پیش کردہ مطالبات زر صرف ان سکیموں اور خدمات کے لئے ہیں جو کہ اشد ضروری اور ناگزیر تھیں -

13 ۔ جناب والا ۔ میں اب مالی سال 85-1984ء کے لئے ضمنی بجٹ پیش کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ ضمنی میزانیہ پیش ہوا ۔ اب اجلاس کی کارروائی کل صبح دس بجے تک ملتوی کی جاتی ہے ۔

جناب ایڈیشنل سیکریٹری اسمبلی ۔ ایک ضروری اعلان سماعت فرمائیے ۔ جناب وزیر اعلیٰ نے جملہ ممبران صاحبان کو آج شام افطاری پر مدعو کیا ہے ۔ کارڈز آپ کی سیٹوں پر ہیں یا نیچے استقبالیہ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں ۔

(اجلاس کی کارروائی کل صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی ہوئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

۲۶ مئی ۱۹۸۵ء

(۵ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ)

جلد ۳ شمارہ ۲

سرکاری رپورٹ

مندرجات

اتوار ۲۶ مئی ۱۹۸۵ء

صفحہ نمبر

۱ - تلاوتِ قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ ۱-۴۶

۲ - وزیر خزانہ پنجاب کی بجٹ تقریر برائے میزانیہ ۸۶ - ۱۹۸۵ء . . . ۴۷

۳ - دی پنجاب فنانس بل ۱۹۸۵ء ۸۰

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

اتوار ۲۶ مئی ۱۹۸۵ (۵ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ)

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس صبح ۱۰ بجے منعقد ہوا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے، قاری علی حسین صدیقی نے تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡمَالُ وَالۡبَنُوۡنَ زِیۡنَۃُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ وَالۡبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیۡرٌ عِنۡدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیۡرٌ اَمَلًا ۝

مَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوٰلَہُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِیۡ کُلِّ سُنۡۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ؕ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ۝ اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًی ۙ لَّہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝

س کہف نمبر ۱۸ آیت ۴۶ - س بقرہ نمبر ۲ آیت ۲۶۱، ۲۶۲

مال اور بیٹے دنیا کی رونق و زینت ہیں۔ اور نیکیاں جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے نزدیک بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔

جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے مال کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیاں اُگیں (اور) ہر بالی میں سو سو دانے ہوں اللہ جس کے مال کو چاہتا ہے زیادہ کر دیتا ہے۔ اور اللہ بڑی کشائش والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ جو لوگ اپنی دولت اللہ کے راستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد اس خرچ کا نہ تو کسی پر احسان رکھتے ہیں اور نہ طعنہ دیکر ایذا پہنچاتے ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس تیار ہے۔ اور ان کو کبھی خوف ہوگا اور نہ وہ کبھی غمزدہ ہوں گے۔

وزیر خزانہ پنجاب کی تقریر برائے میزانیہ ۸۶-۱۹۸۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سپیکر۔

۱۔ یہ امر میرے لئے باعث افتخار و انبساط ہے کہ ایک طویل مدت کے بعد اس بابرکت مہینے میں، میں ایک منتخب نمائندے کی حیثیت سے حکومت پنجاب کے مالی سال ۸۶-۱۹۸۵ء کا بجٹ اس معزز ایوان میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ میں اہالیان پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اندرونی مخالفت اور بیرونی حالات کی نزاکت کے باوجود انہوں نے حق کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے حق رائے دہی کا بھرپور استعمال کیا اور اپنے حقیقی نمائندوں کو اس ایوان میں پہنچا کر سچائی جمہوریت کو ممکن بنایا انہوں نے معاملہ فہمی اور دور اندیشی کا ثبوت دیتے ہوئے مخالفین کے عزائم کو ناکام بنایا۔ میں ان کی فہم و فراست عظمت کردار اور عقل سلیم کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ مارشل لاء کو ہم طور جانا ہے ہم اس بارے میں وقت کا تعین وزیر اعظم اور قومی اسمبلی کی صوابدید پر چھوڑتے ہیں۔

۲۔ میں صدر پاکستان جناب محمد ضیاء الحق کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اللہ کی ذات پر بھروسہ اور پاکستان کے عوام پر اعتماد کرتے ہوئے اندرونی اور بیرونی خطرات سے بے نیاز ہو کر وہ کارنامہ سرانجام دیا جو کچھ لوگوں کے خیال میں ممکن ہی نہیں تھا انہوں نے ملک میں ایک نمائندہ جمہوری حکومت کو انتقال اقتدار کے عمل کا آغاز کرتے ہوئے جو قدم بڑھایا ہے وہ قابل ستائش ہے۔ ہم ان کے شانہ بشانہ چلتے ہوئے پاکستان کو متحد مضبوط اور ترقی کی راہ پر گامزن رکھیں گے۔ اب جبکہ ایک مستحکم جمہوری حکومت قائم ہو چکی ہے

اس کا اوّلین مقصد اس صوبے میں عدل و انصاف پر مبنی نظامِ اسلام کا قیام ہوگا۔ ہماری حکومت کا نصب العین دیہات کے غریب عوام کی خوش حالی کے لیئے ہر ممکن کوشش کرنا ہے کیونکہ وہی ہماری محبت ہیں اور وہی ہمارا جنون ہیں۔ ہم ایک ایسا عادلانہ نظام قائم کرنے کی کوشش کریں گے جو ہر غریب آدمی کا مددگار ہو خواہ وہ کاشتکار ہو یا صنعتی کارکن اور جو برابری اور امن و آشتی کی ایسی فضا پیدا کرے جو صوبائی معیشت کی تیز رفتار ترقی کے لیئے ضروری ہے۔

۳- پنجاب نے تحریکِ آزادی اور حصولِ پاکستان میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں وطنِ عزیز کے قیام کے وقت تقسیم ہند سے پیدا ہونے والی ابتری، لوٹ مار اور قتل و غارت کے سبب پنجاب نے بہت مصائب برداشت کیئے اور پنجاب ہی نے ہندوستان کے مختلف علاقوں سے ہجرت کرکے آنے والے مصیبت زدہ بھائیوں اور بہنوں کا خلوصِ دل سے استقبال کیا۔ صوبہ بھر کے شہروں اور دیہات میں اپنا گھر بار چھوڑ کر پنجاب میں آباد ہونے والوں کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ حصولِ پاکستان کی سیاسی جدوجہد میں پنجاب پیش پیش تھا۔ اور یہ پاکستان کے لئے اس صوبے کے مسلمانوں کی بے پناہ حمایت ہی تھی جس نے تشکیلِ وطن کے مخالفوں کے عزائم کو ناکام بنا دیا۔ ہمارے ملک کا مستقبل چاروں صوبوں کے درمیان برادرانہ رشتوں کی مضبوطی کے ساتھ وابستہ ہے آیئے ہم اس رشتے کو مزید مستحکم کریں اور قائداعظم کے بتائے ہوئے ایمان، اتحاد اور تنظیم کے اصولوں کو صحیح معنوں میں عملی جامہ پہنائیں۔

۴- بجٹ کی تفصیلات میں جانے سے پہلے میں ایک نقطے کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں بجٹ کے دو حصے ہوتے ہیں ایک ترقیاتی اور دوسرا رواں اخراجات یعنی (CURRENT EXPENDITURE) یہ تاثر عام ہے کہ حکومت بجٹ کی صرف ایک چوتھائی رقم ترقیاتی پروگرام پر خرچ کرتی ہے جبکہ بقایا تین چوتھائی رقم رواں اخراجات پر صرف ہوتی ہے اور یہ رواں اخراجات شاید غیر ترقیاتی نوعیت کے ہوتے ہیں اور منافع بخش نہیں ہوتے۔ رواں اخراجات کے بارے میں یہ تاثر بھی ہے کہ سرکاری رقم کو ضائع کرنے کے مترادف ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ تاثر درست نہیں۔ ترقیاتی بجٹ جیسا کہ

نام ہے ظاہر ہے ترقیاتی کاموں مثلاً ہسپتال یا سکول کی عمارت کی تعمیر پر اٹھنے والے اخراجات کے مجموعے کا نام ہے جبکہ رواں بجٹ سے ڈاکٹروں اور اساتذہ کی تنخواہوں اور دوائیوں اور ساز و سامان کی فراہمی کے لئے رقم مہیا کی جاتی ہے۔ اسی طرح جہاں زراعت آبپاشی یا افزائش حیوانات کی نئی ترقیاتی سکیموں کے لئے رقم ترقیاتی بجٹ سے دی جاتی ہے وہاں تکمیل شدہ منصوبوں کی دیکھ بھال تحقیق اور توسیعی پروگرام رواں بجٹ سے وضع ہوتے ہیں۔

۵۔ نئی سڑکوں، عمارتوں اور عمارتوں کی تعمیر ترقیاتی بجٹ کا حصہ ہے جبکہ ان کی دیکھ بھال اور بحالی کے اخراجات یا انجنیئروں اور نگران عملہ کی تنخواہیں رواں بجٹ کا حصہ ہیں۔ یہ بجٹ بناتے وقت سڑکوں، نہروں اور عمارات کی زبوں حالی کو خاص طور پر پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اس کی تفصیل میں بعد میں عرض کروں گا۔ وفاقی حکومت اور غیر ممالک کے قرضوں کی ادائیگی بھی رواں بجٹ کا حصہ ہے۔ اگلے سال اس مد میں تین ارب بائیس کروڑ چھبیس لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو ہمارے رواں بجٹ کا ۲۱ فی صد حصہ ہے۔ ظاہر ہے کہ قرضوں کی ادائیگی کو غیر منافع بخش یا غیر ضروری اخراجات شمار کرنا مناسب نہیں ہوگا کیونکہ یہ ادائیگیاں ان قرضہ جات کی ہیں جو ماضی میں ہم نے اپنے ترقیاتی پروگرام کے لئے حاصل کئے تھے جتنا بڑا ہمارا ترقیاتی پروگرام ہوگا۔ اتنا ہی زیادہ قرضہ ہوگا اور ادائیگی بھی اسی تناسب سے کرنا پڑے گی۔ اس لیے جب ایک عام آدمی وسیع تر ترقیاتی پروگرام کا تقاضا کرتا ہے تو یہ مناسب نہیں کہ وہ ترقیاتی قرضوں کی ادائیگی پر اعتراض کرے مختصر یہ کہ ترقیاتی اور رواں اخراجات کے درمیان فرق صرف فنی ("TECHNICAL") نوعیت کا ہے جو حسابداری (ACCOUNTING) کے نقطہ نظر سے ضروری ہے اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ بجٹ پر بحث کرتے وقت آپ میری ان معروضات کو ضرور پیش نظر رکھیں۔

جناب والا!

۶۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پنجاب کا سال رواں یعنی ۸۵-۱۹۸۴ء کا بجٹ ۱۲ ارب ۲۷ کروڑ ۴۶ لاکھ روپے پر مشتمل تھا اور ترقیاتی بجٹ ۴ ارب ۳۴ کروڑ

روپے کا تھا۔ نظرثانی کے بعد یہ بجٹ ۱۳ ارب ۲۷ کروڑ ۴ لاکھ روپے کا ہو گیا ہے۔ یعنی اس میں ۵۳ کروڑ ۴۰ لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے اخراجات میں اس اضافہ کی وجوہات ایسی تھیں جو صوبائی حکومت کے اختیار سے باہر تھیں ۱۷ کروڑ ۶ لاکھ روپے کی رقم استصواب رائے (REFERANDUM) اور عام انتخابات پر خرچ ہوئی۔ علاوہ ازیں راشن ڈپوؤں سے آٹے کی فراہمی پر ۲۰ کروڑ ۷۷ لاکھ روپے کا اضافی خرچ ہوا۔ ۴ کروڑ ۴۸ لاکھ روپے پیش اماموں اور مسجد سکولوں کے اساتذہ کی تنخواہ پر خرچ کرنا پڑے۔ پہلے یہ امید تھی کہ ان تنخواہوں کی ادائیگی وفاقی حکومت کے مالی وسائل سے ہوگی مزید براں وفاقی حکومت نے اپنے ملازمین کو چند اضافی مراعات دیں لہذا صوبائی حکومت نے بھی اپنے ملازمین کو یہی مراعات دیں۔ نتیجتاً اخراجات میں اسی تناسب سے اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ پنجاب ٹرانسپورٹ کارپوریشن کو بھی اضافی مالی امداد دینا پڑی۔ ان مجموعی اخراجات کو صوبائی حکومت کی آمدنی سے جو ۱۰ ارب ۳۴ کروڑ ۵۴ لاکھ روپے تھی پورا کرنے کی کوشش کی گئی مگر ۲ ارب ۹۲ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے کی کمی رہی جسے وفاقی حکومت کی امداد سے پورا کیا گیا اس طرح صوبائی حکومت کے نظرثانی شدہ اخراجات اور آمدنی میں مطلوبہ توازن پیدا کر لیا گیا۔

۷۔ جناب والا!

جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں ہمارے موجودہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام کا ابتدائی تخمینہ ۴ ارب ۳۰ کروڑ روپے تھا جب کہ ہمارے وسائل صرف ۳ ارب ۱۹ کروڑ ۹ لاکھ روپے تک محدود تھے یہ وسائل نظرثانی شدہ بجٹ میں بڑھ کر تین ارب ۷۹ کروڑ ۵۲ لاکھ روپے ہو گئے ہیں ہمیں امید ہے کہ ہم ان وسائل کا سو فی صد تک استعمال کر کے مقررہ ترقیاتی ہدف پورا کر لیں گے۔

۸- جناب والا!

اب میں اگلے سال کے بجٹ کی طرف آتا ہوں - جو بجٹ میں آج آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اس کا مجموعی تخمینہ ۲۱ ارب ۳۱ کروڑ ۴ لاکھ روپے ہے جس میں رواں بجٹ ۱۵ ارب ۳۳ کروڑ ۴۲ لاکھ روپے کا ہے اور ترقیاتی بجٹ ۵ ارب ۹۷ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے کا ہے - جس میں خصوصی ترقیاتی پروگرام کے ۳۰ کروڑ روپے بھی شامل ہیں - اس طرح ۸۵-۱۹۸۴ء کے ترقیاتی بجٹ کے مقابلے میں ۸۶-۱۹۸۵ کا ترقیاتی بجٹ ایک ارب ۳۷ کروڑ استی لاکھ روپے زائد ہے - جو ۳۲ فی صد سے کچھ زیادہ ہے لیکن اگر خصوصی ترقیاتی پروگرام کی رقم بھی اس میں شامل کر لی جائے تو یہ تناسب بڑھ کر تقریباً ۳۹ فی صد ہو جائیگا مجھے آپ کو یہ بتاتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ صوبائی ترقیاتی پروگرام گذشتہ سالوں کی نسبت بہت زیادہ شرح سے بڑھ رہا ہے (نعرہ ہائے تحسین) یہاں میں اس بات کا ذکر کرتا چلوں کہ ۵ ارب ۹۷ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے کے ترقیاتی بجٹ کے علاوہ پرائمری تعلیم کے خصوصی پروجیکٹ کے لیے بیرونی امداد بھی متوقع ہے جو آئندہ تین سالوں کے لیے ایک ارب ۳۰ کروڑ روپے ہوگی - مزید برآں W.A.P.D.A جیسا کہ میں بعد میں وضاحت کروں گا اپنے وسائل سے ایک خطیر رقم کی سرمایہ کاری کرے گا اس طرح مجموعی طور پر ہمارے ترقیاتی بجٹ میں تقریباً ۳۰ کروڑ روپے کا اضافہ ہوگا - یوں ہمارے آئندہ سال کے ترقیاتی پروگرام کا سائز بڑھ کر ۱۱ ارب ۳۰ کروڑ روپے سے زائد ہو جائے گا جو رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام سے تقریباً دو ارب روپے زیادہ ہے - آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ یہ خاصا بڑا اضافہ ہے -

۹- جناب والا - پیشتر اس کے کہ میں ۸۶-۱۹۸۵ء کے ترقیاتی پروگرام کے منصوبوں کی تفصیل عرض کروں میں اس ترقیاتی پروگرام کے نمایاں خدوخال کی نشاندہی کروں گا۔

دیہی معیشت کو بہتر بنانا حکومت کی پالیسی کا سنگِ بنیاد ہے اس مقصد کے حصول کے لیے حکومت کی کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ مالی وسائل دیہی علاقوں کی ترقی اور بہبود کے لیے مہیا کیے جائیں اور ترقیاتی پروگرام کا زیادہ تر حصہ دیہی ترقی کے لیے وقف کیا جائے۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ دیہی علاقوں کی ترقی کے لیے مختص کی جانے والی رقوم جو سنہ ۷۹-۱۹۷۸ء میں کل ترقیاتی بجٹ کا تقریباً ۴۵ فی صد تھیں بجٹ سنہ ۸۵-۱۹۸۴ء میں اسے بڑھا کر ۶۱ فی صد کر دیا گیا تھا اور اگلے سال یہ تناسب ۷۰ فیصد سے زائد ہو جائے گا۔ دیہی علاقوں کی ترقی کے سلسلہ میں دوسرا ترجیحی اقدام بارانی علاقوں میں ترقی کے امکانات کا جائزہ لینا ہے۔ ان علاقوں کے ترقیاتی کاموں کے لیے ایک ارب دس کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ بارانی علاقوں کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ آبپاشی اور پینے کے پانی کی کمی ہے اس کمی کو دور کرنے کے لیے ان علاقوں میں چھوٹے بند باندھنے کا پروگرام بنایا گیا ہے جس پر مرحلہ وار عمل کیا جائے گا اس کام کی ابتدا اگلے سال سے ہو گی۔ تقطیری آب پاشی و DRIP AND SPRINKLE IRRIGATION. کے عملی اور اقتصادی پہلوؤں کا جائزہ بھی لیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ گرین ہاؤسز کے ذریعہ ان علاقوں میں تجرباتی طور پر نئے پودوں کی افزائش کا کام بھی شروع کیا جائے گا۔ تیسرا ترجیحی اقدام زیر تکمیل منصوبوں کو بلا تاخیر مکمل کرنا ہے تاکہ آنے والے سالوں میں نئے منصوبوں کے لیے وسائل مہیا ہو سکیں۔ اس دوران تکمیل شدہ منصوبوں سے علاقے کی اقتصادی اور سماجی بہبود پر خاطر خواہ نتائج مرتب ہوں گے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دستیاب وسائل کا ۶۰ فیصد سے زائد حصہ مختص کیا گیا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ کل ۱۶۰۴ زیر کار منصوبوں میں سے ۶۵ فی صد منصوبے آئندہ سال کے دوران مکمل ہو جائیں گے۔

۱۰۔ جناب والا!

تعلیم حکومت کی ترجیحات میں سرفہرست ہے۔ مگر اس شعبے سے متعلق حکومت کی پالیسی کی وضاحت کرنے سے پہلے میں اس معزز ایوان کو اعتماد میں لیتے ہوئے یہ عرض

کرنا چاہوں گا کہ کسی بھی شعبے میں پیش رفت کا صحیح اندازہ متعلقہ اعداد وشمار سے ہی لگایا جا سکتا ہے ان اعداد وشمار کے مطابق صوبے میں تعلیم یافتہ افراد کا فی صد تناسب ملکی سطح پر لیے گئے فی صد تناسب سے قدرے بہتر ہے مگر یہ صورت حال بھی ہمارے لیے کچھ اتنی تسلی بخش نہیں ہو سکتی ۔ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق پنجاب میں پڑھے لکھے افراد کا فی صد تناسب ۵،۲۴ تھا جس میں ۵،۳۳ فی صد مرد اور ۳،۱۴ فی صد خواتین تھیں ۔ ان اعداد وشمار کی روشنی میں حکومت نے صورت حال کا ایک تفصیلی جائزہ لیا اور ایسے عوامل کی نشاندہی کی جن پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے ۔ ان عوامل کا مختصر جائزہ صورتحال کو واضح کرنے اور آئندہ کے لیے حکمت عمل وضع کرنے میں بہت مفید ثابت ہوگا اولاً یہ محسوس کیا گیا ہے کہ تعلیم نسواں کو دیہی علاقوں میں بالخصوص نہ صرف ترویج اور توسیع دینا ضروری ہے بلکہ اس کا معیار بھی بہتر بنانا ہوگا ۔ یہاں میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کی حکومت خواتین کی سماجی حیثیت اور سوسائٹی میں ان کے اعلیٰ و ارفع مقام اور اہم کردار سے پوری طرح آگاہ ہے ۔ اور یہ عزم کیے ہوئے ہے کہ اسلامی احکامات کی روشنی میں خواتین کو زندگی کے ہر شعبے میں مثبت کردار ادا کرنے کے تمام ممکنہ مواقع فراہم کیے جائیں تاکہ ترقیاتی اور سماجی بہبود کے منصوبوں میں ان کی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا جا سکے ۔ ہمارے اس عزم کا منہ بولتا ثبوت صوبائی کابینہ میں دو معزز خواتین کی موجودگی ہے

(ب) دوسرا اہم مسئلہ جو حکومت کی فوری توجہ کا مستحق ہے تعلیم کا گرتا ہوا معیار ہے ۔ اس غیر تسلی بخش صورت حال کی بہتری کے لیے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ نہ صرف اساتذہ کی تعداد میں مناسب اضافہ کیا جائے بلکہ ان کی تربیت اور ٹریننگ پر بھی خصوصی توجہ دی جائے ۔

(ج) تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے اور اس پر مسلسل نگرانی کے لیے سکولوں اور کالجوں کے معائنے کے نظام کو زیادہ موثر بنایا جا رہا ہے ۔ اور اس کے لیے محکمہ تعلیم میں مختلف مدارج کے نگران عملہ کی تعداد میں اضافہ کیا جا رہا ہے ۔

(د) تعلیم کو عام کرنے اور پڑھے لکھے افراد کے فی صد تناسب میں اضافے

کے لیے ابتدائی تعلیم (PRIMARY EDUCATION) میں توسیع کرنے اور اُسے مضبوط بنیادوں پہ استوار کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ان سکولوں میں بالخصوص اور دوسرے تعلیمی اداروں میں بالعموم ضروری ساز و سامان کی فراہمی اور تجربہ گاہوں کا قیام بھی بے حد ضروری ہے۔

(ح) ایک اور اہم مسئلہ جو حکومت کی فوری توجہ کا مستحق ہے اعلےٰ تعلیم یافتہ بے روزگاروں کی تعداد میں دن بدن اضافے کے پیش نظر فنی تربیت کے فروغ کا ہے اس لیے حکومت ایسے ادارے قائم کر رہی ہے جہاں ایسے ٹیکنیکل شعبہ جات میں تربیت دی جائے گی جن کی مارکیٹ میں مانگ ہے۔

(خ) ایک اور مسئلہ جو بہت اہم ہے اور جس پہ ماضی میں زیادہ توجہ نہیں دی گئی جسمانی اور ذہنی طور پہ معذور بچوں کی تعلیم و تربیت کا ہے اس بے توجہی کے نتیجہ کے طور پہ معذور بچے بڑے ہو کر اپنے خاندان اور معاشرے پر بوجھ بن جاتے ہیں اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے ایسے اداروں کا قیام اشد ضروری ہے جہاں جدید تصورات پہ مبنی طریقہ ہائے تعلیم کے ذریعے معذور بچوں کی تربیت کا انتظام ہو۔ اساتذہ کی خصوصی تربیت کے لیے بھی مناسب درس گاہوں کا قیام اور ایسے نجی اداروں کی حوصلہ افزائی جو پہلے سے ہی معذور بچوں کی تعلیم و تربیت میں کوشاں ہیں، وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے۔

حکومت کے اس جائزے سے ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ۵ کروڑ افراد کی تعلیم و تربیت کا خاطر خواہ انتظام صرف حکومتی وسائل سے ممکن نہیں بلکہ اس میں نجی شعبہ کے بھرپور تعاون کی ضرورت بھی ہوگی۔ اس سلسلہ میں حکومت کو ایک ایسی پالیسی مرتب کرنا ہوگی جس سے نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی ہو۔

۱۱۔ حکومت ان تمام مسائل کو حل کرنے، فی صد شرح خواندگی بڑھانے اور تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے کی اہمیت سے پوری طرح آگاہ ہے۔ بعض اصحاب نے جن میں اس معزز ایوان کے چند معزز اراکین بھی شامل ہیں۔ اس خیال کا اظہار

کیا ہے کہ تعلیمی شعبے میں توسیع کی بجائے فی الحال صرف موجودہ انتظامات کو مستحکم کرنا چاہیئے مگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ استحکام کے ساتھ ساتھ توسیع بھی ناگزیر ہے۔ بیسویں صدی کے آخر میں رہتے ہوئے یہ کیسے ممکن ہے کہ ہماری ۷۵ فی صد آبادی ناخواندہ ہو اور ہم مطمئن ہو کر بیٹھ رہیں۔ اہالیان پنجاب جنہوں نے ہمیں منتخب کر کے اس معزز ایوان میں بھیجا ہے ان کی خواہشات اور امنگوں کا احترام کرتے ہوئے ہم تعلیمی شعبے میں پہلے سے کیے گئے اقدامات کو بہتر اور مضبوط تر بنانے کے ساتھ ساتھ اس کی توسیع اور ترقی کے لیے بھی ہر ممکن اقدام کرنے کا عزم رکھتے ہیں اور اس مقصد کے لیے حکومت نے آئندہ سال چار ارب ۹۸ کروڑ ۳۶ لاکھ روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے اس میں تین ارب ۷۳ کروڑ ۶۶ لاکھ روپے رواں اخراجات کے لیے ہیں جب کہ ایک ارب ۲۴ کروڑ ۷۰ لاکھ روپے ترقیاتی پروگرام کے لیے ہیں یہ رقم ہمارے مجموعی بجٹ کا ۲۳٫۲۴ فیصد ہے۔ اور کسی ایک شعبے کے لیے مختص کی جانے والی سب سے بڑی رقم ہے۔ پرائمری تعلیم کے خصوصی پروگرام کے لئے وفاقی حکومت سے ۴۱ کروڑ ۷۰ لاکھ روپے کی متوقع رقم جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے بھی اس میں شامل ہے۔

۱۱۔ تعلیم کے شعبہ میں سب سے زیادہ اہمیت ابتدائی تعلیم (PRIMARY EDUCATION) کو دی جا رہی ہے۔ تاکہ ناخواندگی کا جلد از جلد خاتمہ کیا جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ ماضی کی کم توجہی سے پیدا شدہ تعلیم نسواں کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش بھی جاری ہے اور اس کے لیے ہم زیادہ سے زیادہ رقوم مختص کر رہے ہیں۔ اگلے سال کے بجٹ میں صرف لڑکیوں کے لیے ۱۲۵۰ پرائمری سکول کھولنے کی گنجائش رکھی گئی ہے اس کے علاوہ ۱۳۵۰ مسجد سکول بھی قائم کیے جا رہے ہیں۔ بجٹ کی تشکیل و تکمیل سے پہلے جو مذاکرات اس سلسلے میں معزز اراکین اسمبلی کے ساتھ ہوئے ہیں۔ ان کے نتیجے میں ثانوی تعلیم کو بھی بہت اہمیت دی جا رہی ہے۔ ۵۰۰ پرائمری سکولوں کا درجہ بڑھا کر انہیں مڈل سکول بنایا جا رہا ہے ان میں تقریباً ۶۰ فیصد لڑکیوں کے سکول ہیں۔ مزید برآں ۲۵۶ مڈل سکولوں کو ہائی سکول کے درجے پر ترقی دی

جا رہی ہے۔ ان میں ۴۷ فی صد لڑکیوں کے سکول ہوں گے۔ اسی طرح لڑکیوں کے ۲۵۰ پرائمری سکولوں میں اضافی کمرے بنائے جا رہے ہیں۔ جب کہ لڑکیوں کے ۱۹۵ سکولوں کی احاطہ دیواریں تعمیر کی جا رہی ہیں۔ اساتذہ بالخصوص پرائمری جماعتوں کے اساتذہ کی تربیت کو بہتر بنیادوں پر استوار کرنے کے سلسلے میں حکومت کی کوشش میں موجودہ ہائی سکولوں میں تربیتی ادارے قائم کرنا بھی شامل ہے۔

۱۳- اگلے سال سے تعلیمی حکمت عملی میں ایک نہایت اہم اور بنیادی تبدیلی کی جا رہی ہے جس کے تحت سکولوں میں تعلیم کے معیار پر زیادہ توجہ دی جائے گی۔ اور ان میں ایف۔ اے اور ایف۔ ایس۔ سی کی کلاسوں کا اجرا کیا جائے گا۔ اب تک زیادہ زور اس بات پر رہا ہے کہ دیہی علاقوں میں زیادہ سے زیادہ سکول کھولے جائیں۔ تعلیم کے معیار کو نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ اس حکمت عملی سے ان علاقوں کی شرح خواندگی میں تو اضافہ ہوا ہے مگر تعلیم کا معیار متناسب نہ ہونے کی وجہ سے دیہی سکولوں سے فارغ التحصیل اکثر و بیشتر طلبا اپنے شہری بھائیوں کی ذہنی سطح تک نہیں پہنچ پاتے۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اگلے سال سے صوبہ بھر کے مختلف مراکز میں ماڈل سکولوں کا اجرا کیا جائے۔ ابتداً میں ۵۸ ایسے سکولوں پر کام شروع ہو جائے گا اس کے علاوہ پس ماندہ علاقوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے مواقع پیدا کئے جائیں گے۔ اس ضمن میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ بعض ہائی سکولوں میں ایف اے تک کی کلاسوں کا اجرا کیا جائے گا جس کے لئے مناسب رقوم اگلے سال کے بجٹ میں مختص کی گئی ہیں۔

۱۴- اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں نئے تعلیمی اداروں کی تعمیر اور ان میں ضروری ساز و سامان کی فراہمی کے لئے بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔ جبکہ تدریسی عملہ کی تنخواہوں پر اٹھنے والے اخراجات رواں بجٹ سے پورے کئے جائیں گے اساتذہ اور تدریسی عملہ کی کمی ایک اور بہت اہم مسئلہ ہے۔ نگران عملہ بھی ضرورت سے کم ہے

اس کمی کو پورا کرنے کے لئے بجٹ میں نئی اسامیوں کے وضع کرنے کے لئے بھی مناسب رقوم مختص کی گئی ہیں۔ ان اسامیوں اور مختص رقوم کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

۱: موجودہ کالجوں کے لئے لیکچرارز جن میں ۳۳۶ مردانہ اور ۹۶ زنانہ اداروں کے لئے ہیں۔ ان پر اخراجات کا تخمینہ ایک کروڑ ۲۰ لاکھ روپے ہے۔

۲: ہر تحصیل ہیڈکوارٹر کے لئے ایک ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر، مختص رقم ۵۰ لاکھ ۷۴ ہزار روپے۔ امید ہے کہ ان اسامیوں پر عملہ کی تقرری سے نگرانی کے عمل (انسپکشن) کو بہتر بنانے میں بہت مدد ملے گی۔

۳: ۲۷۴ اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز
اخراجات کا تخمینہ ایک کروڑ ۳ لاکھ روپے۔

۴: ۱۱۸۷ سیکنڈری سکول ٹیچرز
۱۳۹ فزیکل ایجوکیشن ٹیچرز
۷۰۰ ایلیمنٹری سکول ٹیچرز
۵۰۰ پرائمری سکول ٹیچرز

یہ اسامیاں موجودہ سکولوں کے لئے ہیں اور حالیہ کمی کو پورا کریں گی۔
اخراجات کا تخمینہ ۲ کروڑ ۱۳ لاکھ روپے ہے۔

ان کے علاوہ ڈیرہ غازی خان، جہلم اور ملتان کے نارمل سکولوں کو اساتذہ کی تربیت کے لئے ابتدائی کالجوں کی سطح تک ترقی دی جائے گی۔ جس پر اخراجات کا تخمینہ ۱۶ لاکھ ۲۸ ہزار روپے ہے۔

۱۵۔ یہاں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جہاں حکومت صوبے میں تعلیم کی مقداری اور معیاری ترقی کے لئے بھرپور کوشش کر رہی ہے وہاں عوام اور مقامی اداروں پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں اور تعلیم کی ترویج و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اس ضمن میں حکومت دو اقدام

کمرہ ہی ہے جن کی کامیابی کا انحصار مقامی آبادی کی شراکت اور ان کے تعاون پر ہے۔ اولاً آئندہ سال کے ترقیاتی بجٹ میں ۲ کروڑ ۲۲ لاکھ روپے کی رقم بطور (MATCHING GRANT) پرائمری سکولوں کی تعمیر کے لئے رکھی گئی ہے۔ ثانیاً ۸ لاکھ روپے کی رقم ایسے مڈل اور ہائی سکولوں کے لئے ساز و سامان کی فراہمی کے لئے مختص کی گئی ہے جس میں مقامی باشندے اپنی مدد آپ کے تحت اضافی کمرے تعمیر کریں گے۔ یہ ساز و سامان طے شدہ فارمولے کے مطابق مہیا کیا جائے گا۔ حکومت یہ امید رکھتی ہے کہ مقامی باشندے بھرپور تعاون کا مظاہرہ کریں گے اور اپنے علاقوں کے مڈل اور ہائی سکولوں کی حالت بہتر بنانے میں فراخدلی سے حصہ لیں گے۔ یہاں میں اس بات کی وضاحت کردوں کہ مذکورہ بالا رقم توان مڈل اور ہائی سکولوں میں ساز و سامان کی فراہمی پر خرچ کی جائے گی۔ جن میں مقامی باشندے اضافی کمرے تعمیر کریں گے حکومت نے ۱ کروڑ روپے کی ایک خطیر رقم تعلیمی اداروں میں پرانے اور ازکار رفتہ ساز و سامان اور فرنیچر کی بحالی کے لئے بھی مختص کی ہے۔ اس کے علاوہ ۲ کروڑ روپے کی رقم ان تعلیمی اداروں کی مرمت اور نگہداشت کے لئے بھی رکھی گئی ہے۔ جن کی عمارات ۱۹۷۲ء میں قومی تحویل میں لینے کے بعد بتدریج خستہ اور مرمت طلب ہو چکی ہیں۔

۱۶- جسمانی اور ذہنی طور پر معذور بچوں کی تعلیم و تربیت ماضی میں بے توجہی کا شکار رہی ہے۔ حکومت نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس پر بطور خاص توجہ دی جائے اس مقصد کے لئے ۳ کروڑ ۴۴ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ دو اعلیٰ سطح کے ادارے ایک ذہنی طور پر معذور بچوں کے لئے اور دوسرا بہرے گونگے اور نابینا بچوں کے لئے لاہور میں قائم کئے جائیں گے۔ ساتھ ہی ساتھ ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ایسے ادارے قائم کئے جائیں گے جہاں بین الاقوامی سطح پر منظور شدہ تعلیمی معیار کے مطابق معذور بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ جوہر ٹاؤن لاہور میں یتیموں اور بے سہارا بچوں کے لئے رہائشی سہولتوں کے ساتھ ایک تعلیمی ادارہ قائم

کرنا بھی آئندہ بجٹ میں شامل ہے ۔ اس سکیم پر اخراجات کا تخمینہ ایک کروڑ روپے ہے ۔
۱۷ء میں اس سے پہلے نوجوانوں کو تکنیکی اور فنی شعبوں میں تربیت دینے کی اہمیت کا ذکر کر چکا ہوں ۔ تاکہ ہماری جوان نسل ٹیکنیکی اور فنی اداروں میں تربیت حاصل کر کے کسب معاش کے قابل ہو سکے ۔ اگلے سال کے بجٹ میں بہت سے ایسے اقدام شامل کئے گئے ہیں جن سے اس مقصد کو حاصل کرنے میں خاطر خواہ پیش رفت کی توقع کی جا سکتی ہے ۔ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ ساہیوال کو ایک کروڑ روپے کی لاگت سے ایک کمرشل کالج میں تبدیل کیا جا رہا ہے ۔ اس منصوبے پر کام اگلے سال سے شروع ہو جائے گا ۔ جس کے لئے ۵۰ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ کالج بننے کے بعد طلبا اس ادارے سے بی ۔ کام (B. COM) کی ڈگری حاصل کر سکیں گے ۔ اس کے علاوہ لڑکوں کے لئے تین کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اور لڑکیوں کے لئے دس ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ قائم کئے جائیں گے جن پر ۵۶ لاکھ روپے لاگت آئے گی یہ ادارے کرایہ کی عمارتوں میں شروع کئے جائیں گے ۔ تاکہ ان میں تربیت کا کام فوری طور پر شروع ہو سکے ۔ ان اداروں کے قیام سے سالانہ ۵۰۰ لڑکے اور ۵۰۰ لڑکیاں تربیت حاصل کر سکیں گی محنت اور افرادی قوت کی تربیت کا محکمہ لیبر اینڈ مین پاور ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ (LABOUR AND MANPOWER TRG DEPTT) اگلے سال کے دوران دو نئی قسم کے منصوبوں پر کام شروع کرے گا ۔ ایک منصوبہ لاہور میں لڑکیوں کے لئے ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کا قیام ہے جس پر تین کروڑ روپے کی لاگت آئے گی جبکہ دوسرے منصوبے کا تعلق کارخانوں میں کام کرنے والوں کے لئے بہتر ماحول مہیا کرنے سے ہے ۔ اس منصوبے پر لاگت کا تخمینہ ایک کروڑ ۳۲ لاکھ روپے کا ہے ۔ ان دونوں منصوبوں پر اگلے سال سے کام شروع ہو جائے گا ۔ پہلے منصوبہ کی تکمیل پر ۲۰۰ لڑکیاں سالانہ فارغ التحصیل ہو سکیں گی ۔

۱۸ء اگلا اہم شعبہ صحت عامہ ہے ۔ جس کے لئے اگلے سال کے بجٹ میں مجموعی طور پر ایک ارب ۹۳ کروڑ ۴۱ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ ان میں سے ۶۸ کروڑ روپے ترقیاتی پروگرام کے لئے ہیں ۔ جبکہ ایک ارب ۲۵ کروڑ ۴۱ لاکھ روپے کے مصارف رواں بجٹ کی مدد سے پورے کئے جائیں گے ۔

۱۹- ترقیاتی پروگرام کے تحت گذشتہ سالوں میں وضع کی گئی حکمت عملی کے مطابق متعدد (BASIC HEALTH UNITS) قائم کئے جائیں گے توقع ہے کہ اگلے سال کے دوران ۲۵۰ زیر تعمیر یونٹ مکمل ہو جائیں گے جبکہ ۱۰۰ نئے یونٹوں پر کام شروع کر دیا جائے گا اس کے ساتھ ہی ساتھ ۱۵ (RURAL HEALTH CENTRES) پایہ تکمیل کو پہنچیں گے۔ ۳۰ نئے سنٹروں پر کام کا آغاز ہوگا۔ ۶۰ رورل ہیلتھ سنٹروں میں ''(X-RAY) کی مشینیں مہیا کی کی جائیں گی اور آنے والے سالوں میں بتدریج تمام سنٹروں میں یہ مشینیں مہیا کر دی جائیں گی۔ تحصیل کی سطح کے ۱۰ ہسپتالوں کی تعمیر مکمل ہو جائے گی اور ۵ نئے تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں پر کام شروع کر دیا جائے گا۔ جن میں منکیرہ۔ روجھان کلورکوٹ، کہروڑ پکا اور میاں چنوں شامل ہیں۔ ضلعی سطح پر ایک کروڑ ۲۰ لاکھ روپے کی لاگت سے خانیوال ہسپتال میں ضروری ترامیم کے کام کا آغاز ہو جائے گا ۷ نئے نرسنگ سکول قائم کئے جائیں گے جن میں مجموعی طور پر ۱۰۰ نرسوں کی ٹریننگ کا انتظام ہوگا۔ ان نئے نرسنگ سکولوں کے قیام سے صوبے میں ایسے سکولوں کی کل تعداد ۱۶ ہو جائے گی۔ وقت کے ساتھ ساتھ ایک معیاری نرسنگ اکیڈمی بطور CENTRE OF EXCELLENCE بھی قائم کی جائے گی۔

۲۰- جہاں ہماری یہ کوشش ہے کہ علاج معالجے کی سہولتوں کو صوبے کے دور دراز دیہی علاقوں تک پہنچایا جائے وہاں ہم یہ کوشش بھی کر رہے ہیں کہ بڑے شہروں میں طبی امداد کے معیار کو اعلیٰ سے اعلیٰ سطح تک لے جایا جائے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مختلف منصوبوں پر کام ہو رہا ہے اور امید ہے کہ اگلے سال کے دوران لاہور میں دل کی بیماریوں کے علاج کا سنٹر۔ بہاولپور میں سینے کے امراض کا یونٹ۔ لاہور اور راولپنڈی میں شعبہ حادثات کی عمارات اور نشتر ہسپتال ملتان کے فیملی اور پرائیویٹ وارڈ مکمل ہو جائیں گے۔ ان پانچ منصوبوں کی تکمیل سے صوبے کے ۴ بڑے شہروں کے ہسپتالوں میں ۴۰۰ بستروں کا اضافہ ہو جائے گا۔ اس ضمن میں یہ ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ میو ہسپتال لاہور کا سپیشل آئی وارڈ ۲۰۰ بستروں کے ساتھ اس سال

مکمل ہو گیا ہے اور زیر استعمال ہے ۔ ان منصوبوں پر کام شروع رکھنے کے علاوہ حکومت کینسر کے علاج بچوں کے علاج معالجے، کان، ناک اور گلے کی امراض کے علاج اور دل کی بیماریوں کے سلسلے میں احتیاطی تدابیر کے خصوصی یونٹ مہیا کرنے کا منصوبہ بھی بنا رہی ہے ۔ امید ہے کہ ان یونٹوں کی منصوبہ بندی اگلے سال تک مکمل کر لی جائے گی اور بعد ازاں جلد ہی ان پر کام شروع ہو جائے گا ۔ گورنمنٹ ۸۶-۱۹۸۵ء میں ایک نیا پروگرام شروع کرے گی ۔ جس کے تحت سکول کے بچوں کا طبی معائنہ ڈاکٹروں کی سپیشل ٹیمیں کریں گی ۔ اگلے سال تجرباتی طور پر اس سکیم کا اجرا کر دیا جائے گا امید ہے بعد ازاں اس پروگرام کو مزید وسعت دی جائے گی ۔

۴۹ ۔ دیہی علاقوں میں BASIC HEALTH UNITS اور RURAL HEALTH CENTRES کے قیام کے باعث معاون طبی عملے کی ضرورت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے ۔ اسے پورا کرنے کے لیے حکومت ساہیوال، سیالکوٹ، سرگودھا اور جہلم میں ۴ تربیتی سکول کھول رہی ہے جن میں اس عملہ کی ٹریننگ کا انتظام کیا جائے گا ۔ ان منصوبوں پر تعمیراتی کام کا آغاز ہو چکا ہے اور امید ہے کہ اگلے سال تربیت کا کام بھی شروع ہو جائے گا ۔ اس طرح سالانہ ۴۰۰ کے قریب معاون عملہ تربیت حاصل کر سکے گا ۔

مجھے امید ہے کہ تربیت یافتہ عملہ کی تعداد میں اس اضافے سے R.H.Cs اور B.H.Us میں معاون طبی عملہ کی حالیہ کمی دور ہو جائے گی اور میں یہ توقع بھی رکھتا ہوں کہ یہ تربیت یافتہ عملہ حکومت سے تعاون کرتے ہوئے خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر زیادہ دیہاتی علاقوں میں جانے کو تیار ہوگا ۔

۵۰ ۔ رواں بجٹ میں ڈاکٹروں اور نگران عملہ کی کمی کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے ۔ ساتھ ہی ساتھ دواؤں کی بہم رسانی اور صوبے بھر کے ہسپتالوں کی مرمت اور دیکھ بھال کے لیے بھی کافی مالی وسائل مہیا کیے گئے ہیں اس سلسلے میں مندرجہ ذیل کوائف دلچسپی کا باعث ہوں گے :-

ii:- اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ہیلتھ افسروں کی مزید ۳۴ اسامیاں وضع کی گئیں ہیں تاکہ سال ۸۶-۱۹۸۵ء سے ہر تحصیل میں ایک A.D.H.O کا تقرر ہو سکے۔

iii:- ہاؤس فزیشن اور ہاؤس سرجنوں کی ۱۵۰ اضافی اسامیاں وضع کی گئی ہیں جن سے مستقبل میں تقریباً ۸۵ فی صد نوجوان فارغ التحصیل ڈاکٹروں کو تربیت دی جا سکے گی۔

iiii:- تدریسی ہسپتال فیصل آباد میں نئی اسامیوں کے وضع کرنے کے لیے ایک کروڑ ۷۰ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔

iv:- ۲۲ لاکھ ۳۷ ہزار روپے کے خرچ سے میو ہسپتال لاہور کے شعبہ حادثات کے لیے ضروری اسامیاں وضع کی جائیں گی۔

v:- لاہور جنرل ہسپتال میں ۲۴ لاکھ ۲۳ ہزار روپے کے خرچ سے اضافی اسامیاں وضع کیں جائیں گی۔

vi:- صوبے کے ہسپتالوں میں ادویات خوراک اور دیگر سہولتیں بہتر طور پر فراہم کرنے کے لیے فارمولا موجودہ ضروریات کے مطابق تبدیل کر دیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں اگلے سال اس مد میں رواں مالی سال کے ۵ کروڑ ۷۰ لاکھ روپے کے مقابلے میں اخراجات کا تخمینہ ۴۲ کروڑ ۴ لاکھ روپے کا ہے۔ امید ہے کہ اس اضافے سے مریضوں کا علاج اور دیکھ بھال بہتر طور پر ہو سکے گی۔

۲۳- جناب والا!

آپ جانتے ہیں کہ پنجاب کی ۷۰ فی صد آبادی دیہات میں رہتی ہے اس لیے پنجاب کی معیشت بنیادی طور پر ایک دیہی معیشت ہے۔ اسی وجہ سے صوبائی ترجیحات میں زراعت کی ترقی کو ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ زراعت کا ذیلی شعبہ ۹۶ کروڑ روپے کی مختص رقم کے ساتھ ۸۶-۱۹۸۵ء کے ترقیاتی پروگرام میں بہت اہم ہے اور یہ خطیر رقم مجموعی ترقیاتی پروگرام کا ۱۹،۲ فی صد بنتی ہے رواں بجٹ میں مختص کی گئی ۸۴ کروڑ ۱۹ لاکھ روپے کی رقم اگر اس میں شامل کر لی جائے تو زراعت

کے لیے کل مختص رقم ایک ارب ۳۴ کروڑ روپے ہو جائے گی ۔ ترقیاتی پروگرام کی ۹۶ کروڑ کی رقم میں سے ۴۵ کروڑ روپے صوبے کے مختلف اضلاع میں فارم سے مارکیٹ تک سڑکوں کے جاری منصوبوں کے لیے ہیں ۔ جن سے صوبے میں تقریباً ۸۰۰ میل پختہ سڑکوں کی تعمیر کا ہدف پورا ہو جائے گا ۔ جناب والا آپ کو یاد ہوگا کہ پختہ سڑکوں کی تعمیر کا یہ ہدف معزز اراکین اسمبلی کی خواہشات کو مد نظر رکھتے ہوئے مقرر کیا گیا ہے ۔ ترجیحات کی فہرست میں دوسرا نمبر ON FARM WATER MANAGEMENT PROGRAMME کا ہے جس کے لیے ۲۱ کروڑ ۲۶ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ ان مصارف سے ۱۶ ہزار ۵۰۰ کھالوں کی اصلاح کی جائے گی ۔ جس کے نتیجے میں بہت سا پانی ضائع ہونے سے بچ جائے گا اور نہری پانی کی قلت کے دوران کافی مدد ملے گی ۔ زرعی تحقیق حکومت کے ترقیاتی پروگرام میں بدستور شامل رہے گی ۔ آئندہ سال کے ترقیاتی پروگرام میں اس کے لیے ۵ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ جب کہ رواں بجٹ میں مختص کیے گئے ۷ کروڑ ۱۹ لاکھ روپے اس کے علاوہ ہوں گے ۔ زراعت کے شعبے میں حکومت کی کارکردگی کا اندازہ بڑی بڑی فصلات کی پیداوار سے لگایا جا سکتا ہے ۔ کپاس کی گذشتہ فصل کی کل پیداوار یعنی ۱۷ لاکھ گانٹھوں کے مقابلے میں اس سال کی پیداوار ۴۷ لاکھ ۱۵ ہزار گانٹھ تھی ۔ اس طرح ایک سال میں ۱۷۸ فی صد اضافہ ہوا ۔ جو کہ ریکارڈ ہے ۔ چاول اور مکئی کی پیداوار میں بھی قابل ذکر اضافہ ہوا ہے ۔ نہری پانی کی شدید کمی اور فروری اور مارچ کے مہینوں میں خشک سالی کے باوجود سال رواں کے لیے گندم کا پیداواری تخمینہ اب تقریباً ۸۲ لاکھ ٹن ہے ۔ جو پچھلے سال کی پیداوار سے تقریباً ۷ لاکھ ٹن زیادہ ہے ۔ آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ مذکورہ حالات میں یہ کارکردگی قابل ستائش ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

۴۔ پانی کی کمی کو حتی الامکان دور کرنے کے لیے آئندہ سال کے ترقیاتی پروگرام میں صوبے کے بارانی، سیلابی اور آب پاشی علاقوں میں ڈیزل سے چلنے والے ٹیوب ویل نصب کرنے کے لیے ایک کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی

ہے۔ اس کے علاوہ مخصوص علاقوں میں ۳۰۰ لفٹ پمپ لگانے کے لیے ۲۱ لاکھ ۸۰ ہزار روپے کی امدادی رقم بھی رکھی گئی ہے۔ حکومت کی اس حکمت عملی کے پیش نظر کہ کاشت کاروں کو معیاری بیج استعمال کرنے کی طرف راغب کیا جائے مختلف قسم کے بیجوں پر امدادی رقوم کے لیے ۴ کروڑ ۱۵ لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ میں یہاں موسم سرما میں بارش کی کمی اور فصل ربیع کے دوران پانی کی شدید قلت کا ذکر خصوصیت سے کرنا چاہوں گا۔ اس سے نہ صرف گندم کی فصل پر انتہائی نقصان دہ اثرات مرتب ہوئے ہیں بلکہ خدشہ ہے کہ مئی کے مہینے میں پانی کی کمی کپاس کی بوائی پر بھی اثر انداز ہو گی۔ تاہم میں پنجاب کے کاشت کاروں کو یہ یقین دلانا چاہوں گا کہ حکومت کے تمام اراکین ان کی اس تشویش میں برابر کے شریک ہیں۔ یہ امر آپ کے لیے شاید باعث اطمینان ہو کہ پانی کی قلت کا مسئلہ ان مسائل میں شامل تھا۔ جن پر صوبائی کابینہ نے اپنی تشکیل کے فوراً بعد سب سے پہلے غور و خوض کیا۔ صوبائی حکومت دیہی علاقوں میں بجلی کی بہم رسانی پر بھی کڑی نظر رکھے ہوئے ہے اور اس سلسلہ میں واپڈا اور وفاقی حکومت کے ساتھ متواتر مذاکرات ہو رہے ہیں۔ امید ہے انشاءاللہ صورت حال بتدریج بہتر ہوتی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی امید کرتا ہوں کہ ہمارے جیالے اور محنتی کاشت کار بوقت ضرورت اپنے بوائی کے پروگرام کو اس طرح ترتیب دیں گے کہ خریف کے پیداواری ہدف ممکن حد تک پورے ہو سکیں۔ ہم پانی کی موجودہ صورت حال سے قطعاً مطمئن نہیں ہیں اور ہم نے وفاقی حکومت پر یہ واضح کر دیا ہے کہ وہ اسے صرف پنجاب کا معاملہ سمجھنے کی بجائے قومی مسئلہ سمجھیں جبکہ دیگر مسائل کا حل بعد میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ خریف کی بوائی کے لئے پانی کی فراہمی فوری طور پر ہو جانی چاہیئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

۲۵۔ میں یہاں ان مشکلات کا ذکر بھی کرنا چاہوں گا جن سے لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے شہروں اور قصبوں کے رہنے والے دوچار ہیں۔ مجھے اس بات کا شدید احساس ہے کہ بجلی کی پیداوار میں کمی اور کاشت کار برادری کی ضروریات کو پورا کرنے کی وجہ سے شہری صارفین بغیر کوئی شکوہ کئے بہت تکلیفیں جھیل رہے ہیں۔ حکومت شہری

آبادی کے اس جذبۂ قربانی کو استحسان کی نظر سے دیکھتی ہے اور یقین دلانا چاہتی ہے کہ صورت حال کو بہتر بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جائے گا۔ وفاقی حکومت سے پرزور سفارش کی گئی ہے کہ وہ بجلی کی پیداوار میں اضافہ کرے اور آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ آئندہ اٹھارہ ماہ کے دوران بجلی کی پیداوار میں ۱۲۰۰ میگاواٹ کے اضافے کا قوی امکان ہے۔

۲۶۔ پانی ہماری دیہی معیشت کے لئے بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اگلے سال کے بجٹ میں اس شعبے کے لیے دو ارب ۷۸ کروڑ روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے اس میں سے ۴۳ کروڑ روپے ترقیاتی پروگرام کے تحت ہوں گے اور ۲۰ کروڑ روپے ایک خصوصی ترقیاتی پروگرام کے تحت۔ جب کہ ایک ارب ۷۴ کروڑ روپے رواں بجٹ سے مہیا کیے جائیں گے۔

۲۷۔ جناب والا۔

اراکین اسمبلی سیم اور تھور کی تباہ کاریوں سے پوری طرح آگاہ ہیں جن سے صوبے کے مختلف حصوں میں زرعی زمین ناکارہ ہوتی جا رہی ہے۔ سیم اور تھور کا تدارک وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ صوبائی حکومت کے مسلسل اصرار پر اس مسئلے کے حل کے سلسلے میں کچھ پیش رفت ہوئی ہے اور امید ہے کہ وفاقی حکومت اپنے اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں ۴۵ کروڑ روپے کی رقم منتقل کر رہی ہے۔ تاکہ اس آفت سے نمٹا جا سکے اس سلسلے میں جن بڑے منصوبوں پر کام جاری رہے گا ان میں پنج ند عباسیہ پانڈوکی، خیروالا اور لوئر چناب ہیاڑنگ اور سمندری کے یونٹ شامل ہیں۔ تھل کے علاقے میں ایک اہم منصوبہ بھی شروع کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں صوبائی حکومت ۲۲ کروڑ ۲۰ لاکھ روپے کی رقم بارہ زیر کار اور نئے منصوبوں کے لئے فراہم کر رہی ہے جن کا تعلق نکاسیٔ آب اور زمین کی بازیابی سے ہے اس میں سکارپ فورڈ واہ صادقیہ میں صوبائی حکومت کا پندرہ کروڑ روپے کا حصہ بھی شامل ہے۔ یہ رقم شعبہ آب پاشی کے ترقیاتی پروگرام کا ۵۲ فیصد ہے۔

۲۸- حکومت اس بات سے پوری طرح آگاہ ہے کہ دیہی علاقوں کی ترقی کے لئے بجلی کی فراہمی بے حد ضروری ہے اس مقصد کے لئے وفاقی بجٹ میں جس کا تین روز پہلے اعلان ہو چکا ہے ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ جس میں سے ہمیں امید ہے کہ پنجاب کے ۱۵۰۰ دیہات میں بجلی پہنچائی جائے گی۔ حکومت پنجاب نے بھی اپنے ترقیاتی بجٹ میں ایک کروڑ ۵۰ لاکھ روپے کی رقم رکھی ہے۔ جس سے ان دیہات میں بجلی پہنچائی جائے گی جن کو واپڈا نے اپنا پروگرام ترتیب دیتے وقت نظر انداز کر دیا تھا۔ ۵۰ لاکھ روپے کی مزید رقم کا اہتمام بھی کیا گیا ہے تاکہ ان دیہات کو بھی بجلی پہنچائی جا سکے جو واپڈا اور صوبائی حکومت کے پروگراموں میں تو شامل نہیں۔ مگر جہاں کی آبادی کل اخراجات کا ۱/۲ حصہ برداشت کرنے کو تیار ہو۔ آپ کو یاد ہو گا کہ دیہات میں بجلی کی ترسیل کے موضوع پر جو مذاکرات اس معزز ایوان کے اراکین اور وفاقی اسمبلی کے اراکین کے ساتھ ہوئے ان میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ واپڈا کی دیہات میں بجلی پہنچانے کی پالیسی پر نظر ثانی کی جائے اور اسے زیادہ معقول اور معتدل بنایا جائے اس ضمن میں ان دیہات کی بالخصوص نشاندہی کی گئی تھی جو بارانی علاقوں میں واقع ہیں یا جہاں کی آبادی ایک جگہ پر واقع ہونے کی بجائے منتشر ہے اور وہ کسی طرح بھی واپڈا کی پالیسی کے تحت نہیں آتے۔ اس موضوع پر غور و فکر جاری ہے اور امید ہے کہ اگلے سال کے دوران اس مسئلے کا کوئی قابل قبول حل دریافت کر لیا جائے گا۔ اس سلسلے میں یہ عرض کرنا بھی بے محل نہ ہو گا کہ ہم نے صوبائی محکمہ انہار کے بجلی سے متعلق ذیلی شعبے کی تنظیم نو کر کے اسے زیادہ فعال بنا دیا ہے۔ تاکہ وہ دیہی علاقوں میں بجلی کی ترسیل و تقسیم کے سلسلے میں پیش آنے والے مسائل میں بجلی کے صارفین کی مدد کر سکے۔

۲۹- افزائش حیوانات کے شعبہ کے لیے حکومت نے ۸۶-۱۹۸۵ء کے ترقیاتی پروگرام میں ۸ کروڑ ۲۵ لاکھ روپے کی رقم رکھی ہے اس سے پہلے اس شعبے کی کارکردگی زیادہ تر مویشیوں کے علاج معالجے پر مرکوز تھی۔ اب اس حکمت عملی کو تبدیل کر کے زیادہ توجہ مویشیوں کی افزائش اور مرغبانی پر دی جا رہی ہے ٹیڈی بکریوں کی افزائش نسل بھی اسی شعبے کا حصہ بنا دی گئی ہے۔ رکھ ڈیرہ چاہل میں

واقع حیوانات کے لیے بہتر خوراک کا تحقیقی مرکز اور خیری مورت کے بارانی تحقیقی ادارہ (BARANI RESEARCH INSTITUTE) کو مزید فعال بنانے کے لیے کافی رقم دی جا رہی ہے۔ منہ کھر کی بیماری کے تدارک کے لیے سیرم (SERUM) کی تیاری بھی اس شعبے کا حصہ ہے۔ ترقیاتی پروگرام کے لیے مختص رقم کے ساتھ رواں بجٹ میں اضافی عملے کی گنجائش رکھی گئی ہے جس میں ۷۵ اسامیاں وٹرنیری ڈاکٹروں کی اور ۹۶ اسامیاں سٹاک اسسٹنٹ کی شامل ہیں۔ علاوہ ازیں صوبے کے مویشی ہسپتالوں کی دیکھ بھال اور دواؤں کی بہم رسانی کے لیے ایک کروڑ ۵۰ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ مویشی ہسپتالوں کی دیکھ بھال اور دواؤں کی بہم رسانی ڈسٹرکٹ کونسلوں کی ذمہ داری ہے۔ تاہم بلدیاتی اداروں کے محدود وسائل کے پیش نظر حکومت نے یہ مالی امداد فراہم کی ہے۔ تاکہ حیوانوں کی صحت کے نگہداشت کے پروگرام میں کوئی کمی واقع نہ ہونے پائے۔

۳۰۔ صوبائی معیشت کا ایک اہم ستون صنعت کا شعبہ ہے۔ حکومت اس بات سے پوری طرح آگاہ ہے کہ صنعتی فروغ صرف اس لیے ضروری نہیں کہ مقامی طور پر دستیاب خام مال کی کھپت ہو سکے۔ بلکہ اس لیے بھی کہ نئی ٹیکنالوجی کی ترویج و ترقی ہو۔ اور ملازمت کے مواقع مہیا ہوں۔ ان مقاصد کے حصول کے پیش نظر حکومت کی یہ کوشش ہے کہ صنعتی میدان میں مندرجہ ذیل تین طریقوں سے ترقی کی راہ ہموار کی جائے۔ اوّل حکومت انڈسٹریل اسٹیٹس قائم کرنے کے ساتھ ساتھ جدید و جدید صنعتوں میں مطلوبہ عام سہولتیں بدستور مہیا کرتی رہے گی۔ لہٰذا فیصل آباد، ڈسکہ اور گوجرانوالہ میں زیر تکمیل انڈسٹریل اسٹیٹس پر کام جاری رہے گا اور اگلے سال مکمل کر لیا جائے گا۔ اسی طرح گوجرانوالہ میں چمڑے کی صنعت سیالکوٹ میں کھیلوں کے سامان کی صنعت اور شاہدرہ میں مٹی کے برتنوں کی صنعت کو دی جانے والی عمومی سہولتوں کو جدید بنانے کا کام بھی مکمل ہو جائے گا۔ چھوٹی صنعتوں کی صوبائی کارپوریشن نے ایک بالکل نئے منصوبے کی ابتدا کی ہے جس کے تحت ڈیرہ غازی خان اور چولستان کے دور دراز علاقوں میں دستکاری کے فروغ کے لیے متعدد ادارے قائم کیے گئے ہیں۔ ان اداروں کے کارکن گھر گھر جا کر دستکاروں کو خام مال اور نئے ڈیزائن مہیا

کریں گے اور بیچی ہوئی اشیاء نقد قیمت دے کر خرید لیں گے۔ اس پروگرام کے تحت دستکاروں کے بہت سے ایسے نمونے دریافت ہوئے ہیں جن کی بازار میں کافی مانگ ہے اس پروگرام میں اگلے سال مزید توسیع کی جائے گی۔

۳۱- دوئم صنعتوں کے فروغ کے پروگرام کی حوصلہ افزائی کی جائیگی اور دیہی علاقوں میں صنعتیں لگانے کے لئے آسان شرائط پہ قرضہ جات بہم پہنچانے کی سکیم جاری رکھی جائے گی۔ اس سکیم کے تحت گذشتہ دو سالوں میں صوبے بھر میں ۱۸۸ ایسے چھوٹے منصوبوں کی منظوری دی جا چکی ہے۔ امید ہے کہ اگلے سال اس پروگرام کو وسعت دی جائے گی۔ اس طرح روزگار کے امکانات بہتر ہو جائیں گے۔ سوئم صوبوں میں بڑی صنعتوں کی ترقی کے لیے پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ اپنے منصوبوں میں جدید ٹیکنالوجی کو روشناس کرانے کا عمل جاری رکھے گا آپ کو یاد ہو گا کہ یہ بورڈ گذشتہ دس سال سے کمالیہ میں کاغذ بنانے کا کارخانہ لگانے کی جدوجہد کر رہا ہے۔ اس منصوبے کی بنیاد جدید ٹیکنالوجی پہ رکھی گئی ہے جس سے بگاس سے عام کاغذ اور اخباری کاغذ تیار کیا جا سکے گا۔ میں معزز اراکین اسمبلی کو یہ بتانے میں خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ آخر کار وفاقی حکومت نے اس منصوبے کی منظوری دے دی ہے اور پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ اگلے سال سے اس منصوبے پہ کام کا آغاز کر رہا ہے۔ مجموعی اخراجات کا تخمینہ ڈیڑھ ارب روپے ہے مکمل ہو جانے پہ اس کارخانے میں ۵۰ ہزار ٹن کاغذ تیار کیا جا سکے گا۔ اخباری کاغذ بنانے کا کام بھی تجرباتی طور پہ شروع کیا جائے گا اس کارخانے میں ۵۰۰ سے زیادہ کارکن کام کریں گے۔ انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ ۵ کروڑ روپے کی لاگت سے اگلے سال اپنی نوعیت کے واحد منصوبے پہ کام شروع کر رہا ہے جس میں لوہے اور دیگر دھاتوں کو باہم ڈھال کر جدید صنعتوں میں استعمال ہونے والے پرزے تیار کیے جائیں گے آپ کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ ان دونوں منصوبوں پہ صوبائی ترقیاتی پروگرام میں سے کوئی سرمایہ خرچ نہیں کیا جائے گا بلکہ تمام اخراجات بورڈ خود برداشت کرے گا۔ اگر کوئی کمی ہوئی تو وہ بنکوں سے قرضے لے کر پوری کر لی جائے گی۔

۴۲۔ حکومت صوبے میں اور بالخصوص دیہی علاقے میں سڑکوں کی تعمیر کو بہت زیادہ اہمیت دے رہی ہے۔ فارمز سے مارکیٹ تک سڑکیں بچھانے کا کام ۸۱-۱۹۸۰ء میں شروع کیا گیا تھا اس وقت سے اب تک ۳۰۰۰ میل لمبی سڑکیں بنائی جا چکی ہیں اور جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں اس پروگرام کے تحت اگلے سال کے دوران تقریباً ۸۰۰ میل مزید سڑکیں بنائی جائیں گی۔ اس کے علاوہ صوبے کی بڑی بڑی سڑکوں کی ۲۰۰ میل لمبائی کو بہتر بنایا جائے گا۔ یہ کام محکمہ شاہرات کے سپرد کیا جائے گا۔ اسی سلسلہ میں قومی شاہراہ کے گوجرانوالہ سے لالہ موسیٰ اور ساہیوال سے خانیوال کے حصوں کی مرمت اور درستی کا کام وفاقی حکومت کے اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام کے تحت متوقع ہے۔

۴۳۔ حکومت کے اثاثوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت ایک اہم مسئلہ ہے جو فوری توجہ کا مستحق ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ صوبائی سڑکوں، نہروں اور عمارات کی مرمت اور درستی مالی وسائل کی کمیابی کے باعث مناسب طور پر نہیں کی جا سکی ہے۔ پچھلے دو سالوں سے اس طرف خصوصی توجہ دی گئی تھی اور رواں مالی سال کے دوران اس اہم کام کے لئے ۴۴ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔ آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ اگلے سال کے بجٹ میں ہم نے اس رقم کو بڑھا کر ۸۹ کروڑ ۶۳ لاکھ روپے کر دیا ہے۔ اس طرح اس مد میں پچھلے سال کی نسبت ۴۲ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اس میں ۸ کروڑ ۶۷ لاکھ روپے کی وہ رقم بھی شامل ہے جو صوبائی محکموں کی عمارات کی مرمت اور نگہداشت کے لئے مخصوص کی گئی ہے۔ ۲ کروڑ ۵ لاکھ روپے کی ایک خصوصی گرانٹ کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔ جو صوبے بھر کے مڈل سکولوں کی عمارات کی مرمت اور درستی پر خرچ کی جائے گی۔ ایسا اقدام پہلی بار کیا جا رہا ہے۔ یہ مطالبہ اراکین اسمبلی کی طرف سے کیا گیا تھا کہ ان سکولوں کی عمارتوں کی حالت دن بدن خراب ہو رہی ہے اور فوری توجہ کی مستحق ہے۔ آج تک مڈل سکولوں کی دیکھ بھال اور مرمت بلدیاتی اداروں کی ذمہ داری تھی لیکن حکومت نے اس مسئلہ پر غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ آج سے مڈل سکولوں کی عمارات کی دیکھ بھال صوبائی حکومت کرے گی۔ ہائی سکولوں کی عمارات کی نگہداشت پہلے ہی صوبائی حکومت کے ذمے ہے تو میلے نئے گئے تعمیراداروں کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے۔ کیونکہ گذشتہ ۱۲ سال سے

ان پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔ ان کی مرمت اور درستی کے لئے ۳ کروڑ روپے کی ایک خصوصی گرانٹ کا انتظام کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ حکومت کے ان اقدامات سے تمام سرکاری عمارات، سڑکوں، نہروں اور سیم نالوں کی مرمت و درستی بہتر طور پر کی جا سکے گی۔

۳۴- جناب والا - پینے کا پانی ایک بنیادی ضرورت ہے اور حکومت کا یہ عزم ہے کہ اس صوبے کے سب لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کرے یہ مسئلہ بارانی اور کھارے پانی کے علاقوں میں اور بھی زیادہ سنگین ہے بعض بڑے شہروں میں بھی کم و بیش یہی کیفیت ہے اس صورت حال کے پیش نظر حکومت نے اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں آب نوشی کے منصوبوں کے لئے خصوصی ایزادی رقم مختص کی ہے۔ رواں مالی سال میں اس ضمن میں دی گئی رقم ۲۷ کروڑ ۳۸ لاکھ روپے تھی۔ اس میں ۳۴ فیصد کا اضافہ کر کے اگلے سال کے لئے مختص رقم ۳۶ کروڑ ۵۸ لاکھ روپے تک بڑھا دی گئی ہے۔ اس رقم میں سے ۱۴ کروڑ روپے شہری علاقوں میں اور ۲۲ کروڑ ۵۸ لاکھ دیہی علاقوں میں پینے کے صاف پانی کے منصوبوں پر خرچ کئے جائیں گے۔ یہاں یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کی اس پالیسی کے تحت کہ رواں کام جلد سے جلد مکمل کئے جائیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ دیہی علاقوں میں آب نوشی کی ۷۶ اسکیمیں جن پر کام ہو رہا ہے اگلے سال مکمل کر لی جائیں۔

۳۵- مذکورہ بالا مختص رقوم کے علاوہ ۱۸ کروڑ ۶۳ لاکھ روپے فیصل آباد، لاہور اور ملتان کے ترقیاتی اداروں کو ان کے آب نوشی اور گندے پانی کی نکاسی کے منصوبوں کے لیے دیئے جائیں گے۔ اس خطیر رقم کا بیشتر حصہ فیصل آباد کے لیے ہے۔ کیونکہ وہاں پینے کے صاف پانی کی اسکیم پر عمل درآمد میں کچھ مشکلات پیش آ رہی تھیں آپ کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ ان مشکلات پر جن میں کچھ ٹیکنیکل اور کچھ مالی تھیں کافی حد تک قابو پا لیا گیا ہے اور اگلے سال دس کروڑ روپے کی لاگت سے اس پر کام زیادہ تیز رفتاری سے ہو سکے گا۔

٦١

۳۶- آپ کو یاد ہوگا کہ ایل ڈی اے نے داتا نگر پل کی تعمیر کا کام رواں مالی سال
میں شروع کیا تھا یہ کام ۲ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے کی مختص رقم سے اگلے سال
بھی جاری رہے گا۔ اس کے علاوہ ایک پل گڑھی شاہو میں بھی تعمیر کیا جائے گا
جس پر کام کا آغاز اگلے سال سے ہوگا اس کے لئے ایک کروڑ روپے کی رقم
مختص کی گئی ہے۔ حکومت اس بات سے بھی آگاہ ہے کہ بڑے شہروں اور
قصبوں میں رہائشی مکانوں کی بہت کمی ہے خصوصاً شہری علاقوں میں تو مکانوں کی
شدید قلت ہے اس صورت حال کے پیش نظر اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام
میں ۸ کروڑ روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے جو صوبے کے اپنے وسائل سے مہیا
کی جائے گی امید ہے کہ اس سے صوبے بھر میں زیر تکمیل رہائشی مکانوں کی دس
سکیمیں اگلے سال کے آخر تک مکمل ہو جائیں گی۔ راولپنڈی، اوکاڑہ، قصور،
خوشاب، چیچہ وطنی، جام پور اور خانپور میں بھی ایسی سکیمیں بنائی جائیں گی جن
کے لیے زمین اگلے سال حاصل کی جائے گی اور تعمیر کا کام بعد کے سالوں میں ہوگا
زمین کی خرید کے لیے مناسب رقم اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں مختص کی جا
رہی ہے۔ اس مسئلے کا ایک اور پہلو سرکاری دفاتر اور ملازمین کی رہائشی سہولتوں
کی کمی ہے جس کے لیے اگلے سال ۲۷ کروڑ روپے مہیا کیے جا رہے ہیں۔

۳۷- ایک ایسا مسئلہ جو شہری اور دیہی علاقوں میں مشترک ہے ذرائع نقل و حمل
سے تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ نجی شعبے نے اس ضمن میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے اس لیے
حکومت نے یہ پالیسی وضع کی ہے کہ جہاں کہیں بھی ممکن ہو نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کی جائے
تاکہ لوگوں کو آنے جانے اور سامان کی ترسیل کی زیادہ سے زیادہ سہولتیں میسر آ سکیں
تاہم جن شہری یا دیہی علاقوں میں کام کرنے سے نجی شعبہ کچھ ہچکچاہٹ محسوس کرے
وہاں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ اپنا کردار ادا کرتی رہے گی۔ اگلے سال کے بجٹ میں
نقل و حمل کے شعبے کے لیے ۵ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے
حکومت امید کرتی ہے کہ اس سے روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن
کی بسوں کے بیڑے کو جدید تر بنانے کا عمل جاری رہے گا اور کارپوریشن کی

مالی حالت بھی کچھ بہتر ہو جائے گی۔

۴۸- علاقائی ترقیاتی پروگرام میں حسب سابق زیادہ توجہ پس ماندہ اور کم ترقی یافتہ علاقوں پر مرکوز رہے گی۔ ان علاقوں کی ترقی کے لیے سال رواں کی مختص رقم ساٹھ کروڑ ۲۵ لاکھ روپے تھی جسے اگلے سال بڑھا کر ۹۰ کروڑ ۴۹ لاکھ روپے کر دیا گیا ہے۔ یہ اضافہ تقریباً ۴۷ فی صد بنتا ہے۔ اس پروگرام کے تحت جن علاقوں پر خصوصی توجہ دی جائے گی ان میں ڈیرہ غازی خان، چولستان، مری اور دی سوان بشکر گڑھ اور متعدد بارانی علاقے شامل ہیں۔ بارانی علاقوں اور چولستان کی ترقی کے لیے اگلے سال ایک ماسٹر پلان بنایا جائے گا۔ تاکہ اس کی بنیاد پر آنے والے سالوں میں ترقی کی باقاعدہ سکیمیں بنائی جائیں اور ان پر عمل درآمد کیا جا سکے۔ ان علاقوں کی ترقی کے لیے خصوصی پروگرام کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ جس کے تحت منجملہ دیگر اسکیموں کے رود کوہیوں کا انتظام و انصرام بھی شامل ہے۔

۴۹- اب تک میں نے زیادہ تر صوبائی حکومت کے ترقیاتی اور رواں بجٹ کے خرچ کے تخمینوں کے بارے میں بات کی ہے۔ صوبائی حکومت کے محاصل اس ایوان کے لیے اس سے بھی زیادہ اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ انہی کی بنیاد پر خرچ کے تخمینے تیار کیے جاتے ہیں۔ فی الحال صوبائی محاصل تین واضح مدات پر مشتمل ہیں۔ پہلی مد محصولات سے مہیا ہونے والی آمدنی کی ہے جبکہ دوسری مد صوبائی حکومت کی فراہم کردہ خدمات عامہ کے صلے کی ہے تیسری مد ان محاصل کی ہے جو صوبائی حکومت کو وفاقی حکومت سے عائد اور وصول کردہ قابل تقسیم محصولات کے حصہ کے طور پر دستیاب ہوتے ہیں اور جن کی تقسیم ۱۹۷۵ء میں طے شدہ کلیتے کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

۸۵-۱۹۸۴ء کے بجٹ کے تخمینوں میں صوبائی حکومت کے جملہ محاصل کا اندازہ دس ارب تینتیس کروڑ ۹۵ لاکھ روپے تھا جبکہ نظر ثانی شدہ اندازے ظاہر کرتے ہیں کہ ان میں تقریباً کوئی تبدیلی نہیں ہوئی کیونکہ حتمی رقم ۱۰ ارب ۴۹ کروڑ ۹۴ لاکھ روپے ہے۔ مالی سال ۸۶-۸۵ء کے لیے محاصل کا تخمینہ اس وقت گیارہ ارب ۷ کروڑ ۳۰ لاکھ روپے کا ہے جو کہ رواں مالی سال کے تخمینہ کردہ محاصل پر ۸ء۴

فی صد کا اضافہ ظاہر کرتا ہے۔

۴۰- ۷۵-۱۹۷۴ء میں جب تقسیم وسائل کے فارمولے کا تعین کیا گیا تھا تو امید یہ تھی کہ صوبائی محاصل سالانہ ترقیاتی منصوبے کی سرمایہ بندی کے لیے کچھ فاضل رقم مہیا کریں گے لیکن ۱۹۸۱ء تک کیٹی کی نظر ثانی نہ ہونے کی وجہ سے صوبائی محاصل اور اخراجات کی وضع قطع بہت حد تک تبدیل ہو گئی۔ اس صوبہ کے محاصل اخراجات سے پیچھے رہنا شروع ہو گئے۔ سال ۸۳-۱۹۸۲ء سے حکومت پنجاب کے لیے دوران بجٹ کو متوازن رکھنا ممکن نہیں رہا اور دوسرے صوبوں کی طرح حکومت پنجاب نے بھی اس سلسلے میں وفاقی حکومت کے عطیات پر انحصار کرنا شروع کر دیا ہے۔ اب امید ہے کہ قومی مالیاتی کمیشن کے تقرر کے ساتھ ہی وفاق اور صوبوں میں محصولات کی حصہ داری کے سوال پر آئینی شرائط کے مطابق غور ہو گا اور امید ہے کہ قومی مالیاتی کمیشن کا نیا ثالثی فیصلہ (AWARD) حکومت پنجاب کے محاصل اور اخراجات میں توازن کو بحال کر دے گا۔ یہاں اتنا کہنا کافی ہو گا کہ اس حکومت کی یہ دلی خواہش ہے کہ ٹیکس گزار پر محصولات کا کوئی غیر ضروری بوجھ نہ پڑے اور وہ ٹیکس جو پہلے سے ہی نافذ ہیں ان کو پوری مستعدی سے وصول کیا جائے۔

جہاں حکومت اس بات کو یقینی بنائے گی کہ محصولات کی وصولی میں کوئی کمی نہ رہ جائے وہاں اس بات کا خیال بھی رکھا جائے گا کہ انتظامی عملے کی تعداد میں کوئی اضافہ نہ ہو۔ آپ میری ان معروضات پر اطمینان کا اظہار کریں گے کہ اگلے سال تعلیم اور صحت کے محکموں کے علاوہ زیادہ صرف ان محکموں میں اضافی اسامیاں وضع کی جائیں گی جن کا تعلق بلا واسطہ ترقیاتی پروگرام سے ہے۔

۴۱- جناب والا اس ایوان کے معزز اراکین اس بات سے اتفاق کریں گے کہ پنجاب مختلف علاقائی تمدنوں کا ایک باوقار مرقع ہے جن کی جڑیں تاریخ میں بہت گہری ہیں۔ حکومت معیشت کو جدید قالب میں ڈھالنے اور مہذب آدمی کی بنیادی ضروریات پورا کرنے کے اقدامات کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی خواہاں ہے کہ اس صوبے کا گراں بہا اسلامی اور علاقائی ورثہ ضائع نہ ہو جائے۔ اس نقطہ نظر کے ساتھ ایسے اقدامات کیے جا رہے ہیں جن

کے ذریعے نہ صرف یہ کہ ہماری فنِ تعمیر مصوری اور موسیقی کے فنون لطیفہ اور علاقائی دستکاری کی روایات محفوظ ہوں گی۔ بلکہ انہیں مزید فروغ حاصل ہوگا۔ میں قبل ازیں چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن کے ایک ایسے منصوبے کا تذکرہ کر چکا ہوں جس کے ذریعے اس صوبے کے دور دراز علاقوں میں پائی جانے والی پرانی دستکاریوں کو زندہ رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایسی دستکاریوں کے نمونوں کی حفاظت کے لیے لاہور میں فری میسن لاج کی پرانی عمارت میں ان دستکاریوں اور نمونوں کا ایک ادارہ قائم کیا جا رہا ہے۔ تمدن کے فروغ کے سلسلے میں کی جانے والی حکومتی کوششوں میں سے ایک صوبہ میں لائبریریوں کے قیام کی حوصلہ افزائی ہے۔ پچھلے سال ۲۵ دسمبر کو لاہور میں قائد اعظم لائبریری کا افتتاح کیا گیا۔ یہ لائبریری محقق اور عام قارئین کو جدید تحقیقی و مطالعاتی مواد فراہم کرے گی۔ لاہور میں واقع پنجاب پبلک لائبریری اور دیال سنگھ وقف لائبریری کی تجدید اور تزئین کا منصوبہ زیر غور ہے لائبریریوں کی ایک ڈائریکٹریٹ حال ہی میں قائم کی گئی ہے اور تین کروڑ روپے کی رقم صوبے کے دوسرے شہروں اور قصبوں میں لائبریریوں کی ترقی کے لیے مختص کی گئی ہے حکومت کا ایک منصوبہ یہ ہے کہ ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ایک جدید لائبریری مہیا کی جائے اور باقی بڑے قصبوں میں مقامی نوعیت کے اداروں اور نجی انتظام کے تحت قائم لائبریریوں کی حوصلہ افزائی اور مدد کی جائے۔

۴۲۔ بلدیاتی اداروں کے ۱۹۷۹ء کے انتخابات کے بعد صوبائی حکومت دیہی ترقیاتی پروگرام پر بھرپور توجہ دے رہی ہے۔ مالی سال ۸۶-۱۹۸۵ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس مقصد کے لئے ۱۰۵ء۱۰ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس میں ۲۶ء۱۰ کروڑ روپے کی مجموعی مختص رقم (BLOCK ALLOCATION) بھی شامل ہے۔ تقریباً ۱۲ کروڑ کی رقم (MATCHING GRANT) کے لئے مخصوص ہوگی۔ بلدیاتی اداروں نے ملک میں سیاسی فضا کو بحال کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے میں تو یہاں تک کہوں گا کہ اس ایوان اور ملک کے دوسرے قانون ساز اداروں میں جو سیاسی قیادت اس وقت نظر آ رہی ہے وہ انہی مقامی اداروں سے ابھری ہے۔ تمام بلدیاتی ادارے صوبائی حکومت کا حصہ ہیں اور ان کو ساتھ ساتھ چلتے ہوئے معیشت

کی ترقی کے لئے کام کرنا ہوگا۔ حکومت ان اداروں کو مضبوط کرنے کے لئے ہر قسم کے وسائل مہیا کرے گی۔

۴۳۔ میں یہاں یہ واضح کرنا چاہوں گا کہ حکومت کی اس طے شدہ حکمت عملی (POLICY) کے تحت کہ انتظامیہ کو عام آدمی کے قریب تر لایا جائے پچھلے پانچ سالوں میں کئی نئے انتظامی ڈویژن اور اضلاع بنائے گئے ہیں اس حکمت عملی کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے ہم انشاء اللہ یکم جولائی ۱۹۸۵ء سے دو نئے اضلاع خانیوال اور چکوال قائم کر رہے ہیں اس کے ساتھ ہی میاں چنوں اور رجنڈ کی نئی تحصیلیں اور کلر کہار اور رچنا سید ن شاہ کی نئی ذیلی تحصیلیں (SUB—TEHSILS) قائم ہو رہی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ان اقدامات سے ان اضلاع کے پسماندہ علاقوں میں ترقیاتی سرگرمیوں کو تیز کرنے میں مدد ملے گی۔

۴۴۔ اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے میں محصولات (TAXATION) کے بارے میں چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ۸۶-۱۹۸۵ کا بجٹ ایک عظیم الشان ترقیاتی کوشش کا مظہر ہے۔ ترقیاتی اخراجات میں ۱۳۰ کروڑ روپے سے زائد کے اضافہ اور تقریباً ۲۶۰ کروڑ کے اضافی رواں اخراجات (CURRENT EXPENDITURE) کا بار اٹھانے کے لئے کثیر سرمایہ فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ صوبائی حکومت کو یہ انتخاب کرنا تھا کہ یہ سرمایہ فراہم کرنے کے لئے یا تو نئے ٹیکس لگائے یا اس سرمایہ کاری کو ملتوی کر دے یا کوئی درمیانی راستہ اختیار کرے۔ میں انتہائی مسرت کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہم کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کر رہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) بلکہ عوام کی بہبود کیلئے ٹیکسوں میں چند رعایات دے رہے ہیں۔ ہم نے فضول اور غیر ضروری اخراجات کم کرنے کے اقدامات کے ساتھ ساتھ صوبائی محاصل (RECEIPTS) کی بہتر وصولی کا بندوبست کیا ہے نتیجتاً اگلے مالی سال میں ہم کوئی نیا ٹیکس لگائے بغیر اپنے بجٹ کو مکمل طور پر متوازن بنانے کے قابل ہو جائیں گے (نعرہ ہائے تحسین) اس حکومت کی حکمت عملی یہ ہوگی کہ اپنے ذرائع سے بڑھ کر خرچ نہ کرے اور اس طرح ٹیکس دہندہ کو ناقابل برداشت ٹیکسوں کے بوجھ سے بچائے۔

البتہ ہم اپنے محصولات اور دیگر صوبائی محاصل کی وصولی کے طریقہ کار کو بتدریج سادہ اور معقول بنانے کی کوشش میں رہے ہیں۔ ہم مالیاتی بل ۱۹۸۵ کے ذریعے اس سلسلہ میں چار اقدامات تجویز کر رہے ہیں۔ یہ اقدامات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اس وقت موٹر سائیکل یا سکوٹر کے مالکان ہر سہ ماہی میں ۱۳ یا ۱۷ روپے محصول ادا کرتے ہیں۔ ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں مالک کو خاصا پریشان ہونا پڑتا ہے اور اسے دفتر محصولات کے متعدد تکلیف دہ پھیرے لگانا پڑتے ہیں۔ اس کے حل کے لئے ہم موجودہ طریق کار میں تبدیلی کی تجویز پیش کر رہے ہیں۔ اب یہ ٹیکس ہر سال یکمشت واجب الادا ہوگا۔ مالک کو یہ اختیار بھی حاصل ہوگا کہ وہ حتمی بنیاد پر ایک ہی دفعہ مبلغ -/۶۰۰ روپے حکومت کو ادا کردے جس کے بعد وہ موٹر سائیکل یا سکوٹر ہمیشہ کے لئے کلی طور پر اس ٹیکس سے مستثنیٰ ہو جائے گا (نعرہ ہائے تحسین)

(۲) موٹر کار اور ڈیلیوری وین کے مالکان اس وقت -/۵۰۰ روپے سے کم سالانہ ٹیکس سہ ماہی اقساط میں ادا کرتے ہیں۔ اب تجویز کیا گیا ہے کہ یہ ٹیکس سالانہ بنیاد پر اکٹھا وصول کیا جائے اسکا مقصد مالک کی جانب سے طریق ادائیگی کو آسان بنانا اور حکومت کے لئے وصولی کو قابل احتساب بنانا ہے۔ یہ ٹیکس ہر مالی سال کے پہلے تین ماہ کے اندر واجب الادا ہوگا۔ جولائی کے اختتام سے قبل ادائیگی کرنے پر موجودہ رعائت برقرار رہے گی۔

(۳) مالیاتی بل ۱۹۸۵ کے ذریعے تیسرا مجوزہ اقدام ان سینماؤں کو جو ۱۰ ہزار روپے ماہوار سے کم تفریحی محصول ادا کرتے ہیں رعایت دینا ہے۔ ایسے سینما اس وقت ایک سو سے ۳ ہزار روپے سالانہ تک سینما ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ اس محصول سے حاصل ہونے والی برائے نام آمدنی اور سینماؤں کو درپیش حالیہ مشکلات کے پیش نظر ایسے سینماؤں کو اس محصول کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دینے کی تجویز ہے۔

(۴) مالیاتی بل ۱۹۸۵ء میں پیش کردہ چوتھی تجویز گفٹ ٹیکس کا خاتمہ

ہے یہ ٹیکس وفاقی حکومت نے ۱۹۶۳ء میں لگایا اور ۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت یہ صوبائی ٹیکس بنا دیا گیا۔ یہ ٹیکس عوام کے لئے بعض اوقات پریشانی کا باعث بنتا رہا ہے۔ لہٰذا ٹیکسوں کو آسان بنانے کی پالیسی کے پیش نظر گفٹ ٹیکس کو ختم کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا!

میں یہ بات واضح کرنا چاہوں گا کہ یہ سب اقدامات محصول دہندہ کی آسانی کے لئے ہوں گے۔ حکومت کے محاصل میں ان سے کوئی خاص تبدیلی نہیں آئے گی۔ البتہ ہم اپنے محاصل کی وصولی کے طریقہ کار کو آسان بنانے کے ذرائع کے متلاشی رہیں گے۔

۴۵۔ جناب والا۔ جو بجٹ میں نے آج آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے وہ پنجاب کے عوام کی آرزوؤں اور امنگوں کا مظہر ہے جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں یہ ایک بہت بڑا بجٹ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک متوازن بجٹ بھی ہے اس میں جن مسائل پر خصوصی توجہ دی گئی ہے وہ ہمارے کاشتکاروں اور دیہات اور شہروں میں رہنے والے دوسرے کم آمدنی والے لوگوں کے لئے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں اس میں جہاں زرعی پیداوار بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے وہاں تعلیم، صحت اور پینے کے پانی جیسی بنیادی ضروریات مہیا کرنے کا بندوبست بھی کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس بجٹ کے ذریعے ہم اگلے مالی سال کے دوران ترقی کے میدان میں خاطر خواہ پیش قدمی کر لیں گے پھر بھی مجھے اس بات کا احساس ہے کہ بہت سا کام کرنا باقی رہ جائے گا۔ ان شعبوں میں بھی جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے اور کئی دوسرے شعبوں میں بھی۔ مثال کے طور پر بیرون ملک کام کرنے والے پاکستانیوں کی وطن واپسی سے پیدا ہونے والی روز افزوں بے روزگاری کے حل کے لئے پالیسی وضع کرنے کے سلسلے میں تفصیلی بات چیت کی ضرورت ہو گی۔ بجٹ کی ترجیحات مقرر کرنے اور وسائل کے مہیا کرنے

کے لئے جو قلیل عرصہ اس حکومت کو دستیاب ہوا ہے اس میں ہم نے نمایاں تبدیلیاں لانے کی بھرپور جدوجہد کی ہے۔

خدائے بزرگ و برتر کے فضل و کرم، اس معزز ایوان کے اراکین کی رہنمائی اور پنجاب کے عوام کے تعاون سے ہم مستقبل میں اس سے زیادہ کامیابیوں کے حصول کے لئے کوشاں رہیں گے۔ اس قلیل عرصہ میں معزز اراکین اسمبلی نے جس طرح ہماری رہبری فرمائی ہے میں اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہ ان کے مکمل تعاون اور مسلسل کاوش کا نتیجہ ہے کہ ہم اپنی ترجیحات کو بہت حد تک درست کرنے میں کامیاب ہوئے کل کی طرح ہمیں آج اور آئندہ بھی ان کی رہنمائی درکار ہوگی کیونکہ حکومت اور عوام کے درمیان سب سے بڑا رابطہ ارکان اسمبلی ہی ہیں۔ یہ امر اس بات کا جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ اس معزز ایوان کی اجتماعی فہم و فراست، محنت اور نیک نیتی کے ثمر کی صورت میں اہلیان پنجاب کو اس صوبے کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی بجٹ میسر ہوا ہے جہاں میں تمام معزز اراکین کا ممنون ہوں اور آئندہ کے لئے ان کی تائید اور حمایت کا طالب ہوں وہاں میرے لئے یہ عرض کرنا بھی اراکین حکومت کی کیفیت قلبی کا مظہر ہوگا کہ آج اس ایوان میں تشریف فرما ممبران اسمبلی جو کہ اہل صوبہ کی امنگوں کے پاسدار ہیں ان کی عزت و احترام ہمارے لئے سب امور سے اہم ہے ان کی خواہشات کا احترام ہمارے لئے سعادت ہی نہیں ہمارا فرض بھی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) ان کے وقار اور قدر و منزلت کے ساتھ ہی حکومت کی توقیر وابستہ ہے۔ اس بات کو سمجھنے میں کسی کو غلطی نہیں کرنی چاہیئے کہ پنجاب کی قیادت نئی نسل کو منتقل ہوگئی ہے اور یہ قیادت اور ذمہ داری ہمارے پاس اہلیان پنجاب کی مقدس امانت ہے۔ یہ نمائندگی ان لوگوں کے پاس نہیں جو اندرون ملک اور باہر اپنی ذات کے خوش نما مگر بے در گنبدوں میں رہتے ہیں۔ آخر میں یہ درخواست کروں گا کہ پاکستانی شہری ہونے کے ناطے ہمیں تخریب کی بجائے تعمیر کی کوشش میں رہنا چاہیئے ہمیں ان لوگوں کے منفی نقطۂ نظر کو رد کر دینا چاہیئے جو عوام کی نمائندگی نہیں کرتے ہمیں پنجاب کے

رائے دہندگان کے اس اعتماد کا جو انہوں نے ہم پر کیا ہے مثبت جواب دینا ہوگا اور صوبے اور ملک کو درپیش مسائل کا تعمیری نقطۂ نظر سے جائزہ لینا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں جناب سپیکر میں آپ کا اور اس ایوان کے معزز اراکین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بڑے تحمل سے میری گذارشات کو سنا۔

پاکستان زندہ باد

جناب والا! میں ایوان کے سامنے ۸۶-۱۹۸۵ء کا بجٹ پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد جناب والا! میں اس ایوان میں ۸۶-۱۹۸۵ء کا فنانس بل بھی پیش کرتا ہوں۔

پاکستان زندہ باد

جناب سپیکر۔ حکومت پنجاب کا میزانیہ بابت ۸۶-۱۹۸۵ء پیش کر دیا گیا ہے اب چونکہ بجٹ کے علاوہ کوئی اور کارروائی ممکن نہیں تھی۔ اس لئے میں اپنی رولنگ ۲۹ مئی ۱۹۸۵ء کو دوں گا۔

رانا پھول محمد خاں۔ کس کے پوائنٹ آف آرڈر پر۔

جناب سپیکر۔ پنجاب فنانس بل ۱۹۸۵ء (مسودہ قانون مالیات پنجاب بابت سال ۱۹۸۵ء) پیش کر دیا گیا ہے [اب ایوان کی کارروائی مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۸۵ء ۸ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔]

[ایوان کی کارروائی ملتوی کر دی گئی]

A•

PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB

BILL NO. 1 OF 1985.

THE PUNJAB FINANCE BILL, 1985.

A

BILL

to make certain provisions in relation to taxation in the Province of the Punjab.

Preamble.

WHEREAS it is expedient to make certain provisions in relation to taxation in the Province of the Punjab:

It is hereby enacted as follows:—

Short title, extent and commencement.

1. (1) This Act may be called the Punjab Finance Act, 1985.

(2) It shall extend to the whole of the Province of the Punjab.

(3) It shall come into force on and from the first day of July, 1985.

Amendment of sections 3 and 4 of Act XXXII of 1958.

2. In the Punjab Motor Vehicles Taxation Act, 1958

(a) In section 3, in sub-section (I) —

(i) in the first proviso after the word "Schedule" and before the colon the following words shall be added:—

"or direct that subject to such conditions as may be prescribed the tax shall be leviable on annual basis";

(ii) after the second proviso the following new proviso shall be added:—

"Provided further that if so opted by a tax payer, the tax in respect of a motor vehicle may be levied once for all at such rate as may be prescribed and if the tax is so paid such motor vehicle shall for ever cease to be liable to the payment of tax under this Act."

(b) in section 4, in sub-section (2), after the word "April" and before the colon, the following words shall be added:—

"If in lumpsum for a financial year, before the first day of October and if once for all, at the time of initial registration";

(c) in section 8, after sub-section (1) the following new sub-section shall be added:–

"(1–A)The provisions of sub-section (1) shall apply mutatis mutandis in the case of vehicles liable to pay the tax annually."

(d) in section 13, after sub-section (2), the following shall be added:–

"(2–A)Whoever becomes liable to pay the tax annually but proves to the satisfaction of the licensing officer that he has not used or permitted the use of the motor vehicle for at least three months, shall be entitled to receive an order in writing from the licensing officer exempting him from liability to pay the tax for that period propertionately and the licensing officer shall make an endorsement to that effect upon the licence."

Amendment in section 4 of Act XIV of 1973.

3. In the Punjab Finance Act, 1973 (XIV of 1973) in section 4, in sub-section (1), clause (iii) shall be omitted.

Repeal of Federal Act XIV of 1963.

4. The Gift-tax Act 1963 (Federal Act XIV of 1963) is hereby repealed.

STATEMENT OF OBJECTS AND REASONS

At present motor cycle and scooter owners have to pay, on a quarterly basis, motor vehicle tax at the rate of Rs. 13/– and Rs. 17/– depending on the size of the engine. This requires four visits by owners to the tax receiving offices. It also involves documentation and tedious account keeping by the tax collecting department. Similarly, the owners of motor cars and mini goods vehicles, called delivery vans, also have to pay the tax on a quarterly basis. This requires quarterly visits to the tax receiving offices for payment of total amount of less than Rs. 500/– by each tax payer.

2. In order to simplify and rationalize the existing system for the convenience of tax payers it is proposed that:

(a). The owners of motor cycles should be given the option to pay a lumpsum tax of Rs. 600/– at the time of registration of the vehicle and thereby be relieved of tax liability for the future for all time. In the alternative, he would pay the tax on an annual basis.

(b) To make the tax on motor cars and mini goods vehicles payable annually, instead of on a quarterly basis, as at present. The rebate that is at present available if tax for the whole year is paid by end July would be available as at present. Otherwise, tax payers would be required to make the annual payment by end September.

3. At present the owners of cinemas are liable to pay cinema tax at the rate of Rs. 100/- per annum where entertainment duty paid by the cinema does not exceed Rs. 2,000/- per month, at the rate of Rs. 1,000/- per annum where entertainment duty exceeds Rs. 2,000/- per month but does not exceed Rs. 5,000/- per month, at the rate of Rs. 3,000/- per annum where entertainment duty exceeds Rs. 5,000/- per month. In order to give relief to the owners of cinemas with a limited earning capacity it is proposed to exempt from the payment of cinema tax the owners of cinemas where entertainment duty does not exceed Rs. 10,000/- per month.

4. Gift tax was levied by the federal government in 1963. Under the 1973 Constitution it became a provincial tax and continued at the 1963 level, with the collection being made by the federal government through the income tax department. This tax has yielded little in the form of revenue but has, sometimes, been a source of harrassment. It is therefore proposed to repeal it as a part of the government's policy to simplify our tax structure.

MAKHDOOM ALTAF AHMAD
Minister-in-Charge

LAHORE:
Dated the 26th May, 1985

MUHAMMAD MAHBUB ABBASI
Secretary,
Provincial Assembly of the Punjab.

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

۲۹ مئی ۱۹۸۵ء

(۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ)

جلد ۳ ـــــــ شمارہ ۳

سرکاری رپورٹ

مندرجات

(ہفتہ ۲۹ مئی ۱۹۸۵ء)

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن حکیم اور اس کا ترجمہ	۸۳
تقریب حلف وفاداری	۸۴
اراکین اسمبلی کی رخصت	۸۴
ضمنی میزانیہ برائے سال ۸۵ - ۱۹۸۴ء پر عام بحث	۸۶

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

بدھ ۲۹ مئی ۱۹۸۵ء (۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح ۸ بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے اور اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز اللہ تعالیٰ کے بابرکت کلام سے ہوا۔ جناب قاری علی حسین صدیقی نے تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝

س حجرات ۴۹ آیت ۱۰-۱۱-۱۲

اس کے سوا کچھ نہیں کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے۔ ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے ایمان والے بھائی کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا گناہ ہے۔ پھر جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔

اے ایمان والو! بہت سے گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہے اور ایک دوسرے کا سراغ نہ لگاؤ اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ اس سے تم ضرور نفرت کرو گے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بلاشبہ اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

وما علینا الا البلاغ

تقریب حلفِ وفاداری

جناب سپیکر: اب ضمنی انتخاب حلقہ پی پی ۱۰۳، لاہور ۹ سے منتخب ہونے والے رکن جناب نثار احمد ملک سے حلفِ وفاداری لیا جائے گا۔

(اس موقع پر معزز رکن نے حلفِ وفاداری اٹھایا)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

ایڈیشنل سیکرٹری اسمبلی: رخصت کے لئے کچھ درخواستیں موصول ہوئی ہیں جو ایوان میں منظوری کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔

جناب غلام مصطفےٰ صاحب نے گذارش کی ہے کہ مورخہ ۸۵-۵-۲۸ کو میرے Uncle چوہدری محمد اسلم حلقہ پی پی ۶ راولپنڈی سے ٹیلیفون پر بات ہوئی ہے کہ ان کی صحت ٹھیک نہیں۔ لہٰذا کل مورخہ ۸۵-۵-۲۹ کے اسمبلی کے اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہیں۔ براہ مہربانی انہیں دو یوم کی رخصت ۸۵-۵-۳۰ عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ :-

مطلوبہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

ایڈیشنل سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب کی جانب سے موصول ہوئی ہے۔

"It is respectfully submitted that I, the undersigned, am a Member of the Punjab Provincial Assembly — PP-158-Multan-II. I have to leave for America on 13-5-1985 under emergency conditions with my ailing mother who is to be operated upon in New York State. I the undersigned shall to remain there for a period of at least 8 weeks and thus would not be in a position to attend the Assembly Session scheduled to be held on 25th of May, 1985, and to be continued thereafter.

In view of the extraordinary circumstances, theundersigned respectfully requests for grant of leave/exemption from attendance of the Provincial Assembly Session for a period of 8 weeks."

Thanking you in anticipation.

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ :-

مطلوبہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

ایڈیشنل سیکرٹری اسمبلی:

Sardar Muhammad Jaffar Khan Legheri ((PP-188) D.G. Khan is unable to attend the present Budget Session 1985, as he is indisposed. Leave may please be granted to him till he has recovered and is able to attend this Session.

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ :-

مطلوبہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

ضمنی میزانیہ برائے سال ۸۵-۱۹۸۴ء پر عام بحث

سردار محمد عارف: پوائنٹ آف آرڈر... Point of Order

جناب سپیکر: سردار صاحب آپ ذرا تشریف رکھیں۔ میں پہلے pending ruling جس میں رانا پھول محمد خان صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا دینا چاہتا ہوں۔ رانا پھول محمد خان صاحب نے ممبرز کے حلف (oath) پر، سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے انتخاب پر یہاں ہاؤس میں متعدد مرتبہ اعتراض کیا۔ اس پر میں نے رولنگ reserve کر لی تھی چونکہ جس روز بجٹ پیش ہونا تھا اس روز exclusively صرف وہی کام ہو سکتا تھا اس لئے آج کے دن رولنگ دینے کا اعلان کیا تھا۔ اس سلسلے میں ارکان اسمبلی، ڈپٹی سپیکر اور سپیکر کے حلف اور الیکشن کے بارے میں اعتراضات کئے گئے۔ اس مفصل رولنگ کی نقول ارکان اسمبلی کو مہیا کی جا رہی ہیں جس کے ذریعہ میں نے تمام اعتراضات مسترد کر دیئے ہیں۔ اب آپ پسند فرمائیں تو میں اپنی رولنگ پڑھ دوں۔ یہ لمبی رولنگ چار صفحات پر مشتمل ہے اسے ابھی تقسیم کر دیا جائے یا آپ یہ پسند کریں گے کہ میں خود پڑھ دوں؟ (اس مرحلہ پر رولنگ کی نقول تقسیم کی گئیں)

A question has been raised, once again, as to whether the oath of members was to be made under Article 7 of the Houses of Parliament and Provincial Assemblies (Elections) Order, 1977 or was to be made under Article 65 of the Constitution read with rule 5 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1973; and similarly whether the election of Speaker and Deputy Speaker was to be held under Presidential Order No. 5 of 1977 or under Article 53 of the Constitution read with rules 8 and 9 of the said Rules. Although the objections have already been ruled out, I propose to deal with these matters in somewhat detail.

2. The Revial of the Constitution of 1973 Order, 1985 (P.O. 14 of 1985) was promulgated on the 2nd of March, 1985. Its Article 4 Provided that the provisions of the Constitution shall stand revived on such date as the President may by notification in the official gazette oppoint. It also provided that different days may be so appointed in respect of different provisions. The President issued the notification on 10.3.1985 reviving

whole of the Constitution except Articles 6, 8 to 28, 101(2)(A), 199, 213 to 216 and 270-A. This means that whole of the Constitution except the said Articles stood revived on and from 10.3.1985. There can be no denying the fact that the Constitution is the super statute. No doubt during the Martial Law the various Martial Law Orders could over-ride all or some provisions of the Constitution but when the revival was made through a Presidential Order carrying the force of Martial Law, the Constitution stood revided with its own strength and power. All other laws became subordinate and subserviant to the Constitution. Smilarly, P.O. No. 5 of 1977 became subordinate to the Constitution and the Constitution had over-riding effect over it. This would clearly mean that on the revivial of the Constitution the provisions of the Constitution and of the Rules of Procedure framed thereunder had to apply in preference to the provisions contained in P.O. 5 of 1977. Therefore, oath by the members had to be made under Article 65 read with rule 5 of the Rules of Proedure.

3. Let me examine this matter from another aspect. Article 7 of P.O. 5 provides that the oath shall be made by the Members before a person appointed by the election Commission and shall be made in the form set out in the Third schedule. The form given in the said schedule prescribes an oath under the Proclamation of the fifth day of July, 1977 (CMLA,s Order No. 1 of 1977) which means that under Article 7, the oath had to be taken under the Martial Law. After the election of the National Assembly and the Provincial Assemblies, taking of oath under the Martial Law would have been a funny affair.

This situation was realised well in time but at the last moment, and the Constitution was revived on 10th of March, 1985 through a Notification issued on the said date by the President. similarly, the oath under Article 7 was required to be made before a person other than a Member of the House or before a person who was a stranger to the House. The sanctity of a House is well recognized for a long time in this sub-continent and for centuries in other countries where Parliamentary system of Government prevails. I may point it out here that in the House of Commons a convention prevailed till 1972 that the metting for the election of the Speaker was presided over by no one and it was the Clerk of the Parliament (Secretary of the Assembly) who controlled the proceedings and virtually presided thereon However, no stranger was allowed to come and to preside inlcuding a Monarch. In 1973 the position was changed and it was provided that a Member with the longest standing in the House of Commons will preside over the proceedings of the House of Common still the election of the Speaker. I may point out here that it was also provided and it is the practice of the House of Commons that the Speaker, on being elected, himself and alone takes the oath before the House and nobody administers the oath to him. This is provided at pages 265-268 of MAY's parliamentary practice (19th Edition). This will make it clear that the sanctity of a House requires that no stranger to the House should come and preside over a meeting thereof. It was for this purpose that Article 53 of the Constitution read with Rule 5 of the

Rules of Procedure provided that a Member nominated by the governor will preside over the meeting relating to the making of oath and election of Speaker and Deputy Speaker.

4. The revival of the Constitution, for similar reasons meant that the Speaker and the Deputy Speaker had also to be elected under the Constitution and not under the P.O. No. 5 of 1977 and similarly the meeting relating to their election was to be presided over by the Presiding Officer, a Member of the Assembly, nominated by the Governor.

5. The mode of making of the oath by Members, Speaker and Deputy speaker has also been provided in Article 53 and Article 65 of the Constitution and in Rules 5 and 9 of the Rules of Procedure. The oath is to be made by them before the House and is not to be made by them before a specified person. The distinction of making the oath before the oath before the House and before a specified person is significant. For this purpose I will refer to the oath of Prime Minister which is to be made before a specified person i.e. the President under Article 90(3) of the Constitution. similarly, the oath of the Federal Minister is to be made before the President, of the Governor before the Chief Justice, of the Chief Minister before the Governor, of the Provincial Ministers before the Governor, of the Chief Justice of Supreme Court before the President, of the Judges of the Supreme Court before the Chief Justice of that court, of the Chief Justice of a provincial High Court before the Governor, of the Judges of a High Court before the Chief Justice of that Court, of the Cheif Justice and Judges of the Federal shariat Court before the President or a person nominated by him and of the Auditor General before the Chief Justice of Pakistan. This would mean that when an oath is to be made before a specified person, even that person has to be specified in the Constitution itself. Similarly, if the oath by the Members, the Speaker and the Deputy Speaker was to be made before a specified person, the said person should have been specified in the Constitution itself. However, Article 53 and Article 65 thereof do not specify any such person. On the other hand the said Articles of the Constitution provide that the oath has to be made before the House and not before any specified person. A House is constituted as soon as the Members elected in General Election are gathered in a meeting in the House and even before they have themselves made the oath. It may be added that Article 65 debars the Members only from voting till they have made the oath and not from participating in ancillary proceedings relating to the making of the oath. In this respect reference may be made to Article 255 of the Constitution which provides that where under the Constitution a person is required to make an oath before he enters upon his office, he shall be deemed to have entered upon the office on the day on which he makes the oath. For the offices mentioned above it is provided in the Constitution itself that they shall be required to make the oath before entering upon their offices. The only exception relates to the members because, in Article 65 it is no-where provided that a Member shall make the oath before he enters his office as Member.

Therefore, a Member enters into his office before he makes the oath but he is debarred from voting till he has made the oath. As such the Members elected through a General Election constitute the House when the oath was made by them before the House.

6. It was also objected that the oath should have been made after the election of women Members. The position is otherwise according to the Constitution. The Members constitute an electoral college for election of women Members. According to Article 65 of the Constitution they cannot vote till they have made the oath. Therefore, they are exercising their right of vote for the election of women Members. It was essential for them to make the oath required to be made under Article 65.

7. A point was also raised that the election of the Speaker and the Deputy Speaker should have been held at the first-meeting held on the 12th of March, 1985. This objection has no substance. Under Article 3 of the P.O. No. 14 of 1985 the meeting for 12th of March, 1985 was fixed constitutionally only for the election of the Members to fill seats reserved for women and of the Members of the Senate. Under Rule 8 of the Rules of procedure it is provided that at the first meeting of the Assembly after the General Elections and after the persons elected have made the oath, the Assembly shall elect the Speaker (and the Deputy Speaker). This first meeting relates to a meeting which is held after the Members elected have made the oath. This would mean that the first meeting for purposes of rule 8 and for purposes of Article 53 of the Constitution is a meeting which is held after the Members have taken the oath. For that purpose the first meeting also means a meeting which takes place after the women Members have also taken the oath. The oath ceremonies were completed from 12th to 14th of March, 1985. The first meeting thereafter took place on the 9th of April, 1985 and the Assembly on that proceeded to elect Speaker and a Deputy Speaker and their election results were announced on 10.4.1985 and they also made the oath on the same day. It may also be mentioned that Article 20 to 23 of P.O. 5 stood omitted w.e.f. 19.3.1985, and at the time of the election of the Speaker and the Deputy Speaker, on the provision of the Constitution held the field. Therefore, their election was legal and valid.

8. The objections relating to the time and mode of making the oath, the time and mode of election and of making the oath of Membes, Speaker and the Deputy speaker are ruled out and it is held that the oaths were made and the elctions were held legally and validly.

سردار محمد عارف: جناب والا میں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی جس کو پیش کرنے کے لئے مجھے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: فرمائیے۔

سردار محمد عارف: جناب والا آج کے اخبار میں مخدوم زادہ حسن محمود صاحب نے بیان دیا ہے

کہ منگلا سے پانی لیا جائے چشمہ کا پانی چھوڑ دیا جائے۔ اس بات سے ہمارے اور حکومت پنجاب کے مؤقف کی بہت سخت مخالفت ہوتی ہے اور اس سلسلے میں تمام ارکان اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اس لئے میں گذارش کروں گا کہ اس کا نوٹس لیا جائے اور اس پر کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں پانی کے issue پر کئی قرار دادیں آچکی ہیں۔ discussion کے وقت اس معاملے کو take up کیا جائے گا۔ اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔

چوہدری محمد صدیق سالار: جناب والا پنجاب کے عوام ہم سے پوچھتے ہیں کہ کیا اسمبلی میں بیٹھ کر آپ نے نہری پانی کا سودا کر لیا ہے۔ کیا ہمیں منگلا جھیل سے پانی نہیں ملے گا؟ کیا ہمیں دوسرے دریاؤں سے پانی نہیں ملے گا؟ کیا ہمیں پانی اس وقت ملے گا جب وہ سوکھ جائیں گے؟ کیا ہمیں تربیلا ڈیم کا پانی نہیں ملے گا؟ جناب والا ہمیں ایسی خبروں سے پرہیز کرنا ہوگا۔ پنجاب گورنمنٹ سختی سے اس پر ڈٹی ہوئی ہے وہ اپنے استحقاق کو کبھی نہیں چھوڑے گی ہمارے معزز ممبران کو چاہیئے کہ وہ پنجاب گورنمنٹ کے مؤقف کی حمایت کریں تاکہ مرکز میں ہماری آواز کمزور نہ ہو، ہم ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ سندھ کے ساتھ ہمارا تنازعہ ہو، ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہماری وفاق سے کوئی لڑائی ہو۔ مگر ہم یہ بھی نہیں چاہیں گے کہ اپنا حق چھوڑ دیں۔ حکومت پنجاب اپنے حق کے لئے لڑے گی اور آخر دم تک لڑے گی۔

ملک طیب خان: جناب والا ہم ہاؤس کی ہر بات کی تائید کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن ہم پیاسے رہنے کے لئے تیار نہیں۔ ہمارے مویشی اور ہم مرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہمارے مویشی اور ہم پیاسے مر رہے ہیں اور ہاؤس کہتا ہے ہمارا تقدس مجروح ہو رہا ہے۔ آپ ملتان جائیں بہاولپور جائیں جہاں لوگ آج کل پیاسے مر رہے ہیں اور آپ لوگ تقدس کو لئے پھر رہے ہیں۔ خدا کے لئے پانی کا آج ہی فیصلہ کیجئے۔ جو پانی پنجاب کے لئے ہے اس کا حصہ ہمیں دلوائیے۔ ہمارا پانی کا حصہ سندھ میں نہیں ہے بلکہ پنجاب میں ہے۔ کیا ہمارا اس میں حصہ نہیں ہے؟ چشمہ بیراج کو چھوڑ دیئے۔ جناب والا سندھ سے ہمارا فیصلہ جب ہوگا اس وقت پانی لے لیں گے۔ جو یہاں پانی آ رہا ہے از راہ کرم اس کا فیصلہ کیجئے اسے تقسیم کیجئے۔ آپ ہمارے بھائی ہیں کیا اسی لئے ہمیں پیاسے مارتے ہیں؟ ہمارے مویشیوں کو پیاسے

مارتے ہیں؟ آپ کے پاس ۷۰ ہزار کیوسک پانی آرہا ہے۔ کیا اس میں سے ۱۵ ہزار کیوسک پانی ہماری نہروں کو نہیں دیا جا سکتا؟ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ ازراہِ کرم اس کا فیصلہ آج ہی کیجئے۔ ہمیں بجٹ نہیں چاہیئے۔ ہمیں سڑکیں نہیں چاہیئں۔ ہمیں سکولز نہیں چاہیئں۔ ہمیں پینے کے لئے پانی اور اپنے مویشیوں کے پینے کے لئے پانی چاہیئے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا یہ کہاں کا انصاف ہے۔ ازراہِ خدا انصاف پر چلیں۔ ایک طرف تو پینے کے پانی کے لئے ہم مر رہے ہیں۔ آج یہاں ماسوائے چارہ کے کوئی فصل کاشت ہو رہی ہے۔ ہمارے ہاں کپاس کی فصل ضائع ہو رہی ہے۔ مویشی پیاسے مر رہے ہیں۔ آپ ملتان جائیں بہاولپور جائیں وہاں جا کر دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ یہاں حکومت کی حمایت میں کھڑے ہو جاتے ہیں سپیکر بن گئے ہیں سیکرٹری بن گئے ہیں یکطرفہ چلنے کے لئے یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ ازراہِ خدا درست اور صحیح فیصلہ کیجئے

جناب گل نواز خان: جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ پانی کا معاملہ وفاقی حکومت کا ہے۔ ہمیں اسے یہاں نہیں چھیڑنا چاہیئے۔ یہ تو محض شرارت کے نکتہ نظر سے پیدا کیا جا رہا ہے تاکہ پنجاب میں انتشار ہو۔ خدا کے لئے یہ معاملہ وفاقی حکومت پر چھوڑ دیئے وہی اس کا فیصلہ کرے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ نے اس کے متعلق متعدد بار لکھ کر بھیجا ہے۔

(قطع کلامیاں)

<u>جناب سپیکر</u>: آپ تشریف رکھیں۔

<u>جناب گل نواز خان</u>۔ یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ معزز اراکین پنجاب کے امن و امان کو خراب کریں۔ وہ یہ امن و امان خراب کرنا چاہتے ہیں۔ ہم میں انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمام بھائیوں کو پانی ملے لیکن یہ نہیں چاہتے ہیں کہ یہاں انتشار برپا ہو۔ خدا کے لئے انہیں سمجھائیں اور میں استدعا کروں گا کہ اس معاملہ پر بات نہ کی جائے جب تک وفاقی حکومت اس کا کوئی فیصلہ نہ کرے۔

جناب سپیکر: اس پر اس وقت بحث نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ مسئلہ ایوان میں برائے بحث پیش نہیں ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ سردار صاحب نے آج کے اخبار کا حوالہ دے کر یہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اور مخدوم زادہ صاحب کے بیان پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ اس پر میں اپنی رولنگ دے چکا ہوں کہ یہ مسئلہ ایوان میں زیر بحث لایا جائے گا۔ اس وقت اس پر بات ہوسکتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کو کوئی متنازعہ مسئلہ بنانا بھی قرین مصلحت نہیں ہے۔ اس پر اب بحث نہیں ہوسکتی۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں Personal Explanation دے سکتا ہوں، اس لئے کہ مجھ پر ایک الزام لگایا گیا جس کا میں مرتکب نہیں ہوں۔ میں نے یہ کبھی نہیں کہا . . .

MR. GHULAM HAIDER WYNE: There can be no discussion on this issue as the ruling has been given by the Speaker.

MAKHDUMZADA SYED HASAN MAHMUM: Sir, I am speaking on a point of of personal explanation

جو مجھے حق پہنچتا ہے۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب، میری رولنگ کے بعد . . .

مخدوم زادہ سید حسن محمود: اگر مجھ پر کوئی بہتان لگایا جائے تو میں اس کی صفائی ایوان میں پیش کرنے کا حق رکھتا ہوں، جناب والا میں پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ میں چشمہ لنک کینال . . .

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب، اس مسئلے پر رولنگ آجانے کے بعد اب آپ Personal Explanation بحث کے وقت دیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب، طریق کار اس ایوان کا ہمیشہ یہی رہا ہے۔

ایک فاضل ممبر: جب بحث ہوگی تو مناسب وقت پر جواب دے لیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا، جب الزام لگایا جائے تو اس کے جواب کا مجھے حق پہنچتا ہے اور اس ایوان میں right of explanation ہمیشہ Preserve ہوا ہے میں صرف

دومنٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: اس وقت تشریف رکھیں۔ اس کے بعد آپ کی آجائے گی۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: تو کیا اس وقت میں یہ تاثر ایوان میں ہونے دوں جو غلط بات میرے متعلق منسوب کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: اس پر رولنگ آچکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: تو آپ یہ بھی رولنگ دے دیں کہ وہ اپنا بیان واپس لیں۔

جناب سپیکر: میں نے وہ پوائنٹ آف آرڈر مسترد کر دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں

MRS. SHAHEEN MANWAR AHMED: Sir what about my privilege motion? I would like to read the short statement.

جناب سپیکر: کچھ Privilege Motions ہیں جنہیں میں take up کرتا ہوں۔ اس میں پہلے محترمہ بیگم اشرف عباسی صاحبہ کی Privilege Motion کو take up کرتا ہوں۔

MAKHDUMZADA SYED HASAN MAHMUD: Mr. Speaker Sir, you had promised on my point of order in regard to legal procedure that the necessary Gazette ....

ایک فاضل ممبر: اردو میں بات کیجئے۔ ہمیں سمجھ نہیں آرہی۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: اچھا جناب۔ اردو میں بات کرتا ہوں۔ انہوں نے میرے پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ فرمایا تھا کہ Rules of Procedure یہ آپ Gazette کو تلاش کریں گے اور مجھے دیکھنے کا موقع عطا فرمائیں گے۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب، یہ گزٹ اس روز پیش کر دیا گیا تھا۔ میری table پر رکھا ہوا ہے۔ آپ اسے لے لیں۔

تعزیت کی قراردادیں

مسز نجمہ تابش الوری: جناب والا آپ کی اجازت سے صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ اجلاس ممتاز عالم دین مولانا عبیداللہ انور اور قومی اسمبلی کے رکن حاجی محمد حنیف انصاری کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ ان اکابر کی بے وقت موت نے قوم کو اپنے بیچے خادموں سے محروم کر دیا ہے

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ پہلے آپ تحریک استحقاق پڑھیں۔

مسز نجمہ تابش الوری: جناب والا، میں نے تعزیت کے سلسلے میں بھی آپ کو قرارداد بھجوائی ہے۔ تعزیتی قرارداد پہلے ٹیک اپ کرنا چاہیئے تھی۔

جناب سپیکر: آپ کی دو تحاریک استحقاق ہیں جن پر بات کرنے کی میں نے آپ کو دعوت دی ہے

بیگم نجمہ تابش الوری: اس تعزیتی قرارداد کے بعد میں اپنی تحریک پیش کروں گی مجھے اجازت دیجئے۔

جناب سپیکر: پہلے آپ اپنی تحریک استحقاق پر بات کریں

وزیر قانون: میرا خیال ہے کہ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی تعزیت کا پیغام ہے تو ہمیں تعزیت کر لینی چاہیئے

جناب سپیکر: مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن میں نے آپ کو پہلے تحریک استحقاق پر بات کرنے کی دعوت دی تھی۔

مسز نجمہ تابش الوری: میں وہ بعد میں پیش کروں گی۔ پہلے میں یہ چاہتی تھی کہ تعزیتی قراردادیں پاس ہو جائیں۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

مولانا عبیداللہ انور اور حاجی محمد حنیف انصاری کے لئے یہ اجلاس دعا کرتا ہے کہ مرحومین کو

اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسری قرارداد یہ ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ اجلاس بنگلہ دیش کے حالیہ خوفناک سمندری طوفان پر بنگلہ دیشی بھائیوں سے گہرے دکھ اور ہمدردی کا اظہار کرتا ہے جس میں ہزاروں افراد لقمہ اجل بن گئے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے استدعا کرتا ہے کہ ارضی قیامت صغریٰ کے اس موقع پر اسلامی اور انسانی ناطے سے پاکستانی عوام کے جذبات و احساسات حکومت بنگلہ دیش تک پہنچائے اور طوفانی زدہ علاقے میں متاثرین کے لئے فوری ممکنہ امداد کا انتظام کرے۔

میاں محمد اسحاق: پوائنٹ آف آرڈر۔ اسلامی روایات کے مطابق کسی ناگہانی موت پر رنج کا اظہار کرنے کے لئے ہمیں ایک دفعہ الحمد شریف اور تین دفعہ قل شریف پڑھنا چاہیے تاکہ انہیں اس کا ثواب پہنچے۔ صحیح طریقہ یہ ہے۔ میں معزز ایوان سے اپیل کرتا ہوں کہ ہمیں صحیح اسلامی روایت کے مطابق کسی کو ثواب پہنچانا چاہیے تاکہ اس کی عاقبت کا بھلا ہو اور ہمیں بھی اس کا ثواب ہو۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ آپ نے بھی ان کے لئے دعا کے لئے کہا ہے؟

مسز نجمہ تابش الوری: جی ہاں۔

جناب سپیکر: دعا کیجئے۔

(دعا کی گئی)

استحقاق کی تحریکیں

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ، تحریک استحقاق پیش کیجئے۔

مسز نجمہ تابش الوری: میں تحریک پیش کرتی ہوں کہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خصوصی معاملے کو جو اسمبلی کی دخل اندازی کا فوری متقاضی ہے، اس ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔ مسئلہ یہ

ہے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ نمبر ۱۵۰ کے تحت عام انتخابات کے بعد اسمبلی کی میعاد کے لئے مجالس قائمہ اور مجالس حسابات عامہ منتخب کی جانی چاہئیں تھیں لیکن اسمبلی کے دو سیشن منعقد ہونے کے باوجود ان کا انتخاب عمل میں نہیں لایا گیا۔ اس طرح متذکرہ قواعد پر عملدرآمد نہ کرنے کے سبب اراکین اسمبلی کے انفرادی اور اجتماعی استحقاق کی پامالی ہوئی ہے جسے فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔ جناب والا! جیسا کہ آپ جانتے ہیں، اسمبلی کی کارروائی میں سہولت پیدا کرنے اور اسمبلی کی طرف سے تفویض کردہ فرائض اور پارلیمانی امور کی تکمیل میں مجالس قائمہ اور دیگر مجالس بڑا اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اس لئے ان کا بلاتاخیر قیام ناگزیر ہے۔ اسی سیشن میں بعض تحاریک استحقاق پیش ہو رہی ہیں اور سرکاری اور غیر سرکاری مسودات قانون بھی ایوان میں پیش کئے جانے کا امکان ہے۔ متذکرہ مجالس کے بغیر ان کا سارا کام خود اس ایوان کو براہ راست کرنا ہوگا جس سے ایوان کا بہت سا وقت انہی امور کی نذر ہو جائے گا۔ ان مجالس کے عدم قیام سے نہ صرف یہ کہ اراکین اسمبلی مختلف پارلیمانی امور میں حصہ لینے کے حق سے محروم ہیں بلکہ ان کا اجتماعی استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ اس لئے اس معاملے پر فوری بحث کی جائے اور مجالس قائمہ کا انتخاب بلاتاخیر عمل میں لایا جا سکے۔

جناب سپیکر: سٹینڈنگ کمیٹیاں بہت جلد constitute کی جا رہی ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا، اس سے قبل کہ آپ رولنگ دیں، کیا آپ ہمیں حکومت کا نکتہ نظر پیش کرنے کی اجازت دیں گے؟

جناب سپیکر: جی۔ فرمائیے۔

وزیر قانون: جہاں تک محترمہ نجمہ تابش الوری کا تحریک استحقاق کے متعلق بیان آیا ہے میں اس بارے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ان کی تحریک سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قواعد و ضوابط پنجاب کے قاعدہ نمبر ۱۱۹۔ ۱۵۰ کے تحت عام انتخابات کے بعد اسمبلی

کی میعاد کے لیے مجالس قائمہ اور مجالس حسابات عامہ منتخب کی جانی چاہیئے تھیں اس بارے میں متعلقہ قوانین بڑے واضح ہیں۔ جناب والا کے سامنے میں رول ۱۱۹ پڑھ دیتا ہوں۔

"عام انتخاب کے بعد اسمبلی مندرجہ ذیل مجالس قائمہ اسمبلی کی میعاد تک کے لیے منتخب کرے گی جو ہر ایک مجلس کے بالمقابل درج کئے گئے محکمہ جات سے متعلقہ قانون سازی کے سلسلہ میں فرائض انجام دیں گے"۔

اس طرح قاعدہ ۱۵۰ کا بھی منشا یہی ہے۔

"عام انتخابات کے بعد اسمبلی کی میعاد کے لیے دو مجالس برائے حسابات عامہ تشکیل دی جائیں گی"

جناب والا۔ میں عرض کرونگا کہ جہاں تک ان مجالس کے قائم کرنے کا تعلق ہے حکومت کو اس سے انکار نہیں ہے اس ضمن میں اسمبلی کے قواعد وضوابط کی رو سے کوئی وقت ان کے لیے متعین نہیں کیا گیا اور نہ ہی اسمبلی کا کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں آپکو حکومت کی طرف سے یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ بہت جلد یہ انتظام کیا جا رہا ہے نہ اس سے کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے جو بھی اس بارہ میں آپ کے سامنے کوئی تحریک استحقاق آئے گی اس سے نبٹنے کے لیے ہمارے پاس طریقہ موجود ہے میرا خیال ہے کہ وقت کا تعین نہ کرنے کے سلسلے میں قواعد موجود ہیں کہ الیکشن کے بعد کسی وقت بھی انکا انتخاب عمل میں لایا جاسکتا ہے میں معزز رکن سے مؤدبانہ عرض کرونگا ان کو اسمبلی کے قواعد و ضوابط کا بطور خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ جناب والا کے توسط میں یہ بھی عرض کرونگا کہ ہم میں سے اکثر حضرات ہماری طرح نئے ہیں جس کی وجہ سے قواعد وضوابط کی پابندی نہیں کی جاتی۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ آپ تشریف رکھیں

وزیر قانون ۔ جب جناب سپیکر ارشاد فرما رہے ہوتے ہیں تو معزز اراکین اپنی سیٹوں سے اٹھ کر ادھر ادھر پھرنا شروع کر دیتے ہیں ۔ اس بات کا بطور خاص خیال رکھا جانا چاہیئے کہ کوئی ممبر جب سپیکر صاحب سے مخاطب ہو رہے ہوں تو اس دوران درمیان سے گذرنا بھی قواعد وضوابط کی خلاف ورزی ہے جب تک ہم قواعد وضوابط اور روایات کا پاس نہیں کریں گے تو ہم اسمبلی کی بہتر روایات کو قائم نہیں کر سکیں گے ۔ اس لئے میں عرض کرونگا کہ جذبات کی رو میں آ کر جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے اس لئے پہلے بات سن کر اور سپیکر صاحب کی اجازت سے کوئی بات اگر ہو تو پیش کرنی چاہیئے ۔ میں یہ عرض کرنا چاہونگا کہ حکومت اسمبلی کے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے یہ وعدہ کرتی ہے کہ انشاءاللہ جلد ہی اس کے لئے انتظام کیا جا رہا ہے اس یقین دہانی کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ بیگم صاحبہ کو اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دینا چاہیئے ۔

بیگم نجمہ تابش الوری ۔ جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر میں سب سے پہلے وزیر قانون صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے ہمیں بڑا اچھا سبق پڑھایا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر میرے خیال میں محترمہ کو تھوڑا سا علم ہونا چاہیئے کہ وہ پورے ایوان کے استحقاق کو مجروح کر رہی ہیں ۔ ان کو یہ بھی علم ہونا چاہیئے یہ تمام اسمبلی کسی قانون کے تحت عمل میں لائی گئی ہے ۔

بیگم نجمہ تابش الوری ۔ جناب سپیکر میں نے very sorry کہہ دیا تھا ۔ میری تحریک سے اسمبلی کا استحقاق مجروح نہیں ہوا بلکہ آپ کے ان الفاظ سے ہمیں دلی صدمہ ہوا ہے جو آپ نے یہ کہا ہے کہ اسمبلی کے نئے اراکین موجود ہیں انہیں قواعد وضوابط کے بارہ میں کچھ علم نہیں ہے اور یہ کہ وہ لاعلم ہیں ۔ لہذا میں جناب سپیکر کے توسط سے وزیر قانون عبدالغفور صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہونگی کہ کچھ کہنے سے پہلے ذرا سوچ لیا کریں کہ یہ کیسے کہہ رہے ہیں اور میری تحریک استحقاق بالکل جائز ہے ۔ اتنا عرصہ

مجالس قائمہ اور مجالس حسابات عامہ منتخب کی جانی چاہیئے تھیں۔ اس بارے میں متعلقہ قوانین بڑے واضح ہیں۔ جناب والا کے سامنے میں رول ۱۹۰ پڑھ دیتا ہوں۔

"عام انتخابات کے بعد اسمبلی مندرجہ ذیل مجالس قائمہ اسمبلی کی میعاد کے لئے منتخب کرے گی جو ہر ایک مجالس کے بالمقابل درج کئے گئے محکمہ جات سے متعلقہ قانون سازی کے سلسلہ میں فرائض انجام دیں گے"۔

اسی طرح قاعدہ ۱۵۰ کا بھی منشا یہی ہے۔

"عام انتخابات کے بعد اسمبلی کی میعاد کے لئے دو مجالس برائے حسابات عامہ تشکیل دی جائیں گی"۔

جناب والا میں عرض کروں گا کہ جہاں تک ان مجالس کے قائم کرنے کا تعلق ہے حکومت کو اس سے انکار نہیں ہے اس ضمن میں اسمبلی کے قواعد و ضوابط کی رُو سے کوئی وقت ان کے لئے متعین نہیں کیا گیا اور نہ ہی اسمبلی کا کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے۔

میں آپ کو حکومت کی طرف سے یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ بہت جلد یہ انتظام کیا جا رہا ہے نہ اس سے کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے جو بھی اس بارہ میں آپکے سامنے کوئی تحریک استحقاق آئے گی اس سے نبٹنے کے لئے ہمارے پاس طریقہ کار موجود ہے میرا خیال ہے کہ وقت کا تعین نہ کرنے کے سلسلے میں قواعد موجود ہیں کہ الیکشن کے بعد کسی وقت بھی ان کا انتخاب عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ میں معزز رکن سے مؤدبانہ عرض کروں گا کہ ان کو اسمبلی کے قواعد و ضوابط کا بطور خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ جناب والا کے توسط میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہم میں سے اکثر حضرات ہماری طرح نئے ہیں جس کی وجہ سے قواعد و ضوابط کی پابندی نہیں کی جاتی۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون۔ جب جناب سپیکر ارشاد فرما رہے ہوتے ہیں تو معزز اراکین اپنی سیٹوں

سے اٹھ کر اِدھر اُدھر پھرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس بات کا بطور خاص خیال رکھا جانا چاہیئے۔ کہ کوئی ممبر جب سپیکر صاحب سے مخاطب ہو رہے ہوں تو اس دوران درمیان میں سے گزرنا بھی قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی ہے۔ جب تک ہم قواعد و ضوابط اور روایات کا پاس نہیں کریں گے تو ہم اسمبلی کی بہتر روایات کو قائم نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ جذبات کی رو میں آ کر جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے اس لیے پہلے بات سن کر اور سپیکر صاحب کی اجازت سے کوئی بات اگر ہو تو پیش کرنی چاہیئے۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت اسمبلی کے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے یہ وعدہ کرتی ہے کہ انشاء اللہ جلد ہی اس کے لیے انتظام کیا جا رہا ہے اس یقین دہانی کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ بیگم صاحب کو اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دینا چاہیئے۔

بیگم نجمہ تابش الوری ۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں سب سے پہلے وزیر قانون صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے ہمیں بڑا اچھا سبق پڑھایا ہے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر میرے خیال میں محترمہ کو تھوڑا سا علم ہونا چاہیئے۔ کہ وہ پورے ایوان کے استحقاق کو مجروح کر رہی ہیں۔ ان کو یہ بھی علم ہونا چاہیئے۔ یہ تمام اسمبلی کسی قانون کے تحت عمل میں لائی گئی ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری : جناب سپیکر میں نے کہہ دیا تھا۔ میری تحریک سے اسمبلی کا استحقاق مجروح نہیں ہوا بلکہ آپ کے ان الفاظ سے ہمیں دلی صدمہ ہوا ہے۔ کہ اسمبلی کے نئے اراکین کو قواعد و ضوابط کے بارہ میں کچھ علم نہیں ہے اور یہ کہ وہ لاعلم ہیں۔ لہذا میں جناب سپیکر کے توسط سے وزیر قانون عبدالغفور صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہونگی کہ کچھ کہنے سے پہلے ذرا سوچ لیا کریں کہ یہ کیسے کہہ رہے ہیں اور میری تحریک استحقاق بالکل جائز ہے۔ اتنا عرصہ گذرنے کے باوجود ابھی تک حکومت کی طرف سے مجالس قائمہ اور حسابات عامہ کی تشکیل نہیں ہوئی۔

گذرنے کے باوجود ابھی تک حکومت کی طرف سے مجالس قائمہ اور حسابات عامہ کی تشکیل نہیں ہوئی اور اس سلسلے میں واضح طور پر یقین دہانی جناب سپیکر اپنی رولنگ دیکر فرمائیں۔

جناب سپیکر۔ اس سلسلے میں ایک اور بھی تحریک استحقاق جناب محمد رفیق صاحب کی طرف سے کمیٹیز کے قیام کے سلسلے میں ہے۔ میں اس پر بھی اپنا فیصلہ دیتا ہوں اس سلسلہ میں میرے علم میں ہے کہ یہ مجالس قائمہ جلد قائم کر دی جائینگی اس لئے بیگم صاحبہ اور محمد رفیق صاحب کی تحاریک استحقاق مسترد کی جاتی ہیں۔ اس میں آپ کی ایک اور تحریک استحقاق ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب سپیکر میرے پاس اس وقت متعلقہ کاغذات نہیں ہیں آپ اس کو Pending کر دیجیے۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر ہمیں اعتراض ہے اگر انہوں نے نوٹس دے رکھا ہے تو انکو ایوان میں تیار ہو کر آنا چاہیئے تھا اگر وہ پریس نہیں کرتیں تو وہ نئی موشن یعنی تحریک استحقاق پیش کر سکتی ہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب سپیکر اس کے لئے ضروری کاغذات میں گھر بھول آئی ہوں اس لئے میں نہیں چاہتی کہ میں کوئی ادھوری بات کروں۔

وزیر قانون۔ بیگم صاحبہ آپ خود ہی اپنی تحریک کے بارہ میں تیار نہیں

بیگم نجمہ تابش الوری۔ اس تحریک استحقاق کے متعلق کاغذات گھر بھول آئی ہوں۔

جناب سپیکر۔ آپکی تحریک کو میں نبٹائے دیتا ہوں کیونکہ میں اس پر رولنگ دے چکا ہوں۔ کہ یہ تحریک استحقاق سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے انتخابات کے بارہ میں ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب سپیکر، معاف فرمائیے۔ اس سلسلہ میں میرے پاس ایک

ٹھوس ثبوت موجود ہے اگر آپ کہیں تو میں تحریک استحقاق پڑھ دوں اور وہ ٹھوس ثبوت کیا کل پیش کر دوں؟

وزیر قانون۔ جناب والا میرا خیال ہے کہ بیگم صاحبہ باہر کسی سے ہدایات لینا چاہتی ہیں اور ان کو کچھ وقت درکار ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ اپنی زبان بول رہی ہیں۔ ان کو باہر سے کسی کا انتظار ہے ابھی تک وہ باہر نہیں آئے ہونگے۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب والا یہ مجھے اپنے الفاظ سے دلی صدمہ پہنچا ہے ہیں اور اس سے میرا استحقاق مجروح ہو رہا ہے اور اگر آپ اجازت دیں تو میں تحریک پڑھ دوں جو میرے پاس ثبوت ہے اور کاغذات میں کل آپ کے سامنے پیش کر دوں؟

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ ابھی میں رانا پھول محمد خان صاحب کی تحریک پر رولنگ دے چکا ہوں جو ابھی آپ کو تقسیم کر دی جاتے گی۔ اس میں تمام معاملات آچکے ہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب والا اس سلسلے میں میرے پاس کاغذات موجود ہیں ان میں یہ ہے کہ ہمیں جو گزٹ دیا گیا ہے وہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب صدر پاکستان کا دستخط شدہ ہے دوسرے اس سلسلہ میں میرے پاس صدر ضیا الحق کی دستخط شدہ دستاویز اور ٹھوس ثبوت موجود ہے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آیا میں اس کو درست سمجھوں یا اس گزٹ کو درست مانوں جو ہمیں دیا گیا ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ جو تحریک وہ لانا چاہتی ہیں ان کو یہ بھی علم ہونا چاہیئے جب پوائنٹ آف آرڈر ہو تو تقریر جاری نہیں رہنی چاہیئے۔ میں یہ عرض کروں گا جب جناب سپیکر رولنگ دے چکے ہیں فاضل ممبر اسمبلی کو یہ بتا دیا جائے کہ جب جنابوالا Ruling دے چکے۔ اس کے بعد کسی رکن کا استحقاق نہیں ہے کہ اس رولنگ کے خلاف یا اس پر بحث کیلئے مزید بحث کرے جنابوالا کی رولنگ اس مسئلہ پر آچکی ہے وہ رولنگ جنابوالا نے declare کر کے اور اراکین اسمبلی کو تقسیم کرنے کیلئے بھی آرڈر فرما دیا

ہے اس سلسلے میں اس معاملہ پر مزید کوئی بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر۔ اس پر مزید بحث نہیں کی جا سکتی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے آپ کے متعلق ایک نوٹس دیا تھا اور اس کے لئے آج کی تاریخ مقرر تھی۔ چونکہ نوٹس ۲۵ تاریخ تھی واپس ہو گیا تھا۔ اسلئے آج اس پر بحث نہیں ہوئی۔ لیکن میں جناب کی اجازت سے اس نوٹس کی واپسی کے متعلق اراکین کے اندر مختلف قسم کی جو بدگمانیاں پیدا ہوئی ہیں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے شائد کسی دباؤ کے تحت یہ نوٹس واپس لیا ہے۔ میں اس کی وضاحت کروں گا چونکہ یہ میری ذات کے متعلق ہے اس سے بدگمانیاں اور غلط فہمیاں پیدا کی جا رہی ہیں اور اس سے میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ لہذا میں اس کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ نوٹس کیوں دیا گیا تھا اور اس کو واپس کیوں لیا گیا۔

مسٹر سعید احمد ظفر۔ جناب سپیکر! میری گذارش ہے کہ نوٹس واپس لیا جا چکا ہے۔ لہذا میں مولانا صاحب کو اپنی طرف سے اور اپنے دوستوں کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ کسی قسم کی کوئی غلط فہمی یا بدگمانی باقی نہیں ہے۔ چونکہ معاملہ ختم ہو چکا ہے لہذا اسے زیر بحث نہ لایا جائے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! اس سلسلے میں بدگمانیاں پیدا کی جا رہی ہیں کوئی کہتا ہے کہ کسی دباؤ کے تحت یہ نوٹس واپس لیا گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ کسی لالچ کے تحت واپس لیا گیا ہے۔ اس لئے میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس وضاحت کا حق رکھتا ہوں اور مجھے جب تک آپ وضاحت کرنے کا حق نہیں دیں گے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ یہ صرف میری ذات تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ دیگر اراکین اسمبلی

کی ذات بھی متاثر ہو رہی ہے۔ میری گذارش یہ ہے کہ میں علماءِ حق کی جماعت سے تعلق رکھتا ہوں ہم نہ تو بکنے والے ہیں نہ جھکنے والے ہیں آج تک ہم بکے ہیں نہ جھکے ہیں۔ حقائق کو تسلیم کرتے ہیں۔ لہٰذا میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہونگا۔

جناب سپیکر۔ Order Please سعید اکبر خاں صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! میری بات تو سنیئے

جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آڈر پر آپ کی بات رک جانی چاہیئے۔

جناب سعید اکبر خاں۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جب آپ کا بیان حلفی ہر ممبر کے پاس تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ اس کے متعلق کسی کے دل میں کوئی شک و شبہ باقی ہو یا مولانا صاحب کے متعلق شک ہو کہ انہوں نے دباؤ کے نیچے آکر فیصلہ کیا ہے کیونکہ یہ بیان حلفی ہر آدمی کے پاس موجود ہے اور میرا خیال ہے باہر بھی انہوں نے تقسیم کیے ہونگے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ لیکن یہ وضاحت تو میرا کام ہے اور مجھے اپنی وضاحت کرتے دیں کہ میں نے نوٹس کیوں دیا تھا اور واپس کیوں لیا ہے۔ اس کی وضاحت ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اب پبلک کے اندر بھی بات ہے مخالف اور مختلف قسم کے لوگ افواہیں اڑا رہے ہیں اس لیئے میرا فرض ہے کہ میں اس کی وضاحت کروں کہ میں نے نوٹس کیوں دیا تھا اور واپس کیوں لیا ہے گزارش یہ ہے کہ میرا جن علماءِ حق سے تعلق ہے۔ وہ بکنے والے ہیں نہ جھکنے والے ہیں میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک کارکن ہوں۔ (قطع کلامیاں)

مسٹر سعید احمد ظفر۔ جناب سپیکر۔ میں نے پوائنٹ آف آڈر پیش کیا ہے۔ اس لیے میں اجازت چاہونگا کہ مجھے بولنے کی اجازت دی جائے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا۔ مجھے اس کی وضاحت کرنے کی اجازت دیں کہ میں نے وہ نوٹس دیا کیوں تھا اور پھر واپس کیوں لیا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: order Please، تشریف رکھیں۔ جی فرمائیے۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

مسٹر سعید احمد ظفر: جناب والا میں آپ کی وساطت سے مولانا صاحب سے گذارش کرتا ہوں کہ چونکہ یہ معاملہ نپٹایا جا چکا ہے اور انہوں نے نوٹس واپس لے لیا ہے لہذا اب ہاؤس میں اس پر مزید کچھ کہنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ ہی ہم لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اس طرح سے ایوان کا وقت ضائع ہو۔ اس لیے جب کہ نوٹس واپس لیا جا چکا ہے تو اس کی اگر وضاحت ضروری ہے تو وہ پریس میں یا کسی اور فورم کے تحت کر سکتے ہیں۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ان پر کوئی دباؤ پڑ رہا ہے تو وہ کوئی اور فورم استعمال کریں اسمبلی کا فورم استعمال نہ کریں کیونکہ معاملہ ختم ہو چکا ہے اور نوٹس واپس لیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! آپ اس ہاؤس کا trend دیکھ رہے ہیں کہ سبھی لوگ آپ کی بات سے آپ کی decision سے آپ کے مطمئن ہیں اور کسی کو آپ کے بارے میں کوئی confusion یا غلط فہمی نہیں ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! مجھے معلوم ہے۔ حالانکہ مجھے متعدد معزز اراکین نے کہا ہے کہ آپ نے نوٹس غلط واپس لیا ہے؟ مجھے خود یہ کہنے والے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اپنے نوٹس دیا کیوں تھا اگر وہ مسلمان ہیں۔ اس لیے اس کی وضاحت ضروری ہے کہ میں نے نوٹس دیا کیوں تھا اور واپس کیوں لیا ہے؟ میں اس کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے نوٹس دیا کیوں تھا اور کس بنیاد پر واپس لیا۔ تاکہ غلط فہمی دور ہو جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order Please, Order Please تشریف رکھیے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب والا کیا مجھے اجازت ہے؟

جناب سپیکر: ٹوانہ صاحب

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: مہربانی۔ جناب والا۔ گذارش ہے کہ جب تمام ممبران اس پر اطمینان کا اظہار کر چکے ہیں تو اس کے بعد بھی اگر مولانا کسی کی غلط فہمی دور کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے ایوان میں دن مقرر ہیں۔ اور جنرل ڈیبیٹ میں ایوان کو مطمئن کر دیں۔ تو میری آپ کے توسط سے ان سے یہی استدعا ہے کہ جنرل ڈیبیٹ کے لیے جو دن مقرر ہیں وہ اس دن اگر بات کرنا چاہیں تو بے شک کریں۔ یہ اُن کی مرضی ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ آپ نے وضاحت کر دی ہے۔ الحمد اللہ۔ تو کیا کوئی رکن کسی کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس۔ انسان کے پاس شیطان ہوتا ہے جو دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے اس سے پرہیز کرو۔ جو آپ نے وضاحت کی اور انہوں نے نوٹس واپس لیا۔ یہ مرد مجاہد ہیں اور ان پر کسی کو شک نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

مخدوم زادہ سید محمد احسن شاہ: جناب والا۔ میں مولانا صاحب سے گذارش کروں گا کہ اتنے ذمہ دار آدمی ہونے کے باوجود کسی کو قادیانی کہنا ایک بہت بڑا الزام ہے یہ پہلے آپ سے گفتگو کرتے۔ آپ بات کرتے۔ اگر آپ ان کو مطمئن نہ کر سکتے تو پھر یہ قرارداد برائے استحقاق پیش کرتے اس طرح غیر ذمہ دارانہ بات آج آپ پر کی ہے۔ کل ہم پر بھی کریں گے (نعرہ ہائے تحسین) اسمبلی چیمبرز میں آپ کے کمرے میں آپ سے گفتگو کرتے اس کے بعد یہ الزام لگاتے۔ اس طرح پوچھے بغیر ایک کو یہ قادیانی کہیں گے پھر کہیں گے مجھے اب پتہ چلا ہے کہ یہ مسلمان ہے قادیانی نہیں بہت غلط بات ہے۔

چودھری اصغر علی: جناب والا۔ میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ کسی پر الزام لگانے سے پہلے ہر مسلمان آدمی کا فرض ہے کہ وہ اس کے پاس جاتے اور کہے کہ مجھے آپ پر شک ہے کہ وہ اس کی وضاحت کرے۔ اگر وہ اس کی وضاحت کر دیتا تو اُسے اطمینان ہو جاتا اور وہ بات نہ کرتے۔ اگر اطمینان نہ ہوتا تو

اس بات کو عام کیا جاتا۔ میں اس بات کو بغیر کسی اختلاف کے صحیح نکتہ نظر سے پیش کر رہا ہوں کیونکہ یہ شرعی معاملہ ہے

جناب غیاث الدین۔ جناب والا۔ علامہ منظور احمد چنیوٹی نے جو آپ کے خلاف تحریک پیش کی ہے۔ اس سے میرے بھی جذبات مجروح ہوئے ہیں کیونکہ میں بھی علماء کی برادری سے تعلق رکھتا ہوں۔ اس تحریک سے علمائے کرام کے جذبات بھی مجروح ہوئے ہیں اور علماء کے متعلق بھی شکوک وشبہات پیدا ہو گئے ہیں کہ علمائے کرام بغیر تحقیق بات کر دیتے ہیں۔ میں جناب مولانا چنیوٹی صاحب سے یہ مطالبہ کروں گا کہ آپ نے جو تحریک پیش کرنے کے بعد واپس بھی لے لی ہے۔ یا تو ہاؤس کے سامنے اس کی معافی مانگیں یا آئندہ کے لیے ایسی تحریک پیش کرنے سے گریز کریں۔

جناب سپیکر۔ آپ Point of Order پر بولنا چاہتے ہیں۔ معزز خواتین و حضرات میں آج آپ کے سامنے پوائنٹ آف آرڈر کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر کن معاملات پر بنتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ آپ کو کوئی چیز سکھائی ہے۔ صرف آپ کو یاد دہانی کرائی ہے ...... جی آپ فرمائیے۔

میاں محمود احمد جناب سپیکر، میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب کسی معزز رکن اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو اس پر فوری طور پر رولنگ آجاتی ہے کہ آپ بیٹھ جائیں یا یہ مسترد ہے۔ اور جب حکومت کی کوئی بات ہوتی ہے حکومت کے خلاف کوئی بات ہوتی ہے یا جس طرح ہمارے ایک معزز رکن اسمبلی کے خلاف حافظ آباد میں پولیس نے اتنی زیادتی کی ہے۔ تو کیا حکومت کے نوٹس میں ابھی تک اس سلسلہ میں کوئی بات نہیں آئی ہے جبکہ اخبارات نے اس کو بہت اچھالا ہے؟

جناب سپیکر جی۔ آپ پھر یہ دریافت کریں گے کہ آپ کے اس پوائنٹ آف آرڈر کو میں نے مسترد کیوں کیا ہے؟ پوائنٹ آف آرڈر صرف Procedural Matters کے بارے میں

اس ایوان میں اٹھایا جاتا ہے۔ آج اس بحث کا وقت نہیں ہے

میاں محمود احمد جناب سپیکر۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ کسی رکن کی بات تو کم ازکم سن لینی چاہیے۔

جناب سپیکر یقیناً یقیناً لیکن انہیں Rules of Procedure کے مطابق، انہیں طریقہ کار کے مطابق۔ جن کے مطابق یہ ایوان چل رہا ہے۔

میاں محمود احمد جناب سپیکر۔ میں عرض کرتا ہوں، مولانا کے متعلق کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ انہوں نے پیسے لے کر قرارداد واپس لی ہے۔

ان کو اپنی تسلی کے لیے عوام کو مطمئن کرنا ہوگا۔ اور ان کو اپنے جذبات کا اظہار کرنا ہوگا۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ جب جناب سپیکر کی ذات کا مسئلہ ہو تو ان کو دبا کر بٹھا دیا جائے۔ اور باقی کارروائی کی اجازت دی جائے۔ ان کو ہر حالت میں ہمیں مطمئن کرنا ہوگا۔ ہم ابھی تک مطمئن نہیں ہیں۔ یہ ایوان مطمئن نہیں ہے ان کو ہماری تسلی کرانا ہوگی۔ کہ یہ تحریک انہوں نے کیوں واپس لی ہے

جناب سپیکر جی آپ فرمائیے۔

چوہدری خادم حسین جناب سپیکر۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور اس سلسلہ میں ایک بار پھر عرض کروں گا کہ پہلے ہمیں یہ بتا دیا جائے کہ Point of Order ہے کیا؟ Point of Order جو میں سمجھتا ہوں یا میں نہیں بھی سمجھتا۔ میں نیا آدمی ہوں مجھے نہیں پتہ Proceedural کیا ہے؟ میں اپنی مثال دیتا ہوں۔ تو آپ ہمارے لیے کوئی وضاحت کر دیں کہ Point of Order ہے کیا؟ تاکہ اس Point of Order پر بات کرنے والا شخص اس معاملہ پر بات کرے جب پہلا Point of Order اٹھایا جاتا ہے۔ اس اجلاس سے پہلے اسمبلیوں کے اجلاس Party کی بنیاد پر ہوتے تھے لیکن اب جو انتخابات غیر جماعتی ہوئے ہیں اور غیر جماعتی الیکشن میں شخصیتیں اس اسمبلی میں آئی ہیں۔ تو کیا اب ہم جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہماری شخصیت کی بنیاد پر Contribution تھی ہمیں لوگوں نے منتخب کر کے اس ایوان میں بھیجا ہے تو آج بھی ہم اس ہاؤس کو fish market بنائیں گے میں دو تین دن سے دیکھ رہا ہوں کہ

ایک آدمی بات کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پندرہ اور ممبر بھی کھڑے ہو کر بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہمیں ایک ڈسپلن میں کام کرنا چاہیے اور جناب سپیکر جس آدمی کی طرف متوجہ ہوں جس ممبر کو اجازت دیں اُسی کو ہی بولنا چاہیے۔ جہاں تک یہ بات ہے کہ مولانا صاحب کہتے ہیں کہ ہم حق پر بولنے والے آدمی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہر مسلمان حق پر بولنے والا ہے وہ کبھی بھی باطل کی حمایت نہیں کرتا اگر مولانا صاحب نے غلط بیان دیا ہے تو ہمیں کوئی شکوہ نہیں ہے کہ انہوں نے پیسے لے کر یا دباؤ سے واپس لیا ہے یا کہ ان کو پتہ چل گیا ہے کہ میری یہ تحریک غلط تھی تو انہوں نے واپس لے لی ہے۔ ہم ان کی داد دیتے ہیں۔ اب اس پر مزید اصرار کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنی وضاحت پیش کریں۔ ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے بجٹ اجلاس ہے جس مقصد کے لیے یہ اجلاس شروع ہوا ہے اس مقصد کو ہمیں پورا کرنا چاہیے۔ اگر مولانا نے اپنی ذات کو اس سے مبرا کرنا ہے تو پریس کانفرنس کے ذریعے اپنا بیان دے دیں۔ اور اپنی وضاحت کر دیں۔ یہاں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اس لیے میں یہ گذارش کروں گا کہ ہمیں ایک مثال پیدا کرنی چاہیے۔ باہر ہمارا کئی لوگوں سے مقابلہ ہے۔ ہم اگر آپس میں اُلجھ گئے یا آپس میں الجھاتے گئے۔ ایم۔آر۔ڈی باتیں کر رہی ہے کہ وہ ہمیں تسلیم نہیں کرتے جب عوام نے ہمیں منتخب کیا ہے۔ عوام نے ہمیں ووٹ دیئے انہوں نے بائیکاٹ کی تحریک چلائی۔ بائیکاٹ کامیاب نہ ہوا۔ لوگوں نے ان کی باتیں نہ مانیں ادھر ہمارا اُن کے ساتھ مقابلہ ہے اور اُدھر ہمارا مارشل لاء کے ساتھ مقابلہ ہے مراد مارشل لاء کا خاتمہ ہے۔ ادھر بیوروکریسی کے ساتھ مقابلہ ہے لہٰذا اگر آپس میں اُلجھ گئے تو خدا کی قسم منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکیں گے۔ میں آپ سے گذارش کرتا ہوں اور ساتھ ہی پورے ایوان سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ اتفاق کریں۔ اسے جماعتی اسمبلی نہ بنائیں یہ غیر جماعتی اسمبلی ہے۔ یہاں حق کی بات کرنی چاہیے۔ خواہ وہ حکومت کے خلاف ہو۔ اس وقت بھی کر دینی چاہیے۔ لیکن بال کی کھال ادھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے میں انہیں الفاظ اور معذرت کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی اس ایوان کے معزز ارکان نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں

سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں میری وضاحت کرنا انتہائی ضروری ہے اور انہی خدشات کے پیش نظر وضاحت کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔

جناب سپیکر مولانا صاحب، میں آپ سے عرض کروں اور آپ میری بات پر توجہ فرمایئے گا۔آپ ذرا تشریف رکھیں مولانا صاحب آپ Personal Explanation پر بولنا چاہتے ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کو وقت دوں گا ۔آپ تشریف رکھیں۔ ابھی ضمنی بجٹ پر بحث ہوگی ۔ جی بیگم صاحبہ آپ فرمایئں۔

MRS. SHAHEEN MUNAWAR AHMED: Mr. Speaker Sir, I would like to draw your attention to my Privilege Motion. I am waiting for your orders for more than half an hour, but the gentleman here did not . . . .

چوہدری محمد صدیق سالار ۔ جناب سپیکر بیگم صاحبہ اردو میں بات کریں۔

MRS. SHAHEEN MANWAR AHMED: Sir, I have the right to speak in English also.

مسٹر سپیکر جی بیگم صاحبہ فرمایئں

سردار محمد عارف اردو میں بیان فرمایئں

چوہدری محمد صدیق سالار جناب صدر بھی اردو میں تقریر کرتے ہیں

بیگم شاہین منور احمد جی صدر صاحب اردو میں تقریر کرتے ہوں گے ضرور کریں۔ میں انگریزی میں ہی بولوں گی۔ اگر آپ پارلیمنٹری سیکرٹری ہیں تو آپ کو تھوڑا سا خیال کرنا ہوگا ۔

Mr. Speaker Sir, I think this is my privilege which is being breached by the mannner the Parliamentary Secretary talked to me as a woman and a Member of this Assembly. Is this the way to talk to women. I am Mrs Shaheen. I would like that my privlege motion by dealth with .. . .

وزیر قانون و پارلیمانی امور Point of Order. Sir.

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر بیگم صاحبہ چوہدری صاحب, Point of Order پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

MRS. SHAHEEN MANAWAR AHMED: I have been waiting for an hour.

MINISTER FOR LAW: On the issue arisen out of this point of order.

MRS SHAHEEN MUNAWAR AHMED: Yes.

MINISTER FOR LAW: This has arisen out of this question .....

سوال یہ ہے کہ بغیر کسی غرض کے انہوں نے اپنے اس حق کو استعمال کرنے کے لیے وضاحت کی ہے میں اس سلسلہ میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہ انگریزی یا کسی اور زبان میں بات کر سکتی ہے۔ لیکن جناب سپیکر میں آپ کی یہ رولنگ چاہتا ہوں کہ سپیکر کی اجازت کے بغیر اُردو کے علاوہ کسی اور زبان میں بات نہیں کر سکتی ہیں۔ اِن کو یہ حق نہیں ہے کہ سپیکر کی اجازت کے بغیر جس زبان میں چاہیں بات کریں ہمارے سپیکر کی اجازت کے بغیر کسی اور زبان میں بات نہیں کی جا سکتی۔ اگر معزز رکن نے انگریزی زبان میں بات کرنے کی اجازت طلب کر لی ہے تو پھر ٹھیک ہے ورنہ انہیں اُردو میں بولنا پڑے گا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود کیا وزیر قانون اس سلسلہ میں rule quote کریں گے

مسٹر سپیکر میاں اسحٰق صاحب Point of Ord پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق جناب سپیکر اِس بات پر اعتراض کرتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا یہ ہمارے گناہوں کا گٹھا جو آپ نے انگریزی میں بتا دیا ہے یعنی یہ بجٹ جو ہمیں دیا گیا ہے Why it should not be in Urdu یہ ہمیں اُردو میں کیوں نہیں دیا گیا؟ کیا انگریزی میں بجٹ ہمیں الجھاؤ کے لیے دیا گیا ہے۔ تاکہ ہم اس کو اچھی طرح دیکھ نہ سکیں اور آپ کو جواب نہ دے سکیں اور عوام کو صحیح معنوں میں اس بات کا پتہ نہ چل سکے کیا اس میں کیا مواد بھرا ہوا ہے۔ اگر انگریزی والی بات اتنی ہی اہم ہے تو آئندہ کے لیے آپ سوچیں اور یہ فیصلہ کریں کہ آئندہ بجٹ بھی اُردو میں ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر۔ بیگم صاحبہ ایوان کی رائے ہے کہ آپ اُردو میں تقریر فرمائیں۔

بیگم شاہین منور احمد جی میں اُردو میں تو آپ کو بتاؤں گی۔

But my privilege motion is in English. I would like to read my short statement. I can't change it right now. I have to make it in English.

مسٹر سپیکر ٹھیک ہے تحریک استحقاق آپ انگریزی میں پڑھیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود جناب سپیکر اگر اجازت ہو تو میں یہ عرض کروں کہ وزیر قانون صاحب وہ rule quote کریں۔ جہاں انگریزی بولنے کے لیے آپ کی اجازت ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر قاعدہ نمبر ۱۹۲

مخدوم زادہ سید حسن محمود وزیر قانون صاحب سے پڑھوائیں۔ تاکہ انہیں انگریزی سمجھ آئے ۔

Please request the Law Minister to read the rule.

MINISTER FOR LAW: Rule 192. Members shall ordinarily address the Assembly in Urdu, but any member who cannot adequately express himself in Urdu, may, with the permission of the Speaker, address the Assembly in English or other recognized language of the Province.

اور میں اب چاہوں گا کہ مخدوم زادہ صاحب اپنے اس تمام تجربہ کے باوجود دوبارہ کسی سکول میں داخلہ لے لیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ میں جناب والا . . . . . .

مخدوم زادہ سید حسن محمود تھوڑی دیر ہے ۔ میں آپ کے لیے سکول کھول دوں گا ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور میں چاہتا ہوں کہ اب وہ حوصلے سے سن لیں اور اپنے تجربے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ جو تجربہ انہوں نے مارشل لاء لگوانے میں حاصل کیا ہے ، وہ تجربہ جمہوریت کے لیے بھی حاصل کریں (نعرہ ہائے تحسین) اس لیے وہ مارشل لاء لگوانے میں تو تجربہ کار ہو سکتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کی قدر انہوں نے نہیں کی۔ مدعا ان کو کم از کم اس Plain language کی سمجھ میں آجانی چاہیے تھی ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود مارشل لاء کی پیداوار آپ ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور میں سمجھتا ہوں کہ مارشل لاء کے لگوانے والے آپ ہیں۔ ۱۹۵۸ء میں بھی آپ نے مارشل لاء لگوایا ۔ جناب والا میں آپ سے یہ اجازت چاہوں گا . . . . . .

مسٹر سپیکر یہ قاعدہ آپ نے پڑھ دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور لیکن جناب والا میں اس کی وضاحت کرنا چاہوں گا کیونکہ فاضل ممبر نے اس قاعدہ کی وضاحت کرنے کے لیے مجھے بطور خاص تکلیف دی ہے۔ میں نے بھی یہی بات عرض کی تھی کہ عام طور پر جو بات کرنی ہوگی وہ اُردو میں کرنی ہوگی اگر فاضل رکن اس کے علاوہ کسی زبان میں بات کرنا چاہے تو وہ جناب سپیکر کی اجازت حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی مطلب نکلتا ہو تو وہ بھی مجھے بتا دیا جائے۔

مخدوم زادہ حسن محمود پنجابی میں بھی بات ہو سکتی ہے۔

مسٹر سپیکر بیگم صاحبہ آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کر دیں۔

MRS SHAHEEN MUNAWAR AHMED: I, Mrs. Shaheen Munawar, Member Provincial Assembly of the Punjab, want to bring to the notice of the august House the breach of privilege of the a member of this House in disregard of the privilegeso of the Punjab Assembly by the following incident:—

"That on 19th May, 1985 at about 11.30 a.m. on receiving information, as approved Election Agent for my husband Raja Munawar Ahmed, a candidate for NA-86 bye-election of large scale rigging and bogus voting by a Candidate Mr. Asad Gillani, a nominee of the defunct Jamaat-i-Islami, I immediately rused to the Cooper Road Female Polling Station, where I was shocked to find Mst. Nisar Fatima, an MNA present within the premises of the polling booth, supervising bogus voting and the rigging operations of Mr. Asad Gillani in collaboration with the Presiding Officer.

After informing the Presiding Officer, a member of a teaching staff of a College that I was an Election Agent of my husband and a member of the Provincial Assembly, Punjab, I lodged a protest with her about the illegal presence of Mst. Nisar Fatima, MNA along with a group of young girls ....

چوہدری اصغر علی گجر (لیہ) Point of Ordef جناب والا جب معزز رکن کو انگریزی میں تحریک پیش کرنے کی اجازت نہیں ملی وہ یہ تحریک اس ایوان میں پڑھ نہیں سکتیں۔ اور پھر وہ الزامات لگا رہی ہیں اوّل تو وہ یہ تحریک اس ایوان میں پڑھ نہیں سکتیں کیونکہ سپیکر نے اس کی اجازت نہیں دی وہ کیسے پڑھ سکتی ہیں۔ وہ قانونی طور پر بات کریں۔ تاکہ پتہ چلے کہ وہ کون سی بات سچی کہہ رہی ہیں اور کون سی جھوٹی

کہہ رہی ہیں تاکہ اس کا جواب دیا جا سکے۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر بیگم صاحبہ آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

MRS. SHAHEEN MUNAWAR AHMED: Mr Speaker with your permission I would like to read:–

"........ I lodged a protest with her about the illegal presence of Mst. Nisar Fatima, MNA along with a group of young girls and the process of bogus voting .... Mr. Speaker, has allowed me to read and the Law Minister should be getting up again and again. I don't understand which law and which rule we are going to uphold.

وزیر قانون و پارلیمانی امور جناب سپیکر اگر آپ نے اجازت دے دی ہے تو میں اس پر کچھ عرض کرنا چاہوں گا کہ ......

مسٹر سپیکر چوہدری صاحب ابھی تو تحریک پڑھنے کی اجازت دی ہے۔

MRS. SHAHEEN MUNAWAR AHMED: .... a group of young girls and the process of bogus voting. The Presiding Officer paid no heed to my complaint. On the instigation of Mst. Nisar Fatima, I was attacked by the girls who were accompanying her and were present inside the polling booth.

I called upon the Police present to help and protect me and disclosed my identity to them, upon this a Police Officer, whom I can recognize instead of protecting me as an ordinary citizen of Pakistan said:–

ہم نے بڑی اسمبلیاں دیکھی ہوئی ہیں سارے چور اور سمگلر اسمبلی کے ممبر بن گئے ہیں۔ مجھ پر اسمبلی کا ممبر ہونے کا رعب مت ڈالیں۔ ہم صرف افسران بالا کے حکم کے تابع ہیں۔

and then he ordered his police force to confine me and my husband who had rushed to my rescue upon hearing of the incident from outside the Polling Station, who in his legal capacity as candidate had every right to be inside the Polling Station, to an adjoining room. We were confined in police custody alongwith Abid and Arshad, my drivers for two hours on the College Premises and were then taken in a Police Jeep by an ASI and two Constables to Police Station Qilla Gujjar Singh, from there we got in touch with the Inspector General of Police, Punjab, Mr. Laeeq Ahmed Khan, who after hearing my husband, ordered the Police Officer concerned to release us immediately.

The Police has registered a false case against me, my husband, Abid and Arshad and want to take action against me on the basis of this false case. The matter is of grave urgency and recent occurrence. The House may take appropriate action."

اب میں اپنے بھائیوں اور معزز ممبران اسمبلی کو اُردو میں بھی بتانا چاہتی ہوں مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ میرے بھائیوں نے اتنی دلچسپی لی اور میں چاہتی ہوں کہ سپیکر صاحب کے توسط سے یہ کہوں کہ یہ بھائیوں کے حالات میں اور بھی دلچسپی لیں کہ میں ایک اسمبلی کی ممبر تھی اور میں اپنے میاں کی الیکشن ایجنٹ تھی۔ ۱۷ تاریخ کو جب ضمنی انتخاب ہوتے ہیں تو جب میں ایک پولنگ سٹیشن میں گئی۔ ......

چوہدری اصغر علی گجر (لیسر) اپنے میاں کا نام بتائیں۔

بیگم شاہین منور احمد جی۔ راجہ منور احمد ہیں میں پہلے ان کا نام لے چکی ہوں شاید آپ کو نام تو سمجھ میں آگیا ہوگا۔ انگریزی میں بھی اور اُردو میں بھی ایک ہی ہے (قہقہہ)۔ اس کے بعد جب میں کوپر روڈ کے پولنگ سٹیشن کے پولنگ بوتھ کے اندر پہنچی تو وہاں پر نثار فاطمہ ایم۔ این۔ اے موجود تھیں اور انہوں نے اس دن نقاب نہیں لگایا ہوا تھا اور ان کے ساتھ پچاس ساٹھ کے قریب لڑکیاں تھیں جو کہ غائبانہ اور جعلی ووٹ ...... پریذائیڈنگ آفیسر سے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور آپ لوگوں کو کیوں بوگس ووٹ ڈالنے دے رہے ہیں اور ایک خاتون جو وہاں پر ووٹ ڈالنے کے لیے حاضر تھی جس کا اپنا صحیح ووٹ تھا اور اُس کے پاس شناختی کارڈ بھی موجود تھا کو ووٹ کیوں ڈالنے نہیں دیتے؟ تو پریذائیڈنگ افسر نے جواب دیا۔ جی میں کچھ نہیں کر سکتی۔ یہ نثار فاطمہ ایم این اے ہے۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ اگر ایک ایم این اے قانون کی خلاف ورزی کر سکتا ہے تو اس سے مجھے بڑی حیرت ہے۔ ہمیں ریٹرننگ آفیسر کو یا پھر پولیس کو بلانا پڑے گا تو انہوں نے جواب دیا کہ جی ٹھیک ہے میں نے پولیس والوں کو بلایا وہ بجائے اس کے کہ میری مدد کرتے انہوں نے جو میں نے پہلے بیان آپ کو پڑھ کر سنایا ہے یہ میں نے بیان لکھ کر دیا سپیکر صاحب۔ تو اس پر انہوں نے جو بات کی وہ آپ سن چکے ہیں اس کے علاوہ انہوں نے کہا کہ ہمیں ہدایات ہیں کہ جماعت اسلامی کے ساتھ ہم نے پھڈا نہیں ڈالنا یہ میں آپ کو ان کے صحیح لفظ بتا رہی ہوں کہ ہمیں افسران بالا نے یہ کہا ہے کہ ہمیں ان کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں کرنا اور جو کچھ کرتے ہیں ہمیں ان کو کرنے کی اجازت ہے۔ اس پر میں نے کہا ٹھیک ہے

پھر میں جاتی ہوں اور میں جاکر ایکشن کمشنر سے بات کرتی ہوں کہ اگر وہ کہتے تھے وزیر اعلیٰ صاحب کا نام لے کہ ان کی طرف سے ہمیں ہدایات ہیں کہ آپ . . . . . .

(قطع کلامیاں)

میں بات ختم کرلوں پھر آپ کرلیجئے یہ تحریک استحقاق ہے۔ اس کے بعد جب میں نے کہا کہ میں جاتی ہوں اور ایکشن کمشنر کو بلاتی ہوں۔

(قطع کلامیاں)

آپ بھائی ذرا تحمل سے بات سنیئے ایک بہن کی تو انہوں نے اشارہ کیا اس پر جو لڑکیاں ان کے ساتھ تھیں انہوں نے بوتل میرے سر میں ماری اور اس کے بعد پولیس آفیسر ز آتے جب انہوں نے دیکھا کہ مجھے مار پیٹ رہی ہے اس وقت وہ آئے پھر انہوں نے کہا محترمہ آپ چلیئے اور مجھے لے جاکر ایک کمرے میں بند کردیا راجہ منور کے ساتھ اور میرے ڈرائیور ارشاد اور عابد کے ساتھ جو باہر سے ہنگامہ سن کر آئے تھے۔ اس کے بعد میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے ہمیں کس قانون کے تحت بند کیا ہے انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اور ہمیں تھانہ قلعہ گوجر سنگھ لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے سنا ہے کہ اخبار میں نے پڑھا کہ ایک magisterial inquiry ہوئی اور اس انکوائری میں مجھے بغیر شامل کئے ہوئے یا پوچھے بغیر انہوں نے یکطرفہ فیصلہ دیا یہ آپ کی Administration and law and order siutation کے متعلق ہے اور اگر چند ممبروں کو حکومت کے خلاف بات کرنی گوارا نہیں تو . . . . . .

چوہدری غلام رسول ایڈووکیٹ: جی Point of Order Sir, میں گذارش کروں گا کہ رانی صاحب کو ہر ایکشن پر یہ پیدا ہوجاتی ہیں پہلے بھی ایکشن ہوا تھا اب یہ دوبارہ ایکشن ہوتے ہیں اگر وہ ہار گئے ہیں تو اس ایوان کے پاس علاج ہے ؟ یہ ایکشن ٹریبونل میں جاکر اپنی فائل کریں اس ہاؤس کو کوئی ایسے اختیارات ہیں جو کہ اس ایکشن کو کریں ؟ میں یہ کہوں گا کہ یہ وہاں جاکر دائر کریں۔

محترمہ شاہین منور احمد: سپیکر صاحب میں اپنی Privilage Motion پر بات کررہی ہوں۔

جناب سپیکر جی چوہدری ارشاد علی صاحب آپ ......

چوہدری ارشاد علی جناب سپیکر اس مسئلہ پر میں عرض کروں گا کہ ہاؤس کی ہمدردیاں اگر کسی ہارے ہوئے شخص کے حق میں حاصل کرنے کا اگر یہ طریقہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ راجہ صاحب ایک دفعہ نہیں دو مرتبہ شکست کھا چکے ہیں اور دوسرے صاحب جو جیت چکے ہیں ہم ان کو اس ایوان میں حلف کے بعد شامل کر چکے ہیں ہم ان کو مبارکباد پیش کر چکے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

محترمہ شاہین منور احمد وہ تو نیشنل اسمبلی کے ممبر ہیں

چوہدری ارشاد علی میں اس ہاؤس کی بات کرتا ہوں جس ہاؤس میں وہ شامل ہوئے ہیں وہ نیشنل اسمبلی میں شامل ہو چکے ہیں تو اس کے بعد کوئی جواز نہیں رہتا کہ ہم ان کے خلاف یہاں صوبائی اسمبلی میں کوئی بات کریں دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح ہاؤس میں جو ......

MRS. SHEHEEN MUNAWAR AHMED: I would just like a few minutes. This is my Privilege Motion. This is not Raja Munawar's Privilege Motion.

چوہدری ارشاد علی میری بہن کو چاہیے کہ وہ ہماری بات کو پہلے سن لیں جب کہ ہم نے بھی حوصلے کے ساتھ انکی بات کو سنا ہے۔

جناب سپیکر چوہدری صاحب آپ اس پر بحث نہیں کر سکتے آپ پوائنٹ آف آرڈر پر جو بات کرنا چاہتے ہیں کریں۔

محترمہ شاہین منور احمد Privilege Motion میرا ہے

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر بیگم صاحبہ آپ اپنی بات اختصار سے ختم کیجئے۔

محترمہ شاہین منور احمد مجھے بڑا دکھ ہے کہ ان ممبران کو میری بات سننی چاہیے میں ایک عورت

ہونے کے ناطے آپ کی بات سن رہی ہوں لیکن میرے بھائی جو مجھ سے زیادہ تجربہ کار ہیں وہ بات نہیں سنتے یہ میری Privilege Motion ہے - مجھے مارا گیا۔ مجھے تھانے میں رکھا گیا وہ اگر میرے شوہر کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں تو یہ باہر ان سے بات کر سکتے ہیں وہ اسی پاکستان میں رہتے ہیں اور اس وقت راولپنڈی میں ہیں اگر یہ چاہیں تو میں ان کو ٹیلی فون نمبر دے دیتی ہوں لیکن اگر یہ اس طرح کے لفظ آپ کی اسمبلی میں بیٹھ کر استعمال کریں گے کہ "چھتر کھا چکی ہیں،" تو آپ یہ سنیں گے تو مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے کہ اس اسمبلی کا standard کیا ہے؟ اور انہوں نے کہا ہے کہ دو دفعہ ہار رہے ہیں۔ اگر وہ دس دفعہ بھی ہاریں تو میں ان کی بات نہیں کرتی میں تو اپنی Privilege Motion یہاں "move" کر رہی ہوں۔ اور اگر انہوں نے ایک ممبر کی Privilege Motion پر اس طرح کی باتیں کرنی ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ یہاں اسمبلی میں آنے کا انہیں کوئی فائدہ نہیں ۔

جناب سپیکر: آپ ارشاد فرمایئے ۔

محترمہ شاہین منور احمد: تو میں نے آپ کو یہ بتایا ہے کہ آپ کی ایڈمنسٹریشن کا یہ رویہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہمیں ہدایات ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے انہوں نے کہا کہ ہمیں ہدایات ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے انہوں نے کہا کہ جی وہ کہتے ہیں کہ آپ ان کو بالکل کچھ مت کہیئے اور جو وہ کرتے ہیں کرنے دیں۔ اور ساتھ میں انہوں نے شائد اس وجہ سے کہا ہوگا کہ ان کی petition withdraw ہوئی ہے جو جماعت اسلامی نے ان کے خلاف کی تھی ۔

وزیر صنعت غلام حیدر وائیں: جناب سپیکر! میری فاضل بہن چیف منسٹر صاحب پر جو اس ایوان کے قائد ہیں ایسے الزامات لگا رہی ہیں جن کا کوئی سر پیر نہیں میں ان سے درخواست کروں گا کہ ان کو ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے بلکہ یہ الفاظ ریکارڈ سے expunge کرنے چاہئیں ان کی Privilege Motion تو اس پوائنٹ پر ہے کہ ان کے ساتھ جو انہوں نے نازیبا بات کی۔ یہ اسی پوائنٹ پر رہیں باقی باتیں Privilage Motion کی relevant نہیں ہے۔

جناب سپیکر درست ہے۔

محترمہ شاہین منور احمد سپیکر صاحب میں آپ کو یہ باتیں اس لیے بتا رہی ہوں کہ آپ....

چوہدری اصغر علی گوجر ایم پی اے ملیہ جناب سپیکر محترمہ نثار فاطمہ قومی اسمبلی کی ایک معزز رکن ہیں بار بار ان کا نام لے کر پنجاب اسمبلی میں ان کی شخصیت کو مجروح کیا جا رہا ہے۔ میں اپنی محترم رکن صوبائی اسمبلی سے گذارش کروں گا کہ وہ اپنی ذات تک اس معاملے کو محدود رکھیں۔ بار بار جماعت اسلامی اور محترمہ نثار فاطمہ کا نام لے کر وہ ہارے ہوئے کھسیانے لوگوں کی طرح بات کرنے کی کوشش کر رہی ہیں وہ اپنی ذات کی حد تک جب بات کریں گی تو ایڈمنسٹریشن کے خلاف ہم ان کی مخالفت کریں گے اور اس بات کو اسس روایات سے متعلق بتائیں گے جو کہ ہارنے والا ہر شخص اپنی ہار کے بعد کہتا ہے۔

محترمہ شاہین منور احمد میں ایک منتخب رکن ہوں فاضل رکن کو شاید یہ علم نہیں ہے کہ میں ہاری ہوئی نہیں ہوں اور جو واقعہ میرے ساتھ پیش آیا ہے اس کو میں اس اسمبلی کے سامنے بیان کروں گی اور میں یہ کہوں گی کہ آپ اس کی انکوائری کریں اور کے سپرد کریں۔ in the mean time انہوں نے جو proceedings شروع کی ہیں آپ اس کو suspend کریں اور آپ یہ دیکھیں کہ ایک ایم این اے ہو یا ایڈمنسٹریشن ہو کیا وہ ایک صوبائی اسمبلی کے رکن کی پریولیج Privilege کو اس طرح "breach" کر سکتا ہے اس ہاؤس کی پریولیج کو "breach" کر سکتا ہے اور مجھے تو حیرت ہے کہ اگر ان کا تعلق یا ان کی "feelings" جماعت اسلامی کے ساتھ ہے۔ یہ تب ہی تو بات سننے کو تیار نہیں ہیں۔ سپیکر صاحب آپ ذرا انہیں سمجھائیے کہ یہ میری Privilege Motion ہے یہ زیادتی میرے ساتھ کی گئی ہے یہ بار بار میرے شوہر کا نام کیوں لاتے ہیں ان کا نام بہرحال میرے ساتھ رہے گا لیکن میں بھی اس اسمبلی میں رہوں گی اور میں یہ کہتی ہوں کہ میری Privilege "breach" ہوئی ہے اس کے متعلق میں آپ کی رولنگ مانگوں گی۔ اور اس لئے میں نے یہ پورا واقعہ بیان کیا ہے۔ کہ یہ آپ کی ایڈمنسٹریشن ہے اگر انہوں نے

وزیراعلیٰ کے خلاف کچھ کہا ہے تو وزیراعلیٰ کو بھی چاہیئے کہ وہ اس کے خلاف ایک Inquiry Demand کریں کہ اس طرح irresponsible طریقے سے کیوں یہ Administration، اس طرح کی باتیں کرتی ہے اور ان کے متعلق تو انہوں نے بات کی ہے میرے ساتھ انہوں نے بات کی ہے۔ میرے ساتھ تو انہوں نے Physically بات کی ہے۔ساڑھے تین گھنٹے اس گرمی میں انہوں نے مجھے پہلے ایک کمرے میں بند کیا اس کے بعد مجھے تھانے میں بٹھایا اور اس کے بعد میرے بھائی صاحب کہتے ہیں کہ آپ کچھ مت کہیں۔ نثار فاطمہ کا نام مت لیں۔ جس عورت نے مجھے مروایا میں اس کا نام نہ لوں تو میں کس کا نام لوں میں تو حیرت میں ہوں کہ یہ چاہتے کیا ہیں ؟ کہ میں اپنی تحریک استحقاق میں کیا کہوں۔

جناب سپیکر :۔ آپ کی بات ہوگئی بیگم صاحبہ۔

محترمہ شاہین منور احمد : جی ہاں ! میں صرف آپ سے یہی چاہونگی کہ آپ Privilege Committee کو کہیں کہ — because this a very grave matter

کہ اس طرح ایک رکن اسمبلی کو اس ایوان میں اس طرح lose talk " کر کے جس طرح انہوں نے میرے ساتھ کیا ہے اس کے متعلق مہربانی کیجئے اور اس کو Privilege Committee کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیے۔

میاں ممتاز احمد متیانہ : جناب سپیکر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بیگم صاحبہ کی پریولیج — Privilege Motion نہیں بلکہ پورے ایوان کا استحقاق ہے۔ یہ ایک رکن کی بے عزتی نہیں پورے ایوان کی بے عزتی ہوتی ہے۔

نعرہ ہائے تحسین

اور میں حیران ہوں کہ میرے بہت سارے بھائی میرے بزرگ اس بات کو محسوس نہ کرتے ہوئے آپس کی کشیدگیوں کا شکار ہوتے بیٹھے ہیں۔ اس سے اور بڑی زیادتی ہمارے ساتھ اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہمارے کسی ساتھی ایم پی اے کو جیل میں بند کر دیا جائے اسے بے عزت کر دیا جائے اور ہم یہاں بیٹھے خاموش تماشائی بنے رہیں۔

نعرہ ہائے تحسین

جناب والا میں نہ صرف اس کو اسمبلی کی کارروائی کے علاوہ بلکہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی گذارش کروں گا کہ ہمارے لیڈر ہونے کی حیثیت سے ہمارے بڑے بھائی ہونے کی حیثیت سے اس کا فوری طور پر ایکشن لیں اور اس کی انتظامی طور پر انکوائری کروائیں اور ان صاحبان افسران کو جنہوں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے پورے ہاؤس کو بے عزت کیا ہے اس کا پورا پورا حساب چکایا جائے۔

جناب سپیکر : اب میں چاہوں گا کہ حکومت اپنا point f view بیان کرے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں جناب والا کے توسط سے فاضل ممبران کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ کسی بھی فاضل ممبر کا استحقاق ہمارے ہاؤس کا استحقاق ہے۔ ہم اسے قطعی نظرانداز نہیں کر سکتے۔ اس بارے میں کسی فاضل ممبر کو اپنے ذہن میں بدگمانی پیدا کرنے کی ضرورت نہیں کہ شائد ہم اس قابل نہیں کہ اپنے فاضل ممبران کے استحقاق کی حفاظت کر سکیں۔ اگر کسی کے ذہن میں خدشہ ہے بلکہ اس سے قبل میں اس بارے میں مزید عرض کروں گا کہ آپ سب کا استحقاق ہمارا اپنا استحقاق ہے۔ اس میں کسی رکن کے استحقاق کے بارے میں کوئی تخصیص نہیں برتی جا رہی چاہے وہ کسی کے نکتہ نظر سے اتفاق کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔ اور ہر حال میں ہم ہر فاضل ممبران کے استحقاق کی حفاظت کریں گے۔ جہاں تک محترمہ بیگم صاحبہ کی تحریک استحقاق کا تعلق ہے واقعات آپ کے سامنے آچکے ہیں۔ کچھ لوگ شاکی رہے کہ اُن کی سمجھ میں ان کی انگریزی نہیں آسکی۔ تو بیگم صاحبہ بہت اچھی اردو بولتی ہیں جو تقریر (speech) انہوں نے آج فرمائی ہے اگر اردو میں

ہو جاتی تو بعد میں وضاحت کی ضرورت نہ رہتی ۔ کیونکہ پہلے بھی اس بات کو آپ کے نوٹس میں لانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ تحریک استحقاق کے لئے چار چیزیں ضروری ہیں ۔ اس پر مزید بحث نہیں کی جا سکتی ۔ اور اگر سپیکر صاحب اس کو in order قرار دیں تب House کیلئے open بحث ہو ورنہ یہ تحریک استحقاق مختصر لفظوں میں پیش کرنے کے بعد (الفاظ اگر میں آپ کے سامنے پیش کروں تو الفاظ یہ ہیں) ۔ مسئلہ استحقاق پیش کرنے کا حق مندرجہ بالا شرائط کے تابع ہوگا ۔ رول ۵۵ مسئلہ آئین کسی قانون یا کسی قانون کے تحت استحقاق سے متعلق ہوگا وہ privilege بطور ممبر جو اس کو حاصل ہوگا اگر اس کے بارے میں کوئی بات کی جائے تو ہاؤس کو اس بارے میں مداخلت کا حق حاصل ہوگا ۔ دوسری شرط یہ ہے کہ یہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے کسی مخصوص معاملہ کے متعلق ہو ۔ سپیکر سوالوں کو نپٹانے کے بعد فہرست کارروائی شروع کرنے سے پہلے اس رکن کو جس نے نوٹس دیا ہو ، پکارے گا اور اس کے بعد رکن مسئلہ استحقاق پیش کرے گا ۔ اس سے متعلق ایک مختصر سا بیان دے گا ۔ میں گورنمنٹ کا view عرض کروں گا کہ اگر محترمہ اس کو accept کریں تو جو ہم نے گورنمنٹ انکوائری اس بارے میں کروائی ہے اور وہ واقعات ہاؤس کے سامنے رکھ کر بلکہ میں محترمہ کے سامنے رکھوں گا اگر وہ اس سے اتفاق فرمائیں وگرنہ میں دوسرا لائحہ عمل بھی آپ کی اجازت سے اس ہاؤس کے سامنے رکھوں گا ۔ اس بارے میں انکوائری کروائی گئی جو آئی جی پولیس ، ڈی سی لاہور کی رپورٹوں کی روشنی میں اس سارے معاملہ کو آپ کی اجازت ہو تو پڑھ دوں اس معاملہ کی مکمل چھان بین کی ہے ۔ حقائق اس طرح ہیں کہ مورخہ ۱۹ مئی ۸۵ء کو قومی اسمبلی حلقہ ۸۶ کے ضمنی انتخابات کے سلسلہ میں اسلامیہ گرلز کالج کوپر روڈ میں قائم کئے گئے ایک پولنگ سٹیشن نمبر ۷۶ پولنگ بوتھ ۲ ۔ پر ووٹنگ پر امن جاری تھی کہ تقریباً ساڑھے ۱۲ بجے بیگم شاہین منور ایم پی اے اور ان کے خاوند راجہ منور احمد جو حلقہ ۸۶ سے امیدوار تھے مع دیگر دو افراد عابد حسین اور محمد ارشاد پولنگ سٹیشن پر آئے ۔ راجہ منور احمد باہر رہے جبکہ مسز شاہین مع ایک خاتون کے اندر

چلی گئیں اور مس ثریا ظفر پرائیذائیڈنگ افسر کے خلاف جانبداری کا الزام عائد کیا۔ مسٹر پرسکم خان اور طلعت امین نے مسز شاہین کو منع کرنا چاہا۔ بیگم شاہین نے طلعت امین کو تھپڑ مارا جس سے وہ زمین پر گر گئیں۔ اس کے بعد بیگم منور نے بوتل اٹھا کر مارنا چاہی لیکن وہ بچ گئیں۔ بعد میں دونوں خواتین ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئیں۔ بوتھ میں موجود دیگر پولنگ ایجنٹوں نے معاملہ رفع دفع کرانا چاہا لیکن بیگم منور مع اپنے ساتھیوں عابد حسین اور ارشاد و طلعت امین اور دوسری عورتوں کی بے عزتی کرتی رہیں جس سے نظم و نسق کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ پولیس اور امن عامہ برقرار رکھنے کے لئے ڈیوٹی پر موجود دوسرے افراد نے پریذائیڈنگ افسر کی اجازت سے حالات پر قابو پایا۔ عابد حسین اور ارشاد کو وہاں سے ہٹا کر پولیس اسٹیشن لے جایا گیا کیونکہ ان کی وہاں موجودگی سے حالات مزید ابتر ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس کے فوراً بعد ڈی۔ سی لاہور اور ایس ایس پی لاہور نے اس پولنگ اسٹیشن کا معائنہ کیا۔ پریذائیڈنگ افسر، پولنگ ایجنٹوں اور موقع پر موجود ووٹروں سے بات چیت کے بعد ڈی۔ سی لاہور نے مسٹر اسلم مجسٹریٹ کو اس معاملہ کی فوری تحقیقات کا حکم دیا۔ تحقیقاتی افسر نے موقع پر موجود گواہوں کے بیانات قلمبند کرنے کے بعد یہ قرار دیا کہ بظاہر بیگم شاہین منور، عابد حسین اور محمد ارشاد نے خلاف زیر دفعہ ۸۶ عوامی نمائندگی کے ایکٹ مجریہ ۱۹۷۶ء اور دفعہ ۳۵۳ تعزیرات پاکستان جرم کا ارتکاب پایا گیا ہے۔ اس رپورٹ کی بنا پر مقدمہ نمبر ۱۰۶ تھانہ قلعہ گوجر سنگھ رجسٹر کیا گیا۔ عابد حسین اور محمد ارشاد کو حراست میں لے لیا گیا۔ مقدمہ زیر تفتیش ہے۔ انسپکٹر جنرل پولیس کی رپورٹ کے مطابق یہ الزام کہ راجہ منور اور بیگم منور کو پولیس سٹیشن لے جایا گیا قطعی غلط ہے۔ اس کے برعکس مندرجہ بالا دونوں افراد خود اپنی مرضی سے عابد حسین اور ارشاد کو ملنے کے لئے گئے تھے جن کو ان مقدمے میں ملوث ہونے اور حالات کو مزید ابتری سے بچانے کے لئے تھانے لے جایا گیا تھا۔ تاہم یہ درست ہے کہ محترمہ بیگم شاہین منور نے انسپکٹر جنرل پولیس کو ٹیلیفون پر پولنگ سٹیشن والے واقعہ کے بارے میں اطلاع دی تھی۔ جس پر ڈی آئی جی لاہور کو تحقیقات کے لئے کہا گیا تھا جنہوں نے بعد میں مطلع کیا کہ ایک مجسٹریٹ اس واقعہ کی تحقیقات کیلئے

پہلے ہی متقرر کیا جا چکا ہے۔ جہاں تک بوگس ووٹنگ کے الزام کا تعلق ہے اس سلسلہ میں پولنگ سٹاف نے اور پولنگ ایجنٹوں نے ڈیوٹی پر موجود مجسٹریٹ سے کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں کی۔ انسپکٹر جنرل پولیس کی رپورٹ کے مطابق کسی پولیس افسر نے کوئی ایسی نازیبا بات نہیں کہی جیسا کہ تحریک استحقاق میں ذکر کیا گیا ہے۔ مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ بات صاف ظاہر ہے کہ محترمہ بیگم شاہین منور کا استحقاق کسی طور پر بھی مجروح نہیں ہوا اور نہ ہی اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کیونکہ ساری کارروائی عوام کے مفاد میں قانون کے مطابق سرانجام پائی ہے۔ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ وہ واقعات ہیں جو میں نے اپنی طرف سے بیان نہیں کئے جس کی ڈپٹی کمشنر اور آئی جی پولیس، مجسٹریٹ اور کئی functionaries نے باقاعدہ تحقیقات کرنے کے بعد رپورٹ بھیجی ہے۔ یہ رپورٹ میں نے من و عن جناب والا کے توسط سے فاضل اراکین کے سامنے رکھ دی ہے۔ اس بارے میں میں عرض کروں گا کہ اگر بیگم صاحبہ اس سے مطمئن نہیں ہیں، یا ہاؤس اس سے مطمئن نہیں اور جناب والا اس کو باضابطہ قرار دیتے ہیں تو بحث سننے کے بغیر اور explanation سننے کے بعد ان کو حق ہے کہ اپنے motion کے جواب میں کچھ کہہ سکیں۔ میں چاہوں گا کہ دو باتیں مدنظر رکھنی چاہئیں۔ ایک language کے بارے میں عرض کروں گا کہ آئین، قانون یا قانون کے تحت وضع کردہ قواعد کے تحت وہ استحقاق جو بطور ممبر قومی اسمبلی کسی فاضل ممبر کو حاصل ہوا ہو وہ اگر مجروح ہوا ہے تو ایوان میں مداخلت کا entitle ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ایک عام شہری کا تعلق ہے اس بارے میں یہ تمام فرائض انجام دئیے جا رہے تھے۔ بحیثیت ایک ممبر صوبائی اسمبلی پولنگ سٹیشن پر موجود رہنے کا کوئی استحقاق نہیں تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بطور ممبر کا یہ استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ اگر وہ اس سے مطمئن نہیں ہیں۔ دوسری بات جو اس میں آڑے آئے گی وہ یہ ہے کہ یہ معاملہ subjudice ہے۔ خود ان کی اپنی تحریک استحقاق کے بیان کے مطابق مقدمہ رجسٹر ہو چکا ہے۔ تفتیش جاری ہے۔ اور اگر اس مرحلہ پر کوئی بات کی جائے تو اس کی آزادانہ تفتیش متاثر ہوگی۔

(قطع کلامیاں)

میں عرض کروں کہ جس بارے میں مقدمہ رجسٹر کرلیا گیا ہے وہی بات میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ابھی inquiry حتمی طور پر طے نہیں ہو سکی لیکن اس کے باوجود میں جناب والا کی discretion پر چھوڑتا ہوں کہ اگر ان تمام باتوں کے باوجود آپ کہتے ہیں کہ اس کو باضابطہ قرار دیا جائے تو بعد میں میں پھر یہی عرض کروں گا کہ اس وقت چونکہ Privilege Committee موجود نہیں ہے کہ آپ فوری ایک special leader of the house Committee مقرر کر دیں۔

وزیر قانون : جس کے تحت وہ فاضل ممبران جو استحقاق کمیٹی ممبر ہوں گے اس بارے میں تفتیش بھی کر سکتے ہیں اور رپورٹ ہاؤس کو دے سکتے ہیں۔ اس بارے میں قطعاً نہ تو ہم تنگ نظر ہیں نہ آپ کے استحقاق سے غفلت برتنے والے ہیں ہم اب بھی آپ کو جناب سپیکر یہ کہیں گے کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ فاضل ممبر صوبائی اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو گورنمنٹ کی طرف سے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ان تمام معروضات کی روشنی میں میں نے عرض کیا ہے آپ ایک special Committee with consultation of the Leader of the House مقرر کر دیں اس پر تحقیقات ہو سکتی ہے۔ ہمیں اس بارے میں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر۔ جی۔

ایک معزز رکن : آپ کی اجازت سے میں یہ پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ کوئی بھی معزز ممبر کوئی بات کرنا چاہے یا کوئی motion move کرنا چاہے مثلاً یہ تحریک استحقاق ہی تھی یا کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہے یا ویسے تقریر کرنا چاہتا ہے اس کو نہ سنا جائے تو کیا اس کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر اس کو تقریر کے دوران بار بار ٹوکا جائے جیسا کہ فاضل ممبر نے تحریک استحقاق پیش کی ہے ان کا استحقاق مجروح ہونے پر مجھے دلی صدمہ صدمہ ہوا ہے۔ اس ہاؤس میں تسلی سے اور ان کو صحیح طریقے سے نہیں سنا گیا۔ بار بار ان کو

ٹوکا گیا ہے۔ واقعتاً جو بات پولیس اسٹیشن پہ ہوئی اس پر تو میں کوئی روشنی نہیں ڈال سکتا لیکن اس ہاؤس میں ان کو بار بار ٹوکا گیا ان کی بات کو سننے سے گریز کیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ تشریف رکھیں آپ۔

بیگم راجہ شاہین منور احمد: جناب سپیکر میں ....

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ آپ اس سلسلے میں کیا فرمانا چاہتی ہیں بات ہو چکی ہے۔ آپ کی طرف سے۔ آپ نے اپنی privilege motion پیش کی ہے۔ اس کے بعد آپ نے تقریر کی ہے۔ گورنمنٹ نے اپنا جواب point of view پیش کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کافی liberal ہے۔ آپ کو اس سلسلے میں بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بیگم راجہ شاہین منور احمد: جی مجھے تھوڑی سے بات کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ جو گورنمنٹ کا view ہے۔ اس کے خلاف تو میں نے privilege motion move کی ہے گورنمنٹ نے آپ کی administration میں ایک ایم این اے کے ساتھ مل کر میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے اس کے بعد آپ کہتے ہیں کہ انہیں کا یہی تو میری شکایت تھی کہ انہوں نے مجھے تو یہ کیا اور نہ پوچھا اور انہوں نے اپنی انکوائری بھی کی اور ساری بات اس چیز کے خلاف تھی تو میں آپ کو کہہ رہی ہوں کہ مجھ سے زیادتی بھی ہوئی کلاو زیادتی کے اوپر انہوں نے یہ باتیں بھی کی ہیں تو اس کے بعد اب صرف میں آپ سے یہی کہہ سکتی ہوں کہ آپ ہاؤس کی ایک Privilege Committee ابھی مقرر کریں اور ان کے سامنے آپ ان سب افسران کو بلائیں تاکہ اصل بات کی حقیقت سامنے آسکے کیونکہ میں نے اس چیز کے خلاف آپ کے پاس privilege motion move کی ہے۔ اور اگر میں نے وہی تسلیم کرنا ہے تو پھر میں کیا کہہ سکتی ہوں۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں۔ یہ

انتہائی افسوسناک واقعہ ہے۔ اس کا background جو کچھ بھی ہے اس کا اپنا point of view ہے۔ حکومت کی جو اپنی findings ہیں وہ اس معزز ایوان کو بتا دی گئی ہیں لیکن جو کچھ بھی ہوا اس کا مجھے افسوس ہے اور اس کے لئے مزید تفتیش کے لئے انکوائری کا حکم جاری کر دیا گیا ہے۔ میں بیگم صاحبہ سے درخواست کروں گا کہ جس طرح کی وہ انکوائری چاہتی ہیں وہ مجھے تجویز کریں۔ میں انشاء اللہ اس طرح کی انکوائری کرا کے حکومت کو بھجواؤں گا۔ دراصل یہ نشست حلقہ نمبر ۱۶ کی وہ تھی جس پر پہلے میں نے الیکشن لڑا تھا اور نیشنل اسمبلی کی اس سیٹ سے کامیاب ہوا تھا۔ اب ضمنی انتخاب میں میرے پاس بھی choice تھی میں کسی اور کو اس نشست سے اوپر انتخاب لڑا سکتا تھا۔ لیکن وزیر اعلیٰ بننے کے بعد میں نے اس بات پر غور وخوض کیا اور میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں اپنا کوئی نمائندہ اس نشست پر کھڑا نہیں کروں گا۔ اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ میں غیر جانبدار رہنا چاہتا تھا۔ میں اگر کسی اپنے بھائی کو کھڑا کرتا تو چاہے وہ اپنے قوت بازو پر اپنے بل بوتے پر الیکشن جیتتا لیکن شاید مجھ پر یہ الزام لگتا کہ نواز شریف نے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے حکومت کی پوری مشینری اس ضمنی انتخاب کے پیچھے لگا دی اور الیکشن جیت لیا ہے۔ تو میں اس الزام سے بچنا چاہتا تھا اور دوسروں کو موقع دینا چاہتا تھا کہ وہ اس نشست پر الیکشن جیت کر آئیں اس کا فیصلہ کسی کے حق میں بھی ہو غیر جانبدار ہوں اور غیر جانبدار رہوں گا۔ جس طرح سے الیکشن پہلے غیر جانبدار ہوئے ہیں۔ حکومت نے نہ میرے الیکشن میں مداخلت کی ہے۔ اس لئے میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس الیکشن میں نہ میں نے نہ حکومت کے کسی اور افسر نے مداخلت کی ہے۔ تاہم ...... رہی یہ بات کہ وزیر اعلیٰ نے ایسی ہدایات دی ہیں قطعاً درست نہیں ہے۔ انکوائری میں یہ بھی بات میرے سامنے آئے گی اور ثابت ہو جائے گی تو میں نے آپ کو اس ہاؤس کے اندر اس واقعہ پر اشارہ کیا تھا جو گوجرانوالہ میں ہوا۔ میں اس حوالے سے تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ مہدی صاحب جو ہمارے اس ایوان

کے معزز رکن ہیں۔ ان کے گھر میں ایک ایسا واقعہ ہوا۔ ان واقعات کی background کچھ بھی ہو انکوائری چل رہی ہے۔ وہ بھی حالات سامنے آئیں گے لیکن کچھ مجھے شبہ ہوا کہ شاید ان کے ساتھ کس حد تک زیادتی کی گئی ہے جو کہ preliminary report ظاہر کرتی تھی۔ لہٰذا میں نے انکوائری جوڈیشن کے مطابق آرڈر کی ان کی تسلی نہ ہوئی۔ میں نے مزید حالات کا جائزہ لیا تو جن پولیس افسروں میں جن میں انسپکٹر رینک کے لوگ ہیں۔ وہاں تھوڑی سی ان کے بال بچوں کے ساتھ بھی زیادتی کی ہے، ان تمام کے تمام افسران کو معطل کر دیا گیا۔ تالیاں ...... اب ان کے معطل کرنے کے بعد خدشہ تھا کہ وہاں انڈسٹری جانبدار ہے انکوائری کو صحیح طور پر مکمل نہ ہونے دیں گے تو اس سلسلے میں وہاں سے ایس پی کو تبدیل کر دیا گیا۔ اب آپ یہ بتائیے کہ میرے ایڈمنسٹریشن کو directive دینے سے کہ جی آپ ممبران کی عزت کیجئے اور ان کے وقار میں اضافہ کیجئے کوئی بات نہیں بنے گی۔ ایڈمنسٹریشن ایک بہت ..... میں سمجھتا ہوں اس سلسلے میں ان کا بڑا تجربہ ہے وہ جانتے ہیں اور اس چیز کو بخوبی سمجھتے ہیں اب ان کے سامنے یہ واقعہ آیا ہے۔ ہم نے جو ایکشن لیا جو میں نے ایکشن لیا وہ ان کے سامنے ہے اور کبھی بھی چھوٹ نہیں کریں گے کہ کسی ممبر کے خلاف کبھی وہ ایسی حرکت کر سکیں جو کچھ گوجرانوالہ کے واقعہ نے ان کو بتایا ہے جس طرح پولیس نے جو غلط کام کیا ان کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے مجھے یقین ہے انشاء اللہ وہ دوبارہ ایسی حرکت نہیں کریں گے اور اگر کسی جگہ پہ ایسی حرکت کی گئی تو میں آپ کو اور معزز اراکین کو دلاتا ہوں کہ اس سے بھی سخت ایکشن لیا جائے گا اور اب ممبران کے وقار میں ان کی عزت میں اضافہ کیا جائے گا اور اگر ان کا استحقاق مجروح ہوا تو اس کو میں اپنا استحقاق مجروح ہونے کے برابر خیال کروں گا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : مسٹر سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔
My point of order is that the Gazette supplied to me by you pertains to the Governor's authorization in 1973 for its constitution ....

ایک معزز ممبر۔ یہ مسئلہ زیر بحث نہیں ہے نہ اس پہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے جو الفاظ at the moment ہیں جو مسئلہ زیر بحث ہے وہ privilege motion کا ہے۔ اس بارے میں آپ کو بھی بات کرنے کا حق ہو سکتا ہے جب تک کہ سپیکر اس motion کو in Order قرار دے کر اپنا فیصلہ نہ دے دیں اور آیا کہ وہ کس استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنا چاہتے ہیں یا ہاؤس کی deliberation کے لئے decide کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اس لئے ماسوائے mover کے کسی اور ممبر کو جب تک سپیکر صاحب اس بارے میں رولنگ نہ دے دیں کسی اور ممبر کو بات کرنے کا استحقاق حاصل نہیں۔

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ کے اس privilege motion پر میں اپنا فیصلہ reserve کرتا ہوں اور اس کی announcement کل انشاءاللہ ہوگی۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر آپ نے مجھے یہ گزٹ فراہم کیا ہے۔ یہ گزٹ ۱۹۷۳ء میں جناب گورنر صاحب نے sign کیا ہے۔ یہ قواعد و ضوابط ۱۹۷۳ء کے ہیں اور اس کی introductory line ہے کہ۔

These rules may be called "Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1973".

میں اس کو ان کا معاملہ نہیں بنانا چاہتا میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس مسئلہ کو الجھانے کی بجائے یہ قواعد و ضوابط اس وقت اس ہاؤس میں لاگو نہیں ہیں۔ ہم ایوان کے تمام ممبران اس پہ اتفاق کر جائیں گے کہ For this Assembly of 1985 کہ آپ گورنر صاحب کا نیا نوٹیفکیشن لے لیں اور اس کو آپ adopt کریں۔

جو کارروائی اب تک آپ نے کی ہے چاہئے اس کو retrospective effect دیں ہم اعتراض نہیں کریں گے ہم یہ نہیں کہیں گے کہ جو پچھلی کارروائی ہے اسے کالعدم قرار دیں لیکن یہ رولز اس اسمبلی پہ لاگو نہیں ہوتے۔

وزیر قانون: جناب والا میرا اعتراض اور خیال ہے کہ اس بارے میں آپ رولنگ دے چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ فاضل ممبران جانتے ہیں کہ یہ in order rules ہیں۔ بیشک ۱۹۷۳ء میں یہ رولز وضع کئے گئے اور اس کا نوٹیفیکشن ہوا۔ جناب گورنر صاحب نے اس پر دستخط کئے اور یہ رولنگ اس دن آچکی ہے کہ یہ رولز اب تک لاگو repeal نہیں ہوئے۔ جب تک ہاؤس اپنے اس کے علاوہ قواعد و ضوابط نہ بنائے یہ اس وقت تک لاگو رہیں گے اور میرا خیال ہے کہ اتنی یادداشت تو فاضل ممبر کو ہونی چاہیئے۔ بہت زیادہ experienced ہونے کا ہمیشہ وہ دعویٰ کرتے رہتے ہیں جو ایک دفعہ رولنگ آئے اس کے بارے میں وہی بات بار بار ہاؤس میں پیش نہیں کی جا سکتی۔ اور یہ بات بھی توضیع اوقات کے مترادف ہوگی کہ ایک ہی رولنگ کو بار بار ہاؤس کے سامنے پیش کیا جائے اور اس کے بارے میں دوبارہ رولنگ لی جائے بہرا اب بھی جناب والا کی رولنگ ہاؤس میں موجود ہے کہ یہ رولز in order ہیں in force ہیں اور انہی رولز کے تحت یہ کارروائی ہو رہی ہے اور ہوگی اس میں کوئی نقص نہیں ہے جب تک اس کو replace نہ کر دیا جاتے۔ موجودہ ہاؤس اپنے قواعد و ضوابط کے تحت اس رولنگ کی روشنی میں کسی مزید نکتہ اعتراض کی اس میں گنجائش موجود نہیں۔

جناب سپیکر۔ مخدوم زادہ صاحب اس میں آپ خود فرما دیجئے کہ اس پر رولنگ آچکی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب والا نہیں آئی۔ وزیر قانون صاحب کو مغالطہ ہے۔

جناب سپیکر: اس پر میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس پر رولنگ آچکی ہے۔ اس پر مزید آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ جب ایک issue پر رولنگ آجاتے تو اس کو آپ پھر زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: آپ یہ فرماتے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آپ proceeding

دیکھ لیں۔ پہلے میں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا۔ آپ نے کہا تھا کہ میں گزٹ تلاش کرتا ہوں، منگواتا ہوں۔ اس کے بعد میں نے تحریک استحقاق move کیا تھا کہ چونکہ جب گزٹ نہیں ہوگا یہ لاگو نہیں ہیں یہ Privilege Motion کی خلاف ورزی ہے اور یہ distribute کئے جائیں وہ آپ نے rule out of order کر دیا تھا۔ گزٹ کا معاملہ pending تھا جب میں نے raise کیا۔

سید حسنات احمد۔ جناب سپیکر۔ یہ رولز adopt کئے جا چکے ہیں یہ آپ خود ہی کہہ چکے ہیں۔ مخدوم زادہ صاحب کیا لوگوں نے ہمیں یہاں صرف رولز صحیح کرنے کے لئے سلیکٹ کیا ہے یا کوئی اور بھی ہمارے مسائل ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ Chair کو ایڈریس کریں۔

سید حسنات احمد: جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ لوگوں نے ہمیں صرف رولز اور اپنے استحقاق کے لئے سلیکٹ نہیں کیا کچھ اور مسائل بھی ہیں۔ ہم یہاں اس لئے اکٹھے ہوئے ہیں کہ میرا استحقاق مجروح ہو گیا ہے۔ ہمارا یہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ مخدوم زادہ صاحب اس پر رولنگ آ چکی ہے۔ اب یہ آپ کے مفاد میں ہے کہ جنرل ڈسکشن شروع کی جائے۔ سپلیمنٹری بجٹ پر discussion شروع کرنی ہے۔ پھر آپ کہیں گے کہ ہمیں تھوڑا ٹائم ملا ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا نکتہ گزارش۔ میری غیر حاضری میں میرے پوائنٹ آف آرڈر پر آپ نے رولنگ دی ہے۔ مجھے کچھ تکلیف تھی چاہتے تو یہ تھا کہ میری حاضری میں وہ رولنگ دیتے۔ ممکن ہے کہ میں اپنا پوائنٹ آف آرڈر واپس لے لیتا۔ جناب والا گزارش ہے کہ آپ نے غیر حاضری میں وہ رولنگ دے کر اس اسمبلی کے سپیکر کے انتخاب وزیر اعلیٰ کے انتخاب کو ذبح کیا ہے۔ اگر ذبح کا لفظ غیر پارلیمانی ہے تو میں اسے واپس لیتا ہوں۔ لیکن میں

جناب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ کی اس رولنگ پر مجھے ہائی کورٹ جانے کی اجازت ہے جس سے آپ ہم سب کو متاثر کریں گے۔ چاہتے آپ کو یہ تھا کہ میری موجودگی میں جناب رولنگ فرماتے۔ میں دیانتداری سے کہتا ہوں کہ میں آج یہ سوچ کر آیا تھا کہ سپیکر صاحب کے چیمبر میں لا سیکرٹری ایڈووکیٹ جنرل اور میں اس پہ غور کریں گے۔ اس کے بعد میں اس کو واپس لے لوں گا۔ آپ کو جو محکمہ قانون نے جو مشورہ دیا ہے اسس ہاؤس کا حلف آئین کے مطابق ہے۔ آپ عدالت میں کیا جواب دیں گے۔ میں پھر دوبارہ جناب سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ رولنگ دے چکے ہیں۔ آپ مجھے موقع دیں کہ آپ کے چیمبر میں اس پر گفتگو کر سکوں۔

جناب سپیکر۔ آپ کی بات میں تسلیم کرتا ہوں۔ رولنگ میں دے چکا ہوں۔ آپ آئیں۔ میں آپ کو copy دے دوں گا۔ اگر آپ مزید بات کرنا چاہیں تو ٹھیک ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اس پہ آپ نظر ثانی فرمائیں۔

جناب سپیکر۔ آپ آئیں۔

(قطع کلامیاں)

ایک آواز۔ آپ سودا کرنا چاہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ یہ سودا کا لفظ غیر پارلیمانی ہے۔ اگر وہ کسی سوداگر کے بیٹے ہیں تو میں انہیں خریدنے کے لئے تیار ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔

معزز خواتین و حضرات اب صفی میرا اپنے پرپیشنز اس کے کہ میں آپ کو General discussion کی دعوت دوں چند گزارشات چاہتا ہوں۔ اور وہ صرف اس لئے کہ یہ ہاؤس ہے اسس کا تقدس اسس کی اعلیٰ روایات یہ آپ کی بڑھائی آپ کی قدر و منزلت میں اضافہ آپ کی

عزت واحترام میں اضافہ اور آپ کے وقار کو بلند کرنے کے لئے ہیں۔ اس میں اگر ہم اچھی traditions قائم کریں گے تو آئندہ آنے والے لوگ ہمیں اچھے الفاظ سے یاد کریں گے۔

اس میں جو بھی کارروائی ہوتی ہے آپ کے علم میں ہے۔ اس کا ایک ریکارڈ بن رہا ہے۔ اور ہمیں اپنا ریکارڈ اچھا بنانا چاہیئے تاکہ جو لوگ ہماری اس کارروائی سے guidance حاصل کرنا چاہیں وہ محسوس کریں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر جب بات کی جاتی ہے تو وہ relevant کی جاتی ہے۔ رولز کے مطابق کی جاتی ہے۔ جب تحریکِ استحقاق کی بات کی جاتی ہے تو واقعی فاضل ممبر کے استحقاق کی بات ہوتی ہے۔

اور اسی انداز میں ہاؤس کا ڈسپلن، ہاؤس کا decorum صحیح طریقے سے چلتا رہا ہے۔ اب پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں خاص طور پر آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں Rules and Procedure آپ کے لئے ہیں۔ ان کو آپ نے کیا ہے۔ اس کے مطابق آپ نے اسمبلی کی کارروائی چلانی ہے۔ براہ مہربانی Rules & Procedure کے ضمن میں اردو جاننے والے صاحبان اردو کی کاپی میں پوائنٹ آف آرڈر کو خاص طور پر ملاحظہ فرمائیں اور جو انگریزی پڑھ سکتے ہیں وہ انگریزی میں کتاب کو ملاحظہ فرمائیں اور خاص طور پر یہ دیکھیں کہ جونہی سپیکر اپنی نشست پر آکر بیٹھ جاتا ہے۔ اسی وقت کیا کوئی پوائنٹ آف آرڈر کا نکتہ پیدا ہوتا ہے؟ تو اس ضمن میں پوائنٹ آف آرڈر پر کئی معاملات اٹھائے جا سکتے ہیں، جو آپ کا استحقاق ہے۔ کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر پر اسمبلی کی ساری کارروائی رک جاتی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اپنی رولز کے تابع ہونا چاہیے۔ میری درخواست ہے کہ آپ سب اس پر غور فرمائیں اور تھوڑا سا وقت ان کتابوں کے مطالعے میں صرف کریں۔ اس کے علاوہ ضمنی میزانیے پر بحث شروع کرنے سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضمنی میزانیے اور میزانیے میں فرق ہے۔ اس میں Supplementary Grants کے بارے میں بات ہونی چاہیے۔ ہمیں اپنے آپ کو انہی تک محدود

رکھنا چاہیے۔ Supplementary Grants کے بارے میں اگر کوئی اچھی بات ہے تو وہ بھی سامنے لانی چاہیے۔ اگر اس پر کسی کو اعتراض ہے تو اس پر بھی بات کی جا سکتی ہے۔ لیکن ہمیں اپنے آپ کو Supplementary Grants تک محدود رکھنا چاہیئے۔ بجٹ میں بلاشبہ میزانیے پر عام بحث ہوگی اس میں بہت وسیع موضوع ہوگا۔ اس میں آپ ادھر ادھر کی باتیں بھی کر سکتے ہیں، ایڈمنسٹریشن کی باتیں بھی کر سکتے ہیں، دوسری باتیں بھی کر سکتے ہیں۔ اب میں چاہوں گا کہ ضمنی میزانیے پر بحث کیلئے دو دن مقرر ہیں۔ ان دو ایام کے لئے طریق کار طے کر لیں کہ کس طریقے سے ہم نے وقت کو تقسیم کرنا ہے۔ میں چاہوں گا کہ آپ کی مرضی کے مطابق وقت کو تقسیم کیا جائے اور میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ آپ میں سے جو صاحبان Supplementary Budget پر بحث کرنا چاہتے ہیں وہ اپنا نام اور اپنی Choice لکھ دیں کہ وہ آج یا کل بات کرنا چاہتے ہیں مجھے ارسال کر دیں۔ میں اس کے مطابق وقت کی تقسیم کروں گا۔ میری یہ خواہش اور کوشش ہوگی کہ آپ میں سے جو صاحبان بھی بات کرنا چاہتے ہیں، ان سب کو اس بحث کے لئے مناسب وقت دیا جائے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر، آپ اجازت بخشیں تو عرض کر دوں۔ ضمنی بجٹ پر ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم اس بحث کے محکمے کو، اور ہر وہ شخص کے علاقے کو ترقیاتی منصوبوں سے محروم کیا گیا ہو۔ ان کے متعلق اور اس انتظامیہ کے متعلق ضمنی بجٹ پر بحث ایسے ہی ہوگی جیسے جنرل بجٹ پر ہوتی ہے۔ جناب کو اپنے اس فیصلے پر نظرثانی کرنی چاہیئے اور ہمارے حق کو غصب نہیں کرنا چاہیے۔ اراکین اسمبلی کو تمام امور پر ضمنی بجٹ میں بولنے کا حق حاصل ہے۔ اگر نہیں تو مجھے کوئی دفعہ پڑھ کر سنا دیجئے کہ جس کے تحت اس مد کے بغیر اور معاملے کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب، میں نے فاضل ممبران سے متعلقہ بات کرنے کو کہا ہے۔ آپ سے میں نے بات نہیں کی۔ میں نے سب فاضل ممبران سے بات کی ہے کہ متعلقہ بات ہونی چاہیے۔ جو Supplementary Grants کے بارے میں اپنے آپ کو confine کیجئے، اس کے بارے میں بات کیجئے۔

چودھری فضل حسین راہی : جناب والا، آپ تسیں اجازت دیندے رہو۔ جنھوں اجازت دیواوگل کرے اجازت نئیں دیندے اوہ بیہہ جاوے۔ چٹاں نہ منگواؤ۔ ایس لئی کہ پہلے دی تساں چٹاں منگوائیاں سی۔ میں اپنا ناں لکھ کے بھجیا سی۔ اوہ بہت آخر تے چلا گیا سی۔ شاید تہاڈا خیال اے کہ جس طراں تہانوں مبارک باد پیش کیتی گئی ایس طراں شاید وزیر اعلیٰ نوں نہ مبارک باد پیش کرن۔ تہاڈا ایہہ خیال سی اور تساں وچوں اوہ چٹ کڈھ دتی سی۔ تھاڈہنوں آخر تے لے گئے سی۔ بہتر اے جہڑا بندا گل کرنا چاہندا اے اوہنوں اجازت دیو جہڑا نئیں کرنا چاہندا اوہ گل نہ کرے۔ جہڑا گل کرنا چاہندا اے اسیں اوہدا احترام کردے آں۔ اسیں خود بیہہ جاں گے۔ جنھوں جنھوں کہوگے۔ دوسرے بندے بیہہ جان گے۔

جناب سپیکر : ایس طراں ایہہ طریقہ کار ہووے گا کہ بیک وقت اٹھ اٹھ بندے گل کرن واسطے کھڑے ہو جان گے۔ تسیں پھر کہوگے کہ اک آدمی جنھوں تساں گل کرن دی اجازت دتی اے، اوہ کیوں دتی اے کہڑی وجوہات دی بنا تے دتی اے۔ ایس واسطے مناسب ایہی اے۔

چودھری فضل حسین راہی : جناب، اسیں پہلے دن توں کارروائی دے وچ حصہ لے رہے آں۔ اساں کسے دے اتے اعتراض نئیں کیتا کہ تساں اوہناں نوں کیوں بولن دتا ساہنوں کیوں نہ بولن دتا۔ ساہنوں صرف جس گل دے اتے اعتراض ہویا اے اوہ ایہہ آکہ اُس دن تساں چٹاں کیتیاں۔ اسیں چٹے بنا کے بھجی۔ ساڈی چٹ اکتریویں نمبر تے چلی گئی اوہدا نمبر آیا ای کوئی نئیں سی۔ ایس توں بعد وزیر اعلیٰ صاحب نے تقریر کیتی۔ تقریر دے بعد جناب ہاں نے ایہہ کہہ دتا کہ ایہناں توں بعد اُساں ممبر بولدے چنگے نئیں لگدے لہذا اینھوں ختم کردتا جائے۔ اسیں ایہناں چیزاں دی وجہ نال گل کردے آں۔

ایک فاضل ممبر۔ وقت مقرر کردیا جائے تو بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر : وقت یقیناً مقرر کیا جائے گا۔ مجھے یہ پتا چل جائے کہ کتنے صاحبان

ضمنی بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کے مطابق وقت کا تعین کر دیا جائے گا۔ اور وقت کے مطابق سب اراکین بحث میں حصہ لے سکیں گے۔

مسز شاہین منور احمد: مسٹر سپیکر سر، میں آپ سے ایک پوائنٹ آف آرڈر پہ اجازت چاہتی ہوں کہ پنجابی بغیر اجازت کے بولی جا سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی نہیں بولی جا سکتی۔

مسز شاہین منور احمد: میں نے صرف یہ سوچا کہ وزیر قانون صاحب نے شاید سنا نہیں۔

چودھری فضل حسین راہی: میں فاضل ممبر دی اطلاع دے واسطے عرض کردا آں کہ میں پہلے دن توں باقاعدہ اجازت لے کے پنجابی وچ گل کرنی شروع کیتی سی۔

جناب سپیکر: ایک ہی اجازت سے ہمیشہ کے لیے کام نہیں چلے گا۔ ہمیشہ آپ کو اجازت کے لیے کہنا پڑیگا۔

چودھری فضل حسین راہی: میرا اوس دن مشورہ ایہہ سی کہ سندھ اسمبلی دے وچ سندھ دے ممبران سندھی دے وچ تقریریاں کردے آ۔

جناب سپیکر: اس پہ بحث کی ضرورت نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جب آپ پنجابی بولنا چاہیں گے تو آپ اجازت طلب کریں گے۔

رانا پھول محمد خان: اجازت کی ضرورت نہیں۔ جس زبان میں ممبر آسانی سے تقریر کر سکے وہ اس زبان میں کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جو بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں ان کے اسمائے گرامی میرے پاس پہنچ چکے ہیں۔ ٹائم کے متعلق آپ فرمائیے کہ کتنا ٹائم ہونا چاہیے۔ کیا ٹائم پانچ منٹ ٹھیک رہے گا؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: آغاز میں تو آپ آدھا گھنٹہ دیں اور اس کے بعد دیکھے جائیں کہ ممبران کے کچھ پوائنٹس شاید پہلے ہی ایوان میں پیش ہو جائیں تو تقریر کی مدت میں کمی خود بخود واقع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر : کیا فرمایا مخدوم زادہ صاحب ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں نے عرض کیا ہے کہ آغاز میں تو آدھا گھنٹہ دیں۔ کیونکہ اس پہ Restricted ہوتی ہے۔ آپ کی یہ رولنگ ٹھیک ہے۔ Supplementary Main Budget میں فرق ہوتا ہے جس پر رانا پھول خان اتفاق نہیں فرماتے۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں اور یہ Item wise explanation کے مطابق اسی دائرے میں بحث ہو سکتی ہے۔ آپ اس کا آغاز ہونے دیں۔ چار یا پانچ ممبران کے بعد آپ کو خود اندازہ ہو جائے گا کہ کتنے ممبر کتنی دیر بولیں گے۔

جناب سعید احمد ظفر : جناب سپیکر، میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں یہ کہنا کہ کسی خاص ممبر کو آدھا گھنٹہ، یا پون گھنٹہ یا ایک گھنٹہ دیا جائے، اس سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا استحقاق مجروح ہوگا تو از راہ کرم آپ تمام ممبران کو ایک ہی جیسا وقت دیں۔ جو بھی تقریر کرنا چاہیں یا بات کرنا چاہیں۔ تاکہ ہر ایک اپنے جذبات کی ترجمانی خوش اسلوبی سے کر سکے وقت کا کوئی امتیاز نہیں ہوتا جانا چاہیئے۔

جناب سپیکر : آج بحث میں حصہ لینے کے لیے ابھی تک صرف آٹھ معزز ممبران کی طرف سے مجھے کہا گیا ہے۔ اب میرے پاس چٹیں پہنچ چکی ہیں جو کل ضمنی بجٹ میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ یہ پریس کے لیے ہے جن معزز ارکان نے آج حلف اٹھایا ہے ان کے اسمائے گرامی کی ایک کاپی پریس گیلری بھیج دی جائے اور میری رولنگ جو رانا پھول محمد خان صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر ہے اس کی کاپی بھی پریس کو بھیج دی جائے۔ میں سب سے پہلے حاجی محمد بوٹا صاحب کو بولنے کی دعوت دیتا ہوں۔ کہ وہ ضمنی بجٹ پر بحث کریں۔

ضمنی میزانیہ برائے سال ۸۵-۱۹۸۴ پر عام بحث

(جس میں صوبائی مجموعی سرمایہ سے واجب الادا اخراجات پر بحث بھی شامل ہے)

حاجی محمد بوٹا : جناب سپیکر مینوں پنجابی دے وچ تقریر کرن دی اجازت دیتی جاوے۔ میں کجھ پوائنٹ لکھے نے پہلے نمبر تے اے اگے اے مضمون بڑا خشک ہے ساریاں کتاباں انگریزی وچ چھاپ دیتیاں۔ اک تے ناظم صلوٰۃ کا ۲۰، لاکھ روپیہ منگیا اے۔

جناب سپیکر : پہلے تسی اجازت لو پنجابی وچ تقریر کرن دی ۔

حاجی محمد بوٹا : میں پہلے جناب اجازت منگی اے ۔

جناب سپیکر : اجازت ہے ۔

جناب محمد بوٹا صاحب : ناظم صلوٰۃ دا سطے ۲۰ لاکھ روپیہ منگیا اے ۔ میں اے پچھنا چاناں کہ کنے لکھ روپیہ ناظم صلوٰۃ تے خرچ کیتا گیا ۔ ملتان دے وچ جنے وی ناظم صلوٰۃ دے ممبر نے او کوئی پیسہ نہیں لیندے ۔ میرا خیال ہے کہ اے کوئی خرچے والی مد نہیں ساتوں اے دسیا جائے کہ اے کیتھے خرچ ہون گے ۔ دوجے نمبر تے ایناں نے دان خریدن واسطے ۔ ۷ لکھ روپیہ منگیا جناں توں جیلاں دے وچ ٹاٹ بنگے پچھلے دو مہیناں دے وچ اینہاں تو خرید کے دیتا گیا اناں دے ٹاٹ بنے نیں اگر بنیں نے تو او سٹاک دے وچ آئے نے ۔ ہن اک مہینہ باقی رہندا اے اور ۷۰ لکھ روپیہ منگیا گیا ہے ایس دے علاوہ کاراں واسطے ایک کروڑ ۳۲ لکھ روپیہ منگیا گیا اے ۔ جناں توں وزراء دیاں کاراں خریدی جان گیاں ۔ میری عرض اے کہ ایدے واسطے کوئی کمیٹی مقرر کیتی جاوئے تاکہ کسے دوست نوں کسی قسم دا شبہ نہ ہوئے ۔ کمشنر صاحب نے ۱۳ لکھ ۶۴ ہزار روپے انہاں دی کاراں تبدیل کرن واسطے فنڈ منگیا اے ۔ میری گذارش ہے کہ اے وی مسئلہ کسی کمیٹی دے سپرد کیتا جاوے ۔ اسی طرح جیلاں دے وچ لاہور پنڈی دے واسطے سولہ لکھ ست ہزار روپے منگے گئے نیں ایناں ... دے واسطے کسی کمیٹی دے سپرد کیتے جان ۔ باقی کجھ لوکاں نوں امدادی طور تے رقم دیتی گئی ہے ۔ ایدا خرچہ ہے کوئی بیوہ حسین اے کوئی بیگم ملک سعید ہے کوئی مسمات نور جہاں اے دسیا جاوے کہ کادے واسطے اے دو لکھ ۲۵ ہزار روپیہ سات لکھ ۶۴ ہزار روپیہ ہے شکریہ ۔

جناب سپیکر : کیا آپ نے تقریر ختم کر لی ہے ؟

حاجی محمد بوٹا : ختم کر لیا ۔ اس کا جواب کب ملے گا ؟

جناب سپیکر : اس کا جواب وزیر خزانہ دیں گے ۔ چوہدری محمد خان جپال سرگودھا ۔

چوہدری محمد خان جپال : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر میں جناب کا مشکور ہوں کہ آج مجھے بولنے کا موقع دیا جناب والا میں سب سے پہلے ایک ضروری گذارش کرنا چاہتا ہوں

مجھے یہ اس لئے بھی ضروری گذارش کرنی ہے کہ میرے اکثر بھائی یہاں پہلی مرتبہ ممبر بن کر آئے ہیں۔ پرانے پارلیمنٹیرین کا اپنا تجربہ ہے جو میں نے کافی دیکھا ہے لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ جب پہلی جماعت کے لیے ٹیچر مقرر کیا جاتا ہے وہ بھی پی ٹی سی کی ٹریننگ حاصل کرتا ہے۔ اس ٹیچر کو بھی ۶ ماہ کے لیے کچھ نہ کچھ سمجھایا جاتا ہے۔ کہ یوں پڑھانا ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ صوبہ پنجاب کے اعلیٰ ترین ایوان کی کارروائی شروع ہوتی ہے جو یہاں ممبران آتے ہیں۔ وہ ان پڑھ ہوا کرتے ہیں ہم میں ہر وہ آدمی جوان پڑھ ہے۔ انتخاب میں حصہ لے کر یہاں آکر تقریر کر سکتے ہیں اور بات کی وضاحت کر سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے comp lication قسم کے بجٹ ابتداء میں ہمارے لیے سمجھنے مشکل ہوتے ہیں۔

ایک معزز رکن : جناب والا میرے بھائی نے جس طرح تقریر کی ہے اور ارکان اسمبلی کا مذاق اڑایا ہے انہیں یہ کیسے پتہ ہے کہ یہاں بیشتر ارکان ان پڑھ ہیں اور کیا انہیں اپنی قابلیت پر ناز ہے؟

(قطع کلامیاں)

چوہدری محمد خان جسپال : جناب سپیکر صاحب میں معزز بھائی کی خدمت میں جناب کی وساطت سے عرض کروں گا میں نے یہ قطعاً نہیں کہا کہ ان پڑھ ہیں میں نے یہ کہا ہے۔ کہ یہ ممکن ہے کہ ہمارے کافی بھائی ان پڑھ ہیں ہو سکتا ہے لیکن اس میں مخصوص قابلیت کی حد نہیں ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا۔ کہ یہاں کا ایوان جس میں انتہائی complicated چیزیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ میں جو تھوڑا بہت پڑھا ہوا ہوں اپنی پڑھائی کے باوجود میں نہیں سمجھ رہا اور مجھے یہاں کی Complication سمجھ میں نہیں آ رہی میں نے Rule of Procedure پڑھے ہیں میں نے تمام پرانے بجٹ اور سوال وجواب پڑھے ہیں۔ لیکن مجھے آج یہاں تسلیم کرنا پڑیگا۔ آپ نے ابھی ابھی ملاحظہ فرمایا ہے اور آپ خود کہہ رہے تھے کہ پوائنٹ آف آرڈر ٹھیک نہیں ہے۔ تحریک استحقاق ٹھیک نہیں ہے میں سب سے پہلے عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت پنجاب کو اور خاص طور پر میں قائد ایوان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جناب کی وساطت سے آئندہ کوئی ایسا طریقہ کار عمل میں لایا جائے یا کوئی ایسی پالیسی مرتب کی جائے کہ جب اجلاس آئے انہیں نئے آدمیوں کو

پرانے آدمیوں کو بھی کچھ نہ کچھ ٹریننگ دی جائے ۔ جہاں تک بجٹ کی تیاری کا تعلق ہے ۔ میں Supp-lementary Budget Statements کے متعلق عرض کروں گا مجھے افسوس ہے کہ اس بجٹ میں دی گئی Statements بالکل مبہم، مجمل قسم کی ہے ۔ مثال کے طور پر آپ کوئی Item لے لیں ۔ General Administration کو لے لیجئے اس میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپے کی رقم صرف ایک Item کے تحت آجاتی ہے ۔ Commodities & Services خدا جانے یہ Commodities & Services کس جانور کا نام ہے کیا بہتر نہیں تھا کہ یہ کتاب اردو میں ہوتی اور اس کی تھوڑی سی تفصیل آجاتی اس سے کچھ پتہ چل جاتا آپ ایک ممبر کی حیثیت سے اس کتاب کو دو رات اور دو دن پڑھیں اور مجھے بتائیں کہ ہم نے کیا کیا کرنا ہے ؟ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اس ضمنی بجٹ سے ہمارے سامنے ایک خاکہ سا ہماری نظروں میں آرہا ہے ۔ کہ یہ رقم ادھر چلی گئی اور یہ رقم ادھر چلی گئی اس کے علاوہ ہمیں کچھ پتہ نہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ایک اور بات میں یہ عرض کردوں مثلاً میں نے ایک پوائنٹ نوٹ کیا ہے کہ کئی Assistant-Commissioners کی عدالتوں کے لیے ساڑھے چار لاکھ روپے کی رقم فی عدالت مختص کی گئی ہے کہیں یہ چار لاکھ آگئی ہے کہیں یہ پانچ لاکھ آگئی ہے میری گذارش ہے کہ ہمیں یہ پتہ ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر صاحبان کی عدالتوں میں زیادہ سے زیادہ چار کمرے ہوتے ہیں ۔ ایک ہال ہوگیا ایک غسلخانہ ہوگیا ۔ ایک ریٹائرنگ روم ہوگیا مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ اس غریب ملک میں جہاں آپ ہم سے یہ توقع کرتے ہیں کہ ہم اگر اپنے بچوں کے لیے اسکول بنائیں تو fifty percent اپنے پاس سے جمع کرائیں لیکن ایک اے سی کے ایک کمرے کے لئے ایک لاکھ روپے مختص کیا گیا ہے میری گذارش ہے کہ یہ بجٹ Estimation بالکل غلط ہے یا کم از کم ہمیں سمجھ نہیں آرہی اس لے بجٹ صحیح طریقہ سے تیار ہونا چاہئے نظر میں یہ رکھنا چاہئے کہ اس غریب ملک کے لیے اتنی luxury ہر سرکاری عمارت میں لائی جاتی ہیں ۔ جو ہر سرکاری آفس میں لائی جارہی ہیں وہ قطعاً گوارا نہیں ہوسکتیں ۔ جناب والا سرکاری عمارات کے لیے ۲ کروڑ ۹۷ لاکھ روپیہ مختص ہے اور اس

میں سے ایک کروڑ ۹۵ لاکھ روپیہ رہائشی بلڈنگ کے لیے ہے ۔ میں جناب کی وساطت سے ایک اور افسوسناک بات عرض کروں گا کہ ہم ایک کروڑ ۵۹ لاکھ روپیہ سرکاری عمارتوں کے لیے منظور کر رہے ہیں اور وہ یہ ایوان منظور کر رہا ہے جبکہ اسی معزز ایوان کے ممبران کے پاس Session کے دوران رہنے کے لئے جگہ نہیں ہے (نعرہ ہائے تحسین) یہاں اس معزز ایوان کے ممبران کا حال یہ ہے کہ یہاں ۳۶ کمروں کا انتظام کر رکھا ہے ۔ ممبران بیچارے وہاں جاتے ہیں اور تین تین چار چار اور پانچ آدمی ایک ایک کمرے میں رہتے ہیں ۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہاں بحث کی تیاری جا سکے یا وہاں گپ شپ کی جا سکے ۔ یہ قطعاً ناممکن ہے ۔ میں گزارش کروں گا کہ کیا یہ بہتر نہیں ہو سکتا تھا کہ اسی House میں اس معزز ایوان میں جنہوں نے اس ایک کروڑ روپے کی منظوری دینی ہے ان کے لیے کچھ نہ کچھ رقم رکھی جاتی تاکہ وہ باعزت honourable اور respectable طریقے سے کم از کم سیشن کے دنوں میں یہاں بیٹھ کے پڑھتے لکھتے اور تیار ہو کر آپ کے سامنے آتے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا اور جس طرح میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے اس غریب ملک کی غربت کو ہمیشہ نظر میں رکھنا چاہیئے ۔ یہاں سرکاری عمارات سرکاری آفس میں جائیں تو اللہ ہی حافظ ہے ۔ وہاں جا کر ہمیں سمجھ آتی ہے کہ ہم کہاں آ گئے ہیں ۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم جنت میں آ گئے ہیں ۔ اگر باہر جانا ہو تو وہاں جا کر دیکھیں کہ کیا حال ہے یہاں کفائت شعاری ہونی چاہیئے ۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ یہاں قالین بچھے ہوئے ہوں ۔ قالینوں کے بغیر بھی گزارہ ہو سکتا ہے ۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ان چیزوں میں کسی حد تک بچت ہو سکتی ہے ایک کمرہ ہو ۔ کمرے میں کچھ کرسیاں اور میز ہو ۔ ان سے کام چل سکتا ہے اگر سرکاری عمارات اور سرکاری دفتروں میں decoration نہ کی جائے تو میری ناقص رائے میں بہت زیادہ رقم بچ سکے گی ۔

اب جناب والا ۔ میں پولیس کے متعلق دو الفاظ کہوں گا ۔ پولیس کے لیے ۹ کروڑ روپے کی رقم طلب کی گئی ہے ۔ میں اس سے پورا اتفاق کرتا ہوں ۔ میری خواہش ہے کہ پولیس کے لیے اتنی رقم رکھیں کہ وہ اس رقم سے نفرت کرنے لگ جائیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر پولیس کو

اتنی رقم دیں کہ وہ اس سے تھک جائیں اور اس سے نفرت کرنے لگ جائیں۔ کیونکہ میرا ایمان ہے کہ جب تک پولیس کو آپ اس قدر پیٹ بھر کر نہیں دیں گے معاشرہ درست نہیں ہو سکتا۔ جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر۔ چوہدری محمد اعظم چیمہ صاحب۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ جناب سپیکر۔ اس بحث کا آغاز کرنے سے قبل آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ اگر اخباری نمائندگان روزانہ کی کارروائی تحریر کرتے وقت سارے ممبران کا نام جو جو بھی اس بحث میں حصہ لیتے ہیں شامل کر لیں تو بہتر ہو گا۔ یا کسی کا بھی نام شامل نہ کریں۔ میرے خیال میں ان کو صرف دو نام آتے ہیں۔ میں وہ نام نہیں لینا چاہتا جہاں تک میرے نام کا تعلق ہے۔ میرا تعلق گوجرانوالہ سے ہے۔ میرا نام محمد اعظم چیمہ ہے۔

جناب والا۔ ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے جہاں تک ہمارے آئین کی دفعہ ۱۲۴ کا تعلق ہے اس کے مطابق اس کی روح یہ تھی کہ جب legislative نے یہ بات بتائی کہ ناگزیر حالات ہوں اور ایسے حالات میں سارا بجٹ پورا نہ آسکے تو ضمنی بجٹ حکومت وقت دے سکتی ہے اور وہ بقایا رقوم کی منظوری مانگ سکتی ہے۔ اس میں حکومت وقت مجاز ہے اور ان کا یہ حق بنتا ہے۔ جہاں تک وزیر خزانہ کا یہ استدلال ہے کہ وہ ناگزیر حالات میں اس کے لیے ضمنی بجٹ پیش کرنا پڑا۔ جناب والا۔ اس مقدس ہاؤس میں ہمیں وہ ساری چیزیں آئین کی روشنی میں دیکھنی ہوں گی۔ میرے خیال میں وہ نامساعد حالات ایسے ہوتے ہیں کہ کسی غیر ملک کا حملہ ہوا ہو یا ملک میں کوئی ایسا طوفان آیا ہو یا کوئی ایسی بیماری ہو یا کوئی ایسے واقعات رونما ہوئے ہوں تو د [illegible] بجٹ میں مختص کی گئی رقم ہر مد پر مقرر کی گئی تھی جو ان حالات کے تحت پوری نہ آئی اس لیے ضمنی بجٹ کی حکومت وقت کو ضرورت پڑی۔ ان حالات کا عالیجاہ! بحث میں حصہ لیتے ہوئے وہ تجزیہ کرنا ہو گا۔ جہاں تک باقی بحث کا تعلق ہے اللہ نے چاہا اور اگر موقع ملا تو تفصیل سے عرض کروں گا۔ تو اس سلسلے میں میں کرتا ہوں رقوم کو بجائے اس کے کہ تنقیدی نگاہ سے دیکھا جائے کہ اس مد میں اتنی رقوم چاہیئے تھی۔

اتنی ضروری ہونی چاہیئے تھی کہ کمیٹی بننی چاہیئے تھی یا نہیں ۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر شخص ایماندار ہوتا ہے ۔ اور دیانتدار ہوتا ہے تا وقتیکہ کہ وہ بد دیانت ثابت نہ ہو جائے ۔ تو اس میں میری یہ عرض ہوگی کہ فاضل وزیر خزانہ نے اس بجٹ میں جو جو باتیں پیش کی ہیں وہ کن حالات واقعات کے مطابق ہیں اس سے پہلے ایک چھوٹی سی بات عرض کروں گا راشننگ چینی اور دوسری اشیاء کے بارے میں انہوں نے کچھ رقم کی منظوری کا مطالبہ کیا ہے ۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کردوں کہ کئی سالوں سے ہمارا راشننگ سسٹم ختم ہو چکا ہے اور دیہات میں بالکل راشننگ سسٹم نہیں ہے ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جہاں تک شکروالا معاملہ ہے تو ۹ روپے من کے حساب سے زمینداروں سے گنا لیا جاتا ہے ۔ (قطع کلامیاں) ۔ شکر بنائی جاتی ہے جو شوگر ملوں میں وافر مقدار میں پڑی ہے ۔ دو ملوں کا تجربہ میرے سامنے ہے ۔ گوجرانوالہ شوگر مل اور پسرور مل کو جو زمینداروں نے گنا سپلائی کیا تھا اس کی رقم آج تک واجب الادا ہے ۔ انہوں نے اس کا کبھی منافع بھی نہیں لیا اور وہ رقم استعمال کر رہے ہیں ۔ جہاں تک سٹاک کا تعلق ہے وہ سٹاک بھی پتا نہیں کن حالات میں استعمال نہیں کرتے ہیں ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ایسی رقم کا مطالبہ جو جائز تھا تو جن لوگوں کا مال تھا ان کو کیا دیا گیا ۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر اسے ہاؤس اکثریت سے پاس کر دے تو یہ استدلال ٹھیک ہے ۔ شائد میں بھی اس کے حق میں ووٹ دوں ۔ کہ جمہوریت کے مطابق ہمیں مان لینا چاہیئے ۔ لیکن یہ بات اصولی طور پر شائد نظر نہیں آتی ۔ اس کے بعد وہ انتظامی امور اور جنرل (عام) معاملہ ہے اس کے لیے خاص رقم رکھی جاتی ہے لیکن میں اسے دہرانا نہیں چاہتا کیونکہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ وہ کیا حالات تھے اور کیا نہ تھے ۔ یہ دوبارہ چھان بین والا معاملہ ہے ۔ ایک بات حیران کن ہے وہ تنقید والی بات نہیں ۔ مارشل لاء کے بارے میں بعد میں بحث ہوگی ۔ جیسا کہ جناب وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا ہے ۔ کہ یہ مرکز کا معاملہ ہے ۔ لیکن جہاں تک قرارداد کا تعلق ہے ۔ وہ ہم بھیجیں گے لیکن بحث بجٹ اجلاس کے دوران ہی ہوگی ۔ میں عرض کروں گا کہ فوجی حضرات ہمارے ملازم ہیں وہ بھی سرکاری خزانہ سے تنخواہ لیتے ہیں ۔ اور ۵۰ فیصد سے زیادہ بجٹ جو کہ پہلے ہی ان کے نام ہے ۔ دوسرے انتظامی امور

میں ان کا یہ مطالبہ حقیقت کے مطابق نہیں تھا یا کوئی ایسا آرڈی ننس جاری ہوتا جس کے مطابق ہم اس بارے میں سوال نہیں پوچھ سکتے تھے نہ کسی عدالت میں جا سکتے کہ یہ ہمیں دینا پڑتا تھا یہ علیحدہ بات تھی - یہ خدشات خاص طور پہ ایسے حالات میں نہیں ہونا چاہیے تھا - اس کے بعد میں عرض کردوں کہ جہاں تک الیکشن کے خرچہ جات کا تعلق ہے - وہ رقم الیکشنوں کے لیے بجٹ میں رکھی گئی تھی. دوبارہ اگر کوئی مزید خرچ ہوا ہوتا تو اس میں بھی مزید وجوہات ہوتیں اور وہ قومی بجٹ کا معاملہ تھا۔ وہ تمام اخراجات مرکزی حکومت نے برداشت کرنا تھے صوبائی حکومت نے صرف صوبائی بجٹ یا صوبائی اسمبلی کے اخراجات اصولی اور قانونی طور پہ جناب والا۔ بنتے ہیں. جہاں پہ دوسرا معاملہ تعمیرات اور سڑکوں کا ہے - اس کے بارے میں جو فنڈز ہیں ، اس سلسلہ میں میں یہ گوش گزار کردوں کہ جہاں تک تو ہماری تعمیرات کا معاملہ ہے - ایک تو پہلے بجٹ بنایا جاتا ہے اور وہ خسارے میں دیا جاتا ہے - میں اس لیے یہ بات نہیں کر رہا کہ میں کوئی تنقید کر کے کوئی اپنا نمبر پیدا کروں یا کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ خسارے کے بجٹ اصولی طور پہ موجودہ منصوبوں سے رقم کاٹ کر اس کو پورا کیا جاتا ہے - اور پھر بھی اگر کمی رہ جائے تو ضمنی بجٹ دیا جاتا ہے - تو جناب والا - اس میں غور طلب معاملہ سڑکوں اور عمارتوں کا بجٹ کے ذرا غور سے دیکھیں اور آئندہ بجٹ کی تیاری کے وقت اس پہ زیادہ توجہ دیں - ہمارے ملک میں ٹھیکیداروں، کنٹریکٹر اور کنٹرول کرنے والا عملہ دن رات اتنی زیادہ رقم پیدا کرتا ہے - اور میں ایک وکیل ہونے کی حیثیت سے یہ کہتا ہوں کہ اگر کوئی معاملہ کسی کا طے بھی ہو جائے - اگر کسی کا ٹھیکہ مکمل بھی ہو جائے تو وہ بھی ایسے طریقہ سے ضمنی بجٹ کی آڑ لے کر دوبارہ مہنگے ریٹ پر ٹینڈر دے دیتا ہے ، حالانکہ جو rate of contract ایک دفعہ طے ہو جائیں - دوسری دفعہ وہ ایزادگی مانگنے کا حق نہیں رکھتا ہے - میں یہ نہیں کہتا کہ ٹھیکیدار کو ایزادگی نہ دی جائے - اگر حالات ایسے ہی ہیں تو دیئے جائیں - آئندہ سالانہ بجٹ میں جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ بجٹ کی تیاری کے وقت ایسے ناگزیر حالات پیدا نہ ہوں - اور ضمنی بجٹ کی ضرورت نہ پیش آئے - ضمنی بجٹ کی منظوری کی صورت میں جو جو رقوم مانگی جاتی ہیں وہ آئندہ سال کے بجٹ پر بوجھ بنتا ہے

ان حالات میں ایک بات اور عرض کروں ضمنی بجٹ میں وزراء اور دوسرے ساتھیوں کے لیے رقوم مانگی گئی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ وہ کاریں نہ لیں، اور یہ بھی نہیں کہتا ہوں کہ وہ کوٹھیاں نہ لیں۔ وہ ضرور لیں، لیکن وہ ایک بات یاد رکھیں کہ ہم جتنے لوگ بھی یہاں پر منتخب ہو کر آئے ہیں وہ اوسط درجے کے ہیں۔ جو لوگ نواب طرز کے تھے لینڈ لارڈز تھے۔ انہیں عوام نے انہیں ممبر بنانا بھی قبول نہیں کیا ہے۔ آپ کفایت شعاری کریں۔ ایک طرف بجٹ کی کمی ہے۔ ہم غریب لوگ واقعی غریب ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کفایت شعاری کریں۔ میں ان کا ممنون ہوں گا۔ میں نے سنا ہے کہ کچھ وزراء نے از خود ایسا کیا ہے۔ دوسرے وزراء صاحبان بھی اس پر عمل کریں، تاکہ ہم آئندہ وضع داری پیش کر سکیں۔ اور جو جو وعدے وعید ہم عوام سے طے کر کے آئے ہیں۔ انہیں اصولی طور پر ہم چاہتے ہیں کہ پورا کریں۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں ہمارے دیہات میں پنجابی کی ایک مثال مشہور ہے کہ "جس نے لاہور نہیں دیکھا وہ پیدا ہی نہیں ہوا" اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس نے نہیں دیکھا ہے وہ پیدا ہی نہیں ہوا ہے۔ یہ جو لاہور کی ترقی ہے اور شاید لاہور والوں کو اس سے زیادہ ڈویلپمنٹ مطلوب ہو۔ لیکن یقین جانیئے ہم دور دراز دیہات والوں کو یہ مراعات اور ایسا ماحول نہ ملتا ہو۔ اس کے علاوہ میں دیگر Main Budget کے موقعہ پر عرض کروں گا۔ تعلیم میں زیادہ خستہ حالی ہے۔ اس پر زیادہ سے زیادہ توجہ دیں۔ مشکل ہی سے ایک انسان ۲۲ سال یا ۲۵ سال میں اس دنیا میں کام کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ اور ایک طالب علم کی ضروریات کے بارے میں ہر باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا بیٹا اچھے سے اچھے سکول میں پڑھے اور باپ چاہتا ہے کہ میرا بیٹا مجھ سے آگے جائے اور یہ یقیناً ہر والد کا حق ہے۔ ہمارے لئے یہ بات باعث افسوس ہے کہ آج کل کسی اسکول میں بھی کوئی بھی بڑے سے بڑے آدمی کو بھی اپنے بچے کے داخلے کے لیے تکلیف ہوتی ہے۔ اگرچہ ضمنی بجٹ میں ہی زیادہ رقوم خرچ کی جا رہی ہیں۔ وہ اس تعلیم کی مد میں خرچ کی جاتی اور جو اسکولوں کی عمارات ہیں۔ مثلاً بیشتر اسکول بغیر چھتوں کے چل رہے ہیں۔ اور متعدد اسکولوں کی عمارات بوسیدہ ہیں۔ کاش ان

پر ہی یہ ضمنی بجٹ کی رقوم خرچ کی جاتیں ۔ تو بہتر ہوتا ۔ جہاں تک ضمنی میزانیہ کا تعلق ہے ۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اگر ایوان اس بارے میں اتفاق کرے کہ یہ واقعی ناگزیر حالات میں خرچ کیا گیا ہے ۔ تو میں اپنی بحث کو wind up کرتے ہوئے کہوں گا کہ ہمیں بتائیں کہ کس طرح کے ناگزیر حالات تھے ۔ اور کس طرح ضرورت پیش آئی وہ تمام حالات آپ کے سامنے ہیں ۔ آئندہ بجٹ کی تیاری کے وقت یہ باتیں ہمیں ملحوظ خاطر رکھنا ہوں گی ۔ ان گزارشات کے بعد میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر ۔ جناب فضل حسین راہی ۔

جناب بشیر احمد انصاری نابھہ ۔ جناب والا ۔ ایک بڑی اہم اور ضروری بات تھی اور میں نے اس پر ایک تحریک التواء دی تھی ۔ اس بارے میں گزارش کروں گا ۔

جناب سپیکر ۔ آپ نے کس کو دی، میرے پاس تحریک التوا نہیں ہے ۔

جناب بشیر احمد انصاری نابھہ ۔ میں نے صبح تین کاپیاں آپ کے دفتر میں دی تھیں ۔

جناب سپیکر ۔ میرے پاس نہیں آئی ۔ میں چیک کرتا ہوں ۔ آپ تشریف رکھیں فضل حسین راہی صاحب ۔

جناب فضل حسین راہی ۔ میری بہن نے ایویں اک مسئلہ کھڑا کر دتا اے ۔ حالانکہ ایڈی گل کوئی نہیں سی ۔

بیگم شاہین منور احمد ۔ میں نے یہ مسئلہ کھڑا نہیں کیا یہ وزیر قانون نے کھڑا کیا ہے ۔

جناب فضل حسین راہی ۔ تہاڈی بڑی مہربانی اے کہ اکو واری پنجابی بولن دی اجازت دے دیو کیونکہ اسی تے بولنا ای پنجابی وچ بار بار اجازت منگ کے دی بولنا اے تے اکو واری پنج سال واسطے اجازت دے چھڈو ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ ابھی آپ کو بولنے کی اجازت ہے ۔

جناب فضل حسین راہی ۔ بڑی مہربانی ۔ جناب سب توں وڈا اعتراض میں اے کراں گا ۔ اس

ضمنی بجٹ تے سانوں چاہی داسی کہ ۸۵ - ۱۹۸۴ء دے بجٹ دی یعنی سالانہ بجٹ دی اک اک کاپی سانوں دے دتی جاندی تاکہ اسی ایدا comparison کر دے کہ پہلے تو ساں کس ہیڈ وچ کنی رقم رکھی سی اور ہن ضمنی بجٹ وچ کنا ودھایا گیا اے یا اودے وچوں کنا گھٹایا گیا اے جناب سپیکر صاحب میرے خیال وچ تسی میری گل تے توجہ ای نہیں دے رہے۔ میں اے عرض کیتا اے کہ سپلیمنٹری بجٹ دی کاپی جدوں سانوں عنایت کیتی گئی اے اس دیلے چاہی دا اے سی کہ ۸۵ - ۱۹۸۴ء دے سالانہ بجٹ دی اک اک کاپی وی سانوں دے دتی جاندی تاکہ اسی اودا comparison کر سکدے۔ ۸۵ - ۱۹۸۴ء دے بجٹ وچ کیہڑے ہیڈ وچ کنی رقم رکھی سی اور ۸۵ - ۱۹۸۴ء دے ضمنی بجٹ وچ کدروں رقم ودھائی گئی کدروں گھٹائی گئی ظاہر اے کہ کوئی نہ کوئی ہیڈ ضرور disturb ہوئے ہوسکے ہیڈ وچ پیسے گھٹائے گئے کیے کیے ہیڈ وچ پیسے ودھائے گئے کیونکہ سانوں اے نہیں پتہ کہ پچھلی واری کیہڑے ہیڈ وچ کنی رقم رکھی گئی سی اور کیہڑی رقم نہیں رکھی گئی۔ ایدے وچ صرف اے دسیا گیا اے کہ تھوڑا جیہا increase کر دتا گیا اے اور ایدی percentage وی نئیں دسی گئی۔ فیر اے وی ہے کہ ضمنی بجٹ دی کاپی جدوں سانوں دتی گئی۔ اس دیلے اگر تسی پورا بجٹ نہیں دینا چاہندے سی تاں اودی اک summary جئی بنا کے دے دتی جاندی۔ کہ اے اودے پچھلے بجٹ دی سمری اے تے اودے نال comparison کر لو۔ کم از کم جیہڑے بندیاں نے پڑھنا اے اناں نوں اوہ چیزاں لبھیاں چاہیدیاں نیں۔ اے علیحدہ گل اے کہ بندہ لائبریری وچ جا کے یا کسے ہور جگہ جا کے لبھے۔

* *

* *

* *

(مجلس جناب سپیکر کا [illegible])

اس ضمنی بجٹ تے میرا سب توں وڈا اعتراض اے ہے کہ ایدے وچ ۷۸ فیصد دے قریب پیسے جیہڑے نیں رقم جیہڑی اے او غیر ترقیاتی کماں تے خرچ کیتی گئی اے۔ جنے ترقیاتی محکمے نہیں

جناں تے اتے خرچے ہمیشہ ہونے چاہیدے نیں، محکمہ تعلیم ہوئے ۔ نہ ہوئے، ہیلتھ دا ہووے یا زراعت دا ہووے، تعمیرات دا ہووے سڑکاں بنن پل بنن سکول بنن، پارک بنن لے چیزاں ڈویلپمنٹ دا حصہ نیں اور اناں نے مستقل return دیناں اے ۔ اناں چیزاں دی بجائے جدول میں دیکھیا تے تعلیم دے ہیڈ وچ دی دس روپے رکھے گئے نیں، تو کن رقماں رکھ کے خانہ پری کیتی گئی اے ۔ ایڈمنسٹریشن آف جسٹس ۔ دس روپے ہیلتھ سروسز دس روپے، ایگریکلچر دس روپے، ویٹرنری ر دس روپے، کواپریٹو دس روپے ۔ مختلف اخراجات دس روپے ۔ مطلب اے کہ سارے ترقیاتی محکمے جنہاں توں کم اپناسی او تے دس روپے دی ٹوکن رقماں دے کے تے خانہ پری کر دتی گئی اے کیونکہ اس ہیڈ توں کم ازکم باہر تے نہیں نکلیا جا سکدا ۔ لہٰذا دس روپے دے کے انہاں نوں اڈجسٹ کرن دی کوشش کیتی گئی اے ۔ جیہڑاں جنرل ایڈمنسٹریشن دا محکمہ ہیوروکریسی دا محکمہ ایدے اتے اللہ دے فضل وکرم نال پونے ۲۶ کروڑ روپے خرچ کیتے گئے نیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) یعنی تعلیم تے تساں دس روپے خرچ کر دے او اور جنرل ایڈمنسٹریشن تے ضمنی بجٹ وچ پونے ۲۶ کروڑ روپے خرچ کر دے او ۔ اے گل میری سمجھ دے وچ کوئی نیں آندی میں تاں اے ای سمجھ سکناں کہ ضمنی بجٹ جیہڑا اے صرف اور قماں جیہڑیاں اس ویلے تساں نکالیاں کہ اساں اناں نوں جے show کیتا تے ٹوٹل طور تے لے خسارے دا بجٹ بن جائے گا ۔ ایدے وچ خسارے دتی percentage بہت زیادہ ودھ جائے گی ۔ اس کر کے ایہنوں کسے ویلے لکو کے ایڈجسٹ کرن واسطے رکھ لو اپناں رقماں توں ۔ تے اور قماں تساں ضمنی بجٹ وچ لیا کے ایڈجسٹ کر لیاں کہ اے جیہڑے ایتھے خرچے اور پونے ۲۶ کروڑ روپے دا اکو خرچہ اور میں اے

چاہنا کہ ساڈے کم ازکم پنجاب دے جیہڑے افسران نیں کیونکہ ساڈا انا نال پنجاب اسمبلی دے حوالے نال تعلق ہے ۔ کیونکہ اگر اے سادا زندگی لبر کر لین ۔ اگر اے چھوٹیاں رہائشاں وچ رہلین ۔ اگر تھوڑے پیسے خرچ کر لین ۔ کم ازکم پنجاب دے عوام دا معیار زندگی دیکھن اور اپنا معیار زندگی دیکھن ۔ کم ازکم عوام عوام دے تے افسران دے معیار زندگی دیچ اناں فرق نہیں ہونا چاہیدا ۔ میں اے وی نہیں کہندا کہ

انہاں دا معیار زندگی بالکل الگ کر دیو۔ لیکن اوہدے وچ اینی تمیز اور اینا فرق نہیں ہونا چاہیدا جنا فرق تساں پاندے او اور اے فرق پان واسطے جیہڑے پیسے لیاندے او سارے عوام دے پیسے ہوندے نیں جیہڑیاں سہولتاں ہوندیاں نیں اور ساریاں انہاں نوں ملدیاں نیں۔ میں کہیاں ٹھیک اے انہاں نوں enjoy کرنا چاہیدا اے۔ سہولتاں انہاں نوں ملدی چاہیدیاں لیکن انہاں دے اندر اک رضاکارانہ جذبہ ہونا چاہیدا اے جیہڑا اے کہ ساریاں سہولتاں تساں سانوں ضرور دے دتیاں لیکن اے سہولتاں اسی عوام دی نظر کر دیاں۔ اینی سہولتاں تھوڑیاں جیاں چھڈ سکے اے اسی آپی پبلک نوں دنیدے آں جنہاں دے اتے اسی حکمرانی کر دے آں۔ لہذا اسی اپنے آپ نوں انہاں اک سادا کر لواں گے اور پبلک دے وی تھوڑے جیے مسئلے حل ہو جان گے۔ اے اس قسم دی صورت حال پیدا ہونی چاہیدی اے۔ دوسری بڑی اہم گل اے ہے کہ جناب سپیکر صاحب میں تہانوں نیز گزارش کرساں گا کہ تسی ذرا توجہ فرماؤ۔ تے سیکرٹری صاحب نوں میں عرض کراں گا کہ اجلاس توں پہلے دس لیا کرو۔

جناب ریفرنڈم اک مرکزی حکومت دا مسئلہ اے۔ ریفرنڈم صوبائی حکومت دا مسئلہ نہیں ہوندے اتے صوبائی حکومت دے آخراجات اٹھن۔ میں چاہناں ریفرنڈم دے اخراجات جیہڑے صوبائی حکومت دے اتے بوجھ بنا کے پائے گئے آ۔ ساڈی صوبائی . . . .
حکومت نوں ڈیمانڈ کرنی چاہیدی اے مرکزی حکومت دے کولوں کہ اے اخراجات سانوں واپس کر دتے جان۔ اے صوبائی اخراجات دا مسئلہ نہیں اے قومی اخراجات دا مسئلہ سی اے اک قومی ریفرنڈم سی ایدی جیہڑی ضرورت سی او وی ساریاں نوں پتہ اے اور ایہنوں دسن دی لوڑ کوئی نہیں۔ ساڈے کول پچھلے بجٹ وچ اس مدے نے جیہڑا ہیڈ ہوندا سی او ہوندا سی الیکشن دا ہیڈ دی رکھیا گیا آ الیکشن دا ہیڈ اور صوبائی حکومت نے صوبائی اسمبلیاں دے الیکشن کرانے ہوندے سن۔ تے اے ہمیشہ توں ہوندے آرہے نیں تے ایہدے واسطے اک الیکشن دا ہیڈ وی رکھیا گیا آ الیکشن دا اے ریفرنڈم جیہڑا ہویا اے اوہدی وی اسے سال ای بدلیا اے ریفرنڈم اینڈ الیکشن ہیڈ اس سال ای بنیا اے۔ جدکہ ریفرنڈم دا ہیڈ اس سال ای بنیا اے اور اے بجٹ دا کدی وی حصہ نہیں رہیا۔ اس واسطے میں request کرداواں کہ الیکشن ہیڈ نوں الیکشن ہیڈ

ای رین دتا جاندا اور ریفرنڈم دے جیہڑے پیسے آئیوں مرکزی حکومت اسی برداشت کردی اور میں کم ازکم ہن وی درخواست کراں گا صوبے دے وزیراعلیٰ نوں اور صوبائی حکومت نوں تہاڈی وساطت نال میں عرض کراں گا کہ اے پیسے جیہڑے دتے او اے آ۔ اے او واپس منگن۔ اس توں بعد مارشل لا اتھارٹی دے اُتے جیہڑے اٹھ آنے خرچے آا ے وی مرکزی حکومت دے خرچے آ اور مرکزی حکومت نے جدوں بجٹ پیش کیتا ہوندا آ اسی ویلے ڈیفنس بجٹ جیہڑا کہ فوج واسطے ہوندا آ اور کافی رقم ہوندی آ۔ اس مد وچ اک hand-some amount رکھی جاندی اے۔ تے اوہدے ہندیاں اور اسی تے پیلے ای کھنے آ کہ ڈیفنس تے پہلے ہی بہت زیادہ اخراجات اُٹھ رہے آ۔ مہربانی کرکے تھوڑا بہت ایتوں گھٹا کے پبلک دے معیار زندگی نوں وی ودھان واسطے انوں upgrade کرن واسطے کم ازکم اودے اِتے توجہ دتی جاوے۔

تے بہرحال میری گزارش اے ہے کہ ساڈے صوبے نے مارشل لا دی خدمات اپنے طور تے منگیاں نہیں بلکہ ساڈی جھولی دے وچ پائی گئیاں۔ جس طرح اسی مارشل لا دی خدمات منگیاں کوئی نہیں۔ اسے طرح اسی ذمہ دار کوئی نہیں۔ میرا تا اے version اے جی اور میں وزیرخزانہ صاحب نوں اے request کراں گا اور جس طرح اگلے دن اے دسیا دی سی کہ اے مارشل لا قومی حکومت دا مسئلہ دا مارشل لا دا خاتمہ پنجاب دی حکومت دا مسئلہ نہیں۔ اسے طرح میں اے کہناں کہ اخراجات دی اناں دا مسئلہ اے۔ اے صوبے دا مسئلہ کس طرح ہو سکدا اے۔ وزیر خزانہ نوں کم ازکم اے سوچنا چاہیدا اے کہ جدوں مارشل لا دا اجازتسی اے دیندے او کہ اے قومی حکومت دا مسئلہ اے۔ اس ویلے تسی ایہے گل کریا کرو کہ اسی صوبائی اسمبلی دے وچ اے کہہ بیٹھے آں کہ مرکز دا مسئلہ اے اور صوبے دا مسئلہ نہیں اس واسطے ساڈے کول پیسے ناں لو اسی کھیس نہ جایئے۔

اس توں بعد قرضیاں دا شیڈول ایک بہت سپانا شیڈول اے۔ اور اے وزیرخزانہ صاحب نوں وی پتہ اے اور جس ویلے انہاں نے بجٹ پیش کیتا سی۔ سابقہ صوبائی وزیرخزانہ نے

جس ویلے بجٹ پیش کیتا سی ۔ تے قرضیاں دا شیڈول اس ویلے وی موجود سی اور پتہ سی کہ اپنے
پلیے اسی ایدہ دینے آ ۔ لے کوئی اس سال نوں قرضہ نہیں آیا۔ جیہڑا اس سال ضمنی بجٹ وچ
رکھ کے تے فارغ کر دیو فنانس لے بڑا سپانا قرضیاں دا مسئلہ دا اور سپانا شیڈول دا لے
جدول پیش کیتا گیا ، میں چاہناں لے اوس ویلے پیش کیتا جاناں سی جس ویلے بجٹ پیش کیتا گیا سی
اور لے قرضیاں دے شیڈول ، دا ۵۸ کروڑ روپیہ ایدے وچ شامل کیتا جاندا ۔ جے لے
شامل کر کے دیکھدے تے تہانوں پتہ لگدا کہ خسارے دی شرح دو گنے چلی گئی اے اور لے
زیادہ تر خسارے دا بجٹ بن جاندا ۔ میں لے سمجھنا کہ خسارے دے بجٹ توں بچان دا سطے
اپنے آپ نوں بچان واسطے اس قسم دیاں گلاں کیتیاں جاندیاں ۔ اس قسم دے سلسلے کیتے جاندے
اگر جدے وچ کجھ رقماں نوں آخر دے اتے پیش کرن واسطے انہاں نوں محفوظ کر لیا جاندا
کہ آخر دے اتے پیش کرن واسطے انہاں نوں محفوظ کر لیا جاندا کہ آخر تے جدول پیش کراں گے
اودوں ممبراں نوں پتہ نہیں لگے گا جن دا تے پچھلا مل کے کن خسارہ ہو گیا لے ۔ تے صورت حال کی
بن گئی لے تے لے کم اس طرح نکل جائے گا ۔ میں لے سمجھنا کہ اچھا بجٹ جیہڑا لے او ہمیشہ او
ہندا لے جیہڑا آمدن دا اور اودے اخراجات دا اودی صحیح تصویر جیہڑی لے او پیش کر دتی
جائے او سالیاں وچ دسیا جائے اور ایہاں وچ صحیح تصویر دی جائے کہ سانوں صحیح آمدن کی ہو
رہی لے اور ساڈے صحیح اخراجات کی ہون گے اور سب توں بہتر بجٹ ہندا ای لے دا اور اگر ای
ایدہ ادھر دیاں مار کے بجٹ پیش کریے ۔

صحیح آمدن کی ہو رئی لے ۔ اور ساڈے صحیح اخراجات
کی ہون گے ۔ سب توں بہتر بجٹ ہندا ای لے دے ۔ اگر اسی ایدھر ادھر دیاں مار کے
بجٹ پیش کر دیئے تے اودے وچ نتیجہ ای لے نکلدا لے کہ آخر وچ ضمنی بجٹ پیش کرن لگیاں
لے وی نہیں غور کیتا جا سکدا کہ کوئی ممبر لے وی پچھ سکدا لے کہ تیجی دس روپئے کا دے واسطے ،
ساڈے اٹھونجا کروڑ روپیہ پچھلا کیوں لا دتا ۔ لوٹے چھبی کروڑ روپیہ ایدھر کیوں ہو گیا

اے رسانوں کروڑ روپیہ پولیس نوں کیوں چلا گیا اے۔ اے محکمے جیڑے ترقیاتی محکمے نے میرا version اے وسے کہ ترقیاتی محکمیاں واسطے ایس ضمنی بجٹ دے وچ کوئی چیز نئیں۔ اور اے TOTALLY طور تے بجٹ یا تے قرضیاں نوں واپس کرن دا یا افسر شاہی نوں راضی کرن دا پبلک ویلفیئر نال ایدا ضمنی بجٹ دا کوئی تعلق نئیں۔ اور پبلک ویلفیئر ایدے وچ مینوں بالکل نظر نئیں آئی۔ تے میں اپنیاں عرضداشت جیڑیاں کرنیاں سان او کر لیئیاں۔ تے باقی انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح ساڈے سپیکر چاہندے نے۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر۔ غلام رسول خاں شادی صاحب۔

جناب غلام رسول خان شادی۔ جناب سپیکر صاحب

میں عرض کرساں ایس بجٹ دے وچ

(آوازیں)

پنجابی زبان وچ گل کرساں، مینوں اجازت لے جی۔

جناب سپیکر۔ جی ارشاد فرمایئے۔

جناب غلام رسول خان شادی۔ جناب سپیکر میں عرض کرناں واں کہ تحصیل عیسیٰ خیل کو بارانی علاقے وچوں کڈیا گیا اے۔ حالانکہ تحصیل عیسیٰ خیل وچ آبپاشی دا کوئی انتظام نئیں۔ گورنمنٹ نے کسے قسم دا کوئی انتظام نئیں کیتا۔ اے پہلا بجٹ اے کہ جس دے وچ تین چار تحصیلاں شامل کیتیاں نے جدے وچ تحصیل عیسیٰ خیل نئیں شامل کیتی گئی حالانکہ اودے واسطے کوئی آبپاشی دا انتظام گورنمنٹ دی طرفوں نئیں پوری تحصیل وچ۔ لوکاں نے جیڑے تھوڑے بہت اپنی طرفوں ٹیوب ویل لگائے نے۔ اوہناں دے اخراجات اور پانی دی زیادہ گہرائی توں سب بند ہو گئے نے۔ اور تقریباً پوری تحصیل وچ ایس توں علاوہ ہور کوئی ذریعہ وی نئیں۔ معاش دا اور تمام ٹیوب ویل بند ہو گئے نے اور بارانی مراعات اوس نوں کیوں نئیں دتیاں گئیاں نے۔ جیڑیاں کہ ایس بجٹ وچ گئیاں نے۔ حالانکہ

جیہڑی جائیاں تساں نوٹ کیتیاں نے ڈیرہ غازی خان ۔ چولستان، مری، وادی ازداں، ٹھکر گڑھا ۔ ہدے نال نال ڈیرہ غازی خاں وچ فیر دی کسے اک درج حد توں زیادہ اک نہر لگدی اے۔ تحصیل عیسیٰ خیل وچ جیہوں کرنی وی اک جگہ دس دیوں ۔ محکمہ آبپاشی دا بے جیہے نے کہ اگر اک نٹ وی کوئی نہر لنگدی اے یا ہے ایہنوں نوٹ کیتا جائے ۔ مہربانی کر کے ایہنوں پوری مراعات بارانی وتیاں جان ۔ جناب سپیکر میرا اک سوال اے ۔ ایس توں بعد جدوں مینوں ضرورت پے گی تے میں گل کرساں ۔

جناب سپیکر ۔ تے جناب تسی اپنی گل جاری رکھو اس DEBATES دے وچوں تانوں کوئی جواب نہیں دیوے گا ۔ تسی ارشاد فرماؤ ۔

جناب غلام رسول خان شادی ۔ بس سر میلا تے میرا مسئلہ صرف اے دے کہ میرا علاقہ تحصیل عیسیٰ خیل جیہڑا کہ نہری پانی توں محروم اے ایہوں بارانی علاقے وچ شامل کیتا جاوے برابر مراعات دیتاں جان ۔

جناب سپیکر ۔ بس تہاڈی گل ختم ہو گئی ۔

جناب غلام رسول خان شادی ۔ آخری گل جیہڑی اے او ختم ہو گئی ۔

جناب سپیکر ۔ شکریہ تشریف رکھیں

جناب سپیکر ۔ بیگم شاہین منور صاحبہ آپ بات نہیں کرنا چاہتیں ۔

محترمہ شاہین منور احمد ۔ نہیں جناب ۔

جناب سپیکر ۔ راجہ خلیق اللہ خان صاحب

راجہ خلیق اللہ خان ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ،

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،

مسٹر سپیکر ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بولنے کی اجازت دی ہے ۔ بہرحال میں اس حکومت کو بھی سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی مجبوری ہے ، بےبسی ہے ،

جو چیز جو بربادی جو کی انہوں نے پچھلی حکومت سے وصول کی ہے وہ انہوں نے ہمیں بتا دی ہے اس میں ان کا بھی کوئی قصور نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ جو انہوں نے پیش کیا ہے اس سے کم از کم دو چار چیزیں ایسی واضح ہیں جن سے پچھلی حکومتوں کی کوتاہیاں ہمارے سامنے آ گئی ہیں۔ سب سے پہلے بات میں یہی عرض کروں گا جیسے میرے ایک ساتھی نے کہا ہے کہ جنرل ایڈمنسٹریشن پر مارشل لاء کے تحت استصواب رائے ہوا ہے۔ عام انتخابات ہوئے ہیں اور پھر صوبائی الیکشن ہوئے ہیں۔ قطعی طور پر اس کا بوجھ پنجاب پر نہیں ڈالنا چاہیئے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ہمارا تصور کیا ہے ایک تو ہم نے ان کا ساتھ دیا ان کے لیے ووٹ اکٹھے کیے اور پھر وہی بوجھ ہم پہ ڈال دیا گیا۔ جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ گھلا کیا گیا ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ اتنی بڑی رقوم معلوم نہیں کہ ہمیں سزا کے طور پر دی گئی ہے۔ کہ ہم نے انہیں ووٹ دیا۔ ان کے لیے ووٹ مانگے۔ ان کو کامیاب کروایا۔ پھر ان سے جنرل الیکشن کروائے۔ یہ تو آپ بھی کہہ سکتے ہیں کہ میں نے ایسا کام نہیں کیا۔ جعلی ووٹ آپ نے بھگتائے ہوں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ۲ کروڑ ۳ لاکھ روپے کی رقم صوبہ پنجاب پہ بوجھ ہے اور یہ بھی حقیقت ہے جناب سپیکر! کہ جب میں لاہور اسمبلی کے سلسلے میں آیا تھا تو میں جس روڈ سے گزر رہا تھا تو مجھے وہ فوارے بڑے خوب صورت نظر آئے وہ بڑے جاذب نظر تھے بہت خوب صورت تھے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ جب وہ وہاں لگائے گئے تو وہاں پہ جو گاڑیاں اور سکوٹر والے گزر رہے تھے انہوں نے وہ روڈ بلاک کر دی تھی اور بہت خوب صورت ہیں۔ جاذب نظر بھی ہیں۔ لیکن جب میں اپنے علاقے میں جاتا ہوں۔ جب میں اپنے وزیر آباد میں جاتا ہوں تو جب میں اپنے دو چار محلوں کو دیکھتا ہوں۔ وہاں گندہ پانی اس قدر اکٹھا ہو چکا ہے۔ اس قدر جھیلیں بن چکی ہیں کہ وہاں کے لوگوں کا رہنا دوبھر ہو چکا ہے۔ مختصر یہ کہ سپیکر صاحب اگر یہ عمارتوں پہ خرچ کی ہوئی رقم، اگر یہ ریفرنڈم پہ خرچ کی ہوئی رقم، اگر اس کا کچھ حصہ ان غریب عوام کو مل جاتا، جن کے لیے زندگی دوبھر ہو چکی

ہے موں کے لیے سانس لینا مشکل ہو چکا ہے پھر مجھے احساس ہوتا کہ یہ خوب صورتی یہ جاذب نظری ہمارے لیے ان عوام کے لیے کچھ نہیں ہے۔ تو اس سلسلے میں، میں سمجھتا ہوں کہ حکومت سے عرض کروں گا کہ جب وہ اس تمام کے لیے کچھ دیتے ہیں، لاہور کو خوب صورت بناتے ہیں بنائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اس میں سے کچھ حصہ ان عوام کو بھی دیں جو اس وقت بے بسی اور بے رحمی کی حالت میں وزیر آباد میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس کے بعد جناب میں یہ عرض کروں گا کہ جیسے میرے عزیز دوست نے فرمایا ہے کہ گندم کی خریداری اور شکر کی خریداری کے لیے گورنمنٹ نے کافی رقم مانگی ہے ہمیں اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ دیکھنا ہے کہ کیا اس رقم کا استعمال درست ہو رہا ہے، کیا وہ رقم زمینداروں کو پہنچ رہی ہے۔ حقیقت جانیے کہ جیسے میرے عزیز ممبر نے کہا ہے کہ دونوں ملوں میں اس وقت بھی زمیندار خراب ہو رہے ہیں۔ ان کو بڑی مشکل سے قرضے کے طور پر رقم دی جا رہی ہے۔ جس کا انہیں اعتراض ہے۔ تو اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ جب یہ وزراء صاحبان ضمنی بجٹ میں پیسہ بانٹتے ہیں تو یہ بھی سوچیں کہ ان غریب عوام تک پیسہ پہنچتا ہے یا کہ نہیں پہنچتا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ یہ منی بجٹ جو ہے اسے پاس کر دیا جائے۔ لیکن دیکھنا ہے کہ اس کے فوائد عوام تک یا زمینداران تک پہنچتے ہیں یا کہ نہیں پہنچتے۔ اس سلسلے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ حکومت سے کہیں کہ وہ جو رقم دے رہے ہیں یہ سوچ لیں کہ اس کا فائدہ زمیندار کو پہنچتا ہے یا کہ نہیں پہنچتا۔ اس کے بعد جناب میں نے بجٹ میں دیکھا ہے کہ اس میں بڑی بڑی کاریں ہیں۔ مجھے کاروں پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس میں ہنڈا کاریں ہیں اور دوسری کاریں ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ پاکستان کی اسمبل کی ہوئی کاریں، سوزوکی، لے لیتے، یہ چھوٹی چھوٹی کاریں ہیں اور ایئر کنڈیشنڈ ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ائیر کنڈیشنڈ تو سوزوکی میں بھی لگا ہوا ہے۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ گرمی میں وہ عوام کی خدمت نہیں کر سکتے۔ تو سوزوکی کاریں جو پاکستان اسمبل کرتا ہے وہی لے لیتے۔

آوازیں:۔ اس میں ایئرکنڈیشنڈ نہیں لگا ہوا۔

راجہ خلیق اللہ خان:۔ اس میں ایئرکنڈیشنر لگا ہوا ہے۔ بڑی آسانی سے آپ کام کر سکتے ہیں۔ یہ عوام کے پیسے کا ضیاع ہے ان کو خود ہی اس سلسلے میں پہل کرنی چاہیئے تھی۔ اور حکومت کو کہنا چاہیئے تھا کہ ہمیں اتنی بڑی بڑی کاریں نہیں رکھنی، اس سے عوام کے خزانے پہ بوجھ پڑے گا۔

(قطع کلامیاں)

آخری بات عرض کرتا ہوں۔ جیسا میں نے پہلے عرض کیا چونکہ اس میں اس حکومت کا بہت کم حصہ ہے یہ نئی حکومت آئی ہے۔ جس نے وہ تمام چیزیں آسان کر دی ہیں تو میں یہ سمجھوں گا کہ اگر ہم ضمنی بجٹ کو پاس کر دیں تو اس میں کوئی غلطی یا ایسی بات نہیں ہے ۔ شکریہ

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھئے No cross talk please

راجہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ آخری بات عرض کرتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا۔ کیونکہ اس میں اس حکومت کا بہت کم حصہ ہے۔ یہ نئی حکومت آئی ہے جس نے وہ تمام چیزیں آسان کر دی ہیں تو میں یہ سمجھوں گا کہ اگر ہم ضمنی بجٹ کو پاس کر دیں تو اس میں کوئی غلطی یا ایسی بات نہیں ہے۔ شکریہ!

مخدوم زادہ سید محمد احسن ۔ ابھی میرے دوست نے کہا ہے کہ کاریں چھوٹی ہونی چاہیئں یہ wastage of money ہے۔ وزراصاحبان کاریں نہ رکھیں یا باقی afford کر سکتے ہیں نہ رکھیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ حکومت کی اس ٹیکس کی آمدن پہ ہے۔ گاڑی کرولا یا ہنڈا اکارڈ باہر سے پچاس ساٹھ ہزار میں آتی ہے۔ یہاں پر کسٹم ڈیوٹی لگ کر وہ اڑھائی تین لاکھ کی ہو جاتی ہے حکومت کی mostly income زیادہ آمدنی اس ڈیوٹی سے حاصل earn ہوتی ہے۔ تو میرے خیال میں چھوٹی یا بڑی گاڑی کی بات نہیں۔ اس طرح کی باتیں تو کر لیتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ گورنمنٹ کی انکم کہاں سے آرہی ہے۔ زیادہ تر mostly ان گاڑیوں اور لگژری کی وجہ سے ایکسائز

ڈیوٹی اور کسٹم ڈیوٹی آ رہی ہے۔

راجہ خلیق الزمان ۔ میرے فاضل دوست نے میری بات نہیں سمجھی ۔ اگر نہیں سمجھی تو میں بتاؤں گا۔

جناب سپیکر :۔ میاں محمود احمد صاحب

میاں محمود احمد صاحب :۔ جناب سپیکر میں عرض کرنا چاہوں گا ۔ یہ جو بجٹ تیار کیا گیا ہے ۔اس میں ہماری سائے کو کیوں شامل نہیں کیا گیا ۔کیا ہمارے علاقوں میں کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوتے ہیں ۔میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ وزیراعظم صاحب جب ریلوے کے منسٹر تھے تو ہمارے شاہدرہ میں تشریف لے گئے تھے ۔شاہدرہ ٹاؤن کی تقریباً دو اڑھائی لاکھ کی آبادی ہے ۔ وہاں پر جی ٹی روڈ کو ملانے کے لیے راستہ میں ایک ریلوے لائن ہے ۔جس کو ایک پھاٹک ملاتا ہے وہ تقریباً سارا سارا دن بند رہتا ہے اور اگر خدانہ کرے وہاں پر کسی آدمی کو ہسپتال لے جانا ہو یا ایمرجنسی کے وقت وہاں سے کراسنگ کرنی پڑے تو وہاں یہ آدمی چل تو سکتا ہے لیکن کراس نہیں کر سکتا ۔ تو اس قسم کے اہم مسئلے کے لیے اگر ارکان اسمبلی کی رائے لے لی جاتی تو یقیناً ہماری مشکلات کا حل بھی اس بجٹ میں نکل آتا ۔تو میں آپ سے عرض کروں گا کہ ہماری ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہماری گذارشات کو بجٹ میں شامل کریں شکریہ

جناب سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر ! اس ایوان کے ساتھ سپلیمنٹری بجٹ پیش کر کے مذاق کیا گیا ہے یہ اس لیے بھی مذاق ہے کہ اس پر نہ تو ہماری حکومت کو اختیار رہتا نہ یہ ذمہ داری قبول کرنے کے قابل ہے ۔ اس لیے کہ یہ تو ان سے پہلے بن چکا ، خرچ ہو چکا ، جو مدیں کوئی بچانے والی تھیں وہ reappropriate ہو کر کہیں اندر خرچ ہو گئیں ۔یہ تو ایک رسمی چیز تھی ۔چاہیئے تو یہ تھا کہ گورنر صاحب اسے authenticate کر دیتے ۔بجائے اس کے کہ یہ سارا بوجھ ہم ممبران پہ ڈال دیا جائے اور اس تصور میں ہم شریک ہو جائیں جو نا کردہ گناہ ہے ۔اگر ان items کو دیکھیں تو یہ ۲۰۰ صفحوں کا بجٹ ملکی بجٹ دکھائی دیتا ہے ۔

سپلیمنٹری بجٹ نہیں کہلا سکتا۔ ۲۰۰ صفحوں کا بجٹ ہے اور اس میں اتنے items ہیں کہ ایک ارب کتنے بلیوں کا difference ہے۔ ہوا یہ کرتا ہے کہ جب بجٹ بنایا جائے تو ہر ڈیپارٹمنٹ کی requirements علاقے کی requirement محکموں کی requirement کہ پچھلے اندازوں سے اور پھر لوگوں کی بنیادی دیہی ضروریات، لوگوں کی اپنی شہری ضروریات وہ جب پیش ہوتی ہیں تو بجٹ تشکیل پاتا ہے اور اس میں سب سے بڑا اہم حصہ یہ ہے کہ وہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ پچھلے سال میں کتنا ملا تھا۔ اس سے پچھلے سال کتنا ملا تھا۔ گورنمنٹ کی meetings میں وزراء جاتے رہے ہیں۔ ان کو چاہیئے تھا کہ ضمنی بجٹ کے سلسلہ میں کچھ اخراجات ایسے ہیں جو صوبہ کو برداشت نہیں کرنے پڑتے۔ جیسے مارشل لاء کے اخراجات یہ فیڈرل گورنمنٹ کو برداشت کرنا چاہیئے تھے اور یہ appropriate وہاں سے کرواتے۔ اگر میں itemwise چلوں تو پھر میں کافی وقت لے جاؤں گا۔ یہ مجھے پتہ نہیں کہ آپ کی عنایت کتنے وقت کی ہے۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو ایجوکیشن کی ڈیمانڈز ۲۵ صفحات پر مشتمل ہیں اور اس میں ۸۸ items ہیں۔ یعنی ضمنی بجٹ میں جنرل ایڈمنسٹریشن میں ۱۲ صفحے ہیں اور ۲۶ کروڑ کی ڈیمانڈ ہے۔ میرے پیشرو مقررین نے میرے دل کی ترجمانی کی ہے۔ میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ضمنی بجٹ کی تقریر سب سے مشکل ہوتی ہے اور انہوں نے کس خوش اسلوبی اور سمجھداری سے اپنے پوائنٹ پیش کئے۔ وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔
ہیلتھ ۶ صفحات پر ہے اور اس میں دو کروڑ ۸۸ لاکھ کی پچیس items ہیں اور کئی ڈیپارٹمنٹوں نے یہ کہا ہے کہ دس دس کروڑ کی ڈیمانڈ وہ اپنے محکمے کے اخراجات سے اور آمدنی سے پورا کریں گے۔ اب یہ پتہ نہیں کہ وہ hidden income پہلے تھی یا جو آئندہ بجٹ پیش ہو گا۔ یہ بوجھ اس پر پڑے گا۔ یہ سپلیمنٹری بجٹ figure manipulation کا بجٹ ہے اور پھر زیادہ سے زیادہ آٹھوں میں انہوں نے Explanations (تشریحات) دینے کی کوئی ضرورت نہیں محسوس کی تاکہ ممبر یہ سمجھ سکیں کہ یہ اخراجات کیوں ہوئے، ضروری کیوں تھے اور اس کو کون سی مد سے دیا جا رہا ہے۔ کئی ممبران نے بالکل صحیح کہا کہ جنرل ایڈمنسٹریشن پر بہت زیادہ خرچ کیا جا رہا

ہے۔ اور اب اگر میں آپ کو یہ سوال اٹھایا گیا کہ Grant-in-Aid through Board of Revenue کے سلسلہ میں ایک ممبر نے صحیح سوال اٹھایا اور Explanation میں یہ لکھا ہوا ہے۔

Financial assistance to Mst Noor Jehan Begum w/o Ali Ahmad of Kot Radha Kishan, District Kasur to enable her to pay the price of evacuee land under possession.'

کم ازکم ان محترمہ کا ہمارے ساتھ تعارف ہی ہونا چاہیئے کہ خدمات پاکستان کے صلہ میں یا تحریک پاکستان میں ان کے میاں مرحوم نے حصہ لیا ہو۔ کن خدمات کے عوض یہ خطیر رقم دی جا رہی ہے۔ اور غریب بیوائیں اور بھی ہیں اور خاص طور پر اس زمین کی قیمت ادا کی جا رہی ہے جو evacuee property ہے۔ یہ ممبران کے ساتھ بے حد ناانصافی ہے کہ ہمیں یہ بھی نہیں بتایا جاتا کہ اتنی خطیر رقم کس نے خرچ کی۔ وزیر خزانہ نے کی۔ وزیر اعلیٰ تو اس وقت تھے نہیں گورنر نے کی یا بورڈ آف ریونیو نے کی۔ کس مد سے کی، کیوں کی؟ یہ تو ہمیں حق پہنچتا ہے۔ آج ہم اور آپ انگوٹھا لگا دینے کے لیے تیار ہیں کیونکہ مجبور ہیں کہ یہ خرچ ہو چکا ہے۔ اس میں کوئی alternative نہیں رہا،

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ اس میں کوئی alternative نہیں رہا یہ fait accompli بن چکا ہے لیکن اس پر ہم سے انگوٹھا لگواتے وقت یہ تو بتانا چاہیئے کہ اس کے merits کیا ہیں اس طرح جناب آپ دیکھیں ٹاؤن شپ کو اس میں ۸ کروڑ ۴۲ لاکھ کیلئے explanation میں کیا گیا۔

An additional expenditure (Non Recurring) is required during the current financial year to make the payment of land compensation and litigation charges for the land acquired for "Peoples Colony, Faisalabad.

یہاں جناب ایک بات Acquisition of hand (Housing) Act کے حوالے سے گورنمنٹ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں جو شریعت کے بالکل برعکس ہے بجائے اس کے کہ یہ پرائیویٹ ممبر بل کی شکل میں آئے میں گورنمنٹ سے درخواست کروں گا کہ وہ بل آپ ایوان میں پیش کریں اور ان دفعات کو قانون سے خارج کریں جو شریعت سنت اور قرآن سے ٹکراتی ہیں۔ کسی لحاظ سے بھی ایسی پراپرٹی کا حصول جائز نہیں ہے جس کی compensation market rate کے مطابق نہ ہو میں نے حدیث بھی دیکھی ہے

میں نے مدینہ منورہ میں دیکھا ہے وہاں مدودوں سے کچے گھر تھے۔ لیکن وہ ملینز آف دینار دے کر جگہ خالی کرائی گئی ہے۔ چونکہ وہ تقلید کرتی ہے ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد نبوی کے بڑھانے کے لیے جب ایک بھائی سے گھر کی ضرورت تھی اور کہا گیا تھا کہ تمہیں ایسا گھر جنت میں ملے گا تو اس نے نہیں مانا تو اسلام میں کسی چیز کو بغیر معاوضہ کے حاصل کرنا یا بغیر process کے حاصل کرنا یہ غیر اسلامی اقدام ہے اس Act کو آپ اپنے قوانین سے نکالنے کی کوشش کریں اور مجھے توقع ہے کہ یہ حکومت آئندہ جو دو دن بحث کے لیے مقرر کیے گئے ہیں ان میں سرکاری طور پر یہ ترمیم ہے آئے گی میں نے یہ ترامیم کی ہوئی ہیں جو پرائیویٹ ممبر ڈے (day) کی انتظار میں ہیں۔ میں گورنمنٹ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ یہ ناجائز قبضہ کرنے کے لیے یہاں کے شہری، غریب لوگوں کو پریشان کرتے ہیں جن کے چھوٹے چھوٹے تعلقات ہیں کسی کا ایک ایکڑ ہے، کسی کا ڈیڑھ ایکڑ ہے جو سبزی کاشت کرتے ہیں۔ تو یہ اس لیے ہم یہ رقم اس شرط پر دیتے ہیں کہ اس سیشن میں آپ دو دن رکھیں اس میں یہ ترمیم ہے آئے کہ آئندہ compensation شرعی طور پر مارکیٹ ریٹ کے مطابق مالکان کو ملے گی۔

سردار محمد عارف (پارلیمانی سیکرٹری) یہ جو آپ فرما رہے ہیں کیا یہ بجٹ کا حصہ ہے۔

جناب سپیکر ۔ فاضل پارلیمانی سیکرٹری پوائنٹ آف آرڈر پر یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ سپلیمنٹری گرانٹس پر بات کر رہے ہیں یا ادھر ادھر سے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جی جناب اگر یہ صفحہ ۴۹ سپلیمنٹری بجٹ ڈیمانڈ ۱۶ نکال لیں تو وہاں compensation ہے اور Land Acquisition جناب والا ایجوکیشن کی مد میں بہت بڑی رقومات مانگی گئی ہیں اور اس میں سے ایک مد ہیں جو نمبر ۵۷ کہلاتی ہے، میں حیرت زدہ ہوں یہ صاف لکھا ہے کہ

Payment of salaries to the teachers and honoraria to Pesh Imams employed under Special Development Programme . . .

پیش اماموں کو ۲ کروڑ ۱۹ لاکھ روپے دینا اور اس کے اوپر ایک کروڑ ۵۰ لاکھ روپے کی رقم پیش کرنا ان کی کوئی فہرست ہونی چاہیئے ان پیش اماموں کے بارے میں بتایا جائے کہ وہ گورنمنٹ کے

پراپگنڈا ایجنٹس ہیں یا مسلمانوں کو دیندار بنانے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں یا ہماری minorities کو convert کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں۔ اس طرح ایک ملازت کا سلسلہ جاری کیا ہے، پتہ نہیں وہ رمضان کے دنوں میں تو ہم سنتے تھے کہ وہ ٹلیاں بجانے والے آجاتے ہیں سحری کے وقت اور اٹھانے کے لیے ایک پی آئی او سیل بنایا گیا ہے اور اس سیل کی تو مجھے سمجھ ہی نہیں آرہی اگر وزیر خزانہ صاحب اس کی تشریح کرلیں کہ پی آئی او کے کیا معنی ہیں۔

قطع کلامیاں . . . .

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز، آرڈر۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ اگر مجھے پی آئی او کا مطلب سمجھا دیں وزیر خزانہ صاحب تو پھر میں اس پہ کچھ تبصرہ کرسکتا ہوں کہ پی آئی او کیا چیز ہے۔ میں کہہ رہا ہوں ڈیمانڈ ۷۵ صفحہ ۱۴

جناب سپیکر۔ مخدوم زادہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں؟

جناب سپیکر۔ وہ آپ کو اپنے خواب میں بتادیں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ میں پھر دوبارہ آجاؤں گا۔

جناب سپیکر۔ ہاں آپ پھر دوبارہ پیش کریں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ پھر جناب لاء ڈیپارٹمنٹ میں ڈرافٹنگ سیل ایک ڈیمانڈ Drafting Cell رکھی گئی ہے۔

قطع کلامی . . . سر میں نے انہیں یہ کہا ہے کہ مجھے . . . .

ملک طیب خان۔ جناب سپیکر صاحب کیا یہ ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو بھی آپ کی اجازت کی ضرورت ہے یا وہ بغیر اجازت کے کھڑے ہو کر بول سکتے ہیں۔ میں تیسری دفعہ عرض کر رہا ہوں کہ وہ بغیر آپ کی اجازت کے بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہمارے لیے آپ کی اجازت کی ضرورت

ہے یا ان کے لیے بھی ہے ۔

جناب سپیکر ۔ آپ نے بھی بولنے کیلئے اجازت طلب نہیں کی ۔ قہقہہ . . . . !

بہرحال پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کے لیے اجازت ضروری ہے ۔

رانا پھول محمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر پہ اجازت دیجئے ۔ یہاں یہ رواج پڑ گیا ہے قاعدہ قانون میں ہے کہ جب کوئی آدمی تقریر کر رہا ہو یا پوائنٹ آف آرڈر اٹھا رہا ہو اس کے سامنے سے کوئی شخص گزر نہیں سکتا ۔ لیکن جناب کی نگاہ چونکہ اس ہاؤس کے تقدس کو برقرار رکھنے کے لیے ان لوگوں پہ نہیں پڑ رہی جو کہ اس وقت آپ کو پیش آسکتی ہے ۔ اگر پنجابی میں پوائنٹ آف آرڈر اجازت دیں" تے جناب ہر شخص دا ادھر وی دھیان رکھیا کرو ۔

جناب سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب آپ جاری رکھیں اپنی بات ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا اب میں ایریگیشن پہ آتا ہوں

Item No. 1 Additional Appropriation required to meet the anticipated excess expenditure of

Rs. 74,20,800/- (Rs. 38,66,470 Non Recurring and

Rs. 35,54,330 recurring). An additional amount of

Rs. 74,20,800 is required for the creation of certain posts as a result of reorganization of the Irrigation and Power Department . . . .

جب آپ بجٹ کو دیکھیں گے اور جب میں بجٹ پہ آؤں گا تو میں اعداد و شمار statistics لاؤں گا کہ پہلی آبیانہ سے اور ایریگیشن سے کتنا ریونیو ملتا تھا ۔ میں انہیں اعداد و شمار statistics دوں گا ہم اسے آبیانہ کی مد سے گنتے تھے ۔ تین دفعہ زمینداروں پہ آبیانہ بڑھایا گیا ۔ پچھلے دو تین سالوں میں اور ہمارا آبیانہ ہندوستان سے ڈبل ہے ۔ یہ مزید بوجھ جو ڈال رہے ہیں ۔ مزید بوجھ صرف سپلیمنٹری بجٹ میں ڈال رہے ہیں ۔ ابھی تو اصلی بجٹ آنا ہے میں آپ کو حساب بنا کے دوں گا اس دن انشاء اللہ ہمارا آبیانہ ناقابل

برداشت ہے۔

آوازیں۔ بالکل ٹھیک ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ آبیانہ کی آمدنی اور خرچ میں جو اس وقت آمدنی کی مد میں ہے۔ ۲۰ - ۲۲ لاکھ ہے خرچ تو ۱۶ - ۱۷ لاکھ ہے۔ ہمیں آبیانہ per year ریلیو دے جاتا تھا ۴ کروڑ کے قریب۔ چار سال تک تو یہ سلسلہ چلا پھر سال بسال جو خرچ بڑھا، وہ ۲۶ کروڑ سے ایک ارب ۲۸ کروڑ ہو گیا

(شیم - شیم)

ہمارے آبیانے کی آمدنی جو وضع ہوتی تھی وہ ۲۰ - ۲۲ لاکھ تھی اب وہ ۸۰ لاکھ کے لگ بھگ پہنچ چکی ہے۔

ایک آواز۔ بالکل جھوٹ بول رہے ہیں

(قطع کلامیاں)

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ میں جھوٹ بول رہا۔ میں ثابت کروں گا۔ اس وقت آبیانہ جو دیتے ہیں وہ ۸۰ کروڑ روپے دیتے ہیں ۲۰ - ۲۲ کروڑ کی بجائے اور تفاوت یہ ہے ۷۰ کروڑ کا ابھی باقی ہے اور ضمنی بجٹ میں یہ بات ہے۔ اور آبیانہ کا بوجھ اگر ہم پہ مزید بڑھا ہے تو آپ کی ایگریکلچرل uneconomical ہو کر رہ جائے گی۔

اب میں تھوڑا سا پانی کا ذکر میں کر دیتا ہوں۔ ہاؤس نے مجھے غلط سمجھا...

جناب سپیکر۔ آپ کی سپلیمنٹری بجٹ پہ بات ہو چکی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ یہ ایریگیشن کی بات ہو رہی ہے۔ میں اس میں تھوڑی سی ڈویلپمنٹ کی بات کر لوں۔

جناب سپیکر۔ personal explanation پہ بات کرنا چاہیں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ وہ تو آپ raise کر دیں گے۔ یہ تو مجھے معلوم ہے میں تو اسی سلسلہ میں عرض کروں گا۔ دو منٹ میں بات کروں گا۔ مجھے غلط کہا گیا ہے۔ میں چشمہ جہلم لنک سے پانی نہیں حاصل کرنا چاہتا۔ یہ پنجاب کا حلقہ ہے۔ انڈس واٹر بیسن کا وہ پارٹ ہے۔ اس حق سے ہم دستبردار ہونا نہیں چاہتے۔ آپ نے میری تقریر کو یا بیان کو غلط پڑھا ہے۔

نعرے ہائے تحسین

جب تک انڈس واٹر لیول raise نہیں کرتا ....

پارلیمنٹری سیکرٹری اطلاعات۔ جناب سید احمد ظفر: جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں، چونکہ آپ پہلے یہ فیصلہ فرما چکے ہیں کہ personal explanation پہ بات بعد میں ہو گی یا کسی اور سٹیج پہ ہو گی، اب وہی جو معاملہ ہے اس کو دوبارہ چھیڑ دیا گیا ہے۔ براہ مہربانی ایریگیشن بجٹ پہ بات ہو سکتی ہے یا بات ہو رہی ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ مخدوم زادہ صاحب کسی اور موقع کے لیے ملتوی adjourn فرما دیں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔

وزیر لائیوسٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ گزارش کروں گی کہ جو بیان اخبار میں موصوف نے دیا ہے وہ سب نے پڑھ لیا۔ اگر انہیں مزید کوئی صفائی دینی ہے تو اخبارات کے ذریعے اس کی تردید کر دیں۔ جو تاثر impression ان کے بیان سے ملا پانی کی مخالفت جو پنجاب کے لیے انہوں نے کی وہ تو واضح ہو چکی۔ اگر اس سلسلہ میں انہیں مزید کچھ کہنا ہے تو یہ بذریعہ اخبار اس کی تردید فرما دیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ بی بی وزیر مجھے کوئی اپنی صفائی پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اب جناب میں عرض کرتا ہوں ایک اور آپ کی ڈیمانڈ ہے۔ لاہور ٹاؤن شپ کی۔ جیسا کہ کچھ فاضل ممبران پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ سپلیمنٹری بجٹ کو corelate ہونا چاہیئے تھا ۸۵-۱۹۸۴ء بجٹ سے actually معلوم ہوتا کہ یہ ویژن کیا تھا۔ کون سی ایمرجنسی arise ہوئی۔ کون سی ایسی ضرورت پیش آئی۔ کون سی ایسی سکیم کو نافذ العمل کرنا ضروری قرار دیا گیا کہ بغیر منظوری کے وہ رقومات خرچ کر دی گئیں جو اس وقت ضمنی بجٹ میں لائی جا رہی ہیں۔ وہ ہے ۴ کروڑ ۵۲ لاکھ جو ٹاؤن ڈویلپمنٹ کے لیے لاہور کے

لیے اس کے لیے خرچ کیا گیا۔

میری گذارش یہ ہے کہ اگر اس میں سے کچھ رقم . . . . ڈھنڈی بجائی گئی .... یہ کیا حکم ہے جناب...

قہقہہ

جناب سپیکر۔ یہ درخواست ہے اختصار کے لیے آپ کو یاد دلانے کیلئے کہ آپ کا وقت ختم ہو گیا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ میں جناب والا ایک ہی منٹ لوں گا۔ میں کہتا ہوں کہ جہاں لاہور ڈویلپمنٹ آتا ہے وہاں ترجیحی سلوک اگر کچی آبادیوں کی ڈویلپمنٹ کے لیے ہو جاتا، اس کی آدھی رقم بھی وہاں اگر خرچ ہو جاتی تو ہمارے غریب خستہ حال رہنے والے تو شہری عوام وہ ان کو دعائیں دیتے، بجائے اس کے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے فلیٹس بن رہے ہیں۔

لاہور کروڑوں روپے میں ان کو بیچ رہے ہیں۔ منافع خوری ہو رہی ہے۔ اس تجارت کی بجائے اگر کچی آبادیوں میں یہ پیسہ خرچ کر دیا جاتا تو ان کی مشکلات بھی حل ہو جاتیں۔

جناب سپیکر۔ ڈپوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ: میں پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب کی اطلاع کیلئے بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ تمام کچی آبادیوں کو اس میں شامل کر لیا گیا ہے اور ترقیاتی پروگرام میں سب سے زیادہ ترجیح کچی آبادیوں کو دی جا رہی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ یہ جناب پارلیمنٹری سیکرٹری ہیں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ:۔ ہاں جی۔

جناب سپیکر:۔ ملک محمد عباس صاحب پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ وہ اپنا حق ادا کر رہے ہیں۔

(قہقہہ)

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ:۔ حق تو آپ بھی ادا کر رہے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

مخدوم زادہ سید حسن محمود :- میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آپ کی وارننگ میں نے سن لی ہے۔ انشاءاللہ بجٹ پر مفصل بات ہوگی۔ اس میں ایریگیشن اور آبیانہ پر بات ہوگی۔

وزیر خزانہ :- جناب سپیکر، یہ جو ضمنی بجٹ پر مخدوم زادہ صاحب نے پی آئی یو کے متعلق دریافت فرمایا ہے اس کی وضاحت ابھی چاہیں گے یا کل جب میں سم اپ کروں گا۔؟

جناب سپیکر :- مخدوم صاحب، آپ تشریف رکھیں۔ پھر آپ کو عرض کرتے ہیں۔

وزیر خزانہ :- کل جب میں تقریر سم اپ کروں گا تو اس میں تو ضرور عرض کروں گا۔

جناب سپیکر :- آپ فکر نہ کریں۔ جب آپ وائنڈ اپ کریں گے، اس وقت آپ بتا دیں گے۔

چوہدری فضل حسین راہی :- میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہا ہوں۔ مخدوم زادہ صاحب بیٹھ گئے تھے۔ اوہ بڑیاں مشکلاں نال بیٹھے سن۔ اینہاں نے نیو اونہاں نوں کھڑیاں کردتا۔ میں ایہہ کہواں گا کہ اینہاں نے ایڈریس کرنا اے تے ادھانوں ایڈریس کرن، مخدوم صاحب یا کسے فاضل ممبر نوں نہ کرن۔ کم از کم اینہاں تے وزیر خزانہ نوں بجٹ پیش کرن لگیاں پتا ہونا چاہی دا اے تے بعد دے وچ وی پتا رہنا چاہی دا اے۔

جناب سپیکر : چوہدری ارشاد علی صاحب

چوہدری ارشاد علی : جناب سپیکر، یہ جو ضمنی بجٹ تیار کیا جاتا ہے، اس کی کچھ وجوہات ہوتی ہیں جن کی بنا پر اس کو تیار کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس سے قبل میرے ایک بھائی نے فرمایا، اس میں نامساعد حالات کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ جیسے کہ ریفرنڈم کا مسئلہ ہے جو کہ پہلے بجٹ بناتے وقت پیش نظر نہ تھا۔ اسی طرح دوسرے مسائل ہیں۔ کوئی وبا آجاتی

ہے، کوئی قحط آ جاتا ہے یا اس قسم کی کوئی اور بات ہو جاتی ہے تو اس کے لئے ضمنی بجٹ ضروری ہو جاتا ہے۔ یہ جو ضمنی بجٹ بنایا گیا ہے، اس میں بلاشبہ کچھ مدات ایسی ہیں جو کہ اس میں نہ آنی چاہئیں تھیں۔ بہرحال چونکہ یہ پیش ہو گیا ہے، یا آ گیا ہے تو میں اس پر یہ عرض کروں گا کہ اس میں ایک قرضہ جات کا مسئلہ ہے۔ جناب سپیکر! یہ نہایت خوش آئند بات ہے کہ ملازمین کو سواری مہیا کرنے کے لئے، ان کو اپنا گھر مہیا کرنے کے لئے رقومات دی جائیں اور وہ بھی قرض کے طور پر تاکہ وہ اپنی کارکردگی کو بہتر بنا سکیں، اپنا سر چھپانے کے لئے گھر بنا سکیں۔ یہ بات بہت اچھی ہے۔ اس میں بلاشبہ کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں اور نہ ہم اس میں کوئی مخالفت کرنا چاہتے ہیں۔ البتہ اس میں میں تھوڑی سی گزارش کرنی چاہوں گا کہ اس میں یہ دیکھنے میں آیا ہے، بلکہ چند شکایات بھی آئی ہیں کہ اس کی تقسیم منصفانہ نہیں ہوتی۔ اس میں ترجیحات صحیح طور پر نہیں دی جاتیں اور اس کے کوئی رولز اینڈ ریگولیشنز بنا لیے جائیں یا first come first served کو رکھا جائے یا اس کے لئے ایسا کوئی اور لائحہ عمل بنا لیا جائے کہ یہ جو شکایت پیدا ہوتی ہے، یہ بھی پیدا نہ ہو سکیں اور تقسیم کا معاملہ بھی خوش اسلوبی سے طے ہو جائے۔ میرے بھائیوں نے مارشل لاء کے خرچے کے متعلق بہت بات کی ہے۔ واقعی مارشل لاء کا خرچہ کافی ہے۔ اگر اس کو دیکھا جائے تو یہ خرچہ ایک سال کا نہیں، بلکہ تقریباً سات سال کا ہے جس کو ۷۷ - ۱۹۷۶ء سے ۸۳ - ۱۹۸۲ء تک مارک کیا گیا ہے اور اس طرح سے یہ سالانہ دو کروڑ کا خرچہ بنتا ہے۔ جناب سپیکر! یہ کہنا تو بہت آسان ہے کہ مارشل لاء پر خرچہ بہت اٹھا ہے اور یہ خرچہ نہیں ہونا چاہیئے تھا لیکن اس پر یہ بھی تو سوچنا چاہیئے کہ آخر یہ کیوں ہوا؟ یہ مارشل لاء کس طرح آیا؟ آج بھی اس ایوان سے باہر جو شکست خوردہ لوگ بیٹھے ہیں۔ آج بھی وہ ایسی باتیں کر رہے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ آئندہ بھی مارشل لاء قائم رہے جب کہ یہ ایوان پہلے ہی یہ بات طے کر چکا ہے کہ مارشل لاء کو اب ختم ہونا چاہیئے اور اس کے لئے یہاں سے تجاویز بھی بھیجی جا چکی ہیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں ایسے حالات پیدا کرنے چاہئیں اور ایسے مواقع پیدا کرنے چاہئیں

کہ آئندہ کے لیے مارشل لاء لگانا نہ پڑے۔ اگر ہم اسی طرح دنگا فساد کرتے رہیں گے، اگر ہم اسی طرح شہروں پہ شہروں کو آگ لگا کر جلاتے رہیں گے، اگر اسی طرح اپنی پراپرٹی کو ضائع کرتے رہیں گے تو پھر لامحالہ مارشل لاء کو آنا ہے، وہ آئے گا اور پھر جب وہ مارشل لاء آئے گا۔ تو اس کے اخراجات بھی ہمیں برداشت کرنے پڑیں گے اور ہماری یہ مجبوری بن جائے گی تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں کسی صورت میں بھی ایسے حالات نہ پیدا کرنے چاہییں۔ بلکہ میں اس ایوان سے التماس کروں گا کہ یہ جو باہر ایم آر ڈی اور دوسرے نعرے لگ رہے ہیں، ان کا بھی میرے بھائی اچھی طرح سے مقابلہ کریں۔ ان کو یہ بتائیں کہ آپ لوگ پرانی روایات رکھتے ہیں، آپ فرسودہ خیالات کے لوگ ہیں۔ ہم جو یہاں آئے ہیں، ہمیں بھی عوام نے mandate دے کر بھیجا ہے۔ ہمیں بھی عوام نے منتخب کر کے بھیجا ہے۔ ان کے بھی جذبات ہیں۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔ فاضل مقرر کہیں پارلیمانی سیکرٹری تو نہیں ہیں؟

چوہدری ارشاد علی: آپ کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے

ایک معزز ممبر: آپ یہ وضاحت کریں کہ پارلیمانی سیکرٹری ہونے سے آپ کی کیا مراد ہے؟

جناب سپیکر: آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پہ فاضل مقرر نے خود ہی وضاحت فرما دی ہے کہ وہ پارلیمانی سیکرٹری نہیں ہیں۔

چوہدری ارشاد علی: جناب سپیکر، میں یہ عرض کروں گا کہ گرانٹس کا مسئلہ ہے جس کی میرے چند بھائیوں نے نشان دہی کی ہے۔ واقعی اگر اس کو دیکھا جائے تو اس میں چند ایسی گرانٹس بھی ہیں جو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کوئی بیس نہیں۔ جیسا کہ حسن محمود صاحب نے فرمایا تھا، یہ گرانٹس تراب دے چکے ہیں۔ آئندہ کے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو گرانٹس کا مسئلہ ہے، اس کو نہایت اچھی طرح دیکھا جائے۔ اور یہ گرانٹس کوئی unforeseen نہیں ہوتیں۔ مثلاً یہ لائبریری کے لئے ہے، میونسپلٹی کے لئے ہے، فلاں کے لئے ہے، یہ گرانٹس تو پہلے ہی بجٹ میں رکھی جاتی

چاہییں۔ ہم نے لاء ڈیپارٹمنٹ کو کیا دینا ہے ، دوسرے محکموں کو کیا دینا ہے اس کو ہیں کہ ان کا بھی احترام ہونا چاہیئے۔ اور جو مقتدی ہیں اسکا اتنا احترام ہونا چاہیئے جتنا اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کا ہے اس لئے یہ رقم ضروری ہے۔ اور یہ تمام پیش امام کی رقم سرکاری خزانے سے ادا کی جانی چاہیئے۔

مولانا غیاث الدین : میرے فاضل ممبر نے کہا ہے کہ پیش امام کمی لوگ شمار کئے جاتے تھے کیا آپکو معلوم نہیں کہ امام غزالی رحمتہ پیش امام تھے اور شاہ عبدالحق محدث دھلوی بھی پیش امام تھے۔ کیا وہ لوگ کمینے تھے کمینے انسان پیش امام نہیں ہوتے تھے۔ پیش امام باعزت ہوا کرتے تھے۔ (قطع کلامیاں)

میرے فاضل دوست نے جو لفظ استعمال کیا ہے میں اس کے مطابق بات کر رہا ہوں انہوں نے اسکو کمینے کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ کام کرنے والے کے لئے نہیں کیا میں اپنے بھائی کی اطلاع کیلئے عرض کرتا ہوں کہ

ایک معزز رکن : جناب والا ان مولوی صاحب نے بہت زیادہ تقریریں کیں تھیں مولوی صاحب کو یہ سوچ لینا چاہیئے کہ کیا کمی انسان نہیں ہیں مولوی صاحب کو شرم آنی چاہیئے کیونکہ جب آپ ووٹ لیتے تو کمیوں کے ووٹ لیتے ہیں۔ کمی کیا آپ سے بھیک مانگتے ہیں۔ انکو بھی انسان سمجھیں سب سے پہلے۔

"واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان" جب تک عمل کی بنیاد نہیں ہوگی کیا کمی کیا چودھری آپ سب لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس برابر ہیں۔ ہمیشہ انسانیت کا احترام کرنا چاہیئے۔

مولانا غیاث الدین : کمی کا لفظ میرے فاضل دوست نے کہا تھا انہوں نے بمعنی کمین استعمال کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

اور ان کو کمی یعنی کیپنی میں رکھا جانا تھا اگر حکومت نے انکو ایک مقام دیا ہے اور اگر ہم یہ چاہتے تھے بنا دیا گیا ہے۔ ضمنی بجٹ میں اس کو لایا گیا ہے تو اس کے لئے کوئی خاص جواز نہیں ہے اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس مسئلے میں گرانٹس کو خاص طور پہ دیکھا جائے اور اس کو ایسے ہی اس میں نہ لگا دیا جائے کہ وہ نا انصافی نظر آئے۔

جناب سپیکر، میرے بھائیوں نے کفایت شعاری کی بات کی ہے۔ میں بھی اس پہ عرض کروں گا۔ کفایت شعاری بڑی ضروری ہے۔ یہ ہونی چاہیے۔ اور میں توقع کرتا ہوں کہ اس کی لیم اللہ بھی اسی ایوان سے ہونی چاہیے۔ یہ جو رقومات رکھی گئی ہیں، خاص طور پہ کاروں کے لئے جو میرے بھائیوں نے کہا، ہمیں اس میں کوئی عار نہیں ہونی چاہیے کہ ہم وہ چیز استعمال کریں جو ہمارے اپنے ملک میں تیار ہوتی ہے۔ اس پہ اکتفا کرنا چاہیئے۔ ہمارے وزیر اعظم جب تشریف لائے تو انہوں نے برملا فرمایا تھا کہ میں سوزوکی کار استعمال کروں گا۔ اور دوسرے بھائیوں سے بھی میں عرض کروں گا کہ وہ سوزوکی کار استعمال کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اگر سوزوکی میں ایئر کنڈیشن لگا ہوا ہو اگر استعمال کر لی جائے یہ ۲۰۰۰ سی سی ۱۶۰۰ سی سی کی کاروں کی بجائے ۱۳۰۰ سی سی ۱۰۰۰ سی سی کی کاریں استعمال کی جائیں اس میں کوئی حرج نہیں میں اس پہ بھی اکتفا کرتا ہوں کہ یہ بھی اگر ہو جائے چلو ٹھیک ہے لیکن اصل مسئلہ اس کے غلط استعمال کا ہے۔ جناب سپیکر اسکو misuse نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے لئے عرض کروں گا کہ کوئی بنا دیا جائے۔ اس کو misuse نہ ہونے دیں جس ڈیوٹی کے لئے وہ کار ہے وہ اسی کے لئے استعمال ہو تو پھر میرے کسی بھائی کو بھی اس پہ اعتراض نہیں ہوگا۔ اور یہ خورش اسلوبی سے نکل جائیگی۔ اور پیش امام کے لئے جو رقومات ہیں۔ اسکے لئے بھی بات کی گئی ہے میں یہ معذرت سے عرض کرونگا کہ ہمارے ساتھ مذاق کیا گیا ہے اس سے قبل ایک وقت تھا جب کوئی بھی پیش امام بننے کے لئے تیار نہ تھا صرف وہ لوگ اس پیشہ میں آتے تھے جو بالکل غریب ہوتے تھے۔ انکا کوئی status نہیں ہوتا تھا

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں محترمہ آپ

محترمہ مسز خورشید بیگم : پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا خیال ہے میرے فاضل بھائی نے اس لفظ کا جو استعمال کیا ہے وہ غیر کا شتکار بھائی کے لئے کیا تھا۔

چوہدری ارشاد علی : میں اپنی بہن کا بہت مشکور ہوں اگر مولانا صاحب کے میرے اس لفظ سے احساسات مجروح ہوئے ہیں تو میں انکو واپس لیتا ہوں لیکن اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اگر آپ پرانے جمع بندی کے ریکارڈ کو دیکھیں۔ آج سے دس سال قبل یہی لفظ لکھا جاتا تھا۔ بہرحال میرا مطلب اس سے یہ نہ تھا۔

جناب سپیکر : آپکا مقصد کام کرنے والے سے تھا۔

چوہدری ارشاد علی : میرا مقصد کام کرنے والے سے تھا۔ اسکو موقع دیا جانا اور پیش امام ہمارے لئے قابل احترام ہے۔ میں یہ عرض کرونگا کہ اس کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے۔ یہ نہایت مذوں ہے اور یہ بہت ضروری تھی یہ رہنی چاہیئے تھی۔ تاکہ ہم بھی انکو احترام کی نظر سے دیکھ سکیں۔ اور انکو ہم غیر جانبدار ہو کر دیکھ سکیں۔ جو آدمی چاہے وہ اس کے حق میں فتویٰ دے دے۔ جو آدمی چاہیئے اسکی طرف وہ بات کر دیں عین اسلام کے مطابق وہ بات کر سکیں۔ جناب سپیکر۔ میں ان معروضات کے ساتھ اپنی اس بات کو ختم کرتا ہوں۔ اور میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ضمنی بجٹ جو ہے وہ پیش ہو چکا ہے یہ جو کچھ بھی ہے صحیح ہے اور اسکو پاس کیا جانا چاہیئے۔

جناب سپیکر : میاں محمد اسحاق صاحب

میاں محمد اسحاق - : جناب سپیکر میرے اکثر فاضل دوستوں نے اپنی تقریروں میں لاہور کا ذکر کیا ہے۔ ہم فخر کرتے ہیں کہ ہم لاہور سے ہیں بہرحال لاہور پاکستان کا دل ہے یہ لاہور ہمارا ہی نہیں یہ سارے پنجاب کا نہیں بلکہ یہ تمام پاکستان کا ہے۔

لاہور کے متعلق اگر ہم پوری طرح وضاحت کریں پوری طرح لاہور کے گرد ونواح

کا جائزہ لیا جائے تو آپ کے سامنے صورت حال اور واضح ہو گی۔ لاہور گلبرگ کا نام نہیں ہے۔ گلبرگ میں جو حضرات تشریف فرما ہیں اور ان کی وہاں کوٹھیاں ہیں وہ لاہور سے باہر کے زمیندار حضرات ہیں۔

حاجی محمد افضل چن : جب متی بجٹ میں لاہور کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ تو یہ کیوں وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ آپ بجٹ پر بات کریں۔ آپ نے سارے ایوان کو اس طرف الجھایا ہوا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ لاہور کے خلاف کیا بات ہوئی ہے۔ جب لاہور کا متی بجٹ میں ذکر ہی نہیں ہے تو کیوں ہر مقرر اسکو دھراتا ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا یہ کیوں کیا جا رہا ہے۔

میاں محمد اسحاق : جناب والا جو غلط فہمیاں معزز ارکان کو لاہور کے سلسلے میں ہوئی ہیں وہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ لاہور میں آج بھی جو دھرم پورہ میں نہر بہہ رہی ہے میں روزہ سے کہتا ہوں کہ آج بھی روزہ میں لوگ پانی نہر سے پی رہے ہیں۔ آپ یقین جانیئے ایک بھی ایئر کنڈیشنڈ نہیں دکھا سکتے یہ سراسر دیہاتیوں کے ساتھ زیادتی ہے کے مترادف ہے میں بھی روزہ سے ہوں میں یہ روزے سے کہتا ہوں۔ لاہور میں ابھی تک پانی پینے کا تسلی بخش انتظام نہیں ہے۔ آپکو یقین کرنا ہوگا۔ کہ کچھ حضرات نے اپنی تقاریر میں لاہور کا بار بار ذکر کیا ہے جو آپکے اذہان میں ملرعات ہیں وہ لاہور میں نہیں ہیں آپ دھرم پورہ گڑھی شاہو کی آبادیاں کو دیکھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر آرڈر تشریف رکھیں تشریف رکھیں۔

مسٹر محمد رفیق : پوائنٹ آف آرڈر۔ جیسا کہ میرے محترم قابل احترام فاضل مقرر نے فرمایا ہے کہ ہم نہر سے پانی پیتے ہیں تو یہ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے ہے۔ وگرنہ یہاں پانی کے خزانے بھرے پڑے ہیں۔

جناب سپیکر : آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بے ضابطہ ہے۔ میاں صاحب آپ فرمائیے۔

میاں محمد اسحاق : جناب سپیکر میں یہ عرض کر رہا تھا اور میرا عرض کرنے کا مطلب یہ تھا کہ بار بار لاہور کو کہا جاتا ہے کہ لاہور جو مراعات دی جاتی ہیں۔ وہ باہر کے ضلعوں کو نہیں دی جاتیں۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ تھا لاہور میں جو ابھی تک کچی آبادیاں ہیں وہ ابھی تک ان مراعات سے بالکل محروم ہیں۔ جبکہ آج بھی آپ بڑی تفصیل سے جائزہ لے سکتے ہیں۔ سکولوں کی حالت اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو اقبال ہائی سکول ایک۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر :۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

کمال خاں :۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر :۔ جی فرمائیے۔ راہی صاحب آپ بیٹھ جائیں۔

جناب کمال خاں :۔ جناب والا بات یہ ہے کہ پاکستان کو معرض وجود میں آئے ۳۸ سال ہو چکے ہیں۔ اس سے پہلے بھی کئی بجٹ آچکے ہیں۔ تو یہ مولوی صاحب یہ بات کہہ رہے ہیں تو میں سب سے پہلے ان سے یہ پوچھونگا کہ ۳۸ سالوں میں جب بھی کوئی حکومت آئی ہے تو انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہمارا زرعی ملک ہے اور اس میں ستر فیصد دیہی عوام ہے۔ تو میں مولوی صاحب سے یہ پوچھنا چاہونگا کہ دیہاتیوں کا کب خیال رکھا جاتا ہے ہماری آبادی تو اس سے بھی زیادہ ہے۔ ہمارے کسی دیہات میں اگر ائیر کنڈیشنر چل رہا ہو تو مجھے یہاں سے پکڑلیں۔ لاہور کے ادنیٰ سے ادنیٰ دفتر میں بھی آپ چلے جائیں تو وہاں ایک کی بجائے پانچ پانچ ائیر کنڈیشنز ہوں گے تو ان کو پانی کیسے نہیں ملتا جناب والا یہ دیہات کی بات کریں۔ جناب محبوب الحق صاحب نے یہ سب دیکھ لیا ہے۔ جناب والا یہ ہمارے ساتھ مذاق ہو رہا۔ مولوی صاحب لاہور ہمارا دل ہے۔ لیکن دل صرف ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر :۔ آپ ذرا اس بات کو ملحوظ خاطر رکھیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر

آپ تقریر نہیں فرما سکتے۔ آپ کی بات ہو گئی۔ آپ تشریف رکھیں پوائنٹ آف آرڈر پر چوہدری صاحب آپ تقریر نہیں فرما سکتے۔ تشریف رکھیں۔ سپلیمنٹری گرانٹس پر آپ کچھ باتیں کریں گے۔؟

میاں محمد اسحاق :۔ جناب سپیکر۔ میں اسی کے تحت عرض کر رہا تھا کہ میرے فاضل دوستوں نے کچھ لاہور کے ذکر کو اتنا بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے تو جب تک ہم لاہور کی بات صحیح طور پر واضح نہیں کریں گے تو آپ ہمیں مراعات دینے میں آئندہ کے لئے پس پشت رکھ دینگے۔ اس لئے ہمارا یہ فرض ہے کہ شہریان لاہور کے مسائل آپ کے سامنے پیش کریں۔ جناب سپیکر۔ میں خود بھی زمیندار ہوں اور میرا زمینداری سے تعلق بھی ہے۔ میں نے زمینداروں سے متعلق کوئی ایسی بات نہیں کی جو کسی کی شان کے خلاف ہو۔

جناب سپیکر :۔ میاں صاحب آپ سپلیمنٹری بجٹ پر بات کر رہے ہیں ؟

میاں محمد اسحاق :۔ جناب والا۔ میں ان کا جواب دے رہا ہوں۔ تو عرض یہ ہے کہ ضمنی بجٹ میں جو رقم آپ مارشل لاء کو دے رہے ہیں مجھے خاصکر اس پر اعتراض ہے اس میں ۶ کروڑ ۵۱ لاکھ ۹۷ ہزار ۶ سو ساٹھ روپے کی وہ رقم بھی شامل ہیں جو کہ صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت کو مارشل لاء انتظامیہ کے اخراجات کے لئے ادا کئے ہیں۔ جناب سپیکر صوبائی حکومت جس پر پہلے ہی کافی مالی بوجھ ہے یعنی صوبہ پنجاب کی یہ ذمہ داری نہیں بنتی کہ رقم وفاقی حکومت کو ادا کرے۔ یہ وفاقی حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ صوبوں کو خود دے۔ نہ کہ ان سے لے۔ ان کو خود اپنے اخراجات برداشت کرنے چاہئیں نہ کہ صوبوں سے ان کو لینے چاہئیں۔ تو اس ضمن میں میری درخواست ہے میری گزارش ہے کہ ہمارے صوبے ہمیشہ اتنا بڑا جو بوجھ ڈال دیا جاتا ہے اور ہر بات میں پنجاب پر ہی زیادہ بوجھ ڈالا جاتا ہے۔ اگر پانی کا سلسلہ ہو تو وہ کاٹ لیا جاتا ہے

اگر وفاقی حکومت کے اخراجات زیادہ ہوں تو وہ پنجاب پر زیادہ بوجھ ڈال کر پورے کئے جاتے ہیں۔ تو یہ پنجاب کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا جاتا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر مارشل لاء انتظامیہ کے سلسلے میں کوئی خرچ ہوا ہے تو یہ وفاقی حکومت کو خود برداشت کرنا چاہیئے اور وہاں سے اپنے وسائل سے اسے پورا کرنا چاہئے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ جو ریفرنڈم ہوا تھا ، وزیر اعلیٰ صاحب تشریف فرما ہیں اس کے لئے یہاں سے کافی لوگوں نے اپنی جیب سے فنڈ اکٹھا کیا تھا اور اس سے یہ اخراجات پورے کئے گئے تھے۔ یہ جو خرچ کیا گیا ہے اور سرکاری مد میں جو دکھایا گیا ہے میں سمجھتا کہ یہ محض ایک دکھاوے کے لئے کیا گیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اتنا پیسہ ریفرنڈم پر خرچ کیا گیا تھا۔ لہٰذا یہ واپس لینا چاہیے اور صوبہ پنجاب پر بوجھ نہیں پڑنا چاہیئے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر :- آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ایک معزز ممبر :- جناب والا۔ یہ چشمہ جہلم لنک کینال کے بارے میں جو پمفلٹ شو کئے جا رہے ہیں یہ انگلش میں ہیں اور اس سے پہلے بجٹ بھی انگلش میں چھپا ہے جبکہ ہر آدمی انگلش نہیں جانتا۔ یہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ یہ اردو میں کیوں نہیں چھاپتے۔ (قطع کلامیاں)۔ اگر یہ اردو میں چھاپتے تو ہر ممبر اس کو پڑھ تو سکتا۔ یہ ہر چیز انگلش میں چھاپ کر دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خاں :- پوائنٹ آف آرڈر جناب والا میں پنجابی وچ عرض کرانگا کہ ایڈا وڈا بجٹ تہاڈی اسمبلی کول ہے۔ ساڈے نال بھراوہی ولاواں مار یا جا رہیا اے۔ جناب ایہ چشمہ جہلم لنک کینال دا جھیڑا نوٹ ایہ وی انگریزی وچ اے تے تہاڈیاں اردو دیاں مثیناں کتھے چلی گئیاں۔ ایہ عملہ کدھر گیا۔ سانوں

سمجھاں واسطے سدھی جیئی زبان وچ یعنی وچ دیا کرو نیٹس تے اینہاں نوں آکھو کہ یہ چیزے جان ایسی نیٹس لواں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ (قطع کلامیاں)

ایک معزز ممبر :۔ جناب والا ! یہ انگلش میں لکھ دی گئی ہے جبکہ ہر آدمی انگلش نہیں پڑھ سکتا ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر :۔ آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز ۔ اس کی اگر تقسیم ہو رہی ہے تو اس کو بند کر دیا جائے ۔ اور فاضل رکن اسمبلی کے پوائنٹ آف آرڈر کے متعلق متعلقہ محکمہ کچھ کہنا چاہے گا جنہوں نے اس پمفلٹ کی تقسیم کی ہے کیونکہ اس کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ نے نہ ان کو چھاپا ہے نہ ان کو تقسیم کیا ہے ۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں ۔ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے تقسیم کیا ہے ۔ آپ وضاحت کرنا چاہیں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ملک صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

چوہدری محمد ریاض پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی :۔ جناب والا ۔ اس بارے میں عرض یہ ہے کہ سارے نوٹس انگریزی میں چھپے ہوئے تھے یہ فیڈرل گورنمنٹ اور صوبائی گورنمنٹ کے درمیان خط و کتابت تھی ۔ انشاء اللہ کل تک ہم اس کو اردو میں رقم کر کے تقسیم کر دیں گے ۔

جناب سپیکر :۔ ٹھیک ہے ۔ شکریہ ۔

مسٹر نسیم احمد : (پارلیمانی سیکرٹری) ۔ جناب والا ۔ میں تھوڑی سی یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ اردو میں تو چھپ جائیں گے ۔ مگر اس میں بہت سے اوریجنل لیٹرز ہیں جو معزز ممبران کو دکھانے کے لئے ہیں تاکہ انہیں پتا چلے کہ اصل بات کیا ہے ۔ اگر یہ اردو میں چھپے تو یہ اوریجنل لیٹرز کسی کو نہیں مل سکیں گے ۔

ایک معزز ممبر :۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کرونگا کہ ان لیٹرز فوٹوسٹیٹ کاپیاں اردو زبان میں بھی ہونی چاہئیں یعنی ان کا اردو میں ترجمہ ہو جائے مگر اوریجنل

لیٹرز ساتھ ملنے چاہیئے تاکہ سب حضرات کو پتا چل جائے کہ یہ طویل بحث انہیں کے نئے ہوئی اور جو پرانے وقت کی باتیں ہیں ان کا صحیح معنوں میں پتا چل جائے۔

جناب سپیکر:۔ اس کا اُردو میں Translation کراتے وقت فاضل ممبر کی رائے کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

ملک طیب خاں اعوان:۔ جناب سپیکر مجھے بولنے کی اجازت ہے۔

جناب سپیکر:۔ جی تسیں ارشاد فرماؤ کہ تسیں پوائنٹ آف آرڈر تے بولنا چاہندے سو؟ جی فرماؤ۔

ملک طیب خاں اعوان:۔ جناب والا۔ آپ نے اس محکمے کو حکم دیا ہے کہ اس کی وضاحت کریں، نہ کہ آپ نے یہ کہا ہے کہ ہم اُردو میں چھاپ دیں گے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ یہ پلندہ جو ہمارے سامنے رکھ دیا ہے یہ انگریزی کا ہے ہمارے سامنے وضاحت کریں کہ یہ کیا ہے۔ آپ نے بھی یہی کہا ہے۔ انہوں نے بھی یہ کہا ہے کہ ہم اُردو میں چھاپ دیں گے۔ یہ تو نہیں کہا آپ نے کہ کل اُردو میں چھاپیں۔ آپ نے کہا کہ آپ اس کی کوئی وضاحت کرتے ہیں تو ہمارے سامنے اس کی وضاحت پیش کریں۔ کیونکہ ہمارے لئے یہ مسئلہ جان لیوا بن چکا ہے۔ ہمارے ملک کے لئے یہ جان لیوا مسئلہ بن چکا ہے۔ ازراہ کرم اس مسئلے کا جلد از جلد فیصلہ کیجئے گا۔

جناب سپیکر:۔ پیشتر اس کے کہ یہاں اسحاق صاحب اپنی بات کو دوبارہ شروع کریں، اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے بارے میں جناب راہی صاحب نے اپنی تقریر میں کچھ اعتراضات کئے تھے، میں فاضل ممبر کی توجہ رول ۴۶ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جس میں یہ ہے کہ

Rule 46. Questions relating to the Secretariat of the Assembly including the conduct of its officers, may be asked for the Speaker by means of a private communication and not otherwise.

اس لیے آپ کی تقریر کا وہ حصہ جو اسمبلی سیکرٹریٹ کے متعلق ہے اس کو حذف کیا جاتا ہے اور ابھی جو یہاں سیکرٹریٹ کے بارے میں فاضل ممبر نے بات کی ہے ان کی توجہ بھی میں اس رول ۷۶ کی طرف مبذول کراؤں گا کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے بارے میں ان کے کسی شخص کی کارکردگی کے بارے میں یا کسی آفیشل کے بارے میں یا اسمبلی کی کارکردگی کے بارے میں اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو آپ سپیکر کے چیمبر میں ان سے رابطہ پیدا کریں۔ بجائے اس کے کہ آپ اس کو ہاؤس میں زیر بحث لائیں۔ شکریہ

* *

* *

* *

(بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی)

جناب محمد ارشد :- پارلیمانی سیکرٹری ۔ جناب سپیکر میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ اس ہاؤس کا بڑا تقدس ہے بڑا وقار ہے ۔ میرے نوٹس میں ایک بڑی اچھی بات ہے کہ ہمارے اراکین اسمبلی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ انگریزی کی بجائے اردو میں تقریر ہونی چاہیئے۔ یہ اپنی جگہ بڑی اچھی بات ہے لیکن میرے بھائی پرانے پارلیمنٹیرین ، رانا پھول صاحب، انہوں نے اس ہاؤس میں یہ بات کی ہے کہ انہوں نے اس پمفلٹ کو اٹھا کر پھینکا ہے تو یہ ایک غیر پارلیمانی ہے اور defamatory ہے اور یہ قانون اور ضابطے کے خلاف ہے اور دوسرے بات میرے وہ بڑے بھائی یہ کرتے ہیں کہ بیٹھے بیٹھے cross talk کرتے ہیں ۔ یہ بھی غیر پارلیمانی اور خلاف قانون ہے رولز اور ریگولیشن کے خلاف ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جناب سپیکر آپ کی وساطت سے آپ سے بھی اور ان سے بھی کہ اس ہاؤس کے تقدس کو بحال کرنا آپ کا اور پابند رہنا ہمارا فرض ہے ۔

رانا پھول محمد خاں :- جناب والا۔ میرے متعلق جو اعتراض اٹھایا گیا ہے اگر میں نے پارلیمانی روایات کی خلاف ورزی کی ہے تو میں اس پر معذرت چاہتا ہوں اور انہوں نے جو وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔ اس پر میں شاباش دیتا ہوں، ان کو سپیشل گرانٹ دی جائے۔ اور انہیں ترقی دی جائے۔

جناب محمد ارشد :- پارلیمانی سیکرٹری، جناب گزشتہ اسمبلی میں یہ بھی ممبر رہے ہیں اور میں بھی ممبر رہا ہوں۔ یہ اس طرح سے پھینکنا defamatory ہے اور یہ اسمبلی تقدس کے خلاف ہے۔ اس پر فیصلہ میں نے نہیں آپ نے نہیں کرنا بلکہ یہ فیصلہ جناب سپیکر کریں گے۔

رانا پھول محمد خاں :- جناب والا۔ میں نے معذرت کر لی ہے اور الفاظ واپس لے لئے ہیں

جناب سپیکر :- رانا پھول محمد خان کے الفاظ واپس لینے کے بعد اور معذرت کر لینے کے بعد، میں سمجھتا ہوں کہ فاضل پارلیمانی سکرٹری اپنا پوائنٹ آف آرڈر withdraw کرتے ہیں؟

جناب محمد ارشد :- میں اپنا Point of Order واپس لیتا ہوں جی۔

جناب سپیکر :- میاں اسحاق صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد اسحاق :- جناب سپیکر، پولیس کی مد کے تحت ۹ کروڑ ۵۵ لاکھ ۲۷ ہزار ۱۳۰ روپے کی اضافی رقم مطلوب ہے۔ میں اس کے متعلق اپنی گزارشات پیش کروں گا کہ یہ اتنی کثیر رقم جو ہے، کسطرح خرچ کی جاتی ہے۔ اگر ہم تھانوں کا معائنہ کریں اور وہاں جا کر دیکھیں کہ پولیس والوں کی کیا حالت ہے۔ وہ اگر رشوت لیتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ مجبوری کی حالت میں لیتے ہیں Shame .... Shame .. یہ تمام پیسے اوپر والے طبقے پر خرچ ہو رہے ہیں۔ آپ جناب والا میری وضاحت سن لیں اس سلسلہ میں۔ آپ تھانہ ریس کورس کی حالت دیکھیں اور اس کے

ارد گرد جو افسران کی کوٹھیاں ہیں ان کی حالت دیکھیں میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ تھانہ کی حالت دیکھیں کہ جو نچلا طبقہ ہے۔ اس کو کوئی خاص مراعات نہیں دی جاتیں۔ گورنمنٹ کو دیکھنا چاہیئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:۔ میاں صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد اسحاق:۔ جناب سپیکر۔ یہ میرے فاضل دوست میری بات سمجھ نہیں سکے ہیں۔ رشوت تبھی ختم ہوگی جب آپ کسی کو صحیح مراعات دیں گے تو، جب آپ اس کے بچوں کا خیال کریں گے تو، اگر آپ اس کو رشوت لینے پر مجبور نہیں کریں گے تو میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ تھانہ ریس کورس روڈ، یہ سب سے مشہور تھانہ ہے جی او آر اسٹیٹ کے پاس ہے یہ تھانہ۔ وہاں پر جو اعلٰے افسران ہیں ان کی کوٹھیوں کا آپ معائنہ کریں اور تھانہ کا معائنہ کریں، کیوں کہ میں نے خود وہاں دیکھا ہے وہاں ان کے لئے بیت الخلاء تک نہیں ہے۔ وہاں ان کے لئے کچن نہیں ہے تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے، میں کوئی پولیس کی طرفداری نہیں کر رہا ہوں، میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو نوجوان رات دن ہماری خدمت کرتے ہیں، اگر آپ ان کو تنخواہ صحیح نہیں دیں گے تو وہ مجبوراً رشوت لیں گے۔ وہ رشوت لیتے ہیں۔ میں اس حد تک پولیس کے خلاف ہوں، پولیس کو صحیح کرنا چاہیئے، یہ پولیس جب تک صحیح نہیں ہوگی ہمارے ملک کی جو ساری انتظامیہ ہے کبھی بھی صحیح نہیں ہوگی۔ لہٰذا ہمیں سب سے پہلے پولیس کو صحیح کرنا ہوگا۔ اگر پولیس صحیح ہو جائے تو کسی کو رشوت لینے کی جرأت نہیں ہوگی، یہ باڑ جو ہے، یہ باڑ کھیتی کو کھا رہی ہے، تو یہ کھیتی کیسے بچے گی۔ اگر ہم اس ملک کی بنیادیں مضبوط کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ہمیں پولیس کو ٹھیک کرنا ہوگا۔ ورنہ جب تک پولیس ٹھیک نہیں ہوگی تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہ رشوت

ستانی چلتی رہے گی۔ انٹی کرپشن کے محکمے بنتے رہیں گے۔ محکموں پہ محکمے چلتے رہیں گے اگر ہم چاہتے ہیں کہ رشوت کو ختم کیا جائے تو پہلے پولیس کو صحیح کیا جائے۔ پولیس کو زیادہ سے زیادہ مراعات دی جائیں تب جاکر رشوت بند ہو گی۔

جناب سپیکر:۔ تشریف رکھیئے۔ تشریف رکھیئے۔ 'Please sit down' میاں صاحب آپ ذرا رکئے۔ آپ بیٹھئے آپ تشریف رکھیں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنا چاہتے ہیں۔ فرمایئے۔

جناب محمد افضل چن:۔ میرے فاضل دوست نے جناب والا جو یہ بات کہی ہے کہ ان کو مراعات دی جائیں تو اس سے بیشتر مولوی صاحب نے یہ بھی بات فرمائی تھی کہ رشوت لینا پولیس والوں کی مجبوری ہے میں مولوی صاحب پہ ایک تو جناب والا یہ واضح کر دینا چاہوں گا کہ اسلام کے مطابق بالکل کوئی مجبوری نہیں ہوتی ہے۔ اسلام میں کبھی حرام جائز نہیں ہو سکتا ہے۔ چاہے جتنی مجبوری ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ صاحب جتنے بھی یہاں پر محکمے انسداد رشوت ستانی کے کچھ بنائیں کچھ کریں۔ یہ رشوت کو نہیں روک سکتے ہیں۔ جب تک کہ آپ کے قوانین کی بنیاد صرف انصاف پر نہ ہو۔ وہ چاہے نظام مصطفےٰ ہو، یا کوئی اور نظام ہو۔ جس نظام کی بنیاد عدل پہ نہیں ہو گی وہ نظام Corruption کو نہیں روک سکتا ہے۔ کبھی نہیں روک سکتا ہے۔ صرف جب نظام مصطفےٰ کی بنیاد عدل پر ہو گی۔ تو میں گارنٹی دیتا ہوں کہ نہ کوئی بیوروکریٹ ہو گا۔ یہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ یہ کیوں نظر آتے ہیں، صرف ایک چیز کا فقدان ہے کہ انصاف نہیں ہے۔ جب انصاف ہو گا۔ تو سب ٹھیک ہو گا۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:۔ آپ میاں صاحب تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب اگر آپ اپنی تقریر جاری رکھنا چاہتے ہیں تو اس کو ضمنی بجٹ تک محدود رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر :۔ رائے صاحب آپ تشریف رکھیں۔
میاں صاحب اگر آپ اپنی بات جاری رکھنا چاہتے ہیں تو براہ مہربانی اپنی بات کو سپلیمنٹری بجٹ پر confine کیجئے۔

میاں محمد اسحٰق :۔ جناب والا میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انتظامیہ پر جو اتنی کثیر رقم خرچ ہو رہی ہے یہ کاغذی خرچ ہے اس کا ہمیں کیا مل رہا ہے میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جو اتنی بڑی اور کثیر رقوم خرچ کی جا رہی ہیں۔

رائے احمد سعید خاں : (پوائنٹ آف آرڈر) سر جناب والا کافی تنگ آنے کے بعد میں یہ محسوس کیا ہے آپ ہاؤس کو صحیح طریقہ سے کنٹرول نہیں کر رہے۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے باہر ہمارا مذاق اڑے گا۔ اخباروں والے ہمارا مذاق اڑائیں گے۔

مسٹر سپیکر :۔ آپ کی یاد دھانی کا شکریہ۔ میاں صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد اسحٰق :۔ جناب والا میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ۹ کروڑ، ۲۰ کروڑ، ۳۰ کروڑ روپے کی رقوم خرچ کی جا رہی ہے ....

ایک معزز رکن :۔ جناب والا میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کوئی معزز رکن آپ کو آرڈر کر سکتا ہے کہ آپ غلط کام کر رہے ہیں یا آپ ہاؤس کو کنٹرول نہیں کر رہے

(قطع کلامیاں)

ایک آواز :۔ ہونے والے پارلیمانی سیکرٹری ہوں گے۔

ایک معزز رکن :۔ کیا یہ آپ کو direct کر سکتے ہیں۔

مسٹر سپیکر :۔ یہ مجھے directions نہیں دے رہے بلکہ suggestions دے رہے ہیں، میاں صاحب آپ فرمائیں۔

میاں محمد اسحٰق :۔ جناب سپیکر میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انتظامیہ کو جو تنخواہیں دی

جاتی ہیں، کاریں دی جاتی ہیں ان کے بدلے ہمیں یعنی عوام کو دیا جاتا ہے میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے پہلے ڈپٹی کمشنر صاحب نے لاہور میں کافی دفعہ Price control committee کی میٹنگیں کی ہیں اور ان میٹنگوں کا تعلق دفتر تک تھا، اخبارات تک تھا یا پھر ٹی وی تک تھا، لہٰذا میری بات کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو وافر پیسہ خرچ کیا جاتا ہے ہمیں اس سے یعنی عوام کو واپس میں کیا ملتا ہے اور عوام کے حقوق جو حقوق العباد ہیں پورے نہیں کئے جاتے اور جتنا پیسہ خرچ کیا جاتا ہے وہ فضول ہی خرچ کیا جاتا ہے اور یہ سب کاغذی کارروائی کی جاتی ہے اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ جناب والا ہمارے ملک پاکستان میں آج تک اگر کوئی کمی محسوس کی جارہی ہے تو وہ عمل کی کمی ہے۔ اس میدان میں کسی بات پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔ اگر آپ غور فرمائیں تو میں ابھی آپ کو اسمبلی ہال کی مثال دیتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے کئی دفعہ یہ بیان دیا کہ یہاں پر حزب اختلاف نہیں ہے مگر آپ کے سامنے اسمبلی میں Eyes اور Noes کے بورڈ لگے ہوئے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر ان بورڈوں کو اتار دیا جاتا یا پھر حزب اختلاف کی اجازت دی جاتی اور اگر حزب اختلاف نہیں ہے اور سارے مل کر بھائی بھائی ہیں تو پھر ان بورڈوں کی کیا ضرورت ہے۔ یہ عمل کی بات ہو رہی ہے کسی شعبہ میں بھی صحیح معنوں میں عمل نہیں ہو رہا اور اگر عمل شروع ہو جائے تو میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں پاکستان کی حالت بدل سکتی ہے۔ قول و فعل میں اس تضاد کو ختم کرنا ہوگا۔ یعنی جو زبان سے کہا جائے اس پر عمل بھی کیا جائے اور اگر عمل نہیں کیا جاتا تو ہم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مخدوم زادہ سید محمد احسن شاہ ۔ جناب مولانا صاحب کی بات پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : جی۔ فرمائیے۔

مخدوم زادہ سید محمد احسن شاہ :۔ جناب والا مولانا صاحب کو روزہ لگا ہوا ہے اسلئے

زیادہ بول رہے ہیں۔ اصل میں یہ غیر متعلقہ باتیں کر رہے ہیں ان کو چاہیے کہ یہ ضمنی بجٹ کے موضوع پر ہی بات کریں۔ پولیس یہ وہ خرچے یہ سب غلط بات ہے۔

مسٹر سپیکر:- تشریف رکھیں جناب آفتاب احمد شیخ

(قطع کلامیاں)

پارلیمنٹری سیکرٹری کوآپریٹو:- بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب سپیکر و معزز اراکین اسمبلی:-

ایک آواز:- یہ پارلیمنٹری سیکرٹری ہیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ:- یہ آپ نے وضاحت کر دی کہ میں واقعی پارلیمانی سیکرٹری ہوں شکریہ۔

جناب والا عرض یہ ہے کہ جس وقت بجٹ بنایا جاتا ہے۔ اس وقت کوشش یہ کی جاتی ہے کہ سال کے دوران جتنے اخراجات اٹھنے ہوں ان کا تقریباً تخمینہ لگایا جائے۔ لیکن سال کے دوران کچھ بدلتے ہوئے حالات اور کچھ اخراجات ایسے ضرور ہوتے ہیں جنہیں ہم unforeseen expenditure کہتے ہیں کچھ تجاویز آتی ہیں اور اخراجات بڑھنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ کوئی نئی بات نہیں ہر حکومت ہر سال جون کے اختتام پر اپنے مالی سال کے اختتام کا ضمنی بجٹ پیش کرتی ہے اور پارلیمانی نظام حکومت میں یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اس پہ بحث کریں، ہم اچھی باتوں کو بھی سامنے لائیں اور ان کے تاریک پہلوؤں کو بھی سامنے لائیں۔ لیکن بہر صورت ہمیں دیکھنا ہوگا کہ کیا یہ جو اخراجات اٹھے ہیں ان کا تعلق جائز تھا یا ناجائز تھا اس ضمن میں میں یہ عرض کر دوں۔۔۔

رانا پھول محمد خاں:- جناب والا یہ غیر پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔

مسٹر سپیکر:- رانا صاحب آپ یوں ہی بیٹھے بیٹھے جو جی چاہے کہہ دیں۔

(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری کواپریٹیو:۔ رانا صاحب دیکھیں جب آپ کچھ ارشاد فرماتے ہیں تو ہم آپ کی باتیں بڑے غور سے سنتے ہیں براہ مہربانی آپ بھی میری کچھ عرض سنیں ۔جناب والا یہاں پر یہ کہا گیا کہ یہ بجٹ ایک مذاق ہے۔ بجٹ مذاق نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی باتیں ہیں۔

سب سے پہلے میں انتظامی اخراجات کی طرف آتا ہوں، اس میں شک نہیں کہ انتظامی اخراجات ضرور بڑھے ہیں ، لیکن ہمیں یہ اندازہ کرنا ہوگا ہمیں یہ تخمینہ لگانا ہوگا کہ یہ اخراجات درست ہیں یا غلط ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ انتظامیہ پر اخراجات بالکل درست ہوتے ہیں بلکہ اگر آپ صحیح معنوں میں غور سے دیکھیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں پولیس پر زیادہ سے زیادہ اخراجات اٹھانے ہوں گے ۔ آج آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ایک شخص جو کہ واردات کرنے آتا ہے اس کے پاس ۱۹۸۵ء ماڈل کرولا کار ہوتی ہے ۔لیکن ہمارے تھانوں کی یہ حالت ہے کہ ہمارے پاس وہاں پر گاڑیاں نہیں ہیں کہ وہ ان کا تعاقب کرسکیں ، اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں اور میری فاضل ارکان سے یہ درخواست ہوگی کہ براہ مہربانی ضمنی بجٹ میں مرتب شدہ آپ منظور فرمائیں اور اس معاملے میں آپ بھی میری طرح یہ گزارش کریں کہ آئندہ مالی سال میں بھی پولیس پر زیادہ خرچ کیا جائے۔

نمبر ۲۔یہاں پر ریفرنڈم کی بات بھی ہوئی ہے ۔ معزز ارکان آپ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ اس ملک میں تقریباً آج سے ۸ سال پہلے مارشل لاء نافذ ہوا میں ایک منتخب نمائندے کی حیثیت سے کبھی نہیں کہتا کہ مارشل لاء ایک درست سمت ہے بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مارشل آزاد قوموں کیلئے ایک بدنما داغ ہوا کرتا ہے لیکن کن حالات کے تحت مارشل لاء آیا یہ بات اسوقت ہم نہیں کر رہے بلکہ ہم نے یہ سوچنا ہے کہ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ اگر ایک چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے دوسرا راستہ اختیار کرلیا . . . .

اور اپنے آپ کو عوام کے سامنے پیش کر دیا اور کہا کہ مجھے ووٹ دیکر آپ اگلے پانچ سال کے لیئے منتخب کریں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا ایک ٹھیک قدم تھا اور اصولی طور پہ ہمیں ان اخراجات کو تسلیم کرنا ہوگا۔

جناب فضل حسین راہی :۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ میں عرض کرنا چاہنا ساں کہ ساتوں اگر تسی اے بحث چھیڑنی اے کہ ریفرنڈم جائز سی یا ناجائز سی تے اودھے وچ بڑی debates ہووے گی۔

Mr. Speaker : This is no point of order.

یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھئے۔

Sit down please. (قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی :۔ میں پوائنٹ آف آرڈر تے جیہڑی گل کرنی اے او سن لو اے میں ویسے گل کیتی سی سر جیہڑی میں پوائنٹ آف آرڈر تے گل کرنی اے او اے وے کہ صوبائی حکومت دے جیہڑے اخراجات نے او مرکزی حکومت دے جیہڑے اخراجات نے میرا version اے۔ اے میری تقریر دا version اے میرا اپنا اے نکتہ نظر سی۔ میں ایتھے درخواست کیتی۔ ہاؤس وچ اے عرض کیتا کہ اے صوبائی حکومت دا معاملہ نہیں سی ریفرنڈم۔ اے مرکزی حکومت دا معاملہ سی۔ اور مرکزی حکومت دے معاملیاں دے اتے اٹھن والے خرچے مرکزی بجٹ دے وچوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر :۔ راہی صاحب تشریف رکھو۔

میاں عطا محمد قریشی : پوائنٹ آف آرڈر سر

جناب سپیکر :۔ تسی راہی صاحب دی گل تے پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہندے او۔

میاں عطا محمد قریشی :- نہیں جناب میں شیخ صاحب پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتا ہوں

جناب سپیکر :- آپ ابھی ان کو بات تو شروع کرنے دیں ۔

میاں عطا محمد قریشی :- ابھی ابھی آپ نے ایک فیصلہ کیا تھا کہ جو آدمی آج بجٹ پر بحث کرنا چاہتا ہے وہ اپنے نام کی چٹیں مجھے جمع کرا دیں تو آیا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان صاحب کی چٹ آپ کے پاس موجود ہے ۔

جناب سپیکر :- جی موجود ہے ۔ میں نے ان کا نام پکارا ۔ آپ جاگ رہے تھے ۔۔۔۔۔ شیخ صاحب بات کیجئے ۔

میاں عطا محمد قریشی : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔

یہ میرے فاضل دوست پارلیمانی سیکرٹری صاحب بجٹ پر تقریر فرما رہے ہیں یا خوشامد فرما رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : This is no point of order.

: یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہم منتخب ارکان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پارلیمانی سیکرٹری کواپریٹو : اگر ہم ایک دوسرے پر اسی طریقے سے کیچڑ اچھالتے رہے تو باہر ہمارا لوگ مذاق اڑائیں گے یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ آٹھ سال بعد آنیوالی منتخب اسمبلی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر :- شیخ صاحب اپنی بات جاری رکھئے ۔

پارلیمانی سیکرٹری کواپریٹو :- جناب عالی ! ایک مد جس میں کہ مارشل کے اخراجات کے متعلق بات کی گئی ہے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ بعض ناگزیر وجوہات کے باعث مارشل لاء آیا ۔ لیکن مارشل لاء کی انتظامیہ ہماری انتظامیہ کے ساتھ ساتھ کام کرتی رہی اب ہمیں یہ کہنے میں عار نہیں ہونا چاہئیے جیسے کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اکثر و بیشتر لوگ یہ کہا

کرتے تھے کہ ہمارے مقدمات مارشل لاء انتظامیہ اور مارشل لاء کورٹس کے سپرد کر دیئے جائیں۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ بھی پاکستان کا ایک حصہ ہیں۔ وہ بھی ہماری مشینری کا ایک حصہ ہیں۔ اس لئے جو اخراجات مارشل لاء کے تھے ہیں ان کو جائز قرار دیا جائے اور ان کو تسلیم کر لیا جائے۔

جناب عالی! میری آپ سے درخواست ہے مسجد کے اماموں کے متعلق بات ہوئی۔ الحمد للہ! ہم سب مسلمان ہیں۔

رانا پھول محمد خاں :- سب نہیں۔ ہم میں کرسچن بھی ہیں۔

(قہقہے)

پارلیمانی سیکرٹری کوآپریٹیو : اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک امام کا مسلمان سلطنت کے اندر ایک بہت بڑا مقام ہوا کرتا ہے۔ اور میں یہ بھی کہتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج سے چودہ سو سال پہلے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے اور ہم نے جب سے کلمہ پڑھا تو ان کے اس دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد اب تک یہ کام ہمارے امام صاحبان کے ذمہ ہے۔ اور وہ اسے بخوبی سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو اخراجات ہم یہ تھے یہ بھی کم ہیں ہمیں اس سے بھی زیادہ ان کی قدر کرنی ہوگی ان کا احترام کرنا ہوگا اور انہیں اس قابل بنانا ہوگا کہ وہ معاشرے کے ایک باثر اور مفید کام کرنے والے لوگ بن جائیں۔

جناب سپیکر تعلیم پر اخراجات کی بات کی گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم ایک بنیادی حق ہے جو کہ ہر پاکستانی کو دیا جانا چاہیئے اور میں یہ بھی کہنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتا ہوں کہ ایک سال کے دوران ہم نے بہت سے مکتب سکول مساجد کھولے سکولوں کو "upgrade" کیا گیا اس لئے اس پر جو فاضل اخراجات آئے ہیں ان کو بھی جناب آپ کو تسلیم کرنا ہوگا۔ آخر میں میری آپ

حد پہ انتہا رہے کہ یہاں پہ یہ سوال بھی اٹھایا گیا کہ یہ اخراجات صوبے کے نہیں بلکہ مرکز کے ہیں اور مرکز کو ادا کرنا ہوں گے۔ یہ ٹھیک ہے لیکن ہم نے یہ بھی سوچنا ہوگا کہ مرکز اور صوبوں میں کوئی فرق نہیں ہے بنیادی طور پہ ایک قوم ہیں۔ ہمیں یہ ایک قوم کی حیثیت سے سوچنا ہوگا۔ ہم بلوچستان سے لیکر سرحد تک ایک قوم ہیں اور وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھنے والے ہیں اور وہ مسلمان ہیں اور پاکستانی ہیں لہذا ہمیں اس سلسلوں پر ایک قوم تک سوچنا ہوگا۔ ان تمام معروضات کی روشنی میں میری آپ تمام ارکان اسمبلی سے یہ درخواست ہوگی۔ یہ زوردار اپیل ہوگی کہ اس بجٹ کو فاضل بجٹ کو آپ تسلیم کر لیجئے۔ شکریہ۔

جناب فضل حسین راہی : سر میں پوائنٹ آف آرڈر تے گل کرنا چاہندا آں۔

جناب سپیکر : آپ کسی اور کی بات بھی سن لیا کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی : سر میں عرض کراں جی۔ اک چھوٹی جئی گل اے کہ اے کم از کم پارلیمانی سیکرٹری لا سنے اوناں نے حکومت نے اینوں توں ایہہ پتہ ہونا چاہی دا اے کہ صوبیاں دے وچ اور مرکز دے وچ بڑا فرق اے اور اے صوبے دے پارلیمانی سیکرٹری نے۔ اگر اینوں نوں فرق نئیں نظر آندا تے اور جیڑا مرکز دا اونوں لا کے آپ بن جان۔

(قہقہے)

او کم از کم ایس گل دے اتے غور کرن۔ بڑا فرق اے۔ اور صوبائی حقوق اور مرکزی حکومت اگر سے ساریاں چیزاں دا فرق نہ ہوئے تے ایس ویلے پاکستان دے وچ جیڑے Issues پیدا ہوئے۔ اے ناں ہون۔

جناب سپیکر : اے تہاڈا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بندا راہی صاحب۔

جناب فضل حسین راہی : سر بندا تے ہے سی اوہ علیحدہ گل اے . . . .

(قہقہے)

جناب سپیکر : معزز خواتین و حضرات اس وقت میرے پاس آج کے مقررین کی لسٹ

"exhaust" ہو چکی ہے اور کل کے لئے جو مقررین کی لسٹ ہے وہ تقریباً چالیس کے قریب ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ چالیس مقررین کل تقریر نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے ان میں سے جو صاحبان آج بولنا چاہیں وہ آج بول سکتے ہیں وہ اپنا نام بھیج دیں کہ وہ آج بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں عطا محمد قریشی : جناب سپیکر! تحریک التوا کا کیا ہوا۔

جناب سپیکر : تحریک التوا کے لئے بجٹ کے بعد ایام مقرر ہیں۔

میاں عطا محمد قریشی : جناب ایک ضروری اور اہم مسئلہ تھا۔ یہ وقت گزر جائے گا تو پھر بہت دیر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر : تحریک التوا اسمبلی ضابطے کے مطابق بجٹ میں نہیں آ سکتی۔

جناب محمد رفیق : ابھی آپ نے یہ فرمایا ہے میرے ایک فاضل دوست کے جواب میں کہ Budget Session کے دنوں میں سوالات کا وقفہ نہیں رکھا جا سکتا۔ سوالات نہیں کئے جا سکتے ہیں تو میری Submission جناب والا یہ ہے کہ ۱۰ تاریخ کے بعد جو دو دن مقرر کئے گئے ہیں۔ ممکن ہے کہ گورنمنٹ بجٹ پاس کروانے کے بعد ان سوالات کو دیکھے کہا جائے یا وقفہ نہیں عنایت فرمائے اور اس ضمن میں، میں یہ کوڈ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وفاقی بجٹ جو کہ صوبائی بجٹ سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ وہاں پر بھی قومی اسمبلی میں سوالات کا وقفہ رکھ لینا منظور کر لیا ہے۔ تو آپ سے یہ گزارش ہے چونکہ یہ بات ابھی سامنے آئی ہے تو میں یہ گزارش ہے چونکہ یہ بات ابھی سامنے آئی ہے تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ سوالات کا وقفہ ضرور رکھیں تاکہ اہم سوالات رہ نہ جائیں۔ جبکہ سنٹرل گورنمنٹ نے بجٹ سیشن کے دوران میں سوالات کا وقفہ رکھنا منظور کر لیا ہے تو آپ یہاں صوبائی بجٹ میں کیوں نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر : ہمارے صوبائی اسمبلی پنجاب کے اپنے قواعد و ضوابط اور رولز ہیں جن کے مطابق ہم نے چلنا ہے اگر قومی اسمبلی میں وقفہ سوالات رکھ دیا گیا ہے تو ممکن ہے کہ ان کے رولز ان کو "permit" کرتے ہوں۔ ہمارے رولز یہاں ہمیں "permit" نہیں کرتے

کہ Budget discussion پہ وقفہ سوالات نہیں ہوتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان پوائنٹ آف آرڈر

جناب کسی دفعہ کو منسوخ کرکے اگر آپ کے پاس وقت ہو تو آپ اجازت دے سکتے ہیں۔ یہ تو آپکو اختیار ہے اور پھر قومی اسمبلی کے مطابق نہیں اس کی نقل بھی کرنی پڑے گی۔ اپنے رولز بھی تبدیل کرنے پڑیں گے وہ تو خیر آئندہ کی بات ہے۔ لیکن جناب جہاں چاہیں جس رولز کو چاہیں . . . . .

(قطع کلامیاں)

سردار زادہ ظفر عباس :۔ پوائنٹ آف آرڈر please

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ میں اپنے بزرگوں، دوستوں اور بھائیوں کا ممنون ہوں جنہوں نے میرے سیٹ پر بیٹھنے . . . .

(قطع کلامیاں)

بہنوں کا ویسے ہی احترام ہے۔ میں آپ لوگوں کا ممبران حضرات کا مشکور ہوں جنہوں نے میرے یہاں آنے پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ میں آپ سے یہ توقع بھی کرتا ہوں آپ میں میرے بزرگ ہیں، بہنیں ہیں، دوست ہیں اور بھائی بھی ہیں میرے ساتھ ٹھیک ٹھاک تعاون فرمائیں گے۔

(قہقہہ)

اب میں محترم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کو دعوت دوں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

سردار زادہ ظفر عباس :- ابھی ابھی دو ممبران نے جناب سپیکر سے استدعا کی تھی کہ وقفہ سوالات کی اجازت نہیں دی جا رہی ۔ نیشنل اسمبلی میں وقفہ سوالات کی اجازت دے دی گئی ہے تو اس رول کو suspend کر دیں جبکہ تمام ہاؤس کی مرضی ہے کہ یہاں پہ وقفہ سوالات ہو اور روزانہ ہو ۔ اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ مہربانی کریں اور وقفہ سوالات کا موقع ہمیں دیں ۔ کیونکہ اتنے بڑے ہاؤس کے سوالات کیلئے صرف دو دن ناکافی ہیں ۔

ایک فاضل ممبر :- جناب سپیکر صاحب اپنی رولنگ دے چکے ہیں ۔ اس لئے یہ یہ مسئلہ دوبارہ put نہیں کیا جا سکتا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- اب بشریٰ رحمن صاحبہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن :- جناب سپیکر میری قسمت میں جو لمحے آئے وہ آپ کو بھی عروج پر لے آئے ۔ اس لئے میں آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں ۔ اپنی بات کہنے سے پہلے میں تھوڑی سی باتیں اس معزز ایوان کی خدمت میں عرض کرنی چاہتی ہوں ۔ بجٹ کی بات بھی ہوگی ۔ اور ضرور ہوگی ۔ وہی بات میں کہنے کے لئے میں کھڑی ہوئی ہوں ۔ ہم عورتیں بھی اس معزز ایوان میں موجود ہیں ۔ جناب والا اور جس وقت سیشن شروع ہوتا ہے ۔ آج تیسرا دن ہے سیشن ہو رہا ہے ۔ ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ سیشن کو رن کا میدان بنایا جاتا ہے اگرچہ ہم یہاں موجود ہیں ۔ آپ کو ہم خواتین سے سبق سیکھنا چاہئے کہ کس تحمل سے کس رواداری سے کتنے مہذب انداز سے اور کس شائستگی سے اس ایوان کو سنتے ہیں ۔ دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ مرد کو آداب زندگی اور آداب نشست و برخاست ، آداب تکلم عورت نے ہی سکھائے ہیں ۔ ہماری یہ درخواست ہے کہ ہمارے معزز اراکین علم میں ، عقل میں تجربہ میں اور مشاہدے میں ہم سے زیادہ ہیں ۔ ہم سے صرف آداب ایوان سیکھ لیں ۔ اپنی بلاسٹک پہ بولیں ۔ کسی کی

دلآزاری نہ کریں یہاں پر جائیدادیں تقسیم نہیں ہو رہیں بلکہ ہم غلط تقسیم کے خلاف آواز اٹھانے کے لئے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم کسی کی انا کو مجروح کرنے کیلئے یہاں پہ نہیں آئے بلکہ اپنی مری ہوئی انا کو زندہ کرنے کے لئے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم کسی کو نہ مولوی ہونے کا طعنہ دے سکتے ہیں نہ ہم کسی کو عالم ہونے کا طعنہ دے سکتے ہیں۔ نہ ہم کسی کے کمین کہنے پر اس کی نیت پر شک کر سکتے ہیں۔ مجھے بہت افسوس ہے جناب والا ہماری یہ فطرت ثانیہ بن چکی ہے کہ ہم ہمیشہ دوسروں کی نیت پر شک کرتے ہیں۔ ہم کسی کو خلوص کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ اور اسی میں ہمارا بہت زیادہ وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اڑتیس سالوں میں سے اگر ہم اپنے وقت کا ضیاع نکالیں تو میرا خیال ہے کہ تیس برس صرف ہمارے ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے میں صرف ہو گئے ہیں۔ اور ہمارے پاس، ہمارے ہاتھوں میں، اور ہماری فائلوں میں صرف آٹھ سالوں کا حساب بنتا ہے۔ اگر اس ملک کے آٹھ سالہ بچہ کہیں تو ہمیں شرم آئے گی۔ ——————

کہتے ہوئے کہ اڑتیس سال کے نوجوان کو آپ ۸ سالہ نہیں کہہ سکتے۔ جمہوریت کا عمل جب شروع ہو چکا اور جس کے ناطے ہم یہاں پہ آ کے بیٹھ چکے۔ تو پھر آپ اس کو آگے کیوں نہیں لے کے چلتے۔ جناب والا! ہماری مثال اس بچے کی ہے جو نیا نیا چلتا ہے یا چلنا سیکھنا چاہتا ہے تو والدہ محترم اس کے لئے walker لاتی ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا جناب والا! آج نو دس مہینے کا بچہ walker میں ڈالا جاتا ہے تو وہ کوشش کرتا ہے آگے جانے کی لیکن walker اپنے زور سے اسے پیچھے لے آتا ہے اور وہ دس بارہ قدم پیچھے چلا جاتا ہے پھر اس کی ماں اسے گھسیٹ کے آگے کرتی ہے۔ پھر walker اسے پیچھے لے جاتا ہے۔ لیکن پیچھے جانا جناب والا بہت

آسان فعل ہے۔ آگے جانے کے لئے بہت زور لگانا پڑتا ہے۔ آگے جانے کے لئے اس کی ماں کو بھی زور لگانا پڑتا ہے۔ ہم یہاں مائیں بہنیں اس صورت میں بیٹھی ہیں کہ اگر ایوان کی کارروائی اس walker کی طرح پیچھے جا رہی ہو تو ہم زور لگا کے اس کو آگے لے آئیں۔ شائد مجھے حوصلہ ہوتا اور سنتی رہتی اور بولنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی مگر میں نے سوچا کہ آپ سے یہ عرض کر دیں۔ کل تک کسی کو پتہ نہیں آج آپ کے اختیار میں ہے۔ آج ہم کوئی اچھا کام کر جائیں۔ ہم بے شمار اراکین جو یہاں بیٹھے ہیں اگر ہم سے اس تمام عرصہ میں صرف ایک ایک اچھا کام ہو گیا تو امانت اس ملک کے سپرد کر دیں گے۔ اور یہی تہیہ کر کے بیٹھیں۔ ویسے ہنسی مذاق یہ بھی اچھی خوش فعلیاں ہیں اور اچھا لگتا ہے کہ جب آدمی بور ہو رہا ہو تو تھوڑا سا بیچ میں مذاق بھی ہو جائے۔ لیکن کسی کی دلآزاری کے ساتھ نہیں۔ جناب والا! اب میں بات کہوں گی تھوڑی سے بجٹ کی بحث ہو رہی تھی ضمنی بجٹ پہ اور بہت اچھی اچھی باتیں بھی ہوئی ہیں۔ سب سے پہلے تو میں بجٹ پیش کرنے پر جناب عزت مآب وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت مبارکباد پیش کرتی ہوں

(قطع کلامیاں)

جناب مجھے معلوم ہے کہ مجھے کیا کہنا ہے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جناب وزیر اعلیٰ نواز شریف کی حکومت کا یہ پانچواں بجٹ ہے۔ پہلے میں مبارکباد میں ان کی خدمت میں پیش کرتی ہوں اس کے بعد مخدوم الطاف احمد کی خدمت میں کہ انہوں نے اسے بڑی خوش اسلوبی سے پیش کیا۔ اگرچہ کہا جاتا ہے کہ یہ خسارے کا بجٹ ہے لیکن اس بجٹ میں امید کے بہت سے اوزان رکھ دیئے گئے ہیں۔ مثلاً تعلیم کے لئے بہت وافر رقوم ہیں اور ۳۰ ہزار ملازمتوں کے جواز اس میں شامل کئے

گئے ہیں۔ جب میں یہاں تک پہنچی تو میں نے کہا جناب والا!

(قطع کلامیاں)

آپ میری تصحیح نہ فرمائیں۔ جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں مجھے کہنے دیں۔ میں ایک نیم خواندہ عورت ہوں۔ مجھے اپنے انداز میں بات کرنے دیں ۳۰ ہزار ملازمتوں کے جو جواز پیش کئے گئے ہیں جناب والا! وہ خوش آئیند ہیں۔ دل خوش ہوتا ہے یہ سوچ کے کہ پنجاب میں یہ سب کچھ ہوگا۔ لیکن میں آپ سب کی

توجہ کل کی ایک اخباری خبر کی طرف دلانا چاہتی ہوں جس میں وفاقی حکومت کی طرف سے پنجاب کے لیئے ۱۹ انڈسٹریز بند کر دی گئی ہیں۔

جناب والا کسی بھی تحریک پہ . . . . . .

(قطع کلامیاں)

راؤ جعفر خاں :۔ جب ایک تحریک التوا پیش ہو چکی ہے تو اسکو supersede کرنے کے لئے پہلے کوئی بات نہیں ہو سکتی جب تک وہ تحریک التوا پیش نہ ہو۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ حضور والا سپیکر صاحب پہلے بھی کئی مرتبہ فرما چکے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پہ پہلے permission لینی چاہیئے۔

میں اپنے ممبران حضرات سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ کافی عرصہ سے بول رہے ہیں۔ اس لیئے ہمیں چاہیئے کہ ہم ادب سے ان کی باتیں سنیں۔

آپ بیٹھ جائیں جب آپ کی باری آئے گی تب آپ بات کر سکتے ہیں۔ محترمہ بات کر سکتی ہیں ان کو پورا حق ہے کہ وہ اپنی تحریک التوا پہ بات کر سکیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی :۔ جناب سپیکر میں پوائنٹ آف آرڈر پہ کچھ عرض

کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ فرمائیے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی:۔ گزارش یہ ہے کہ جو Adjournment Motion یہاں بات ہو رہی ہے اور کئی بار میرے دوستوں نے بات کی تو میں واضح رول ۱۲ اے کی تو مبذول کرواتا ہوں جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کی وساطت سے اپنے فاضل ممبران سے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ بجٹ discussion کے دوران کسی motion پر وجوہات ہو وہ نہیں ہو سکتی۔۔ I quote it ... ۱۱۲- اے کا Reference پیرا

Rule 112(1) "........., but no motion shall be moved at this stage, nor shall the Budget be submitted to the vote of the Assembly."

The words is 'shall'

یہ جنرل discussion کی بات ہے ۱۱۲ - اے کی مناسبت سے یہ اس دوران میں کوئی Adjournment Motion پیش نہیں ہو سکتی۔

(قطع کلامیاں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔)

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ حضور والا، آپ تشریف رکھیں Budget Session میں تحریک التواء پیش نہیں جا سکتی لیکن سپیکر صاحب کی مرضی سے پیش کی جا سکتی ~~لیکن صاحب کی مرضی سے پیش کی جا سکتی ہے~~۔ اس لئے کارروائی کو روکنے کا بھی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

رانا پھول محمد خان:۔ پوائنٹ آف آرڈر سر، جناب سپیکر جب کوئی تحریک استحقاق یا تحریک التواء کوئی رکن اسمبلی سیکرٹری صاحب کی وساطت سے ایوان میں تو اس پر اس کے پیش ہونے سے قبل بحث نہیں کی جا سکتی اس لئے میں جناب کی

وساطت سے اپنی محترم بہن سے گزارش کروں گا کہ وہ بجٹ پر ہی بحث شروع کر دیں اور اس کو ان کی خواہش کے مطابق ملتوی کر دیں جو وہ فرمانا چاہتی ہیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن :۔ جناب والا، اول تو انہوں نے میری بات پوری سنی ہی نہیں یہاں پر لوگوں پر یہ مثال صادق آتی ہے . . . . (قطع کلامی) . . .

آپ میری بات سنیں میں بحث نہیں کر رہی ہوں اور نہ ہی میں کوئی نئی تحریک پیش کر رہی ہوں میں نے ضمناً اپنی بھیجی ہوئی تحریک التوا کے بارے میں بات کی تھی اگر آپ سن لیتے اور اس سے پہلے میں معذرت چاہتی ہوں مجھے بالکل معلوم نہیں تھا کہ اس قسم کی کوئی تحریک پیش ہو چکی ہے کیونکہ جب میں ہاؤس میں آئی ہوں تو ایسا کوئی اعلان نہیں ہوا - اس لیے میں معذرت چاہتی ہوں کہ مجھے پہلے سے معلوم نہیں تھا۔ اور اگر اب معلوم ہو گیا ہے تو ٹھیک ہے آپ اس کو اپنا استحقاق سمجھتے ہیں تو اس کے اوپر اپنی اجارہ داری سمجھتے لیکن ایک پاکستانی عورت ہونے کے ناطے سے میرا فرض ہے کہ میں اس موضوع کو چھیڑتی ہوئی نکلوں میرا خیال ہے کہ آپ کو اعتراض نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے لوگ بات پوری نہیں سنتے ہیں اور ان کی وہ مثال ہے کہ عدم خلوص کے بندوں میں بھی یہ خامی ہے ستم ظریف بڑے جلد باز ہوتے ہیں۔

قطع کلامی . . . .

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ بیگم صاحبہ آپ اپنی تقریر جاری رکھیے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن :۔ جناب والا، میں بات کر رہی تھی ان تیس تیس ہزار ملازمتوں کا کہ جس میں ہمیں اپنے نوجوانوں کو یا بے روزگاروں کو کھپانا تھا۔ اس سلسلے میں میں آگے جا رہی تھی کہ اس سے پہلے بھی پنجاب کے ساتھ . . . (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : بیگم صاحبہ آپ ذرا اختصار کے ساتھ بات کریں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن : جناب والا، . . . .

جناب فضل حسین راہی : میں سینا اے کہ تعلیم واسطے بڑی رقم رکھی گئی اے

برطی وڈی رقم تے وڈیاں ملازمتاں رکھیاں گئیاں میں جدوں کہ ضمنی بجٹ وچ
ایں اگے وی عرض کیتی اے صرف ۔/۱۰ روپئے دی ٹوکن رقم تعلیم وچ رکھی گئی اے
(قہقہہ) مینوں نئی پتہ محترمہ نے کتھوں پڑھیا کتھوں نہیں ۔ ہوسکدا اے اناں سنے
کسے نال دے وچ لکھا ہوئے کہ تعلیم واسطے بڑی رقماں رکھیاں گئیاں ایں پراسی
ضمنی بجٹ دی کاپی وچ صرف ۔/۱۰ روپئے لکھے نیں تے میں پہلے اسے کاپی اُچی کرکے
دکھائی سی نالے عرض کیتا سی نہ کہ تعلیم وچ بلکہ سارے محکمیاں دے وچ سارے ترقیاتی
محکمیاں دے وچ دس روپے دی ٹوکن رقم پاکے اناں نو پورا کر دتیا گیا اے ۔
جناب تعلیم دے اُتے کوئی پیسہ نہیں رکھیا گیا دس روپئے رکھے گئے ہجے جناب
اینوں بہت وہڈی رقم سمجھدے او تے اے تہاڈی سمجھ اے میری عقل دے مطابق
اے کجھ وی نیئں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھئے ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: ۔ جناب والا ، ہمارے ہاں یہ رسم ہے کہ محفلوں میں خواتین
کو چپ کرا کے اس کو اپنی مردانگی سمجھا جاتا ہے ۔ میں اس کی کوئی داد نہیں دے سکتی
اگر . . . . . قطع کلامیاں . . . .

جناب فضل حسین راہی: ۔ جے پنجاب دا کوئی سسٹم ایہو جیا چلدا آیا کہ ملک دا سسٹم ایہو
جیا ہُندا جیندے وچ مرد dominate کردے ، گھراں دے وچ ، تے ایندے وچ
سوسائٹی دا قصور اے مرداں دا کوئی قصور نہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ آپ تشریف رکھیں جی ۔

وزیر قانون: ۔ جناب والا میں جناب والا کی جانب سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ
ہاؤس کو control کریں ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر کے نام پر intercept کرنا ادر

پہلے جناب یہ پوچھ لیا کریں کہ اس میں کونسی پوائنٹ آف آرڈر والی بات ہے۔ بات سپیکر کو کرنے دی جائے اور میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ہمارے اپنے مفاد میں ہے کہ ہم اس ہاؤس کا تقدس بحال کریں اور ہماری ہر چیز ریکارڈ ہو رہی ہے، باہر جا رہی ہے اسے ہم مذاحقہ خیز نہ بنائیں، یہ بات میں عرض کروں گا کہ اس طریقے سے سپیکر کو intercept کرنا اور پوائنٹ آف آرڈر کی آڑ میں آکر intercept کرنا جب کہ اس کا ایک لفظ بھی پوائنٹ آف آرڈر کی زد میں نہیں آتا تو یہ آپ سے میں جناب سپیکر درخواست کروں گا کہ آپ ہاؤس کو تھوڑا سا in order کریں اور سختی سے یہ بات ہونی چاہیئے وجہ یہ ہے کہ ہماری اپنی عزت اس میں ہے کہ ہم ہاؤس کے تقدس کو پامال نہ ہونے دیں اور اس کو مذاق کا نشانہ نہ بننے دیں بلکہ سپیکر کو بات کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے اور اس بار بار interception نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ میں نے تو جناب اس کرسی پر بیٹھتے ہی آپ حضرات سے درخواست کی تھی کہ آپ حضرات میرے ساتھ تعاون فرمائیں اور اپنی سابقہ روایات کو بحال رکھیں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ مہربانی فرما کر تعاون فرمائیں اور مجھے یہ hammer نہ اٹھانا پڑے۔ جی۔ جی بیگم صاحبہ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن :۔ جناب والا میں پنجاب کے حوالے سے یہ بات کرنا چاہتی تھی کہ پنجاب کی تقریر کے ساتھ ہی یہ مذاق ہمیشہ کیوں کیا جاتا ہے۔ کہ کسی بینک کا ہیڈ آفس پنجاب میں نہیں ہے کسی انشورنس کمپنی کا ہیڈ آفس پنجاب میں نہیں ہے، باقی تمام جو Investment Promotion Bureau کے دفاتر پنجاب میں نہیں ہیں final institution کے صدر دفاتر بھی پنجاب میں نہیں ہیں۔ اور اس کے بعد اگر ہمیں ان انڈسٹریوں سے بھی محروم کر دیا جائیگا تو ہم اپنے بے روزگار نوجوانوں کو کہاں یہ کھپائیں گے اور ان کی کھپت کہاں یہ ہوگی اور ترقی کی وہ راہیں

جو ہمارے ساتھ ہیں ان پر کیسے ہم چل سکیں گے جو ہمارے سامنے ہیں۔

جناب والا! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ کیا دنیا میں جتنی ضروری باتیں جتنی اہم باتیں اور جتنی کام کی باتیں ہیں وہ صرف مرد کرنا جانتے ہیں۔ کیا صرف ان کو ہی یہ حق حاصل ہے کہ یہ باتیں کریں۔ اگر صبح سے لیکر اب تک ایک خاتون بولنے کے لئے کھڑی ہوئی ہے تو پھر ان کو بہت اعتراض ہو رہا ہے تو جناب میں بیٹھ جاتی ہوں انسے کہیئے کہ یہ اپنے تمام پوائنٹ آف آرڈرز پیش کر لیں اور ان پر بول لیں۔ میں بعد میں بول لوں گی۔

ملک محمد عباس کھوکھر: یہ فاضل مقررہ کا استحقاق مجروح کیا جا رہا ہے۔ ان کو بولنے کا موقع دیا جائے اور بار بار ان کو intercept کرنا ٹوکنا روکنا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

چوہدری محمد صدیق سالار: سر! میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان درخواست کروں گا کہ ہر ممبر دوسرے کی بات سننے کی طاقت اپنے اندر رکھے اگر اس کی یہی خواہش ہے کہ کسی کی بات نہ سنی جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہ ممبر بھی اپنی بات کسی کو نہ سنا سکے۔ اس کی باری پر بھی ایسی ہی باتیں ہوں گی جو وہ دوسروں کیلئے کرتا ہے۔ تو جناب میں ضمنی بجٹ کے مسئلہ میں پولیس کیلئے جو انہوں نے ۹ کروڑ روپے کی بات کی ہے میں درخواست کروں گا کہ اس کو منظور کیا جائے یہ اس لئے کہ ہماری درآمد شدہ گاڑیاں اور پیٹرول وغیرہ اس قسم کی اشیاء جو مہنگی ہو چکی ہیں۔ اس کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ ایک ڈاکو ڈکیتی کرنے کیلئے جب کسی طرف بھاگتا ہے اور وہ ایک اچھی گاڑی پہ ڈکیتی کرنے کے بعد بھاگتا ہے تو پولیس اسٹیشنوں پر اگر اچھی گاڑیاں نہیں ہونگی یا ان کو اچھی چیزیں نہیں ملیں گی تو وہ ان کا مقابلہ کیسے کر سکیں گے اور کیسے ان کو پکڑ سکیں گے۔ . . . . قطع کلامیاں . . .

سر یہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ آپ بات سنیں اور سننے کی طاقت رکھیں۔

(قطع کلامیاں)......

ملک محمد عباس کھوکھر: میری گزارش یہ ہے کہ محترمہ نے تقریر شروع کی تھی اوران کو تقریر نہیں کرنے دی گئی ہر طرف سے اعتراضات اٹھے ہیں اور وہ احتجاجاً بیٹھ گئی ہیں بجائے اس کے کہ آپ ان کو یہ موقع دیں کہ وہ تقریر کریں آپ نے دوسرے آدمیوں کو شروع کر دیا کہ وہ تقریر کریں۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ محترمہ کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنی بات مکمل کریں۔ اور ضابطہ کے مطابق تقریر کریں۔ پہلے ان کو موقع دیا جائے اور بعد میں کسی اور موقع دیا جائے۔

چوہدری محمد صدیق سالار: میں بھی تائید کرتا ہوں کہ پہلے ان کو موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بیگم صاحبہ اب آپ کوئی بات کرنا چاہتی ہیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن:۔ نہیں جناب والا، میں اب کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ سالار صاحب آپ بات نہیں کریں گے؟

چوہدری محمد صدیق سالار:۔ کچھ دوست کہہ رہے ہیں کہ میں بیٹھ جاؤں۔ میرا جی بھی چاہتا ہے کہ میں ان کی بات مان لوں تاکہ کل کو یہ شور کریں تو میں ان کو کہوں کہ اور یہ میری بات مان لیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب اختر رسول:۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر کافی دیر سے اس ہاؤس میں یہ بات چل رہی ہے کہ کبھی عورتیں مردوں پر سبقت لے جانا چاہتی ہیں کبھی یہ مرد عورتوں سے آگے جانا چاہتے ہیں۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ قرآن میں ہے۔

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ہ

تو اللہ تبارک و تعالیٰ نہ انسان کی بات کرتا ہے نہ مرد کی بات کرتا نہ عورت کی بات کرتا ہے۔

(قطع کلامیاں)

جب قرآن نفس کی بات کرتا ہے تو بات یہ ہے کہ میں اسی موضوع پر بات کرنی چاہ رہا ہوں۔ یہ بات کرنے کے ساتھ یہاں ایک دوسرے سے بڑھ کر آگے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ (قطع کلامیاں)

میرے فاضل رکن قرآن کے حوالے سے ضمنی بجٹ کی بات سننا نہیں چاہتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بات ایوان تک پہنچ گئی ہے

(قطع کلامیاں)

چوہدری اصغر علی:۔ جناب سپیکر میں صرف ضمنی بجٹ پر بات کروں گا۔ کیونکہ اس سے پہلے بہت سے ساتھی اس سے باہر جا کر اپنی سزا بھگت چکے ہیں میں کوشش کروں گا کہ صرف اور صرف ضمنی بجٹ پر بات کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ آپکے پاس ٹائم تھوڑا ہے۔

چوہدری اصغر علی:۔ جناب والا میں کم سے کم ٹائم لوں گا اور کم Items بات پر کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ تین منٹ رہ گئے ہیں۔

چوہدری اصغر علی: اس سے تو بہتر ہے کہ آپ میرا ٹائم کل کیلئے رکھ دیں اس سے بیشتر میرے فاضل دوست شیخ صاحب جو پارلیمانی سیکرٹری ہیں اپنے الفاظ میں اپنے بہت خوبصورت الفاظ میں انہوں نے حکومت کی اور مارشل لا کی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی گندگی پر عطر چھڑکانے سے اس کی گندگی کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔ مارشل لا کے اخراجات ہمارے لیئے انتہائی ناقابل برداشت اخراجات

ہیں۔ ہم ان کی ہاں میں ہاں ملا کر کلنک کا ٹیکہ نہیں لگا سکتے۔ میں جناب کی وزیر خزانہ کی ایک پریس کانفرنس کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرواتا ہوں۔ انہوں نے اپنی پریس کانفرنس میں اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ آئندہ سال انشاء اللہ ضمنی بجٹ نہیں ہوگا تو میں ان کو اس بات کی مبارک باد دیتا کہ خدا کرے کہ وہ ایسا کر سکیں اور اسی کے ساتھ انہوں نے یہ بات کہہ کر ثابت کر دی ہے آج جو ضمنی بجٹ کی خرابی اس ایوان میں موجود ہے اس کو آئندہ انشاء اللہ کل میں نہیں ہونے دوں گا تو یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ وزیر خزانہ صاحب نے بالکل اس بات کو مان لیا ہے کہ یہ اچھی روایت نہیں ہے۔ جو حکومت آئے دن اپنی عیاشیوں پر خرچ کرنے والے پیسوں سے ضمنی بجٹ سے مرتب کر دے۔ میرے نزدیک ضمنی بجٹ ایک غلط حکومت کی غلط economic کا نتیجہ ہے۔ کسی حکومت کیلئے ضمنی بجٹ اس کی اچھی روایات کا نتیجہ نہیں ہوا کرتا اور میں اس ضمنی بجٹ پر آپکی توجہ مارشل لا کے اخراجات کی طرف مبذول کروانی چاہتا ہوں کہ مارشل لا پر ساڑھے چھ کروڑ کے قریب یعنی مارشل لا ایڈمنسٹریشن پر ساڑھے چھ کروڑ کے قریب روپیہ خرچ کیا گیا ہے اور یہ انتہائی بڑی رقم اس مد پر خرچ کی گئی ہے۔ میرے کچھ ساتھیوں نے یہ جواز پیش کیا ہے کہ یہ رقم الیکشن یا ریفرنڈم پر خرچ کی گئی۔ میں کہتا ہوں کہ ضرور اسی چیز پر رقم خرچ کی جانی چاہیئے جس سے کچھ چیز حاصل ہو وہ چاہے ضمنی بجٹ بھی آ جائے وہ بھی قابل قبول ہوگی

لیکن اگر مارشل لاء نے یہاں پر الیکشن کروائے تو اس کے نتیجہ میں جمہوریت کو بحال ہونا تھا۔ ہم یہ اخراجات برداشت کر سکتے تھے اگر مارشل لاء کی نیت درست ہوتی تو وہ جنرل الیکشن کروانے کے بعد جمہوریت بحال کر دیتے لیکن اس وقت تک یہ اخراجات ہو چکے ہیں۔ اور ملک میں صوبائی اسمبلی کے ممبران بن چکے ہیں، پارلیمانی سیکرٹری بن چکے ہیں، منسٹرز بن چکے ہیں اور باتفاق رائے وزیر اعلیٰ پنجاب بن چکا ہے مارشل لاء اسی طرح قائم ہے۔ تو ہم ان اخراجات کو قطعاً برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں جو انہوں نے

الیکشن پر کئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور میں حکومت پنجاب کو آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ وہ مرکز کو ہمارے جذبات سے آگاہ کرے۔ اپنی طرف سے فورس کرے، یہ کہے کہ ہمیں مزید مارشل لاء کی ضرورت نہیں ہے، مارشل لاء کو فی الفور ختم کر دیا جائے۔ میں آپ کا تھوڑا سا وقت اور لوں گا محکمہ پولیس کو جو نو کروڑ روپے کا بجٹ دیا گیا ہے، اس پر گزارش کروں گا بہت سے دوستوں نے پولیس کی ضروریات کو سراہتے ہوئے اس بجٹ کو جائز قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نو کروڑ کی بجائے اگر اٹھارہ کروڑ بھی بجٹ پولیس کو دے دیا جائے تو اس سے ملک میں جرائم ختم نہیں ہو سکتے۔ میں ریکارڈ سے ثابت کر سکتا ہوں کہ پولیس جرائم کو پیدا کرتی ہے اور جرائم کو جنم دیتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) میرے پاس اس بات کا ریکارڈ موجود ہے کہ جب پولیس کا سال کے بعد آخری ہفتہ آتا ہے تو جس شخص کو اکیلے میں فٹ پاتھ پر دیکھتی ہے اس کو پکڑ کر بیس چالیس پچاس تک کیس اس پر ایک ہی رات میں بنا دیتی ہے۔ اور اس معاشرے میں، صوبہ پنجاب میں اگر سروے کرایا جائے تو جیب کتروں او[ر] چوروں کی سب سے بڑی تعداد پولیس نے خود پیدا کی ہوگی۔ یہاں پر میں یہ گزارش کرو[ں] گا کہ پولیس کو پیسہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ذہنی تربیت کی ضرورت ہے۔ جب تک آپ اس محکمے کی ذہنی تربیت نہیں کریں گے وہ اپنے فرائض کو صحیح طور پر انجام نہیں دے سکیں گے۔ اس لحاظ سے وہ مظلوم ادارہ ہے کہ ان کی ذہنی طور پر تربیت ہونی چاہئے بجائے اس کے کہ آپ ان کے لئے پیسہ بڑھاتے چلے جائیں۔ چونکہ وقت کم ہے، آپ کی طرف سے اشارہ بھی آچکا ہے۔ اس لئے اختتام کرتا ہوں۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:- اب ایوان کی کارروائی کل ۳۰ مئی بوقت آٹھ بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(ایوان کی کارروائی کل جمعرات ۳۰ مئی ۱۹۸۵ء صبح آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

30 مئی 1985ء

(9 رمضان المبارک 1405ھ)

جلد 3 شمارہ 4

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات 30 مئی 1985ء

نمبر شمار		صفحہ نمبر
1 ۔	تلاوت قرآن حکیم اور اس کا اردو ترجمہ — —	205
2 ۔	حلف برداری کی تقریب — — — —	206
3 ۔	ضمنی میزانیہ برائے سال 1984-85 پر عام بحث —	206

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

جمعرات 30 مئی 1985ء (9 رمضان المبارک 1405ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 8 بجے منعقد ہوا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے اور اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز اللہ تعالیٰ کے بابرکت کلام سے ہوا جناب قاری علی حسین صدیقی نے تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ٥

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً

وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ٥

فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰى

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ٥ وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا

الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَیْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ٥

س حجرات نمبر ۴۹ آیت ۱۳ س نحل نمبر ۱۶ آیت ۹۷ س شوریٰ نمبر ۴۲ آیت ۳۶ - ۳۸

اے دنیا کے تمام انسانو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا پھر تم کو خاندانوں اور گروہوں میں تقسیم کر دیا تاکہ تم ایک دوسرے کی شناخت کر سکو بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ سے زیادہ برائیوں سے پرہیز کرنے والا ہو۔ بلاشبہ اللہ سب کچھ جاننے والا اور سب سے باخبر ہے۔

جو بھی اچھے کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ ایمان رکھنے والا ہو تو ہم دنیا میں اس کو نہایت پاکیزہ اور آرام کی زندگی بسر کرائیں گے اور آخرت میں ان کی حسن کارکردگی کا نہایت اچھا صلہ عطا فرمائیں گے۔

لوگو جو مال و متاع تم کو دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا ناپائیدار فائدہ ہے اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اپنے تمام کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور جو ہم نے ان کو عطا کیا ہے وہ اس میں اللہ کے لئے خرچ کرتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

(پنجاب اسمبلی بحث اجلاس ۱)

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر۔ میں پوائنٹ آف آرڈر raise کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ مخدوم زادہ صاحب پہلے حلف ہوگا۔

حلف برداری کی تقریب

سردار دلدار احمد چیمہ پی پی 73
فیصل آباد VIII

ضمنی میزانیہ برائے سال 85-1984ء پر عام بحث

جناب سپیکر۔ اب میں محترمہ شاہین منور کی تحریک استحقاق پر محفوظ رولنگ دیتا ہوں۔

ایک فاضل رکن۔ معزز رکن کی تشریف آوری تک التوا میں رکھ لیں۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے ضمنی بجٹ کا آج دوسرا دن ہے۔ میرے پاس کافی نام موصول ہوئے ہیں پیشتر اس کے کہ اس پر باقاعدہ بحث کا آغاز کیا جائے میں آج پھر یہ بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں یہاں ہمارے ہاؤس میں کچھ confusion ہے۔ پھر معاملے کو ایوان کی کارروائی روکنے سے منسوب کیا جاتا ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو میں ایک دفعہ پھر یہ پڑھ کے سنا دوں کہ پوائنٹ آف آرڈر کس طرح بنتا ہے۔ تاکہ معزز اراکین اسمبلی اس کو ضابطے کے مطابق اٹھا سکیں اور میں اس کو entertain کروں اس طرح نہ صرف یہ میرے لئے مفید ہو گا اور میرے لئے آسانی پیدا ہو گی بلکہ اس ہاؤس کی کارروائی میں آسانی ہو گی۔ آپ کے لئے اس ایوان کی کارروائی میں ایک با وقار انداز میں شرکت کرنا ممکن ہو سکے گا۔ کل یہاں کچھ اس انداز سے پوائنٹ آف آرڈر کا استعمال کیا گیا ہے کہ جس سے نہایت ہی افسوس ناک صورت حالات سامنے آئی ہے۔ اور معزز اراکین کے لئے اس ہاؤس میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا اور اپنے نکتہ نظر کی وضاحت کرنا ممکن نہ رہا یہ انتہائی افسوس ناک بات ہے جس سے ہمیں دو چار نہیں ہونا چاہیئے۔ میں پوائنٹ آف آرڈر کی پھر وضاحت کرنا چاہتا ہوں اس کو آپ ذرا سنیئے گا۔

ایک فاضل رکن ۔ ساری کارروائی اردو میں ہو رہی ہے لیکن پوائنٹ آف آرڈر انگریزی میں ہے ۔

جناب سپیکر ۔ اس کا ترجمہ ہے ''نکتہ ہائے اعتراض آپ'' کہہ سکتے ہیں ۔

1 ۔ کوئی نکتہ اعتراض یا پوائنٹ آف آرڈر قواعد ھذا یا آئین کے ایسے Articles کی تشریح یا نفاذ کے متعلق ہو گا جو اسمبلی کی کارروائی کو منضبط کرتا ہو ۔

2 ۔ نکتہ اعتراض اس لمحہ اسمبلی میں زیر غور کارروائی یا معاملہ کے متعلق ہو گا ۔

3 ۔ ذیلی دفعہ (1)-(2) کے تابع کوئی رکن کسی بھی وقت سپیکر کے فیصلہ کے بارے میں کوئی نکتہ اعتراض پیش کر سکتا ہے لیکن ایسا کرتے وقت وہ اپنے بیان کو اس نکتہ کے اظہار تک محدود رکھے گا ۔

4 ۔ تقسیم آرا کے ذریعہ رائے شماری کے دوران کوئی رکن صرف اس معاملہ پر نکتہ اعتراض اٹھا سکتا ہے جو اس رائے شماری سے پیدا ہوتا ہو ۔

5 ۔ سپیکر ان تمام نکتہ ہائے اعتراض کا فیصلہ کرے گا اور اس کا فیصلہ قطعی ہو گا ۔

6 ۔ کسی نکتہ اعتراض پر کسی بحث مباحثہ کی اجازت نہیں ہو گی لیکن سپیکر اگر مناسب سمجھے تو اپنا فیصلہ سنانے سے قبل ارکان کی رائے سن سکتا ہے ۔

7 ۔ نکتہ اعتراض نکتہ استحقاق سے مختلف ہوتا ہے ۔

8 ۔ کوئی رکن نکتہ اعتراض ۔

(الف) معلومات حاصل کرنے کے لئے ۔ یا

(ب) ذاتی وضاحت کی غرض سے ۔ یا

(ج) جب کسی تحریک پر کوئی سوال ایوان کے رو برو پیش کیا جا رہا ہو تو اس موقع پر ۔ یا

(د) جو مفروضہ پر مبنی ہو -

نہیں اٹھائے گا -

میرے خیال میں اب مجھے انگریزی version پڑھنے کی ضرورت نہیں - کیونکہ سب معزز اراکین اردو جانتے ہیں - اس لئے از راہ کرم پوائنٹ آف آرڈر ان قواعد و ضوابط کی روشنی میں اٹھائے گا - تا کہ آپ کے نکتہ اعتراض کو میں entertain کر سکوں اور آپ کی version ہاؤس کے سامنے پیش ہو سکے - اگر ان قواعد و ضوابط کے مطابق نکتہ اعتراض نہیں ہوگا - تو میں یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ آپ کا نکتہ نظر اس بے ضابطہ طریقے سے ایوان میں پیش کرنے کی اجازت نہیں ہوگی -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - جناب سپیکر - پوائنٹ آف آرڈر ہے -

جناب سپیکر - اس میری بات پہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - نہیں جناب نہیں یہ جو ہدایات ہیں ان کو follow کرتے ہوئے میں پوائنٹ آف آرڈر raise کرتا ہوں -

جناب سپیکر - ابھی ہاؤس کی کارروائی شروع نہیں ہوئی - ہاؤس کی کارروائی پر آپ نکتہ اعتراض اٹھا سکتے ہیں -

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر - آپ تشریف رکھیں رانا صاحب ، ان کو بولنے دیں ، آپ میری اس وضاحت پہ پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہتے ہیں -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - نہیں جناب میں آپ کے فرائض منصبی جو اس ایوان کے through آپ کو حاصل ہوئے ہیں ان کے متعلق پوائنٹ آف آرڈر raise کرنا چاہتا ہوں -

جناب سپیکر - میں نے وضاحت کی ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے آپ اس ضمن میں بات کر سکتے ہیں - اس پر اگر کوئی نکتہ اعتراض ہے تو آپ بات کیجئے -

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ اس پر مجھے اعتراض نہیں ۔

جناب سپیکر ۔ اس پر اعتراض نہیں تو آپ تشریف رکھیں ۔ اب میں دعوت دوں گا ۔ ۔ ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ رول نمبر 178 کے تحت سپیکر کی اجازت سے کوئی رکن ذاتی تشریح کرنے کا مجاز ہوگا ۔ خواہ اسمبلی کے سامنے کوئی سوال پیش نہ ہو ۔ لیکن اس تشریح پر مباحثہ کی اجازت نہیں دی جائیگی ۔ میں تشریح کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کیونکہ آج کے جنگ اخبار میں ایک بہت بڑا بہتان اور الزام میری ذات پر لگایا گیا ہے اس لئے میں وضاحت کی اجازت چاہتا ہوں ۔ اگر کل آپ اجازت دے دیتے تو یہ الزام اخبار میں نہ لگایا جاتا ۔ لہذا اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے نہ صرف میرا بلکہ معزز ایوان کے اراکین اور اس میں آپ کی ذات بھی ملوث ہوتی ہے ۔ کہ جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی نے پیسے لے کر سپیکر کے خلاف تحریک واپس لے لی ہے ۔

جناب سپیکر ۔ مولانا یہ پڑھنے سے پیشتر میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے کل یہاں اس معزز ایوان میں یہ عرض کیا تھا کہ میں آپ کو اس کے لئے وقت دوں گا ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ میں وقت آج ہی مانگتا ہوں ۔ کل اگر آپ عنایت فرماتے تو اخبار میں آج یہ بیان نہ آتا ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر ۔ اس سلسلے میں آپ جو اخبار کی سرخی کا ذکر کر رہے ہیں اور اپنے استحقاق کی بات کر رہے ہیں تو اس سلسلے میں آپ تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ وہ تو اس اخبار کے متعلق ہے ۔ ویسے میں تحریک استحقاق تو پیش کروں گا ۔ میں وضاحت چاہتا ہوں میں نے کل بھی مطالبہ کیا تھا آپ نے وعدہ بھی فرمایا تھا مجھے وقت دیا جائیگا بجائے اس کے کہ آپ ایک ہفتہ بعد وقت دیں اور چہ میگوئیاں چلتی رہیں تو اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ آپ مجھے ابھی وقت دیں تا کہ میں اس کی وضاحت کروں۔ آپ نے تو جناب اپنے متعلق میرا بیان 25 مئی کو ہی پڑھ دیا تھا آپ نے حلفیہ بیان مجھے

دیا ہے وہ مجھے پہلے پڑھنے کا حق ہونا چاہئیے تھا کہ میں وہ بیان پڑھتا ۔ اس کے بعد جو میں بیان دیتا اسے آپ پڑھتے ۔

جناب سپیکر ۔ جی مولانا آپ وہ بیان پڑھیں اور اس کی وضاحت کریں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر ، جب کوئی معاملہ آپ کی ذات سے متعلق ہو وہ آپ کی صدارت میں تحریک عدم اعتماد کے سلسلے میں واپس لی جانے والی تحریک یا پیش کی جانے والی تحریک کی صدارت آپ نہیں فرما سکتے چونکہ آپ نے اپنے خلاف عدم اعتماد کی تحریک خود ہی واپس لے لی ہے ۔ آپ کو اس کی صدارت نہیں فرمانی چاہئیے تھی ۔ ڈپٹی سپیکر صاحب کو صدارت فرمانی چاہئیے تھی ۔ مولوی صاحب کو واپس لینی چاہئیے تھی اب وہ ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں اس بات کا کہ انہوں نے تحریک واپس لے لی در اصل ہمارا بھی قصور ہے کہ قانون نہیں آتا اور یہ خامی ہے ہماری لیکن ایک کمی صدارت میں ہے کہ قانون دان آپ نہیں آپ خود ہی سارے فیصلے کر لیتے ہیں اپنے خلاف تحریک پڑھ کر واپس لینا آپ کو زیب نہیں دیتا ۔ وہ مولوی صاحب کو واپس لینی چاہئیے تھی ۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھئیے ۔

(قطع کلامیاں)

ملک محمد عباس کھوکھر ۔ مولانا صاحب کے متعلق ہی میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا گزارش یہ ہے کہ مولانا صاحب اب جو صفائی پیش کر رہے ہیں اس کے لئے میں ان سے گزارش کروں گا کہ اتنا بڑا الزام لگانا اور اس کے بعد تحریک استحقاق ۔ تو اس کے لئے ان کو پہلے سے یہ باتیں سوچنی چاہئیں تھیں اب جن خدشات کا ان کو اندیشہ ہے اس کا ان کو پہلے ہی سد باب کرنا چاہئیے تھا ۔ انہیں یہ تحریک پیش کرنے سے پیشتر تمام چیزیں سوچنی چاہئیں تھیں ۔ اب ان کے یہ خدشات ہیں کہ ان کو ہاوس سے باہر لوگوں کو جواب دینا ہے ۔ اب یہاں اس بارے میں دوبارہ تحریک پیش بھی کر لی ، واپس بھی لے لی اب اس یہ صفائی بھی دینے لگ گئے ہیں تو اس لئے میں گزارش کروں گا کہ ان کو اب یہ حق حاصل نہیں کہ ہاوس کے اندر اب ۔ ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر ۔ کوئی حرج نہیں ملک صاحب، آپ تشریف رکھیں مولانا صاحب آپ اپنی اس بات کو confine کیجئیے از راہ کرم مدوا نکتہ نظر جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ آپ کی statement ہاؤس کے سامنے آ گئی ہے لیکن سپیکر کی statement یعنی بیان ہاوس کے سامنے نہیں آیا تو آپ میرا وہ بیان پڑھ دیجئیے اور اس کی وضاحت کر دیجئیے ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ یہ بیان پڑھنے سے قبل میں چند واقعات پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جناب کا جب انتخاب ہوا ہے میں اس وقت ملک میں موجود نہیں تھا ۔ میں سعودی عرب میں تھا ۔ اور آپ کا انتخاب ہو گیا ۔ ڈپٹی سپیکر کا انتخاب ہو گیا ۔ میں نے یہ خبر سعودی عرب میں پڑھی ۔ اور وہیں یہ خبر بھی پڑھی کہ آپ کے خلاف رٹ پٹیشن دائر ہوئی ہے کہ آپ قادیانی ہیں میں جب وطن واپس آیا تو میں نے آپکے متعلق اپنے ذرائع سے معلومات حاصل کیں کہ جناب کے والد پکے اور کٹر قادیانی ہیں جس کا جناب نے خود بھی اعتراف کیا ہے اور خدام الانبیاء کا ایک فارم جس پر جناب کے والد گرامی امیر جماعت ساہیوال ہیں ۔ اس فارم میں جناب کا گیارھویں بارھویں نمبر پر اراکین میں نام درج ہے اور جس کے کوائف میں یہ درج ہے کہ سالانہ تبلیغ میں کتنے آدمیوں کو قادیانی بنایا جاتا ہے ۔ اور وفات مسیح کے بارے میں معلومات کیسی ہیں اور مرزا قادیانی کی صداقت کے بارے میں معلومات کیسی ہیں اور امتی نبی کے بارے میں معلومات کیسی ہیں جناب کے والد کے متعلق category لکھی ہے عمدہ، عمدہ ان کی معلومات عمدہ ۔ دوسری category لکھی ہے اچھی، اچھی جناب کے بارے میں لکھا ہے کہ جناب کی معلومات اس میں اچھی اچھی یعنی دوسری category ہے ۔

جناب سپیکر ۔ مولانا اس وضاحت میں آپ اس بات کا خیال کیجئیے ۔ کہ آپ اپنے استحقاق کی بات کرتے ہیں تو دوسروں کے استحقاق کو مجروح نہ کیجئیے ۔ آپ اپنے جذبات کی اور اپنی عزت نفس کی بات کرتے ہیں تو دوسروں کی عزت نفس کو بھی ملحوظ خاطر رکھیں ۔ آپ اپنی عزت کو اونچا کرتے ہیں تو دوسروں کو نیچا مت کیجئیے ۔ آپ نے پہلے جو کچھ کیا ہے اور اسکے بعد اپنی قرار داد واپس لی ہے اب مزید بات کو الجھائیے نہیں ۔ اب میرا بیان پڑھ دیجئیے ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ جناب والا سوال یہ ہے کہ میں نے نوٹس دیا کیوں تھا ۔ اس کی وضاحت ضروری ہے کہ نوٹس کیوں دیا گیا تھا کس بنیاد پر دیا گیا تھا ۔ اسکی جب تک وضاحت نہ ہو حقیقت سامنے نہیں آسکتی کیونکہ سب کہتے ہیں کہ اسکی وضاحت ہونی چاہیئے ۔ ایک قادیانی کے گھر جو پیدا ہوتا ہے وہ قادیانی ہوتا ہے جو ایک مسلمان کے گھر پیدا ہوتا ہے وہ مسلمان ہوتا ہے اس بارہ میں کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے ۔

جناب سپیکر ۔ مولانا صاحب پوائنٹ آف آڈر پر سردار صاحب بات کرنا چاہتے ہیں ۔

وزیر زراعت ۔ جناب سپیکر صاحب یہ معاملہ طے ہو چکا ہے ۔ اخبار کے خلاف ان کو کوئی شکایت ہے تو اخبار کے خلاف کارروائی کریں ۔ اس ایوان میں کسی کے بھی استحقاق کو مجروح کرنا بہت بری بات ہے ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ ایوان میں ہی میرے خلاف بات کی گئی ہے ۔

جناب چوہدری خادم حسین ۔ جناب والا ۔ یہ مسئلہ کچھ دنوں سے الجھا ہوا ہے جب کل یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ آپ قادیانی نہیں ہیں اور انہوں نے کوئی پیسہ نہیں لیا ۔ ان پر کوئی دباؤ نہیں ڈالا گیا تو پھر اخبارات نے یہ خبر کیوں شائع کی ۔ اس سلسلہ میں ان کا استحقاق جو ہے ٹھیک ہے لیکن میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ کیوں آپ کے والد گرامی کا نام لیں ۔ مولانا الیکشن رولز دیکھیں جس دن آپ نے nomination paper داخل کئے ہیں اس میں پہلے یہ دیا ہوا ہوتا ہے کہ میں سچا مسلمان ہوں ۔ میں قادیانی نہیں ہوں ۔ لاھوری فرقے سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے آپ نے بھی وہ بیان حلفی دیا ہے ۔ میں نے بھی دیا ہے ۔ انہوں نے بھی دیا ہے ۔ ایک بیان حلفی دینے کے بعد کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کو آپ غیر مسلم قرار دیں ۔ میرا خیال ہے اس بحث کو ختم کرنا چاہئے کیونکہ الیکشن رولز میں اس nomination paper کے ساتھ بیان حلفی لگا ہوا ہے جس پر ہم سب نے دستخط کئے ہوئے ہیں اس لئے اس بحث کو ختم کرنا چاہئے اور جس مقصد کے لئے ہم نے یہ دن رکھا ہوا ہے اس کو پورا کریں ۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میں ایک وقت میں ایک معزز رکن کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دے سکتا ہوں ۔

جناب گل نواز خان وڑائچ ۔ جناب والا جس وقت ایک آدمی الیکشن کیلئے apply کرتا ہے تو وہ حلف اٹھاتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں آخری نبی سمجھتا ہوں ۔ میں مولوی صاحب سے عرض کرتا ہوں مسلمانوں کو اس وقت اسلام سے نہ بھگائیے اسلام کے صرف یہ ٹھیکے دار تو نہیں ہیں ۔ اسلام کا ہر فرد ٹھیکے دار ہے ۔ اس نے خدا کے حضور جواب دینا ہے انہوں نے حرکت یہ اس لئے کیا تھا تاکہ کسی طریقے سے آپ کو الجھا سکیں آپ یہ قصہ ختم کریں ۔ کوئی آدمی جو کہتا ہے کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی سمجھتا ہوں ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔ آپ بیٹھ جائیں ۔ آپ بھی بیٹھ جائیں ۔

جناب گل نواز خان وڑائچ ۔ لہذا وہ مسلمان ہے ۔ خدا کیلئے میں استدعا کرتا ہوں مولوی صاحب کو کہ اسلام کے دائرے سے لوگوں کو بھگائیں نہیں ۔ ہر آدمی مسلمان ہے ۔ ہر ایک نے خدا کو جا کر مسلمان ہونے کا جواب دینا ہے ۔ جب آپ نے یہ طے کیا آپ مسلمان ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ جناب والا آپ مجھے بولنے بھی نہیں دیتے ۔

جناب سپیکر۔ آپ کی بات ہو گئی ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ آپ نے مجھے اجازت دی ہے ۔ ان کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ آپ کی اجازت کے بغیر بولیں ۔

سپیکر۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں ۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے سے جو relevant بات ہو منع کر کے میں کسی معزز رکن کا استحقاق مجروح نہیں کر سکتا ۔ جیسے میں آپ کا استحقاق مجروح نہیں کر سکتا اسی انداز میں دوسرے معزز اراکین کا استحقاق مجروح نہیں کر سکتا ۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں فرمائیے

(قطع کلامیاں)

چوھدری غلام رسول۔جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ محمڈن لاء جو definition مسلمانوں کی ہے اس میں صرف simple definition دی گئی ہے کہ جو آدمی اعتراف کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوں ۔ الااللہ محمد الرسول اللہ پر یقین رکھتا ہوں تو He is a Muslim اسکے بعد بڑے ھاؤس میں بھی جناب نے بیان دیا ہے Mohammaden Law definition میں بھی مسلمان کی یہی ہے ۔ تو اس میں اب جھگڑا کیا ہے ۔ مولانا صاحب نے ھمیں پانچ چھ دنوں سے الجھا رکھا ہے ۔ کیا ھم اس لئے منتخب ہوئے تھے کہ ایک دوسرے کو قادیانی اور کافر ثابت کرتے رھیں یا سوسائٹی اور معاشرے کے مسائل حل کرنے کیلئے ھمیں Select کیا گیا ہے ۔ قانون میں definition بڑی واضح ہے ۔ آپ کا بیان بھی واضح طور پر آچکا ہے اگر اخبارات نے کوئی خبر شائع کر دی ہے تو ٹھیک ہے اخبارات نے صحیح خبر ہی چھاپی ہوگی کل یہ بات ہوئی تھی پریس کی یہ ڈیوٹی ہے کہ جو بات یہاں ہو اسکو صحیح بیان کریں یہاں بہت باتیں ہوئیں اس لئے جنگ والوں نے لکھ دیں

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ آپ کا پوائنٹ اف آرڈر اب ختم ہو گیا ۔ مولانا صاحب میں آپ کو اتنی اجازت دیتا ہوں کہ آپ میری statement کو پڑھ دیں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ بہت بہتر جناب سپیکر صاحب 25 تاریخ کو صبح سات بجے شیرانوالہ جہاں میری سکونت ہے آپ وہاں تشریف لائے ۔ اوریہ بیان جناب نے دیا بسمم اللہ الرحمن الرحیم میں خدا تعالے کو حاضر جان کر حلفیہ اقرار کرتا ہوں اور تحریر کر دیتا ہوں کہ میں حضور خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر اعتبار سے آخری نبی مانتا ہوں ۔ ان کے بعد تشریعی ۔

غیر تشریعی ۔ ظلی ۔ بروزی کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے ۔

میرا عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسی علیہ‌السلام زندہ آسمانوں پر موجود ہیں ۔ اور وہی قیامت کے قریب دوبارہ اس دنیا میں آسمانوں سے نازل ہوں گے ۔ میرا یہ بھی عقیدہ ہے کہ امام مہدی اسی امت میں حضور اکرم صلی‌اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے پیدا ہوں گے اور عیسی علیہ‌السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو وہ موجود ہوں گے ۔

میں مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں جھوٹا یقین کرتا ہوں اور علماء اسلام کے فتویٰ کے مطابق انہیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج یقین کرتا ہوں ۔ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو ظلی ۔ بروزی نبی مسیح موعود ۔ مہدی یا مصلح ماننے والوں پیروکاروں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت وغیرہ کو کافر یقین کرتا ہوں ۔ جو ان کے کفر میں شک کرے اسے بھی کافر یقین کرتا ۔ میرا ان ہر دو جماعتوں سے عقیدہ اور مذہب کے لحاظ سے نہ پہلے تعلق تھا نہ اب ہے اور نہ آئندہ ہوگا ۔

1974ء کے آئین میں ترمیم اور 26 اپریل 1984ء کے امتناع آرڈیننس کی حمایت کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا ۔

دستخط میاں منظور احمد وٹو

یہ بیان ہے جناب (نعرہ ہائے تحسین)

یہ میں نے اپنی تسلی کیلئے بیان خود مرتب کیا تھا اور میاں صاحب کے پیش کیا کہ جناب اگر آپ اس سے متفق ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں تو میں آپ کی اس یقین دہانی اور حلفیہ بیان کے بعد اپنا نوٹس واپس لیتا ہوں ۔ تو جناب جب انہوں نے حلفیہ بیان اپنے ہاتھ سے تحریر کر دیا اس کے بعد اسلامی نکتہ نگاہ سے میرے لئے کچھ باقی نہیں رہا ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر ۔ مولانا صاحب ٹوانہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں ۔

وزیر اوقاف ۔ جناب والا ۔ غالباً یہ آپ کے بیان کا حصہ نہیں ہے ۔ انہیں صرف بیان پڑھنے کیلئے آپ کی طرف سے اجازت ملی تھی ۔ انہیں اب مزید کچھ کہنے سے باز رکھا جائے ۔

جناب سپیکر ۔ مولانا صاحب بیان کے بعد آپ کو اپنی پوزیشن کی مزید وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ جناب والا ۔ بیان کے الفاظ کو پڑھنے کے بعد پھر میں مجبور تھا کہ میں اپنے اس نوٹس کو واپس لیتا ۔ باقی نوٹس جو دیا گیا ہے اس کی میں نے پہلے وضاحت کر دی کہ وہ میرا حق بنتا تھا کہ میں نے نوٹس دیا ۔ اخبار میں جو غلط الزام لگایا گیا ہے اس کے بارے میں جناب سے استدعا کروں گا کہ آپ کی طرف سے اخبار کو نوٹس ملنا چاہئے ۔

جناب سپیکر — آپ تشریف رکھیں -

مولانا منظور احمد چنیوٹی - اس لئے کہ یہ اتنا بڑا الزام ہے - میں لعنت بھیجتا ہوں پیسے لینے والے پر - اور پیسے دینے والے پر اور جنھوں نے جھوٹا الزام لگایا ہے ان پر بھی لعنت بھیجتا ہوں - لعنت اللہ الکاذبین - اگر میں نے ایک پیسہ لیا مجھ پر لعنت جس نے دیا اس پر لعنت - جو جھوٹ الزام لگاتا ہے اس پر بھی لعنت - جب جنگ اخبار والا معافی نہیں مانگے گا اس وقت تک اس کے خلاف کارروائی کا نوٹس دیں -

جناب سپیکر - مولانا آپ تشریف رکھیں -

وزیر خزانہ - جناب - میں آپ کے توسط سے مولانا صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اس ایوان نے ان کا کیا قصور کیا ہے کہ پچھلے پانچ دنوں سے بغیر کسی وجہ کے وہ ہمارا وقت ضائع کر رہے ہیں - اگر اخبار میں خبر چھپی ہے تو انہیں اخبار کے خلاف استغاثہ دائر کرنا چاہئیے - جو کارروائی اس کے خلاف کرنا چاہتے ہیں وہ کریں - ہاؤس نے ان کا کوئی قصور نہیں کیا - مجھے ان سے ضمانت چاہئیے کہ وہ اس کے بعد اس مسئلے پر نہیں اٹھیں گے -

جناب سپیکر - یہ مسئلہ تو ختم ہو گیا - اب اس پہ مولانا بات نہیں کریں گے -

ملک طیب خان - جناب والا - یہ جو مولانا صاحب جو لعنت بھیج رہے ہیں - صرف انہی پہ بھیج رہے ہیں جو سن رہے ہوں - جو سن نہیں رہے ان پہ نہیں بھیج رہے - انہیں آپ نے اس کی کیوں اجازت دی ہے کہ یہ لعنت بھیج رہے ہیں - انھیں ایسے سخت الفاظ سے گریز کرنا چاہئیے - ہاؤس میں مود بانہ الفاظ استعمال ہونے چاہئیں - جب ان کے حلف کے بعد - آپ کے بیان کے بعد ان کی تسلی ہو گئی - تو معاملہ ختم ہو گیا لیکن جو کچھ تقریر وہ کر رہے ہیں کیا اس سے کسی کا استحقاق مجروح نہیں ہو رہا - مجھے افسوس ہے ان کے ایسے سخت الفاظ پر کہ میں فلاں پہ بھی لعنت بھیجتا ہوں - فلاں پر بھی لعنت بھیجتا ہوں مولانا ہاؤس سے باہر جا کر جس پر مرضی ہے لعنت بھیجیں لیکن ہاؤس میں ایسے الفاظ انہیں واپس لینے چاہئیں - ایسے سخت الفاظ ہاؤس سے باہر سنائیں -

مولانا منظور احمد چنیوٹی - یہ خدا کا حکم ہے کہ جھوٹے پہ خدا کی لعنت -

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر - مولانا بیٹھ جائیے -

مولانا منظور احمد چنیوٹی - جو جھوٹا الزام لگاتا ہے اس پر لعنت -

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر - مولانا آپ بیٹھ جائیے - آپ بھی بیٹھ جائیں- آپ بھی بیٹھ جائیے - میں فاضل رکن کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں ہاوس میں الفاظ کے استعمال میں احتیاط سے کام لینا چاہیے - اس کے ساتھ ہی میں ضمنی میزانیہ برائے سال 85-1984ء پر عام بحث کے لئے آپ کو دعوت دیتا ہوں- آپ تشریف رکھیے - آپ کس مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں-

جناب محمد سلیم باجوہ - پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں -

جناب سپیکر - کس مسئلے پر پوائنٹ آف آرڈر -

جناب محمد سلیم باجوہ - ابھی جو بات چل رہی ہے

جناب سپیکر - یہ بات تو ختم ہوگئی ہے -

جناب محمد سلیم باجوہ - آپ کی بات تو ختم ہو گئی ہے- ہماری بات ختم نہیں ہوئی -

جناب سپیکر - نہیں یہ بات ختم ہوگئی-

جناب محمد سلیم باجوہ - یہ ہمیں بھی ایسا نوٹس دے سکتے ہیں -

جناب سپیکر - مولانا صاحب نے کہا ہے کہ وہ اس کے بعد اس مسئلے پر بات نہیں کریں گے - یہ بات ختم ہوگئی - مولانا آپ بیٹھ جائیے - No cross talk please آپ کو ایڈریس کیجئے - چودھری صاحب تشریف رکھیں - مخدوم زادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں-

مخدوم زادہ سید حسن محمود - میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ آج کے اخبارات سے ہمیں خبر ملی ہے کہ آپ نے cabinet meeting میں مع ڈپٹی سپیکر شرکت کی جو unconvential ہے - کسی سپیکر کی neutrality بڑی

جناب سپیکر ۔ کون سے اخبار میں یہ خبر ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ سارے اخباروں میں ہے ۔ مسلم میں ہے ۔ جنگ میں ہے ۔

MR. GHULAM HAIDER WYNE: I am Point of Order.

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا ۔

جناب سپیکر ۔ آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر حکومت اپنا نکتہ نظر پیش کر سکتی ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ ہمیں ہمیں شک پڑگیا ہے آپ کی شمولیت سے اب یہی ہوگا ۔

جناب سپیکر ۔ آپ کو شکوک میں مبتلا ہونے سے پہلے ہاؤس میں بات کرنے سے پہلے مجھ سے بات کرلینی چاہیے تھی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) بیگم صاحبہ آپ ذرا تشریف رکھیے ۔

بیگم نجمہ حمید ۔ آپ ان لوگوں کو حلفیہ بیان ہی دیتے رہیں کبھی ایک الزام لگا رہا ہے کبھی دوسرا الزام لگا رہا ہے کبھی تیسرا ۔ میرا خیال ہے آپ سارا وقت حلفیہ بیانوں کو لکھتے ہوئے گزارا کریں ۔

جناب سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب آپ کو یہ بات ہاؤس میں کرنے سے پہلے مجھ سے دریافت کرنا چاہیے تھا ۔ کیونکہ آپ مجھ سے کئی معاملات میرے چیمبر میں آ کر دریافت کرلیتے ہیں ۔ اس لیے یہ بات بھی دریافت کر لینی چاہیے تھی ۔ یہ میری ذات کے متعلق تھی ۔ اپنی ذات کی باتوں کے متعلق چیمبر میں آپ مجھ سے باتیں کرتے ہیں میری ذات کے متعلق آپ چیمبر میں آ کر مجھ سے بات نہیں کر سکتے (نعرہ ہائے تحسین) ۔ آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں ۔ آپ کی اس خام اطلاع پر میں کوئی comment نہیں کرنا چاہتا ۔ لیکن میں آپ کو یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ سپیکر یا ڈپٹی سپیکر نے نہ اس سے پہلے کیبنٹ میٹنگ میں شرکت کی ہے اور نہ ہی ان کا شمولیت کرنے کا ارادہ ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ کا پوائنٹ آف آرڈر مسترد کیا جاتا ہے ۔ آپ تشریف رکھیے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ آپ اخباروں کے خلاف ۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیے ۔ سب سے پہلے میں محترمہ بشریٰ رحمن صاحبہ کو دعوت دوں گا ۔ آپ کی طرف سے چٹ میرے سامنے پڑی ہے کہ آپ ضمنی بجٹ پر بات کرنا چاہتی ہیں ۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ تشریف لائیے اور اظہار خیال فرمائیے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان ۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرلوں ۔ جناب میں نے آپ کی رولنگ پڑھ لی ہے ۔ مجھے اس کی کاپی نہیں ملی ۔ کہ مارشل لاء اسمبلی کے تابع ہے ۔ بہت بہت شکریہ ۔ آپ نے ہماری اس بلا سے جان چھڑائی ۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیے ۔

بیگم بشریٰ رحمن ۔ جناب سپیکر میں آپ کی بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار کی دعوت دی ۔

کل بھی آیا تھا میں حالات سنانے لیکن
کہہ گیا ایک منجم کہ سماں بھاری ہے

جناب والا ۔ پہلے اس بات کی وضاحت فرمائی جائے کہ میں عامیانہ دلچسپی کی بات اس ہاؤس میں کر سکتی ہوں یا صرف آج بجٹ ہی زیر بحث آئے گا ۔

جناب سپیکر ۔ ضمنی بجٹ زیر بحث آئے گا ۔

بیگم بشریٰ رحمن ۔ جناب والا ۔ میں معذرت چاہتی ہوں کہ اس وقت میں ضمنی بجٹ پر بات نہیں کرنا چاہتی ۔ میں وفاقی بجٹ کے حوالے سے کل بھی کچھ کہنا چاہتی تھی اور آج بھی کہنا چاہتی ہوں ۔ اس لیے کہ ہر بجٹ کا تعلق براہ راست وفاقی بجٹ سے بھی ہوتا ہے ۔ اور یہ وہی جھرنا ہے جس سے سارے چشمے پھوٹتے ہیں ۔ بہر حال اس وقت میں ضمنی بجٹ پر بات نہیں کرتی ۔ تھوڑی دیر کے بعد میں اپنے خیالات کا اظہار کروں گی ۔

جناب سپیکر ۔ آپ میزانیے پر General discussion میں ساری چیزوں کو زیر بحث لا سکتی ہیں ۔ میں آپ کو یہ تجویز کروں گا کہ آپ جو بھی بات کرنا چاہتی ہیں اور اگر آپ ضمنی بجٹ پر بات نہیں کرنا چاہتیں تو بجٹ پر General discussion میں بات کیجیے گا ۔

بیگم بشریٰ رحمن ۔ آپ کا شکریہ ۔

جناب سپیکر — Thank you میں غلام حیدر وائیں صاحب کو اظہار خیال کی دعوت دیتا ہوں۔

وزیر صنعت — جناب سپیکر موجودہ اسمبلی کا یہ تیسرا سیشن ہے مگر بجٹ اجلاس ہونے کی وجہ سے اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا جس کے پیش نظر اس ایوان کی کارروائی جس کو ہم سب ہی نہیں بلکہ پنجاب کے عوام ، ملک کے ذرائع ابلاغ اور ہمارا گرد و پیش دیکھتے ہوئے اس پر گہری نظریں لئے ہوئے ہیں اس کا معیار ، اس کی کارکردگی اور یہاں پر ہماری سوچ و فکر کے دھارے اس معزز ایوان کی ساکھ اور credibility عوام تک پہنچانے کا ذریعہ بنیں گے اس لئے میں خیال کرتا کہ یہ ایوان جس موضوع پر اظہار خیال کرنا چاہے اس میں آزاد تو ہے لیکن ہمیں ایسی روایات قائم کرنی ہیں جن پر ہم ہی نہیں بلکہ ہماری قوم ، ہمارے رائے دہندگان ، ہمارا آج اور ہمارا کل فخر کر سکے اس لحاظ سے یہ بجٹ سیشن فی الحقیقت میرے اس ایوان کے معزز اراکین کے حسن و فکر کے تعین کا پہلا امتحان ہے جس کے پیش نظر قوم کی نظریں ، اس بات پر لگی ہوئی ہیں کہ ہم اس امتحان سے کس طرح سرخ رو ہوتے ہیں - جناب سپیکر ضمنی بجٹ پر اپنی معروضات پیش کرنے سے پیشتر ایک سیاسی پس منظر کی طرف اشارہ کروں گا کہ عام انتخابات کے وقت ہمارے ملک میں دو آراء کار فرما تھیں ایک نکتہ نگاہ جس کی ترجمان ایم آر ڈی تھی جس کا پروگرام جمہوریت کی بحالی اور مارشل لاء کی واپسی کے نام پر عام انتخابات کا بائیکاٹ کرنا اور ایک خاص قسم کی محاذ آرائی کی صورت حال کو قائم رکھنا تھا دوسرا نقطہ نگاہ وہ تھا جس کے نتیجے میں موجودہ حکومت وجود میں آئی ہے اور جس نقطہ نگاہ میں پاکستان کے محب وطن عوام شامل تھے اور وہ نکتہ نگاہ مارشل لاء سے چھٹکارا پانے ، جمہوریت کی بحالی اور عوام کی خوشحالی کے لئے ایک پر امن راستہ اختیار کرنا تھا جس کے تحت غیر جماعتی بنیاد پر عام انتخابات کے ذریعے ان مقاصد کو حاصل کرنا تھا جناب سپیکر میں ضمنی بجٹ پر آتے ہوئے اس بات کو اشارتاً کہہ کر آگے چلتا ہوں کہ ان دونوں نکتہ ہائے نگاہ کا فیصلہ عوام نے کرنا تھا اور جب عوام کو غیر جانب دارانہ طور پر یہ فیصلہ کرنے کو کہا گیا تو انہوں نے بھاری اکثریت کے ساتھ جو فیصلہ کر دیا وہ عوام کا اپنا فیصلہ تھا جس کے نتیجے میں غیر جماعتی بنیاد پر یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی تو گویا ہمیں آج کے ضمنی بجٹ پر بات کرتے ہوئے اس پس منظر کو نظر انداز نہیں

کرنا چاہئے کہ مارشل لاء کی حکومت میں غیر جماعتی بنیاد پر انتخابات میں کامیاب ہی نہیں ہوئے جس میں عوام کی خوشنودی بھی حاصل تھی بلکہ ہمارے اس فیصلے میں یہ اصول بھی شامل تھا کہ ہم نے مارشل لاء کی واپسی کے لئے ایک ایسا ماحول اور طریقہ کار قائم رکھنا ہے جس کے تحت محاذ آرائی کی بجائے خوش اسلوبی کے ساتھ یہ مسئلہ اپنے منطقی نتیجہ تک پہنچے۔ جناب سپیکر آج ہمارے ضمنی بجٹ کی عام بحث کا دوسرا دن ہے اور جو تقاریر یہاں پر میرے فاضل اراکین نے ارشاد فرمائیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ان کی روشنی میں ان کی تفصیل میں جانا اور ان کی روشنی میں اپنا نقطہ نگاہ سامنے لانا بھی ضروری ہے۔ میرے اکثر بھائیوں نے مارشل لاء کے جاریہ اخراجات پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے اسی طرح ریفرنڈم کے اخراجات پر اور عام انتخابات کے اخراجات پر بھی آپ نے اپنی رائے سے ایوان کو آگاہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ جہاں تک مارشل لاء کے اخراجات کے ضمنی مطالبہ زر کا تعلق ہے جس میں اس معزز ایوان سے تقریباً ساڑھے چھ کروڑ روپے کے اخراجات کی منظوری طلب کی گئی ہے اس کے متعلق میری گزارش یہ ہے کہ یہ اخراجات در حقیقت ایک سال نہیں آئندہ سال کے بھی نہیں بلکہ گزشتہ سات آٹھ سال کے ہیں۔ یہ 1976-77ء سے لے کر 1984-85ء تک کے وہ اخراجات ہیں جن کی ادائیگی سے پیشتر پنجاب کی حکومت کا مارشل لاء اتھارٹی سے یہ اصرار تھا کہ جب تک یہ اخراجات آڈٹ ہو کر اور ان کی آڈٹ رپورٹ پنجاب کی حکومت کو پیش نہیں کی جاتی اس وقت تک یہ اخراجات پنجاب کی حکومت ادا کرنے سے گریز کرتی تھی یہی وجہ تھی کہ اس کی سابقہ بجٹ میں ادائیگی کی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ موجودہ ضمنی مطالبہ زر کے اس اسمبلی میں پیش ہونے سے پیشتر اس کی آڈٹ رپورٹ حکومت پنجاب کے پاس پہنچ چکی ہے اور اس آڈٹ رپورٹ کی روشنی میں یہ ایسے اخراجات ہیں جو گذشتہ سات آٹھ سال پر محیط ہیں جو عملی طور پر خرچ بھی ہو چکے ہیں اور جو محض ایڈجسٹمنٹ کا مسئلہ ہے۔ اسکو ہاؤس کے سامنے پیش نہ کرنا بھی میرے خیال میں ایوان کے استحقاق کے منافی ہوتا اسلئے مارشل لاء اٹھانے کے سلسلے میں آپکے احساسات اور آپکے جذبات سے قوم اور ہم سب آگاہ ہیں اور جس میں میں بھی شامل ہوں ہماری حکمت عملی اور بصیرت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم واپس جاتی ہوئی گاڑی کو خوش اسلوبی اور نہایت تدبیر کے ساتھ پایہ تکمیل تک واپس جانے کے

لئے مناسب ماحول میسر کریں اسلئے میں معزز ایوان سے گذارش کرونگا کہ ضمنی بجٹ پر مارشل لاء کے سلسلہ میں جن اخراجات کا ضمنی مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے ۔ اسے منظور فرمایا جائے ۔ چونکہ اسکے بغیر اب کوئی آپکے پاس چارہ کار نہیں ہے لہذا اس بارے میں ہمیں اپنے جذباتی انداز پر نظر ثانی کرنی چاہئے جناب سپیکر اس سلسلہ میں دوسری باتیں ریفرنڈم کے اور عام انتخابات کے جاریہ اخراجات کا ضمنی مطالبہ منظور کرنا اخراجات اور سلسلے میں کہی گئی ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ ریفرنڈم اور عام انتخابات کے سلسلے میں جو اخراجات بھی حکومت پنجاب نے ادا کئے ہیں مرکزی حکومت نے انکی ادائیگی کا فیصلہ کر لیا ہے لیکن چونکہ بنیادی طور پر یہ اخراجات پنجاب کے خزانے سے ہوئے ہیں کیونکہ ریفرنڈم کا فیصلہ فوری طور پر سامنے آیا اور جس وقت عام انتخابات کا شیڈول قوم کو دیا گیا اس وقت آپ کا پچھلے سال کا بجٹ تیار ہو چکا تھا اسلئے میں اسکے اخراجات کی گنجائش نہیں رکھی گئی لہذا میں محض ایک Book Transfer کا مسئلہ اور ایک فنی سا معاملہ ہے جس کے اخراجات مرکزی حکومت صوبائی حکومت کو ادا کریگی ۔ لہذا یہ اخراجات جو پنجاب کی حکومت نے ریفرنڈم اور عام انتخابات کے سلسلے میں خرچ کئے ہوئے ہیں اسکے ضمنی مطالبہ زر کو منظور فرمایا جائے ۔

جناب سپیکر ۔ جہانتک مارشل لاء اٹھانے کی بات ہے تو اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس بارہ میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ مارشل لاء ملک سے جلد از جلد اٹھایا جائے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ اہم معاملہ قومی اسمبلی میں زیر بحث ہے اور جیسا کہ آپ سب حضرات اس بات سے بھی آگاہ ہیں کہ بنیادی طور پر یہ مسئلہ وفاقی حکومت سے تعلق رکھتا ہے جس کا حتمی فیصلہ بھی مرکزی اسمبلی ہی کرے گی ۔ لہذا اس موضوع پر یہی کہہ کر میں آگے چلتا ہوں کہ وہاں پر ایک نو رکنی کمیٹی تشکیل پا چکی ہے مارشل لاء اٹھانے کے سلسلے میں اس 9 رکنی کمیٹی نے ایک ہفتہ کے اندر وزیراعظم یا اسمبلی کو رپورٹ پیش کرنی ہے ۔ مجھے اور آپ کو اس بات پر یقین رکھنا چاہیے کہ انشاء اللہ ہماری قومی اسمبلی اور وہاں کے معزز اراکین اس مسئلے کے بارے میں کوئی کوتاہی نہیں کریں گے ۔ جناب سپیکر ضمنی بجٹ کی منظوری کے سلسلے میں میرے ایک فاضل رکن نے کل اپنی تقریر کے دوران ارشاد فرمایا کہ ضمنی بجٹ اس اسمبلی میں پیش کرنے کا تکلف کیوں کیا گیا ۔ بلکہ ان کے خیال کے مطابق ضمنی بجٹ کو گورنر

صاحب کر ازخود ہی اسمبلی میں پیش کئے بغیر ہی authenticate یعنی منظور کر دینا چاہئے تھا ۔ جناب سپیکر آپ اور میرے یہ تمام معزز اراکین اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ جب اسمبلی معرض وجود میں آچکی ہو اور بجٹ یا ضمنی بجٹ کا معاملہ ہو تو آئین رولز ہماری روایات کے مطابق کیا یہ ممکن تھا کہ اس ضمنی بجٹ کو ہمارے گورنر یا اس اسمبلی کے علاوہ کوئی اتھارٹی اس پر غور کرکے اسے منظور کر سکتی ۔ جناب یہ بالکل ممکن نہیں تھا ، اس لئے یہ بات تو تجاہل عارفانہ کے طور پر محض بات برائے بات کے طور پر کہی گئی ۔ ورنہ بجٹ خواہ ضمنی ہو یا سالانہ اس کی منظوری کا اختیار صرف اور صرف اس معزز ایوان کو حاصل ہے ۔ جناب سپیکر ضمنی بجٹ میں 38 مطالبات زر میں میرے ایک بھائی نے بات کا خاص طور پر بار بار تذکرہ فرمایا اور وہ یہ بات تھی جس میں 16 مطالبات زر میں علامتی مطالبہ زر کے یعنی ٹوکن ڈیمانڈ کے طور پر بعض شقوں میں دس روپے کی رقم ضمنی بجٹ میں رکھی گئی ہے ۔ مثلاً ان کے خیال کے مطابق تعلیم کے شعبہ میں دس روپے کی رقم بہت کم تھی حالانکہ بات یہ نہیں تھی ۔ 16 مطالبات زر میں علامتی مطالبات زر کے طور پر جو دس دس روپے دکھائے گئے ہیں جن کو ہم ٹوکن گرانٹ کہتے ہیں ان کا مقصد فی الحقیقت یہ ہے کہ یہ 16 مدیں ایسی ہیں جن میں کہ ان کی منظور شدہ مختص بجٹ گنجائش میں کوئی مزید رقم خرچ نہیں کی گئی بلکہ انہیں مدوں کے اندر رہتے ہوئے ان اخراجات میں رد و بدل کیا گیا ہے ۔ ایسی provisions Reappropriation of budget تو اس لحاظ سے قابل ستائش ہیں کہ ہمارے 38 مطالبات زر کے شعبوں میں 16 شعبے ایسے ہیں جس میں ہمارے ان محکموں کے افسر ان بجٹ گنجائشوں کے باہر نہیں ۔ بلکہ مختص شدہ رقوم کے اندر رہتے ہوئے اخراجات کئے ہیں ۔ یہ بات کسی ابہام کا ذریعہ بنتی چاہئے تھی بلکہ یہ کارکردگی فی الحقیقت قابل ستائش تھی ۔ میں اس کی تشریح اس لئے کر رہا ہوں کہ یہ ٹوکن مطالبات زر ہیں ان میں مزید رقم نہ طلب کی جارہی ہے نہ ان مدوں میں بجٹ میں فراہم کردہ رقم سے زیادہ نہ رقم خرچ ہوئی رہے لہذا اس ابہام confusion کو بھی ہمارے ذہنوں سے دور ہونا چاہیے ۔ گندم کی مد کے سلسلے میں ہوئے اکیس کروڑ روپے کے مطالبہ کے بارے میں بعض رفقاء نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے اس اضافی خرچ کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پچھلے سال چونکہ گندم

کم پیدا ہوئی اس لئے مجموعی طور پر ہمیں پرائیویٹ مارکیٹ میں اپنے راشن ڈپوؤں پر ساڑھے گیارہ لاکھ کی بجائے 13 لاکھ میٹرک ٹن گندم فراہم کرنی پڑی ۔ گندم کی اس اضافی فراہمی کی وجہ سے سبسڈی کی رقم میں بھی اضافہ ہوا اور اس مد میں جاریہ اخراجات بھی بڑھے اس اضافی کاروبار کی وجہ سے بنکوں کے ذریعے لین دین کے اخراجات میں اضافہ ہوا اور باربرداری کے اخراجات زائد برداشت کرنے پڑے ان حالات یہ اضافی اخراجات ناگزیر تھے لہذا ان کو ضمنی بجٹ میں لانا اور اس کی منظوری حاصل کرنا ضروری تھا جس کے لئے میں گزارش کروں گا کہ اس مطالبہ زر کو بھی دوسرے مطالبات زر کی طرح منظور فرمایا جائے ۔ جناب سپیکر ۔ میں ایک بات پھر گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ عملی طور پر ہمارا یہ ضمنی بجٹ اس دور کا بجٹ ہے جس میں یہ معزز ایوان نہ تو فریق تھا اور نہ ہی شریک لہذا یہ ایک ایسی رسمی ذمہداری ہے جس کو پورا کرنا اس ہاوس کا فریضہ ہے ۔ لہذا اس گزرے ہوئے معاملے کو اتنی شدت کے ساتھ اور اتنی تلخی کے ساتھ زیر بحث لانا میرے خیال میں کوئی احسن انداز نہیں ۔ لہذا میں گزارش کروں گا کہ فی الحقیقت گزری ہوئی داستان ہے بقایا بھی گزر جائے گی ۔ آئندہ کے مطالبات زر جو سالانہ بحث کی صورت میں آئیں گے ان پر بھی آپ بحث کریں گے اور مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ اس ایوان میں جو آراء پیش کی جائیں گے اور ان کو ہمارے محکمہ کے سربراہان آئندہ کے لئے رہنما اصولوں کے طور پر اپنے ریکارڈ میں رکھیں گے اور آئندہ اگلے سالوں کے جو بجٹ تیار ہوں گے ان میں اس معزز ایوان کی خواہشات ان کی امنگوں اور آرزوؤں کی پوری طرح سے ترجمانی ہوگی ۔ جناب سپیکر ۔ ایک بات مکرر گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس ایوان کی روایات قائم کرنے کے ہم امین ہیں ۔ قوم نے جن امنگوں اور آرزوؤں کے ساتھ آپ کو اور ہمیں جن مخصوص حالات میں منتخب کرکے یہاں بھیجا ہے اس سے آپ بخوبی آگاہ ہیں ۔ اور قوم نے اپنا فیصلہ کرنے میں نہ کبھی ماضی میں غلطی کی ہے اور نہ اب غلطی کی ہے اور یہ فیصلہ کرتے ہوئے قوم نے ایک تاریخی فیصلہ دیا آپ کے باشعور رائے دہندگان نے 38 سال میں پہلی دفعہ سیاسی میدان میں حصہ لینے والے قریب قریب پرانے پارلیمنٹیرین کے مقابلہ میں آپ کو ترجیح دی آپ کو ووٹ دیا ۔ آپ کا ساتھ دیا اور آپ کو کامیاب کراویا اور پرانے سیاست دانوں کی بجائے کرتے ہوئے آپ بہت بڑی ذمہداری

سونپی ہے ۔ اب اس ذمہداری کو نبھانے کے لئے آپ نے اور ہم نے اپنے عمل سے یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ تصور کہ پرانے پارلیمنٹیرین کے بغیر اس ملک کو کامیابی کے ساتھ کوئی آگے نہیں لے جا سکتا غلط تھا آپ نے اور ہم نے مل جل کر اس شکست خوردہ سوچ و فکر کو باطل ثابت کرنا ہے اور ہم نے اپنے عمل سے یہ ثابت کرنا ہے کہ عوام نے یہ تاریخی فیصلہ کرکے نئی قیادت کو اور جوان قیادت کو قوم کی جو ذمہ داریاں تفویض کی ھیں ھم اس کے ناصرف خدا کے فضل کرم سے اھل بلکہ ھم نے یہ بتانا ہے کہ ھم مستقبل میں نہ صرف سابقہ اچھی سیاسی روایات کی حفاظت کریں گے بلکہ ان میں مزید اعلیٰ روایات کا ایک عظیم خزینہ چھوڑیں گے اس سلسلے میں ایک بات خصوصی طور پر میں آپ کو گزارش کرنا چاھتا ھوں کہ اس اسمبلی کے علاوہ باھر بھی ایک اسمبلی ہے اور وہ ھمارے عوام کی اسمبلی ہے ۔ یہ عوام جو بلا شبہ آپ کے ساتھ ھیں اس ایوان کی کارروائی وہ ھی نہیں بلکہ ھمارے زرائع ابلاغ اور ھمارا گرد و پیش بڑی گہری نظر سے دیکھ رہے ھیں ۔ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ صرف وہ ھی نہیں دیکھ رہے بلکہ آپ کا ایک اور حریف ایم۔آر۔ڈی۔ کے نام پر باھر گھات میں بیٹھا ہے اور ان کے اس وقت political strategy یعنی سیاسی حکمت عملی یہ ہے کہ وہ دیکھنا چاھتے ھیں کہ یہ نوجوان قیادت اسمبلیوں میں بیٹھ کر کونسی کوتاھیاں اور غلطیاں کرنے کی مرتکب ھوتی ہے اور اگر خدانخواستہ اس سلسلے میں ھم سے کوئی غلطی اور کوتاھی ھوئی تو وہ آپ کا حریف جو کہ بڑی بے چینی کے ساتھ اس تاک میں بیٹھا ہے وہ اس کا فائدہ اٹھائے گا ھم ان کے بارے میں یہ بات مت بھولیں کہ ایم۔آر۔ڈی۔ کی سوچ ان کی سیاسی فکر یہ ہے کہ وہ ان منتخب اسمبلیوں کو دل سے قبول نہیں کرتے ۔ مگر ابھی تک وہ اپنی دل کی بات کھل کر کہہ نہیں رہے ۔ فی الحقیقت وہ یہ دیکھ رہے ھیں کہ ان اسمبلیوں کی کارکردگی کا معیار کیا ہے یہاں پر ھمارا طرز عمل کیا ہے اور وہ ان حالات کے نتیجے میں اپنی نئی حکمت عملی بنانے میں دن رات مصروف ھیں کہ کوئی ایسی صورت حال پیدا ھو جس سے یا تو وہ سرے سے ان اسمبلیوں کے وجود سے ھی انکار کریں یا یہ کوشش کریں کہ یہ اسمبلیاں اپنی پانچ سالہ مدت پوری کرنے کی بجائے وقت سے پہلے ھی خدا نخواستہ ختم ھو جائیں ۔ تاکہ وہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ایک نیا ماحول حاصل کر سکیں ۔ اس چیلنج کا

مقابلہ کرنے کے لیے ہم نے اپنی بصیرتوں اور اپنی سوچوں کو ٹھنڈے دل سے بروئے کار لاتے ہوئے نہ صرف نئی حکمت عملی کو طے کرنا ہے بلکہ ہم نے مل جل کر ایک اچھے ماحول کو پیدا کر کے ایک ایسی ابتداء کرنی ہے جس سے نہ صرف ہم اسمبلیوں کے اندر اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکیں بلکہ اپنی کارکردگی سے عوام پر یہ ثابت کر سکیں کہ ہم ان کے فیصلوں کے اہل تھے اور جو ذمہداری انہوں نے آپ پر اور ہم پر ڈالی ہے ہم اس کے نہ صرف اہل تھے بلکہ ہم اس میدان میں ان کی توقعات سے بڑھ کر ان کی امیدوں کو پورا کرنے کی بھرپور اہلیت بھی رکھتے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ اس سلسلہ میں میں پھر ایک بار اپنے ان معزز ایوان میں اپنے رفقاء کے ممبران سے گزارش کروں گا ۔

چوہدری غلام رسول ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب والا ۔ آج جمعرات ہے ضمنی بجٹ پر تقاریر کرنے والے ممبران کی فہرست لمبی ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر وائیں صاحب ذرا اختصار سے ضمنی بجٹ کے بارے میں اظہار خیال کریں ۔

جناب غلام حیدر وائیں ۔ جناب والا ۔ میں ضمنی بجٹ پر اپنی گزارشات عرض کر چکا ہوں اور اس ایوان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس ضمنی بجٹ کو متفقہ طور پر منظور کریں اور آنے والے آئندہ سال کے بجٹ پر بھی بڑی سنجیدگی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں لیکن اس بات کا بطور خاص خیال رکھیں ۔

یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو زرتابی قباؤں میں
سحر کا نام لے کر رات کی تعلیم دیتے ہیں

شکریہ ۔

جناب سپیکر ۔ چوہدری نعیم حسین چٹھہ صاحب ۔

چوہدری نعیم حسین چٹھہ ۔ جناب سپیکر ۔ اس معزز ایوان میں سال 85-1984ء کا ضمنی بجٹ زیر بحث ہے ۔ جس پر میرے پیش رو فاضل مقررین نے سیر حاصل بحث کی ہے ۔ میں ان کی آراء کو دھرا کر اس معزز ایوان کا زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا ہوں مگر چند ایک باتوں کی طرف مختصراً اشارہ کرنا چاہتا ہوں ۔ جیسا کہ ابھی ابھی جناب وائیں صاحب نے نہایت ہی مختصر تقریر کرتے ہوئے یہ یقین دلایا ہے کہ مارشل لاء کے جانے میں کوئی دوسری

رائے نہیں ہو سکتی میں ان سے اتفاق کرتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ساتھ یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان جونیجو صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں یہ کہا تھا کہ مارشل لاء اور جمہوریت کی راہیں الگ ہوں اور وہ ایک ساتھ نہیں چل سکتے اور اس کی تائید ہمارے وزیر اعلی صاحب نے بھی کی ہے - لیکن اس کے ساتھ ساتھ تین ماہ گزرنے کو ہیں - ابھی تک وہ اکھٹے ایک ساتھ چل رہے ہیں لہذا میری گذارش یہ ہے کہ اس طرز فکر کو ذرا سنجیدگی اور غور سے سوچنا ہوگا اس پر سوچ سنجیدگی اور توجہ طلب ہے اور اسے جلد از جلد جانا چاہیے - اس کے علاوہ آج کل جو ایک بڑا acute مسئلہ بنا ہوا ہے وہ پنجاب کی چشمہ جہلم لنک کینال کا ہے جو بغیر نوٹس کے بند کر دی گئی ہے - اس ضمن میں جناب والا عرض کرتا ہوں کہ بجٹ کا بھی بہت سارا انحصار اس پر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری زرعی معیشت کا بے حد انحصار اس پر ہے تو لہذا اس کو سنجیدگی سے دیکھنا چاہیے ہماری پنجاب گورنمنٹ متعد بار کوشش کر چکی ہے لیکن وفاقی حکومت نے اسے درخور اعتناء نہیں سمجھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر آٹھ دن اور اس نہر میں پانی نہ چھوڑا گیا تو یہ پانچ چھ اضلاع جو ہمارے ہیں وہ بے آب و گیا ہو جائیں گے اور لوگ مفلوک الحال ہو جائیں گے ان کو پھر سارا سال پانی کی ضرورت نہیں رہے گی - کیونکہ کہ اگر بوائی نہیں ہوگی تو بعد میں کس فصل کو پانی دیا جائے گا - لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مفروضے شائد اپنی ذاتی ضد کی بنا پر وفاقی وزیر پانی و بجلی اس بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ نہر نہیں کھولی جائے گی ان کا فعل حب الوطنی کے خلاف ہے ملکی استقامت کے خلاف ہے یہ علاقائی تعصب کو ہوا دینے کے مترادف ہے اگر وفاقی وزیر پنجاب کے ہوتے اور وہ صوبہ سندھ کا پانی بند کرتے تو یقیناً میں آج ڈنکے کے چوٹ پر یہ مطالبہ کرتا کہ میں وفاقی وزیر اور اس انتظامیہ کو کھلی کچھری میں try کیا جائے حب الوطنی کا یہ تقاضا ہے کہ اب سندھ کے عوام اس بات کا نوٹس لیں اور پنجابی بھائیوں کے لیے جو کچھ وہ کر سکتے ہوں وہ کریں اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے پہلے بھی بہت سارے حقوق غصب شدہ ہیں مثلاً سندھ میں آبیانے کا ریٹ پنجاب سے بدرجہ کم ہے - سرحد میں واپڈا کے ریٹس فی یونٹ پنجاب سے بہت کم ہیں - اس کے باوجود کہ ہم زیادہ قربانیاں دیتے ہیں - لیکن اس کی کوئی کارگذاری اور کوئی صلہ ہمیں نہیں دیا جاتا - میں سمجھتا کہ

ہم اہل پنجاب کافی ساری قربانیاں دیتے ہیں لیکن ہمیں آئندہ کے لیے کوئی راہ عمل اختیار کرنا ہوگا کہ ہم سیاسی قربانی تو دے سکتے ہیں لیکن ہمیں اقتصادی قربانی نہیں دینی چاہیے - یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ -

ایک فاضل ممبر۔ — پوائنٹ آف آرڈر سر - میری گزارش یہ ہے کہ فاضل رکن جو اپنی تقریر فرما رہے ہیں - ان سے توقع یہ تھی کہ وہ صرف ضمنی بجٹ کو زیر بحث لائیں گے لیکن اس وقت وہ میرے خیال میں دو تین منٹ بول چکے ہیں مگر ضمنی بجٹ کے متعلق انہوں نے ایک لفظ بھی نہیں کہا ہے - میری آپ سے گزارش ہے کہ انہیں صرف اور صرف ضمنی بجٹ پر تقریر کرنا چاہیے -

جناب سپیکر - صاحب (Please confine yourself to the Supplementary Budget)

چوہدری نعیم حسین چٹھہ — تو جناب میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے unproductive مدت پر زیادہ خرچ ہوا ہے - انتظامی اخراجات کو ہر صورت میں کم کرنا چاہیے اور productive پر اس کا استعمال زیادہ ہوتا کہ ہمارا cute مسئلہ ہے بے روزگاری کا دیہاتی علاقہ میں وہ بھی حل ہو سکے اور فلاح و بہبود پر بھی خرچ ہو سکے اور عوام کی بہتری اور خوشحالی ہو سکے - اس کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے جو سکارپ ایریا ہیں ان کے لئے بھی کچھ فنڈز رکھنے چاہیں

چونکہ ہمارا انحصار زرعی معیشت پر ہے اور ہمارا ضلع شیخوپورہ میں پیداوار خاص طور پر صرف ٹیوب ویلوں پر منحصر ہے چونکہ نہری پانی بہت کم ہے ٹیوب ویل بہت فرسودہ اور ناکارہ ہو چکے ہیں جن کی جلدی اور فوری مرمت کی جانی چاہیے تاکہ زرعی معیشت پر کوئی برا اثر نہ پڑے اس کے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ دیہی ترقی کے لئے کاٹیج انڈسٹری کا ہونا ضروری ہے جس کی وجہ سے بے روزگاری کا مسئلہ حل ہوگا - اور ملک و ملت خوشحالی کی راہ پر بھی گامزن ہوگا - تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان حالات کے پیش نظر رشوت اور بے روزگاری جیسے اہم مسئلہ کو ہٹانے کے لئے صرف اوورسیئر اور پٹواری پر ہاتھ ڈالنا مناسب نہیں ، رشوت اوپر تک جاتی ہے ، اوپر ہی سے اس کا قلع قمع ہونا چاہیے - خواہ تنخواہیں کتنی بھی بڑھا دی جائیں یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا - میں سمجھتا ہوں اس کیلئے سادگی کی ترغیب دی جانی چاہیے-

جسطرح رشوت کا قلع قمع اوپر سے ہونا چاہیے اس طرح سادگی کی ترغیب اور اس کا نفاذ بھی اوپر سے ہونا چاہیے ۔ ہم معیار زندگی کو جتنا کم رکھیں گے اتنا ہی پیسے کی ضرورت کم ہوگی اور اسطرح ہم بد عنوانیوں کا ارتکاب نہیں کریں گے ۔ اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ سیم و تھور کے قلع قمع کیلئے جو کچھ بھی سد باب کیا گیا ہے وہ کم ہے کیونکہ یہ ایک نا سور ہے جو ہماری معیشت کو دیمک کی طرح چاٹے جا رہا ہے ۔ اس لئے اس کیلئے زیادہ فنڈز مہیا کیے جانے چاہیں تو ان معروضات کے ساتھ میں اجازت چا ہوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ شکریہ ۔ سردار نصراللہ خان دریشک ۔

سردار نصراللہ خان دریشک ۔جناب سپیکر ہمیں متحد و متفق ہو کر پنجاب کے اہم ترین مسائل کو حل کرنے کیلئے یک جان ہو کر ابھرنا ہے اور ایک طاقت ور چٹان کی طرح حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے پنجاب کے جائز حقوق کا تحفظ کرنا ہے ۔ اگر ہم متحد اور متفق نہ ہوئے تو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی اور ہم پنجاب کا نکتہ نظر پیش کرنے میں اپنا حق بھی ادا نہیں کر سکیں گے اور معاشی طور پر تباہ ہو جائیں گے ۔

جناب والا اسوقت جب کہ سندھ کے تمام مرکزی وزراء اور ممبران قومی اسمبلی پانی کے معاملے میں یک زبان سندھ کا کیس plead کر رہے ہیں اور وزیر آبپاشی سندھ کے پانی کے حقوق کو منوانے کیلئے پریس میں باتیں کر رہے ہیں باوجود اس کے کہ 49 فیصد پانی سندھ کو جا رہا ہے اور 16 فیصد حصہ پنجاب میں آرہا ہے پھر بھی لڑنے بھڑنے کی باتیں وہ کر رہے ہیں مرکزی وزیر آب پاشی کسی بھی دباؤ میں آ کر چشمہ لنک کینال کھولنے کیلئے تیار نہیں ہیں ۔ میرے بھائی یہ سمجھ رہے ہونگے کہ میں اپنے مقصد اور ضمنی بجٹ سے ہٹ کر بات کر رہا ہوں ۔ جناب والا ۔ میں ضمنی بجٹ سے ہٹ کر بات نہیں کر رہا پنجاب کی معیشت ہمارے بجٹ کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے ۔ جناب والا ان حالات میں ہمیں ضمنی بجٹ پر جذباتی اور تنقیدی نکتہ نظر کی بجائے حقیقت پسندانہ روش اختیار کرنا ہوگی ۔ جناب استصواب رائے کے خرچ پر ہم اعتراض کرتے ہیں اس مد میں ہمارے اپنے انتخابات کے اخراجات بھی شامل ہیں جن کی تعریف کرنے کا بھی ہم میں حوصلہ ہونا چاہیے ۔

جناب سپیکر مارشل لاء اختتام کے مراحل میں داخل ہو چکا ہے - صدر مملکت نے وزیر اعظم پاکستان کو اس معاملے میں اختیار دے دیا ہے اور وزیر اعظم پاکستان نے نو رکنی کمیٹی بھی بنادی ہے اور وہ کمیٹی اپنے فیصلے میں عنقریب حتمی تاریخ کا اعلان کرنے والی ہے - جناب والا اس مارشل لاء میں ایم - آر - ڈی کی مخالفت اور اپیل کے باوجود ہم نے الیکشن میں حصہ لیا اور عوام نے ایم - آر - ڈی - کی مخالفت کے باوجود ہمیں ووٹ دیے - جس مارشل لاء کے دور حکومت میں اس ملک کے الیکشن ہوئے اور موجودہ اسمبلی معرض وجود میں آئی اس کو خدا حافظ کہتے ہوئے ہمیں دریا دلی سے کام لینا چاہیے اور جو مطالبات زر اس مد میں پیش ہوئے ہیں انہیں فراخدلی سے منظور کردینا چاہیے -

(نعرہائے تحسین)

مجھے امید ہے کہ میرے بھائیوں اور دوستوں کو میری یہ گزارشات ناگوار نہ گزری ہونگی میرا تو ضمنی بجٹ پر تقریر کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن مجھے پانی کی تقسیم کے سلسلہ میں جس قسم کی خبریں ملی ہیں کہ کچھ مہربانوں کی نظر اس بات پر ہے کہ پنجاب اسمبلی میں حکومت کی پوزیشن اسوقت کیا ہے - اگر پنجاب اسمبلی میں حکومت کی پوزیشن مضبوط ہے تو ان کا نکتہ نظر کمزور ہے اگر پنجاب اسمبلی میں حکومت کی پوزیشن کمزور ہے تو وہ ہمیں بھوکے چیتے کی طرح کھانے کیلئے تیار ہیں اور ہمارے حقوق غصب کرنے کیلئے سوچ رہے ہیں - اس وجہ سے ہمیں اس نازک مرحلہ پر پنجاب کی 70 فیصد دیہی کاشت کار آبادی کی حالت زار کو مدنظر رکھنا ہوگا - جن کی نظریں اس ایوان پر لگی ہوئی ہیں کہ ان کے منتخب نمائندے اس مشکل وقت میں ان کے لئے کیا کرتے ہیں - ہمارا متفق رہنا ہی ہمارے مخالفوں کے ناپاک عزائم کو ناکامی سے ہمکنار کر سکتا ہے - جناب والا ہماری معمولی سی لرزش سے مخالف نے صرف اپنے عزائم میں کامیاب ہونگے بلکہ ہماری زرعی معیشت تباہی سے ہمکنار ہوگی اور پھر وقت ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا میں ان الفاظ کے ساتھ جناب والا سے اجازت چاہوں گا - شکریہ -

مسٹر سپیکر - جناب سعید اکبر خان صاحب -

وزیر زراعت - جناب سپیکر اگر اجازت ہو تو میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں تاکہ ایوان کو اس مسئلہ پر صحیح پوزیشن کا پتہ چلے کیونکہ پانی کا مسئلہ بڑا اہم مسئلہ ہے -

مسٹر سپیکر ۔ آپ Personal Explanation پر بات کرنا چاہتے ہیں

ایک معزز رکن ۔ The Point of view of the Government

مسٹر سپیکر ۔ آپ ضمنی بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں

وزیر زراعت ۔ جناب سپیکر یہاں ابھی پانی کے مسئلے پر بات ہوئی ہے میں حکومت کا نکتہ نظر پیش کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے اس ضمن میں کیا کیا ہے۔ ہمارے کئی دوست خاص طور پر بزرگ سیاست دان اس مسئلے کو exploit کر رہے ہیں میں اس کی وضاحت کروں گا ۔

چوہدری فضل حسین راہی ۔۔ جناب سپیکر اس مسئلہ پر میں کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔۔ میں ابھی ان کی بات پر فیصلہ دینا چاہتا ہوں ، آپ اس کے بعد اپنی بات کیجیے ۔ تشریف رکھیے ۔

چوہدری فضل حسین راہی ۔۔ جناب والا میں بھی اسی مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔۔ آپ تشریف رکھیں ۔ point of personal explanation پر میں سردار صاحب کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنی وضاحت کریں ۔

وزیر زراعت ۔۔ جناب سپیکر صاحب پانی کے مسئلے پر کافی سننے میں آیا ہے ۔ اصل بات واضح کرنا چاہتا ہوں 1960ء میں Indus Water Treaty ہوئی تو پنجاب نے اپنے تین دریا ہندوستان کو کھو دیے یعنی بیاس ، ستلج ، اور راوی ۔ لہذا ان دریاؤں کا پانی متبادل راستے سے لانا تھا ۔ ورلڈ بینک کی ٹیم کے انڈیا کے ساتھ مذاکرات ہوئے اور یہ فیصلہ ہوا کہ دو ڈیم بنائے جائیں یعنی منگلا ڈیم اور تربیلا ڈیم ، منگلا کا پانی منگلا کمان یعنی نارتھ پنجاب تک کافی تھا اس کے بعد اس کا پانی نیچے تک لے جانا کافی نہ تھا لہذا انڈس کے پانی کو share کرنا اصل مسئلہ تھا اس مسئلے پر تربیلا ڈیم بنا اور چشمہ جہلم لنک اور تونسہ پنجند لنک بنی ۔ بہت افسوس کی بات ہے کہ چشمہ جہلم لنک وفاقی حکومت کے محکمہ Irrigation & Power نے 9 تاریخ سے بند کی ہوئی ہے ۔ ہمیں وہ تسلی دیتے رہے ۔ میں بھی اس میٹنگ میں گیا ۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب بھی ایک

میٹنگ میں گئے اور وہ ہمیں تسلی ہی دیتے رہے کہ چشمہ جہلم لنک بند نہیں ہوگی مگر 9 تاریخ کو چشمہ جہلم لنک بند ہوئی اور ہمارا پانی ساؤتھ پنجاب میں کم ہوتا رہا اس وقت یہ پوزیشن ہے کہ وہاں پر پینے تک کا پانی نہیں ہے - ہمارے مویشی مر رہے ہیں - ہماری کپاس کے لیے پانی نہیں ہے - ہماری معیشت کے لیے کپاس - گنا - چاول بہت اہم ہیں مگر ان کے لیے پانی نہیں ہے اور تو اور ریگستان کی صورت حال پیدا ہوتی جا رہی ہے - اس پوزیشن سے وقفے وقفے بعد ہم وفاقی حکومت کو آگاہ کرتے رہے ہیں مسٹر جمالی صاحب کو بھی آگاہ کرتے رہے ہیں - لیکن ہماری شنوائی نہیں ہوئی - افسوس اس بات کا ہے کہ ان کا موقف یہ ہے کہ منگلہ میں سے پانی لیا جائے اور یہاں ہمارے ایک بزرگ ہیں ان کا بھی موقف یہی ہے کہ منگلہ سے پانی لیا جائے - افسوس اس بات کا ہے کہ منگلہ میں پانی اس وقت پچھلے سال کی نسبت 24 فٹ کم ہے - اگر ہمارے پاس منگلہ میں پانی ہوتا تو ہم ضرور دیتے - ہمارے پاس منگلہ میں پانی نہیں ہے اصولاً منگلا پنجاب کا ہے - اس پر سندھ کا کوئی حق نہیں ہے اگر چشمہ جہلم لنک بنائی گئی تھی تو اس میں ہمارا حق جہلم انڈس کے اوپر تھا اور ہے اور رہے گا -

(نعرہ ہائے تحسین)

وفاقی حکومت کا یہ کہنا کہ پنجاب کا چشمہ جہلم لنک پر کوئی حق نہیں - بالکل درست نہیں - ہمارا موقف یہی ہونا چاہیے - میں اپنے بزرگوں کو کہوں گا جو بہت پرانے پارلیمنٹرین بنتے ہیں کہ اگر منگلا کے پانی کی آپ نے پھر بات کی تو آپ چشمہ جہلم لنک گنوا بیٹھیں گے - آپ یہ بات سمجھیں - اگر منگلہ میں سے آپ نے ایک دفعہ پانی چھوڑ دیا تو آپ چشمہ جہلم لنک پھر کبھی نہیں لے سکیں گے - یہ بات یاد رکھیں - لہذا ہم کو یہ چاہیے کہ یہ سارا ہاؤس اور ہمارے بزرگ بھی ساتھ اکٹھے ہو کر اس کے لیے لڑیں ہم پنجاب کا پانی لیں اور انشاء اللہ ضرور لیں گے - السلام علیکم -

رانا پھول محمد خان -

میں نے ایک تحریک التواء اس لئے بھیجی تھی کہ ایک سارا دن نہری پانی کے معاملے پر بحث کے لیے مختص کیا

جائے - لیکن آج ضمنی بجٹ میں جناب خصوصی رعایت فرماتے ہوئے اور پنجاب کی زرخیز زمینوں کو بنجر دیکھتے ہوئے ہمیں مہربانی فرما کر کچھ وقت دیا ہے -

جناب سپیکر - آپ اس نکتہ پر بات نہیں کر سکتے - آپ تشریف رکھیں -

رانا پھول محمد خان - جی میں اس نکتے پر بات نہیں کر سکتا - مہربانی جناب - میری تحریک التوا کا مقصد کو آپ نے حل کر دیا - میں وہ واپس لیتا ہوں -

جناب سپیکر - ابھی آپ تشریف رکھیں -

رانا پھول محمد خان - تو آپ مجھے پانی پر کچھ عرض کرنے کی اجازت دیں گے ؟

جناب سپیکر - یہ آپ تشریف رکھیں -

رانا پھول محمد خان - یہ ضمنی بجٹ تو نہیں ہے یہ پانی ہے -

جناب سپیکر - ابھی آپ تشریف رکھیں -

راجہ خلیق اللہ خان - پوائنٹ آف آرڈر سر -

جناب سپیکر - آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولیں گے -

راجہ خلیق اللہ خان - جی میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولوں گا -

تین دریاوں کا ذکر کیا گیا ہے لیکن جناب کا ذکر نہیں کیا گیا کہ اس کا پانی کس کو دیا جا رہا ہے -

وزیر زراعت - میں اسکی وضاحت کرتا ہوں -

جناب سپیکر - سردار صاحب تشریف رکھیں -

جناب سپیکر - سعید اکبر خان صاحب -

جناب سعید اکبر خان - بسم اللہ الرحمن الرحیم ، جناب سپیکر - اس سے پہلے کہ ضمنی بجٹ پر اپنی گزارشات پیش کروں میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپکی وساطت سے اس معزز ایوان سے یہ گزارش کروں کہ یہاں جو بات بھی کی جائے بڑی ہی ذمہ داری اور نہایت سوچ سمجھ سے کی جائے کیونکہ اس ایوان کی کارروائی اس ایوان تک ہی محدود نہیں ہے - پورے ملک میں اور ملک سے باہر بھی اس ایوان کی کارروائی کو دیکھا اور پڑھا جائے گا اور جو تنقید بھی کی جائے وہ تعمیری ہو تاکہ اس سے کچھ فائدہ حاصل ہو سکے اور اس کا اس قوم کو اس ایوان کو اور اس ملک کو کچھ فائدہ ہو نہ کہ مخالفت کی بناء پر ویسے ہی اٹھ اٹھ کر اس بات کو intercept کیا جائے اور اسکو disturb کیا جائے آدمی کو بات صرف اسی لئے نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ یہ ہمارے خلاف ہے یا اسکی اپنی ذاتی عناد بھی شامل ہے اس کے بعد میں یہ گذارش کرونگا کہ میرے چند بھائیوں نے ضمنی بجٹ پر خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کئی مدوں پر اعتراضات کئے - جس میں پولیس بھی تھی - جب بھی اس مد پر نظر رکھی جاتی ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ 9 کروڑ روپیہ اور some thing اس پر خرچ کیا جا رہا ہے تو عام فہم میں آ جاتا ہے کہ شائد یہ روپیہ پولیس والوں کو نقد دے دیا جاتا ہے اور وہ لیکر بھاگ جاتے ہیں یا گھر میں خرچ کر لیتے ہیں - اصل میں یہ بات نہیں ہے - اگر آپ اس کی تفصیل پڑھیں جو کہ ضمنی بجٹ کے 24 اور 25 صفحہ پر دی ہوئی ہے - تو ظاہر ہوگا کہ یہ اخراجات کہاں کہاں پر ہوئے ہیں جیسے یہ نمبر 5 ہے -

Purchase of six Mobile wireless sets for the Police Department

اور اس کے بعد یہ 11 نمبر پر ہے -

Creation of the posts in Police Department for the newlay created Districts of Khanewal and Chakwal

(قطع کلامیاں)

مطلب یہ ہے کہ جب نئے ڈسٹرکٹ بنیں گے نئی تحصیلیں بنیں گی تو اس میں اخراجات تو بڑھیں گے - یہ ممبر کے علاوہ کسی عام آدمی سے ہی آپ اس پر بحث کریں تو وہ بھی کہے گا کہ واقعی خرچ تو ہونا ہے - اور اس کے لئے اخراجات بڑھیں گے - ان اخراجات کو دیکھتے ہوئے - اس لئے انہیں ضمنی بجٹ میں رکھا گیا ہے کیونکہ ان اخراجات کو لازمی

قرار دیا گیا تھا اور یہ لازمی تھے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔ ابھی کل جنرل ایڈمنسٹریشن پر بھی بہت زیادہ بحث کی گئی کہ اس پر اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک لازمی امر ہے اگر آپ ایک ڈیپارٹمنٹ کو چلائیں گے یا کوئی منصوبہ چلائیں گے۔ اس کو چلانے کے لئے کچھ آدمی یا کوئی مشینری جو درکار ہو گی اس پر بھی خرچہ کریں گے تب وہ منصوبہ آگے جائے گا۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ No cross talk please

جناب سعید اکبر خان

تو اسکے اخراجات کو لازمی قرار دیا جاتا ہے۔ اس پولیس والے معاملے کو میں آگے لیکر جاتا ہوں آج کل ہر بات ہر چیز ماڈرن طریقے سے ہو رہی ہے اور اگر کوئی ڈکیتی ہوتی ہے تو وہ بھی ماڈرن طریقے سے ہوتی ہے۔ اگر کوئی بینک کو لوٹنے آتا ہے تو وہ بھی کاروں پر اور بہترین گاڑیوں پر آتا ہے اگر اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اور اسکو روکنے کے لئے انکے مقابلے میں پولیس کے پاس بھی اچھے وسائل موجود نہیں ہونگے تو وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے جہاں تک انکی کرپشن کا تعلق ہے۔ انکی اصلاح ایک الگ معاملہ ہے۔ انکی اصلاح کی جانی چاہیئے۔ اس کا سدباب ڈھونڈنا چاہیئے کہ کیسے یہ کرپشن دور ہو سکتی ہے وہ ایک علیحدہ معاملہ ہے جس سے کسی آدمی کو انحراف نہیں ہے کہ اس میں واقعی کرپشن ہے اور اسکو روکنے کے لئے اور کوئی سوچ کرنی چاہیئے اس پر مل بیٹھ کر اس کا طریقہ سوچنا چاہیئے لیکن اس بات سے انکار بالکل نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ جو اخراجات ہیں جو خرچ کئے جارہے ہیں یہ لازمی امر ہو چکے ہیں کہ اسکے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ اسکے بغیر ہم آگے چل نہیں سکتے تو سیکرٹری فنانس سے میں بات کر رہا تھا وہ کہہ رہے تھے کہ جنرل ایڈمنسٹریشن پر صرف 2.5% ٹوٹل بجٹ کا خرچ ہوتا ہے جبکہ اس کے لئے باقی صوبوں میں اس سے بھی زیادہ ہے۔ 2.5 ہمارے پنجاب میں ہے لیکن بلوچستان میں اور دوسرے صوبوں میں جنرل ایڈمنسٹریشن پر زیادہ خرچہ ہو رہا ہے اس لئے میں تمام معزز اراکین سے یہ گزارش کرونگا کہ آپ اس طرح سوچیں کہ اس معاملے کی اصلاح ہو نہ کہ ایک پوائنٹ کو لیکر کہیں کہ یہ corrupt ہیں یہ خراب ہیں اس بحث کو

لیکر چلتے چلے جائیں - اور دوسری ضروریات کو مدنظر نہ رکھیں - اسکے بعد ایک بات مارشل لاء کے خرچے کے متعلق ہے - ابھی وائس صاحب نے فرمایا کہ یہ سات سال کے اخراجات ہیں میں اس ایوان کو کہتا ہوں کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ جب بھی کوئی آفت کوئی بلا کہیں بھی آتی ہے چاہے وہ کسی گھر میں ہو کسی ملک میں ہو کسی شہر میں ہو تو اس کا ازالہ as a Muslim ہمارا یہ یقین ہے کہ بغیر کفارے کے اور بغیر صدقے کے وہ ہمارے سر سے ٹل نہیں سکتی تو میں یہاں تمام معزز اراکین سے یہ گذارش کرونگا کہ آپ اس خرچے کو مارشل لاء کا کفارہ سمجھتے ہوئے اسکی منظوری دیں اور دعا کریں کہ یہ ہمارے اس کفارے کے ساتھ ہی ہماری جان چھوڑ جائے -

(نعرہ ہائے تحسین)

میں کہتا ہوں کہ یہ واقعی ہماری خوش قسمتی ہے کہ تھوڑے سے کفارے کے بعد یہ مارشل لاء ہمارے کندھوں سے ہمیشہ کے لئے اٹھ جائے گا - کیونکہ بچہ بچہ عوام کا ہر آدمی اور معزز اراکین خواہ نیشنل اسمبلی سے ہوں یا پروونشل اسمبلی سے اس بات پر متفق ہیں کہ یہ مارشل لاء نہیں رہنا چاہئیے تو ہم خوش قسمت ہیں کہ تھوڑا سا کفارہ لے کر مارشل لاء ہماری جان چھوڑ جائے گا۔ میں تمام اراکین سے یہ گزارش کرونگا کہ جو بھی یہ مدیں ہیں انکی تفصیل کو دیکھتے ہوئے اور انکو لازمی امر قرار دیتے ہوئے انکی منظوری بڑے فراخدلانہ طریقے سے دیں تاکہ آئندہ یہ کام آگے چل سکے اور آئندہ بجٹ میں ہمیں سہولت ہو کہ ان غلطیوں کو ہم پھر نہ دہرا سکیں - اسکے بعد میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

چوہدری فضل حسین راہی - جناب والا ہوں اک چھوٹی جئی گل کرنی چاہنیا جی کہ اگر معزز رکن ایس گل داسانوں یقین دلا دین -

ایک معزز ممبر - پنجابی زبان میں بولنے کی اجازت نہ دی جائے - جیسا کہ بار بار کہا گیا ہے -

چوہدری فضل حسین راہی - تہاڈی مہربانی اے -

جناب سپیکر - یہ درست بات ہے - آپ کو پہلے اجازت لینا چاہئیے -

صاحبزادہ فاروق انور عباسی - پوائنٹ آف آرڈر - پنجابی زبان میں بولنے کی اجازت نہ دی جائے - اس طرح صوبے میں لسانی تعصب کو ہوا دی جائیگی اور پھر لوگ سرائیکی بلوچی زبان میں بولنا شروع ہو جائیں گے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ ممنوع قرار دیا جائے -

جناب سپیکر - فاضل مقرر کو پنجابی بولنے کیلئے اجازت طلب کرنا ہوگی -

چوہدری فضل حسین راہی - I know English also لیکن یہ ہماری زبان نہیں ہے - میں اردو میں بات کر لیتا ہوں - جب بھی میں تقریر کروں گا میں اجازت لے کر پنجابی میں کر لوں گا - لیکن مجھے بہت دکھ ہے اس بات کا کہ پنجاب کی اسمبلی ہے اور پنجاب کی زبان نہیں بول سکتے - اور مجھے ان دوستوں پر بھی اعتراض ہے جو میری اس بات کو کاٹتے ہیں آپ پنجاب کی روایات کو دیکھیں میں یہ کہتا ہوں کہ آج یہاں پٹھان ہیں تو صرف اسلئے -

جناب سپیکر - راہی صاحب آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں -

چوہدری فضل حسین راہی - مہربانی جی آپ کی - میں پنجابی میں عرض کرنا چاہتا ہوں - ،

جناب سپیکر - پنجابی میں پھر پہلے آپ کو اجازت لینا ہوگی

چوہدری فضل حسین راہی - میں اجازت ای منگی اے جناب -

جناب سپیکر - پنجابی میں بولنے کی اجازت دی جاتی ہے -

چوہدری فضل حسین راہی - میں جناب تہاڈی وساطت دے نال صرف ایس گل دا انہاں کولوں اطمنیان لینا چاہناں کہ 12 تاریخ توں بعد مارشل‌لا ساڈی جان چھڈ دے گی تے دوسری گل اے آ کہ میں ذاتی طور تے اتفاق کراں یا نہ کراں لیکن میں لوکاں دا نمائندہ ہون دی حیثیت دے نال ایس اسمبلی دا رکن ہون دی حیثیت دے نال اوس سوچ دی حیثیت دے نال اے وی کرن واسطے شائد میں ذاتی طور تے تیار نہ ہوواں کہ کفارہ دے کے جان چھڈائیے ایویں ای کیوں نان جان چھڈن - کفارہ دین دی ضرورت کی اے -

جناب سپیکر - آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں کر سکتے یہ آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا -

چوھدری فضل حسین راھی - سر میں پنجابی بولداں تسیں اردو بولدے او مینوں تہاڈی گل دی سمجھ نہیں آوندی -

جناب سپیکر - آپ کو قومی زبان کی سمجھ نہیں ہے -

چوھدری فضل حسین راھی - مجھے قومی زبان کی سمجھ بھی ہے

جناب سپیکر - تہاڈا اے پوائنٹ آف آرڈر نہیں بندا - تسیں تشریف رکھو -

ایک فاضل رکن - پوائینٹ آف آڈر جناب -

جناب سپیکر - فرمائیے

ایک فاضل رکن - جناب سپیکر میری ایک گذارش ہے کہ اگر صدقہ دینے سے مارشل لاء ختم ہوتا ہے تو میں ارکان اسمبلی سے درخواست کروں گا کہ چندا اکھٹا کر کے ایک ھی بار صدقہ دے دیا جائے بار بار مارشل لاء نافذ نہ ہو -

جناب سپیکر - تشریف رکھیئے چوھدری ممتاز حسین صاحب -

چوھدری ممتاز حسین صاحب - جناب سپیکر میں صرف اور صرف سپلیمنٹری بجٹ پر اپنی گذارشات پیش کروں گا - کسی بجٹ کی خصوصیت اس کا مثالی ھونا ہے - اس کا ثبوت صرف یہ ھوتا ہے کہ اس کو supplement کرنے کے لئے کم از کم ضرورت محسوس ہو - اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ 84 - 85 ء اس سلسلہ میں نہایت کمزور تھا کہ بجٹ بناتے وقت ضروریات کو آمدنی کو اچھی طرح مد نظر نہ رکھا گیا اور نوبت یہ آئی کہ اس کو supplement کرنے کے لئے بجٹ بنانا پڑا۔ میں یہ سمجھتا ھوں کہ اخراجات unavoidable circumstances کی وجہ سے کرنا پڑتے ھیں اور وہ خرچ بعد میں لا محالہ supplement بھی کرنے پڑتے ھیں - یہ کام صرف ھمارے پنجاب یا پاکستان میں نہیں ھوتے بلکہ ترقی یافتہ ملکوں میں بھی سپلیمنٹری بجٹ پیش کرنے پڑتے ھیں - ھم اپنے خرچوں کو اپنی ضروریات کو اپنی آمدن کو بجٹ بناتے وقت computorize

تو نہیں کر سکتے لیکن زیادہ سے زیادہ محنت کرکے یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ ہمیں اول تو یہ ضرورت ہی محسوس نہ ہو کہ ہم سپلیمنٹری بجٹ بنائیں لیکن اگر کرنا بھی پڑے تو خرچ سے کم ہو۔ جناب سپیکر اس میں کچھ ایسے اخراجات بھی ہیں کہ سپلیمنٹری بجٹ میں اگر تھوڑی سی کوشش کی جاتی تو یہ اخراجات اس مالی سال میں ڈالے جاسکتے تھے ایسے اخراجات بھی تھے جو 86-85ء کے بجٹ میں ڈال کر سپلیمنٹری بجٹ پر بوجھ کم کیا جاسکتا تھا۔ جناب سپیکر بجٹ کے نقص ہونے کی ایک اور بھی وجہ ہوتی ہے کہ بجٹ بناتے وقت ہمارے bureaucrats کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس کو اتنا inflate کردیا جائے کہ وقتی طور پر وہ خوش نما بجٹ معلوم ہو اور اس کو دیکھتے ہی ان کے بجٹ بنانے کی مہارت کی تعریف کی جائے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی بجٹ جو کہ inflate یا deflate ہو۔ وہ ایک ناقص بجٹ ہوتا ہے ہمیشہ بجٹ کو بناتے وقت ان چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ اس کو deflate نہ کیا جائے۔ میں نے اس سپلیمنٹری بجٹ کا بغور مطالعہ کیا ہے اور کافی مدیں دیکھی ہیں شائد میرے بھائیوں نے اچھی طرح مطالعہ نہ کیا ہو جتنے مطالبات زرپیش کئے گئے ہیں جو کہ ایک ارب سے زائد ہیں اس میں سے کافی سے زیادہ مطالبات زر بجٹوں میں adjust کر دئیے گئے ہیں یا appropriate کر دئیے گئے ہیں اور اگر فرق نکالا جائے تو سپلمنٹری بجٹ کا فرق صرف 56 کروڑ روپیہ رہ جاتا ہے۔ اگر کوئی صاحب اس چیز کو مجھ سے پوچھنا چاہیں تو وہ کسی وقت بھی میرے ساتھ بیٹھ کر اس کے متعلق بات کر سکتے ہیں۔ جناب والا۔ مارشل لاء اور ریفرنڈم خرچ کے متعلق پچھلے ایک دن سے کافی بحث ہو رہی ہے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ condemnation مارشل لاء کی بالکل جائز ہے۔ مارشل لاء ایک نہایت ناپسندیدہ طرز حکومت ہے جسے کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ (تالیاں۔۔۔۔) جناب والا! مارشل لاء ایک تیر کی طرح ہے جو کہ جب ہماری گردن پر چھٹتا ہے تو اس کو بڑی مشکل سے اتارنا پڑتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ہم اس سے چھٹکارا پا رہے ہیں اور اگر اس سے چھٹکارہ پانے کی صورت میں بقول میرے بھائی کے اس کے خرچ کا کفارہ ادا کرنا پڑے تو خدا کے لئے اس کو فوری ادا کیجئے گا۔ تاکہ اس بہانے یہ دوبارہ رہنے کی ضرورت محسوس نہ کرے۔

جناب والا جنرل ایڈمنسٹریشن پر 20 کروڑ روپے سے زیادہ خرچ بتائے گئے ہیں - میں یہ سمجھا ہوں کہ دن بدن ہماری ضروریات بڑھ رہی ہیں ایڈمنسٹریشن کو کنٹرول کرنے کے لئے efficiency کو بڑھانے اور ہمارے افسروں کے لئے accommodation اور offices نئے بنانے کے لئے ان کی بیش قیمت کاریں لینے کے لئے ہمیں رقم کی ضرورت ہوتی ہے - ہم ان پر خرچ کرتے ہیں اور ضرور کرتے رہیں گے ان کی قیمتی کاروں کے لئے پارکنگ پلاٹ کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور جس کا مظاہرہ آپ کی اسمبلی کے باہر ہر روز ہوتا ہے - یہ ان آقاؤں کے لئے ایک علیحدہ پارکنگ پلاٹ مخصوص ہے - جہاں میرے جیسا ایم - پی - اے جرات بھی نہیں کر سکتا کہ اپنی کار نزدیک سے بھی گزار سکے - (تالیاں - - - -) جناب والا ، یہ میرے دوست ، میرے پاکستانی بھائی جو ہیں میں ان کو صرف یہی گزارش کروں گا خدا کے لئے اب وہ پرانے وقت کی باتیں سوچنی چھوڑ دیں ہمارے ساتھ بیٹھیں ، ہم سے بات کریں across the table تبادلہ خیال کریں تاکہ ہم مل جل کر ملک کی ترقی کے لیے کوئی راہ اختیار کر سکیں - میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ جو apartheid اور segregation کا اصول انہوں نے پارکنگ تک کا بنایا ہوا ہے اسے فوری ختم کیا جائے اور باہر پارکنگ کے لئے کسی ایم - پی - اے کسی افسر میں کوئی تخصیص نہ رہ جائے - اب میں بصد معذرت اپنے وزراء کرام اور پارلیمانی سیکرٹریز کے متعلق گزارش کروں گا کہ گزشتہ تین دن سے ، آج کا دن چھوڑوں گا کیوں کہ آج تھوڑی سی ان میں جان نظر آ رہی ہے ، (قہقہہ - - - - - - -) میں محسوس کر رہا ہوں کہ یہ بچارے سہمے بیٹھے رہتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی افسوس پر آئے ہوئے ہیں (قہقہہ - - -) - جناب والا میں آپ کی وساطت سے - - - - -

جناب سپیکر - میری وساطت سے ذاتی حیثیت میں حملہ نہ کیا جائے - میری وساطت سے اچھے جذبات پہنچائے جا سکتے ہیں -

چوہدری ممتاز حسین - جناب والا ، اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں اس معاملے میں پر کر رہا ہوں تو میں اپنے الفاظ واپس لے لیتا ہوں -

جناب سپیکر - شکریہ !

چوہدری ممتاز حسین ۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے جو میں بیان کر رہا ہوں جیسا میں نے محسوس کیا اس طرح میں نے آپ کی وساطت سے عرض کر دیا ہے ۔ اگر آپ اسے اچھا نہیں سمجھتے تو میں اپنے الفاظ واپس لے لیتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ بات ہو گئی یا آپ اپنی بات جاری رکھنا چاہتے ہیں سپلمنٹری بجٹ پر ؟

چوہدری ممتاز حسین ۔ نہیں اگر آپ اجازت دیں گے تو ایک دو پوائنٹ اور ہیں انہیں discuss کرکے ختم کر دونگا ۔

جناب سپیکر ۔ جلدی کیجئیے ۔

چوہدری ممتاز حسین ۔ جلدی تو یہ ہے کہ جی میں یہی کہوں گا جس طرح ہمارے چیف منسٹر صاحب دن رات محنت کر رہے ہیں اور اس تگ و دو میں ہیں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر raise کر لیں میں آپ کی بات کا جواب دوں گا ۔

MR. SPEAKER: No cross talk please —

چوہدری ممتاز حسین ۔ میں اپنے وزراء اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان سے کہوں گا کہ وہ خوب تیار ہو کر آئیں اور اپنی معلومات میں دن بدن اضافہ کریں کیونکہ ان کا واسطہ ایک بہت veteran اور بڑے پرانے حلقہ سے پڑ رہا ہے جسے آپ بیورو کریسی کہتے ہیں ۔ اگر وہ تیاری نہیں کریں گے اگر وہ اپنے اپنے محکمے میں پورے expert نہیں ہوں گے تو بیورو کریسی کا طبقہ dominate کر جائے گا اور ظاہر ہے کہ جیسا کام چل رہا ہے ویسا ہی چلتا رہے گا کوئی با مقصد اور مفید نتائج برآمد نہیں ہوں گے ۔ شکریہ ۔

جناب پیٹر جان ۔ جناب سپیکر کل سے ضمنی بجٹ پر اس معزز ایوان میں بحث شروع ہے تو یہ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس معزز ایوان کے سامنے اور معزز اراکین کے سامنے ضمنی بجٹ اور منی بجٹ میں جو فرق ہے وہ پیش کروں ۔ کیونکہ یہاں پر ہمارے جو بہت ہی پرانے Parliamentarian ہیں انہوں نے الفاظ کا ایسا استعمال کیا اور یہ بنیاد یہاں پر رکھ دی کہ بہت سے نئے آنے والے دوست جو یہاں پر پہلی مرتبہ تشریف لائے ہیں ۔ وہ اس کو سمجھ رہے ہیں کہ شائد یہ منی بجٹ

ہے - جہاں تک یہ ضمنی بجٹ اس ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے تو مجھے یہ گزارش کرنی ہے کہ جب 1984-85 کا سالانہ بجٹ بنایا گیا تھا تو اس وقت موجودہ حکومت جو ہے یا موجودہ اسمبلی نے اسنے یہ بجٹ نہیں بنایا تھا اس کے بعد جو ناگزیر تبدیلی آئی وہ ہم سب کے سامنے ہے کہ اس سال میں انتخابات ہوئے ہمارے زرمبادلہ کی شرح میں تبدیلی ہوئی - گندم کی خریداری کا ہدف بڑھا اور اس طرح یہ اسمبلی جب معرض وجود میں آئی تو اس کے لئے اخراجات بڑھے اور ان اخراجات کو meet کرنے کیلئے سپلیمنٹری بجٹ اس ہاؤس میں پیش کیا گیا - ایک سیدھی سی بات ہے کہ جیسے میرے پیش رو فاضل ممبر نے یہ بات ہاؤس کے سامنے رکھی کہ ہر پارلیمانی حکومت میں جہاں یہ بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو کچھ اضافی اخراجات ہوتے ہیں ان کو پورا کرنے کیلئے سپلیمنٹری بجٹ جو ہے وہ ضرور پیش کیا جاتا ہے اس بجٹ میں زیادہ تر کوشش کی گئی ہے کہ جو بجٹ کی مدیں ہیں ان میں سے اس کو adjust کیا جائے کل جو بحث اس ہاؤس میں ہوئی اس میں burning issue referend m (ایک معزز رکن جناب سپیکر اور مقرر کے درمیان سے گزرے) -

جناب سپیکر—فلور کراس نہیں ہو سکتا اس وقت فاضل ممبر تقریر کر رہے ہیں اور ان کے درمیان سے گزرنا خلاف قانون ہے - اس سلسلے میں احتیاط کیجئے -

جناب پیٹر جان - جناب سپیکر کل جو burning issue اس معزز ایوان زیر بحث تھا اس میں سر فہرست ریفرنڈم اور مارشل لا کے اخراجات تھے - میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مارشل لا پر بھی سیر حاصل بحث ہو چکی ہے اور میں اس معزز ایوان کو یہ یقین دلا دینا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت موجودہ کابینہ آپ کے ساتھ پوری طرح متفق ہے کہ جتنی جلدی مارشل لا اٹھایا جا سکتا ہے اٹھایا جائے - اس میں ریفرینڈم کو سنجیدگی سے اگر دیکھیں تو یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ ریفرنڈم بھی جنرل انتخابات کا ایک حصہ ہے - میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر ریفرنڈم نہ ہوتا تو جنرل انتخابات بھی نہ ہوتے ہم کامیاب ہو کر اسمبلی تک نہ پہنچتے - جو ہم یہاں تک پہنچ گئے ہیں میرے خیال میں اگر ریفرنڈم نہ ہوتا تو ہم ناکام ہوتے - وزیر اعلیٰ کے عہدہ کے امیدوار منسٹر صاحبان کے امیدوار اور پارلیمانی سیکرٹری کے

امیدوار جو تھے وہ ناکام ہوئے - ریفرنڈم کے سبب جنرل انتخابات معرض وجود میں آئے اور یہ موجودہ اسمبلی معرض وجود میں آئی -

جناب سپیکر جیسا کہ مجھ سے پہلے وائس صاحب نے بڑے اچھے طریقے سے اس معزز ایوان کو بتایا کہ اس پر اٹھنے والے جتنے اخراجات ہیں وہ مرکزی حکومت نے اپنے ذمہ لے لیئے - یہ ایسے اخراجات ہیں جو صوبہ کی وساطت سے خرچ کرنے مطلوب تھے - جتنے اخراجات ہوتے ہیں یا خرچ کیے جا چکے ہوتے ہیں اس کے لیے انہیں سپلیمنٹری بجٹ پیش کرنا پڑا - کیونکہ اس سے پہلے اسمبلی معرض وجود میں نہ تھی اب یہ اسمبلی بنی ہے جتنے اس کے اخراجات ہوئے ہیں وہ کسی ایسی مد میں نہیں جس کو ہم accept یا reject کر سکیں - میں نے سب سے زیادہ جس چیز کا جائزہ لیا ہے وہ ایڈمنسٹریشن کا مسئلہ ہے وہ پولیس کا مسئلہ ہے - اگر یہ سپلیمنٹری بجٹ بغور پڑھا جاتا تو پتہ چلتا کہ جتنا اضافہ کیا گیا ہے وہ خاص کر پولیس کے لیے اس کی ڈویلپمنٹ کے لیے وائرلیس سیٹوں کے لیے اور جتنے ان سے متعلق جدید آلات ہیں ان میں اضافہ کرنے کے لیئے کیا گیا ہے - مجھے ذاتی تجربہ ہے کہ دور غلامی میں جتنے تھانے بنے وہاں پر کوئی شریف آدمی جاتے ہوئے دہشت زدہ ہو جاتا ہے - فیصل آباد میں ایک دو نئی عمارتیں تھانوں کی بنی ہیں وہاں جتنے پولیس والے ہیں ان کا رویہ بہت اچھا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسی بات کا اثر ہے - میرا ذاتی view یہ ہے کہ وہاں پر بیٹھنے والے جتنے افسران ہیں وہ احساس کرتے ہیں کہ ایک جدید قسم کی عمارت میں بیٹھتے ہیں - ان کی لب و لہجہ میں ان کی dealing میں فرق ہوتا ہے - اس کے ساتھ ساتھ میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ پولیس کی ذہنی تربیت کرنا بہت ضروری ہے تا کہ وہ جتنے بھی ہمارے شہری ہیں ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں - میں ان معروضات کے ساتھ آپ کا اور اس معزز ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

جناب سپیکر — پیڑ جان صاحب آپ بات ختم کرنا چاہتے ہیں - آپ ان کی طرف مت دیکھئے - آپ میری طرف دیکھئے - آپ اپنی بات ختم کرنا چاہتے ہیں -

جناب پیڑ جان — جناب میں ختم ہی کرنا چاہتا ہوں -

جناب سپیکر — آپ تشریف رکھئے اگر آپ بات ختم کر چکے ہیں -

جناب پیڑ جان — ٹھیک ہے جناب - میں آپکا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا اور میں سارے ھاؤس سے یہ توقع کرتا ہوں کہ بجٹ کو پاس کیا جائے -

جناب سپیکر — شکریہ -

جناب مظہر علی — point of order جناب والا یہ جو پولیس کے معاملہ میں بات ہو رہی ہے گاڑیوں کی - ہمیں ان کو خرچہ دینے پر کوئی اعتراض نہیں ہے - ان کو گاڑیاں دینی چاھئیں - ملزم کو پکڑنے کیلئے گاڑیاں بہت ضروری ہوتی ہیں لیکن میں ایک چیز کی وضاحت چاھتا ہوں کہ ان کے پٹرول کیلئے بھی کوئی بند وبست کر دیں ہمارے غریب عوام کی جیبوں میں کوئی پیسہ نہیں ہے - ان کے لئے پٹرول کیلئے رقم نہیں ہے -

جناب سپیکر — میں آپکو یہ واضح کرنا چاھتا ہوں کہ اس پوائنٹ آف آرڈر پر آپکو تقریر کرنے کی اجازت نہیں ہے -

جناب مظہر علی — جناب والا یہ تقریر نہیں یہ نکتہ وضاحت ہے - ان کے پٹرول کا بھی ذرا بند وبست ہو جانا چاھیے بجٹ میں - اگر آپ اسکے لئے رقم رکھ لیتے تو یہ بڑی اچھی بات ہے -

جناب سپیکر — آپ کی بات ہو گئی ہے - اس پر آپ تقریر نہیں کر سکتے - آپ تشریف رکھیں -

جناب مظہر علی — بہت اچھا جناب -

جناب سپیکر — سعید احمد قریشی صاحب -

وزیر زکواۃ و عشر — بسم اللہ الرحمان الرحیم جناب سپیکر سب سے پہلے میں آپکا شکریہ ادا کروں گا جو دوچار پوائنٹس میرے پاس تھے ان کو صبح ہی صبح آپ نے پہلے حل کر دیا - میں سب سے پہلے تو کل کی - - - - -

(قطع کلامیاں)

میں جناب سپیکر سے گزارش کروں گا کہ معزز ایوان کے اراکین کو دوبارہ یاد دلایا جائے کہ جس وقت کوئی رکن تقریر کر رہا ہو تو اس میں مداخلت نہ کی جائے -

جناب سپیکر — جو سو رہا ہو اسکو تو جگایا جا سکتا ہے لیکن جو جاگتا ہو اسکو کیسے جگایا جا سکتا ہے۔ رانا پھول محمد خان صاحب ماشا اللہ پرانے پارلیمنٹرین ہیں آپ ان کو کوئی بات بتانی تو سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ لقمان کو حکمت سکھانے کے مترادف ہے۔ یہ خود ہی اپنے رویے پر نظر ثانی فرمائیں تو بہتر ہے۔

رانا پھول محمد خان — جناب سپیکر میرے ساتھ زیادتی ہے۔ آپکو یہ نہیں فرمانا چاہئے۔ آپکو یہ زیب ہی نہیں دیتا کیونکہ آپ ہمارے صدر ہیں۔ میں نے تو کچھ کہا نہیں۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ آپ نے آرڈر دیا ہے کہ کوئی ممبر کراس نہیں کر سکتا۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب پھر کراس کرتے ہیں۔ میں نے یہ اسی لئے کہا ہے کہ کیا ان کے پاس کوئی لائسنس ہے کراس کرنے کا۔ یہ میرے رویے میں کونسی برائی ہے۔ میں نے کیا گستاخی حضور والا کی ہے؟

جناب سپیکر — آپ تشریف رکھیئے۔

رانا پھول محمد خان — خود جناب کا نام منظور احمد وٹو ہے اور وہ آپکے منظور نظر ہیں۔ آپ ان کو سپیشل رعایت دے رہے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر — آپ چنیوٹی صاحب تشریف رکھیئے۔

وزیر زکواۃ و عشر — آج میں نے جن دو چار پوائنٹس پر بات کرنی تھی۔ ان میں سے دو تین پوائنٹس تو آپ نے خود ہی حل کر دیئے۔ میرا پہلا پوائنٹ یہ تھا جناب بشریٰ رحمن صاحبہ کے ساتھ جو واقعہ کل ایوان میں ہوا اس کے لیے میں چاہتا تھا کہ سب سے پہلے ان کو ٹائم دیا جائے۔ آپ نے یہ مسئلہ حل کر دیا کہ آپ نے سب سے پہلے ان کو بولنے کی اجازت دی۔

جہاں تک ضمنی بجٹ کا تعلق ہے میرے معزز اراکین اپنی آرا کا اظہار کر رہے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ضمنی بجٹ اور منی بجٹ کے فرق کو کل سے بہت سے اراکین نہیں سمجھے۔ ضمنی بجٹ اور منی بجٹ

کے لیے جس طریقے سے جناب پیٹر جان صاحب نے وضاحت کر دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب میری وضاحت کی ضرورت نہیں -

جہاں تک جنرل ایڈمنسٹریشن ، پولیس اور مارشل لاء کے اخراجات کا تعلق ہے اس میں میں صرف ایک بات واضح کر دوں کہ مارشل لاء کے اخراجات ہمیں اس لیے برداشت کرنے پڑ رہے ہیں کہ سابقہ دور کے سیاستدانوں کی غلطیوں کی وجہ سے مارشل لاء اور اس کا یہ خمیازہ بھگت رہے ہیں اس معزز ایوان کو یہ بات سمجھتے ہوئے کہ یہ خرچ ناقابل برداشت ہے اس کو برداشت کر لینا چاہیے ان غلطیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ہم نے سال سے برداشت کی ہیں -

میری یہ گزارش ہوگی کہ یہ بات بھی برداشت کر لی جائے - کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی اور بات رونما ہو جائے - میں آپ سے گذارش کروں گا کہ وہ اراکین جو یہ سمجھتے ہیں کہ مارشل لاء کو جانا چاہیے - جس میں ہم سب شامل ہیں - یہ سب کی آراء ہیں - ہم چاہتے ہیں کہ مارشل لاء کو جانا چاہیے - ہماری بھی رائے اس میں ہے - حکومت پنجاب کی آرا بھی اس میں ہیں اور تمام صوبوں کی حکومتیں یہ چاہتی ہیں کہ اس کو جانا چاہیے - تو مارشل لاء کے جانے کے سلسلے میں یہ آپ کا پہلا قدم ہوگا کہ ان اخراجات کو برداشت کرتے ہوئے ان کی منظوری دی جائے - دوسری بات جنرل ایڈمنسٹریشن کی ہے - میں گزارش کروں گا کہ جب آپ لوگ اپنی تحصیلوں کو ضلع بناتے ہیں ضلعوں کو ڈویژنل ہیڈکوارٹرز بناتے ہیں تو اس کے لیے یہ بات بادی النظر میں بالکل صاف طور پر نظر آتی ہے کہ آپ کے اخراجات بڑھیں گے - تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ بجٹ میں جنرل ایڈمنسٹریشن پر کوئی ناقابل برداشت خرچ نہیں دکھایا گیا بلکہ یہ قابل برداشت ہے اور اس کو بھی منظور کیا جائے - جیسا کہ دوسرے اراکین نے وضاحت کی ، یہاں کا خرچہ دوسرے صوبوں کے مقابلے میں کم ہے - میں اس کی تائید کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صوبوں کے مقابلے میں نہیں بلکہ ہمارے قریب ترین ملک یعنی ہندوستان کے مقابلے میں بھی ایڈمنسٹریشن کا خرچہ بہت کم ہے - سب سے بڑی بات وہ ہے جو آج میرے ایک دوست نے فرمائی کہ آج منسٹر صاحبان تیار ہو کر آئے ہیں - میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ہمارے تیار ہونے کے لیے آج کا ہی دن تھا - کل تک ہمارا سننے کا دن تھا

آج ہمارا دن بولنے کا ہے اور انشاء اللہ ہم بولیں گے - آپ یہ دیکھیں گے کہ اس بجٹ کے لیے صوبہ پنجاب کے لیے عوام کے لیے آپ کے لئے یہ حکومت پنجاب یہ اسمبلی بن چکی ہے ، آپ دیکھیں گے کہ آپ کی ترجمانی کے لیے ہماری خدمات ہمیشہ آپ کے ساتھ رہیں گی -

(و ما علینا الا البلاغ)

رانا پھول محمد خان۔ مسٹر چیئرمین ، نکتہ قانون۔ جناب والا، میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں - نہایت ادب کے ساتھ، کہ میں تقریر نہیں کرنی چاہتا۔

جناب سپیکر۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ نکتہ حقوق، نکتہ قانون پر میں عرض کرنا چاہتا ہوں، اس ہاؤس کے حقوق کے لئے - میرا نکتہ یہ ہے کہ آپ نے ستر دن اسمبلی کا اجلاس - - - -

جناب سپیکر۔ آپ کو اس نکتے پر بولنے کی اجازت نہیں دی جاتی - آپ تشریف رکھیں (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں - نواب زادہ مظفر علی خان صاحب -

نواب زادہ مظفر علی - جناب سپیکر ، اس وقت معزز ایوان میں 1984-85ء کا ضمنی بجٹ زیر بحث ہے - سب سے پہلے میں یہ گزارش کروں گا کہ ضمنی بجٹ میں کن حالات میں پیش کیا جاتا ہے - ضمنی بجٹ کو پیش کرنے کی ضرورت اس وقت محسوس ہوتی ہے یا تو خلاف توقع آمدن میں بہت زیادہ اضافہ ہو جائے یا بہت زیادہ کمی واقع ہو جائے یا کوئی ایسے حالات پیدا ہو جائیں جو unforeseen ہوں تو اس کے لئے ضمنی بجٹ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے - اور یا پھر ، جس طرح میرے ایک فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ جو اصل بجٹ ہے ، اس کو تیار کرتے وقت صحیح حکمت عملی نہ اپنائی گئی ہو - جناب والا ، میرے خیال کے مطابق ، جو مجھے سمجھ میں آتا ہے ، ہمارے اس ضمنی بجٹ کو پیش کرنے کی وجہ آخری ہے کہ اصل بجٹ کو تیار کرتے وقت ، مرتب کرتے وقت ، صحیح حکمت عملی نہ اپنائی گئی - اس کے لئے ہمیں یہ ضرورت پیش آئی ہے کیونکہ پہلی تین چیزوں پہ کوئی بھی ایسا واقع پیش نہیں آیا جس کے لئے ضمنی بجٹ کی ضرورت محسوس ہوتی - اور اگر یہی ہے

تو وہ ہمارے علم میں نہیں لایا گیا ۔ صرف وزیر خزانہ نے یہ فرمایا ہے کہ یہ ناگزیر حالات اور ناگزیر سکیموں کی وجہ سے ہے ۔ سکیموں کو سپلیمنٹ کیا جا رہا ہے ۔ اس کی وجوہات نہیں بتائی گئیں کہ وہ کس طرح ناگزیر ہیں ۔ پھر یہاں پر یہ بات بھی کہی گئی کہ یہ گئی گزری بات ہے ۔ اس پر زیادہ بحث نہیں کرنی چاھیے ۔ جناب والا اگر یہ گئی گزری بات ہے اور اس پر بحث کرنی مناسب نہیں ہے تو اسے بحث کے لئے پیش ھی نہیں کیا جانا چاھیے تھا ۔ اور اگر اسے بحث کے لئے پیش کیا گیا ہے تو اس پر بحث بھی ہو گی اور اس پر تنقید بھی ہو گی خواہ وہ کچھ کڑوی ھی کیوں نہ ہو ۔ پھر جناب والا ضمنی بجٹ کے لئے یہ چاھیے تھا کہ ساتھ ھی ساتھ یہ موازنہ بھی کیا جاتا کہ بنیادی طور پر اس مد میں کتنی رقم رکھی گئی اور اب اس کو سپلیمنٹ کرنے کے لئے کتنی رقم درکار ہے ۔ اس بجٹ میں اس بات کا کہیں کوئی ذکر نہیں ہے کہ پہلے بنیادی طور پر کتنی رقم تھی اور اب اس میں مزید اضافہ کیوں کرنا پڑا ۔ جناب والا ۔ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں بار بار اس بات کا ذکر کیا ہے کہ کچھ رقم گندم کے نرخ میں اضافے کے لئے مطلوب تھی ۔ اضافہ بظاھر کیا بھی گیا ۔ جیسا کہ کچھ اراکین نے اس کا اظہار بھی کیا ہے کہ ہر سال گندم کی قیمت میں اضافہ کرنا بظاھر کوئی مناسب بات دکھائی نہیں دیتی ۔ اور اس اضافے کو اس طرح سے پیش کیا جاتا ہے کہ جس طرح ہم کاشتکار لوگوں کو صارفین کا خیال نہیں ہم خود غرض اور لالچی ہیں ۔ جناب والا یہ جو اضافہ ہے یہ عملی طور پہ قطعاً کوئی اضافہ نہیں ۔ اور یہ ہمیشہ ہوتا ہے نرخ جب بڑھائے جاتے ہیں کہ ایک ھاتھ سے دے کر دوسرے ھاتھ واپس لے لیا جاتا ھے ۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ پہلے سے کئی گنا ایک ھاتھ سے لے لیا جاتا ہے اور پھر تھوڑا سا دوسرے ھاتھ سے دے دیا جاتا ہے ۔ (نعرہ ھائے تحسین) ۔ اور یہ تقریر کی بات نہیں ہے بحث کی بات نہیں ہے یہ ریکارڈ کی بات ہے ۔ آپ دیکھیں کہ تیل کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا جاتا ہے ٹریکٹر کی قیمت میں اضافہ کر دیا جاتا ہے کھاد اور دیگر inputs اور اس کے علاوہ کسان اور کاشتکار کی جو دیگر ضروریات ہیں ان میں اضافہ کرنے کے بعد اس کو تھوڑا سا ظاھر کرنے کے لئے دے دیا جاتا ہے ۔ یہاں پر چونکہ اس اضافے کی منظوری کی بات ہو رہی ہے تو میں عرض کروں گا کہ ہمیں

آپ بالکل وہ اضافہ نہ دیں - ہمیں آپ ستر روپے فی من نہ دیں بلکہ آپ ہمیں سترہ روپے من جو سب سے پہلے support price گندم کی مقرر کی گئی تھی - میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں وہ سترہ روپے چاہیں - لیکن اس کے ساتھ یہ ہو کہ ایک من گندم کے عوض ہمیں کھاد کی ایک بوری دی جائے اور ایک ہزار من گندم کے عوض ہمیں ایک ٹریکٹر دیا جائے ہم ستر روپے لینے کے لئے تیار نہیں ہیں -(نعرہ رہ ھائے تحسین) -

اس میں آبیانے کی بات بھی ہے - آبیانے میں خاموشی سے بڑے پیار سے ہر سال پچیس فی صد اضافہ کر دیا جاتا ہے اور کاشتکار اور کسان کی یہ مظلوم مخلوق لاعلمی میں ہر سال اسے برداشت کرتی رہتی ہے اس سال اسکا کیا جواز ہے ؟ سکرپ ایریا میں یا دوسرے علاقوں میں خاص طور پر سکرپ میں دوگنا آبیانہ وصول کیا جاتا ہے اس سال نہروں میں پانی بھی نہیں ہے میں اس نہر کی بات نہیں کرتا وہ تو بعد میں آئیگی جن نہروں میں پانی چل رہا تھا بالکل اس دفعہ نہروں میں پانی بہت کم تھا اور جو سالانہ نہر بندی ہوتی ہے اسکے علاوہ بھی کئی کئی ہفتے نہروں کو بند کیا جاتا تھا - بارش کا ایک قطرہ قدرتی بات ہے کہ اس سال نہیں پڑا میں یہ عرض کرونگا خاص طور پر سکرپ ایریا میں جہاں دوگنا آبیانہ وصول کیا جاتا ہے وہ بھی معاف کیا جائے اور باقی بھی اس سارے کا اندازہ لگا کر اور جس لحاظ سے ربیع کی فصل متاثر ہوئی ہے اس میں آبیانے کی چھوٹ دی جائے جناب والا اس ضمنی بجٹ میں مارشل لاء کے لئے کچھ رقم مانگی گئی - جیسا کہ ایک وزیر باتدبیر نے فرمایا کہ اسکو منظور کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں یہ ہمیں بھی ایسے ہی نظر آتا ہے کہ منظوری کے بغیر چارہ کار تو نہیں ہے لیکن یہ اسیطرح ہی نہ چلتا جائے کہ جب کوئی ایسا مسئلہ پیش ہو ہمارے لئے کوئی چارہ کار نہ ہو یعنی مارشل لاء کو لفٹ کرنے کا مسئلہ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں دو رائے بالکل نہیں ہیں - ہر شخص جو یہ سمجھتا ہے کہ اس ہاؤس سے باہر جاکر بھی عوام کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا ہے - وہ یہاں بیٹھکر خدا نخواستہ کبھی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس مارشل لاء کو اور li gero کرنا چاہئے - لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مارشل لاء کو جب اسمبلیاں یہ ادارے معرض وجود میں آگئے تھے تو اس وقت اسکو اٹھا دینا چاہیئے تھا شاید یہ جو خرچہ ہم دے رہے ہیں اس میں کچھ کمی

ہوتی - اور اب دو خرچے چل رہے ہیں ایک مارشل لاء کا خرچہ دوسرا موجودہ حکومت کا اور ان اسمبلیوں کا جس میں ہم بھی شامل ہیں دونوں خرچے چل رہے ہیں - اگر فوری طور پر انکو ایک کرنا ممکن نہیں ہے - تو میں سمجھتا ہوں وہ لوگ جو پہلے سے موجود ہیں اور ہماری حکومت یا اسمبلیاں جو بعد میں آئی ہیں اس خرچ کو پورا کرنے کے لئے ہمیں یہ قربانی کرنی چاہئے - وہ روپیہ جو ہم پر خرچ ہوتا ہے ہم وصول نہ کریں اور پہلے والے لوگوں کو دے دیا جائے - باقی جناب والا یہ تو مارشل لاء کا قصہ تھا ویسے اسوقت ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور کوئی بات ضابطے کے مطابق نہیں ہو سکتی - میں خاص طور پر یہ کوشش کرتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو اس ضابطے کے اندر رکھوں لیکن یہاں جو تقاریر ہوئی ہیں اور خاص طور پر ایک وزیر صاحب لے بالکل سیاسی طور پر تقریر کی ہے اور حوالے دیئے ہیں تو اس سے میری حوصلہ افزائی بھی ہوئی ہے - اور اس کے ساتھ میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ آپ اس معاملہ میں کچھ lenient ہیں - تو میں ایک دو جملوں میں یہ عرض کرونگا کہ مارشل لاء کے متعلق ہمارے اس ہاؤس میں کوئی ایک فرد بھی نہیں ہے جو اسکی تائید کرے لیکن ایک مکتب فکر ایسا بھی موجود ہے جو یہ کہتا ہے کہ فی الحال اس دور میں جو گذر رہا ہے مارشل لاء کی چھتری رہنی چاہئے میں یہ عرض کرونگا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مارشل لاء کی چھتری رہنی چاہیے وہ موجودہ اسمبلیوں پر اور موجودہ حکومت پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں شاید یہ لوگ اس کے اہل نہیں ہیں اور انہیں اس چھتری کی ضرورت ہے میں یہ عرض کرونگا کہ اس چھتری کو جتنی جلد ہو سکے اٹھایا جائے اور اگر وہ چھتری جلد نہ اٹھائی گئی تو ہمیں اسکے اٹھنے کے بعد کڑی دھوپ کا سامنا کرنا ہوگا - جناب ناظمین صلوات کے سلسلہ میں 20 لاکھ روپیہ مانگا گیا ہے - یہ اصل میں اور میرے خیال کے مطابق اس کے ساتھ جونکہ صلوات کا مسئلہ آتا ہے مجھے جرات نہیں پڑتی کہ کوئی بات کی جائے ویسے صلوات کا نظام اس سے پہلے بھی رائج ہے -

راجہ محمد خالد خان - بسم اللہ الرحمن الرحیم -

تیرے ایوانوں میں ہوئے پیماں کتنے
کتنے وعدے تھے جو نہ آسودہ اقرار ہوئے

پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا اسمبلی کے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف پوائنٹ آف آرڈر؟

ارڈر اٹھایا جا سکتا ہے - اس خدائے قدوس جسکے قبضے میں میری آپکی ہم سب کی اور کل کائنات کی جان ہے اسکے احکامات کی کھلے بندوں تضحیک ہے آکی اس اسمبلی میں اس لابی میں کھلے بندوں آب نوشی اور سگریٹ نوشی ہو رہی ہے - اسکا احترام لازم و ملزوم ہے - اس بارہ میں احکام صادر فرمائیں - (تالیاں)

جناب سپیکر — پوائنٹ آف آرڈر بالکل درست ہے اور مسلمان اراکین اسمبلی پہ لازم ہے کہ وہ رمضان شریف کے مہینے میں بر سر عام سگرٹ نوشی سے پرہیز کریں اور اسمبلی کی حدود میں خاص طور پر احتیاط برتیں -

نوابزادہ مظفر علی خان — جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ ناظمین صلواۃ کے لئے 20 لاکھ روپیہ مانگا گیا ہے میں نے یہ عرض کیا تھا یہ تو ضمنی ہے اس سے پہلے بھی اس مد میں رقم رکھی گئی ہوگی - عملی طور پر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دیہات میں یہ جو نظام قائم کیا گیا ہے - اس سے کوئی فائدہ مند یا اضافی بات نہیں ہوئی ہے - کیونکہ 14 سو سال سے یہ صلواۃ کا نظام رائج ہے - اسکے لئے ہمارے مروجہ مذہبی طریقہ کار ہیں جسکے مطابق نماز ادا ہو رہی ہے - اس میں فنڈز کا زیاں میرے خیال میں نہیں ہونا چاہئے - جسطرح شاید دیگر اراکین کے علم میں بھی ہو ہمارے دیہات میں ایسے ناظمین صلوۃ مقرر کر دئے گئے ہیں جنہوں نے خود کبھی نماز کا فریضہ ادا نہیں کیا بلکہ ان میں سے ایسے بھی ہیں جنہیں شاید نماز آتی بھی نہ ہو انکو مقرر کرنے کے لئے ایسا ہی معیار قائم کیا گیا تھا جسطرح ہم پرانی کہانیاں سنتے ہیں کہ شہر میں جو سب سے پہلے شخص داخل ہوگا اسکے سر پر تاج پہنا دیا جائیگا - اور اسے بادشاہ بنا دیا جائیگا - جناب والا اس معزز ایوان کے معزز اراکین میری اس بات کی تائید فرمائینگے کہ ناظمین صلواۃ کو مقرر کرنے کے لئے بالکل یہی طریقہ کار اپنایا گیا ایک میجر صاحب یا ایک کرنل صاحب جس جگہ جا کر انکی سا جیپ تھوڑی ہو گئی جو سب سے پہلے حضرات انکو ملے انکو ناظمین صلواۃ مقرر کر دیا گیا جہانتک خرچے کی بات ہے شاید یہ تھوڑا سا غیر متعلقہ نہ ہو جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ نماز کا احساس لوگوں میں ہے وہ ہمارا دینی فریضہ ہے اسکو ادا کرنا چاہئے اسکے لیے کسی فنڈ کی یا کسی بہت بڑے بجٹ کی ضرورت نہیں جناب والا پولیس کے متعلق بہت سی باتیں ہوئی ہیں اور

انکے بجٹ کو 9 کروڑ روپیہ سپلمنٹ کرنے کے لئے رکھا گیا ہے ۔ اسکے علاوہ بھی ہو گا تو یہاں پر ایک صاحب نے فرمایا تھا کہ آپ یہ خیال مت کریں پولیس والوں کو یہ بانٹ دیا گیا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ان میں بانٹا نہیں گیا انکی کار کردگی کو بہتر کرنے کے لئے انکے Equipments کے لئے دیا گیا ہے لیکن اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی ہونا چاہئیے کہ پولیس کی کار کردگی بہتر ہونی چاہئیے مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پولیس کو جدید ایکویپمنٹ اور سہولتیں مہیا کرنے کے باوجود اور مارشل لاء کے ہونے ہوئے بھی جرائم میں کمی نہیں ہوئی بلکہ ان میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے تو مہربانی سے انکو بھی اپنے فرائض کو سمجھنا چاہئے اور اپنی ذمہداری کو بجا لانا چاہئیے شکریہ ۔

جناب سپیکر — محترمہ شاہین عتیق صاحبہ ۔

وزیر سوشل ویلفیئر ویمن ڈویژن — جناب والا۔ میں نے اپنا نام نہیں دیا ۔ میں نے خود اپنا نام بوجھا تھا ۔ آپ کی نوازش نہیں چاہیے ۔

جناب سپیکر — آپ بات نہیں کرنا چاہتیں

وزیر سوشل ویلفیئر ویمن ڈویژن — یہ بات کر لیں ۔ میں بعد میں بات کرونگی ۔

جناب سپیکر — رانا پھول محمد خان ۔

رانا پھول محمد خان — جناب والا۔ میں نے تقریر کرنے کے لئے آپ سے کوئی درخواست نہیں کی ۔

جناب سپیکر — میں نے آپ کا نام یہاں لسٹ میں کہیں دیکھا ہے ۔

رانا پھول محمد خان — جناب والا ۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپنے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے ۔ حالانکہ میری تیاری نہیں تھی ۔ لیکن جناب سپیکر میں یہ گذارش کرونگا کہ بجٹ ایک تخمینہ ہے اور یہ سال کا ایک اندازہ ہوتا ہے ۔ اس کے اخراجات میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے ۔ ضمنی بجٹ پیش کرنا اور اخراجات کو پورا کرنا ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس بجٹ کی کمی اور بیشی کو پورا کرنے میں جناب وزیر خزانہ نے جس

قابلیت کا مظاہرہ کیا ہے میں اس پر انہیں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ اس بجٹ سے رقم خرچ ہونے کے بعد یہ حکومت ۔ ہر حکومت دنیا کے ہر ملک کی حکومت اس ملک کے عوام کی جان و مال کی محافظ ہوتی ہے ۔ لیکن اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے ملک میں حکومت مال کی حفاظت تو کررہی ہے لیکن جان کی نہیں ۔ مال کے لئے ہر محکمے کو کھلی چھٹی ہے کہ لوگوں کے گھروں کے علاوہ ۔ جیبوں کے علاوہ ان کے زیورات بیچ کر بھی وہ محکمے کے ان لوگوں کے سپرد کردے جو ان کے مال کی حفاظت کر سکے اور جان کی حفاظت کے لئے ایسے ہے جیسے لاری میں لکھا ہوا ہوتا ہے بس میں آپ نے سفر کیا ہوگا اور لکھا ہوا دیکھا ہوگا کہ سواری اپنے سامان کی خود حفاظت کرے ۔ اس لئے مال کی حفاظت تمام سرکاری محکموں نے سنبھالی ہوئی ہے جبکہ جان کی حفاظت ہمیں خود کرنی پڑتی ہے ۔ جناب والا ۔ پانی کا جو مسئلہ ہے دراصل میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک وزیر یا کوئی لیڈر یا کوئی آدمی مرکز میں بیٹھ کر اگر وہ سمجھتا ہے کہ پنجاب سیاسی یتیم خانہ ہے تو میں اس کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم اپنا حق لیں گے ۔ حقوق مانگنے سے نہیں ملتے چھینے جاتے ہیں ۔ ہمارے بازوؤں میں جتنی طاقت ہے وہ استعمال کریں گے اور اپنے حقوق چھینیں گے ۔ یہ ایک سازش ہے کہ پنجاب اور سندھ کو آپس میں لڑا دیا جائے ۔ میں یہ گزارش کرونگا کہ ہماری صوبائی حکومت کو چاہیے کہ وہ واضح طور پر یہ بتائے کہ مرکزی حکومت سے ان کی کیا بات ہوئی ہے ۔ مرکزی حکومت میں وہ کون شخص ہے جو پنجاب اور سندھ کے درمیان تعصب پھیلا کر اس ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے ۔ یا فیڈریشن کی بجائے کنفیڈریشن کا منصوبہ بناتا ہے ۔ اگر میں بھی آج یہ مطالبہ کروں کہ پنجاب کو ایک پنجابی لیڈر چاہیے تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا جب تک پنجاب مضبوط نہ ہوگا اس کو بڑا بھائی کہہ کر اس کے گلے پر چھری پھیر دی جائے گی ۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب کے نمائندے اپنے حقوق کی حفاظت کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں ۔ اگر آج ہم بھی یہ مطالبہ کریں تو وہ چیختے ہیں کہ پنجابی یہ بات کر رہا ہے ۔ جناب 1947ء میں انقلاب آیا ہم نے اپنی ماؤں بہنوں بیٹیوں ۔ بیٹوں ۔ باپوں اور بھائیوں کی قربانیاں دیں ۔ 1971ء کی جنگ میں پنجابیوں نے قربانیاں دیں ۔ 1965ء کی جنگ میں پنجاب نے قربانیاں دیں ۔ لیکن جناب والا ۔ اگر اس صوبے سے اس قدر نفرت ہے تو

میں بھی یہ مطالبہ کرتا ہوں اور جناب کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ میری آواز جناب صدر پاکستان اور وزیر اعظم صاحب تک پہنچا دیں کہ ہم پنجاب والے اپنا حق لیں گے ۔ کراچی میں مہاجر ، پنجابی اور پٹھان کی آبادی زیادہ ہونے کی وجہ سے ہم اس کو علیحدہ صوبہ بنانے کا مطالبہ کریں گے ۔ اور ضرور کریں گے ورنہ انہیں اس صوبائی تعصب کو ختم کرنا ہوگا جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں کہ پانی کے معاملے میں ہم ان کا حق نہیں مارنا چاہتے ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان کا حق ان کو دیا جائے اور ہمارا حق ہمیں دیا جائے ۔ جتنا پانی دریا میں ہے اس تناسب کے مطابق جو پہلے دیا جاتا تھا وہ دیا جائے ۔ تین ہفتے کے بعد دیا جانے والا پانی یہاں کی بجائی ختم ہونے کے بعد ہمارے لیے بے کار ہوگا ۔ زر مبادلہ کی بھی کمی ہوگی اور پنجاب کے جنوبی علاقے کو آپ کو قحط زدہ علاقہ قرار دینا پڑے گا ۔ ان وزراء یا اس وزیر کو میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس کو وزیر اعظم بنانے میں پنجاب کا کوئی گناہ نہیں ۔ ان میں اتنی صلاحیت نہ تھی کہ وہ وزیر اعظم بن جاتے ۔ پنجابی بیچارے تو وزیر اعظم بننا چاہتے ہی نہیں ۔ اصولاً بن بھی نہیں سکتے ۔ جب صدر پنجاب سے ہے تو وزیر اعظم کسی چھوٹے صوبے سے ہونا تھا ۔ ہمیں اس سے سروکار نہیں کہ جونیجو صاحب ہوں یا جمالی صاحب ہوں ۔ لیکن ہمارے ساتھ یہ فعل یزیدی کہ ہمارا پانی بند کر دیا جائے ناقابل برداشت ہے ۔ ہم میں اتنی طاقت ہے کہ اگر انہوں نے انصاف نہ کیا اور ہمیں ہمارا حق نہ دیا تو اس پانی پر یہ پنجاب کے سپوت خود ایک بند بن کر بیٹھ جائیں گے اور اپنا پانی لے لیں گے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر — چودھری محمد اقبال صاحب ۔ وزیر مال ۔

وزیر مال — بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر و معزز اراکین اسمبلی ۔ ضمنی بجٹ کی بات ہو رہی ہے تو ہمارے ایک فاضل دوست نے بڑی شدت سے بات کی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ بجٹ غیر متوازی ہے ۔ میں ان کی بات سے اتفاق نہیں کرتا بلکہ میں یہ عرض کرتا ہوں یہ کہ بجٹ بہت متوازی ہے ۔ ضمنی بجٹ میں تمام اخراجات شامل کر کے اس کا سائز 172 کروڑ کے قریب ہے اور فرق جو انہوں نے 50 کروڑ کا بتایا ہے وہ اصل میں 53 کروڑ کا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ کل بجٹ کا غالباً 4 فیصد بنتا ہے ۔ اس

لیے اس کو غیر متوازنی کہنا میرے خیال میں مناسب نہیں ہوگا ۔ اس کے علاوہ ایک فاضل رکن نے سرکاری عمارات کے متعلق اعتراض اٹھایا تھا ۔ وہ ایک خاصی بڑی رقم ہے لیکن اس میں تھوڑا سا confusion ہے ۔ غالباً confusion یہ ہے کہ انہوں نے سرکاری عمارات سے مراد یہ لی ہے کہ صرف سرکاری افسران کی رہائش کے لیے 52 لاکھ روپیہ مختص کیا گیا ہے اصل میں ایسا نہیں ہے ۔ اس میں ساری عمارات جیسے ہمارے ہیلتھ یونٹ ہیں سکولز ہیں کالجز ہیں ان کی عمارات کی مرمت شامل ہے ۔ یہ ساری رقم اس تفصیل میں آتی ہے نہ کہ صرف سرکاری افسران کی رہائش نہ ہونے کی وجہ سے مختص کی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ اس بجٹ میں اور بھی کئی چیزیں بہت اچھی رکھی گئی ہیں ۔ ان کے متعلق معاملہ ویسے ہی ہمارے اراکین نے گول کر دیا ہے ۔ تو میں اس پر تھوڑی سی روشنی ڈالوں گا ۔ مثال کے طور پر 3 کروڑ روپیہ لائبریریوں کے قیام کے لئے رکھا گیا ہے ۔ اس سے علم کی روشنی پھیلانا مقصود ہے جو کہ بہت اچھی بات ہے ۔ لوگوں کو پڑھنے کے لئے کتابیں ملیں گی ۔ علم کی روشنی ملک میں پھیلے گی ۔ جو مستحن قدم ہو اس کو ذرا سراہنا بھی چاہیے ۔ اس میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیے ۔ اس کے علاوہ رورل واٹر سپلائی سکیم ہے جس کے لیے ا کروڑ 41.ا لاکھ 97 ہزار روپیہ رکھا گیا ہے ۔ وہ بے حد مفید سکیم ہے کیونکہ بعض جگہوں پر پینے کے لیے پانی ملتا ہی نہیں ۔ ایسی جگہوں پر اگر کوئی ایسی سکیم پہنچائی جائے تو عوام کے لئے خاص طور پر غریب عوام کے لئے نہایت مفید ہوتی ہوگی ۔ اس سے ہمارے ملک کی اور ہمارے لوگوں کی بہتری ہوگی ۔ اس کے علاوہ ہیلتھ کے لیے 21 لاکھ 60 ہزار روپیہ رکھا گیا ہے ۔ اس پر بھی ایک فاضل رکن نے کچھ کہا تھا ۔ میں ان کی خدمت میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ یہ تو ایک بنیادی سہولت ہے ۔ اس میں جتنی زیادہ بہتری ہو سکے وہ ہماری صحت کے لئے بہتر ہے ۔ اگر ہماری صحت اچھی ہوگی تو ہم آگے چل سکیں گے ۔ اگر لوگوں کی بنیادی ضروریات پوری نہیں ہوں گی تو پھر بڑی مشکلات درپیش آئیں گی ۔ غالبا ایک دوست نے بے روزگاری کی بات بھی کی تھی ۔ تو بے روزگاری کا یہی حل ہو سکتا ہے کہ کچھ اور آسامیاں ہوں اور وہاں لوگوں کو کھپایا جائے ۔ غالباً چار سو نئی آسامیاں اس ہیلتھ کے محکمے میں آئیں گی ۔ اس میں نئے ڈاکٹر جو کوالیفائڈ ہو کر آئیں گے وہ ایڈجسٹ ہونگے ۔ اس لئے جو بہتر سکیمیں ہوں ان کی اگر تھوڑی بہت تعریف بھی ہو جائے تو کوئی بری بات نہیں ہے ۔ جیلوں کے ذریعے

ٹاٹ بنانے کی سکیم ہے جو کہ محکمہ تعلیم کو ٹاٹ سپلائی کرتے ہیں میں ضلع میں coordination کمیٹی میں رہا ہوں ۔ اس میں میں نے دیکھا ہے وہاں بڑی خرابی تھی ۔ ہمارے محکمہ تعلیم کے جو افسران تھے وہ خرید کرتے تھے ۔ اس میں بڑے گھپلے چلتے تھے ۔ اس کو انہوں نے ذرا اس طرح ٹھیک کیا ہے کہ اوپر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا نام بھی لکھتے ہیں ۔ جب وہ نام لکھا ہوا ہوتا ہے اور اس کے ریٹ بھی فکس ہیں کہ اس میں کوئی خرابی کا احتمال نہیں تھا ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ ایک بات ایک فاضل دوست نے کہی تھی جو کہ میرے خیال میں ضمنی بجٹ کے متعلق تو نہیں تھی لیکن اس کا جواب دینا ذرا ضروری ہو گا ۔ کچی آبادیوں کے متعلق ایک صاحب نے کچھ کہا تھا کہ کچی آبادیوں کا کیا ہو رہا ہے ۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ انہیں حقوق ملکیت دئیے گئے ہیں ۔ کافی ساری کچی آبادیوں کو حقوق ملکیت دے دئیے گئے ہیں ۔ کافی ساری آبادیاں زیر غور ہیں ۔ ابھی پرسوں چار کچی آبادیوں کو حقوق دے دئیے گئے ہیں چونکہ یہ میرے محکمے سے متعلقہ ہیں اس لئے میں اس سلسلے میں تھوڑا سا عرض کرونگا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس کے لئے کچھ نہ کچھ allocation بھی رکھی گئی ہے ۔ اس کے بعد باقی کچی آبادیوں کا process ہو رہا ہے ۔ ایک بات ایک فاضل رکن نے کہی تھی لینڈ ایکوزیشن ایکٹ کے متعلق ۔ اسمیں یہ ہے کہ جو ریوینیو کے متعلق لینڈ ریوینیو ایکٹ ہے اس کو اسلامک کونسل نے بھی approve کر دیا ہے ۔ کہ یہ بالکل شریعت کے مطابق ہے ۔ اس میں ایک بات جو انہوں نے کہی وہ بالکل معقول نہی ۔ ایک منتخب گورنمنٹ نے سال 1973ء میں ایک قانون بنایا تھا ۔ اس میں معاوضہ 20 ہزار فی ایکڑ رکھا گیا تھا ۔ اس کو اب ترمیم کرکے 40 ہزار روپے فی ایکڑ کر دیا گیا ہے لیکن اس پر بھی اگر کسی فاضل رکن کو کوئی اعتراض ہو تو جب قانون سازی کا وقت آئے گا اس میں ترامیم بھی ہو سکتی ہیں ۔ پہلے بھی اسے ایک منتخب گورنمنٹ نے بنایا تھا ۔

ملک صلاح الدین ڈوگر ۔ جناب والا میں نے اس سلسلہ میں ایک تحریک التوا بھی دی ہے اور اگر آپ ہمیں اجازت دیں گے تو ہم اس پر آپ کو مزید وضاحت بھی پیش کریں گے کہ یہ ایکٹ کیا ہے ۔ اور پنجاب کے ساتھ کیا ظلم ہو رہا ہے ۔

وزیر مال ۔ میں نے جناب والا اس سلسلہ میں یہ عرض کر دیا ہے ۔ کہ جب قانون سازی کا وقت آئے گا تو اس میں اس وقت ترمیم بھی

ہو سکتی ہے ۔ فاضل رکن اس وقت اپنا نظریہ پیش کریں ۔ اس کے علاوہ یہ سکیم کم آمدنی والے لوگوں کے لئے ہے اس میں مالکان کو کوئی 30 فیصد کے قریب پلاٹ دئے جاتے ہیں ۔ اور ان کو compensate کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ کیونکہ یہ غریب عوام کے لئے ہے اس کی قیمت اگر زیادہ رکھی جائے تو پھر کوئی پلاٹ خریدے گا نہیں اور غریب عوام وہاں adjust نہیں ہو سکیں گے ۔ اس کے علاوہ ایک صاحب نے بجٹ کے متعلق یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ بجٹ deficit کیوں دیا گیا ہے ۔ اس بارے میں گزارش ہے کہ ہم اتنے ماہر تو نہیں لیکن بجٹ بنانے والے جانتے ہیں کہ deficit بجٹ کو فیڈرل گورنمنٹ compensate کرتی ہے ۔ اس لئے اس میں ایسی کوئی خطرے والی بات نہیں ہے ۔ جیسا کہ فاضل رکن نے ظاہر کی ہے ۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ مخدوم زادہ محمد احسن شاہ صاحب ۔

مخدوم زادہ سید احسن شاہ (ملتان) جناب سپیکر ۔ میں وزیر خزانہ پنجاب کو اس بات پر مبارکباد دیتا ہوں ۔ کہ آٹھ سال کے طویل عرصہ کے بعد انہیں یہ سعادت نصیب ہوئی کہ انہوں نے اس ایوان میں بجٹ پیش کیا ، اور ہمیں بھی یہ موقع ملا کہ ہم کھلی فضا میں اس پر بحث کر سکیں ۔ جناب والا میں جانتا ہوں کہ کن حالات میں وزیر خزانہ صاحب نے یہ ضمنی بجٹ پیش کیا ہے اور صوبائی حکومت پر جو بوجھ پڑا ہے اس کی وجہ ریفرنڈم، الیکشن اور مارشل لاء کے اخراجات بھی ہیں ۔ ضمنی بجٹ میں صرف یہ اچھا پہلو ہے کہ اس میں جو اخراجات سامنے آئے ہیں ۔ انہیں گرانٹ میں بچتوں سے پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔

ایک فاضل ممبر ۔ معزز رکن لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں اس کی اجازت نہیں ہے ۔

مخدوم زادہ محمد احسن شاہ ۔ جناب میں نے خود یہ پوائنٹس بنائے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ لکھے ہوئے پوائنٹس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے ۔

مخدوم زادہ محمد احسن شاہ ۔ جناب والا میری یہ گزارش ہے کہ جو Non Recurring expenditures ہیں ۔ ان کو Recurring expenditures سے نہ بڑھایا جائے ۔ کیونکہ اگر non-recurring expenditures بڑھتے ہیں تو ان کو ایک مقررہ حد تک سالانہ بجٹ میں شامل کیا جائے اور

ایسے ضمنی بجٹ میں نہ رکھا جائے - مثال کے طور پر میرے دوست غلام حیدر وائیں صاحب نے کہا ہے کہ 32 مطالبات زر میں سے 16 ایسے ہیں جن پر ہم نے منظور شدہ رقم سے زائد خرچ نہیں کیا ہے اور اس کے علاوہ کچھ ایسے مطالبات زر ہیں جن پر غیر ضروری اخراجات کئے گئے ہیں - مثلاً انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ میں durable goods پر 16 لاکھ خرچ ہوئے ہیں اور recurring expenditure پر خرچہ 12 لاکھ ہے - اس طرح سے نظام صلواتہ پر 5 لاکھ روپے الاؤنس اور تنخواہوں پر رکھا گیا ہے اور 5 لاکھ روپے دفتر کے کام پر رکھا ہے - وہ بھی ایک فضول خرچی ہے - جس کا ابھی تک ہمیں کوئی علم نہیں ہے کہ وہ رقم کہاں خرچ ہو رہی ہے - اس طرح سے جنرل ایڈمنسٹریشن پر recurring expenditure ایک کروڑ 44 لاکھ ہے اور non-recurring expenditure پر خرچہ 25 کروڑ ہے - جس میں گورنمنٹ بلڈنگز ، سکولز ، ریفرنڈم اور الیکشن وغیرہ بھی شامل ہیں - اس طرح سے replacement of escort cars for president پر 18 لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں حالانکہ اس کو ضمنی بجٹ میں ڈالنے کی ضرورت نہیں تھی - ایسے سالانہ بجٹ میں بھی شامل کیا جا سکتا تھا - تو میں یہ گزارش کروں گا کہ راجن پور میں ایک سپورٹس کمپلکس بنایا گیا ہے جس پر دو لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں - اس سے زیادہ ضرورت سپورٹس کمپلکس کی ملتان میں تھی اگر ضمنی بجٹ میں اس کو رکھا جاتا تو وہ زیادہ بہتر ہوتا کیونکہ راجن پور کی نسبت ملتان کی آبادی اور وہاں کی ضرورت بہت زیادہ ہیں - اس کے علاوہ Recreation purposes کے لئے رقم مختص کی گئی ہے جیسے پاکستان ٹینس فیڈریشن ہے اور جمخانہ کلب ہے ان کے لئے 7 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں - اور اس کے مقابلے میں پنجاب یونیورسٹی شعبہ قبالیات کے لئے ایک لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے - میرے خیال میں ایسے اداروں کے لئے جو کہ زیادہ تعلیم دے سکتے ہیں ضمنی بجٹ میں زیادہ رقم رکھی جاتی تو بہتر ہوتا بجائے جمخانہ کلب یا پاکستان ٹینس فیڈریشن کے جناب والا میری یہ رائے ہے کہ آئندہ durable goods پر جو خرچہ ہوتا ہے - اس کو ضمنی بجٹ میں پیش نہیں کیا جانا چاہیے بلکہ ایک پلاننگ کے ساتھ اسے سالانہ بجٹ تک محدود رکھنا چاہیے اور مختلف دفاتر اور مختلف محکموں میں durable goods پر جو روپے خرچ ہوتے ہیں ان کو سالانہ بجٹ تک ہی محدود رکھنا چاہیے اور اگر وہ بڑھ جائیں تو اسے ضمنی بجٹ میں پیش نہیں کیا جانا چاہیے - کیونکہ ضمنی بجٹ میں ہمیں وہ رقم خرچ کرنی چاہیے

جن کی ضمنی ایمرجینسی حالات میں ضرورت پڑتی ہے مثلاً سیلاب آ گئے ہیں و اس صورت میں to face unforeseen situation رقم خرچ کرنا پڑتی ہے - فصل خراب ہو گئی ہے - اور ہیلتھ کے لئے ضرورت پڑتی ہے - ایجوکیشن کے لئے ضرورت پڑ جاتی ہے - تو وہ چیزیں ضمنی بجٹ میں رکھنے کے لئے زیادہ ضروری ہیں بجائے غیر ترقیاتی اخراجات جو کہ ہم دفتروں کے اوپر خرچ کرتے ہیں ، گاڑیوں پر خرچ کرتے ہیں یا مختلف جگہوں پر گورنر ہاؤس میں خرچ کرتے ہیں - جیسا کہ میں نے کہا ہے پریذیڈنٹ صاحب کے لئے replacement of escort cars پر خرچ کیا جاتا ہے - اگر یہ خرچے ضروری ہیں تو بہتر یہ ہو گا کہ ہم ان کو کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کر دیں - اور ان کو سالانہ بجٹ میں لے آئیں اس طرح میرے خیال میں ہمارے پیسے بچیں گے - تو وہ رقم ہم unforeseen situation کے لئے رکھ سکتے ہیں - اور اس کو ہم ایمرجینسی حالات میں استعمال کر سکتے ہیں - جیسے قحط کی صورت میں - فلڈ کی صورت میں - - ہیلتھ میں اگر ہمیں ضرورت پڑ جاتی ہے - یا جیسے اور خرچے آ جاتے ہیں مثلاً ریفرنڈم آ گیا تھا - یا الیکشن آ گیا تھا - تو میری یہ گذارش ہو گی کہ durable goods پر ضمنی بجٹ میں جو خرچہ دیا گیا ہے - اس پر آئندہ جو بجٹ بنایا جائے - اس میں حد مقرر کی جائے اور ایک limit رکھی جائے کہ اس سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے - اگر یہ گاڑیاں خریدنا کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا جائے - اگر یہ فرنیچر ، آسائش کا سامان کچھ عرصے کے لئے postpone کر دیا جائے اور اس کو سالانہ بجٹ میں رکھا جائے تو میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہو گا بجائے اس کے کہ ضمنی بجٹ پر اس کا بوجھ ڈالا جائے - اس طرح سے میں گزارش کروں گا کہ ہماری سالانہ بجٹ کی جو پلاننگ ہونی چاہیے اس میں productive کو ترجیح دینی چاہیے مثلاً basic necessities of life کام ہیں - public oriented یعنی عوام کی فلاح و بہبود کے کام ہیں - ان پر زور دینا چاہئیے زیادہ رقم ایسے اخراجات پر خرچ کریں ، ایسی سکیموں پر خرچ کریں جو کہ ایک غریب ملک کے لئے بوجھ ہوں چونکہ یہ ایک developing country ہے اس لئے اگر ہم اخراجات کو کنٹرول کریں گے ، تو تب ہی ہم ترقی کر سکیں گے - میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ دور میں ہماری ضروریات بھی ہیں اور ہمارے محکموں کی ضروریات بھی ہیں - نئے اضلاع بھی بن رہے ہیں - ان کے لئے اخراجات رکھنا بہت ضروری ہے لیکن پلاننگ کے وقت یہ

سوچنا ضروری ہے کہ durable goods اور non-recurring expenditure اور recurring expenditure میں توازن رہے اور یہ سالانہ بجٹ میں آنا چاہیے اس طرح میرے فاضل دوستوں نے پانی کے مسئلہ پر بھی بات کی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ بہت اہم مسئلہ ہے ۔ میں صوبائی کابینہ اور وزیر اعلیٰ سے گزارش کروں گا کہ وہ وفاقی حکومت پر دباؤ ڈالیں اور یہ کہیں کہ ہمیں فوراً پانی ملنا چاہیے اگر دو تین دن سے زیادہ پانی کو لیٹ کیا گیا تو ہماری کپاس کی فصل بالکل تباہ ہو جائے گی ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس دفعہ 50 فیصد سے کم کپاس ہو گی ۔ اور آپ کی ملکی معیشت پر جو اثر پڑے گا اس کا آپ کو اگلے سال کے بجٹ میں پتہ چلے گا کہ آپ کو کتنا خسارہ ہوتا ہے ۔ اگر آپ نے فصل ربیع کی طرف غور نہ کیا اور موجودہ فصل کپاس پر آپ نے توجہ نہ دی تو ہماری معشیت بری طرح متاثر ہو گی میرا خیال ہے کہ گندم کی فصل تو بعد کی بات ہے ۔ اس وقت ہمیں کاٹن پر زور دینا چاہیے اور شوگر کین پر بھی کیونکہ ہمارے جو ملتان کے اضلاع ہیں بہاولپور وغیرہ ان میں اس وقت تک پانی نہیں پہنچا ۔ جو کہ بے حد ضروری ہے ۔ ہماری کابینہ وزیر اعلیٰ صاحب کو بالکل کھلے الفاظ کے ساتھ وفاقی حکومت پر زور ڈالنا چاہیے کہ آپ ہمارے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں اور ہمیں پانی پورا ملنا چاہیے ۔ اسی طرح agricultural purposes کے لیے ہمارے ٹیوب ویل کے جو فی یونٹ اخراجات آتے ہیں وہ کمرشل ریٹ پر لگائے جاتے ہیں ۔ اس کے علاوہ چھ چھ گھنٹے لوڈ شیڈنگ جاری رہتی ہے اور اس کے باوجود بھی ہم سے فکس یونٹ چارج کئے جاتے ہیں ۔ اس کے لیے بھی میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان حالات میں اگر آپ نے ایگریکلچر سیکٹر کو incentive نہ دیا تو یہ صنعت تباہ ہو جائے گی ۔ ایک طرف تو ڈیزل کا ریٹ بڑھ گیا ہے اور دوسری طرف بجلی کے per unit اور فکسڈ ریٹ بڑھ گئے ہیں ۔ اس طرح وہ زمیندار جو کرایہ کے ٹیوب ویل بھی بجلی پر چلانا چاہتے ہیں یا کہیں اور سے لیکر ٹیوب ویل چلاتے ہیں تو وہ مجبور ہو جائیں گے اور کپاس کاشت نہیں کر سکیں گے ۔ اس طرح میرے خیال کے مطابق ہمارے ملک کی سب سے بڑی فصل کپاس تباہ ہو کر رہ جائے گی ۔ باقی یہ بات تو ہمارے سامنے ہے کہ مارشل لاء انشاء اللہ اب اٹھا لیا جائے گا اور ضرور اٹھا لیا جائے گا لیکن ہم سب کے تعاون کے ساتھ ختم ہو گا اگر ہم نے ایک دوسرے پر نکتہ چینی کی criticism کیا تو میرے خیال میں وہ لوگ ہمارا مذاق اڑائیں گے ۔ ہمیں

ذاتی اختلافات اور پوائنٹ آف آرڈر پر زور دینے کی بجائے تعمیری کاموں پر تنقید کرنی چاہیے ۔ ایسی باتوں پر تنقید یا criticism نہیں کرنی چاہیے کہ جن کو وزیر بنا دیا گیا ہے وہ تو حکومت کے ساتھ اور جس کو وزیر نہیں بنایا گیا وہ حکومت کی مخالفت کررہا ہے میں یہ چاہوں گا کہ Criticism solid point اور اصول پر ہونی چاہیئے صرف وزارت یا پارلیمنٹری سیکرٹری کیلئے نہیں ہونی چاہیے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس وقت جو ہماری موجودہ حکومت بنی ہے اور ہمارے جو اسوقت منتخب ارکان اسمبلی ہیں ان سے باہر کے لوگوں کی بہت سی توقعات ہیں ہم نے عوام سے روٹی کپڑے یا سوشلزم کا نعرہ نہیں لگایا بلکہ ہم نے عوام سے ان کی فلاح وبہبود کے لئے وعدہ کیا ہے اور انشاءاللہ سالانہ بجٹ پر بھی میں بات کروں گا اگر آپ نے ہر علاقہ کی ترقی کے لئے غور کیا اور کابینہ نے بھی اس پر غور کیا تو پھر میرے خیال میں کوئی بھی اس حکومت کو فیل نہیں کر سکتا انشاءاللہ تعالیٰ یہ حکومت احسن طریقہ سے چلے گی اور ہم اس کو چلائیں گے ۔ خدا حافظ

مسٹر سپیکر سردار الطاف حسین صاحب ۔

سردار الطاف حسین ۔ جناب سپیکر ضمنی میزانیہ کے متعلق

مہر ظفراللہ خان بھروانہ ۔ جناب والا دو تین منٹ کا ٹائم مقرر کر لیں ورنہ بہت سے ارکان وقت کی کمی کی وجہ سے تقریر کرنے سے رہ جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں کوشش کروں گا کہ سب کو ٹائم مل جائے ذرا اختصار سے کام لیجئے اور یہ خیال رہے کہ ابھی تک میرے خیال کے مطابق کوئی 25 فاضل ارکان ایسے ہیں جو آج کی بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں ۔ اختصار سے کام لیجئے اور اپنے آپ کو ضمنی بجٹ پر سپلیمنٹری گرانٹ پر confine کیجئے ۔

ایک معزز رکن ۔ جناب والا آپ کے پاس جو فہرست ہے ۔ اس میں ارکان کی پوزیشن بتا دیجائے کہ تقریر کیلئے ان کا کونسا نمبر ہے تاکہ آسانی رہے ۔ اور ممبر تیار رہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تاکہ وہ ارکان جو آخر میں آتے ہیں آرام سے گھر جا سکیں ۔

قابل عمل تجویز نہیں ہے - سردار صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں -

جناب سردار الطاف حسین - جناب سپیکر ضمنی بجٹ کا جہاں تک تعلق ہے اس کے متعلق کافی سیر حاصل بحث ہو چکی ہے - قابل احترام وزیر زراعت نے ناقدانہ انداز میں یہ تلقین فرمائی تھی کہ آپ ریفرنڈم اور مارشل لاء کے اخراجات کے متعلق بات نہ کریں اس کے متعلق میری گزارش یہ ہے کہ ہم یہاں پنجاب کے عوام کی نمائندگی کرنے کیلئے آئے ہیں - اس بجٹ کی اس خزانہ کی حفاظت کرنے کیلئے یہاں آئے ہیں یہ بات ہمارے فرائض میں شامل ہے کہ جہاں بیجا صراف ہو رہا ہو یا پنجاب گورنمنٹ رواداری اور سخاوت کا اظہار کررہی ہو تو وہاں ہم احتجاج کریں اور معزز اراکین کے نوٹس میں اس قسم کی باتیں لائیں یہ بات بھی ہمارے سامنے ہے کہ وفاقی حکومت نے ایک وزیر پنجاب کے زرخیز علاقے کو بنجر اور ویران بنانے کیلئے برملا ایک بار نہیں بلکہ متعدد دفعہ یہ کہہ چکے ہیں کہ ہم پنجاب کو نہری پانی نہیں دیں گے خواہ پنجاب اس کیلئے کچھ بھی کر لے تو اس کیلئے اگر پنجاب کے معزز اراکین یہ ڈیمانڈ کریں کہ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ ریفرنڈم کے اخراجات اور مارشل لاء کے اخراجات کسی لحاظ سے بھی آئینی لحاظ سے انصاف کے تقاضوں کے لحاظ سے پنجاب پر واجب نہیں ہیں کہ پنجاب ان کے اخراجات برداشت کرے تو ہم یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہونگے (نعرہ ہائے تحسین) جہاں تک ضمنی بجٹ میں مختلف محکموں کے اخراجات کا تعلق ہے - اسے دیکھ کر ندامت سے سر جھک جاتا ہے کہ افسران اعلی کیلئے جو بجٹ بناتے وقت محکمہ کی تمام ضروریات سال کیلئے پیش کرتے ہیں سمجھ نہیں آتی کہ سال کے آخر میں نئی کاریں خریدنے کی کیوں ضرورت پیش آئی اور اگر دو مہینے کیلئے وہ انتظار کرلیتے تو اس میں کونسا صوبے کا نقصان ہو جاتا - اس کی بجائے اگر تعلیمی اداروں کی عمارتوں کی تعمیر پر یہ پیسہ خرچ کرتے تھانوں میں مقامی پولیس سٹیشن کیلئے یعنی ہر پولیس سٹیشن کیلئے اگر ایک جیپ مہیا کرتے تاکہ غریب عوام متوسط طبقہ اور شریف طبقہ پولیس سٹیشنوں کی پولیس افسران کی ظلم وزیادتی سے نجات حاصل کرلیتے - اس وقت جب کوئی شخص پولیس سٹیشن جاتا ہے تو انچارج سب سے پہلے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ کار لیکر آو یا جیپ لیکر آو اور پھر میں آپ کے گاؤں میں جاوں گا تو ان اجراجات کی بجائے پولیس سٹیشنوں کو جیپیں مہیا کرنے پر پیسہ خرچ کر دیا جاتا تو زیادہ مناسب اور بہتر تھا اسی

طرح اس سٹیٹمنٹ میں مجھے یہ سمجھ نہیں آتی صفحہ نمبر 101 پر کمالیہ ایلیمنٹری ریسرچ سکول کیلئے کچھ رقم اس میں مختص کی گئی ہے ۔ جناب والا کمالیہ ایلیمنٹری ریسرچ سکول کی بلڈنگ آج سے تقریباً چار پانچ سال پہلے تعمیر ہو چکی تھی ۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ اس سٹیٹمنٹ میں وہ رقم دوبارہ کس طرح سے شامل ہو گئی اور چار پانچ سال کے بعد اس کی ادائیگی کی کیوں ضرورت محسوس کی گئی ۔ وزیر خزانہ صاحب اگر اس کی وضاحت اپنی تقریر میں کر دیں تو شاید ہمیں کچھ معلوم ہو جائے ورنہ میرے لئے تو یہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ ایک بلڈنگ جو پانچ سال پہلے کی تعمیر ہوئی تھی اس کیلئے غالباً 93 لاکھ روپے کا تخمینہ تھا اور 70 ہزار روپے اس سال اس میں مختص کئے گئے ہیں جب کہ وہاں پر ایک پیسہ خرچ نہیں ہوا ۔ اس طرح کمالیہ میں ایک گورنمنٹ اسلامیہ ھائی سکول ہے ۔ جسے آج سے چند سال پہلے سابقہ حکومت نے قومیاء لیا تھا لیکن آج تک وہاں طالب علم درختوں کے سائے تلے پڑھتے ہیں ۔ انہیں ایک کمرہ اور چھت تک تو محکمہ تعلیم فراہم نہ کر سکا جہاں بچے تعلیم حاصل کرتے ۔ تو میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اخراجات میں بے جا اصراف کیا گیا ہے اور اس کا صحیح جگہ مصرف نہیں کیا گیا تو آئندہ بجٹ بناتے وقت میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ التماس کروں گا کہ وہ ہر آئیٹم کا خود جائزہ لیں ۔ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ماضی کیلئے یہ گورنمنٹ بری الذمہ ہے کیونکہ موجودہ کابینہ تک نے صرف ایک ماہ پہلے حلف لیا ہے تو شاید پچھلے سال کے وہ اخراجات جو غلط show کئے گئے ہیں اس کیلئے ہم انہیں ذمہ دار نہ ٹھہرائیں اور ہمارے یہ مفاد میں ہے اور شاید ہم اس ضمنی میزانیہ کو پاس بھی کریں ۔ لیکن ایک گزارش میں ضرور کروں گا کہ آپ خدارا اپنی عقل ودانش اور فہم سے کام لیں اور انتظامیہ کی نام نہاد ٹیکنو کریٹس پر اعتماد کم کریں ورنہ اگر ہم ایک ایک مد پر بحث کریں تو یہ ظاہر ہو جائے گا کہ ایک ایک آئٹم سے ان کی نااہلیت ظاہر ہے اور رقم کا استعمال غلط طریقہ سے کیا گیا ظاہر ہوتا ہے ۔ جہاں تک اس ضمنی بجٹ کا تعلق ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسے پاس کرنا ھی چاہیے کیونکہ گزشتہ سال میں یہ رقم خرچ ہو چکی ہے ۔ ریفرنڈم اور مارشل لاء کے اخراجات کیلئے صوبائی وزیر صنعت کی ناقدانہ تلقین کے بعد صوبائی حکومت سے التماس کروں گا وہ اس سلسلہ میں اپنی ڈیمانڈ پر زور دیں اور مرکزی

حکومت سے اپنا حق حاصل کریں اس میں کسی مصلحت اور رواداری کو سامنے نہ رکھیں یہ اسی رواداری کا ہی نتیجہ ہے کہ ماضی میں پنجاب ہمیشہ اپنا حق حاصل کرنے سے محروم رہا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج نہری پانی کیلئے ہم وفاقی حکومت کی طرف دیکھ رہے ہیں میں جناب سپیکر کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے ٹائم دیا ۔

چوہدری محمد خان جسپال۔پوائنٹ آف آرڈر سر

جناب سپیکر۔جی فرمائیے ۔

چوہدری محمد خان جسپال۔صاحب میری ایک نہایت important گذارش ہے چونکہ بجٹ کے سلسلہ میں کئی ایک ٹیکنیکل چیزیں ہیں جن کی ہم عام ممبران صاحبان کو سمجھ نہیں آتی تو میں اس سلسلے میں suggestion پیش کروں گا کہ یا تو کوئی وزیر صاحب یا پارلیمانی سیکرٹری اور اگر انہیں بھی ہماری طرح پوری سمجھ نہ ہو تو پھر کوئی bureaucrat اس اسمبلی کے کمرے میں تشریف رکھیں اور جو کچھ ہمیں complication نظر آئیں ہم ان سے discuss کر سکیں ۔ ان سے پوچھ سکیں اور پھر اس کے بعد جناب کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں ۔

جناب سپیکر۔آپ یہ procedural matter کی بات کرتے ہیں ۔

چوہدری محمد خان جسپال۔نہیں سر ۔ یہ جو ان کے allocation ہیں ۔ باقی ساری چیزیں ہیں ۔ جو ان کی budget statements ہے جو ان کے انگریزی کے کتابچے ہیں جن کی ہمیں سمجھ نہیں آتی ۔ ہم ان سے کچھ رہنمائی حاصل کریں گے اور سمجھنے کی کوشش کریں گے ۔ تو یہی میری گزارش ہے اور خاص طور پر نمبر 2 گزارش یہ کروں گا کہ وہ شام تک تشریف رکھیں چونکہ ایک بجے تک تو ہم نے یہاں ہاوس میں بیٹھنا ہوتا ہے اور ایوننگ میں اگر کوئی وقت نکال لیں جہاں ہم آ سکیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کچھ discuss کر سکیں ۔

جناب سپیکر۔یہ اپنی بات آپ وزیر خزانہ صاحب کی موجودگی میں کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ مناسب ہو گا تاکہ وہ آپ کو کوئی وقت دے سکیں اور اس سلسلے میں آپ کی معلومات کے لئے کوئی ۔

چوہدری محمد خان جسپال۔جناب سپیکر آپ سے بھی میری یہ توقع ہے اور گزارش ہے کہ آپ میرے یہ جذبات اور خواہش جناب وزیر

خزانہ تک پہنچا دیں ۔

جناب سپیکر۔ جی

جناب سپیکر۔ ملک جلال دین ڈھکو صاحب ۔

ملک جلال دین ڈھکو۔ جناب سپیکر ضمنی بجٹ پر کافی لمبی چوڑی بحث ہو چکی ہے اور وقت کا تقاضا بھی ہے کہ اسے زیادہ لمبا نہ کیا جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ۔

جناب سپیکر۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ پانچ منٹ سے زیادہ کسی صورت میں نہیں ہونا چاہئیے کیونکہ جو صاحبان ابھی بات کرنا چاہتے ہیں پھر وہ بات نہیں کر سکیں گے ۔ معزز اراکین کو چاہئیے کہ وہ اپنے آپ کو ضمنی بجٹ کی گرانٹس اور سپلیمنٹری بجٹ تک confine کریں ۔

ملک جلال دین ڈھکو۔ ضمنی بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں ایک گزارش کروں گا کہ میرے چند احباب نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ یہ جو بجٹ بنایا گیا ہے یا اس کا تخمینہ جو لگایا گیا ہے وہ صحیح نہ ہے اور اس بجٹ کو 1985-86 کے بجٹ میں شامل کیا جا سکتا تھا خاص طور پر چوہدری ممتاز حسن نے ایسا فرمایا ہے تو اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ایسی کوئی بات کی جائے تو اس کے لئے ٹھوس ثبوت بھی فراہم کیا جائے نہ کہ تنقید برائے تنقید کی جائے اس کے بعد میں ضمنی بجٹ پر آتا ہوں ۔ ضمنی بجٹ پر کافی بحثیں ہو چکی ہیں لیکن ایک دو گزارشات کروں گا ۔ میری پہلی گزارش یہ ہے کہ مارشل لاء کے جو اخراجات ہوئے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر ایک معزز رکن فاضل مقرر اور کرسی صدارت کے درمیان سے گزرے)

جناب سپیکر۔ میں پھر دہراتا ہوں کہ معزز اراکین کو تقریر کنندہ اور سپیکر کے درمیان سے نہیں گزرنا چاہئیے ۔

ملک جلال دین ڈھکو۔ اب بھی مارشل لاء کی حکومت ہے یہ آپ نہ سمجھیں کہ عوامی حکومت ہے اس کے ساتھ confrontation کسی لحاظ سے بھی ٹھیک نہیں ہماری سب کی یہ خواہش ہے کہ مارشل لاء فوراً اور بہت جلد ختم ہو جائے اور خالص جمہوری حکومت قائم ہو اللہ کرے یہ منتخب نمائندے جو اس اسمبلی میں پہنچ چکے ہیں اس ملک کو اس پنجاب کو چلانے کے اہل بن سکیں اور تعمیری طریقے سے اس ملک کو چلائیں نہ کہ بحث برائے تنقید کریں تو اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گا کہ یہ مارشل لاء کے اخراجات منظور کرنے چاہئیں کسی وقت کی

confrontation ٹھیک نہیں ہے ۔ اس سے پہلے وائیں صاحب نے جو بیان دیا ہے کہ 77-1976ء سے یہ اخراجات جو پنجاب گورنمنٹ نے مارشل لاء میں کئے یہ ان کا تخمینہ ہے اور اڈٹ کی رپورٹ کی وجہ سے یہ Pay نہیں کئے جا سکے تو اب آڈٹ کی پیچیدگیوں کے بعد ان کو پیش ہونا چاہیئے ۔ اس ضمن میں عرض کروں گا کہ ان اخراجات کے بل کو حکومت کو یہ بل پاس کرانا چاہیئے اس کے بعد دوسری گزارش ریفرنڈم کے بارہ میں کروں گا جس پر بڑی تنقید ہوئی ہے ۔ ریفرنڈم ہی ایک ایسا ذریعہ تھا جو آپ کو اسمبلی میں لایا ہے ۔ اگر ریفرنڈم نہ ہوتا تو آپ اس اسمبلی میں نہ بیٹھ سکتے اور یہ ملک جمہوریت کی راہ پر گامزن نہ ہو سکتا ۔ جمہوریت کی راہ پر گامزن کرنے والا پہلا طریقہ بھی ریفرنڈم ہے ۔ ریفرنڈم کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ کئی ملکوں میں ریفرنڈم ہوئے ہیں ۔ نہ ہی پاکستان میں کوئی نیا ریفرنڈم کرایا گیا ہے تو اس کے لئے خاص طور پر وفاقی حکومت نے اس کا خرچہ بھی اپنے ذمہ لے لیا ہے تو اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ ریفرنڈم اور انتخابات پر جو اخراجات ہوئے ہیں وہ بھی منظور کر لینے چاہئیں ۔ اس کے بعد میں ایک چھوٹی سی گزارش کروں گا کہ ناظمین صلوۃ کے متعلق میرے ایک دوست نے فرمایا ہے کہ یہ جو منصوبہ تیار کیا گیا تھا ۔ اچھا نہیں تھا ۔ اس ضمن میں یہ گزارش کروں گا کہ ناظمین صلواۃ جس طریقے سے بنائے گئے اسمیں مجھے بھی اختلاف ہے ۔ لیکن ناظمین صلواۃ بننے کے بعد جو رونق مساجد میں آگئی تھی اور جس طرح سے نمازیں ادا کی جاتی رہیں وہ آپکے سامنے ہے ۔ اور ناظم صلوۃ بننے کے بعد ہر گاؤں ہر جگہ اور اسکے علاوہ ہر بازار میں لوگ نماز کے وقت پر نمازیں پڑھتے تھے اور یہ اچھا طریقہ تھا ۔ اسلام میں تبلیغ ہی ایک ذریعہ رہا ہے جس کے ذریعے اسلام پھیلا ہے اگر ناظمین صلواۃ کے معاملہ پر مزید غور فرمایا جائے اور صحیح طریقے پر دیہاتوں میں ناظمین صلواۃ مقرر کئے جائیں ۔ شہروں میں مقرر کئے جائیں تو یہ ایک واحد ذریعہ ہے جس سے اسلام میں دوبارہ روح پھونکی جا سکتی ہے ۔ میں ایک منٹ اور لونگا جناب ۔ لمبی بات نہیں کرونگا ۔ اس ضمن میں یہ عرض کرونگا کہ یہ جو رقم ناظمین صلوۃ کے لئے مقرر کی گئی ہے اسکو منظور نہ فرمایا جائے ۔ بلکہ مرکزی حکومت سے سفارش کی جائے کہ تبلیغ اسلام کے لیے ناظمین صلوۃ کا طریقہ کار بدل کر صحیح طریقے پر ناظمین صلواۃ مقرر کئے جائیں اور اس ملک میں اسلام لانے کی کوشش کی جائے ۔

جناب سپیکر - چوہدری اختر علی صاحب سیالکوٹ -

چوہدری اختر علی - جناب سپیکر ضمنی بجٹ 85-84ء جو اس معزز ایوان میں وزیر خزانہ نے پیش کیا ہے اسمیں جن مدات میں پیسے رکھے گئے ہیں یہ انتہائی ضروری ہے سال کے اختتام ہو جن منصوبوں کو حکومت نامکمل سمجھتی ہے یا جن میں فوری طور پر کوئی تبدیلی لانا مقصود ہوتی ہے انکے لئے اس میں amendment کی جاتی ہیں - جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ضروریات کے عین مطابق ہے - اس معزز ایوان میں ایک غلط ریت چل نکلی ہے کہ کوئی شریف آدمی جو بھی اپنا نکتہ نظر بیان کرنا چاہتا ہے اسکو پندرہ پوائنٹ آف آرڈر والے گھیر لیتے ہیں اور وہ اپنا مدعا بیان نہیں کر سکتا - میں سمجھتا ہوں کہ یہ ریت اچھی نہیں ہے - سپیکر ہم نے خود چنا ہے اور اگر سپیکر کے احکامات کو ہم خود نہیں مانیں گے تو یہ ہاوس کیسے چل سکے گا - یہ کوئی طریقہ نہیں کہ سپیکر سے بغیر اجازت لئے ہوئے ایک آدمی اٹھتا ہے اور وہ پوائنٹ آف آرڈر کہہ کر اپنی تقریر جھاڑنی شروع کر دیتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ہاوس کے تقدس کو پامال کرنے کے مترادف ہے - جب تک سپیکر صاحب اجازت نہ دیں کسی آدمی کو حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی تقریر شروع کرے - یہ طریق کار ہمیں اختیار کرنا پڑیگا - اس طریقے سے اگر ہم نہیں چلیں گے تو یہ ہاوس اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو گا - میری ہاوس سے مودبانہ التجاء ہے کہ ان چیزوں کو مدنظر رکھیں -

ایک معزز ممبر - پوائنٹ آف آرڈر سر -

جناب سپیکر - جی فرمائیے -

معزز ممبر - جناب پوائنٹ آف آرڈر کہنے سے ان بزرگوں کی نیند کھل گئی ہے -

(قہقہے)

چوہدری اختر علی - میں سمجھتا ہوں کہ جو مدات ضمنی بجٹ میں رکھی گئی ہیں آپ ان پر اگر زیادہ بحث کریں تو اس وقت میرے خیال میں مناسب نہیں ہو گا - ہمیں اس ضمنی بجٹ کو من و عن پاس کر دینا چاہئے - نیا بجٹ جب ہمارے سامنے آئے گا اس پر جتنی بحث ان کا دل

چاہیے کریں - ہمیں اس میں خواہ مخواہ الجھنا نہیں چاہیئے - میں یہ سمجھتا ہوں اس روش کو ختم کرنا چاہیئے - اس ضمنی بجٹ کو متعلقہ طور پر پاس کرنا چاہیئے - ان الفاظ کے ساتھ میں سپیکر صاحب کا مشکور ہوں کہ کہ انہوں نے مجھے وقت دیا ہے - شکریہ

جناب سپیکر — میں آپ کا مشکور ہوں -

جناب سپیکر — مہر ظفر اللہ خان صاحب -

مہر ظفر اللہ خان بھروانہ — جناب سپیکر آج ضمنی بجٹ پر بحث کا دن ہے - اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ ضمنی بجٹ ایک ایسا بجٹ ہوتا ہے جو خرچ کیا جاتا ہے - اس کے بعد اس کی منظوری لی جاتی ہے - یہ ضمنی بجٹ جو ہمارے وزیر خزانہ نے پیش کیا ہے اصولی طور پر اس کا کافی حصہ خرچ ہو چکا ہے اور تھوڑا سا باقی رہتا ہے - جو 30 جون تک خرچ ہونا ہے - کیونکہ یہ اخراجات جو دکھائے گئے ہیں یہ اس اسمبلی کے معرض وجود میں آنے سے پہلے کے ہیں اور اس اجلاس کے منعقد ہونے سے پہلے کے ہیں - لہذا قانوناً یا اصولاً ان کا پاس کیا جانا تھا اور طریقہ کار بھی ہے کہ جو بھی اسمبلی جس وقت بھی سامنے آئے اس کے سامنے یہ ضمنی بجٹ رکھا جاتا ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے - البتہ میں اتنی گذارش ضرور کروں گا کہ پانی کا جو موجودہ بحران ہے وہ آج ہی نہیں بلکہ کچھ عرصہ پہلے سے ہے تو اس کے متعلق بھی اس میں گنجائش رکھی جانی چاہیئے تھی - کیونکہ پانی تو ایسا مسئلہ ہے کہ اس کے بغیر زندہ رہنا بھی مشکل ہوتا ہے - پانی کوئی قیمتاً نہیں خریدا جاتا - تین چار طریقے ہیں یا اللہ پاک کی مہربانی ہو اور بارش ہو یا دریاؤں سے پانی حاصل کیا جاتا ہے - اور ان دو طریقوں کے علاوہ تیسری صورت یہ ہے کہ جہاں زمین کے نیچے پانی میٹھا ہو اس کو حاصل کیا جائے - اپنی ضرورت یا خاص طور پر زراعت کی ضرورت کے لئے - میں یہ عرض کروں گا کہ بارش ایک ایسا امر ہے جو قدرت کی طرف سے جس وقت اللہ پاک کا حکم ہو اس وقت ہوتی ہے - دریاؤں کے حالات بھی بڑے پریشان کن ہیں - جو پانی زمین سے حاصل کیا جا سکتا ہے اس کے متعلق

(قطع کلامیاں)

جناب شفقت عباس صاحب جناب والا میں آپ کی وساطت سے مہر صاحب عرض کرتا ہوں کہ وہ بجٹ کے متعلق گفتگو کریں -

مہر ظفر اللہ خان بھروانہ - جناب والا میں جناب کی وساطت سے معزز ممبر کو عرض کروں گا کہ پہلے وہ خود مطالعہ کریں - میں ضمنی بجٹ کے متعلق ہی بات کر رہا ہوں - چونکہ پانی کی مد میں جو پیسے رکھے جانے چاہئیں تھے - جو کہ نہیں رکھے گئے - لہذا یہ ضمنی بجٹ کے متعلقہ ہی ہے - تو میں جناب یہ عرض کر رہا تھا کہ زیر زمین پانی حاصل کرنے کے لئے ضمنی بجٹ میں ایسی مدیں رکھی جائیں کہ جو بھی خرچہ ہو پورا کیا جا سکے - اس کے علاوہ مارشل لا کے متعلق جو بحث مباحثے ہوتے رہے اس کے متعلق میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا - میں صرف اتنی گذارش کرتا ہوں کہ جو یہ اسمبلیاں بنی ہیں یہ مارشل لا کے وقت میں بنی ہیں اور ان اسمبلیوں کی ضرورت محسوس ہوئی ہے تب ہی یہ معرض وجود میں آئی ہیں - اب جب کہ یہ اسمبلیاں بن گئی ہیں اور انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا ہے تو اگر مارشل لا نہیں اٹھایا جاتا پھر اس سے شبہ پڑتا ہے کہ شاید ان اسمبلیوں پر یا ان اسمبلیوں کے ممبران پر اعتماد نہیں ہے یا یہ سمجھا جا رہا ہے کہ یہ اسمبلیاں اور ممبران اسمبلی اتنے کمزور ہیں کہ انہیں شاید مزید کچھ وقت مارشل لا کی ضرورت ہو تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی مناسب بات نہیں ہے بلکہ موجودہ اسمبلی میرے خیال میں عوام نے نہایت پر عزم اور محب وطن نوجوانوں کو منتخب کیا ہے اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی کسی سے کمزور نہیں ہے - چاہے وہ ایم آر ڈی ہو یا کوئی اور عناصر اگر ہمارے نوجوان معزز ممبران اس عمر میں اور اس اسمبلی کے دور میں کسی غلط عنصر کا مقابلہ نہیں کرسکتے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان اسمبلیوں کا کوئی فائدہ نہیں - تو میری جناب والا کی وساطت سے گذارش ہے کہ بغیر کسی حیل و حجت کے اگر مارشل لا کل اٹھانا ہے تو آج اٹھا لیا جائے آج اٹھانا ہے تو ابھی اٹھا لیا جائے انشا اللہ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے ان نوجوان بھائیوں اور اس اسمبلی کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور انشاءاللہ یہ ایسی ٹھوس اور وزنی اسمبلی ہو گی کہ آئندہ کے لئے مثال قائم ہو جائے گی - اس کے علاوہ میری ایک اور گذارش ہے ایک دفعہ پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جب ہم ممبر بنتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ قانون سازی کے ساتھ ساتھ اپنے علاقہ اور اپنے ضلع کی ترقی کے لئے بھی کام کریں -

مہر ظفراللہ خان بھروانہ - میں نے کئی بار عرض کیا ہے کہ یہ جو سالانہ بجٹ آرہا ہے اس میں بھی ان ممبروں کو موقع

دیا جائے تاکہ ان کے علاقے کے مسائل اور ان کی سکیمیں شامل ہوں۔ وہ وقت تو گزر گیا۔ اب میں جناب کی وساطت سے اتنا ضرور عرض کروں گا کہ سالانہ بجٹ بھی بن چکا ہے اس میں بھی اتنی گنجائش نہیں ہے کہ ممبران اپنے اپنے حلقہ اور اپنے اپنے علاقہ کے کچھ مسائل یا منصوبے اور سکیمیں اس میں لا سکیں۔ اب تو صرف ایک ہی صورت میرے تجربے اور ذہن کے مطابق رہ گئی ہے۔ کہ میں جناب کی وساطت سے وزیر اعلی اور وزیر بلدیات سے گزارش کروں گا کہ ہم ممبران کو ضلعے کی کوآرڈینیشن کمیٹی میں بحیثیت ممبر شامل کیا جائے۔ چونکہ اس کا چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین ہوتا ہے۔ لہذا ڈسٹرکٹ کونسل کو اس کے اپنی آمدن تک محدود کیا جائے۔ باقی سارے مسئلے صوبائی ہیں۔ تو جناب والا ان ممبران کو Co-ordination Committee میں چاہے بذریعہ الیکشن چیئرمین مقرر کیا جائے یا گورنمنٹ کسی کو نامزد کر دے تاکہ ممبران آئندہ سال میں اپنے اپنے علاقے کے مسائل کس حد تک حل کرا سکیں۔

جناب سپیکر - یہ سپلیمنٹری بجٹ پہ بات ہو رہی ہے۔

مہر ظفر اللہ خان بھروانہ - سپلیمنٹری کے متعلق تو میں نے عرض کر دیا کہ وہ ایک ایسا بجٹ ہے کہ اس پر رائے زنی کی کسی کو کوئی خاص ضرورت نہیں۔ میں نے آپ کی وساطت سے کچھ باتوں کی طرف نشاندہی کر دی ہے مہربانی کر کے وہ ضرور پہنچا دیجئے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر - اب میں بیگم شاہین منور کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی رولنگ دیتا ہوں جو میں نے آج کے لئے محفوظ کی تھی اس ایوان میں کل بیگم شاہین منور صاحبہ کی تحریک استحقاق پر رولنگ محفوظ کی گئی تھی۔ اس پہ میری رولنگ یہ ہے کہ تحریک باضابطہ قرار دی جاتی ہے اور مندرجہ ذیل سب کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے جو کہ سات یوم کے اندر اپنی رپورٹ پیش کرے۔ تالیاں کمیٹی کے ممبران کے اسمائے گرامی یہ ہیں راجہ خالق اللہ صاحب گوجرانوالہ چوہدری محمد نواز صاحب گجرات چوہدری گل نواز صاحب گجرات ڈاکٹر سردار محمد صاحب لاہور بیگم ساجدہ صاحبہ قصور سردار الطاف حسین صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ چوہدری خوشحال محمد صاحب وہاڑی اور چوہدری ارشاد علی صاحب اوکاڑہ۔ یہ سات ممبران پر مشتمل کمیٹی ہے جو سات یوم کے اندر اپنی finding سے آگاہ کرے گی۔

رانا پھول محمد خان۔ یہ کمیٹی کس نے بنائی ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ کمیٹی میں نے approve کی ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب نے کسی ممبر کی طرف سے اس تحریک کو منظور فرما لیا۔ تو کمیٹی کے ارکان کے نام تو کسی ممبر کی طرف سے پیش ہونے چاہئیں تھے کیونکہ ابھی ہم نے کمیٹیاں بنانی ہی ہیں۔ آپ نے اس کو استحقاق کمیٹی۔ قرار دے دیا ہے یا سپیشل سب کمیٹی ہے مجلس منتخبہ ہے یا قائمہ۔

جناب سپیکر۔ یہ سپیشل کمیٹی ہے اور کمیٹیوں کی عدم موجودگی کی وجہ سے یہ بنائی گئی ہے یہ آپ کی بات کا جواب ہے اور اب آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری حاکم علی۔ پہلے بھی ہم یہاں پہ ڈیڑھ سال سے اس ہاؤس میں آتے رہے ہیں اور آپ بھی موجود تھے کل کی بات ہے کہ محترمہ بشریٰ رحمن جب تقریر کے لئے کھڑی ہوئیں تو یہاں پہ تقریباً پندرہ اراکین کھڑے ہوگئے پوائنٹ آف آرڈر لے کر ہم یہاں یہ سمجھتے ہیں کہ معزز اراکین میں سے جب کوئی ایک رکن کھڑا ہو تو دوسرے کو اپنے آپ بیٹھا رہنا چاہئے اور جب وہ تقریر ختم کرلے تو اس کو پھر چاہئے کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو جائے پولیس کا مسئلہ ہے پیسے رکھے گئے ہیں لیکن ہمارے پاس ضلع لاہور میں کوئی ٹریننگ کالج نہیں ہے جس میں ٹریننگ ہو۔ قذافی سٹیڈیم میں ہو رہی ہے صرف اس لئے تھانہ چوہنگ کے قریب کی ایک جگہ select کی گئی ہے اس پر ٹریننگ کالج بن رہا ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پولیس اگر حفاظت نہ کرے گی اور اگر اس بات پر مجبور نہ کیا جائے تو پھر ہمارے ہر حق کو مجروح کیا جاسکتا ہے ہمارا ضلع بارڈر ایریا پر ہے میں نے آج سے ایک سال پہلے اس ہاؤس کے اندر کہا تھا کہ وہاں یہ جو درخت لگائے جاتے ہیں وہ وہاں پھلتے پھولتے ہیں۔ ان کے بارے میں نے گورنر صاحب سے بھی عرض کیا تھا کہ ڈپٹی کمشنر کو اختیارات دیے جائیں اور انہیں یہ کہا جائے کہ جو زمیندار وہاں یہ پودا لگاتا ہے اس کو وہ ڈپٹی کمشنر ہی دے دیں کس نے ہل بنانے ہوتے ہیں کسی نے کچھ اور کرنا ہوتا ہے تو یہ باڈر ایریے کو کیوں اتنا دور رکھا جارہا ہے جبکہ انڈیا کا بارڈر جو ہے اس پر ہر روڈ موجود ہے وہاں یہ تمام سہولتیں موجود ہیں۔ پاکستان کے بارڈر ایریے میں

قطعاً کوئی چیز موجود نہیں ہے میں یہ عرض کروں گا آپ کی وساطت سے کہ آپ آرمی کو یا مارشل لاء والوں کو یہ کہیں کہ یہ زمینداروں کے لئے کافی تکلیف دہ معاملہ ہے ۔ مارشل لاء کے جو اخراجات ہیں وہ ہم سمجھتے ہیں کہ آٹھ (8) سال کے بعد اگر یہ ہاوس جو بن چکا ہے اور اس کا تیسرا دور شروع ہے تو خدا را یہیں ہم قسمت سے یا دعا کریں کہ یہ مارشل لاء یہ اخراجات لے کے بھی چلا جائے اور اٹھ جائے تو ہماری خوش قسمتی ہو گی ہم سب کو چاہئے کہ ہم مل جل کر مارشل لاء کو اٹھانے کی کوشش کریں اور جو بجٹ پہلے سے آگیا ہے اس کو منظور کرانا چاہئے کیونکہ ہم اگر ان کے اخراجات یہ ہی چلتے رہے اور یہ جو بجٹ بنا ہوا ہے یہ پہلے سے ہی جو ہاوس کا لیڈر ہم نے منتخب کیا ہے ہم سب لوگوں نے کیا ہے سپیکر کو اس ہاوس کا لیڈر بنایا ہے میں سب معزز اراکین سے یہ عرض کروں گا یہ تو پہلے ہی بن چکا ہے ۔ اس کو ہمیں منظور کرنا چاہئے اور مارشل لاء کو اٹھانے کے لئے سب کو کوشش کرنی چاہئے اور اس ہاوس کو اس رائے پر اتفاق کرنا چاہیئے کہ یہ جتنا بجٹ آگیا ہے جو اس کو رقوم دی جا چکی ہیں وہ ہمارے ایکچروں پہ لگی ہے ہم نے وہ لگائی ہے اور یہ آٹھ (8) سال کے بعد وجود میں آیا ہے ۔ تو اس لئے ہم سب بھائی مل کر آپس میں اس کو منظور کریں دوسرا یہ کہ پاکستان میں پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے ۔ اور اس صوبہ سے اگر وزیراعظم نہیں ہے تو صوبہ سندھ سے ہے تو وہ بھی ہمارے پاکستان سے ہے ۔ تو ہم وزیراعظم صاحب سے یہ roquest کریں گے صوبہ پنجاب نے کوئی قصور نہیں کیا ہمارے آدھے صوبے کو پانی نہ ملا تو یہ پورے کا پورا صوبہ تباہ ہو جائیگا ۔ اس لئے چیف منسٹر صاحب پوری کوشش کریں وفاقی حکومت سے کہیں کہ یہ پانی زیر زمین ہے کئی ضلعوں میں پانی اتنا کڑوا ہے کہ اگر زمین سے بھی پانی لیا جائے تو وہ درست نہیں ہوگا ۔ ہماری وہ زمین جو پہلے ہی بنجر پڑی ہے اور سیم و تھور زدہ ہے اور زیادہ خراب ہو جائے گی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں جس صوبہ کی معیشت زراعت پر مبنی ہو اور اس کو پانی نہ دیا جائے تو یہ اس کے ساتھ سب سے بڑی ناانصافی ہوگی ۔ میں گذارش کرتا ہوں کہ ہم نے اس ہاوس کا خود لیڈر چنا ہے ۔ میاں نواز شریف صاحب پہلے وزیر خزانہ تھے اور یہ بجٹ انہوں نے ہی تیار کیا تھا اب وہی آگیا ہے فرق ہے ۔

کہ جناب نوازشریف کی بجائے وزیر خزانہ میاں الطاف صاحب کے سامنے رکھ دیا گیا ہے بلکہ اس کو وہ بجٹ کو پاس کرنے مارشل لاء کے لئے ا دعا کریں کہ کہ یہ اخراجات کے گھر ہی ہماری جان چھوڑ دے تاکہ یہ ھاوس معمول کے مطابق کاروائی شروع کردے جو آٹھ سال کے بعد وجود میں آیا ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کرتا ہوں ۔ کہ معزز اراکین نے اس پر کئی دنوں سے بحث شروع کی ہوئی ہے کہ مارشل لاء اٹھا لینا چاھئے جبکہ ایک کمیٹی بھی قائم ہو چکی ہے جو فیڈرل گورنمنٹ نے کی ہے ۔ فخرامام صاحب سپیکر قومی اسمبلی نے وھاں یہ جرات کے ساتھ قائم کی ہے اس طرح سے ہم اپنے سپیکر سے بھی کہیں کے کہ جرات سے کام لیں ہم آپ کے ساتھ ھیں اور انشاءاللہ تعالی ساتھ رھیں گے

جناب سپیکر ۔ شکریہ گل حمید خان روکڑی ۔

جناب گل حمید خان روکڑی ۔ جناب والا میرے دوستوں نے کافی کچھ کہہ دیا بچا تو کچھ نہیں جو میں کہوں لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ پانی کا مسئلہ بہت اہم ہے جیسے رانا پھول محمد خان صاحب نے فرمایا ہے یہ ھمارے صوبے کے پورے حالات پر بہت برا اثر ڈال رھا ہے ۔ میں اس ایوان کی طرف سے پوری گورنمنٹ کو یہ یقین دلاتا ھوں کہ ایوان ان کے ساتھ ہے اور ٹھوس قدم اٹھاتے ھوئے سنٹرل گورنمنٹ سے یا جو اصحاب اختیار ھیں ان سے مطالبہ کریں کہ یہ پانی اس نہر میں چھوڑا جائے ۔ یہ کہنا کہ پانی منگلا ڈیم سے پانی لے لیا جائے یہ ھمارا اپنا مسئلہ ہے پنجاب کا اس سے پانی ہم نہیں لے سکتے کیونکہ اگر اس سے ہم پانی لیں تو سندھ کے حقوق کو ہم نے چھوڑنا ھوگا لہذا سندھ کا حق باقی رکھتے ھوئے سندھ سے ھمیں پانی ملنا چاھئے ۔ اور یہ بات کہہ دینا کہ دو ھفتے کے بعد نہر چل جائے گی جناب والا دو ھفتے کے بعد اگر اللہ تعالے نے مہربانی کی اور پانی زیادہ آ گیا تو پھر فلڈ کی صورت ھوگی ۔ اس وقت تو پانی ضرور نہر میں آجائیگا ۔ مگر وہ ھمارا حق تسلیم شدہ نہیں ھوگا ۔ بلکہ پانی کی بہتات کی وجہ سے وہ نہر چلے گی ۔

جناب والا اسکے بعد میں یہ عرض کروں گا جیسے باقی دوستوں نے کہا ہے کہ بجٹ کو بعض اوقات ٹھیک نہیں بنایا جاتا جس کی وجہ سے ضمنی بجٹ آتا ہے ۔ یہ بجٹ کو اچھا بجٹ ظاھر کرنے کی وجہ سے خرچہ تھوڑا دکھا دیا جاتا ہے اور بعد میں ضمنی بجٹ پیش کر دیا جاتا ہے

اس طریقے سے پہلے جو اخراجات ہیں وہ ہمارے سامنے نہیں آتے تھے اخراجات ہمارے سامنے آ جاتے ہیں لیکن یہاں جو سب سے pirching اخراجات ہیں وہ مارشل لاء کے متعلق ہیں - مارشل لاء کے متعلق میں یہی اکہوں گا کہ ہمارے ہاں یہ روایت ہے کہ جب کوئی برا آدمی بھی فوت ہو جاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالے اسے جنت نصیب کرے - چنانچہ یہ کہا جا رہا ہے کہ اسکو اللہ تعالے جنت نصیب کرے - وہ جوڈیمانڈ ہے میرا خیال ہے اسکو منظور کر لیے - اگر آپ نے منظور نہ کی تو حساب کتاب باقی رہ جائیگا اور ہو سکتا ہے کہ جو دور جا رہے ہیں مڑ کر واپس آجائیں کہ حساب کتاب آپ سے پھر کرتے ہیں - لہذا وہ ڈیمانڈ آپ منظور کرلیں - باقی جو ایڈمنسٹریشن نے گاڑیاں مانگی ہیں وہ کاریں ان کو ضرور ملنی چاہئیں - کیونکہ انہی کاروں سے وہ دورہ کرتے ہیں اور انہی سے ساری چیزوں کو دیکھتے ہیں اور ہمارے کئی مسائل اس سے حل ہوتے ہیں لیکن وہ کاریں سکولوں کے گیٹ پر انارکلی بازار نہیں جانی چاہئیں بلکہ وہ انکے دوروں پر استعمال ہونی چاہیں ان کے لئے پٹرول بھی بے شک خرچ ہو -

اسکے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ اس بجٹ میں ایڈمنسٹریشن پر یا پولیس پر یا مارشل لاء پر جو کروڑوں روپیہ لگایا گیا ہے 70 فیصدی لوگ جو دیہات میں رہتے ہیں جس کا ہر آدمی ہمدرد بنتا ہے ان کے لئے کچھ بھی نہیں کیا گیا - زبانی طور پر ہر آدمی یہ کہتا ہے کہ ہم اس 70 فیصدی آبادی کے ہمدرد ہیں اور اسی کیلئے کام کر رہے ہیں - حقیقت یہ ہے کہ فیڈرل بجٹ یا صوبائی بجٹ میں ان کیلئے کچھ بھی نہیں کیا گیا - یہ کہا جا سکتا ہے کہ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا مرکز یا ہمارے صوبے میں - لیکن آپ یہ دیکھیں کہ آپ نے کیا ریلیف ان دیہاتیوں کو دی ہے - ٹیکس تو آپ نے نہیں لگایا لیکن جو پہلے لگے ہوئے ہیں وہ تو جاری ہیں - ان کو ریلیف کوئی نہیں مل رہی اور سنٹرل گورنمنٹ نے ماشا اللہ اتنے اچھے ٹیکس لگا دیئے ہیں کہ وہ دیہاتی جو تیل کی قیمت بڑھنے یا اس قسم کے دوسرے ٹیکس کی وجہ سے پس چکا ہے - اسکے پاس کچھ بھی نہیں ہے - اسکی وجہ سے لوگ بے روزگار ہیں - دھکے کھا رہے ہیں اور ہم لوگ جب ووٹ مانگنے جاتے ہیں دیہاتوں میں تو وہ لوگ نوکریاں مانگتے ہیں اور روٹی مانگتے ہیں -

ہم کہاں سے ان کو روٹی دیں - اب اگر بجٹ میں ایسی بات provide کریں کہ ان کو کچھ ریلیف ملے اور ان cost of production اور سیل پرائس میں اتنا فرق رہ جائے کہ وہ کچھ earn کرسکیں تو ان کے لئے زندگی گزارنا ممکن ہوگا اسکے بغیر یہ کام نہیں چلے گا اور میں یہ تجویز کروں گا کہ ان کیلئے - - - -

پارلیمنٹری سیکریٹری - پوائنٹ آف آڈر - جناب والا میں معزز رکن اسمبلی سے التجا کروں گا کہ وہ ضمنی بجٹ تک ہی محدود رہیں وفاقی بجٹ کو یہاں discuss نہ کریں -

جناب سپیکر — میں ان کے پوائنٹ آف آرڈر سے اتفاق کرتا ہوں اور آپکو یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ ضمنی بجٹ پر ہی بحث کریں -

جناب گل حمید خان روکڑی - جناب والا میں یہ پوچھنے کی جرأت کروں گا کہ کونسی بات میں نے ایسی کہہ دی ہے جو بجٹ سے متعلقہ نہیں ہے - وہ مجھے point out کر دیں تاکہ میں سمجھ جاوں کیونکہ میری سمجھ تھوڑی ہے - ذرا یہ بتا دیں - یا ایسے ہی پوائنٹ آف آڈر کرنے کا شوق ہے -

پارلیمنٹری سیکریٹری - آپ نے وفاقی ٹیکس کا ذکر کیا ہے -

جناب سپیکر - اسکو زیر بحث لانے کی ضرورت نہیں ہے - آپ اپنی بات جاری رکھیے -

جناب گل حمید خان روکڑی - بہر حال جناب میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس 70 فیصد دیہاتی آبادی کا خیال رکھا جائے - وفاقی ٹیکس اگر ان کو اچھے لگتے ہیں ان کیلئے بیشک لگا دئیے جائیں - ہم تو اپنے علاقے کیلئے یہ کہیں گے کہ یہ بوجھ ہے - بہر حال ضمنی طور پر جو ذکر تھا - وہ میں نے کر دیا - over all یہ جو ڈیمانڈز ہیں میں بھی یہی کہوں گا کہ یہ پاس کر دی جائیں تاکہ یہ بجٹ جو ہمارے آنے سے پہلے تقریبا بن چکا ہے اس میں جو خامیاں تھیں جو کوتاہیاں تھیں وہ cover کر دی گئیں ہیں - آئندہ انشاءاللہ تعالی ہم بیٹھے ہیں سوچ سمجھ کر بجٹ بنائیں گے - انشاءاللہ تعالی ایسی بات کریں گے صحیح بجٹ لئے اور لوگ ترقی کریں -

جناب سپیکر - میاں عطا محمد قریشی صاحب -:

ایک ممبر - میں کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں -

جناب سپیکر ۔ آپ بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں ۔ آپ کا نام میرے پاس ہے ۔

میاں عطا محمد ۔ جناب سپیکر مجھے اجازت بخشی جائے کہ میں پہلے نکتہ استحقاق پیش کر سکوں ۔

جناب سپیکر ۔ نکتہ استحقاق پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔

میاں عطامحمد ۔ جناب والا میں ضمنی بجٹ پر پہلے عرض کروں گا ۔ جناب سپیکر کل کے اجلاس میں معزز اراکین نے ضمنی بجٹ پر جسطرح بحث کی ہے تنقید کی ہے اور گورنمنٹ نے جسطرح خوشدلی اور فراخ دلی سے اسے سنا وہ قابل ستائش ہے ۔ آج میں بھی بحث کرتے کرتے ضمنی بجٹ پر کچھ تنقید کروں گا وہ تنقید برائے تنقید نہیں بلکہ تعمیری تنقید ہوگی ۔

جناب والا ۔ ضمنی بجٹ میں پولیس کی مد میں 9 کروڑ 55 لاکھ 27 ہزار 130 روپے کی اضافی رقم طلب کی گئی ہے ۔ جس کی چیدہ چیدہ تفاصیل میں یوں عرض کرتا ہوں ۔ سپلیمنٹری بجٹ سٹیٹمنٹ صفحہ نمبر 24 آئٹم نمبر 2 ۔ چھپائی کتابچہ راہنمائے پولیس 60 ہزار روپے آئٹم نمبر 5 وائرلیس سیٹ ایک لاکھ 80 ہزار ۔ ریفرینڈم 98 لاکھ 53 ہزار 360 روپے آئٹم نمبر 8 ۔ جنرل الیکشن دو کروڑ 10 لاکھ 68 ہزار روپے صدر پاکستان کی Escort Cars 18 لاکھ روپے آئٹم نمبر 12 پر ۔ آئٹم نمبر 14 پر آنسو گیس آلات 17 لاکھ 75 ہزار ۔ جبالا لائبریری کیلئے کتابیں صرف چار لاکھ آئٹم نمبر 15 پر ۔ آخر میں اضافی اخراجات 6 کروڑ 76 لاکھ 31 ہزار 730 آئٹم نمبر 16 پر ۔

جناب والا ۔ میرے نزدیک یہ رقومات اگر ساری نہیں تو ان میں کچھ قابل اعتراض ہیں ۔ کل بھی میرے بہت سے دوست ریفرینڈم اور الیکشن کے متعلق کہہ چکے ہیں کہ یہ بھاری رقومات مرکزی حکومت کو ہی ادا کرنی چاہیں ۔ میں بھی یہ عرض کروں گا کہ صدر پاکستان کی Escort Cars آنسو گیس کے استعمال سے متعلق آلات اور اضافی اخراجات کی مد میں سے کچھ رقومات خاص طور پر پولیس کے چھوٹے ملازمین کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے چاہئیں ۔

چھوٹے ملازمین جن میں کنسٹیبل سے لے کر اے ایس آئی تک کے لوگ شامل ہیں ان کے لئے تھانوں پر رہائش کی سہولیتں - سکولوں میں بچوں کے داخلہ اور تعلیم کیلئے سہولیتں دی جانی چاھیں اسکے علاوہ دوسرے الاونسز ان کے لیے بڑھا دیے جائیں تا نہ یہ چھوٹا مقہور طبقہ اپنے آپ کو کچھ سہارا دے سکے - سہالہ لائبریری کی رقم میں کچھ اضافہ کیا جائے تاکہ پولیس کے ملازمین کا جو وقت بچتا ہے وہ اس سے کچھ استفادہ کر سکیں - جناب سپیکر اب میں صفحہ نمبر 7 پر آئیٹم نمبر دو میں دیئے گئے سکارپ ٹیوب ویلوں کے قرضوں اور سود کی بات کروں گا - جناب والا یہ قرضے سکارپ ٹیوب ویلوں کے لیے 81-1980ء میں لیے گئے تھے - وہ قرضے مع سود اب تک واجب الادا ھیں - باعث حیرت یہ بات ہے کہ سود کی رقم جو اب سات کروڑ چھبیس لاکھ چوراسی ہزار تک ھوچکی ہے 85-1984ء میں یک مشت ادا کی جارھی ہے - یہ رقم اب تک سال بہ سال کیوں ادا نہ کی جاتی رھی - کاش کوئی مجھے اس کا جواب دے سکتا - آپ کی اطلاع کے لئے یہ عرض کروں کہ یہ قرضہ سود درسود ادا کرناپڑ رھا ہے - سود کی تفصیل کچھ یوں ہے

81-1980ء	1,80,20,000
82-1981ء	1,77,33,000
83-1982ء	1,70,24,000
84-1983ء	1,70,55,000

اور اضافی سود ایک کروڑ 52 لاکھ روپے - ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہیے - جناب سپیکر آخر میں یہ عرض کروں کہ بے شمار ایسی رقوم ھیں جو ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 41 سے لے کر صفحہ نمبر 47 تک درج ھیں - جن پر میرے نزد یک نظر ثانی کی ضرورت ہے - ان رقومات میں سے بیشتر رقومات غور طلب ھیں مثلا جم خانہ کاب میں اب لائوسبوری قائم ھوچکی ہے اور اس کا شاید نام بھی تبدیل ھوچکا ہے - اسی طرح کچھ شخصیات کچھ خواتین - کچھ حضرات جن کی خدمات کے صلے میں انھیں رقوم دی جارھی ھیں بھی قابل اعتراض ھیں - میرے نزد یک اراکین اسمبلی کی معرفت یہ اضافی بوجھ اراکین کی گردن پر اگر نہ لادا جاتا تو اچھا ھوتا ہے - ھم نیک وبد حضور کو سمجھائے جاتے ھیں - اجازت ھوتو یہ اضافی گرانٹ جو لوگوں کو دی جارھی ہے میں بیان کردوں - اگر یہ خود پڑھ لیں تو ان کی مہربانی - شکریہ -

جناب سپیکر - سوال یہ ہے کہ جو قاعدہ آپ کی بات سے متعلقہ ہے - اس کو تو آپ چھوڑ رہے ہیں - یعنی 54 کو آپ چھوڑ رہے ہیں اور 55 پر آپ پہنچ گئے ہیں - 54 میں یہ ہے کہ اگر آپ ایک گھنٹے کے نوٹس پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں تو اس میں یہ قاعدہ ہے کہ کوئی رکن جو مسئلہ استحقاق پیش کرنے کا خواہش مند ہو سیکرٹری کو اس دن کی نشست کی آغاز سے کم ازکم ایک گھنٹہ قبل جس دن ایسا مسئلہ اٹھانا مقصود ہو تحریری نوٹس دے گا - آپ نے سیکرٹری کو نوٹس دیا ہے ؟

میاں عطا محمد قریشی - جی ہاں - پوچھا گیا بار بار اور وہ کاغذ گم ہو چکا تھا - آج وہ تلاش کیا گیا اور ڈسیک پہ لایا گیا - بہر حال میں اب اس پر مزید کچھ نہیں کہوں گا - وقت ضائع ہو رہا ہے۔ میں معزز اراکین کی خوشنودی کے لیے یہ کہہ رہا ہوں کہ مزید بات نہیں کروں گا -

جناب سپیکر - آپ کی یہ تحریک استحقاق بے ضابطہ ہے - اسے مسترد کیا جاتا ہے -

لالہ مہر لال بھیل - جناب والا مجھے تقریر کے لئے بلایا گیا ہے یا نہیں - اگر نہیں تو میں چلا جاوں -

جناب سپیکر - میں نے آپکو نہیں بلایا -

ریاض حشمت جنجوعہ - اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب صدر مکرم جب کہ رواں مالی سال کے ضمنی بجٹ پر اس ایوان میں بحث ہو رہی ہے تو میں بھی آپ سے اجازت کا قویب گار ہوں کہ اس ضمنی بجٹ کے متعلق اپنی معروضات اس ایوان کے روبرو پیش کروں جناب والا وزیر خزانہ نے 25 مئی کو جن اعداد شمار کا سہارا لیتے ہوئے اسمبلی کے اندر ان کو گواہ بنا کر ضمنی بجٹ کو پیش کیا اس کے متعلق کچھ عرض کرنے کی جسارت کرونگا ضمنی بجٹ کے لئے - 38 مطالبات زر پر مشتمل ایک ارب 72 کروڑ 56 لاکھ روپے کی رقم کا مطالبہ کیا گیا ہے اگر طائرانہ نظر سے اس کو دیکھا جائے تو اس میں 50 فی صد سے زیادہ رقم غیر ترقیاتی بجٹ کے لئے مخصوص کی گئی ہے 25 کڑور روپے کی رقم کا مطالبہ الانتظامیہ کے تحت اس ایوان سے منظوری کے لئے کیا گیا ہے تو اس میں سے 14 کروڑ 95 لاکھ روپے کی رقم ریفرنڈم اور جنرل الیکشن کے لئے ہے اور

279

ضمنی میزانیہ برائے سال 85-1984ء پر عام بحث

چھوٹے ملازمین جن میں کنسٹیبل سے لے کر اے ایس آئی تک کے لوگ شامل ہیں ان کے لئے تھانوں پر رہائش کی سہولیتیں ۔ سکولوں میں بچوں کے داخلہ اور تعلیم کیلئے سہولیتیں دی جانی چاہئیں اسکے علاوہ دوسرے الاونسز ان کے لیے بڑھا دیے جائیں تاکہ یہ چھوٹا مقہور طبقہ اپنے آپ کو کچھ سہارا دے سکے ۔ سہالہ لائبریری کی رقم میں کچھ اضافہ کیا جائے تاکہ پولیس کے ملازمین کا جو وقت بچتا ہے وہ اس سے کچھ استفادہ کر سکیں ۔ جناب سپیکر اب میں صفحہ نمبر 7 پر آئیٹم نمبر دو میں دیے گئے سکارپ ٹیوب ویلوں کے قرضوں اور سود کی بات کروں گا ۔ جناب والا یہ قرضے سکارپ ٹیوب ویلوں کے لیے 81-1980ء میں لیے گئے تھے ۔ وہ قرضے مع سود اب تک واجب الادا ہیں ۔ باعث حیرت یہ بات ہے کہ سود کی رقم جو اب سات کروڑ چھبیس لاکھ چوراسی ہزار تک ہوچکی ہے 85-1984ء میں یک مشت ادا کی جارہی ہے ۔ یہ رقم اب تک سال بہ سال کیوں ادا نہ کی جاتی رہی ۔ کاش کوئی مجھے اس کا جواب دے سکتا ۔ آپ کی اطلاع کے لئے یہ عرض کروں کہ یہ قرضہ سود درسود ادا کرنا پڑ رہا ہے ۔ سود کی تفصیل کچھ یوں ہے

81-1980ء	1,80,20,000
82-1981ء	1,77,33,000
83-1982ء	1,70,24,000
84-1983ء	1,70,55,000

اور اضافی سود ایک کروڑ 52 لاکھ روپے ۔ قاطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہیے ۔ جناب سپیکر آخر میں یہ عرض کروں کہ بے شمار ایسی رقوم ہیں جو ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 41 سے لے کر صفحہ نمبر 47 تک درج ہیں ۔ جن پر میرے نزدیک نظر ثانی کی ضرورت ہے ۔ ان رقومات میں سے بیشتر رقومات غور طلب ہیں مثلاً جم خانہ کلب میں اب لائبریری قائم ہوچکی ہے اور اس کا شاید نام بھی تبدیل ہوچکا ہے ۔ اسی طرح کچھ شخصیات کچھ خواتین ۔ کچھ حضرات جن کی خدمات کے صلے میں انہیں رقوم دی جارہی ہیں بھی قابل اعتراض ہیں ۔ میرے نزدیک اراکین اسمبلی کی معرفت یہ اضافی بوجھ اراکین کی گردن پر اگر نہ لادا جاتا تو اچھا ہوتا ہے ۔ ہم نیک وبد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں ۔ اجازت ہوتو یہ اضافی گرانٹ جو لوگوں کو دی جارہی ہے میں بیان کردوں ۔ اگر یہ خود آپڑھ لیں تو ان کی مہربانی ۔ شکریہ ۔

279

جناب سپیکر - سوال یہ ہے کہ جو قاعدہ آپ کی بات سے متعلقہ ہے - اس کو تو آپ چھوڑ رہے ہیں - یعنی 54 کو آپ چھوڑ رہے ہیں اور 55 پر آپ پہنچ گئے ہیں - 54 میں یہ ہے کہ اگر آپ ایک گھنٹے کے نوٹس پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں تو اس میں یہ قاعدہ ہے کہ کوئی رکن جو مسئلہ استحقاق پیش کرنے کا خواہش مند ہو سیکرٹری کو اس دن کی نشست کے آغاز سے کم ازکم ایک گھنٹہ قبل جس دن ایسا مسئلہ اٹھانا مقصود ہو تحریری نوٹس دے گا - آپ نے سیکرٹری کو نوٹس دیا ہے ؟

میاں عطا محمد قریشی - جی ہاں - پوچھا گیا بار بار اور وہ کاغذ گم ہو چکا تھا - آج وہ تلاش کیا گیا اور ڈیسک پہ لایا گیا - بہر حال میں اب اس پر مزید کچھ نہیں کہوں گا - وقت ضائع ہو رہا ہے- میں معزز اراکین کی خوشنودی کے لیے یہ کہہ رہا ہوں کہ مزید بات نہیں کروں گا -

جناب سپیکر - آپ کی یہ تحریک استحقاق بے ضابطہ ہے - اسے مسترد کیا جاتا ہے -

لالہ سہر لال بھیل - جناب والا مجھے تقریر کے لئے بلایا گیا ہے یا نہیں - اگر نہیں تو میں چلا جاوں -

جناب سپیکر - میں نے آپکو نہیں بلایا -

ریاض حشمت جنجوعہ - اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب صدر مکرم جب کہ رواں مالی سال کے ضمنی بجٹ پر اس ایوان میں بحث ہو رہی ہے تو میں بھی آپ سے اجازت کا قویب گار ہوں کہ اس ضمنی بجٹ کے متعلق اپنی معروضات اس ایوان کے روبرو پیش کروں جناب والا وزیر خزانہ نے 25 مئی کو جن اعداد شمار کا سہارا لیتے ہوئے اسمبلی کے اندر ان کو گواہ بنا کر ضمنی بجٹ کو پیش کیا اس کے متعلق کچھ عرض کرنے کی جسارت کرونگا ضمنی بجٹ کے لئے - 38 مطالبات زر پر مشتمل ایک ارب 72 کروڑ 56 لاکھ روپے کی رقم کا مطالبہ کیا گیا ہے اگر طائرانہ نظر سے اس کو دیکھا جائے تو اس میں 50 فی صد سے زیادہ رقم غیر ترقیاتی بجٹ کے لئے مخصوص کی گئی ہے 25 کروڑ روپے کی رقم کا مطالبہ انتظامیہ کے تحت اس ایوان سے منظوری کے لئے کیا گیا ہے تو اس میں سے 14 کروڑ 95 لاکھ روپے کی رقم ریفرنڈم اور جنرل الیکشن کے لئے ہے اور

جو پولیس کو رقم فراہم کی گئی اس میں بھی 2 کروڑ اور دس لاکھ کی رقم ریفرنڈم اور جنرل انتخاب کے لئے ہے - جناب یہ امر کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ ریفرنڈم تو 19 دسمبر کو ایک روز کے لئے منعقد ہوا اس پر جو اخراجات آئے ہیں وہ 8 کروڑ 18 لاکھ روپے ہیں اور جنرل انتخابات جو دو تاریخوں کو یعنی 25 اور 28 فروری کو منعقد ہوئے ان پر خرچ ہونے والی رقوم بھی تقریبا اتنی ہی بنتی ہیں آپ بھی میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ جس طرح ریفرنڈم میں فرشتوں نے ووٹ ڈالے تھے اس طرح ان فرشتوں نے ریفرنڈم کے اخراجات کے سلسلہ میں گھپلا کیا - اس کی تحقیقات ہونی چاہیے - اگر میں اس بات کی تفصیل میں جاوں گا تو میری یہ بحث تلخ ہو جائیگی - اس کے بعد مارشل لا کے لئے 6 کروڑ روپے کے اخراجات کا مطالبہ کیا گیا جناب والا یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج ایک منتخب ادارے سے یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ ماشل لاء کے اخراجات کی منظوری دے - وہ مارشل لاء جو ایک عذاب ہے وہ مارشل لاء جو منتخب اداروں کی موت کا پیغام بن کر آتا ہے - اس مارشل لاء کے اخراجات کی منظوری ہم کیسے دے سکتے ہیں اس اسمبلی میں کہا جا رہا ہے کہ مارشل لاء اٹھنے والا ہے اس کے بار میں اتنا عرض کرونگا کہ -

میں خوشی سے مرنہ جاتا اگر اعتبار ہوتا

جناب سپیکر - اس کے بعد پولیس کا نمبر ہے کل جب اس ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز ہوا تو میرے ایک فاضل دوست نے بحث کا آغاز کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ پولیس کو مزید اخراجات مہیا کئے جانے چاہئیں تاکہ وہ ہر قسم کے لالچ و خود غرضی سے بے نیاز ہو جائیں میں اپنے اس دوست کے جذبہ صادق کی تائید کرتا ہوں لیکن جناب والا پولیس کو بھی یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس وقت تک اس ملک میں انصاف قائم نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس ملک کے مظلوم اور بیگناہ عوام تھانوں میں لٹتے اور پٹتے رہینگے اس کے بعد میں گزارش کرونگا ان منصوبوں کے متعلق جنہیں بجٹ میں تعمیراتی منصوبے کہا گیا ہے چاہے آپ اربوں روپوں کی رقم تعمیراتی منصوبوں کے لئے مختص کر دیں اس وقت تک کوئی مثبت نتیجہ سامنے نہیں آئیگا جب تک کہ آپ انجینیر صاحبان اور ٹھیکیدار صاحبان سے معذرت کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کے درمیان بقائے باہمی کے

معاشرے کا کوئی توڑ پیش نہیں کریں گے یہ بات کسی پاکستانی کی نظر سے اوجھل نہیں ہے کہ ہمارے قومی ترقیاتی اداروں میں جتنا بجٹ ہوتا ہے اس کا تقریباً 25 فی صد حصہ کمیشن کے نام پر انجینئرز کی جیب میں چلا جاتا ہے ۔ اور اس طرح ٹھیکیدار صاحبان بھی فیض یاب ہوتے ہیں تو جناب والا یہ معاملہ ۔

جناب سپیکر ۔ آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں ۔

ایک معزز رکن ۔ پوائنٹ آرڈر ہے جناب معزز رکن نے بغیر سوچے سمجھے انجینئر اور ٹھیکیدار پر 25 فی صد رشوت لینے کی تہمت لگائی ہے تو اس کا ثبوت پیش کریں ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔ انہوں نے بات رشوت کی نہیں بلکہ انہوں نے کمیشن کی بات کی ہے آپکا پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں ہے ۔ آپ تشریف رکھیں

ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب والا میں یہ عرض کررہا تھا کہ انجینئر اور ٹھیکیدار کے درمیان جو بقائے باہمی کا معاملہ قائم ہے وہ کسی بھی پاکستانی کی نظروں سے اوجھل نہیں اور نہ ہی یہ کوئی راز ہے لیکن کتنے افسوس کی بات ہے آج تک کسی نے اس کمیشن کی لعنت کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کی ۔ میں موجودہ حکومت سے یہ گذارش کرونگا کہ جتنے بھی قومی تعمیراتی ادارے ہیں ان میں اس لعنت کو ختم کرنے کے لئے کوئی مثبت اقدام کریں ۔ اسکے بعد فاضل ارکان نے پانی کے مسئلے پر بڑے زور شور کے ساتھ پنجاب کے موقف کو بیان کیا ہے ۔ کتنے افسوس کی بات ہے ۔ آج پنجاب کے وزیر زراعت نے اس مسئلے پر جس بے بسی کا مظاہرہ کیا ہے وہ انکی اپنی بے بسی تو ہو سکتی ہے لیکن یہ پنجاب کی بے بسی نہیں ہے ۔ جناب والا اس وقت جب نہریں خالی پڑی ہیں اور جن علاقوں میں خشک پڑی ہیں تصور کیجئے اس وقت کا جب وہاں پر جانور اور انسان پیاس سے مرنا شروع ہو جائیں گے جب زمین بنجر وخشک ہو جائیگی اور ہم سے روٹھ جائیگی اور پھر فصلوں کی جگہ بھوک اگے گی یہ پنجاب کا مسئلہ ہے اور ہم تمام پنجابی اس مسئلے پر متحد ہیں اگر حکومت اس بارہ میں کچھ نہیں کرسکتی تو یہ معاملہ ہم اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے تیار ہیں ۔ جناب والا ضمنی بجٹ کے حوالے سے صرف دو اشعار پیش کرتا ہوں ۔

سنو کہ پھر نہ سنو گے ہماری آوازیں
تمہارے سامنے مٹی کی مورتیں ہونگی

ہمارے کام یہ کس کی نگاہ ٹھہرے گی
نئے زمانے کی اپنی ضرورتیں ہونگی

جناب سپیکر – لالہ مہر لال بھیل

آوازیں ۔ وہ چلے گئے ہیں ۔ ۔

جناب سپیکر مولانا محمد غیاث الدین صاحب

مولانا محمد غیاث الدین ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد اعوذ باﷲ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اﷲ الرحمن الرحیم ۔ تعاونوا علی البر ولاتعاونوا علی الاثمہ العد وان پر ہیز گاری اور نیکی میں تعاون کروں ۔ گناہ اور زیادتی میں تعاون نہ کرو جناب سپیکر ۔ ضمنی میزانیہ پر تبادلہ خیال ہورہا ہے ۔ میرا بھی جی چاہتا تھا کہ ضمنی بجٹ پر بحث کروں اور ضمنی میزانیہ کو اپنی میزان میں تولا جاتا لیکن افسوس کی بات ہے کہ میری اپنی جو میزان ہے ۔ یہ پنجاب میں تیار ہوتی ہے اور میزانیہ جو ہمیں دیا گیا ہے وہ انگلستان کی زبان میں تیار کیا گیا ہے ۔ شاید ہم انگلستان کی زبان سے اتنے مرعوب ہوچکے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ بڑائی اسی زبان میں موجود ہے بہر حال گزارش یہ ہے کہ یہاں پر پولیس کے معاملہ میں یہ کہا گیا کہ پولیس کے لئے ضمنی میزانیہ میں جو رقم رکھی گئی ہے مطالبہ زر کیا گیا ہے یہ ان کے سامان کے لئے ۔ ان کی عمارتوں کے لئے ان کی بہتر کارکردگی کے لئے ہے ۔ اگر سامان سے پولیس درست ہو جاتی ہے اگر عمارتوں سے پولیس درست ہوجاتی ہے تو پھر ہم اپنی گرہ سے بھی تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ عمارتوں سے اور سامان سے پولیس درست نہیں ہوسکتی ۔ اگر یہ آپ کا خیال ہے کہ چلو یہ جو 9 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے اگر یہ لوگ ان عمارتوں سے درست ہو جائیں گے ۔ توز ہے قسمت دوسری بات یہ ہے کہ ریفرنڈم کے سلسلہ میں جو رقم رکھی گئی ہے اور یہ خرچ جو پنجاب پر ڈالا گیا ہے اگر یہ پوری قوم کا مسئلہ ہوتا تو ہمیں اس پر اعتراض نہ ہوتا ۔ ریفرنڈم پرجو روپیہ خرچ ہوا ہے قوم کا مسئلہ نہیں میرے خیال میں یہ ایک ذات کا مسئلہ تھا ۔

رانا پھول محمد خان – اسلام کا مسئلہ تھا۔

مولانا محمد غیاث الدین ۔ بہر حال اسلام کی آڑ میں ایک ذات نے فائدہ حاصل کیا ہے ۔ ہمارا اپنا نظریہ ہے ۔ اس لئے یہ کہنا کہ ہم جو اسمبلی میں آئے ہیں یہ ریفرنڈم کا صدقہ ہے تو میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ۔ ہم اسمبلی میں آئے ہیں تو عوام کے تعاون سے آئے ہیں ۔

ریفرنڈم کی وجہ سے نہیں آئے - بہر حال یہ بھی اب ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ مطالبہ کیا گیا ہے اور وزراء نے اپیل کی ہے کہ آپ اسے تسلیم کرلیں ہم تسلیم کرتے ہیں - (قطع کلامیاں)

چوہدری خادم حسین - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - ریفرنڈم میں بھی ووٹ دئیے گئے - اور ہمارے الیکشن میں بھی ووٹ دئیے گئے ہیں مولانا صاحب سے آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ریفرینڈم اور الیکشن میں کیا فرق ہے ؟ کیا ہم نے ریفرینڈم میں ووٹ نہیں دئیے - کیا وہاں پولیس تعینات نہیں ہوئی - کیا وہاں عملہ موجود نہیں تھا - تو ان کے اخراجات کس نے دیئے ہیں - اگر ایک ذات نے پریذیڈنٹ نے ریفرنڈم کے پیسے دئیے ہیں تو ان علاقوں میں جہاں سے ہم جیت کر آئے ہیں ان الیکشن کے بارے میں پھر لوگ کہیں گے کہ ہم پیسے دیں - اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ ان کی یہ بات سراسر غلط ہے - اور ہم اس سے اتفاق نہیں کرتے - ایسی بات کرنے کی کیا ضرورت ہے یہ صرف سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے کی گئی ہے

جناب سپیکر — آپ ذرا بات سن لیجئے گا - آپ تو کل دوسروں کو ضابطے کے مطابق بات کرنے کی تلقین فرما رہے تھے اور ابھی آپ کھڑے ہوگئے ہیں اور ایک دم بولنا شروع کر دیا ہے اور پھر خاموش ہونے کا نام ہی نہیں لیتے -

مولانا محمد غیاث الدین — بہرحال میرے فاضل دوست نے ریفرینڈم اور الیکشن کا فرق پوچھا ہے -

جناب سپیکر — مولانا اس کو زیر بحث لانے کی ضرورت نہیں ہے - ان کا پوائنٹ آف آرڈر بے ضابطہ ہے - آپ ضمنی بحث پر اپنی بات جاری رکھیئے -

ایک معزز ممبر — جناب والا - ایک گزارش ہے یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

جناب سپیکر — یہ اگر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے تو آپ تشریف رکھیں -

ایک معزز ممبر — جناب والا - صرف ایک منٹ دے دیں -

جناب سپیکر — میں کیسے آپ کو ایک منٹ دے دوں -

ایک معزز ممبر — جناب والا - وزیر اعلیٰ نے ملتان اور بہاولپور ڈویژن کو بلایا ہے تو جو ہماری چٹیں ہیں ان کو آپ ختم کر دیں یا بعد میں قائم دے دیں -

جناب سپیکر — اچھا جی۔ ٹھیک ہے۔ جی مولانا صاحب فرمائیے۔

مولانا محمد غیاث الدین — جناب والا۔ ناظمین صلواۃ کے سلسلہ میں جو تقریباً بیس لاکھ روپے کا ضمنی بجٹ میں مطالبہ کیا گیا ہے، یہ پہلے بھی بات ہو چکی ہے کہ ناظمین صلواۃ کو تو کچھ ملتا نہیں اور ان کے انتظام و انصرام کرنے کے لیے اگر یہ پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ فضول ہے۔ اس لئے کہ ناظمین صلواۃ اگر مقرر بھی کئے گئے ہیں تو وہ خود اسلامی جذبہ سے سرشار ہیں۔ انتخاب ہی ایسے لوگوں کا ہوا ہے جو اکثر و بیشتر بے نمازی نظر آتے ہیں۔ تو ان کی بات کا کیا اثر ہوگا۔ لم تقو لون ما لا تفعلون۔ جو تم خود نہیں کرتے دوسروں کو کیوں کہتے ہو۔ ایسے مقرر کئے گئے ہیں جو خود نمازی نہیں۔ تو یہ بھی بیس لاکھ روپیہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک سیاسی رشوت دی گئی تھی اور یہ بھی ریفرینڈم کے لالچ میں رشوت دی گئی تھی مارشل لاء کا جو خرچہ ہم پر ڈالا گیا ہے اس کے متعلق یہاں کہا گیا ہے کہ یہ سات آٹھ سال کے عرصے کا خرچہ ہے۔ تو یہ سات آٹھ سال کا خرچہ ہم پر ڈالا گیا ہے کیا ہم نے ان سے مطالبہ کیا تھا کہ مارشل لاء ہم پر لگایا جائے جو آج ہم سے خرچہ کی اجازت لی جا رہی ہے؟ گزارش یہ ہے کہ ہم نے مارشل لاء کا مطالبہ نہیں کیا تھا۔ مارشل لاء ہم پر ٹھونسی گئی تھی اور اگر ٹھونسی گئی تھی تو پھر ہم سے یہ مطالبہ نہیں کرنا چاہیے تھا بلکہ جنہوں نے ہم پر ٹھونسا ہے وہ پیسے دیں۔ خرچہ برداشت کریں۔ آج ہمارے ملک میں اکثر و بیشتر لوگ بھوک اور افلاس کا شکار ہیں میں نے اپنی بساط کے مطابق یہ دیکھا ہے کہ ضمنی میزانیہ کے اندر تقریباً 30 لاکھ کے قریب روپے چڑیا گھر میں جانور لانے کے لئے رکھا گیا ہے۔ انسانوں کو خوراک مہیا نہیں ہوتی، مگر جانور اور پرندے لائے جا رہے ہیں۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ کچھ ہمارا بندوبست کریں دیہاتوں کے اندر غریب موجود ہیں اور یہاں حیوانوں کے لئے بجٹ رکھا جاتا ہے۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون - جناب والا۔ ان کو چڑیا گھر پہنچانے کا بندوبست کیا جائے یا حکومت ان کو چڑیا گھر پہنچانے کا بندوبست کرے

مولانا محمد غیاث الدین ۔ جناب والا ۔ گذارش یہ ہے کہ میں نے لفظ ہمارا جو استعمال کیا ہے یہ پاکستان کے عوام کا خیال ذہن میں رکھتے ہوئے کہا ہے ۔

جناب سپیکر — محترم نجمہ تابش الوری صاحبہ ۔

بیگم نجمہ تابش الوری — جناب والا ۔ 85-1984ء کے لئے ایک ارب ساڑھے 72 کروڑ سے زائد کے ضمنی بجٹ پر گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے مجھے کہنے دیجیے کہ نئی منتخب حکومت کے لئے جیسے یہ سابقہ اور غیر منتخب حکومت کا ورثہ ملا ہے ۔ یہ ایک ایسا بچہ ہے جو کہ زبردستی موجودہ حکومت کی گود میں ڈال دیا گیا ہے ۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس کا ثواب وہ آپ کما گئے اور عذاب ہمارے حصہ میں آیا ہے ۔ یہ ایک ایسی مالی دستاویز ہے جسے تحریر کسی اور نے کیا ہے ہمیں صرف انگوٹھا لگانے کا شرف بخشا گیا ہے ۔ اور یہ ایک ایسی رقم ہے جو کہ خرچ ہو چکی ہے ۔ یا خرچ شدہ متصور ہوتی ہے اور ہمیں صرف اس کا ذمہ دار بنایا گیا ہے ۔

انہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں
زبان میری ہے بات ان کی

انہیں کی محفل سنوارتا ہوں
چراغ میرا ہے ، رات ان کی ۔

جناب والا ۔ ہمیں اس لاڈلے بچے کو گود لینے میں خوشی ہوتی اگر یہ بچہ لائق اور اچھا ہوتا ، ہمیں یہ ذمہ داری قبول کرنے پر فخر ہوتا ، اگر اس میں خسارے کی بجائے منافع ہوتا ۔ نقصانات کی جگہ مفادات ہوتے اور اگر ابتری کی جگہ بہتری ہوتی ۔ عوام یہ بات بڑی بے بسی اور بے چینی کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں کہ ہمارا سالانہ اور ضمنی بجٹ کروڑوں سے اربوں میں پہنچ گیا ہے ۔

ایک فاضل ممبر پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ بیگم صاحبہ تقریر پڑھ رہی ہیں ۔

جناب سپیکر — میرے خیال میں محترمہ آپ پوائنٹس دیکھ کر استفادہ کریں ۔

بیگم نجمہ تابش الوری — جناب والا - یہ پوائنٹس ہی ہیں۔ اور اسی ضمنی بجٹ کے سلسلہ میں ہیں - اول میں صرف پوائنٹس دیکھ رہی ہوں -

جناب سپیکر — آپ پڑھ تو نہیں رہی ہیں -

بیگم نجمہ تابش الوری — نہیں نہیں جناب والا میں پڑھ نہیں رہی ہوں - پوائنٹس تو دیکھنے کی اجازت ہے -

جناب سپیکر —ہاں پوائنٹس دیکھنے کی اجازت ہے -

بیگم نجمہ تابش الوری — جناب والا - اخراجات میں سینکڑوں گنا اضافہ ہو چکا ہے - اور زندگی کے مختلف شعبوں میں زندگی ٹھہری اور سمٹی ہوئی نظر آتی ہے - اور ہم ایک کولہو کے بیل کی طرح مسلسل چل رہے ہوں - لیکن ایک ہی جگہ چکر کاٹ رہے ہیں - بلکہ بعض صورتوں میں تو ہمارا سفر الٹی سمت میں جاری ہے - جناب والا - نظم و نسق عامہ پر کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں -

جناب رائے علی نواز — جناب والا - بیگم صاحبہ پڑھ رہی ہیں یا زبانی بات کر رہی ہیں -

بیگم نجمہ تابش الوری — کبھی آپ کو دیکھ رہی ہوں اور کبھی اپنے نوٹس کو دیکھ رہی ہوں -

جناب سپیکر — تھوڑا تھوڑا پڑھنے کی تو اجازت ہے نا - بیگم صاحبہ آپ یہ تحریر پڑھ کر تو نہیں بیان فرما رہی ہیں -

بیگم نجمہ تابش الوری — نہیں جناب آپ جناب والا عاقل و بالغ ہیں -

کوئی سمجھائے کہ ہم سمجھائیں کیا -

جناب سپیکر — آپ ارشاد فرمائیے -

بیگم نجمہ تابش الوری — جناب والا - ہم نظم و نسق عامہ پر جو کروڑوں روپے صرف کر رہے ہیں - اس ضمنی بجٹ میں اس کے لئے خطیر رقم شامل ہے - پنجاب کی اجتماعی صورتحال پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالئے ، آپ کو محسوس ہوگا کہ ہم معاشرتی معاشی زرعی اور صنعتی ترقی کی سست رفتار ٹرین میں سفر کر رہے ہیں - جناب

والا ایک مصنوعی معیار زندگی نے ہمیں اپنے جال میں جکڑ رکھا ہے ۔ پیسے کی اندھی دوڑ ہمیں پاگل کئے جا رہی ہے ۔ رشوت نے ہمارے اخلاقی اور انتظامی ڈھانچے کو دیمک کی طرح چاٹ لیا ہے ۔ گرانی نے خوفناک اژدھے کی صورت اختیار کر رکھی ہے اور ملاوٹ ذخیرہ اندوزی اسمگلنگ اور منشیات کے پھیلاؤ نے ہمارے معاشرے کی بنیادیں ہلا کر رکھ دی ہیں ۔ جناب والا میں قنوطی نہیں میں ترقی اور توسیع کے اقدامات سے یکسر انکار نہیں کرتا ترقی کی کچھ منزلیں یقیناً طے ہوئی ہیں ۔ ہم نے بعض سمتوں میں یقیناً پیش رفت کی ہے ۔ لیکن بنیادی المیہ یہ رہا ہے کہ ترقی اور خوشحالی کی یہ منازل ایک محدود طبقے میں لامحدود اور ایک لامحدود طبقہ میں انتہائی محدود ہوگئے ہیں ۔ ہم کسی حد تک تن کے اجلے تو ہوگئے ہیں لیکن من کے میلے رہے اسی طرح سے ہم نے ۔ خوشحالی کی چادر تو ویسے اوپر سے اوڑھ رکھی ہے لیکن اندر سے بدحالی جھانک رہی ہے

سیراب رنگ کی اب کے کچھ انتہا ہی نہیں
یہ موج گل بھی پریشان ہے صبا ہی نہیں ۔

جناب والا بجٹ میں پولیس کے لئے بھی اضافی رقم کا مطالبہ زر شامل ہے ۔ لیکن امن عامہ کی حالت یہ ہے کہ کوئی شہری اپنی جان ومال کو پوری طرح سے محفوظ نہیں سمجھتا ۔ یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے سیاسی مقاصد کے لئے کون سا ظلم وتشدد نہیں کیا ۔ عملاً قانون کے دائروں کو لا قانونیت کے لئے استعمال نہیں کیا ۔ لیکن چادر اور چار دیواری کی حفاظت کا جو بلند وبانگ دعویٰ کیا گیا تھا ۔ اس کی تکمیل کا ابھی انتظار ہے ۔ پچھلے دنوں تجاوزات گرانے کے نام پر بہاولپور میں جو غیر انسانی اور وحشیانہ کارروائی کی گئی اور جس بے دردی سے عدالتی حکم ناموں کو پھاڑ کر بلڈوزروں کے آگے پھینکا گیا اس کے نتیجہ میں نہ چاردیواری رہی اور نہ ہی چادر ۔ جناب والا یہ بھی ہمارا روز مرہ کا مشاہدہ ہے جرائم کی رفتار بڑھ رہی ہے قتل اغوا ڈاکے چوری اور بد عنوانی کی خبروں سے اخبارات بھرے ہوئے ہیں ۔ قانون کی حقیقی حیثیت ختم ہو کررہ گئی ہے ۔ اور انصاف سکوں میں تل رہا ہے پہلے قانون اور پولیس کے خوف کا یہ عالم تھا بڑے بڑے جرائم پیشہ اور ڈاکو اس سے ڈرتے تھے مگر اب بے خوفی کا یہ عالم ہے کہ مرد تو مرد عورتیں تک قانون کو خاطر میں نہیں لاتی ہیں ۔

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں اس بات کی داد دوں گا کہ تقریر بہت اچھی لکھی ہوئی ہے جس کسی نے بھی لکھی ہے ۔ اگر اس کی کاپیاں تقسیم کردی جائیں تو زیادہ اچھا ہے ۔ جناب والا یہ ضمنی بجٹ ہے ۔

بیگم نجمہ تابش الوری ۔ جناب والا آپ کی وساطت سے میں جناب وزیر قانون سے یہ عرض کردوں ۔ ضمنی بجٹ میں جنرل ایڈمنسٹریشن اور پولیس کے بارے میں مطالبہ زر شامل ہے اور میں اس بارے میں عرض کررہی ہوں ۔

وزیر قانون ۔ ہم چاہتے ہیں کہ محترمہ ان کی کاپیاں ہمیں دے دیں ۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ آپ بھی ان نوٹس کی کاپیاں دے دیا کریں جو آپ سیکرٹریوں سے ہدایات کی صورت میں دیتے رہتے ہیں اور لاء سیکرٹری سے ہدایات حاصل کرتے رہتے ہیں ۔ ان کی کاپیاں بھی اس ایوان میں تقسیم کر دیا کریں ۔

جناب سپیکر ۔ بیگم صاحبہ آپ اپنے آپ کو ضمنی بجٹ تک محدود کریں اور وقت کا بھی خیال کیجیئے آپ کا کافی وقت ہوگیا ہے ۔

بیگم نجمہ تابش الوری ۔ جی میں ضمنی بجٹ کی طرف ہی آرہی ہوں ۔ بجٹ میں 70 لاکھ روپے سے زائد کی اضافی رقم ڈویژنل اور ضلعی سطح پر مارشل لا انتظامیہ کے اخراجات کے لئے رکھی گئی ہے ۔ اصل سالانہ بجٹ میں یہ رقم کتنی ہوگی اس کا اندازہ مشکل نہیں ہے ۔ ہمارے ہاں ضلع سے لے کر وفاقی سطح تک دونظام متوازی طور پر چل رہے ہیں ۔ ایک سول نظام اور دوسرا مارشل لاء کا نظام ۔ جب تک عام انتخابات عمل میں نہیں آئے تھے منتخب حکومتیں نہیں آئی تھیں ۔ تو یہ دونوں نظام ایک مجبوری تھے لیکن اب جب کہ اسمبلیوں نے کام شروع کر دیا ہے اور جمہوری حکومتیں معرض وجود میں آ گئی ہیں تو مارشل لاء اور سول انتظامیہ کی دو عملی کا قطعی کوئی جواز باقی نہیں رہتا ہے ۔ جناب سپیکر بجٹ کی کامیابی کا انحصار اچھی منصوبہ بندی اور صحیح تخمینوں پر ہوتا ہے اور اگر ان تخمینوں میں لاکھوں کی کمی بیشی ہو تو بھی بات سمجھ میں آتی ہے مگر اس ضمنی بجٹ میں ایک ارب 72 کروڑ روپے سے

زائد کا اضافہ کسی طرح بھی قابل فہم نہیں اور بجٹ سازوں کی اہلیت اور مہارت کا کوئی اچھا تاثر پیش نہیں کرتا ہے - آخر میں مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ یہ پنجاب کونسل کا نامزد ایوان نہیں ہے -

رائے علی نواز—پوائنٹ آف آرڈر سر - جناب والا - آپ نے محترمہ کو اجازت دے دی ہے کہ وہ لکھی ہوئی تقریر پڑھیں -

جناب سپیکر—نہیں میں نے اجازت نہیں دی ہے -

رائے علی نواز—تو جناب والا آپ یہ دیکھ رہے ہیں کہ وہ پڑھ رہی ہیں -

بیگم نجمہ تابش الوری—جناب والا یہ پوائنٹس تو میں نے ضروری دیکھنے ہیں -

طاہر احمد شاہ—ویسے یہ بہت اچھی تقریر ہے - رائے صاحب اپنا پوائنٹ آف آرڈر واپس لیں -

چوہدری فیض محمد—پوائنٹ آف آرڈر سر - یہ بی بی صاحبہ اس ایوان میں بول ہی نہیں سکتیں کیونکہ یہ اس ایوان کی ممبر ہی نہیں ہیں انہوں نے حلف ہی نہیں اٹھایا اور انہوں نے خود ہی اعتراف کیا ہے کہ میں نے حلف نہیں اٹھایا اور میں ایک اجنبی سے حلف لے رہی ہوں میں وہی اجنبی ہوں جنہوں نے سپیکر صاحب کو حلف دیا تھا - آپ نے حلف نہیں لیا آپ نہیں بول سکتیں -

(نعرہ ہائے تحسین)

اور جب تک آپ نے حلف ہی نہیں لیا آپ اس ایوان کی ممبر ہی نہیں ہیں۔

رانا پھول محمد خان—جناب سپیکر اس سلسلہ میں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے بھی خود ہی حلف پڑھ لیا تھا اور آپ نے بھی خود ہی حلف پڑھ لیا تھا - - (نعرہ ہائے تحسین) -

بیگم نجمہ تابش الوری—جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گی -

مسٹر سپیکر—آپ اپنی تقریر کو بجٹ تک محدود رکھیں

بیگم نجمہ تابش الوری—میں ان کی بات کا جواب کیوں نہ دوں - یہ تو مجھے غیر آئینی ہونے کا خطاب دے رہے ہیں -

مسٹر سپیکر—کوئی بات نہیں - کرنی ضرورت نہیں -

بیگم نجمہ تابش الوری—آپ اپنی رولنگ محفوظ رکھتے ہیں

مسٹر سپیکر—آپ نے کیا فرمایا ہے ؟

بیگم نجمہ تابش الوری—معزز رکن نے جو میرے بارے میں میری ذات کے بارے میں سوال اٹھایا ہے -

مسٹر سپیکر—اس سلسلہ میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سوال نہ تو با مقصد ہے اور نہ ہی بر موقع ہے - آپ حلف لے چکی ہیں آپ اس معزز ایوان کی رکن ہیں اس لئے آپ اپنی بات کو جاری رکھئے لیکن پڑھئیے گا نہیں -

بیگم نجمہ تابش الوری- شکریہ - مہربانی - آخر میں مجھے یہ کہنا ہے -

رانا پھول محمد خاں—جناب والا - چوہدری صاحب کو بیگم صاحبہ سے معافی مانگنی چاہیے اور اپنے الفاظ واپس لینے چاہیں - کیونکہ انہوں نے جب حلف اٹھا لیا ہے تو چوہدری صاحب کو غلط الزام نہیں لگانا چاہیے -

مسٹر سپیکر—رانا صاحب آپ تشریف رکھئے - (قطع کلامیاں) میری معلومات میں یہ اضافہ ہو گیا ہے کہ اس وقت آپ لوگ گپ شپ کے موڈ میں ہیں سنجیدگی سے تقریر نہ تو سننا چاہتے ہیں اور نہ کرنا چاہتے ہیں -

(قطع کلامیاں)

چوہدری فیض محمد—جناب سپیکر میں اس سلسلہ میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر- آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں -

چوہدری فیض محمد- میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر—بیگم صاحبہ آپ اپنی بات ختم کیجئے -

بیگم نجمہ تابش الوری جناب سپیکر میری ذات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے میں معزز رکن سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں اور مجھ سے معافی مانگیں کیونکہ انہوں نے مجھے غیر آئینی قرار دیا ہے - (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر۔ آپ اپنی تقریر کے دوران ھی ۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب والا میری دل آزاری ہونی ہے ۔ (قہقہے) ۔

ایک معزز رکن۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

مسٹر سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر بیک وقت دو باتوں پر پیش نہیں کیا جا سکتا ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ بیگم صاحبہ آپ بات کریں ۔

بیگم نجمہ تابش الوری ۔ جناب میرا تو یہ نکتہ استحقاق ہے اس کو ضرور سننا چاہیے ۔

راجہ محمد خالد خان۔ جناب سپیکر ہم عرض کریں تو شکایت ہوگی ۔

مسٹر سپیکر۔ فرمائیں ۔

راجہ محمد خالد خان۔ جناب والا آپ کے اس ایوان کے وزراء کیا قانون سے بالاتر ہیں وہ خود تو گپ شپ لگا لیں لیکن ھمیں گپ لگانے کی اجازت نہیں ہے نمبر 2 ۔ ایک محترم وزیر مسلسل ٹکٹی باندھے محترمہ کے چہرے کو دیکھ رہے ہیں کیا ان کو یہ اجازت ہے ۔ (قہقہے) (قطع کلامیاں) ۔

چوہدری فضل حسین راھی۔ جناب والا آپ اس پر فیصلہ دیں ۔

مسٹر سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں گے تو میں فیصلہ کروں گا ۔

چوہدری محمد رفیق۔ جناب سپیکر میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر۔ آپ تحریک استحقاق پر بات کرنا چاہتے ہیں ۔

چوہدری محمد رفیق - جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر۔ اس کی اجازت نہیں ہے ۔ آپ پہلے نوٹس دیں ۔ بیگم صاحبہ آپ اپنی بات ختم کر چکی ہیں ۔

بیگم نجمہ تابش الوری — جناب والا یہ واقعہ چونکہ میری تقریر کے دوران پیش آیا ہے میں تب آگے بڑھوں گی جب ان کی طرف سے کوئی واضح یقین دہانی آئے گی (نعرہ ہائے تحسین) ۔

مسٹر سپیکر - چوہدری فیض صاحب کی بات کا آپ نے ————

بیگم نجمہ تابش الوری — جناب سپیکر آج ہی اگر اس بات کا نوٹس نہ لیا تو پھر یہ ہمیشہ کے لئے ریت بن جائے گی ۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون — جناب سپیکر میرا خیال ہے ویسے تو کسی کی دل آزاری نہیں ہونی چاہیے اور خاص طور پر صنف نازک کی دل آزاری اور اس عمر میں نہیں ہونی چاہیے مجھے خود اس کا احساس ہے لیکن یہ بات میں ضرور کہوں گا کہ چوہدری صاحب کا مقصد محترمہ کی دل آزاری نہیں تھا بلکہ اس ضمن میں یہ کہوں گا کہ ان کی اپنی کہی ہوئی بات ان کو یاد کرانے کی کوشش کی گئی کہ اس ایوان کا ابھی تک حلف نہیں ہوا ۔ تو اس میں کوئی غیر پارلیمانی یا دل آزاری کی بات نہیں ہے ۔ اس لیے اس بارے میں انہیں insist نہیں کرنا چاہیے ۔ (قطع کلامیاں) ۔

مسٹر سپیکر ۔ بیگم صاحبہ یہ درست بات ہے اس سے اتفاق کرتا ہوں ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ چوہدری فیض محمد صاحب جس وقت صدارت کر رہے تھے ۔ ان کے حلف کی بات تھی آپ کے حلف کا معاملہ تھا ۔ اس وقت آپ نے جو اعتراض اٹھایا تھا اس اعتراض کے رد عمل کے طور پر اب انہوں نے صرف اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے جس کی وجہ سے آپ کو زیادہ رنجیدہ خاطر نہیں ہونا چاہیے ۔

چوہدری فضل حسین راہی —جناب والا اس مسئلے پر آپ پہلے رولنگ دے چکے ہیں کہ محترمہ اس معزز ایوان کی رکن ہیں اور آپ نے کہا ہے کہ آپ اپنی بات کو جاری رکھیں لیکن اس کے باوجود آپ پھر یہ بات repeat کر رہے ہیں کہ اس دن آپ نے یوں کہا تھا اس لئے انہوں نے یہ کہا ہے ۔ اگر یہ بات درست ہے کہ محترمہ حلف لے چکی ہیں اور وہ اس ایوان کی معزز رکن ہیں تو میں بھی stress کروں گا کہ چوہدری صاحب کو ان سے معذرت کرنی چاہیے ۔ دوسری بات جو میں وزیر قانون کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ اگر وزیر قانون کو نان بائی کہہ دیا جائے یا بٹھے بیچنے والا کہہ دیا جائے تو کیا وزیر قانون برا نہیں منائیں گے ۔ (قہقہے) کیا ان کی دل آزاری نہیں ہوگی ۔ ان کو پریشانی نہیں ہوگی ۔

وزیر قانون ۔ اگر ایک بٹھے بیچنے والا مجھے بٹھے بیچنے والا کہہ دے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ اگر ایک نان بائی مجھے نان

بائی کہہ دے تو مجھے اس میں عزت محسوس ہوگی اور میں اس بات کو برا محسوس نہیں کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ راھی صاحب آپ تشریف رکھیں بیٹھ جائیں ۔

چوہدری اصغر علی گجر ۔ جناب والا چھوٹی سی بات کو اتنا نہ بڑھایا جائے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا اس معزز ایوان سے درخواست کروں گا کہ ہم ایک فروعی مسئلے میں الجھ گئے ہیں ۔ اگر اس بات کی معذرت کرنی ہے تو پھر رانا پھول محمد خان یہاں موجود ہیں اور کل مخدوم زادہ حسن محمود صاحب بھی تشریف لے آئیں گے ۔ وہ بھی پہلے ان بیگم صاحبہ سے اس کے بعد ان تمام اراکین سے پہلے معذرت طلب کریں کیونکہ ہماری ممبر شپ ابھی تک وہ بھی تسلیم نہیں کر رہے تو یہ سلسلہ تو اسی طرح چلتا جائے گا ۔ براہ مہربانی کسی طریقہ سے آپ اسے ختم کرنے کی کوشش کریں ۔ (قطع کلامیاں) ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ سب لوگ تشریف رکھیں ۔ اس میں معذرت کی کوئی بات نہیں ہے ۔ اگر آپ اپنی بات جاری رکھنا چاہتی ہیں تو جو چاہیں آپ کہہ سکتی ہیں ۔

بیگم نجمہ تابش الوری ۔ جناب سپیکر میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ ان میں اتنی اخلاقی جرأت کیوں نہیں ہے کہ یہ معذرت کر سکیں اگر ایسا نہیں ہے تو بھی میں ان کو معاف کرتی ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

آخر میں مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ یہ پنجاب کونسل کا نامزد ایوان نہیں ہے ۔ بلکہ پنجاب اسمبلی کا منتخب ایوان ہے ۔ اس کے ارکان عوام پر یقین اور اعتماد اور قومی جذبوں اور ولولوں سے مالا مال ہیں یہ نوکر شاہی کے سامنے جھکنے کے لیے نہیں ۔ یہ عوام کے سامنے جھکنے آئے ہیں ۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو یقین دلاتی ہوں کہ اگر وہ عوامی بہبود کے اقدامات کریں گے تو ان کی بھرپور حمایت کی جائے گی اور اگر عوامی مفادات کے خلاف کام کریں گے تو ان کی پرزور مخالفت کی جائے گی ۔

ہم سخن فہم ہیں
غالب کے طرفدار نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار زادہ ظفر عباس صاحب ۔

سردار زادہ ظفر عباس شاہ۔ جناب والا ۔ اسی ایوان کے معبران صاحبان نے اپنی اپنی تقریروں میں یہ عرض کیا ہے کہ پانی کے مسئلے پر بحث کے لیے انھیں اجازت دی جائے ۔ میں اس سلسلہ میں جناب کو یہ تجویز پیش کروں گا ۔ کہ افطاری کے بعد ایک شام کا اجلاس ان ایک دو دنوں میں رکھ لیں تاکہ پانی کے مسئلے پر احسن طریقے سے تمام ممبران اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں اور یہ اہم مسئلہ جو انسانوں اور حیوانوں کی زندگی سے متعلق ہے اس کے لئے آپ کو کوئی وقت دینا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ لیکن عشاء کی نماز اور تراویح کا وقت آ جاتا ہے ۔ بہر حال اس اہم مسئلے کو آپ نظر انداز بھی نہیں کر سکتے ۔ آپ اس کیلئے اپنی تجاویز پیش کریں لیکن ٹائم اس سے پہلے کا تجویز کریں ۔ (قطع کلامیاں) ۔

مسٹر سپیکر۔ سردار صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں (قطع کلامیاں)

رانا صاحب آپ خاموشی سے بیٹھیں یہ آپ لوگوں کے سوچنے کا کام ہے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب والا کس طرح بیٹھنا ہے آپ انہیں سمجھا دیجئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ ان کے پاس بیٹھے ہیں زرا سمجھا دیجئے ۔

جناب رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا میں تو زیادہ آپ کے پاس بیٹھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہر اچھی بات کا ہر آدمی پر اثر نہیں ہوتا ۔

رائے جعفر خان۔ جناب والا رانا صاحب کبھی کبھی روانی میں ایسی بات کر جاتے ہیں ان کی بات کا پتہ نہیں چلتا ۔ ان کو ہدایت کی جائے کہ بات ذرا آہستہ کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ رائے صاحب آپ بیٹھیے آپ کی بات میں رانا پھول محمد خان صاحب تک پہنچا دوں گا ۔ سردار زادہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں ۔

بیگم شاہین عتیق الرحمان صاحبہ کتنی سیٹیں تبدیل کرنا چاہتی ہیں ۔

ایک معزز ممبر ۔ وزیر باتدبیر کو تو حق ہے کہ جہاں وہ چاہیں بیٹھ جائیں ۔

جناب سپیکر ۔ آپ اپوزیشن بنچوں پر مخدوم زادہ صاحب کی سیٹ پر بیٹھی ہیں ۔

ایک معزز ممبر ۔ جی ہاں ۔ انکی جگہ پر کام کریں گے ۔

ایک آواز ۔ ہر ملک ملک ما است کہ ملک خدائے ما است

جناب سپیکر ۔ سردار زادہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھئیے ۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر ۔

سپیکر ۔ جی فرمائیے ۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر ۔ جناب سپیکر صاحب آپ نے بیٹھتے ہی ہمیں چند ہدایات دی تھیں اور یہ سمجھایا تھا کہ پوائنٹ آف آرڈر کے بغیر آپ لوگ نہ بولیں ۔ میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ یہ جو اتنی لمبی بحث ہوئی ہے اس میں کسی نے اٹھ کر یہ نہیں کہا کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں ۔ میرے بزرگ رانا صاحب یا دوسرے ممبران بیٹھے بٹھائے بول رہے ہیں ۔ میں اس ہاؤس کے سامنے تجویز پیش کرونگا کہ یہ رانا صاحب کو ایک تحریر لکھ کر اس پر دستخط کر کے دے دیں کہ اب ہم تسلیم کر چکے ہیں کہ آپ پرانے پارلیمینٹرین ہیں لیکن ہمیں بھی کچھ وقت دیں ۔ اور ہمیں بھی کچھ سیکھنے دیں ۔ تاکہ ہم بھی بولیں ۔ اس طرح سے بغیر اجازت بولنا غلط بات ہے ۔

(تالیاں)

اس طرح کل ایک واقع ہوا کہ ایک محترمہ جو کہ اچھی بھلی بول رہی تھیں وہ پڑھی لکھی عورت تھیں اور اپنے دماغ میں اس ہاؤس کے لئے اچھی چیزیں لیکر آئیں تھیں ۔ وہ بھی انہی کی نذر ہو گئیں ۔ آج پھر وہی بات ہے ۔

جناب سپیکر ۔ آپکی پہلی تجویز باضابطہ ہے ۔ اور پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر۔ سردار زادہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیے۔

سردار زادہ ظفر عباس شاہ۔ جناب والا ایوان کے معزز اراکین کا موڈ دیکھ کر میں جناب سے یہ گزارش کرونگا کہ میں پھر کسی وقت اپنی گزارشات عرض کر لونگا جو کہ کافی ساری تھیں لیکن اب چونکہ وقت بھی کم ہے اور پھر وزیر خزانہ صاحب نے جواب بھی دینا ہے تو اس لئے میں اپنے اس حق کو forego کرتا ہوں۔ اس ضمنی بجٹ میں مجھے ایک چیز دیکھ کر انتہائی دکھ ہوا ہے اور جس کا تمام ایوان کو بھی علم ہے کہ 6 ماہ سے ہمارے کاشتکار بھائیوں پر کیا گزر رہی ہے۔ ایوان کے علاوہ تمام سرکاری اہلکاروں کو تمام نوکر شاہی کو بھی یہ علم ہے کہ ہم کاشتکار پانی اور بجلی کی وجہ سے کتنی تکلیف میں ہیں۔ لوڈشیڈنگ نے چھ ماہ میں ہمارے ساتھ جو کچھ کیا ہے اور پانی کے نہ ہونے سے جو کچھ ہمارے ساتھ ہوا ہے اس کا مداوا نوکر شاہی نے پونے دو کروڑ روپیہ کا اضافی بجٹ پیش کر کے جو کچھ ہمارے سامنے لائے ہوں میں اس کے لئے ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں اور پھر آئندہ کسی وقت موقع ملا تو میں یہ ضرور عرض کرونگا کہ ہمارے عوام پر جب یہ حالت زار گزر رہی ہے تو وہ اپنی آرائش و زیبائش میں لگے ہوئے ہیں تو پھر ان کا اللہ ہی حافظ ہے اور ہمارا کارساز بھی اللہ پاک ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اجازت چاہونگا۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ اب میں ایک سپیکر کو دعوت دے سکتا ہوں اور اس کے لئے میرے پاس مسز خورشید بیگم صاحبہ کا نام ہے۔ قبل اس کے کہ وزیر خزانہ صاحب اس بحث کو wind up کریں مسز خورشید بیگم صاحبہ اپنے خیالات کا اظہار فرما سکتی ہیں۔ مسز خورشید بیگم صاحبہ تشریف نہیں رکھتیں جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر ہمارا نام بھی آپ تک پہنچا ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ جی آپ فرمائیے۔ لیکن آپ پانچ منٹ سے زیادہ نہیں لیں گے۔

جناب محمد رفیق۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب والا قواعد و ضوابط کے مطابق جو نشست کسی فاضل ممبر کے لئے اس اسمبلی میں مقرر کی جائے اسکو اس پر تشریف رکھنا چاھیئے اور اسوقت بہت سے ارکان ایسے ھیں جو اپنی نشستوں کو چھوڑ کر ادھر ادھر بیٹھے ہوئے ھوں ۔ جو خلاف قاعدہ ہے میں آپکی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاھتا ھوں ۔

جناب سپیکر ۔ میں آپکی بات سے اتفاق کرتا ھوں اور معزز اراکین اسمبلی سے درخواست کرتا ھوں کہ وہ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں ۔ کیونکہ میرے پاس جو چارٹ ہے اس کے مطابق ہی مجھے کسی فاضل رکن کو بلانے میں آسانی ہے ۔ ان کا نام پوائنٹ آوٹ کرنے میں اور انکے اسمائے گرامی حافظے میں محفوظ کرنے کے لئے اور اسکے لئے قواعد و ضوابط میں بھی درج ہے ۔ Chapter II, Page 5

The members shall sit in the House in such order as the Speaker may determine " ..... " shall sit in such order

اس لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ آپ اسی ترتیب کے مطابق اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں جن کا تعین کر دیا گیا ہے ۔

سید حسنات احمد شاہ ۔ جناب والا میری سیٹ یہاں تھی بالکل ساتھ ایک دوست جگہ چھوڑ گیا ہے اسلئے میں یہاں آگیا ھوں نشست قریب اسکے علاوہ میں وہی بیٹھا ھوا ۔ تو یہ طریق کار جو ہے اسکو کچھ ٹھیک کیا جائے ۔ ھر ایک آدمی کو حق دیا جائے کہ آگے چلا جائے یا پیچھے چلا جائے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ مخصوص سیٹ پر بیٹھے ۔

جناب سپیکر ۔ اس سلسلے میں شاہ صاحب اگر آپکو اسمبلی کی سیٹوں کی تقسیم کے بارے میں کوئی اعتراض ہے تو آپ میرے دفتر میں میرے چیمبر میں مجھ سے بات کیجیئے ۔ یہاں ھاؤس میں اس معاملے کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

سید حسنات احمد شاہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ سر ۔

جناب سپیکر ۔ آپ کس پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاھتے ھیں

سید حسنات احمد شاہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے سر کہ میں نے دو دفعہ اپنا نام دیا ہے میں بھی اس بحث میں حصہ لینا چاھتا تھا کل بھی میرا نام نہیں آیا ہے اور غالباً اس دفعہ بھی نہیں آیا ۔

جناب سپیکر ۔ آپ کا نام میرے پاس اس وقت بھی نہیں ہے ۔

سید حسنات احمد شاہ ۔ میں نے پرسوں نام دیا تھا ۔

جناب سپیکر - اچھا میں چیک کر لیتا ہوں - آپ تشریف رکھیں -

جناب محمد رفیق - جناب سپیکر کل سے ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور فاضل ارکان نے بڑے زور و شور سے اس میں حصہ لیا اور اعداد و شمار کے ساتھ انہوں نے اپنے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت فرمائی ہے - جنرل ایڈمنسٹریشن پر میں سب سے پہلے اپنی بات کو شروع کرتا ہوں - کہ غیر ترقیاتی اخراجات کو بند ہونا چاہیئے اور ترقیاتی اخراجات میں مدیں یا فنڈ سہولتی ہونا چاہیئے تا کہ ان کا کچھ فائدہ بھی ہو - بہت سارے میرے مہربان دوستوں نے غیر ترقیاتی اخراجات میں اعداد و شمار کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ ایک ارب کچھ کروڑ روپے کا جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں پچاس فیصد سے زائد غیر ترقیاتی بجٹ ہے - میری دوسری عرض یہ ہے کہ پولیس کے کھاتے میں جو ضمنی بجٹ میں رقم مختص کی گئی ہے - اس ضمن میں کل میرے ایک مہربان فاضل دوست نے یہ فرمایا تھا کہ پولیس مجبوری کے ساتھ رشوت لیتی ہے میں یہ گذارش کرونگا کہ پولیس مجبوری کے ساتھ رشوت نہیں لیتی بلکہ عوام مجبوری کے ساتھ رشوت دیتے ہیں اس کے بعد میں مارشل لاء کے اخراجات کے بارے میں گذارش کروں گا - کچھ ہی دیر پہلے ایک محترم وزیر با تدبیر نے فرمایا تھا کہ سات سال سے یہ اخراجات مارشل لاء والے چلے آ رہے ہیں اور اس ضمن میں - میں حیران ہوں کہ سات سال کے عرصہ میں جب کہ حکومت بھی مارشل لاء کی تھی اس دوران میں ان اخراجات کی ادائیگی کا کیوں بندوبست نہیں کیا گیا آج جب کہ مارشل لاء رخصت ہونے والا ہے تو منتخب نمائندہ حکومت کے کھاتے میں یہ ادائیگی کیوں ڈالی جا رہی ہے - اس کی کیا نفسیاتی وجوہ ہیں - دوسری بات اسی ضمن میں یہ عرض کرتا ہے کہ مارشل لاء کے لئے کوئی نیا عملہ بھرتی نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی ان کے سپرد کوئی نیا عملہ تھا - ان کے اپنے کھاتے میں آپ جانتے ہیں کہ بجٹ کا ایک بہت بڑا حصہ آرمی کے لئے مخصوص ہے - ظاہر ہے کہ وہاں سے بھی اپنی خدمات کے سلسلے میں عوضانہ ضرور لیتے رہے ہیں - اور پنجاب گورنمنٹ سے بھی لیتے رہے ہوں گے جو ادائیگی اس میں ان کے لیے رکھی گئی ہے - یہ دو کھاتوں میں ادائیگی ہمارے خزانہ پر ہمارے حالات مالیات پر بہت بڑا بوجھ ہے -

جناب سپیکر - miscellaneous خرچ کو دکھایا گیا ہے اور ملتان کی اندرونی اور بیرونی سڑکوں کے لئے مطالبہ زر کیا گیا ہے - میری یہ گذارش ہے کہ ملتان کارپوریشن ایک ابھر کارپوریشن ہے - اور ملتان ضلع کے لئے 3 کروڑ روپے کا بجٹ مانگا گیا ہے - تو میں عرض کروں گا کہ ملتان ضلع ہی کی طرح بلکہ اس سے کم developed اور بھی بہت سے اضلاع پنجاب میں ہیں - پھر یہ خصوصی رعایت اسی ضلع کے لئے کیوں - پھر اس مد میں 20 لاکھ روپے کا ایک مطالبہ زر رکھا گیا ہے داتا صاحب کے دربار سے ملحقہ مسجد کے لئے - میں یہ عرض کروں گا کہ مسجد کے فنڈ کی مخالفت کرنے کی ہم میں جرات تو نہیں تا ہم عرض یہ ہے کہ داتا صاحب دربار کے عطیہ جات کا اتنا فنڈ ہے کہ اس مسجد کی تعمیر کے لئے کسی امداد کی ضرورت نہیں قومی خزانہ سے 20 لاکھ روپے کی مد اس کے لئے مخصوص کرنا میرے خیال میں انصاف پر مبنی نہیں ہے - ملک میں اعانت اور عطیہ جات کے لئے اور بھی بہت سی مساجد ہیں پھر آپ ہر جگہ کے لئے رقم مخصوص کریں -

جناب سپیکر - آبپاشی کے ضمن میں گذارش ہے کہ بڑی زور دار تقریریں اس سلسلہ میں ہوئی ہیں - میں مختصراً عرض کروں گا پھر کسی وقت کے لئے رکھ چھوڑتا ہوں -

جناب سپیکر - بہتر یہی ہے چوہدری صاحب کیونکہ آپ کا ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے -

محمد رفیق - جناب چیئرمین - یہ آخری بات عرض کرنے دیں نہری پانی کے بارے میں کیونکہ یہ بڑی ضروری ہے - میں صرف مالیہ کی حد تک اپنی بات کو محدود رکھتے ہوئے گذارش کروں گا کہ کل ہی کے اخبار میں بیان تھا کہ وفاقی حکومت نے مالیہ میں اضافہ کا اصول مان لیا ہے - پنجاب میں آبیانہ کی شرح پہلے ہی باقی تمام صوبوں سے زیادہ ہے - حتی کہ ہندوستان سے بھی کئی گنا زیادہ ہے - اس پر اور بوجھ لاد دینا بھی قرین انصاف نہیں ہے - اس کے ساتھ ہی چونکہ پچھلے چار چھ مہینوں سے پانی کی قلت رہی ہے -

جناب سپیکر - آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے - آپ تشریف رکھیں -

جناب محمد رفیق - میری بات ادھوری رہ جائے گی -

جناب سپیکر - آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔ میں نے آپ کو ایک condition کے تحت ٹائم دیا ہے ۔ آپ کو اس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے تھا - آپ تشریف رکھیں - قبل اس کے کہ میں وزیر خزانہ صاحب کو درخواست کروں کہ وہ بحث کو wind up کریں ابھی تقریباً 16—17 معزز ممبران ہیں جنہیں وقت کی کمی کے پیش نظر سپلیمنٹری بجٹ میں دعوت دینے سے قاصر ہوں - مجھے اس بات کا احساس ہے - میں یہ نام اپنے پاس رکھوں گا - اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بجٹ پر جو بحث ہوگی اس میں سب سے پہلے آپ کو وقت دیا جائے گا - اس کے بعد کسی اور کو وقت دیا جائے گا - اب میں دعوت دیتا ہوں وزیر خزانہ پنجاب کو کہ وہ اس بحث کو wind up کریں -

سید طاہر احمد شاہ - پوائنٹ آف آرڈر جو ممبران اپنی تقاریر کرنے کے لئے اپنے اسمائے گرامی پیش کرتے ہیں آپ انہیں سپلیمنٹری پر بحث کرنے کا موقع دیجیئے - جب annual budget پر بولنے کا وقت آئے گا اس پر بھی جو بات کرنا چاہیں یہ ان حق ہے - اگر آپ یہ کہ موقع نہیں دیتے ہیں تو آپ ہمارے استحقاق کو مجروح کرتے ہیں - حالانکہ آپ تو ہمارے حقوق کے محافظ ہیں جناب سپیکر - آپ کو تو چاہیئے کہ جتنے بھی ارکان اسمبلی بولنا چاہتے ہیں آپ انہیں فراخدلی کے ساتھ وقت دیجیئے - تقریباً یہ تمام احباب پنجاب کی نمائندگی کرتے ہیں - ممکن ہے کوئی ممبر ایسا رہ جائے جو آپ کے اور حکومت کے سامنے عوام کی طرف سے مطالبات بہتر انداز سے پیش کرسکے - تو جو ممبران ضمنی بجٹ پر تقریر کرنا چاہتے ہوں ان کو موقع دینا چاہیے -

جناب سپیکر - سب سے پہلے میں آپ کو یہ کہوں گا کہ آپ اپنی سیٹ نہیں ہیں - آپ بول نہیں سکتے - - آپ اپنی سیٹ پہ جا کر تشریف رکھیں - ضابطے کے مطابق بات نہیں کرسکتے اپنی سیٹ کو چھوڑ آپ کہیں اور بیٹھ نہیں سکتے - بات کرنی ہے تو اپنی جگہ پر کریں میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو اسمائے گرامی ممبران کے میرے پاس موجود ہیں جو بات کرنا چاہتے تھے اور وقت کی کمی کی وجہ سے بات نہیں کر سکے - مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے کہ ہم بعد دوپہر کی نشست کر لیتے ہیں - لیکن اس میں دقت یہ ہے کہ اگر ہم 4 بجے کا وقت رکھتے ہیں تو عصر کی نماز کے لئے وقفہ ہو گا - پھر اس کے بعد افطاری کا وقت ہو جائے گا -

وزیر قانون ۔ میں جناب والا کی توجہ کے لیے اور معزز اراکان کی توجہ کے لئے عرض کروں گا کہ جہاں تک وقت کی پابندی کا سوال ہے اس بارے میں رولز اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ دو دن سے زیادہ وقت سپلیمنٹری بجٹ کے لئے نہیں دیا جا سکتا ۔ اور یہ واضح ہے کہ

Provided that not more than two days shall be allotted for general discussion of the Supplementry Budget.

تو آپ نے جو وقت اس کے لئے مختص کیا ہے وہ مناسب ہے ۔ آپ کا ارشاد بجا ہے کہ جو فاضل اراکین اس کے بارے میں اظہار خیال نہیں کرسکے ان کو سالانہ بجٹ میں ترجیح دی جائے ۔ اب بحث کو close کرنے کا وقت ہو چکا ہے ۔ اس کے لئے پہلے ہی آدھ گھنٹہ زیادہ وقت دیا جا رہا ہے ۔ اسمبلی کا اجلاس ساڑھے آٹھ کی بجائے آٹھ کے بجے شروع ہوتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں یہ کافی وقت ہے ۔ اس بارے میں کافی معبران اظہار خیال کر چکے ہیں ۔ اب اسکو close کیا جائے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔۔ یہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بول رہے ہیں ۔

معزز ممبر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ہی پہ بول رہا ہوں جی ۔

معزز ممبر ۔ یہ کون سا پوائنٹ آف آرڈر ہے کس Constitution کس دستور کس قانون کس بات کی خلاف ورزی ہوئی ہے اس کی نشاندھی کر دی جائے ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا چونکہ معزز وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ سپلیمنٹری بجٹ پر بحث کرنے کے لیے صرف دو دن مختص کیے گئے ھیں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ دو دن تو درست ہیں مگر ابھی تو کافی وقت باقی پڑا ہے آج کی اس نشست کو prolong کیا جا سکتا ہے یہ کہاں لکھا ہے کہ آپ ایک متعین وقت پہ اسمبلی کو adjourn ضرور کر دیں ۔

وزیر قانون ۔ فاضل ممبر اس قانون کی وضاحت کریں اور اس کی نشاندھی کریں جس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ آپ رولز کی copy فراہم کریں میں ابھی آپ کو دیکھ کے بتا دیتا ہوں ۔

وزیر قانون — آپ یہ دیکھ کر آئیں اور کاپی پڑھ کر آئیں اس کے بعد آپ بات کریں ۔

جناب سپیکر — آپ تشریف رکھیں ۔ اس بحث میں جو صاحبان حصہ نہیں لے سکے ان میں کل نواز وڑائچ صاحب، سید حسنات احمد صاحب، محمد ارشد خان لودھی صاحب ، بیگم ساجدہ نیر صاحبہ ، میاں علی اصغر صاحب ، ملک صلاح الدین ڈوگر صاحب ، غلام صابر صاحب ، غلام شبیر جوئیہ صاحب ، محمد صدیق سالار صاحب ، چوہدری نذر محمد صاحب ، چوہدری نذیر احمد صاحب وہاڑی ، چوہدری خادم حسین صاحب ، سید اقبال احمد صاحب سیالکوٹ ، مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب ، محمد سلیم باجوہ صاحب ، احمد خان بلوچ صاحب ، چوہدری غلام رسول ایڈووکیٹ صاحب ، چوہدری لیاقت علی صاحب گجرات ، محمد یوسف صاحب ، طیب خان صاحب اعوان ، خان ظفر اللہ خان صاحب ، عثمان ابراہیم صاحب ، ریاض امور صاحب ، محمد صفدر شاکر صاحب ، محمد صدیق انصاری صاحب ، اور احمد شاہ کھگا صاحب ، بیگم شاہین منور صاحبہ ، اور رائے جعفر صاحب ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر — آپ تشریف رکھیں ۔ آپ تشریف رکھیں چوہدری صاحب آپ کا نام میں نے پکارا تھا آپ تشریف لے گئے تھے ۔ اب اگلے بجٹ پہ آپ بات کیجیے گا ۔ اگلے بجٹ پہ آپ کا نام پہلے پکارا جائے گا ۔ میری درخواست ہے کہ بجائے اس کے کہ اس نشست کو مزید extend کیا جائے اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو جو اسمائے گرامی میں نے پڑھے ہیں بجٹ پر بحث کے لیے سب سے پہلے انہیں صاحبان کو دعوت دوں ۔ اب میں وزیر خزانہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس discussion کو wind up کریں ۔

ایک آواز — سر آپ کس کے پیچھے لگ گئے ہیں ۔

جناب سپیکر — نہیں یہ کسی کے پیچھے آگے لگنے کا سوال ہی نہیں ایسی باتیں آپ کو زیب نہیں دیتی ۔ تشریف رکھیں ۔

ایک معزز ممبر — میرا نام بھی شامل کر لیں اس میں ۔

جناب سپیکر — جی آپ کا نام بھی شامل کر لیں گے میرے پاس آپ کے نام کی چٹ نہیں ہے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ وزیر خزانہ صاحب اپنی تقریر شروع کریں ۔

ضمنی بجٹ پر وزیر خزانہ کے اختتامی کلمات

وزیر خزانہ — بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر پیشتر اس کے کہ میں اپنی تقریر شروع کروں ۔ کیونکہ مجھے چند کاغذات کو ابھی دیکھنا ہوگا تو جناب سے پیشگی اجازت طلب کر رہا ہوں کہ کچھ کاغذات پڑھنے کی بھی اجازت مجھے ہونی چاہیے ۔ جناب والا یہاں پہ ضمنی بجٹ کے سلسلے میں ۔

جناب سپیکر — یہاں پر میں آپ کی بات ٹوکتا ہوں کہ آج کی کارروائی جو ہے اس کو 15 منٹ کے لیے extend کیا جاتا ہے ۔ اب آپ اپنی بات جاری رکھیں ۔

وزیر خزانہ — ضمنی بجٹ کے سلسلے میں یہاں چند سوالات پوچھے گئے ہیں چند وضاحتیں طلب کی گئی ہیں میں کوشش کروں گا کہ جہاں تک ممکن ہو سکے ان کا جواب دیا جائے ۔ سب سے پہلے تو میں اس ایوان کے سامنے ضمنی بجٹ کے متعلق جو ایک غلط قسم کا تاثر پیدا ہو چکا ہے اس کی وضاحت کرنا چاہوں گا ۔ جیسا کہ ایک محترمہ نے فرمایا تھا کہ ضمنی بجٹ ایک نالائق بچہ ہے اور پچھلی حکومت کی طرف سے ہمیں ورثے میں ملا ہے تو ان کی خدمت میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ نالائق بچہ ہر سال ان کے گھر میں اور ہم سب کے گھر میں پیدا ہوتا ہے ۔ جب ہم اپنا بجٹ بناتے ہیں اور وہ پورا نہیں ہو سکتا تو اس میں رد و بدل کرنی پڑتی ہے ۔ اس طرح سے جب گورنمنٹ چاہے خواہ وہ کوئی گورنمنٹ ہو صوبائی یا قومی ۔ جب وہ بجٹ بناتی ہے تو بڑی احتیاط کے ساتھ بناتی ہے اس کے باوجود بھی چند ناگزیر وجوہات کی بناء پر تھوڑی بہت رقم ادھر ادھر کرنی پڑتی ہے ۔ یہاں کچھ معزز اراکین ضمنی بجٹ کو ایک منی بجٹ کی شکل میں دیکھ رہے ہیں ۔ یہ تاثر بالکل غلط ہے جناب والا ، سب سے پہلے ایک معزز رکن نے وضاحت طلب کی تھی کہ ضمنی بجٹ میں مختلف اخراجات کی تفصیلی وجوہ بیان نہیں کی گئی اور صرف یہ لکھ دیا گیا ہے کہ یہ رقوم commodity and services کے لیے ہیں ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ ایک حساب داری کی اصطلاح ہے جو تمام صوبائی حکومتیں وفاقی حکومت کی تقلید کرتے ہوئے اپناتی ہیں ۔ اور ان میں جو رقومات ہوتی ہیں وہ مختلف قسم کے اخراجات ۔ ۔ ۔ ۔

ایک ممبر — پوائنٹ آرڈر یہ ہے کہ آپ نے وزیر خزانہ کو اپنی تقریر پڑھنے کی اجازت نہیں دی ۔

جناب سپیکر — تقریر پڑھنے کی اجازت نہیں دی ۔ لیکن پوائنٹس کو پڑھنے کی اجازت ہے اور اس کی ہر کسی کو پڑھنے کی اجازت ہے ۔

وزیر قانون — میں اس پوائنٹ پر وضاحت کرنا چاہوں گا کہ فنانس منسٹر اپنا ٹیکسٹ اور اس کے لیے تیار شدہ ٹیکسٹ بھی جو ہے اسی طرح جیسے کہ وہ اپنی بجٹ تقریر پڑھ سکتے ہیں اسی طریقے سے بجٹ پیش کرتے وقت اور اس کی وضاحت کرتے وقت ضروری اقتباسات پڑھے جا سکتے ہیں ۔

وزیر خزانہ — جناب والا یہ اخراجات مختلف قسموں کے کیے جاتے ہیں مثلاً بجلی وغیرہ ٹیلیفون ۔ ادویات ۔ سٹیشنری اس قسم general commodities اور سروسز کی رقوم جو مختص ہیں وہ اس پر خرچ کی جاتی ہیں ۔

ایک اور معزز رکن نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ تمام ترقیاتی محکموں کے لیے ضمنی بجٹ میں صرف دس دس روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ ان کی خدمت میں یہ عرض ہے ۔

ایک آواز — ٹوکن رقم ہے ۔

وزیر خزانہ — میں اسی کے متعلق عرض کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر — اپنی سیٹ پر خاموشی سے تشریف رکھیے ۔

وزیر خزانہ — یہ علامتی مطالبات زر ہیں جو ایسی خدمات اور نئی سکیموں کے لیے رکھے جاتے ہیں جن کے اخراجات مقرر شدہ گرانٹوں میں بچت سے پورے کیے جاتے ہیں ۔ چونکہ ان کی منظوری اسمبلی نے پہلے نہیں دی ہوتی اس لیے اسمبلی کی اطلاع کے لیے علامتی مطالبات زر کے ذریعہ پیش کیا جاتا ہے ۔

چند سوالات ایسے تھے جو آج سامنے آئے ۔ ایک معزز رکن نے ایلیمنٹری ٹیچرز انسٹی ٹیوٹ فار گرلز کمالیہ کے تخمینے کے متعلق دریافت فرمایا تھا ۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ انہوں نے یہ رقم پڑھنے میں غلطی فرمائی ہے ۔ وہ 70 ہزار کی بجائے 93 لاکھ پڑھ گئے ۔ 93 لاکھ total estimate تھا ۔ 70 ہزار کے صرف وہ اخراجات ہیں جو اس منصوبہ کی تکمیل ہو جانے کے بعد ہمیں ادا کرنے باقی ہیں ۔

میرے ایک فاضل دوست عطا قریشی صاحب نے سکارپ ٹیوب ویلوں کے متعلق سوال پوچھا تھا ۔ تو ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ سکارپ چونکہ واپڈا کے تحت کام کرتا ہے ان کی سکیم ہوتی ہے ۔ واپڈا ایک وفاقی ادارہ ہے ۔ واپڈا جن جن منصوبوں پر کام کرتا ہے جب وہ تکمیل پذیر ہو جاتے ہیں تو وہ منصوبے صوبائی حکومتوں کو منتقل کر دیئے جاتے ہیں ۔ ان کے assets اور liabilities کا بل جب ہمیں بھیجا جاتا ہے تو وہ ہمیں ادا کرنا پڑتا ہے ۔ کیونکہ یہ بل ہمیں دوران سال موصول ہوا ہے اس لیے اسے اگلے بجٹ کی بجائے ضمنی بجٹ میں ہی رکھنا پڑا ۔

ایک اور محترم دوست نے تین کروڑ روپے ملتان کے متعلق پوچھا تھا ۔ ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ Presidential Order کے تحت منظور ہوئے تھے جو فیڈرل گورنمنٹ نے ہمارے ذریعہ وہاں تک پہنچائے۔ اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ کیونکہ ہمارے حسابات میں نئے نئے آئے ہیں اور درج ہو چکے ہیں ۔

میرے ایک معزز مہربان دوست نے ناظمین صلواۃ کے متعلق پوچھ فرمایا تھا ۔ ان کی خدمت میں بھی گزارش کروں گا کہ ناظمین صلواۃ جو مقرر ہوئے ہیں ہم سے کچھ نہیں لیا کرتے ۔ البتہ جو ان کو سٹیشنری مہیا کی جاتی ہے اور جو وہ خط و کتابت یہاں کرتے ہیں ۔ جو correspondence لاہور میں آتی ہے ۔ اسے سنبھالنے کے لیے اسے process کرنے کے لیے بھی ایک عملے کی ضرورت ہے ۔ اگر فرمائیں تو میں عملے کی تفصیل بھی پڑھ کر پیش کرتا ہوں یہ 20 لاکھ روپے کی رقم عملے کی تنخواہ اور سٹیشنری کا خرچہ ہے ۔ ناظمین صلوۃ اس سے کچھ نہیں لیتے ۔

ایک معزز رکن نے یہ وضاحت طلب فرمائی ہے کہ محکمہ جیل کو مہیا کیے گئے 73 لاکھ روپے کے اخراجات کی تفصیل پیش کی جائے ۔ جناب والا اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ محکمہ تعلیم نے محکمہ جیل خانہ کو سکول کے بچوں کے لیے اعلیٰ قسم کے ٹاٹ بنانے کا آرڈر دے رکھا ہے جس کے لیے کھڈیاں منگوا لی گئی ہیں ۔ خام مال کچھ خریدا جا چکا ہے اور جب محکمہ جیل خانہ جات وہ ٹاٹ مکمل کر کے محکمہ تعلیم کو دے گا تو یہ رقم وہاں خرچ کی جائے گی ۔

ایک رکن نے راشن ڈپوؤں کے ذریعے آٹے کی تقسیم پر سرکاری subsidy کے لیے 20 کروڑ 76 لاکھ روپے کے ضمنی مطالبہ زر کا ذکر کیا

ہے - میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا - پہلی بات تو یہ کہ گندم کی ڈپوؤں پر کھپت جس کا پہلے اندازہ ساڑھے گیارہ لاکھ میٹرک ٹن تھا وہ بڑھ کر 13 لاکھ میٹرک ٹن تک پہنچ چکا ہے - دوسرے گندم کے متعلق اخراجات جس میں نقل و حمل - باربرداری اور اس کے سٹوریج شامل ہیں - اس پر خرچ ہوتا ہے - تیسرا پوائنٹ اس سلسلہ میں یہ ہے کہ وفاقی حکومت کے ذریعہ طے ہوا تھا کہ اپریل 1985ء سے گندم کے نقل و حمل کے سلسلے میں جو اخراجات ہوتے ہیں وہ 46 - 437 روپے فی ٹن سے بڑھا کر کر 547.49 روپے ہو چکے ہیں - یہ 20 کروڑ کی رقم جو گندم کی subsidy کے سلسلے میں تھی اس لحاظ سے وہ زیادہ خرچ ہوتی ہے -

جناب والا تقریباً ہر معزز رکن اسمبلی نے مارشل لا کے اخراجات پر نکتہ اٹھایا ہے - میں یہ عرض کروں گا کہ مارشل لا نہ میں نے نہ اس ایوان نے اور نہ ھی وفاقی حکومت نے لگایا ہے مارشل لا ایک شخص نے لگایا تھا جو کہ چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر ہیں -

ملک طیب خان - میں گندم اور اس کے اخراجات کی وضاحت چاہتا ہوں - اگر اس کے متعلق وزیر صاحب مہربانی کر سکیں -

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر - آپ تشریف رکھیئے -

وزیر خزانہ - اگر آپ تھوڑی سی زحمت فرمائیں تو میں آپکو گندم کے اخراجات تفصیل سے عرض کردوں گا -

ملک طیب خان - میں جناب کی خدمت میں خود حاضر ہو جاؤں گا -

وزیر خزانہ - میں خود حاضر ہو جاؤں گا - جناب والا مارشل لا زندگی کی ایک حقیقت ہے اس کو کوئی شخص جھٹلا نہیں سکتا مارشل لا جب کسی ملک میں قائم ہو جائے تو باقی سب قانون اسکے تابع ہو جاتے ہیں - مارشل لا لگانے والے مارشل لا کے قانون چلانے والے یہ صرف ان کی مرضی ہوتی ہے کہ چاہئے وہ صوبے سے پیسے لیکر خرچ کریں یا وفاقی سے لیکر خرچ کریں - چاہئے آسمان سے لا کر خرچ کریں ان کو کوئی نہیں روک سکتا - یہ رقوم کوئی ایک سوال کی بھی نہیں ہیں 1976ء سے یہ رقومات اکھٹی ہو رہی ھیں کچھ دوستوں نے یہاں یہ بھی پوچھا تھا اتنے سالوں تک انہیں کیوں اکھٹا کیا

گیا ہے - تو گزارش یہ ہے کہ جب تک یہ پوری طرح سے آڈٹ نہ ہو جائے اسکی ادائیگی صوبائی حکومت کسی قیمت پر نہیں کر سکتی - اتفاق ہے کہ اس کا آڈٹ انہی دنوں آکر مکمل ہوا ہے اس لئے ہمیں یہ رقم ادا کرنی پڑی ہے -

ایک آواز - جناب والا بڑے efficient ہیں آڈٹ والے -

جناب سپیکر - آپ تشریف رکھیں -

وزیر خزانہ - میرے ہر معزز دوست نے ریفرنیڈم اور جنرل الیکشن کے متعلق ارشاد کیا ہے - تو اس سلسلے میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کیونکہ یہ ہمارا subject نہیں تھا یہ سنٹرل گورنمنٹ کا تھا تو جتنے اخراجات اسکے آئے ہیں وہ فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں واپس ادا کر دیئے ہیں -

ایک اور معزز رکن نے ایک بڑا اچھا پوائنٹ اٹھایا تھا کہ جہاں زیادہ سے زیادہ رقم سرکاری ملازمین کو قرضہ کے طور پر فراہم کی جائے وہاں اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ اس کی تقسیم مناسب اور منصفانہ ہونی چاہئے - میں ان کی اس بات کی مکمل تائید کرتا ہوں - میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم ایک طریقہ وضع کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں اور انشاءاللہ آئندہ سال سے ایک مناسب اور قابل عمل پالیسی وضع کر لی جائے گی جس کے تحت یہ قرضہ تقسیم ہو سکے گا -

ایک اور فاضل رکن نے لاہور ٹاؤن شپ کے اخراجات میں 44 لاکھ کے اضافے کے بارے میں تفصیل طلب کی تھی - عرض یہ ہے کہ محکمہ ھاوسنگ کی سکیمیں self financing کی بنیاد پر چلتی ہیں رھائشی پلاٹ فروخت کئے جاتے ہیں اور وہ چند سکیمیں نیلام کر رہے ہیں اس میں اچھی خاصی رقم کما رہے ہیں - ان کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے - اس لئے جو سکیمیں تیزی سے تکمیل کے مراحل طے کر رہی تھیں ان کو یہ رقم فراہم کی گئی ہے - سرکاری عمارات کے سلسلے میں چوبیس کروڑ ستانوے لاکھ کے ضمنی اخراجات کے بارے میں بھی دریافت کیا گیا تھا - اس ضمنی میں عرض ہے کہ یہ خرچ کسی ایک عمارت پہ نہیں ہوا - یہ گورنمنٹ کے ہر ڈیپارٹمنٹ کی مختلف عمارات پہ خرچ ہوا ہے اس میں چند نئی عمارات بھی شامل ہیں - میرے کئی دوستوں نے جنرل ایڈمنسٹریشن پر زیادہ اخراجات کے بارے میں اعتراضات کئے تھے - تو ان کے سلسلے میں عرض کرتا چلوں کہ جنرل ایڈمنسٹریشن پر جو آئندہ سال

کے لئے بجٹ پیش کیا جا رہا ہے 2.5 فی صد کے حساب سے جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے رقم رکھی گئی ہے ۔ اگر آپ ان اعداد و شمار کا تناسب باقی صوبوں سے دیکھیں تو بلوچستان میں اس وقت 5.75 فی صد کے حساب سے خرچ کیا جا رہا ہے سندھ کا حساب اس وقت ہمارے پاس موجود نہیں ہے سرحد میں یہ 3.32 کے حساب سے خرچ کیا جا رہا ہے ۔ اس تناسب کو اگر دیکھا جائے تو پنجاب میں جنرل ایڈمنسٹریشن پر ہم جو رقم خرچ کر رہے ہیں وہ بہت کم ہے ۔ چند خواتین کو کچھ رقومات دی گئی ہیں ۔ اس کے سلسلے میں کل وضاحت طلب کی گئی تھی ۔ تو اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ صدر پاکستان کی ہدایت پر حکومت پنجاب نے نور جہاں بیگم کی زرعی زمین کے معاملے کی چھان بین کی ۔ نور جہاں بیگم نے 1940ء میں اسلام قبول کیا اور ایک مسلمان علی احمد بھٹہ سے شادی کی ۔ خاتون کے والد مکند لال بھگت نے ان کو گزارے کے لئے اپنی جائیداد میں سے 901 کنال زمین ٹھیکے پر دے دی ۔ پاکستان بننے کے بعد یہ ساری زمین متروکہ قرار پائی خاتون نے درخواست کی کہ اس کے زیر قبضہ زمین پر جو اس کے والد نے خود اس کو دی تھی اس کے حق ملکیت کو تسلیم کیا جائے یہ حق عدالت عالیہ اور سپریم کورٹ نے قانونی وجوہ کی بنا پر تسلیم نہ کیا ۔ اگرچہ فیصلے میں لکھا کہ خاتون کا کیس قابل ہمدردی ہے ۔ خاتون کی مدد کرنے کا ذریعہ یہی تھا کہ اس کے زیر قبضہ زمین اسے خریدنے کی اجازت دی جائے ۔ اس زمین کی قیمت 7 لاکھ 64 ہزار بنتی تھی چونکہ یہ خاتون جو بہرحال ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتی ہیں یہ رقم ادا کرنے کے قابل نہ تھی ۔ اس لئے انہیں حکومتی امداد (گرانٹ ان ایڈ) 7 لاکھ 64 ہزار روپے دی گئی ۔

میاں عطا محمد قریشی ۔ جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر ۔ وزیر صاحب کو یہ کہا جائے کہ وہ یہ ساری رقومات پڑھ دیں ۔ صفحہ نمبر 43 پر ہیں ۔ ہاؤس کے سامنے یہ ساری رقومات پڑھ دیں ۔ ان میں ایک لاکھ پچیس ہزار ۔ دو لاکھ دس ہزار ۔ ایک ہزار اور دس ہزار ۔

وزیر خزانہ ۔ آپ نے خود ہی زحمت فرما دی اور پڑھ دی ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ بحث ختم ہو چکی ہے ۔ فاضل وزیر خزانہ اس بحث کو سمیٹ رہے ہیں ۔ اس پر مزید بحث کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

وزیر خزانہ - میرے ایک دوست یہاں موجود نہیں ہیں - اگر ہوتے -

جناب سپیکر - مخدوم صاحب آپ یہ فرمائیے گا کہ آپ کی بات کتنی دیر میں ختم ہو جائے گی -

وزیر خزانہ - صرف دو منٹ اور -

جناب سپیکر - دو منٹ - تو پھر ہمیں extend کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی - وہ گھڑی دیکھ لیجیے - سوا ایک بجے یہ نشست ختم ہو جائے گی -

وزیر خزانہ - صرف دو یا تین منٹ لگیں گے - میرے ایک دوست نے صفحہ 147 پر دی گئی اصطلاح پی - آئی - یو کے بارے میں دریافت فرمایا تھا ۔ وہ اگر یہاں موجود ہوتے تو ان کی خدمت میں عرض کرتا - اگر وہ زحمت خود ہی فرما لیتے تو صفحہ 156 پر اس کی تفصیل درج ہے - مجھے وضاحت کی ضرورت نہ پڑتی - بہر حال وہ یہاں نہیں ہیں - جناب سپیکر - آخر میں میں ایوان کے سامنے یہ گزارش کروں گا کہ وہ ضرور اس فرق کا تعین کر لیں جو ایک مئی بجٹ اور ضمنی بجٹ میں پڑتا ہے -

جناب سپیکر - پانچ منٹ کے لیے ٹائم ex'end کیا جاتا ہے -

وزیر خزانہ - ضمنی بجٹ باقاعدہ ایک معمول کا بجٹ ہوتا ہے - ناگزیر وجوہات کی بنا پر چند رقومات کو reappropriate کرنا پڑتا ہے - اور اس میں نئے ٹیکس نہیں لگائے جاتے جب کہ مئی بجٹ میں نئے ٹیکس عاید کیے جاتے ہیں تو اس سلسلے میں ایوان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جو ضمنی بجٹ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے اسے اپنی بھرپور تائید سے منظور فرمائیں - تا کہ ہمارے کام اور زیادہ آسان ہو سکیں - آخر میں میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں - (نعرہ ہائے تحسین) -

جناب سپیکر - اب ایوان کی کارروائی ہفتہ یکم جون 1985ء بوقت آٹھ بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے -

(اس مرحلے پر ایوان کی کارروائی یکم جون 1985ء آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی گئی -)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

ہفتہ یکم جون ۱۹۸۵ء

(۱۱ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ)

جلد ۳ —— شمارہ ۵

سرکاری رپورٹ

مندرجات

(ہفتہ یکم جون ۱۹۸۵ء)

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱۔	تلاوت کلام پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۳۱۱
۲۔	ضمنی/اعلامتی مطالبات زر برائے ۸۴-۱۹۸۵ء پر بحث و رائے شماری	۳۱۲

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

ہفتہ یکم جون ۱۹۸۵ء

(شنبہ ۱۱ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۸ بجے منعقد ہوا، جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے اور اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاک کلام سے ہوا، جناب قاری علی حسین صدیقی نے تلاوت کلام پاک اور اس کا اردو ترجمہ پڑھا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا
سَلٰمًا ٥ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ٥
وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ٥ وَمَنْ اَحْسَنُ
قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ٥ وَلَا تَسْتَوِی
الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ
عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ٥ وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا
ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ٥

اور اللہ کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ اُن سے جاہلانہ گفتگو کرتے ہیں تو وہ سلام کر لیتے ہیں۔ اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ ضرورت سے کم اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب لغو چیزوں کے پاس گزرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو شریفانہ طور سے گزر جاتے ہیں۔

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور اچھے کام کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اور اچھائی و برائی برابر نہیں ہو سکتی تم سخت کلامی کا ایسے اچھے طریقے سے جواب دو جو بہت ہی اچھا ہو۔ ایسا کرنے سے تم دیکھو گے کہ جس کے اور تمہارے درمیان عداوت تھی وہ تمہارا انتہائی گہرا دوست بن چکا ہے۔ اور یہ بات اُن ہی کو حاصل ہوتی ہے جو صبر و استقلال سے کام لیتے ہیں اور یہ بات انہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

ضمنی / علامتی مطالبات زر برائے سال ۸۴-۱۹۸۵ء پر بحث و رائے شماری

جناب سپیکر: معزز خواتین و حضرات آج ہمارے پاس وزیر خزانہ کی طرف سے پیش کئے گئے ۴۲ مطالبات زر ہیں جنہیں آج ہی ہم نے نمٹانا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ۷ مطالبات زر پر ۸۰ کے قریب کٹوتی کی تحریکیں ہیں۔ میرے علم میں آیا ہے کہ کٹوتی کی کچھ تحریکیں پیش کرنے والے حضرات نے واپس لے لی ہیں۔ بہرصورت بقایا کو نمٹانے کے لئے جو طریق کار ہے آپ کی سہولت کے لئے میں وضاحت کر دیتا ہوں۔ ووٹنگ کا طریق کار یہ ہے کہ مطالبہ زر یا کسی تحریک پر رائے شماری حاصل کرنے کے لئے ایوان کے سامنے سوال پیش کریں گے۔ پھر کہیں گے کہ جو معزز ارکان اس کے حق میں ہیں وہ "ہاں" کہیں گے۔ اراکین جو اس کے حق میں ہوں گے وہ اونچی آواز میں "ہاں" کہیں گے۔ پھر جو معزز اراکین اس تحریک کے خلاف ہوں گے وہ اونچی آواز میں "نہیں" کہیں گے۔ اب اس "ہاں" "نہیں" سے سپیکر فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس کے خیال میں فیصلہ "ہاں" والوں کے حق میں ہے یا "نہیں" والوں کے حق میں۔ اس میں اگر کسی معزز رکن کو اعتراض ہو کہ فیصلہ کرنے میں عجلت سے کام لیا گیا ہے یا خلاف حقیقت ہے تو اس پر اعتراض اٹھایا جا سکتا ہے اس اعتراض کے بعد سپیکر "ہاں" کہنے والوں کو اپنی نشستوں پر کھڑا ہونے کے لئے کہیں گے۔ اور اس صورت میں سپیکر کا فیصلہ آخری اور حتمی ہوگا۔ اب جس مطالبہ زر کے ساتھ کٹوتی کی تحریک نہیں ہوگی تو اس مطالبہ پر کوئی بحث نہیں ہوگی بلکہ مطالبہ پر رائے شماری کی جائے گی جس مطالبہ پر کٹوتی ہوگی اس میں پہلے وزیر خزانہ مطالبہ زر پیش کریں گے۔ اس کے بعد سپیکر اس مطالبہ زر کو بعینہٖ دہرائیں گے۔ کٹوتی کی تحریک کے محرک کا نام پکارا جائے گا۔ اور وہ کٹوتی کی تحریک پیش کریں گے۔ سپیکر اسی انداز میں

کٹوتی کی تحریک دہرائیں گے اور اس کے بعد محرک اپنی کٹوتی کی تحریک کے حق میں تقریر کر سکیں گے اس کے بعد وزیر خزانہ اس کٹوتی کی تحریک کا جواب لیں گے اور اس کے بعد اس پر ایوان کی رائے لی جائیگی بعد ازاں اصل مطالبہ زر پر سوال پیش کیا جائے گا اور پھر رائے شماری ہو گی۔ مختصر الفاظ میں اس کا طریق میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔

ایک معزز رکن: ضمنی بجٹ پر بحث کے لئے جو ۱۷ ممبران کے نام رہ گئے تھے ان کا نمبر کب آئے گا؟

جناب سپیکر: آج کا order of the day میں صرف سپلیمنٹری بجٹ کی ڈیمانڈز پر رائے شماری ہو گی کٹوتی کی تحریکوں کو ایوان میں پیش کیا جائے گا۔ آج صرف یہی کارروائی ہو گی اس کے علاوہ کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔

جناب وزیر خزانہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

ایک ضمنی رقم جو اٹھاون ہزار ایک سو چالیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۱- افیون برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر: مطالبہ زر کی تحریک ہے کہ

ایک ضمنی رقم جو اٹھاون ہزار ایک سو چالیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۱- افیون برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! یہ مد ۱- افیون" کیا ہے۔ ہمیں اس کی سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ مولانا صاحب!

جناب وزیر خزانہ: ویسے تو ضرورت نہیں ہے۔ اگر مولانا صاحب نے دریافت فرمایا ہے تو اس کی وضاحت میرا فرض ہے۔

جناب سپیکر: ایک چیز میں معزز اراکین اسمبلی کی اطلاع کے لئے عرض کئے دیتا ہوں کہ جس مطالبہ زر پر کٹوتی کی تحریک نہ ہو اس کو explain کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے اور نہ اس پر بحث ہو سکتی ہے۔ وزیر خزانہ نے از خود اس کو explain کرنا ضروری خیال کیا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ وہ ارشاد فرمائیں۔

وزیر خزانہ: اس وقت پورے پاکستان میں صرف لاہور ہی ایک ایسا شہر ہے جہاں افیون کی ایک فیکٹری موجود ہے۔ پاکستان کے ادویہ ساز اداروں کو ادویات میں افیون استعمال کرنے کے لئے جس قدر افیون کا پاؤڈر یا گولیوں کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ آرڈر یہاں صوبائی حکومت کو بھیجتے ہیں اور ادویہ ساز اداروں کو صرف یہ افیون فراہم کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ

"ایک ضمنی رقم جو اٹھاون ہزار ایک سو چالیس روپے سے متجاوز نہ ہو۔ گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نمبر ۱ افیون برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر ۲۔

وزیر خزانہ: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"ایک ضمنی رقم جو نو لاکھ چھیالیس ہزار پانچ سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو۔ گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نمبر ۳ 'صوبائی آبکاری' برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: مطالبہ زر کی تحریک یہ ہے کہ

"ایک ضمنی رقم جو نو لاکھ چھیالیس ہزار پانچ سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نمبر ۳۔ "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس پہ کوئی cut motion نہیں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ

"ایک ضمنی رقم جو ۹ لاکھ چھیالیس ہزار پانچ سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نمبر ۳۔ "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر ۳:

وزیر خزانہ: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"ایک ضمنی رقم جو تیس لاکھ سینتیس ہزار پانچ سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر مد نمبر ۵ "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: مطالبہ زر یہ ہے کہ

"ایک ضمنی رقم جو تیس لاکھ سینتیس ہزار پانچ سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر

پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نمبر ۵، "جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس پر مخدوم زادہ سید حسن محمود کی طرف سے cut motion ہے۔ مخدوم زادہ صاحب cut motion پیش کریں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر یہ cut motion انگریزی میں ہے۔ کیا میں انگریزی میں پڑھ دوں بصورت مجھے اردو ترجمہ دیا جائے۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ حسن محمود صاحب کو اس کا اردو ترجمہ مہیا کیا جائے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر میری cut motion یہ ہے کہ

"پچیس لاکھ ننانوے ہزار دو سو اسی روپے کی کل رقم بسلسلہ شق نمبر ۵ اضافی رقم جو پودوں کی بیجائی درخت لگانے اور جنگلات کی بعض پیدائش پر متوقع اضافی اخراجات کو پورا کرنے کے لئے درکار ہے۔ اس میں ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے۔"

اس سلسلے میں یہ بحث لانا ضروری ہے کہ پودوں کی بیجائی، درخت لگانے اور جنگلات کی پیدائش کے شعبے میں مطلوبہ نتائج برآمد کرنے میں محکمہ جنگلات کی نااہلی کو۔۔۔۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب اس کو میں پہلے ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں اس کے بعد آپ تقریر فرما سکتے ہیں۔ یہ cut motion سید حسن محمود مخدوم زادہ صاحب کی طرف سے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو sub divide کیا گیا ہے۔

cut motion یہ ہے کہ۔

معہ پچیس لاکھ ننانوے ہزار دو سو اسی روپے کی کل رقم بسلسلہ شق نمبر ۵ اضافی رقم جو پودوں کی بیجائی درخت لگانے اور جنگلات کی بعض پیدائش پر متوقع اضافی اخراجات کو پورا کرنے کے

لئے درکار ہے۔ اس میں ایک سو روپے کی کمی کردی جائے۔"

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر میں حکومت کو اس امر سے مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ جنگلات حالانکہ ذریعہ آمدنی ہونا چاہیئے تھا مگر ہمیں جنگلات کی بے حد ضرورت ہے اور پودے ہم نے پہاڑوں اور میدانوں میں لگانے ہیں لیکن میرے تجربے اور مشاہدے میں آیا ہے کہ سب سے بڑی بددیانتی بھی اس محکمہ میں ہوتی ہے اور اس کی وجہ inefficiency اور supervision کا فقدان ہے اگر ایم پی اے حضرات اور ایم این اے حضرات کے ذمہ یہ فرائض لگا دیئے جائیں کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں جنگلات کی supervision کریں اور performance رپورٹ لیں اور چیک کرتے رہیں تو بے انتہا بددیانتی روکی جا سکتی ہے۔ مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ ہم نے ایک دورہ مری کا رکھا تھا اور اس میں جنگلات کی لکڑی کی audit objection آئی تھیں۔ تو محکمے والے کہنے لگے کہ جناب وہ لکڑی جو چھ سات لاکھ کیوبک فیٹ تھی خراب موسم کی وجہ سے اس پہ گلیشئر گر گیا۔ لہٰذا وہ لکڑی ضائع ہو گئی۔

جب glacier گلیشئر گرتا ہے تو اس کے ساتھ مزید لکڑی بھی تعمیر کاری کے دنوں میں گرتی ہے۔ ہم نے کہا وہ کہاں گئی۔ اسکا جواب نہیں تھا۔ اسی طرح پودوں کی تنظیم کا معاملہ ہے۔ ایک پودا گورنر صاحب یا چیف منسٹر صاحب بطور ceremony لگا دیتے ہیں بطور ceremony کے اور کہا یہ جاتا ہے کہ ۱۰ لاکھ پودے لگ چکے ہیں یا ۲۰ لاکھ لگ چکے ہیں۔ ہمیں تو کہیں ان پودوں کے نام و نشان نظر نہیں آتے۔ اتنے سالوں میں اتنے برسوں میں جتنے پودوں کے لگانے کا محکمہ جنگلات دعوے کیا ہے اگر اتنے پودے واقعی لگائے گئے ہوتے تو آج ہمارے میدان ہرے بھرے ہوتے اور ہمیں اس سے مستفید ہونے کا موقع ملتا۔ اس لئے میں نے یہ cut motion پیش کی ہے کہ میں گورنمنٹ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں کہ سب سے corrupt جنگلات کا محکمہ ہے۔ لکڑی افسروں کو دی جاتی ہے۔ لکڑی فروخت کی جاتی ہے کو نرخوں پہ دی جاتی ہے۔ آپ چھانگا مانگا کے جنگلات کو دیکھیں۔ مجھے بھی لکڑی کی ضرورت ہے

میں نے یہ سوال اس لئے نہیں اٹھایا کہ میں بھی سستی لکڑی لینے کا خواہشمند ہوں۔ لیکن آپ دیکھ لیں پورے حسابات چیک کریں اور اس پر آپ پوری توجہ مبذول کروائیں کہ اس ڈیپارٹمنٹ کی آمدنی کیا ہے اس لئے کہ آپ نے نہروں کے کنارے پر سڑکوں پر جو درخت ہیں وہ سب آپ نے محکمہ جنگلات کے حوالے کر دیئے ہیں۔ اور شیشم کے کئی درخت پچاس پچاس سال کے ہو چکے ہیں۔ ان کی لکڑی پختہ ہو چکی ہے۔ اگر آپ ریونیو بڑھانا چاہتے ہیں تو ان کی replacement کا انتظام کریں ورنہ وہ لکڑی خراب ہو جائے گی۔ اور آپ کی آمدنی ضائع ہو جائے گی۔ لہٰذا میں امید کرتا ہوں کہ اس بار جائیں ایم۔ پی۔ اے حضرات کو بھی اسی طرح inspect کا اختیار دیا جائے جس طرح آپ نے کہا ہے کہ وہ جیل inspect کر سکتے ہیں۔ وہ سکول inspect کر سکتے ہیں۔ ان کو یہ اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ جنگلات بھی inspect کر سکیں۔ حسابات بھی چیک کر سکیں اور درخت کی کٹائی میں supervision کر سکیں۔

وزیر قانون : جناب والا میں جناب کی وساطت سے . . . . . .

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب یہ تو وزیر قانون ہیں۔ وزیر جنگلات اس کا جواب دیں۔

وزیر قانون : میں عرض کروں گا کہ کوئی بھی وزیر جواب دے سکتا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : وہ تو مجھے معلوم ہے۔ یا تو آپ یہ کہیں کہ وزیر جنگلات جواب نہیں دے سکتے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

آپ Legislative Bill pilot کر سکتے ہیں۔ جس وزیر نے جواب دینا ہے وہی جواب دیں۔

وزیر قانون : میں عرض کروں گا کہ اس پر فاضل ممبر دوبارہ speech نہیں کر سکتے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا میں یہ اعتراض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ ان کو اپنا نقطہ نظر پیش کرنے دیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : وہ وزیر قانون ہیں۔

جناب سپیکر : آپ کسی پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بول رہے جس پر میں اپنی رولنگ دوں۔ حکومت کا نکتہ نظر پیش کرنے کے لئے وزرا میں سے کوئی بھی وزیر حکومت کا نکتہ نظر پیش کر سکتا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون : جناب والا مخدوم زادہ صاحب کہیں تو تمام وزرا کرام اسی بات پر اپنا نکتہ نظر پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن مہربانی کر کے آپ نے اس پر رولنگ دے دی ہے۔

جناب والا میں عرض کرنا چاہوں گا جناب کی وساطت سے کہ پارلیمانی پریکٹس میں Supplementary Budget جس کو ہم ضمنی بجٹ کہتے ہیں جو sanctioned amount یا voted amounts ہوتے ہیں۔ سال کے دوران جاری شدہ منصوبہ جات یا unforeseen expenditure کے طور پر کچھ رقوم کی حکومت کو ضرورت پڑتی ہے تو چونکہ بجٹ منظور ہو چکا ہوتا ہے اس لئے Finance department سے اس تجویز کو دوبارہ process کروا کر مزید رقم حاصل کر لی جاتی ہے اور اگلا بجٹ شروع ہونے سے پہلے بطور ضمنی بجٹ کے مطالبات زر کی شکل میں اگر پارلیمنٹ موجود ہو اسمبلی موجود ہو تو اسمبلی سے اسکو منظور کروایا جاتا ہے۔ پارلیمانی پریکٹس میں جناب والا ضمنی بجٹ ایک routine ہوتا ہے ویسے بھی کٹ موشن اور دیگر ضروری باتیں جیسے تردید ہے یا اس پر تنقید ہے وہ main budget کیلئے مختص کر لی جاتی۔ ہم مخدوم زادہ صاحب کی تجویز کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی تجاویز بہت اچھی ہیں۔ جو تجربہ انہوں نے سابقہ دور کا یہاں پیش کیا ہے اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ مر ہی گئے اور گلبشیر کے نیچے کئی لاکھ مکعب فٹ لکڑی کے دب جانے کا کیس ملاحظہ کیا۔ یہ بہت پرانی بات ہے۔ اب انشاءاللہ نہ ایسا ہوتا ہے اور نہ آئندہ ہوگا کوئی شخص بھی اب اس جگہ لکڑی میں ہیرا پھیری نہیں کر سکے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایم۔ پی۔ اے اور ایم۔ این۔ اے حضرات پر مشتمل آپکے تعاون سے جو

کمیٹی بنائی جا رہی ہے انشاء اللہ ان کو اختیار ہوگا کہ وہ ان کی رپورٹیں چیک کریں۔ ان کی کارکردگی چیک کریں۔ بلکہ آپ کی ان تجاویز کو ہم نے نوٹ کر لیا ہے انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ اپنے ممبران کو مکمل طور پر اس کے اختیارات دے کر جو کوتاہیاں اور ناجوازیاں اس محکمہ میں موجود ہیں وہ رفع کی جائیں۔

جناب والا جہاں تک ان اضافی مطالبات زر کا تعلق ہے میں عرض کروں گا کہ جب گزشتہ سال ۸۵ - ۱۹۸۴ کا بجٹ بنا تو main heads محکمہ جنگلات کے لئے aforestation اور regeneration کے تھے۔ aforestation کا مطلب نیا جنگل لگانا ہوتا ہے اور regeneration کے تحت پرانے جنگل کو کاٹ کر دوبارہ اسی جگہ کاشت کرنی ہوتی ہے۔ اس کے لئے بہت لمبا plan ہمارے پاس موجود تھا جس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ پاکستان بننے کے بعد ہمارے پاس تقریباً کوئی ڈیڑھ لاکھ ایکڑ رقبہ جنگلات کی شکل میں تھا لیکن اب مسلسل اور متواتر کوشش سے اور ہمارے میدانی زمین اور موسمی حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے ہم نے جنگلات میں اضافہ کیا ہے۔ پنجاب کی زمین ماسوائے پہاڑی علاقوں کے جنگلات کے لیے بہترین تصور نہیں کی جاتی۔ اس لیے کہ وہ موسمی حالات کی زد میں آتے ہیں۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ تین لاکھ ۶۶ ہزار ایکڑ سے بھی زائد رقبہ اب جنگلات کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ گذشتہ سال بھی اس مقصد کے لیے ۲ کروڑ ۶۵ لاکھ روپے کی رقم ڈیمانڈ کی گئی تھی۔ تاکہ جنگل لگانے اور پرانا جنگل کاٹ کر اس کی بجائے نیا جنگل لگایا جائے۔ اور یہ پندرہ سالہ منصوبہ تھا۔ وسائل کی کمی کی وجہ سے اور ان حالات کی وجہ سے جن کے تحت میں Development کے لیے یا نئے ڈویلپمنٹ بجٹ کے لیے سنٹرل گورنمنٹ سے فنڈ نہ ملنے میں اس میں کمی کی وجہ سے ہمیں ۲ کروڑ ۲۵ لاکھ روپے جنگلات کے لیے ملے یعنی ۴۰ لاکھ روپے اس میں سے کم ملے محکمہ نے اپنی efficiency سے ۴۰ لاکھ ۷ سو کچھ روپے اپنے ہیڈ سے بچت کر کے اس کمی کو پورا کیا اور ۲۵ لاکھ روپے کی کمی اس کے باوجود رہی۔ بعد میں فنانس ڈیپارٹمنٹ کو دوبارہ Reqwest

کی گئی کہ اس long term plan کو اگر درمیان میں چھوڑ دیا گیا تو اس کے بہت زیادہ نقصانات ہوں گے اس لیے یہ رقم اگر وسائل موجود ہوں تو ۲۵ لاکھ روپیہ مزید دیا جائے۔ میں جناب سپیکر آپ کے توسط سے فاضل ممبران سے گزارش کروں گا کہ باقاعدہ چھان بین کر کے اس مطالبہ کو فنانس ڈیپارٹمنٹ نے منظور رکھا اور آج یہ مطالبہ ہاؤس کے سامنے رکھا جا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ان تجاویز کا تعلق ہے ہم ان پر نہ صرف غور کریں گے بلکہ کوشش کریں گے کہ مخدوم زادہ صاحب کی ان تجاویز کو قابل قدر سمجھتے ہوئے ہم ان پر عمل کریں۔ میں یہ بھی عرض کر دوں گا ضمنی بجٹ میں کئی ایک چیزیں ایسی بھی ہوتی ہیں ضمنی بجٹ پر جنرل بحث کے دوران نکتہ چینی بھی ہوئی۔ فاضل ممبران نے یہاں تک کہا کہ ضمنی بجٹ کی شکل میں ایک بچے کو ان کی گود میں ڈال دیا گیا ہے میں فاضل ممبران کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ بچہ نالائق سہی لیکن ناجائز بالکل نہیں اور نالائق بچے کو بہر حال گھر سے نکال نہیں دیا جاتا بلکہ اس کی اصلاح کی جاتی ہے۔ یہ ضمنی بجٹ موجودہ کیبنٹ یا موجودہ گورنمنٹ کی اپنی کارکردگی کا ثبوت نہیں ہے آپ حضرات سے گزارش ہے کہ نیا بجٹ آپ کے سامنے ہے آپ کے اعتماد۔ آپ کے متفق اور مشفقانہ فیصلوں کے لیے آپ سے استدعا کریں گے۔ ابھی ہم ابتدا کر رہے ہیں آگے اتفاق اور اتحاد کی ضرورت ہے۔

جو لوگ باہر بیٹھ کر سوچتے ہیں اور خواہشات رکھتے ہیں کہ یہ ہاؤس آپس میں لڑ جھگڑ کر اس تجربے کو ناکام بنا دے گا اور ان کی امیدیں بر آئیں گی تو وہ غلط توقعات لے کر بیٹھے ہیں، ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جو کچھ ہوا ہے آپ کی عزت افزائی کے لئے ہوا ہے اور آپ پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے یہ ضمنی بجٹ آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے ورنہ جیسا کہ کہا گیا کئی مدیں ایسی بھی تھیں جو گورنر صاحب سے authenticate کروا لیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس کے استحقاق پر ایک ڈاکہ ہوتا۔ اگر ہم کچھ چیزیں چھپاتے تو یہ ہاؤس کے ساتھ زیادتی ہوتی۔ ہم نے تمام مطالبات آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ ہم اس کیلئے تیار نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس لئے میں عرض کروں گا کہ یہ مطالبات جو ہم ضمنی بجٹ کی شکل میں آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں

یہ وہ خرچ شدہ رقوم ہیں جنہیں باقاعدہ طور پہ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے Vetting کروا کر اور چیک کروا کر آپ سے منظوری کی جا رہی ہے یہ رقوم خرچ شدہ ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس مطالبہ زر کو منظور کیا جائے میں آپ کی اجازت سے اپنے فاضل دوست سے استدعا کروں گا اور مجھے امید ہے کہ اس وضاحت کے بعد وہ اس تحریک کو پریس نہیں کریں گے آپ کی تمام باتوں پہ ہم انشاءاللہ عمل کریں گے اور اپنی پوری کوشش کریں گے کہ ان پہ عمل درآمد ہو۔

ایک فاضل ممبر:۔ ایک سو روپیہ کی کمی کر دی جائے"، اس کا مطلب کیا ہے؟

وزیر قانون: جناب والا، ہم ان سے میٹنگ کر لیں گے۔ اپنے فاضل ممبر سے میں پھر گزارش کروں گا کہ وہ اپنی موشن واپس لے لیں۔

MAKHDUMZADA SYED HASAN MAHMUD : I do not press the motion.

نعرہ ہائے تحسین۔

جناب سپیکر ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مطالبہ زر میں یہ ٹوکن ہے۔ اس کا تھوڑا سا آپ مطالعہ فرمایئے گا۔ آپ کو یہ سب باتیں معلوم ہو جائیں گی۔

مخدوم زادہ صاحب نے تاریسٹ اپنی اپنی کٹ واپس لے لی ہے۔ وہ رائے شماری پر اصرار نہیں کرتے ہیں۔ یہ کٹ موشن اب ختم ہو گئی ہے۔ اس لئے میں اصل مطالبہ زر کو پیش کرتا ہوں۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

۔ ایک ضمنی رقم جو چونتیس لاکھ سینتیس ہزار پانچ سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۵ - جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

تحریک منظور کی گئی۔

نعرہ ہائے تحسین

وزیر خزانہ - (مطالبہ نمبر ۴) میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"ایک ضمنی رقم جو پچیس کروڑ پانچ لاکھ اٹھانوے ہزار تین سو پچاس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۱۰ - نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"ایک ضمنی رقم جو پچیس کروڑ پانچ کروڑ اٹھانوے ہزار تین سو پچاس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۱۰ - نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

اس مطالبہ زر پر محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ کی cut motion ہے اور اس کے ساتھ ہی مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب اور سردار زادہ ظفر عباس صاحب کی مشترکہ کٹ موشنز ہیں۔

وزیر قانون - اس پر مسز نجمہ تابش الوری کی ایک ہی cut motion ہے۔

جناب سپیکر - مطالبہ نمبر ۴ پر ۲ cut motions ہیں اور ان کے movers ہیں مسز نجمہ تابش الوری صاحبہ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب سردار زادہ ظفر عباس صاحب کی طرف سے joint ہے - پھر مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی طرف سے exclusive ہے اس

پر جناب راجہ محمد خان صاحب کی طرف سے ہے۔ پھر اس پر ایک مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی طرف سے ہے۔ سید حسنات احمد صاحب چوہدری اصغر علی صاحب کی طرف سے joint ہے۔ پھر مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب اور سردار زادہ ظفر عباس صاحب کی طرف سے ایک کٹ موشن ہے۔ اس پہ راجہ خلیق اللہ خان صاحب کی طرف سے کٹ موشن ہے۔ پھر اس کی شق نمبر ۵ پر مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی طرف سے کٹ موشن ہے اور شق نمبر ۷ پر مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب اور سردار زادہ ظفر عباس کی طرف سے joint cut motions ہیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا کی اجازت سے میں یہ عرض کر دوں کہ اس میں سے کچھ cut motions ہیں یا ان کی جو joint موشنز ہیں اور وہ انہوں نے واپس لے لیں پہلے وہ one by one move کریں۔

Then we will reply jointly to all the cut motions pertaining to the Head under General Administration"

میرے فاضل دوست مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب شاید اسوقت متوجہ نہ تھے ۱ - ۱۶ - ۲۰ cut motion nos کے علاوہ جس میں سے ایک ہو چکی ہے - ۱۶ - ۲۰ بقایا ہیں اس کے علاوہ باقی cut motions مخدوم زادہ صاحب نے withdraw کر لی ہیں اس لئے ان سے اس بارہ میں confirm کر لیا جائے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ کٹ موشنز آئیں گی جو میں نے واپس لینی ہونگی میں کہونگا کہ میں واپس لیتا ہوں پریس نہیں کرتا procedure اپنی جگہ ہونا چاہیے۔ کہ میں cut motion واپس لیتا ہوں کونسی واپس نہیں لیتا۔

جناب سپیکر۔ محترمہ نجمہ تابش تالوری صاحبہ

محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ۔ جناب والا میں تحریک تخفیف زر کی تحریک پیش کرتی ہوں

رو کہ ۲۵ کروڑ ۵ لاکھ ۹۸ ہزار ۳ سو پچاس کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر ۱۰ نظم و نسق عامہ کم کر کے ایک روپیہ کر دی جاتے۔"

جناب سپیکر ۔ تخفیف زر کی تحریک یہ ہے کہ ۔

"۲۵ کروڑ ۵ لاکھ ۹۸ ہزار ۳ سو پچاس روپے کی کل رقم بسلسلہ (مد نمبر ۱۰) نظم و نسق عامہ کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے ۔

محترمہ مسز نجمہ تابش الوری ۔ مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے

امن و عامہ کی صورت حال میں ابتری انتظامیہ میں بدعنوانی اور نا اہلی مارشل لاء اور سول حکومت کا دوعملی نظام فوراً ختم کیا جائے چونکہ اس سے بداعتمادی میں اضافہ ہو رہا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ میرے خیال یہ تمام کٹ موشنز آجانے کے بعد آپ اس کا جواب دینا پسند کریں گے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا آپ پہلے کٹ موشنز کے علاوہ موشنز مو کرالیں ۔

جناب سپیکر ۔ پہلے cut motion move کرالیں ۔ بالکل درست ہے ۔ محترمہ تابش الوری صاحب آپ اس پر بات کر چکی ہیں ۔

محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ ۔ نہیں جناب سپیکر جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ تمام کٹ موشنز پیش کرنے کے بعد پھر اس پر بات کی جائے گی

جناب سپیکر ۔ نہیں ۔ آپ اپنی cut motion پر بات کیجئے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا آپ پہلے motion move کرالیں اس کے بعد turn by turn آنی چاہیں move تمام ہو جائیں ورنہ آپ کو دیر لگے گی اور پھر Reptition بھی ہو گی ۔

جناب سپیکر۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی اس کو بنشانے کے لئے تجویز ہے اور اس میں آپ کی کیا رائے ہے۔

(آوازیں ٹھیک ہے۔)

محترمہ آپ تشریف رکھیے اس کے بعد مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی یہ cut motion joint ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود — میں اس کو پریس نہیں کرتا

سردار زادہ ظفر عباس — میں بھی اس کو پریس نہیں کرتا

جناب سپیکر۔ مخدوم زادہ صاحب کی طرف سے اس پر ایک cut motion ہے

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ میں اسکو بھی پریس نہیں کرتا

جناب سپیکر۔ مخدوم زادہ صاحب اسکو پریس نہیں کرتے ہیں۔ راجہ محمد خالد صاحب کی طرف سے ہے۔

راجہ محمد خالد۔ میں تحریک تخفیف زر پیش کرتا ہوں کہ۔

"کہ ۲ کروڑ ۱۵ لاکھ ۷۹ ہزار ۲ سو اسی روپے کی رقم بسلسلہ شق (۸) یکمشت رقم جو مارشل لاء انتظامیہ پر اٹھنے والے اخراجات کے لئے وفاقی حکومت کو ادا کرنی مطلوب ہے اس میں کمی کر کے اسے ایک روپیہ کر دیا جائے"

جناب سپیکر۔ یہ تخفیف زر کی تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"۲ کروڑ ۱۵ لاکھ ۷۹ ہزار ۲ سو اسی روپے کی رقم بسلسلہ شق (۸) یکمشت رقم جو مارشل لاء انتظامیہ پر اٹھنے والے اخراجات کے لئے وفاقی حکومت کو ادا کرنی مطلوب ہے اس میں کمی کر کے اسے ایک روپیہ کر دیا جائے"

کٹ موشن نمبر ۲ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی طرف سے شق نمبر ۸

cut motion ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر۔ اس cut motion کو اس انداز میں لیا جائے گا as if it is not moved یعنی یہ move نہیں کی گئی۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جی ہاں

جناب سپیکر۔ سید حسنات احمد اور چوہدری اصغر علی صاحب کی طرف سے ہے آپ حضرات میں سے کون صاحب اسے move کرنا پسند کریں گے۔

سید حسنات احمد۔ جی میں move کروں گا۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے سید حسنات احمد صاحب اسے move کریں

سید حسنات احمد۔ جناب سپیکر میں یہ cut motion move کرتا ہوں

میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"۲ کروڑ ۱۵ لاکھ ۹۷ ہزار ۲ سو اسی روپے کی رقم بسلسلہ شق (۸) یکمشت رقم جو مارشل لاء انتظامیہ پر اٹھنے والے اخراجات کے لئے وفاقی حکومت کو ادا کرنی مطلوب ہے۔ اسے حذف کر دیا جائے"

جناب سپیکر۔ اور چوہدری اصغر علی صاحب کی طرف سے یہ joint cut motion ہے اسے سید حسنات احمد صاحب نے پیش کیا ہے جو یہ ہے۔

تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"۲ کروڑ ۱۵ لاکھ ۲ سو اسی روپے کی رقم بسلسلہ شق (۸) یکمشت رقم جو مارشل لاء انتظامیہ پر اٹھنے والے اخراجات کے لئے وفاقی حکومت کو ادا کرنی مطلوب ہے۔ اسے حذف کر دیا جائے"

سیّد حسنات احمد اور چوہدری اصغر علی صاحب کی طرف سے یہ joint تحریک تھی اور اسے سیّد حسنات احمد نے پیش کیا۔ اس کے بعد مخدوم زادہ سیّد حسن محمود صاحب اور جناب عثمان ابراہیم صاحب کی طرف سے cut motion No. 8 ہے آپ میں سے کون صاحب اسے move کرنا چاہیں گے۔

مخدوم زادہ سیّد حسن محمود۔ جناب والا میں اسے پیش نہیں کرتا۔

جناب سپیکر۔ عثمان ابراہیم صاحب آپ move کریں گے۔

جناب عثمان ابراہیم۔ جناب والا۔ میں اسے move کروں گا۔

جناب سپیکر۔ جی۔

جناب عثمان ابراہیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"۱۱ لاکھ ۵۹ ہزار ۴ سو چالیس روپے کی رقم بسلسلہ شق (۱۴) اضافی رقم جو کہ محکمہ صحت میں متوقع زائد اخراجات پورا کرنے کے لئے مطلوب ہیں اس میں سے ایک سو روپے کم کر دیئے جائیں۔"

جناب سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"۱۱ لاکھ ۵۹ ہزار ۴ سو چالیس روپے کی رقم بسلسلہ شق (۱۴) اضافی رقم جو محکمہ صحت میں متوقع زائد اخراجات کو پورا کرنے کیلئے مطلوب ہیں اس میں سے ایک سو روپے کم کر دیئے جائیں۔"

جناب سپیکر۔ اب اس پر ایک اور joint cut motion مخدوم زادہ سیّد حسن محمود صاحب اور سردار ظفر عباس صاحب کی طرف سے cut motion نمبر 9 ہے۔

سردار زادہ ظفر عباس۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"۴ لاکھ ۴۱ ہزار روپے کی رقم بسلسلہ شق (۱۹) محکمہ اوقاف میں شعبہ ناظم صلوٰۃ

کا قیام میں سے ایک سو روپے کم کر دیئے جائیں۔"

جناب سپیکر۔ سردار زادہ ظفر عباس صاحب نے یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"۲ لاکھ ۴۱ ہزار روپے کی رقم بسلسلہ شق (۱۶) محکمہ اوقاف میں شعبہ ناظم صلوٰۃ

کا قیام میں سے ایک سو کم کر دیئے جائیں۔"

مسٹر سپیکر: اب اسی پر راجہ خلیق اللہ خاں صاحب کی طرف سے cut motion ہے۔

راجہ خلیق اللہ خاں: جناب والا - مبلغ ۱۴ کروڑ ۹۵ لاکھ روپیہ کی سنٹرل گورنمنٹ نے ادائیگی منظور کر لی ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اسے پریس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اسے واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: راجہ خلیق اللہ خاں صاحب کی طرف سے یہ motion اس انداز میں ہو گی کہ۔

اب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی طرف سے ایک cut motion نمبر ۱۱ ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا۔ میں اسے move نہیں کرتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یہ کٹ موشن بھی اس انداز میں take up کی جائے گی کہ مخدوم زادہ صاحب نے اسے move نہیں کیا۔

کٹ موشن نمبر ۱۲

جناب سپیکر: اب پھر مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب اور سردار ظفر عباس صاحب کی طرف سے ایک cut motion ہے۔ آپ میں سے کون صاحب move کرنا چاہیں گے۔ یہ نمبر ۱۲ پر ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا۔ میں move نہیں کرتا۔ سردار صاحب کریں گے۔

سردار زادہ ظفر عباس : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ۔

"۱۵ لاکھ ۹۷ ہزار روپے کی رقم بسلسلہ مطالبہ (۲۷) زائد رقم جو محکمہ انسداد رشوت ستانی پر متوقع زائد اخراجات کو پورا کرنے کے لئے درکار ہے اسے کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے "۔

جناب سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے کہ :۔

"۱۵ لاکھ ۹۷ ہزار روپے کی رقم بسلسلہ مطالبہ (۲۷) زائد رقم جو محکمہ انسداد رشوت ستانی پر متوقع زائد اخراجات کو پورا کرنے کے لئے درکار ہے اسے کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے "۔

جو cut motion پیش کی گئی ہیں ان پر اب mover حضرات اپنی بات کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔ لیکن ایک امر پیش نظر رہے کہ ابھی ہم ڈیمانڈ نمبر ۲۷ پر ہیں اور کل ۴۴ ڈیمانڈز ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میں آج ٹھیک ایک بجے اس نشست کو ملتوی کرنا ہے اور اس سے پہلے ۱۲ بجے اس پر Guillotine apply کرنا ہوگا۔ اس لئے ہم نے بارہ بجے سے پہلے پہلے ان demands اور cut motions کو نپٹانا ہے۔

جناب محمد رفیق : جناب سپیکر۔ ایک ہی بار ہاں کروا لیجئے۔

جناب سپیکر : محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ۔

محترمہ نجمہ تابش الوری : جناب والا ۔ میں اپنی تمام cut motions واپس لیتی ہوں۔

جناب سپیکر : محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ نے اپنی cut motion واپس لینے کی درخواست کی ہے ۔ ہاؤس کی طرف سے اس پر اجازت کی ضرورت ہے ۔ کیا ہاؤس ان تحاریک کو واپس لینے کی اجازت دیتا ہے؟

آوازیں : اجازت ہے۔

جناب سپیکر : راجہ محمد خالد خان۔

راجہ محمد خالد خان (جہلم) مسئلہ زیر بحث لانا مقصود ہے کہ مارشل لاء، جمہوریت کا قاتل ہے۔ مارشل لاء حکومت آمریت کی جانب گامزن ہوتی ہے مارشل لاء سے آمریت جنم لیتی ہے۔ مارشل لاء اخلاقی قدروں اور بنیادی حقوق کو پامال کرتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر۔

میری صدا کو دبانا تو خیر ممکن ہے

مگر حیات کی للکار کون روکے گا۔

فصیل جبر و آہن بہت بلند سہی

بدلتے وقت کی رفتار کون روکے گا۔

جناب والا۔ اس ملک کو آزادی حاصل کئے ۳۸ برس بیت چکے ہیں۔ اس ملک کی بدنصیبی جانیئے، اس کے رہنے والوں کی بدنصیبی جانیئے۔ جنہیں اس کی دور حیات کا نصف سے زائد عرصہ مارشل لاء کی چھتری کے نیچے گزارنا پڑا۔ اور زبان دم گفتگو بھی گزار رہے ہیں۔ آخر ہم یہ سب کچھ کیوں کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود کہ اسلام کے نام پر ریفرنڈم کرا کے صدر مملکت خود کو آئندہ پانچ سال کی مدت کے لئے صدر منتخب کر چکے ہیں۔ اپنی خواہش کے مطابق الیکشن بھی کروا دیئے ہیں۔ آئین کو بھی اپنی مرضی کے مطابق جو شکل دینا چاہی وہ دے دی۔ وزیر اعظم کو بھی نامزد کر دیا سیاسی اسیروں کی رہائی بھی عمل میں لائی جا چکی ہے یہاں پر میں یہ بات کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سیاسی اسیروں نے رہائی کے بعد کوئی قانون شکنی نہیں کی ہے۔ ان حالات میں امور مملکت کا بدستور مارشل لاء کے تحت چلایا جانا کیا بات ثابت کرتا ہے یا تو موجودہ حکمران اپنے اقتدار میں کسی قسم کی کمی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور یا پھر ملک میں ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں۔ کہ اب انہیں سول طریقوں سے چلانا ممکن ہی نہیں رہا ہے۔ آٹھ سال کے بعد مارشل لاء حکومت اپنے سربراہ، وزیر اعظم، وزراء اعلیٰ کو منتخب کرنے کے باوجود اپنے آپ کو مجبور پا رہی ہے

کہ مارشل لار کے لامحدود اختیارات کے تحت کام کرے۔ جناب والا کیا یہ اس امر کا کھلا اعتراف نہیں ہے کہ مارشل لار حکام آٹھ سال کا عرصہ گزارنے کے باوجود اس طویل مدت میں حالات کو اس قابل تو کیا بناتے کہ اقتدار ایک منتخب سول حکومت کو منتقل کر دیتے وہ خود کو بھی ایک سول حکومت میں تبدیل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں۔ اب مارشل لار اٹھانے کا وقت تیزی کے ساتھ گزر رہا ہے۔ جناب والا۔ پاکستان ایک امیر ملک نہیں ہے۔ جو بیک وقت مارشل لار پارلیمنٹ اور اسلامی نظام کے تین انتظامی ڈھانچوں کے اخراجات برداشت کر سکے۔ ایک مارشل لار ہی کافی تھا۔

جناب والا میں یہ کہنے کی بھی جسارت کروں گا کہ دنیا میں کونسا مارشل لار چلانے کے لئے اسمبلیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور یا یوں کہہ لیجئے کہ کون سی اسمبلیوں کو چلانے کے لئے مارشل لا کی ضرورت ہوتی ہے مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ انتخابات کے نتائج عوام کی توقعات پر پورا اترتے نظر نہیں آ رہے ہیں۔ کہیں ان کی یہ خواہش تشنہ تکمیل ہی نہ رہ جائے کہ ووٹ ڈال کر مارشل لار سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ مارشل لار کو بلا جواز بہت جلد اٹھا لیا جائے۔ کیوں کہ مارشل لار جمہوریت کا قاتل ہے مارشل لا اخلاقی قدروں کو پامال کرتا ہے مارشل لار آمریت کو جنم دیتا ہے۔ مارشل لار بنیادی حقوق کو سلب کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی جناب میں اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون صاحب۔ آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر قانون: میرا خیال ہے کہ کوئی اور Mover بات کرے کیونکہ ایک ہی چیز ہے۔ پھر ایک دفعہ سب کا جواب دیں گے۔ پھر سب پر ایک ہی دفعہ ووٹنگ ہو جائے گی۔ وقت بچ جائے گا۔ اگر آپ مناسب خیال کریں تو اس مد پر جو اگلا mover ہے وہ اپنے خیالات کا اظہار کرے۔ تاکہ اس بارے میں بار بار repetition نہ ہو۔

جناب سپیکر: درست ہے۔ سید حسنات احمد صاحب۔

سید حسنات احمد) جناب سپیکر - میری cut motion جو کہ میں
نے پہلے پڑھ کر سنا دی ہے ۔ اس کے متعلق میں نے ایک دو گزارشات کرنی ہیں ۔
سب سے پہلے میری گزارش ہے کہ جس ملک میں بھی یا جس جگہ بھی آرمی کو بلایا جائے
یا وہ اگر آئے ۔ اس کے دو طریقے ہوتے ہیں ۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ جب ڈسٹرکٹ
مجسٹریٹ کو اس چیز کی ضرورت پڑے کہ کسی جگہ پر آرمی کے کچھ آدمی آجائیں
کیونکہ جتنی موجود پولیس ہے وہ غالباً کم ہوتی ہے ۔ تو اس سلسلہ میں
civil procedure code میں درج ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اپنے دائرہ
اختیار کے اندر آرمی کو بلا سکتا ہے تاکہ جو ان کو مخصوص کام دیا گیا ہے ۔ وہ
پورا ہو جائے تو پھر وہ اس کو واپس بھیج سکتا ہے ۔ تو اس صورت میں وہ جو
چارج ہوتا ہے جتنی تنخواہیں یا الاؤنسز آرمی پر سال کے ہوتے ہیں وہ
قانون کے تحت پراونشل گورنمنٹ کو ادا کرنے پڑتے ہیں ۔ دوسرا طریقہ ہے
کہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر حالات دیکھتے ہوئے آرمی کو بھیجے ایسی صورت
میں یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ پراونشل گورنمنٹ نے آرمی کو اگر نہیں بھی بلایا ہے
تب بھی سارے اخراجات اس پر ڈالے جائیں یعنی یہ ایک پریکٹیکل چیز ہے
کہ اگر خود آرمی کو پراونشل گورنمنٹ نے بلایا ہے تو اس کو اخراجات ، الاؤنسز
اور روپے ضرور دینے چاہئیں ۔ اور اگر آرمی خود بخود آجائے ۔ تو وہ چونکہ
ایک سنٹرل سبجیکٹ ہے وہ تنخواہ سنٹر سے لیتے ہیں ۔ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر
بھی سنٹرل گورنمنٹ کا سربراہ ہوتا ہے اس لئے ہونا یہ چاہیئے کہ یہ رقم
بھی سنٹرل گورنمنٹ ادا کرے ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے صوبے
کا بجٹ اور ضمنی بجٹ یا سالانہ بجٹ بڑا محدود ہے ۔ پنجاب گورنمنٹ نے کوئی

نیا ٹیکس نہیں لگایا ہے۔ ان کے ذرائع بھی محدود ہیں۔ اس کے برعکس سنٹرل گورنمنٹ کے ذرائع کافی حد تک بہت زیادہ ہیں۔ انہوں نے نئے ٹیکس بھی لگائے ہیں۔ اور لگا سکتے ہیں۔ اس لئے اتنی خطیر رقم بجائے صوبائی گورنمنٹ پر ڈالنے کے یہ چاہئے کہ پراونشل گورنمنٹ سفارش کرے کہ یہ رقم مہربانی کر کے سنٹرل گورنمنٹ ادا کرے۔ کیوں کہ ہم نے نہ کسی کو یہاں پہ آنے کی دعوت دی ہے۔ اور نہ ہی ہماری وجہ سے آدمی یہاں پر آئی ہے۔ تو میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جس طرح آپ نے ابھی ایک procedure بتا دیا ہے کہ پریذیڈنٹ صاحب کا انتخاب ہوا تھا، ریفرنڈم ہوا تھا اس کے لئے پہلے یہاں رقم رکھی گئی تھی لیکن بعد میں پراونشل گورنمنٹ کی تحریک پر انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ ساری رقم سنٹرل گورنمنٹ ادا کرے گی میں یہ ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ آدمی کو ان چیزوں پر نہیں سوچنا چاہئے کہ یہ صوبہ پنجاب ہے یا سندھ ہے یہ بلوچستان ہے۔ لیکن کچھ حقیقتیں ایسی ہیں جن کو آدمی نظر انداز نہیں کر سکتا میں نے جس طرح سے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ ہم میں اور سنٹر میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن کچھ پاورز سنٹر کی ہیں اور کچھ پراونشل گورنمنٹ کی ہیں۔ میں ضمناً ایک چھوٹی سی عرض کروں گا ابھی تین چار دن ہوئے یہاں لائسنسز کا ذکر آیا تھا تو چیف منسٹر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ ہم یہ کیس بنا کر سنٹرل گورنمنٹ کو بھیج دیں گے۔ حالانکہ یہ سارا کام پراونشل گورنمنٹ کا ہے اس کا سنٹرل گورنمنٹ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

وزیر اعلیٰ صاحب خود ایک نہیں سو لائسنسوں کا آرڈر جاری کر سکتے ہیں۔ ہوم سیکرٹری پنجاب آرڈر جاری کر سکتے ہیں۔ ان کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ایک سو

کی بجائے ایک ہزار لائسنس جاری کر سکتے۔ ان کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ایک سو کی بجائے ایک ہزار لائسنس جاری کر سکتے ہیں۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جو کام ہمارے ذمہ ہیں وہ ہم کریں۔ جو وفاقی حکومت کے ہیں وہ وفاقی حکومت کرے (نعرہ ہائے تحسین)۔

اس کے علاوہ جہاں تک ایم۔ این۔ اے۔ صاحبان کا تعلق ہے۔ بڑی خوشی سے مرکزی حکومت وہاں سے ہدایات دے اور ہوم سیکرٹری کو لکھ کر بھیجیں کہ ہر ایم۔ این۔ اے کو دس لائسنس دے دیں۔ اس کے علاوہ سینٹ کے ممبران کے متعلق میری گزارش ہے کہ سینٹ کے ممبران کا حلقہ انتخاب تو یہی ہے . . . .

مسٹر سپیکر: رولز کے مطابق آپ کو اپنی cut motion پر بات کرنی چاہئیے اور آپ اپنے آپ کو متعلقہ cut motion پر confine کریں۔

سید حسنات احمد: ٹھیک ہے جناب

وزیر قانون: جناب سپیکر میں جناب کی توجہ اس جانب دلانا چاہوں گا کہ زیر بحث مسئلہ پر ہی اپنے آپ کو محدود رکھنا چاہیئے۔

سید حسنات احمد: میں نے جناب پہلے ہی مان لیا ہے۔

وزیر قانون: کہ غیر ضروری اخراجات کو کس طرح سے کم کیا جا سکتا ہے۔

مسٹر سپیکر: یہ بات ہو گئی ہے۔

سید حسنات احمد: جناب والا میری گزارش پھر یہی ہے کہ یہ خرچ جو رکھا گیا ہے جہاں تک صوبائی حکومت کا تعلق ہے اس کو بالکل حذف کر دیا جائے اور مرکزی حکومت سے گزارش کی جائے کہ اس خرچے میں ہمارا آپ کے ساتھ کوئی

تعلق نہیں لہذا یہ خرچہ وہ خود برداشت کریں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے پاس اپنے اور ضروری کام ہیں۔ ہمیں یہاں پینے کے لئے پانی نہیں ملتا اس کے علاوہ اور بہت سی تکلیفات ہیں۔ اگر یہی روپیہ گاؤں کے لوگوں کی بہبود کے لئے بھیجا جاتے تو غریب آدمیوں کا فائدہ ہو جائے گا اور پھر مرکزی حکومت کے لئے اتنی رقم ادا کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میں نے بس یہی گزارش کرنی تھی۔

مسٹر سپیکر۔ شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ عثمان ابراہیم صاحب۔

جناب عثمان ابراہیم۔ جناب والا مسئلہ یہ ہے کہ افسران کی بیرون ملک طبی علاج پر بھاری اخراجات کو زیر بحث لایا جاتے۔ جناب سپیکر اس آئیٹم سے معلوم ہوتا ہے کہ۔

سردار زادہ ظفر عباس شاہ۔ جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔

ابھی دو cut motion مارشل لاء کے اخراجات سے متعلق تھیں۔ پہلے ان کا جواب وزیر قانون دے لیں۔ یہ دوسرا موضوع ہے اس پر اس کے بعد بات ہو سکتی ہے۔ ابھی آپ نے جو فیصلہ کیا تھا اس کے مطابق کہہ رہا ہوں۔

وزیر قانون۔ جناب والا اس سے قبل میں نے جناب والا کی وساطت سے، اس معزز ایوان کے سامنے درخواست کی تھی کہ یہ تمام cut motions جناب والا اپنی رولنگ کے تحت ایک ہی دفعہ move کروا چکے ہیں۔ اور یہ تمام cut motions "General Administration" سے متعلق ہیں اور ایک ہی قسم کی بات اس میں ہو گی۔ مارشل لاء کے اخراجات ہوں یا صحت کے متعلق اخراجات ہوں۔ افسران کے بیرون ملک طبی امداد سے متعلق اخراجات ہوں یہ ایک ہی مد میں ایک ہی ہیڈ کے نیچے آتے ہیں۔ مجھے اس بات پر اعتراض تو نہیں ہے لیکن جناب والا چونکہ اس پر فیصلہ صادر کر چکے ہیں۔ اس طرح repetition ہو جائے گی، وہ جو کچھ ان اخراجات کو کم کرنے کے لئے کہنا چاہتے ہیں۔ اس مد میں کوئی چاہتے ہیں کہہ لیں۔

میں دوبارہ گزارش کروں گا کہ اگر جناب والا مناسب سمجھیں تو تمام mover صاحبان اپنی بات مکمل کر لیں تاکہ اس کا ایک ہی وقت میں جواب بھی دیا جا سکے۔

مسٹر سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ مخدوم زادہ صاحب آپ کی تجویز کے مطابق ہم نے یہ فیصلہ دیا تھا اور یہ درست ہے کہ یہ ایک ہی ہیڈ کے تحت ہیں اور اس میں صرف شقیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اس طرح اب عثمان ابراہیم صاحب کی شق نمبر ۱۴ ہے۔ اس کے بعد سردار زادہ ظفر عباس صاحب کی شق نمبر ۱۶ ہے۔ یہ ایک ہی ہیڈ کے تحت ہیں اسلئے عثمان ابراہیم صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ ایک recurring item ہے جو مستقل طور پر بجٹ کا حصہ بن چکی ہے۔ اور اب تک حکومت کو کم از کم ان بیماریوں کو classify کر لینا چاہیے تھا۔ جن کے علاج کے لئے افسران بالا کو علاج کے لئے بھیجا جاتا رہا ہے۔ میری تجویز ہے کہ ان بیماریوں کی فہرست جو انہوں نے بنائی ہے اور اگر نہیں بنائی تو بنائیں اور اگر نہیں بنائی تو بنائیں اور لسٹ بنانے کے بعد یہ فیصلہ کریں کہ آیا ہمارے ہاں ایسے قابل ڈاکٹر نہیں ہیں جو ان بیماریوں کا علاج کر سکتے ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو سکالرشپ سکیم رائج کرنی چاہیے جس کے تحت میڈیکل گریجویٹ کو یا قابل ڈاکٹروں کو باہر بھیجا جائے تاکہ ان بیماریوں پر قابو پانے کے لئے بیرونی تجربہ حاصل کریں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: یہ سہولت صرف افسران بالا کے لئے کیوں ہے؟

جناب عثمان ابراہیم: مخدوم صاحب میں اسی طرف آ رہا ہوں۔

جناب والا میں ان افسران بالا کے نام بمعہ ان کے کیا عہدے ہیں جن کو علاج کے لئے باہر بھیجا جاتا ہے اور کیا یہی سہولت چھوٹے گریڈ کے افسران کو بھی مہیا ہے یا نہیں ہے۔ تو میری اس سلسلہ

یں وہی ہے کہ گورنمنٹ کو ان بیماریوں کی فہرست تیار کرنی چاہیے۔ اور ان میں اگر تمام بیماریوں کو وہ ختم نہ کر سکیں تو کم از کم اس فہرست کو کم کر دینا چاہیے۔ اور اس بیماری پر عبور حاصل کرنے کے لئے ڈاکٹروں کو وظیفہ پر بیرون ملک بھیجنا چاہیے، یا میڈیکل گریجویٹ کو بھیجنا چاہیے اور اس سلسلہ میں ضروری Equipments' منگوانے چاہئیں تاکہ ان بیماریوں کا علاج اسی ملک میں ہو سکے اور مستقل بنیادوں پر اس مسئلے کو حل کیا جا سکے۔

مسٹر سپیکر : سردارزادہ ظفر عباس، صاحب۔

سردارزادہ ظفر عباس۔

مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے "محکمہ شعبۂ ناظم صلوٰۃ کے قیام سے متعلق حکمت عملی کو زیر بحث لایا جائے"

جناب والا یہ شعبہ ناظم صلوٰۃ، چند ایسی فوری وجوہات کے تحت وجود میں آیا کہ جس کے متعلق کوئی قوانین یا رولز وضع نہیں کئے گئے اور جس طریقہ سے آیا اور جس طریقہ سے ناظمین صلوٰۃ مقرر کئے گئے اور جن جن کو ناظم صلوٰۃ بنایا گیا ان کو اگر زیر بحث لایا جائے تو وہ ایک کھلی کتاب ہے۔ ایک معزز رکن اس کے متعلق جانتا ہے۔ بہرحال میرے حلقہ میں بہت زیادہ اکثریت ایسے حضرات کی ہے جنہوں نے شاید کبھی نماز بھی نہیں پڑھی اور شاید انہیں آتی بھی نہ ہو لیکن ان کو فوری اقدامات کے لئے ناظمین صلوٰۃ بنا دیا گیا۔ جناب نماز ہمارے مسلمان ہونے کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ یہ ایک اصولی رکن ہے یہ کہنا کہ جو نماز نہ پڑھے اسے ہم مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ نماز ایک لازمی جزو ہے۔ اس کے لئے کسی آدمی کو مجبور کرنا ایسا نہ تو آج تک خلفائے راشدین کے زمانے میں ہوا ہے اور نہ جناب رسول پاکؐ کے زمانے میں یہ چیز پیدا ہوئی تھی۔ اب اگر ایک نئی چیز ایجاد کی گئی ہے جس کی میں سمجھتا ہوں کوئی ضرورت ہے۔ جب کہ پاکستان میں بڑی واضح اکثریت مسلمانوں کی ہے اور مسلمانوں کا یہ پہلا رکن ہے تو اسلئے

لازمی ہے اور پھر اس میں بھی کوئی تشریح نہیں ہے کہ ۴ لاکھ ۸۱ ہزار روپے کی اتنی بڑی رقم کس طریقے سے خرچ ہو گی۔ کن رولز کے تحت خرچ ہو گی۔ کس ضابطے کے تحت خرچ ہو گی ممکن ہے کہ یہ رقم سیاسی منفعت حاصل کرنے کے لئے استعمال کی جائے گی کہ جس کی ہمیں اخلاقی طور پر اجازت نہیں ہونی چاہیئے کہ ہم اسلامی قوانین سے اس طریقے سے کوئی نفع حاصل کر سکیں۔

مسٹر سپیکر : سردار زادہ ظفر عباس صاحب اپنی اگلی تحریک پر اظہار خیال فرمانا چاہیں گے۔

سردار زادہ ظفر عباس۔

مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے کہ " محکمہ انسداد رشوت ستانی کی تنظیم نو کے بارے میں حکمت عملی کو زیر بحث لایا جائے۔"

جناب والا ایک مشہور قصہ ہے جو اس موضوع سے متعلق ہے۔ پچھلے وقتوں میں ایک بادشاہ سلامت کو یہ شک ہوا کہ اسے دودھ میں پانی وغیرہ ملا کر دیا جاتا ہے۔ انہوں نے ایک محافظ کا اضافہ کر دیا۔ محافظ نے یہ دیکھا کہ پانی تو پہلے ہی ملایا جاتا ہے۔ بادشاہ سلامت کو اس سے کیا فرق پڑے گا۔ یا ذائقے میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس نے ایک پاؤ دودھ خود پی لیا اور جو مطلوبہ دودھ تھا اس میں ایک پاؤ پانی ڈال دیا۔ چند دنوں کے بعد بادشاہ سلامت نے پھر یہی محسوس کیا۔ انہوں نے دوسرا محافظ رکھ لیا۔ اس نے بھی پہلے کے صلاح مشورے سے یہی طریقہ اختیار کیا اور ایک پاؤ اس نے لینا شروع کر دیا۔ لہٰذا دو پاؤ میں پانی ڈال دیا گیا۔ پھر بادشاہ نے تیسرا محافظ مقرر کیا۔ انہوں نے اپنا تیسرا حصہ لے لیا۔ بادشاہ سلامت حیران ہو گئے کہ اتنے محافظوں کے بعد یہ کیا ہو رہا ہے۔ انہوں نے ایک چوتھا محافظ مقرر کر دیا۔ محافظوں نے سوچا کہ حصہ تو چوتھے نے بھی لینا ہے۔ تو انہوں نے رات کو بادشاہ سلامت کو دودھ نہ دیا اور چوتھا حصہ خود پی گئے۔ اور تھوڑا سا دودھ منہ پر یا مونچھوں پر لگا دیا گیا۔ صبح بادشاہ سلامت

اٹھے اور انہوں نے کہا کہ رات کو مجھے دودھ نہیں دیا گیا تھا۔ محافظوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کو دودھ نہ دیا گیا ہو۔ یہ دیکھیں شیشہ جناب سے تو منہ پر ابھی تک دودھ لگا ہوا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

یہی حالات اب ہمارے اس محکمہ کے بھی ہیں۔

سردار زادہ ظفر عباس۔ یہی حالات ہیں جناب والا ہمارے اس محکمے کے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس محکمے کو آپ جتنی بھی مراعات دیئے جائیں گے اس کا اثر یہ ہوگا کہ اس میں اتنی ہی خرابی پیدا ہوتی جائے گی۔ جب تک یہ محکمہ ......

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: پوائنٹ آرڈر۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر جناب یہ ہے کہ انسداد رشوت ستانی کا نام تبدیل کر کے امداد رشوت ستانی رکھ دینا چاہیئے۔

(تالیاں)

سردار ظفر عباس۔ جناب والا جب تک یہ محکمہ معرض وجود میں نہیں آیا تھا۔ تو ان دنوں ۱۹۵۰ء میں میں ایران گیا ہوا تھا۔ وہاں پہ جا کر میں نے ایک عجیب چیز دیکھی تھی۔ وہ یہ کہ جب ان سے کسی راستے کا پوچھا جاتا تھا تو وہ راستہ بتانے کے بعد یہ کہتے تھے۔ آغا پیول بدہ۔ مجھے پہلے سمجھ نہ آئی کہ یہ کیا کہتے ہیں۔ پھر میں نے کسی سے پوچھا کہ یہ کیا کہتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے تمہیں راستہ دکھایا ہے۔ اس لئے ہمیں کچھ دو۔ تو یہ بات ایران میں دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ ایران میں ایسی رشوت ہوتی ہے۔ یعنی کہ ہمارے ملک میں اس وقت اس چیز کو اتنا برا سمجھا جاتا تھا کہ ایران میں جا کر مجھے وہ چیز بہت تلخ محسوس ہوئی۔ لیکن آج ہمارے ملک میں جو کچھ اس سلسلے میں ہو رہا ہے اور جتنی امدادیں اس محکمے کو وسیع تر کرنے کے لئے ہر سال ہر اسمبلی میں دی جاتی ہے۔ ان کے نتائج برعکس نکل رہے ہیں۔ رشوت ستانی

مزید بڑھ رہی ہے۔ اب عالی جاہ اس میں بڑی قباحت ہے۔ کہ ان افسران کو رشوت ستانی میں عہدے دیئے جاتے ہیں۔ یہ خود ان چیزوں سے مبرا نہیں ہے۔ وہ خود محکمے میں وہ کر رشوت لیتے ہیں اور جب وہ رشوت ستانی کے محکمے میں چلے جاتے ہیں تو وہ اور کرپٹ ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام ہاؤس بھی میری اس بات کی تائید کرے گا۔ اور جناب والا کے نوٹس میں بھی آیا ہوگا کہ آج تک رشوت کے مقدمہ میں کسی کو کبھی سزا نہیں ہوتی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

آپ قانون سازی کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لیں کہ جس مقدمہ میں ملزم کو سزا ہوتی ہے وہ ہائیکورٹ میں آکر بری ہو جاتا ہے۔ پھر ہائی کورٹ سے اگر کسی طرح تھوڑی بہت سزا دہ جاتی ہے تو وہ سپریم کورٹ میں چلا جاتا ہے۔ اس قانون میں بے حد نقائص ہیں۔ چونکہ یہ قانون نوکر شاہی نے بنایا تھا اور اس نوکر شاہی کے بنائے ہوئے قانون میں جان بوجھ کر اتنے نقائص رکھ دیئے گئے ہیں کہ کوئی آدمی اس میں سزایاب ہو سکتا ہی نہیں۔ عالی جاہ جب کوئی سزایاب نہیں ہو سکتا تو پھر اس محکمے کا کیا فائدہ؟ جب یہ محکمہ رشوت کو نہیں روک سکا۔ تو اب جتنی بھی مراعات اس محکمے کو دیتے جائیں گے یہ بڑھتا ہی جائے گا۔ یا تو آپ آدمیوں کو تبدیل کریں۔ آپ ایسا قانون وضع کریں جس میں اس محکمہ کو ختم کر دیا جائے۔ یہ انہیں محکمہ جات سے آنے والے اشخاص جو وہاں پہ یہ کھیل کھیل کر یہاں آتے ہیں وہ اس کا انسداد کیسے کر سکتے ہیں۔ جناب والا! ہمارے اس ملک میں پہلے انگریز تھے۔ تب بھی دو دو طبقے تھے۔ ایک حاکم کا طبقہ ایک محکوم کا طبقہ۔ آج پاکستان بننے کے بعد بھی اس میں وہی دو طبقے کام کر رہے ہیں۔ چونتیس[۳۴]، اڑتیس[۳۸] سال کے بعد اب تک بھی اس میں دو ہی طبقے ہیں۔ ایک حاکم کا طبقہ اور ایک محکوم کا طبقہ۔ محکوم ہم ہیں۔ حاکم وہ ہیں جو سرکار سے تنخواہ لیتے ہیں۔ اور ہم ٹیکس دینے والے محکوم ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

حالانکہ وہ حاکم بھی ہم ہی سے ہیں۔ ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے باپ ہیں ہمارے بیٹے ہیں۔ ہمارے رشتے دار ہیں۔ سب کچھ ہیں لیکن جب وہ اس کرسی پر چلے جاتے ہیں تو وہ ہم کو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو نچلا طبقہ ہے۔ ان کے اوپر ہم مقرر ہوتے ہیں۔ ہر جگہ پر یہ ہوتا ہے کہ اگر ایک طبقہ دوسرے کا احتساب کرتا ہے تو دوسرے طبقوں کو بھی یہ حق ہونا چاہیئے کہ وہ اس طبقے کا احتساب کرے۔

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

میں عرض کروں گا کہ اگر کوئی کی تحریک میرے فاضل ممبر کے سامنے ہے تو یہ طبقاتی جنگ لڑنے کی بجائے وہ اپنی تحریک کو سامنے رکھیں اور اگر کوئی متبادل انتظام یا تجاویز فرمائیں تو ہم انہیں welcome کریں گے۔ ہم ان کے ساتھ شامل ہیں۔ اتنا ہی دکھی ہم ہیں جتنے کہ وہ۔ اتنا ہی ہم چاہتے ہیں کہ رشوت کا خاتمہ ہو۔ جس قدر درد ان کے دل میں ہے۔ اگر حکمت عملی کو زیر بحث لاتے ہوئے کچھ متبادل changes اور تجاویز ان کے ذہن میں ہیں تو وہ فرما دیں ہمارے لئے زیادہ سودمند ہوگا۔

جناب سپیکر۔ سردارزادہ ظفر عباس صاحب اپنے موضوع پر بات کر رہے ہیں۔ بات relevant ہے۔ جاری رکھی جاتے۔

سردارزادہ ظفر عباس: جناب والا میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ دو well known طبقہ ہمارے ملک میں بن چکے ہیں بنے ہوتے ہیں اور بنے رہیں گے۔ جب تک کہ ہمارے قوانین میں صحیح تبدیلیاں نہیں لائی جائیں گی۔ اس سلسلے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر میں کوئی جرم کرتا ہوں تو مجھے سزا دینے کے لئے نوکرشاہی موجود ہے۔ تھانیدار صاحب کے پاس یہ چیز ہو گا۔ مجسٹریٹ صاحب کے پاس میرا مقدمہ چلے گا۔ وہ میرے گناہ کی سزا دیں گے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ : سردار زادہ صاحب کی تھوڑی سی تصیح کرنا چاہتا ہوں کہ اب ایک اور نیا طبقہ بھی بن چکا ہے۔ جن کو وزراء کہتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ کی بات relevant نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ سردار زادہ صاحب وقت کا خیال کیجئے۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ میں جناب ایک منٹ میں ختم کر رہا ہوں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ : ہمیں ان سے زخم کا احساس ہے کہ یہ اس طبقے میں شامل نہیں ہو سکے۔ لیکن مجبوری ہے۔ اس سلسلے میں ایک شعر ہے۔

تم تو یوں ہی ناراض ہوئے ہو ہم سے تیرے خانے کا
شہر کے ہر اس شخص سے پوچھا جس کے نین نشیلے سے تھے

جناب سپیکر : سردار زادہ صاحب آپ بات جاری رکھیں۔

سردار زادہ ظفر عباس : جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب اس محکوموں کے طبقے سے کوئی آدمی کوئی گناہ سرزد کرے تو اس کے لئے ہمارے حاکم کا طبقہ سزا دے اگر وہ گناہ گار ہو اور اگر وہ بے گناہ ہو تو اسے چھوڑ دیتا ہے۔ تو یہ احتساب کا حق عوام کا افسران کے پاس ہے۔ میں آپ کے سامنے عرض کروں گا کہ خدا کے لئے آپ ایک دفعہ افسران کے احتساب کا حق عوام کو دے دیں اور پھر میں یہ دیکھوں گا کہ رشوت کیسے بند نہیں ہوتی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر : اب آپ cut motion کی طرف آئیں۔

سردار زادہ ظفر عباس ۔ جناب والا سیوطی کی کتاب الاحکام السلطانیہ میں ایک شخص جناب عبداللہ ابن عباس کے پاس حاضر ہوا اور انہیں کہا کہ فلاں جگہ کی گورنری دے دیں اور ایک لاکھ روپیہ لے لیں۔ علامہ سیوطی نے صفحہ ۲۴ پر اس کا ذکر کیا ہے۔ اس شخص کو ۱۰۰ کوڑے لگائے۔

سردارزادہ ظفرعباس : انہوں نے یہ کیا کہ پہلے تو اس شخص کو ۱۰۰ کوڑے لگوائے اور ۱۰۰ کوڑے لگوانے کے بعد اس شخص کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔ انہوں نے اس طرح یہ فیصلہ دیا کہ رشوت دینے والے کی یہ سزا ہو کہ اس کو کوڑے مار کے بے عزت کیا جائے اور پھر اس کو سولی پر لٹکا کر اس کی زندگی کو ختم کر دیا جائے ۔ عالی جاہ! میں عرض کروں گا کہ ہمارے معاشرے میں یہ بہت بڑی لعنت ہے۔ اس کی جڑیں انتہائی گہری ہیں۔ اس نے اپنا جال اس قدر پھیلا دیا ہے کہ جب تک مثالی سزائیں ان صاحبان کو نہ دی جائیں یہ لعنت ہمارے طبقے سے نہیں جا سکتی۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ عوامی tribunal بنائے جائیں۔ ان کو جنب۔۔۔

(قطع کلامی)

مہر ظفراللہ خاں بھروانہ : میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جس کوٹی پر سردار زادہ صاحب اپنے خیالات کا اظہار فرما رہے ہیں ان کو یہ علم ہونا چاہیئے کہ رشوت کے سلسلہ میں جناب وزیراعظم نے تقریباً سابقہ قانون کو سارے کا سارا بدل دیا ہے۔ اس میں بہت کچھ تبدیلیاں کر دی ہیں اور اس کا سارا ڈھانچہ بدل دیا ہے۔ ان کی دلی تمنا ہے کہ کم از کم اس حکومت میں رشوت کا سلسلہ ختم ہو جائے۔

سردارزادہ ظفرعباس : جناب والا یہ تو کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہ ہوا۔ یہ تو صرف تنگ کرنے کے لئے ہے تاکہ میں اپنی بات نہ کر سکوں اور معاملہ لمبا ہو جائے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

جناب سپیکر ۔ مہر صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

سردارزادہ ظفرعباس : جناب والا! میں یہ آخری جملہ عرض کروں گا کہ عوام کو احتساب کا حق دینے کے درمیان ایک رکاوٹ آجاتی ہے۔ جس کو prestige کہا جاتا ہے۔ یہ ہماری کوئی prestige نہیں ہے۔ افسران ہم میں سے ہیں اور ہم افسران میں سے۔ ایک بھائی کاشتکاری

کرتا ہے اور دوسرا ملازمت تو تیسرا بھائی کچھ اور کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہماری کوئی prestige نہیں ہے۔ ہمارے بھائی اسی کرسی پر بیٹھ کر ہمارے متعلق فیصلہ دے سکتے ہیں تو ہمارے درمیان prestige کیوں آئے کہ دوسرا بھائی جو کھیتی باڑی کرتا ہے وہ کرسی پر بیٹھ کے اس کے خلاف کہ جس نے اتنا بڑا جرم کیا ہے کیوں نہ فیصلہ دے۔

(تالیاں)

ایک فاضل ممبر: رشوت کو روکنے کے لئے تجویز دیتا ہوں۔

جناب سپیکر - آپ کیسے تجویز دے سکتے ہیں۔ نہ آپ کی طرف سے تحریک ہے، نہ آپ کٹ کریں۔

جناب تجویز یہ ہے کہ جب اے سی آر لکھی جاتی ہے ......

جناب سپیکر۔ آپ اپنی بجٹ تقریر میں اس تجویز کو بھی پیش کریں، آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری اصغر علی: پیشتر اس کے کہ موصوف اس کا جواب دیں آپ نمبر شمارے دیکھیں۔ اس پر سید عنایت احمد سے ساتھ چوہدری اصغر علی کا نام کیوں لکھا گیا ہے؟

جناب سپیکر۔ یہ آپ کی طرف سے joint آئی ہے۔

چوہدری اصغر علی۔ نہیں joint نہیں ہے۔ اگر ہے تو مجھے دکھا دی جائے۔ میں نے کسی joint پر دستخط نہیں کئے۔

وزیر قانون۔ اگر انہیں اعتراض ہے تو انہیں بولنے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر۔ کیا آپ اس پر بولنا چاہتے ہیں؟

چوہدری اصغر علی۔ آپ پہلے یہ دیکھ لیں کہ ایسی غلطی کیوں ہوئی ہے کیونکہ میں نے Motion الگ دی تھی۔ اس کے بعد میں دیکھوں گا۔

جناب سپیکر - آپ اگر اس پہ نہیں بولنا چاہتے تو اس نشست کے بعد آپ میرے پاس آجائیں میں آپ کو دکھا دیتا ہوں۔ اگر آپ بات کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

چوہدری اصغر علی: آپ یہ کہیں کہ میری طرف سے الگ آئی ہوئی ہے۔

تو پھر میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: ہمارے پاس الگ نہیں ہے۔

چوہدری اصغر علی: یہ الگ ہے۔ اکٹھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اچھا! اس میں یہ ہے کہ چونکہ سید حسنات احمد کی طرف سے اور آپ کی طرف سے کوٹہ کی تحریکیں ایک ہی نوعیت کی تھیں۔ اس لئے آپ کے نام اکٹھے درج کر دیئے گئے ہیں۔

چوہدری اصغر علی: تو اس سے بہتر تھا کہ تمام کوٹہ کی تحریکوں کا جواب سپیکر صاحب کی طرف سے دے دیا جاتا تو بھی کارروائی مکمل ہو سکتی تھی۔ اگر ہر آدمی نے اپنا اپنا جواب الگ نہیں دینا تھا تو کوئی بھی سب کا جواب دے سکتا تھا۔

جناب وزیر قانون: جناب والا یہ الفاظ حذف ہونے چاہئیں Aspersion on the Conduct of the Speaker میرے فاضل دوست کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ chair پر ایسے ریمارکس نہیں دیئے جا سکتے۔

چوہدری اصغر علی: میں جناب سپیکر سے درخواست کروں گا کہ جنہوں نے یہ غلطی کی ہے ان سے یہ دریافت کیا جائے کہ انہوں نے یہ نام اکٹھا کیوں لکھا ہے۔ اگر جناب سپیکر کے وقار میں کوئی ایسی بات پیدا ہوئی ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں لیکن اس بات کو واضح ہونا چاہیئے کہ اگر ایک ممبر نے کوٹہ کی تحریک بھیجی ہے تو اس کو بولنے کا موقع کیوں نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: آپ اس کو اس انداز میں take up نہیں کر سکتے کہ آپ کو موقع نہیں دیا گیا۔ یہ ایک procedural matter ہے۔ اس میں سردار زادہ ظفر عباس اور مخدوم زادہ حسن محمود کی طرف سے بھی علیحدہ علیحدہ کوٹہ کی تحریکیں آئی تھیں ان کو بھی اکٹھا کر دیا گیا ہے کیونکہ موضوع کے اعتبار سے وہ ایک تھیں۔ اسی انداز میں آپ کی اور سید حسنات احمد جب

کی کٹوتی کی تحریکوں کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ اگر آپ اس پر بولنا چاہتے ہیں تو آئیے۔ آپ کی کٹوتی کی تحریک الگ ہے آپ اس پر بول سکتے ہیں۔

رانا پھول محمد خاں: نکتہ وضاحت جناب! جب ایک ہی مضمون کی دو کٹوتی کی تحریکیں آجائیں تو پہلے وصول ہونے والی کٹوتی کی تحریک والے کو آپ اجازت دیں گے اور تو دوسرے کو لکھیں گے کہ اسی مضمون کی کٹوتی کی تحریک آچکی ہے لیکن اگر ایک حرف کا فرق بھی اس میں ہو تو وہ دوسری کٹوتی کی تحریک شمار ہوگی۔ اس لئے دفتر کو چاہئیے تھا کہ ان کو اطلاع دیتے کہ آپ سے پہلے اسی مد میں اسی کٹوتی کی تحریک آچکی ہے۔ لہذا دوسری نہیں آسکتی۔ دو دو، تین تین، چار چار کا گروپ بنانا۔ یہ چیلنز ہاؤس کا کمرہ تو نہیں ہے۔ جناب والا یہ اسمبلی ہال ہے۔ اس لئے دفتر کو ہدایت فرمائیں۔

جناب سپیکر: یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے معاملات کو رولز کے مطابق آپ ہاؤس میں discuss نہیں کر سکتے۔ اگر اس میں کہیں omission ہے تو اس بارے میں سپیکر کے چیمبر سے بات کر سکتے ہیں۔

رانا پھول محمد خاں: جناب کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم۔ لیکن آپ کے دفتر کی غلطیوں اور آپ کے رویئے پر اعتراض ہم یہاں کر سکتے ہیں۔ ہمیں یہ حق پہنچتا ہے۔ اگر آپ کا دفتر کورے کاغذ ہمارے سامنے رکھ دے تو کیا ہم اعتراض نہ کریں گے کہ کاغذ کورے ہیں۔ یہ بل کہاں گیا بل کی بجائے کاغذ رکھ دیئے۔ آپ کا دفتر ہم سے بالاتر تو نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے زیر اثر ہے اور ہم بھی آپ کے زیر اثر ہیں۔ ہم آپ سے درخواست کر سکتے ہیں۔ حضور والا، کہ آپ کے دفتر نے یہ غلطی کی ہے اور اس کی اصلاح کرا دی جائے۔

وزیر قانون: ۔ میں جناب والا کی رولنگ اس بات پر چاہوں گا کہ چیئر کے اور سیکرٹریٹ کے affairs کو chamber کی بجائے ہاؤس میں discuss کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: رانا پھول محمد خان کے اس اعتراض پہ میں رولنگ دوں گا۔ آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔

ایک معزز ممبر: چونکہ اس پہ میرے فاضل دوست کہہ چکے ہیں اب میں اس پہ بحث نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: تو یہ ایسے ہوگا جیسے آپ نے move نہیں کیا۔ آپ اس پہ کہنا چاہیں گے کچھ۔

وزیر قانون: جناب سپیکر قبل اس کے کہ میں ان تمام cut motions کو زیر بحث لاؤں اور ان کا جواب ہاؤس کے سامنے پیش کروں میں اپنے فاضل ممبران کا مشکور ہوں جنہوں نے اس ہاؤس کے اعلیٰ وقار کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی cut motions واپس لیں اور ان پر اصرار نہیں کیا ان تمام cut motions میں سے جو جناب والا نے پیش کرنے کی اجازت دی اس میں سے ایک ہمارے سامنے اب نمبر ۵، جناب محمد خالد صاحب کی ہے جس میں کہ چھ کروڑ اکانوے لاکھ اناسی ہزار چھ سو روپے کی رقم جو کہ گزشتہ اٹھنے والے مارشل لاء انتظامیہ پر اخراجات کے سلسلے میں تھی کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ مارشل لاء کی کارکردگی جمہوریت کے بارے میں اس کا قاتل ہونا اور آمریت پر گامزن ہونا اس بارے میں بات کی گئی۔ اس کے بعد نمبر ۷ سید حسنات احمد کی طرف سے اس subject پر اس بارے میں اپنی درخواست کی بنا پر پیش کی گئی۔ البتہ ان کا مقصد جو زیر بحث لانا مقصود تھا۔ اس میں ان غیر ضروری اخراجات کو ختم کر کے کفایت شعاری کی جا سکتی ہے۔ یہ ۳ نمبر موضوع تھا۔

رانا پھول محمد خان۔ (قطع کلامیاں ۔ ۔ ۔ ۔)

وزیر قانون: میں اپنے فاضل رکن سے درخواست کروں گا کہ وہ رننگ کمنٹری کسی طور پر بند کر سکیں تو بہتر ہوگا۔ تیسری cut motion جس کے جواب میں یہاں کھڑا ہوا ہوں وہ سردار زادہ ظفر عباس صاحب کی طرف سے پندرہ لاکھ نوے ہزار روپے کی رقم کے سلسلے میں جو محکمہ انسداد رشوت ستانی کے تنظیم نو کے بارے میں پیش کی گئی اور اس کے علاوہ سردار ظفر عباس صاحب کی طرف سے cut motion نمبر ۹ ۔ ۔ ۔ ۔ سوری جناب عثمان ابراہیم کی طرف سے cutmotion نمبر ۸ گیارہ لاکھ چھپن ہزار روپے افسران کی بیرون ملک طبی علاج کے سلسلے میں اور cut motion No.9

جو شعبہ ناظم صلواۃ کے قیام اور اس بارے میں اخراجات کے سلسلے میں پیش ہوئیں اور ان کو زیر بحث لایا گیا۔ اس بارے میں اپنی معروضات جناب والا کے توسط سے اس معزز ایوان میں پیش کرنا چاہوں گا۔ جناب مختصراً میں عرض کروں گا کہ جہاں تک مارشل لاء کے نفاذ کا تعلق ہے یہ کن حالات میں نافذ ہوا۔ اس کے لیے نہ تو موجودہ حکومت ذمہ دار ہے باقی اس ہاؤس کے اور نہ ہی ہم اس کو پسند کرتے ہیں۔ ہم ان کے جذبات میں شامل ہیں البتہ یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کو دو طرح سے ہاؤس کے سامنے پیش کروں گا۔ ایک یہ کہ مارشل لاء کن حالات میں نافذ ہوا۔ دوسرا یہ کہ اس پر اٹھنے والے اخراجات قانونی تھے یا نہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک مارشل لاء کے اخراجات کا تعلق ہے اس میں دو نوں حضرات راجہ صاحب اور حسانت احمد صاحب نے یہ بات اپنے طور پر کہی ہے کہ یہ اخراجات جس پر ہاؤس کی پہلے آراء آ چکی ہیں کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کی ذمہ داری تھی اور ان کو خود ادا کرنے چاہئیں تھے۔ صوبائی گورنمنٹ اس کی ذمہ دار نہ ہے اس کے بارے میں پہلے بھی وضاحت کی جا چکی ہے۔ اب پھر اس کی وضاحت کروں گا۔ یہ چھ کروڑ کچھ لاکھ روپے کے اخراجات جو ۱۹۷۰ء سے لیکر ۸۳ - ۱۹۸۲ء تک عمل میں آئے۔ اس کے لیے قانون میں یہ بات موجود ہے کہ سول انتظامیہ کی مدد کے لیے جب بھی آرمڈ فورسز کو بلایا جائے تو اس پر اٹھنے والے اخراجات سول انتظامیہ ادا کرے گی۔ البتہ یہ بات کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کی ذمہ داری یا صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے اس بارے میں وضاحت کی جا چکی ہے کہ یہ book adjustment accountability کا سوال ہے جو ایک technical سی بات ہے ورنہ تمام تر اخراجات وفاقی حکومت کی طرف سے صوبائی حکومت کو ادا کئے جا چکے ہیں اب صرف audit accounts اور payment جو کہ صوبائی حکومت کے ذریعے ہوتی ہیں۔ ریکارڈ کو درست کرنے والی بات ہے۔ ان تمام اخراجات میں۔ میں اپنے فاضل ممبران سے گزارش کروں گا کہ یہ وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے اس کو take up کر لیا ہوا ہے۔ ادائیگی ہو چکی ہے یہ بات وضاحت کے لیے میں از سر نو عرض کرنا چاہتا تھا دوسری بات کہ مارشل لاء قانونی تھا یا غیر قانونی اس کی تفصیل میں جائے بغیر میں یہ عرض کروں گا کہ سپریم کورٹ کی اتھارٹی اس

ملک کی سب سے بڑی عدالت ہے۔ پی ایل ڈی ۱۹۷۰ء سپریم کورٹ صفحہ ۱۹۵۷ کی رو سے legal necessity نظریہ ضرورت کے تحت اس مارشل لاء کو درست قرار دیا جا سکتا ہے۔ میں یہی عرض کروں گا کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سردار زادہ ظفر عباس شاہ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ہمارے فاضل وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ یہ مارشل لاء کی رقم ہمارے پاس آچکی ہے ہم نے صرف کا غذات کا سقم یا پیٹ پورا کرنے کے لیے اس رقم کی یہاں پر منظوری دی ہے۔ اس کے متعلق جناب والا اس کا کسی جگہ نہیں ہے کہ یہ رقم جو ہے یا سنٹرل گورنمنٹ کے فنڈ سے پوری کی جائے گی۔

وزیر قانون یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

سردار زادہ ظفر عباس شاہ میرے خیال میں آپ نے یہ رولنگ نہیں دینی تھی۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر قانون جناب والا میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر اس بارے میں نہیں کیا جا سکتا۔ اگر جناب والا اس بارے میں ارشاد فرمائیں۔

جناب سپیکر سردار زادہ صاحب کا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں ہے۔

سردار زادہ ظفر عباس شاہ Thank you Sir

وزیر قانون جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ رہی بات کہ مارشل لاء کا نظام حکومت پاکستان پر اتنی دفعہ کیوں ٹھونسا گیا ؟ کیا حالات تھے ؟ اس بارے میں ایک بات کی وضاحت کر دوں کہ ہم بھی اپنے ایوان کی ان آراء کے ساتھ شامل ہیں کہ مارشل لاء قطعی طور پر ایک ایسا نظام حکومت ہے جس کو ایک ترقی یافتہ یا کسی بھی معاشرے میں صحیح اور درست تصور نہیں کیا جا سکتا۔ نہ تو میں مارشل لاء کو support کرنے کے لیے یہاں موجود ہوں۔ نہ کسی طور پر اس کی طوالت کے لیے کوئی بات کروں گا بلکہ میں معزز ایوان کے سامنے عرض کروں گا کہ ہم آپ کے ساتھ شامل ہوتے ہوئے آپ کی رائے کو سمجھتے ہوئے اور آپ کو بتانے کے لیے

کہ ہم بھی یہی چاہتے ہیں جو آپ چاہتے ہیں۔ ہمارا خیال بھی یہی ہے کہ اسمبلیاں معرض وجود میں آنے کے بعد اب یہ نظام حکومت ختم ہونا چاہیے اور جلد سے جلد ختم ہونا چاہیے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مجھے اس کا علم تو نہیں ہے کہ اس بارے میں کوئی Resolution ہاؤس کے سامنے آچکا ہوں لیکن میں اس وقت آپ کے سامنے ایک Resolution جو ہاؤس کی متفقہ رائے سے مطابقت رکھتا ہو پیش کرنے کی جسارت چاہوں گا تاکہ یہ شک و شبہات سے بالاتر ہو جائے کہ ہم کیا چاہتے ہیں اور آپ کیا چاہتے ہیں۔ میں اس لیے آج یا کل جس وقت آپ مناسب سمجھیں حکومت کی طرف سے یہ Resolution پیش کرنا چاہوں گا کہ اس ایوان کی رائے میں مارشل لاء کو جلد سے جلد اٹھا لیا جائے۔ وزیراعظم . . . . .

(قطع کلامیاں)

اجازت ہو تو میں رول ۲۰۰ کا سہارا لیتے ہوئے اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حکومت کی جانب سے statement دے رہا ہوں اگر آپ اجازت دیں۔

رانا پھول محمد خان پہلے ضمنی بجٹ تو پاس کریں۔

وزیر قانون یہ بات ضمنی بجٹ کے سلسلے میں مارشل لاء پر اٹھنے والے اخراجات کے بارے میں ہو رہی ہے۔ یہ اس کے عین مطابق ہے اور concerned ہے۔ ہاؤس کی طرف سے جو آراء آئی ہیں . . . . . .

رانا پھول محمد خان : جناب والا وزیر قانون صاحب جناب کی رولنگ کی خلاف ورزی فرما رہے ہیں۔ جناب رولنگ دے چکے ہیں کہ مارشل لاء ختم ہو چکا ہے اور وہ اسمبلیوں کے تابع ہے۔ اس کے بعد ان کو مارشل لاء کا ڈر کیا رہ گیا ہے۔

وزیر قانون قطعاً نہیں آپ اس رولنگ کو ایک دفعہ پھر پڑھ لیں۔

جناب سپیکر ہم آپ کو اس رولنگ کا اردو ترجمہ بھجوا رہے ہیں۔

قہقہہ

رانا پھول محمد خاں: میں نے اس کو پڑھ لیا اُردو ترجمہ کی ضرورت نہیں ہے آج کے اخبار میں بھی آیا ہے۔

وزیر قانون: میں آپ کی اجازت سے یہ statement قاعدہ ۲۰۷ کے تحت دے رہا ہوں تاکہ یہ بات یہیں ختم ہو جائے۔ اپنے ممبران کی تسلی اور تشفی کے لیے اور ان کے ساتھ شامل ہونے کے لیے اور اس کو پیش کرنے کے لیے عرض کر رہا ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: ان کی قرارداد سے پہلے میری قرارداد آپ کے دفتر میں موجود ہے اگر انہوں نے پڑھی ہے تو اس کو ساتھ ملا کر پڑھیں۔ میرا حق فائق ہو جاتا ہے۔

وزیر قانون: جناب والا میں تو ہاؤس کی آراء کو سامنے رکھتے ہوئے عرض کر رہا ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں نے ہاؤس کا اندازہ لگا کر پہلے قرارداد دی ہوئی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ میاں صاحب تشریف رکھیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: آپ ہمارا استحقاق نہیں لے سکتے۔

جناب سپیکر: آپ کو اس میں کوئی اعتراض ہے کہ یہ قرارداد آپ کی اور مخدوم زادہ حسن محمود صاحب کی طرف سے کافی ہو جائے۔

کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں صرف یہ وضاحت چاہوں گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: میں اپنا نقطہ نظر جناب کے توسط سے عرض کروں گا کہ میں تو یہ چاہوں گا کہ ان کی قرارداد سر آنکھوں پر۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اس قرارداد کی ضرورت اس وقت محسوس ہوگی جب ہم اس کے against یا اس کی تردید میں کوئی بات کریں گے۔ میں نے تو ابھی یہ قرارداد نہیں پڑھی لیکن ہاؤس کی طرف سے یہ مطالبہ ہوا ہے کہ قرارداد اسی وقت ہو جائے

تواس کی تائید میں میں چاہوں گا ابھی یہ حکومت کی جانب سے یہ بات ہو۔

(قطع کلامیاں)

راجہ خلیق اللہ خاں پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا جو رول ۲۰۰ کا حوالہ دے رہے ہیں وہ صرف Statement ہے Resolution نہیں ہے۔ جب تک Resolution پیش نہیں ہوجاتا ہم اس میں Amendment کر سکتے ہیں۔ جو Resolution پیش کریں گے اس میں ہمارا استحقاق ہے کہ ہم اس میں Amendment کریں۔ یا تو صرف Statement دیں move Resolution نہیں کر سکتے۔

وزیر قانون میں یہ پڑھوں گا اگر آپ کو پسند آئے تو ٹھیک اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت . . . . . .

جناب سپیکر چودھری صاحب آپ فرمائیں

چوہدری محمد اعظم: جناب والا کو جو controversy ہے اس کو ختم کرنے کے لیے میں یہ عرض کروں گا کہ ایک Resolution میری طرف سے بھی ہے مخدوم زادہ صاحب کی طرف سے بھی ہے اور منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں سارے Resolution ہم واپس لیتے ہیں اور یہ Resolution ہاؤس کی طرف سے متفقہ طور پر پاس کر دیا جائے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر۔ میں اپنا Resolution واپس نہیں لیتا اور میرے Resolution کو تو ان کے Resolution پر سبقت ہے کیونکہ میں پہلے دے چکا ہوں

مہر ظفر اللہ خاں بھروانہ: جناب سپیکر اس ضمن میں اس ہاؤس کے قائد کے کئی دفعہ اخبارات میں بھی ان کے بیان آچکے ہیں کہ مارشل لاء کی حکومت نہیں ہے جب بھی ایسے Resolution اسمبلی پاس کرے جو کہ نیشنل اسمبلی میں جانے ہوں تو وہ قائد ایوان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اس ہاؤس کی طرف

سے نہیں۔

جناب سپیکر ملک اللہ یار خاں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں

ملک اللہ یار خاں جناب والا میری گذارش یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب کی وضاحت پر ایک معزز رکن نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا۔ وہ یہ کہ وہ ۲۰۷ دفعہ کے تحت ایک بیان دے سکتے ہیں Statement دے سکتے ہیں لیکن اس کے تحت وہ Resolution move نہیں کر سکتے۔ جناب والا اس سے پہلے کہ اس موضوع پر اور کچھ خیالات کا اظہار کیا جائے یا اس موضوع پر اظہار خیال کی دعوت دی جائے میں گذارش کروں گا کہ آپ اس پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ عطا فرمائیں۔

جناب سپیکر رولنگ؟

ملک اللہ یار خاں معزز رکن کے اس پوائنٹ آف آرڈر پر کہ ۲۰۷ دفعہ کے تحت وزیر قانون Statement دے سکتے ہیں باقاعدہ Resolution formally move نہیں کر سکتے۔

وزیر قانون میں اسکو تسلیم کرتا ہوں اس پر رولنگ دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میں نے تو refer کیا تھا کہ میں نے دفعہ ۲۰۷ کے تحت حکومت کے نکتہ نظر کی وضاحت کر دی ہے اگر ہاؤس چاہتا ہے کہ ہماری طرف سے Resolution جائے تو ابھی اور اس وقت لے آتے ہیں۔ ہاؤس نے کہا کہ آپ اس ہاؤس کی طرف سے آئیں تاکہ یہ controversy ختم ہو۔ اس ہاؤس آراء کی تائید میں یہ پیش کر رہا ہوں ورنہ ۲۰۷ کے قانونی نکات کو میں تسلیم کرتا ہوں حکومت کے نکتہ نظر کی وضاحت کرنے کے لیے میں نے جو سٹیٹمنٹ دی ہے اگر اراکین اس کے علاوہ چاہتے کہ اس controversy کو ختم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر آپ اس کو defend نہیں کرتے رول ۲۰۷ کو

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر میری طرف سے ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر آپ ابھی تشریف رکھیں۔ ایک پوائنٹ آف آرڈر پہ ابھی فیصلہ ہونا چاہیے۔

وزیر قانون میں یہی عرض کر رہا تھا کہ جہاں تک رول ۲۰۷ کا تعلق ہے، جو پوزیشن ملک صاحب نے بیان کی ہے Statement دینے کے متعلق میں نے بھی وہی بات کہی ہے ویسے تو حکومت کی کوئی پالیسی وضع کرنے کے متعلق ہاؤس میں کسی بھی وقت Statement دی جا سکتی ہے جو میں نے دی ہے۔ رہی قرارداد کی بات۔ تو اس بارے میں کوئی دو آراء نہیں ہیں۔ ہاؤس اس پر divided نہیں ہے۔ ہاؤس اس بات پر متحد اور متفق ہے۔ مخدوم زادہ صاحب کے Resolution اس میں شامل کر کے اور لیڈر آف ہاؤس کی طرف سے گورنمنٹ کا نکتہ نظر سامنے رکھتے ہوئے ہم Resolution پاس کر رہے ہیں۔ جس طرح کہ ہاؤس کی رائے آئی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں، اس قرارداد کو اور مخدوم زادہ صاحب کی قرارداد کو بھی اس میں refer کر کے گورنمنٹ کو اس کی نشاندہی کر دیں کہ یہ ہاؤس مارشل لاء کے اٹھائے جانے میں باقی لوگوں کے ساتھ قومی اسمبلی کے ممبران کے ساتھ اور وزیر اعظم جو کمیٹی مقرر کر چکے ہیں جو آراء وہاں آچکی ہیں ہم بھی اس کے ساتھ شامل ہیں۔ اس بارے میں میں تو یہ عرض کرنے والا تھا کہ اگر جناب اجازت دیں تو میں اس کو ابھی اور اسی وقت پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر قاعدہ ۲۰۷ کے بارے میں لاء منسٹر صاحب accede کرتے ہیں اس پر رولنگ دینے کی ضرورت نہیں ہے جہاں تک Resolution ہاؤس میں پیش کرنے کا تعلق ہے، میں یہ کہوں گا کہ نہ صرف مخدوم زادہ حسن محمود کی طرف سے جو Resolution موصول ہوا ہے اس کو شامل کریں بلکہ جتنے معزز اراکین اسمبلی کی طرف سے Resolution آئے ہیں ان سب کے نام mention کر کے یہ Resolutions لاء منسٹر صاحب پیش کریں۔ اس پر ہاؤس کی منشاء کے مطابق فیصلہ ہو چکا ہے کہ Resolution پیش کیا جائے۔

جناب عثمان ابراہیم پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: اب اس سلسلے میں بات ختم ہو چکی ہے۔ آپ بیٹھ جائیں۔ رولنگ آ چکی ہے فیصلہ ہو چکا ہے۔ تشریف رکھیے۔

رانا پھول محمد خان: جن صاحبان کی طرف سے یہ تحریک پیش کی گئی، ان شہیدوں میں میرا نام بھی شامل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: رانا پھول محمد کا نام بھی اس میں شامل کیا جائے۔

جناب عثمان ابراہیم: اس معاملہ پر بات ہو چکی ہے۔ فیصلہ ہو چکا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب ریاض حشمت: جناب والا، کیا آپ نے قاعدہ نمبر ۹۲ ختم کر دیا ہے اس میں صاف لکھا ہوا ہے۔

"کوئی وزیر جو قرارداد پیش کرنے کا خواہاں ہو اپنے اس ارادے کے بارے میں تین دنوں کا نوٹس دے گا اور اس قرارداد کی ایک نقل جسے وہ پیش کرنا چاہتا ہو نوٹس کے ہمراہ ارسال کرے گا۔"

کیا آپ نے یہ معطل کر دیا ہے؟

جناب سپیکر: آگے پڑھیں۔

وزیر قانون: آگے بھی پڑھیں کہ سپیکر صاحب اس کی اجازت دیں تو

(نعرہ ہائے تحسین)

ایک فاضل ممبر: ہاؤس مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اب رول پڑھیں۔

جناب سپیکر: وہ اب understood ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر کی اجازت سے میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت، قومی اسمبلی اور وزیراعظم پاکستان کو اس امر کی سفارش کی جائے کہ ملک بھر سے مارشل لاء

جلد از جلد اٹھا لیا جائے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

راجہ خلیق اللہ خان میں اس میں ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

وزیر صنعت و معدنیات میں وزیر قانون کی اس تجویز کی جو انہوں نے ابھی ہاؤس کی اجازت سے پیش کی ہے ۔ بھرپور تائید کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر راجہ صاحب اب Resolution پیش ہو گیا ہے ۔ اب سوال یہ ہے کہ ۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت قومی اسمبلی اور وزیراعظم پاکستان کو اس امر کی سفارش کی جائے کہ ملک بھر سے مارشل لاء جلد از جلد اٹھا لیا جائے ۔"

راجہ خلیق اللہ خان "فوری طور پر اٹھایا جائے"

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب سپیکر یہ Resolution carry ہو گیا ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ملک اللہ یار خان پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ، اس Resolution کو move کرنے کے بعد ایک معزز رکن نے اٹھ کر یہ تحریک پیش کی کہ اس Resolution میں ترمیم کرنے کی اجازت دی جائے ۔ جناب والا نے اس گزارش پر اپنی اجازت نہیں دی یا اس کے بارے میں اپنے خیال کا اظہار نہیں کیا ۔ انہوں نے تجویز پیش کی ہے کہ اس میں ترمیم پیش کرنے کی اجازت دی جائے ، جب تک آپ اس پر اپنا فیصلہ نہیں دیں گے اس وقت تک یہ موشن put نہیں ہو سکتی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر Resolution پیش کرنے کا مطلب یہی ہے کہ ایک ترمیم Resolution ایوان کی منشاء کے مطابق لاء منسٹر صاحب کو اجازت دی گئی ۔ اور اس کے بعد جب Resolution

پیش ہو گیا تو میں نے اس Resolution کو ہاؤس کے سامنے پیش کر دیا۔ اور ہاؤس نے اس کو carry کر دیا۔ اب اس میں راجہ صاحب نے . . . . . ایک امنڈمنٹ

راجہ خلیق اللہ خان اسی وقت امنڈمنٹ دی ہے۔

ملک اللہ یار خان آپ کے اس تحریک کو ایوان کے سامنے پیش کرنے سے پہلے معزز رکن نے ترمیم کی اجازت چاہی تھی۔

جناب سپیکر ملک صاحب کی یہ بات درست ہے۔

وزیر قانون یہ آپ کی رولنگ کے بعد کی بات ہے۔ اس وقت معزز رکن نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ نہ کوئی Amendment پیش کرنی چاہی۔ یہ ابتدائی مراحل پر تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ انہوں نے اپنی Amendment واپس لے لی ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان جب آپ اپنی تحریک پیش کریں گے، ہمیں اس کے الفاظ کا علم ہوگا تو ہم کچھ کہہ سکیں گے اس سے پہلے تو ہمیں پتہ نہیں کہ وہ کیا پیش کر رہے ہیں۔

وزیر قانون : ورنہ یہ ضروری ہوتا کہ جب آپ نے Motion House کے سامنے رکھا ۔

The Member must have stood and objected to the Resolution and must have objected that his amendment be moved first.

ان کا اس بارے میں motion پیش کرنے سے پہلے کوئی اعتراض نہ کرنا اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ وہ اس بات کے لیے ہاؤس کے ساتھ شامل تھے اور وہ اپنی بات کو پریس نہیں کرنا چاہتے تھے۔ تمام ہاؤس نے اس کو carry کیا ہے ۔ جناب والا اس پر رولنگ دے چکے ہیں اور اب جو رولنگ آ چکی ہے اس کے خلاف پوائنٹ آف آرڈر نہیں آ سکتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

راجہ خلیق اللہ خان مجھے بھی موقع دیا جائے۔ میں بھی لاء منسٹر صاحب کی قانون دانی سے

کچھ استفادہ حاصل کر سکوں۔ وہ Resolution جو ابھی تک ہاؤس میں نہیں آیا میں کیسے اس پہ اپنا نکتہ نظر پیش کر سکتا ہوں کہ جب مجھے اس کے الفاظ معلوم ہوں۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کے تصور میں کیسا مارشل ہے۔ میں تو اپنے تصور کے مارشل لاء کی بات کر رہا ہوں کہ فوری طور پر اس کے اٹھانے کے لیے وقت مقرر کیا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون جو ممبران اس کے خلاف ووٹ دینا چاہیں وہ ووٹ دیں۔

چوہدری محمد صدیق سالار پوائنٹ آف آرڈر۔ کیا Resolution آنے کے بعد جب جناب سپیکر صاحب نے اس کا فیصلہ سنا دیا ہے، تو کیا اس کے بعد اس پر بحث ہوگی؟ آپ نے جب اس کا فیصلہ دے دیا ہے تو اب اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ پوائنٹ آف آرڈر۔ اگر ڈکشنری دیکھی جائے تو اصل طور پر "جلد" اور "فوری طور پر" میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

بات دراصل نیت کی ہوتی ہے۔ شاید یہ خیال کرتے ہوئے کہ نیت جلد بن جائے۔ میری رائے کے مطابق یہ صحیح ہے کہ مارشل لاء جلد از جلد اٹھایا جائے۔

رانا پھول محمد خان جناب سپیکر اس صوبے کے ایک کروڑ انسانوں میں جو بے چینی پھیلی ہوئی ہے جناب پانی کے مسئلے کو اس اجلاس میں زیر بحث لایا جائے۔ اور میری یہ قرارداد ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اس ایوان کے دس ارکان کے ساتھ راولپنڈی تشریف لے جائیں اور اب تک صوبے میں جو غلط فہمی پیدا کی جا رہی ہے اس کی وضاحت فرمائیں کہ مرکز کا کون سا وزیر اس کا ذمہ دار ہے جو ہمارے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کر رہا ہے اس لیے یہ مسئلہ مارشل لاء سے بھی زیادہ اہم ہے۔

جناب سپیکر یہ آپ کی قرارداد بے محل ہے رانا صاحب۔ اس وقت اس کو پیش نہیں کیا جا سکتا۔

ملک طیب خان : جناب سپیکر میں رانا پھول محمد خان کی تائید کرتا ہوں۔ مارشل لاء سے زیادہ اہم مسئلہ پانی کا ہے۔ مارشل لاء اٹھانے سے پہلے پانی کے مسئلے پر بحث ہونی چاہیے براہ کرم اس قرارداد کو پیش کیجئے جب تک پانی کا فیصلہ نہیں ہوتا ہم اس ہاؤس کے باہر بیٹھ جائیں گے اور جب تک پانی کا فیصلہ نہیں ہوتا ہم ہاؤس میں نہیں آئیں گے اس وقت سب سے زیادہ اہم پانی کا مسئلہ ہے لوگ پیاسے مر رہے ہیں میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر آرڈر، آرڈر : آرڈر، آرڈر، آرڈر

سید مظہر الحسن شاہ المعروف چن پیر جناب سپیکر ابھی ابھی آپ کے سامنے علامہ سلجوقی صاحب کا حوالہ دیا گیا ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ غلط بات کیوں ان سے منسوب کی گئی ہے۔ میری گذارش ہے کہ جب بھی دین کی بات کریں بڑی ذمہ داری کے ساتھ کریں جس قانون کو اللہ تعالیٰ بنانے والا ہے اس میں نبی کریم صلی اللہ وتعالیٰ بھی ترمیم نہیں کر سکتے آپ دیکھیں الف لام میم سے لے کر والناس تک پورے قرآن مجید میں یا حدیث پاک میں کوئی بھی رشوت لینے والے کو قتل نہیں کر سکتا۔ اس لیے آپ ایسی کوئی دین کے متعلق جب غلط بات منسوب کی گئی۔ غلط باتیں منسوب نہ کریں۔ دین کی جب بات کریں پوری ذمہ داری کے ساتھ کریں تو اس پر کوئی آدمی بھی نہیں بولا۔ اب ایک معمولی بات پر سارا ہاؤس بول اٹھا ہے۔ کچھ دین کے لیے بھی بولا کریں۔

قوت عشق سے ہر شخص کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد کا اجالا کر دے

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

جناب سپیکر : آرڈر آرڈر۔ راجہ صاحب اس میں بات کی نیت بنتی ہے۔ جیسے ابھی

فاضل رکن نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ یہ Resolution carry ہو چکا ہے اس لیے اب اس پر آپ اعتراض نہ فرمائیں۔ بات دراصل نیت کی ہوتی ہے ۔

The resolution is carried.

چوہدری رفیق احمد پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر

جناب سپیکر کس مسئلے پر

چوہدری رفیق احمد اس مسئلے پر جو ابھی ابھی carry ہوا ہے ۔

جناب سپیکر یہ بات ہوگئی ہے اس پر فیصلہ ہوگیا ہے ۔

چوہدری رفیق احمد میں صرف دو منٹ اس پر چاہتا ہوں۔ اجازت دیجئے ۔

جناب سپیکر : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا ۔ آپ تشریف رکھیں - اس پہ فیصلہ ہو چکا ہے ۔

چوہدری رفیق احمد جناب والا مجھے صرف وضاحت کرنا مقصود ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا کی اجازت سے cut motions پر اپنی گزارشات جاری رکھتے ہوئے عرض کروں گا ۔

کہ مارشل لاء کے یہ ۶ کروڑ ۱۵ لاکھ روپے کے ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۴ تک جو اخراجات ہوئے وہ تقریباً تقریباً تمام وفاقی حکومت سے ادا کیے جا چکے ہیں جس کو آڈٹ ہونے کے بعد ہاؤس کے سامنے رکھنا ضروری تھا کیونکہ یہ ہاؤس کا استحقاق ہے کہ ہم اس کے سامنے ساری بات لائیں۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس ہاؤس کے تقدس کے پیش نظر ہماری کوشش ہے کہ ہم کوئی بات چھپانے کی بجائے ہاؤس کے سامنے اپنی تمام کمزوریاں بھی اور اپنے تمام کام رکھیں۔ ان گزارشات کے ساتھ میں عرض کروں گا کہ یہ اخراجات عمل میں آچکے ہیں ان کو منظور فرمایا جائے اور میں اپنے ان حضرات سے استدعا کروں گا کہ جہاں تک مارشل لاء کی حکومت کا تعلق ہے ۔ کن حالات میں وہ آئے ...

چوہدری رفیق احمد : ۔ جناب سپیکر ابھی ابھی وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ مارشل لاء

آتا ہے تو اس کے اخراجات سول انتظامیہ کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔ مارشل لاء آئے یا نہ آئے بہرحال جب بھی وہ آتے ہیں یا آتے رہے ہیں ان کی اپنی ایک سرزمین ہے جہاں سے وہ اپنی خدمات کا معاوضہ لیتے رہے ہیں۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ اس وقت زیر بحث مسئلہ کے لیے کس قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ کس قاعدہ کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور کس دستور کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

وزیر قانون:۔ جناب والا یہ فرمادیں کہ یہ کس پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑے ہوئے ہیں۔

چوہدری رفیق احمد: میرا مقصد تقریر کرنا نہیں تھا۔

جناب سپیکر: آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ تشریف رکھیں۔

چوہدری رفیق احمد: جناب والا ایک منٹ صرف ایک منٹ۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ ایسے بات نہیں بنتی۔

جناب سپیکر:۔ آپ تھوڑا سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ اس پر سوال نہیں ہو سکتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا میری گزارش ہے ....

جناب سپیکر:۔ آپ گزارش نہیں کر سکتے۔

رانا پھول محمد خان:۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر آپ اس ہاؤس کی روایات کو مدنظر رکھئے تاکہ آنے والے لوگ اس سے سبق حاصل کر سکیں میں جناب کی وساطت سے وزیر قانون صاحب کو عرض کروں گا کہ cut motions پر وزیر اتنی لمبی تقریر نہیں کیا کرتے جب ان کی طرف سے motion ہو چکا ہے آپ نے تھوڑی سی تقریر کر لی ہے اب اس پر "ہاں" یا "نہ" کا جواب لے کر اگلی cut motion کے لیے آپ چلیں۔ اگر آپ اس طرح کریں گے تو یہ ضمنی بجٹ چار دن میں بھی پاس نہیں ہو سکے گا۔

جناب سپیکر:۔ آپ ذرا ان روایات کو قائم رکھئے۔ آپ تقریر نہ فرمائیں، آپ کا یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اور آپ وزیر قانون صاحب کو براہ راست مخاطب نہ کریں۔ آپ مجھ سے مخاطب ہوں آپ

نے جو اسمبلی سیکرٹریٹ کے بارہ میں فرمایا ہے اور یہاں کے افسران بارہ میں قاعدہ آپ کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔

Rule 46. Questions relating to the Secretariat of the Assembly including the conduct of its officers, may be asked of the Speaker by means of a private communication and not otherwise.

رانا پھول محمد خان :۔ کون سا ہے ؟

جناب سپیکر :۔ ۴۶ ہے ۔ میں رانا صاحب کے لیے اردو میں پڑھ دیتا ہوں ۔

" اسمبلی کے سیکرٹریٹ سے متعلق سوالات ۔ جن میں اس کے افسروں کے رویہ کے متعلق سوالات بھی شامل ہیں۔ سپیکر سے ایک نجی مراسلہ کے سوا کسی دیگر طریقے سے دریافت نہ کیے جا سکتے "

اور اس کی وضاحت میں یہ کرنا چاہتا ہوں چونکہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے افسران یہاں آپ کی کسی بات کا جواب دینے کا استحقاق نہیں رکھتے اس لیے ان کی کارکردگی کے بارے میں اعتراض یا سوالات آپ مجھ سے کیجئے۔

رانا پھول محمد خان :۔ یہ اس پر لاگو نہیں ہوتے ۔ جناب والا ۔ کاغذات میں کوئی غلط اندراج کیا جائے تو آپ سے ہاؤس کی کارروائی کے متعلق کہا جا سکتا ہے لیکن وہ سوالات جیسے دوسرے محکموں کے متعلق پوچھے جاتے ہیں وہ سوالات آپ کے عملے کے متعلق جناب کی اجازت کے بغیر نہیں پوچھے جا سکتے ۔ لیکن ایسا سوال جیسے کتابت کی غلطی ایجنڈے کا نہ پہنچنا اور ترتیب اور اسمبلی کی کارروائی کے متعلق ہم جناب سے گذارش کر سکتے ہیں کہ یہ غلط ہے اور اس کی درستگی فرمائی جائے ۔ آپ کی رولنگ آئندہ آنے والی نسلوں کو برباد کر دے گی ۔ یہ اسمبلی ہے ۔ یہ پنچایت نہیں ہے ۔ اگر قانون سے آپ کو واقفیت نہیں تو ایڈووکیٹ جنرل صاحب سے وضاحت کرا لیجئے ۔ میں بالکل یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ آپ ہمیں ذبح کریں ۔ ان رولز کو ذبح کریں ۔ آئین کو ذبح کریں ۔ اس قوم کو ذبح کریں ۔ جناب آپ سپیکر ہیں ایسے اسپیکر اور نہیں ہیں ۔ آپ کو جج کے فرائض انجام دینے چاہئیں ۔

جناب سپیکر :۔ آرڈر آرڈر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ سالار صاحب آپ بھی تشریف رکھیں ۔

چوہدری محمد صدیق سالار :۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا یہ الفاظ آنے والی نسلوں کو

تباہ کر دیں گے ۔" کارروائی میں سے حذف دیئے جائیں۔ یہ سپیکر کی ذات سے متعلق کہا جا رہا ہے ۔

جناب سپیکر :۔ میں نے رولنہ quote کر کے آپ کو اس ضمن میں رولنگ دی ہے ۔ اگر آپ اس رولنگ سے مطمئن نہیں ہیں تو آپ صرف قاعدہ کا حوالہ دے کر اس پہ معترض ہو سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی میں آپ کو یہ اجازت نہیں دے سکتا کہ آپ اس ہاؤس کی روایات کو ذبح کریں (نعرہ ہائے تحسین) میں نے رولنگ دی ہے ۔ آپ رولز کا حوالہ دیں ۔ ایسے ہی بیٹھے آپ cross talk نہیں کر سکتے ۔ آپ رولنہ کا حوالہ دیں ۔ آپ کے پاس رولز ہیں ۔ ان کا حوالہ دیں ۔ جی ۔ لاء منسٹر صاحب ۔

وزیر قانون :۔ جناب والا ۔ ویسے تو رانا صاحب ہمارے بہت ہی معزز اور محترم بزرگ ہیں لیکن وہ جن روایات کا حوالہ دے رہے ہیں میرا خیال ہے کہ آئندہ آنے والی نسلوں کو ان روایات کے پیش نظر ایک ہی چیز قابل اعتراض اور معترض نظر آئے گی اور وہ ہے جناب رانا صاحب کی گونجتی ہوئی آواز اور رننگ کمنٹری ۔ کسی رول کا حوالہ نہ دینا ، کسی رول اور روایت کا تقدس نہ سکھنا اور کسی کی ذات کو spare نہ کرنا کتنی افسوس ناک بات ہے ۔ یہ بات بار بار رول میں لکھی گئی ہے کہ جب جناب سپیکر بولنا شروع کریں تو کوئی بھی آدمی جو کھڑا ہو وہ بیٹھ جائے جو بول رہا ہو وہ خاموش ہو جائے ۔ اگر ہم ان روایات کی پاسداری نہیں کریں گے تو یہ پھر ایک ایسی روایت ہوگی جو آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے جن کے لیے رانا صاحب فکر مند ہیں اچھی نہیں ہوگی ۔ میرا خیال ہے کہ اگر وہ کبھی خود سوچ لیں اور یہ زحمت گوارا کریں تو سب سے زیادہ آڑے آنے والی چیز ان کی اپنی کارکردگی ہوگی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ان کو کسی روایت کا کسی قانون کا، کسی رول کا پاس نہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ بات ہے

جناب سپیکر :۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

وزیر قانون :۔ جناب والا ! آپ کے بارے میں میں یہی عرض کروں گا ابھی cut motion کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے طبی اخراجات ، ایسے لاعلاج امراض جن کے لیئے اپنے ملک میں علاج نہ ہو ان میں ایک کیس یہ بھی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں نے جناب والا کی اجازت سے اپنی بات پوری کرتے ہوئے رانا صاحب کے ارشادات سر آنکھوں

پہ بٹھائے ہوئے مارشل لاء کے ضمنی اخراجات جو چار پانچ، چھ یا آٹھ سالوں کے تھے ان کے بارے میں ہاؤس کے سامنے اپنی Position کی وضاحت کی اور اس بارے میں مزید نہیں کہوں گا صرف یہ بات عرض کروں گا کہ آج جو حالات سامنے نظر آ رہے ہیں وہ اس وقت نہیں تھے۔ اس وقت حالات یہ تھے کہ لوگوں کے دروازوں پہ راتوں رات ٹن ٹن لگتے تھے۔ اسلحہ کی بھرمار تھی۔ ہر آدمی اپنے گھروں میں ڈر کر دبکا ہوا بیٹھا تھا کہ کل کیا ہونے والا ہے، کون سا قتل عام شروع ہونے والا ہے۔ کیا ہونے والا ہے، میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا جس طرح اپنے ملک میں رہتے ہوئے اپنے گھروں میں بیٹھے دبکے ہوئے ڈرے ہوئے تھے کہ اب کہاں جائیں، کیا ہوگا۔ ان حالات میں جب کہ لوگوں کی بہو بیٹیوں کی عزت یہاں محفوظ نہ تھی، جب لوگوں کی پگڑیاں دن دھاڑے اچھالی جاتی تھیں۔ یہ ہے وہ لاعلاج مرض جس کے متعلق میں نے آپ کو پہلے بھی کہا۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ حالات تھے جب لوگوں کو دن دھاڑے اٹھا لیا جاتا تھا۔ جب لوگوں کو دن دھاڑے قتل کیا جاتا تھا، سیاسی قتل ہوتے تھے اور امن و امان کی حالت دھاڑے غنڈہ گردی، عریانی، فحاشی معمول بن گیا تھا۔ اور اسلامی شعائر کا مذاق اڑانا آرڈر آف ڈی ڈے تھا۔ ان تمام حالات کی روشنی میں مارشل لاء آیا۔ آج جو ہم اپنے آپ کو محفوظ پا رہے ہیں۔ آج جو صدر پاکستان کے اس وعدے کے مطابق کہ میں جمہوریت کو واپس کر رہا ہوں آج اس بات کے پیچھے وہ وعدے جو ایک سال کے اندر انتخابات کروا کر جمہوریت کو واپس لا کر اسمبلیاں بحال کر کے وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ اور کابینہ بحال کر کے یہ ساری باتیں ہو چکی ہیں یہ عین اُن وعدوں کے مطابق کیا گیا ہے۔ (قطع کلامی) میرا خیال ہے جناب کہ ہاؤس کا آرڈر maintain کرنا چاہیئے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ آنا بھی لاعلاج مرض نہیں ہے جتنا ہم نے ان کو اجازت دے دی ہے۔

مولانا غیاث الدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ جناب وزیر قانون نے شعائر اسلامیہ کا احترام کرنے کے متعلق بات کی ہے۔ اس کے متعلق میں بھی عرض کروں گا کہ رمضان المبارک شروع ہے اور یہاں ہماری اسمبلی کے اندر شعائر اسلامیہ کی تضحیک کی جا رہی ہے۔ یہاں سے حضرات اٹھتے ہیں اور باہر لابی میں بیٹھ کر سگریٹیں پیتے ہیں اور سر عام پی رہے ہیں اور پندرہ پندرہ بیس بیس اکٹھے ہو کر ایسا کر رہے ہیں۔ کیا ہم یہی اسلامی قوانین کا نفاذ کریں گے کہ رمضان المبارک میں اکٹھے بیٹھ کر ہم

ہم رمضان المبارک کی توہین کر رہے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں اس لیے ہمیں رمضان کا احترام کرنا پڑے گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون :- جناب والا۔ میرا خیال ہے کہ سب حضرات نے بات سن لی ہے۔ ہمیں احساس کرنا چاہیئے کہ حضرت علامہ کی بات صحیح ہے۔

جناب سپیکر :- اس سلسلے میں میں پہلے ہی سب ممبران کو احترام رمضان کے بارے میں اور لابی میں بھی احترام رمضان کرنے کے بارے میں عرض کر چکا ہوں۔

میاں محمود احمد :- جناب والا۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ مولانا صاحب اپنی سیٹ پر ہی بیٹھے ہیں۔ اگر وہ اپنی سیٹ پر بیٹھے ہیں تو پھر وہ raise کر سکتے ہیں اگر کوئی معقول پوائنٹ آف آرڈر ہو۔ اگر وہ اپنی سیٹ پر نہیں بیٹھے۔ تو پھر اپنی سیٹ پر بیٹھیں۔

جناب سپیکر :- میاں محمود صاحب کی بات درست ہے۔ مولانا آپ اپنی سیٹ کے علاوہ نہیں بول سکتے (نعرہ ہائے تحسین)۔ (اس مرحلہ پر مولانا غیاث الدین صاحب اپنی سیٹ پر تشریف لے گئے)

راجہ محمد خالد خاں - پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ اسلامی شعائر کے لحاظ سے ایک مرد عورت کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا کیونکہ اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

مولانا غیاث الدین :- جناب والا۔ میں اپنے فاضل دوست سے یہ پوچھنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر - مولانا یہ جواباً آپ نہیں کہہ سکتے

مولانا غیاث الدین :- جناب والا۔ یہ میرا حق بنتا ہے۔ انہوں نے میرا نکاح توڑ دیا ہے اور میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کون سی فقہ کا مسئلہ ہے کون سی حدیث کا مسئلہ ہے کہ غیر عورت کے ساتھ بیٹھنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ وضاحت کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر :- آرڈر پلیز۔ اب بیگم صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر بولیں گی۔

وزیر لائیوسٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ :- جناب سپیکر میں یہ گزارش کرتی ہوں کہ اس قسم

کے اعتراضات جو یہ لوگ اس ہاؤس میں کر دیتے ہیں خاص طور پر خواتین کے لیے مناسب نہیں، شاید موصوف کو یہ یاد نہیں کہ ماں اور بہن کے پاس بیٹھنا مرد کے فرائض میں شامل ہے ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :۔ پوائنٹ آف آرڈر سر ۔

جناب سپیکر :۔ آپ تشریف رکھیئے ۔ آرڈر پلیز ۔ مولانا پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :۔ جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا کہ میں مسلسل کئی دن سے یہ دیکھ رہا تھا کہ یہ تلخ فریضہ شاید اور کوئی معزز رکن ادا کرے لیکن مجھے یہ تلخ فریضہ ادا کرنا پڑا ہے کہ یہاں آپ کے اس ہاؤس میں اگر تھوڑی سی اسمبلی کے کسی قانون کی یا رولز کی خلاف ورزی ہوتی ہے اس پہ پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے اور اس کا نوٹس لیا جاتا ہے لیکن قرآن حکیم کے احکامات کی صریح خلاف ورزی یہاں پہ اس ایوان کے اندر ہو رہی ہے ۔ قرآن کریم کا واضح آرڈر ہے، سورہ نور اور سورہ احزاب، میں عورتوں کے لیے پردے کا حکم ہے اور یہ قرآن کریم کے احکام کی صریح خلاف ورزی ہو رہی ہے ۔ میں اپنی غیر مسلم خواتین سے معذرت کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ ہاؤس میں اکثریت مسلمانوں کی ہے، ہمیں اللہ تعالے کے احکامات کو سامنے رکھنا چاہیئے، اللہ تعالے کا حکم بھی ہے ۔

"ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن"

عورتیں گھروں سے جب نکلیں تو وہ اپنے اوپر اوڑھنی ایسی لیں کہ جس سے وہ اپنا سینہ اور منہ چھپائیں ۔ یہاں ان کے سب غیر محرم بیٹھے ہوتے ہیں ۔ محرم کے ساتھ عورت بیٹھ سکتی ہے لیکن غیر محرم کے ساتھ عورت بغیر پردے کے نہیں بیٹھ سکتی ہے ۔ جناب سے میں یہ درخواست کروں گا کہ ہم سب پر احکام خداوندی کا احترام کرنا فرض ہے ۔ یہ قرآن کریم کے احکامات کی صریحاً خلاف ورزی ہوتی ہے اول تو چاہیئے کہ اس اسمبلی کے اندر آپ ہماری معزز خواتین کے لیے پردے کا اہتمام کریں اور اگر پردے کا اہتمام آپ نہیں کر سکتے تو ان کو ایک موٹی چادر دے کر اس ہاؤس میں آنا چاہیئے جس سے یہ اپنے سر اور سینہ کو ڈھانپ کر رکھیں ۔ آپ کا فرض ہے کہ اس پر عمل درآمد کرائیں ...... (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مولانا آپ اس پہ تقریر نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں، مولانا آپ بیٹھیں۔ مولانا آپ تشریف رکھیں مولانا آپ کو ان سب باتوں کے علاوہ ہاؤس میں نظم و ضبط کو برقرار رکھنے میں بھی تعاون کرنا چاہیئے۔ بیگم صاحبہ تشریف رکھیں۔ آپ بھی بیٹھ جائیں، میں آپ کو بات کرنے کا موقع دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں (قطع کلامیاں)

جی بیگم صاحبہ آپ فرمائیں۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: جناب آپ کی وساطت سے میں مولانا کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ہم باپردہ خواتین ہیں جب ان کی نگاہ میں عورتیں بری ہیں تو آپ ان سے ووٹ لینے کیوں آتے ہیں۔ ہم باپردہ گھریلو عورتیں ہیں دن رات لوگوں کے کام کرتی ہیں (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مولانا آپ تشریف رکھیں، مولانا آپ بیٹھ جائیں۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: مولانا کو چاہیئے کہ وہ ہمیں ماں اور بہن کی شکل میں دیکھیں تاکہ ان کو ہماری یہ ادائیں نظر نہ آئیں۔

ایک فاضل ممبر: آپ ان کو روکیں۔ ان کو اس ہاؤس کے تقدس کو پامال نہیں کرنا چاہیئے، یہ تو آپ کا حکم نہیں مانتے ہیں۔ یہ مولانا ہیں تو ٹھیک ہے ان کو آپ کا حکم ماننا چاہیئے ہم ان کا احترام کرتے ہیں لیکن یہ بات بھی نہیں ہو گی کہ اس ہاؤس کے تقدس کو پامال کیا جائے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق: یہ ہر وقت بے تکی باتیں کرتے ہیں، جناب سپیکر صاحب ان کا ہر وقت دھیان عورتوں کی طرف لگا رہتا ہے۔ یہ ہمیں ماں اور بہن کی شکل میں کیوں نہیں دیکھتے؟ کیا وجہ ہے کہ یہ ہماری طرف دیکھیں کہ کس کے سر پہ دوپٹہ ہے کس کے سر پہ دوپٹہ نہیں ہے یہ ہمارا اپنا ذاتی فعل ہے ان کو اس مسئلہ کی الجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ شکریہ!

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اب میں ۔ ۔ ۔ آرڈر پلیز (قطع کلامیاں)۔۔ آرڈر پلیز

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ مولانا صاحب نے بات صحیح کی ہے یا صحیح نہیں کی لیکن آپ بات

غلط کر رہے ہیں، کہ چیئرمین کی اجازت کے بغیر آپ کھڑے ہو جاتے ہیں اور بولنا شروع کر دیتے ہیں اور بولے چلے جاتے ہیں اور کسی کی بات نہیں سنتے ہیں۔ رانا صاحب اگر غلط بات کرتے ہیں تو یہ اس ایوان کی یہ روایت نہیں بنی چاہیئے ۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد افضل چن ۔ جناب سپیکر مولانا نے ابھی ابھی کہا ہے ۔کیا غیر مسلم کے لیے پردہ نہیں ہے اس بارے میں رولنگ دی جائے ۔

جناب سپیکر ۔ آب میں چوہدری عبدالغفور صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اظہار خیال فرمائیں دستی صاحب، آپ تشریف رکھیئے ۔ لودھی صاحب، آپ ذرا تشریف رکھیئے، مولانا صاحب بیٹھ جائیے ۔ تشریف رکھیئے مولانا . . . . . مولانا آپ کچھ اس اپنے انداز میں تبدیلی کیجیئے ۔ میں آپ کو یہ درخواست کرتا ہوں۔ آپ عالم دین ہیں آپ اپنے انداز میں کچھ تبدیلی کریں ۔ نظم و ضبط آپ کی زندگی کا شعار ہونا چاہیئے آپ سے ہی تو اچھی باتیں سیکھنی ہیں ۔ لیکن آپ کھڑے ہو کر بات کرنا شروع کرتے ہیں اور کرتے چلے جاتے ہیں، نہ آپ صدر کی اجازت لیتے ہیں ۔ یہ کوئی اچھی روایات نہیں ہیں۔ اس کا دس کیجیئے....

رانا پھول محمد خاں :۔ کچھ علماء دین فروش بھی ہوتے ہیں

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر :۔ چوہدری عبدالغفور صاحب اپنی بات جاری رکھیں، مولانا آپ تشریف رکھیں ۔

وزیر قانون :۔ جناب والا میں cut motion No. 5 اور ۷ پر بات کر رہا تھا اس کے بعد میں cut motion No. 8 جو کہ افسران کے بیرون ملک طبی علاج کے بھاری اخراجات کو زیر بحث لانے سے متعلق ہے۔ اس بارے میں جناب عثمان ابراہیم صاحب نے جو باتیں فرمائی ہیں ۔ ان کو نوٹ کر لیا گیا ہے اور اس بارے میں میں ذکر کروں گا کہ بڑے مختصر سے اصول موجود ہیں کہ ان تمام لاعلاج بیماریوں کے لیے جن کے علاج اندرون ملک نہ ہوں سکتا ہو۔ اس کے لیے ایک بہت بڑا طبی بورڈ ہے جس کی سفارش پر اس بات کی اجازت دی جاتی ہے کہ بیرون ملک وہ اخراجات برداشت کیئے جائیں اور یہ

اجازت بھی بہت مشروط طور پہ ہوتی ہے ہوسٹل کے اخراجات اور ڈاکٹر کی فیس دی جاتی ہے اس کے علاوہ وہاں کے قیام و طعام اور باقی چیزیں اس میں شامل نہیں ہوتیں۔ اس بارے میں موجودہ حکومت ہر ممکن کوشش کر رہی ہے کہ علاج ملک میں ہی کیا جائے۔ حکومت یہ بھی کوشش کر رہی ہے کہ دل کی تمام بیماریوں کے لیے بہتر طور پر انتظام ہو اور عنقریب ان سب باتوں کا ملک کے اندر انتظام کیا جا رہا ہے۔ اس لیے اس بارے میں یہی کچھ عرض کروں گا کہ ان ہدایات اور ارشادات کی روشنی میں کوشش یہ کی جائے کہ ان اخراجات سے کم سے کم استفادہ حاصل کیا جائے۔

cut motion No. 9 ناظم صلوٰۃ کے اخراجات کے سلسلہ میں ہے جو کہ سردار زادہ ظفر عباس صاحب کی طرف سے پیش ہوئی۔ اس بارے میں مجھے کچھ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ ملک جس مقصد کے لیے حاصل کیا گیا اور جن شعائر اسلامی کی ترویج کے لیے ہم نے یہ معاشرہ قائم کیا جس کے لیے ہزاروں لاکھوں جانیں تلف ہوئیں اور ہر مسلمان کے لیے یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جو اسے ہے یہ بات یہاں ہوئی اور قرآنی احکام کی تعمیل میں ہر ایک کے فرائض میں یہ بات شامل ہے اور ایک سربراہ مملکت نے یہ بات یہاں رائج کی۔ نظم صلوٰۃ کا طریقہ رائج کیا اور لوگوں کو اس بات کی ترغیب دی گئی کہ آپ نماز کو اپنائیں اچھے شعائر اسلامی کی پیروی کریں اور اس سلسلہ میں ان ناظمین صلوٰۃ کو کچھ نہیں دیا جاتا۔ نہ ان کی تنخواہیں اور نہ ان کے اور اخراجات ہیں اس سے پہلے بھی اسی ایوان میں اس بات کی وضاحت کی گئی تھی کہ اس کے لیے چند انتظامی قسم کے امور پر خرچ ہوتا ہے (قطع کلامیاں)

دوسری میں یہ بات بھی عرض کروں گا کہ یہ کہنا کہ اس سے سیاسی منفعت حاصل کرنا مقصود ہے قطعاً غلط ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے ایک اچھے اقدام کو سراہتے کہ اس طریقہ اسلامی کو اپنانے کے لیے اس کے شعائر کو مزید اجاگر کرنے کے لیے موجودہ حکومت نے اور گذشتہ حکومت نے بہت کچھ کیا ہے اس پہ اعتراض تو میری سمجھ سے بالاتر ہے البتہ اخراجات کے بارے میں مکمل طور پہ audit کیا گیا اور اس کو مدنظر رکھتے ہوئے جو انتہائی ضروری اخراجات ہیں ان کو سامنے لایا گیا ہے۔

اس کے بعد جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ cut motion 12 سردار ظفر عباس صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ محکمہ انسداد رشوت ستانی کی تنظیم نو کے بارے میں ہے۔ ان کے ارشادات سر آنکھوں پر۔ اور میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہ ایک ایسا مرض ہے جو اس معاشرے میں ہی نہیں بلکہ اکثر دنیا کے معاشروں میں سرایت کر گیا ہے اس کو دور کرنے کے لیے حتی الوسع کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ پہلے جن قوانین کی درستگی کے لیے انہوں نے اشارہ فرمایا ہے، جن کی طوالت اور پیچیدگیوں کے لیے انہوں نے اس ایوان کے سامنے بیان فرمایا ہے کہ ان خامیوں کو دور کر کے corrupt ملازمین کو فوری طور پر سزا دی جائے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے ارشادات سے بہت پہلے اس بارے میں یہ سوچا گیا اور قوانین کو انتہائی آسان بنانے کے لیے کوشش کی گئی پہلے مختلف کمیٹیاں مقرر تھیں کہ ان سے اجازت لے کر مقدمات درج کیے جائیں جب تک وہ لمبا طریقہ کار موجود تھا یہ واقعی ہی ممکن نہیں تھا کہ افسران کے خلاف اور ملازمین کے خلاف جو رشوت میں ملوث پائے جائیں جلد مقدمہ درج کیا جا سکے کیونکہ ان کے خلاف مقدمہ درج کرنے کا طریقہ کار انتہائی مشکل تھا۔ ان کی اطلاع کے لیے میں یہ عرض کروں کہ اب اس طریقہ کار کو تبدیل کر کے صوبے کی سطح پر، ڈویژن کی سطح پر، ضلعی سطح پر کافی قانونی تبدیلیاں لائی گئی ہیں اور اب کمشنر سے نیچے کے افسران کے لیے کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اب بغیر کسی اجازت کے ڈسٹرکٹ لیول پر، ڈویژنل لیول تک مقدمات درج کیے جا سکتے ہیں۔ سب سے بڑی بات انہوں نے یہ کہی کہ احتساب عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے سے کیا جائے۔ میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے ارشادات پر عمل ہو چکا ہے۔ ڈویژنل سطح پر اور صوبے کی سطح پر عوام کے منتخب نمائندے ان کمیٹیوں کے سربراہ ہوں گے اور اب ہماری یہ کوشش ہو گی کہ ان قوانین کو سلیس اور پیچیدگیوں سے مبرا کر کے مزید فعال بنایا جائے۔ اس طرح رشوت کے ناسور کو دور کرنے کے لیے تنظیم نو کی گئی ہے۔ میرے خیال میں تنظیم نو کا پروگرام فاضل رکن نے پڑھا نہیں۔ انہوں نے جنرل قسم کی باتیں ضرور کی ہیں۔ لہٰذا یہ تنظیم نو انہیں ارشادات کے مطابق بہت پہلے کی گئی ہے اور منتخب نمائندوں کو اس میں شامل کیا گیا ہے ان کی روشنی میں فوری طور پر اس میں عمل کیا جائے۔ اس لیے یہ کوئی میرے خیال میں اس کی زد میں نہیں آتی۔ اب میں مختصراً تمام گذارشات کی روشنی میں عرض کروں گا کہ یہاں پر two cut motions

مارشل لاء کے اخراجات کے بارے میں جناب خالد صاحب اور جناب حسنات احمد شاہ کی جانب سے ہیں ۔ ان دونوں فاضل ممبران سے میں گزارش کروں گا ۔ کہ اس ایوان سے متفقہ Resolution آنے کے بعد اور ہمارے ان خیالات کی روشنی میں کہ ۱۹۷۷ء سے لے کر ۱۹۸۴ء تک جو اخراجات ہوئے اس کی ادائیگی فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے تقریباً تقریباً ہو چکی ہے ۔ ان گزارشات کی روشنی میں جو میں نے اس ایوان میں کی ہیں ان دونوں حضرات سے میں گزارش کروں گا کہ ان دونوں موشنز کو وہ پریس نہ کریں ۔ تیسری بات جو میں عرض کروں گا وہ cut motion نمبر ۸ سے متعلق ہے جو افسران کے بیرونی ممالک میں طبی امداد کے بارہ میں ہے میں اپنے فاضل دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ ان تمام باتوں کی روشنی میں وہ اپنی موشن کو پریس نہ کریں اس سے اگلی motion No. 9 ناظم صلوٰۃ کے متعلق ہے جس کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تو ہمارے اپنے لیے ہے اور اسلامی احکام کے نافذ کرنے کے لیے ہے ۔ یہ نیک نیتی سے نافذ کیا گیا ہے ۔ اور انشاء اللہ کیا جاتا رہے گا ۔ اس سے کسی قسم کا سیاسی نفع حاصل کرنا نہ تو کسی کو مقصود ہے اور نہ ہی اس بارے میں کسی کے ذہن میں ایسی بات ہے اور نہ ہی ہو گی اس لیے ناظم صلوٰۃ کی تنظیم کے سلسلہ میں جو اخراجات اٹھ رہے ہیں مجھے امید ہے کہ جناب ظفر عباس صاحب اپنی motion پر پریس نہیں کریں گے ۔

سردار زادہ ظفر عباس : جناب والا ! میں اپنی دونوں قرار دادوں پر پریس نہیں کرتا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون : اس کے ساتھ ہی جناب والا میں اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں ۔

جناب راجہ محمد خالد ۔ جناب والا میں وزیر قانون کی وضاحت سے مطمئن ہوں اور میں اپنی کٹوتی کی تحریک پر زور نہیں دیتا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چوہدری محمد رفیق پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب سپیکر یہ ہمارا سوال کرنے کا حق ہے کہ مارشل لاء پر اٹھنے والے اخراجات جب کہ ایک کھاتہ دفاعی بجٹ کے لیے موجود ہے جہاں سے انہیں تنخواہیں ملتی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں ؟

چوہدری محمد رفیق ۔ جی ۔ ہاں ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر یہ کٹوتی تو ختم ہو چکی ہے ۔

چوہدری محمد رفیق ۔ جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر کی دوسری شق میں یہ لکھا ہے نکتہ اعتراض اس لمحہ اسمبلی میں زیر بحث کارروائی یا معاملہ کے متعلق ہوگا تو گذارش یہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یعنی زیر غور کارروائی کے بارے میں ہوگا یا پھر طریقہ کار کے بارے میں ہوگا ۔ اس میں زیر غور کارروائی راجہ محمد خالد صاحب نے واپس لے لی ہے اس لیے اب یہ زیر غور نہیں ۔

چوہدری محمد رفیق ۔ جناب والا پیسے تو ادا کرنے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ کیا ۔ ؟

چوہدری محمد رفیق ۔ پیسے تو ادا کرنے ہیں اس لیے ہمارا یہ حق ہے اور ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ دوہری خدمات کا معاوضہ جائز ہے یا نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس پوائنٹ آف آرڈر پہ بحث میں آپ حصہ نہیں لے سکتے ۔

چوہدری محمد رفیق ۔ جناب والا آپ کی بہت بہت نوازش ۔

جناب سپیکر ۔ محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ کی جو cut motions ہیں اس پہ آپ فرما چکی ہیں کہ آپ stress نہیں کرتیں تو راجہ محمد خالد صاحب فرما چکے ہیں کہ وہ بھی اس پہ stress نہیں کرتے ۔ سید حسنات احمد صاحب ؟

سید حسنات احمد ۔ میں نے جناب پہلے عرض کیا ہے کہ میں اس بحث پہ stress نہیں کروں گا ۔

چوہدری احسان الحق ۔ پوائنٹ آف آرڈر پلیز ،

جناب سپیکر ۔ جی آپ فرمائیے ۔

چوہدری احسان الحق ۔ پولیس کی نا اہلی پہ جو معاملہ زیر بحث آنا تھا ۔ آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ انہوں نے واپس لے لی ہے ۔ میں گوجرہ سے تعلق رکھتا ہوں ۔ ادھر ۲۹ تاریخ کو واقعہ ہوا ہے ۔ یک وقت پانچ قتل ہوئے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ آپ یہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں یا آپ نے cut motion move

کی ہوئی ہے ۔

چوہدری احسان الحق ۔ سر میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بول رہا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ پوائنٹ آف آرڈر پہ آپ یہ نہیں بول سکتے ۔

چوہدری احسان الحق ۔ لیکن جناب انسانی ہمدردی کی بنیاد پر واقعہ تو سنا جا سکتا ہے بیک وقت پانچ قتل ہوئے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔ آرڈر پلیز ۔ No cross talk please.

آپ تشریف رکھیں ۔ یہ بات آپ نہیں کر سکتے ۔

سردار زادہ ظفر عباس صاحب بھی اس پہ stress نہیں کرنا چاہتے ہیں عثمان ابراہیم صاحب ۔

جناب عثمان ابراہیم ۔ جناب سپیکر ! میں لاء منسٹر کی وضاحت سے مطمئن ہوں ۔ لیکن انہوں نے ان خوش نصیب افراد کے نام سے آگاہ نہیں کیا ۔ جنہوں نے اس سہولت سے فائدہ اٹھایا ہے ۔ اور یہ بھی نہیں بتایا ہے کہ یہ facility لوئر گریڈ کے افسران کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر ۔ یہ آپ سوالات کی صورت میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب عثمان ابراہیم ۔ نہیں سر اگر انہوں نے میری دوسری باتوں کی وضاحت کی ہے تو کم از کم اس نکتے کی بھی وضاحت کر دیتے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔ اس بارے میں سوالات ہاؤس میں put کرنے کا یا کسی محکمہ سے یا کسی وزیر سے جواب طلب کرنے کا ایک ہی طریقہ کار ہے اور وہ آپ کا استحقاق ہے کہ آپ سوالات کی صورت میں وہ کر سکتے ہیں ۔

جناب عثمان ابراہیم۔ لیکن جناب وزیر قانون نے پہلے وضاحت کی ہے میرے چند points کی اور انہوں نے کہا کہ میری جو suggestions ہیں ان کو نوٹ کر لیا گیا ہے کیا یہ جو suggestion ہے اسے بھی نوٹ کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر۔ وزیر قانون صاحب آپ اس پر کچھ فرمانا چاہیں گے۔

وزیر قانون۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ مطمئن ہیں لیکن نہ تو آپ کی طرف سے تفصیل مانگی گئی تھی۔ افسران کی اور نہ اس ہاؤس میں اس وقت میرے لیے یہ ممکن ہے کہ ان کے نام دے سکوں۔ یہ دو question آپ put کر دیں۔ لیکن اگر آپ اس کی تفصیل چاہیں گے تو ہاؤس کے باہر اس کی تفصیل آپ کو مہیا کر دی جائے گی۔

جناب عثمان ابراہیم۔ میں اپنی cut motion کو واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ عثمان ابراہیم صاحب بھی اپنی cut motion واپس لیتے ہیں۔

(تالیاں)

جناب سپیکر۔ مطالبہ نمبر ۲ کے ضمن میں بارہ cut motions آئی تھیں جس میں سے چھ cut motions پہلے withdraw ہو گئیں تھیں اور باقی محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ کی cut motions راجہ محمد خالد صاحب کی، سید حسنات احمد صاحب، عثمان ابراہیم صاحب، سردار زادہ ظفر عباس صاحب کی دو cut motions ان سب کی withdraw کے لیے ہاؤس کی اجازت مطلوب ہے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے کہ۔

"ایک ضمنی رقم چھبیس کروڑ پانچ لاکھ اٹھانوے ہزار تین سو پچاس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات

کے طور پر بسلسلہ مد نمبر ۱ - نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے "۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر - مطالبہ زر نمبر ۵

وزیر خزانہ - جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ چھیاسی لاکھ اکیس ہزار ایک سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نمبر ۱۲ - جیل خانہ جات و سزا یابوں کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے "

جناب سپیکر - مطالبہ زر نمبر ۵ کے سلسلہ میں یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ چھیاسی لاکھ اکیس ہزار ایک سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نمبر ۱۲ - جیل خانہ جات و سزا یابوں کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے "

اس پر کوئی cut-motion نہیں ہے اس لئے اب سوال یہ ہے کہ۔

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ چھیاسی لاکھ اکیس ہزار ایک سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نمبر ۱۲ - جیل خانہ جات و سزا یابوں کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے "

(تحریک متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر ۶

وزیر خزانہ : جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"ایک ضمنی رقم جو نو کروڑ پچپن لاکھ ستائیس ہزار ایک سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۱۳ - پولیس برداشت کرنے پڑیں گے"

جناب سپیکر مطالبہ زر یہ ہے کہ

"ایک ضمنی رقم جو نو کروڑ پچپن لاکھ ستائیس ہزار ایک سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۱۳ - پولیس برداشت کرنے پڑیں گے"۔

اب اس پر بیگم نجمہ تابش الوری کی کٹوتی کی تحریک ہے ۔ آپ اسے واپس لے چکی ہیں ۔

بیگم نجمہ تابش الوری ۔ جی ہاں! میں نے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ میں اپنی تحریک واپس لے چکی ہوں ۔ لیکن آپ کی وساطت سے میں کہنا چاہتی ہوں کہ وزیر قانون کی سیٹ میں کیا کھٹمل ہیں جو ان کو بیٹھنے کے لیے دیتے ہیں اور وہ بار بار کھڑے ہو جاتے ہیں ۔

(تالیاں)

جناب سپیکر ۔ بیگم نجمہ تابش کی کٹوتی کی تحریک not moved قرار دی جائے گی ۔ اب اسی مطالبہ زر پر مخدوم زادہ حسن محمود صاحب کی کٹوتی کی تحریک ہے اور جناب عثمان ابراہیم صاحب کی بھی ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

جناب سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب کی کٹوتی کی تحریک ایسے ہی متصور ہو گی جیسے کہ انہوں نے نہیں کی ۔

جناب عثمان ابراہیم صاحب ۔ Mr. Speaker! I do not press my motion

جناب سپیکر ۔ عثمان ابراہیم صاحب کی cut motion ایسے متصور ہوگی کہ یہ move نہیں ہوئی ۔

جناب سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب کی ایک اور کٹوتی کی تحریک نمبر ۱۵ اسی ضمن میں ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

جناب سپیکر ۔ یہ cut motion بھی ایسے ہی ہے متصور ہوگی as it is not moved

اب سوال یہ ہے کہ

ایک ضمنی رقم جو نو کروڑ پچپن لاکھ تایئس ہزار ایک سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۔ ۱۴ ریونیو برداشت کرنے پڑیں گے ۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر مطالبہ زر نمبر

وزیر خزانہ : جناب والا' میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"ایک ضمنی رقم جو چار لاکھ اڑسٹھ ہزار پانچ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۱۴ ۔ عجائب گھر برداشت کرنے پڑیں گے ۔"

جناب سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے کہ

ایک ضمنی رقم جو چار لاکھ اڑسٹھ ہزار پانچ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۱۴ ۔ عجائب گھر برداشت کرنے پڑیں گے ۔" مطالبہ زر منظور ہوا ۔

جناب سپیکر مطالبہ نمبر ۸

وزیر خزانہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

ایک ضمنی رقم جو چھتیس لاکھ چالیس ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۲۶-ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر: مطالبہ زیر بحث یہ ہے کہ

"ایک ضمنی رقم جو چھتیس لاکھ چالیس ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو۔ گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۲۶۔ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

لہٰذا اب سوال یہ ہے کہ

اس پر بھی کوئی کٹوتی کی تحریک نہیں ہے۔ ایک ضمنی رقم جو چھتیس لاکھ چالیس ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۲۶۔ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے۔ (مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر مطالبہ نمبر ۹

وزیر خزانہ: جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ

ایک ضمنی رقم جو ۲۳ لاکھ ۹۲ ہزار آٹھ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۲۹۔ سٹیشنری و

پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"ضمنی رقم جو تیئس لاکھ بانوے ہزار آٹھ سو ستر روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۲۹ سٹیشنری و پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔" اس پر کوئی cut motion نہیں ہے

اب سوال یہ ہے کہ

ایک ضمنی رقم جو تیئس لاکھ ۹۲ ہزار آٹھ سو ستر روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نمبر ۲۹۔ سٹیشنری و پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

وزیر قانون: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

ایک ضمنی رقم جو بیس کروڑ چھتر لاکھ چون ہزار پانچ سو روپے سے متجاوز نہ ہو۔

گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۳۰۔ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر: تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"ایک ضمنی رقم جو بیس کروڑ چھتر لاکھ چون ہزار پانچ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ۳۰۔ subsidy برداشت کرنے پڑیں گے۔" اس پر

بھی کوئی cut motion نہیں ہے

سوال یہ ہے کہ

"ایک ضمنی رقم جو بیس کروڑ چھہتر لاکھ چوّن ہزار پانچ سو روپے سے متجاوز نہ ہو۔ گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر سلسلہ مد ۴۰ - subsidy برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ نمبر ۱۱۔

وزیر خزانہ: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"ایک ضمنی رقم جو تین کروڑ اٹھاون لاکھ چار ہزار تین سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر سلسلہ مد ۴۱ متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: مطالبہ زر یہ ہے کہ

"ایک ضمنی رقم جو تین کروڑ اٹھاون لاکھ چار ہزار تین سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر سلسلہ مد ۴۱ متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس پر سید حسن محمود مخدوم زادہ صاحب اور رفیق خان ابراہیم کی طرف سے cut motion آئی ہے

نمبر ۱۴ -

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر میں اپنی cut motion move کرتا ہوں کہ

آٹھ لاکھ چودہ ہزار روپے کی یہ کل رقم لبسلسلہ شق نمبر ۵، امدادی رقم بوساطت بورڈ آف ریونیو پنجاب میں سے ایک سو روپے کم کر دیئے جائیں۔ مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے یہ سماۃ نور جہاں بیگم۔۔۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب یہ cut motion پہلے آپ کی طرف سے ہاؤس کے سامنے مجھے پیش کرنی ہو گی۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: تو پیش کیجئے۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ حسن محمود صاحب کی طرف سے یہ تخفیف زر پر motion ہے کہ آٹھ لاکھ چودہ ہزار روپے کی کل رقم لبسلسلہ شق نمبر ۵، امدادی رقم بوساطت بورڈ آف ریونیو پنجاب میں سے ایک سو روپے کم کر دیئے جائیں۔

اب mover اس پر اپنی بات کر سکتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر، جب میں نے یہ cut motion دی تھی تو اس وقت میں نے اس لیے یہ cut motion دی تھی کہ اس خرچ کی مد کے پیچھے کوئی cut motion نہیں ہے اس کو صیغہ راز میں رکھا گیا ہے۔ تو میں نے جب یہ cut motion move کی تو کچھ لوگوں کو معلوم ہوا تو جو مدعی حضرات ہیں وہ میرے پاس آئے یہ کافی عرصے سے کیس چل رہا ہے یہ زمین evacuee property تھی اور مہاجرین کو الاٹ ہوئی تھی، مہاجرین کا مقدمہ چلتے چلتے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں ان کے حق میں ہوا پہلے بھی میں نے کہا تھا کہ کیا یہ سماۃ اتنی فوقیت اتنا درجہ اور اتنی سنیارٹی رکھتی ہیں اور ان کی کیا خدمات ہیں کہ جس کے عوض میں اتنی خطیر رقم ان کو evacuee property کے حصول کے لیے دی جا رہی ہے۔ تو اب مجھ پر یہ واضح ہوا ہے کہ سپریم کورٹ نے تو مہاجرین کے حق میں فیصلہ دیا ہے Settlement Commissioner نے مہاجرین کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ تو یہ کون سی نوعیت کا خرچ ہے جو صیغہ راز میں رکھ کے اس کو ہم سے ووٹ کرایا جا رہا ہے اور پھر یہ معاملہ پریذیڈنٹ تک پہنچا ہے۔ ان کا بھی یہ حکم موجود ہے جو میں سمجھتا ہوں لکھا ہوا ہے یہاں اور اس کے باوجود اگر گورنمنٹ ہمیں نہیں بتانا چاہتی تو میں ان کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں کہ ایسی رقومات جو کہ صیغہ راز میں رکھنا مقصود ہوں تو آپ کے پاس SECRET FUND بھی

میں آپ کے پاس discretionary grant بھی ہے آپ کو پھر ایسے مطالبات زر ضمنی بجٹ میں نہیں لانے چاہئیں۔ جب آپ یہ خرچ ہاؤس میں لے آئے ہیں تو یہ ملکیت ہیں ہاؤس کی اب اس میں صیغہ راز کی بات نہیں رہی۔ اور اگر واقعی کوئی اس میں صیغہ راز ہے جن کا علم آپ تمام ممبروں کو نہیں دینا چاہتے تو مجھ سے حلف لے لیں کہ میں اس کو صیغہ راز میں رکھوں گا لیکن یہ جو سپریم کورٹ کا ہائی کورٹ کا settlement کمشنر کا فیصلہ ہے جو مہاجرین کے حق میں ہوا ہے اس کے جواز میں ان کو متبادل زمین دینے میں جو آپ نے اقدامات کئے ہیں اور ان کی حق رسی کی ہے اور اس مسماۃ کو مزید یہ رقم ادا کروائی ہے۔ تو مجھے آپ confidence میں لیکر میرا اطمینان کرا دیں میں motion کو press نہیں کروں گا۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب سپیکر اس میں ایک دو پوائنٹ اور ہیں۔ یہ ضروری نہیں تھا کہ مسماۃ نور جہاں کو زمین خریدنے کے لئے اتنی رقم کی اجازت ہم سے مانگی جاتی کیونکہ اس سے پہلے جناب منسٹر صاحب فرما چکے ہیں کسی اور بحث کے دوران کہ پریذیڈنٹ کے آرڈر پر اسکو زمین خرید کر دی جا رہی ہے۔ پریذیڈنٹ کا ایک سپیشل فنڈ ہے۔ اس میں سے بھی یہ رقم وضع کی جا سکتی تھی۔ اس کے علاوہ ایک Evacuee Property Trust Board ہے یہ زمین evacuee land ہے یہ اسکو ٹرانسفر کر دی جاتی تو اس کے بعد یہ مسماۃ نور جہاں کو کرایہ پر بھی دی جا سکتی تھی۔ جیسا کہ مخدوم زادہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے مہاجرین کے حق میں یہ فیصلہ کیا ہے اور اسکے خلاف فیصلہ ہوا ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر ان کو اتنی رعایت دی جا رہی ہے تو مہاجرین کا کیا بن رہا ہے۔ ان کو کیوں نہیں رعایت دی گئی اسی کے ساتھ ساتھ ان کا تو قانوناً حق بنتا ہے۔ جیسا کہ مخدوم صاحب نے بتایا ہے کہ اگر اس طرف سے کوئی اچھی suggestion آ جائے کہ انہیں accommodate کیا جائیگا تو وہ اپنی cut motion واپس لے لیں گے۔

جناب سپیکر : اس پر آپ کچھ فرمانا چاہیں گے۔

وزیر خزانہ : جناب کے توسط سے میں مخدوم زادہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کردوں گا جو انہوں نے وضاحت طلب فرمائی ہے وہ جب چاہیں گے میں انہیں پیش کر دوں گا۔ آپ ان سے دریافت فرمالیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : یہ بھی اقدام کریں گے کہ یہ مہاجرین جن کا حق تلف ہو رہا ہے ان کو کوئی متبادل زمین دیں۔

وزیر خزانہ : جناب والا گذارش یہ ہے کہ ایک ہندو عورت نے ۱۹۴۰ء میں اسلام قبول کیا۔ اس نے ایک مسلمان کے ساتھ شادی کی۔ پاکستان بننے سے قبل ہی اسکے والد نے وہ جائیداد اس کے نام منتقل کر دی جو آج تک اس عورت کے قبضہ میں ہے۔ کسی کے قبضہ میں نہیں گئی لیکن اس عورت پر مقدمہ دائر کیا گیا۔ اسکی جائیداد کو Evacuee property قرار دیا گیا۔ جیسے آپ نے خود فرمایا ہے کہ یہ مسئلہ سپریم کورٹ تک گیا۔ اس کے بعد جب فیصلہ ہوا تو اس نے صدر مملکت کو ایک اپیل بھیجی۔ اس اپیل کے تحت صدر مملکت نے یہ ہدایت فرمائی کہ اس مسئلہ پر ہمدردانہ غور کیا جائے تو حکومت پنجاب نے کافی عرصہ اس پر چھان بین کی۔ اور Presidential Directive کے تحت غور و خوض کیا گیا۔ اس کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچا گیا کیونکہ اس عورت کا حق تھا جائیداد اس کے قبضہ میں ہے آج تک کسی کے قبضہ میں نہیں گئی۔ یہ اس کے والد کی جائیداد ہے جس طریقے سے بھی اسکو محروم رکھا گیا وہ عورت کا حق تھا۔ گورنمنٹ کے exch. equer سے پیسے کسی اور کو نہیں ملے۔ گورنمنٹ نے ایک ہاتھ سے پیسے لیکر اپنے دوسرے ہاتھ میں پیسے لئے۔ اس عورت نے وہ گورنمنٹ سے ہی زمین خرید کی تھی پیسے بھی پیسے بھی گورنمنٹ نے ادا کئے اور بیچی بھی گورنمنٹ نے خود ہی تھی۔ اس میں صرف پیسے کا ہیر پھیر ہے۔ لین دین ہے۔ ویسے کوئی نقصان exchequer کو نہیں ہوا۔

جناب حاکم علی : میں جناب کی وساطت سے وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ زمیاں کا تو حق ہوا لیکن جو کیس ہائی کورٹ سے settlement commissioner اور سپریم کورٹ تک گیا ہے ان کا کیا حق ہے ان کو کہاں زمین ملے گی جو سپریم میں فیصلہ ان کے حق میں دیا ہے اس خاتون کو تو پریزیڈنٹ صاحب کے اختیار سے حق دیا گیا لیکن ان لوگوں کا کیا بنے گا ۔ جن کے حق میں کورٹ نے فیصلہ دیا ۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب یہ آپکا پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا ۔

وزیر خزانہ : یہی عرض میں کرنی چاہتا تھا اگر انہیں کسی قسم کی وضاحت چاہیئے تو وہ مجھ سے باضابطہ طور پہ سوال Rules & Regulation کے تحت کریں ۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا مہاجرین کا مسئلہ زیر غور لایا جائے گا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میری عرض یہ ہے کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ تو مہاجروں کے حق میں ہے ۔ میرا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی چیز صیغہ راز کی ہے میں حلف لیتا ہوں کہ ملکی interest میں بھی اسکو صیغہ راز میں رکھوں گا لیکن ان مہاجرین نے کیا قصور کیا ہے جنہیں یہ زمین allot ہوئی کیونکہ جب تک وہ evacuee pool میں نہ آئے وہ Refugee Department کچھ نہیں سکتا ۔ اگر کوئی ہندو مسلمان بھی ہو جائے اور property اگر evacuee اگر declare ہو جائے تب وہ evacuee pool میں آتی ہے ۔ تب وہ مہاجروں کو اپنے حقوق کے عوض وہ زمین ملتی ہے اور اگر وہ اس سماۃ کو دیتی ہے اور اس کے پیسے بھی ادا نہیں کئے ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا میں آپ کے توسط سے مخدوم زادہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ .....

جناب سپیکر : آپ ذرا اجازت دیجئے کہ مخدوم زادہ صاحب بات کرلیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میرا مقصد صرف یہ ہے کہ جو بھی جواز ہو ، جو بھی وقتی تقاضا

ہو مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے، مجھے اعتراض یہ ہے کہ جن کو allotment کئی سالوں سے چکی ہے ان کا کیا بنے گا؟

جناب سپیکر : آپ ذرا اجازت دیجئے کہ مخدوم زادہ صاحب بات کر لیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا میرا مقصد صرف یہ ہے کہ جو بھی جواب ہو جو بھی وقتی تقاضا ہو مجھے اس پر اعتراض نہیں مجھے اعتراض یہ ہے کہ جن کو الاٹمنٹ سالوں سے ہوئی ہے ان کا کیا بنے گا۔ ان کے روزگار کا کیا بنے گا۔ ان کو alternative زمین دیں پھر اس کے پیسے کیوں گورنمنٹ ادا کر رہی ہے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ملکیت اس خاتون کی تھی اور اس نے اسلام قبول کر لیا تو اس کو خریدنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ تو اس نے inherit کر لی۔ تو اس میں کچھ اور بات ہے۔ اگر وہ مجھ پر واضح کر دیں گے تو میں ان سے cooperate کروں گا۔

وزیر خزانہ : انہوں نے وعدہ فرمایا تھا اگر ان کو اعتماد میں لے لیا جائے تو پھر وضاحت طلب نہیں فرمائیں گے۔ انہوں نے وضاحت بھی طلب فرمالی۔ اور اب یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو اعتماد میں بھی لے لیں مہاجرین کے متعلق میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ان کے مسئلے پر بالکل ہمدردانہ طور پر غور کریں گے۔

* *

* *

* *

بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی۔

رانا پھول محمد خاں : جناب والا میں مخدوم زادہ صاحب کی تائید کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کیونکہ یہ میرے ضلع سے متعلقہ ہیں۔ میری مہاجر کلاس کے متعلقہ ہیں۔ اگر اس طرح سے یہ رقبہ دی گئی اور سپریم کورٹ کے فیصلے کا احترام نہ کیا گیا جبکہ مارشل لا کی بجائے انہیں موجود ہے تو یہ بے حد نامناسب ہوگا آئین میں اور قانون بحالیات میں کوئی ایسی دفعہ موجود نہیں کہ مہاجرین کو پریشان کر کے کسی اور شخص کو زمین دیدی جائے یہ وہ قصور والی نور جہاں نہیں یہ دوسری

نورجہاں ہے لیکن یہ دونوں قصور کی ہیں - جناب والا کسی خصوصی وجہ سے اگر یہ رقم ان کو دینی درکار ہے تو وہ کسی خفیہ فنڈ سے بھی دی جا سکتی ہے میں اس ہاؤس میں اس کی وضاحت نہیں چاہتا بہت سارے معاملات ایسے ہیں کہ جن کو خفیہ رکھنا پڑتا ہے اور ہمیں اس کا احترام کرنا پڑتا ہے - لیکن ان مہاجرین کو ۳۸ سال بعد آج کہاں پھینکا جائے گا. جب کہ الاٹمنٹ بند ہے.

جناب سپیکر : یہ مخدوم زادہ صاحب کی بات کی repetition ہے - یہ بات ہو چکی ہے. یہ repetition ہے -

رانا پھول محمد خاں : یہ repetition نہیں ہے - میں اس کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ وہاں ۱۰۰ گھر مہاجروں کا آباد ہے - یہ میرے علاقہ میں ہے - ان کو کہاں پھینکیں گے - ان کا کیا انتظام کریں گے - قبضہ نورجہاں کا ہے -

جناب سپیکر : یہی repetition ہے - یہ مخدوم زادہ صاحب بات کر چکے ہیں -

رانا پھول محمد خاں : اس پر وزیر متعلقہ صاحب کو بھی تسلیم کر لینا چاہیئے - اور اگر کوئی مجبوری ہے تو اسکو سیکرٹ فنڈ سے رقم فراہم کی جا سکتی ہے -

وزیر خزانہ : جناب والا مہاجرین کے بارے میں ہم ہمدردانہ غور کریں گے.

چوہدری محمد اعظم چیمہ : جناب سپیکر، یہ معاملہ قانونی نوعیت کا معلوم ہوتا ہے ایسے واقعات کئی مقدمات میں اور کئی طرز پر رونما ہوئے - ۱۹۴۷ء سے قبل جو ہندو یا غیر مسلم یہاں آباد تھے ، وہ اتفاق یا خوش قسمتی سے مسلمان ہو گئے - لیکن ریونیو والوں نے ان کا ریکارڈ ان کے نام انتقال نہ کیا - جب وہ ریکارڈ تیار ہوا ، ان کی جائیدادیں جو وہ evacuee pool کا ، اس میں چلی گئیں وہ قابض تھا ، الاٹمنٹ کا ، تو بدستور رہے - لیکن ایک عورت جس نے اسلام بھی قبول کیا ہو ، ہندوستان بھی نہ گئی ہو - اپنے عزیز و اقارب کو بھی چھوڑا ہو ، اپنے خاندان کو بھی چھوڑا ہو اور صرف پاکستان رہنا قبول کیا ہو ، عالی جاہ ، وہ عورت صرف ایک پٹواری کی غلطی پر اپنی

جائیداد سے محروم کر دی گئی اور اس کی وہ ساری جائیداد اس pool میں ڈال دی گئی اور آئندہ مہاجرین کے نام وہ الاٹ ہو گئی۔ وہ قصہ چلتا رہا۔ کیسے وہ pool میں گئی، وہ سپریم کورٹ ہائی کورٹ گئی۔ میرے نوٹس میں ہے۔ میں اس کی وضاحت میں نہیں جانا چاہتا۔ وہ عدالت عالیہ ہے۔ جہاں تک مہاجرین کا تعلق ہے، انہیں ان کا حق اصولی طور پر ملنا چاہیئے۔ اور اس کا طریقہ یہ تھا کہ یا تو اس کے متبادل، جو کہ مخبریاں چلتی ہیں، وہ زمین الاٹ کر دی جاتی یا جیسا کہ یہ رقم دی جا رہی ہے، وہ ان لوگوں کو دی جائے۔ اگر عورت کو وہ زمین جس سے وہ بے دخل کی جا رہی تھی جس پر اس کا قبضہ تھا وہ زمین واپس دی جا رہی ہے تو یقینی طور پر یہ رقم ان لوگوں کو دی جائے گی جو کہ اس سے بے دخل کیئے جاتے ہیں۔ جہاں تک یہ مطالبہ کہ ان کو کیوں نہ دیا گیا، ان کو دیا گیا، سوال صرف یہ ہے کہ یہ رقم ہمارے سامنے منظوری کے لئے بجٹ میں پیش کی گئی ہے آیا کسی مد سے انہیں دوبارہ تو نہیں دی گئی؟ یا غلط تو نہیں دی گئی؟ یا قانونی طور پر کیا جواز ہے؟ تو میں یہ عرض کروں گا کہ پریذیڈنٹ کا فیصلہ اصولی طور پر کیا گیا ہے۔ کئی عورتیں، کئی وہ غیر مسلم لوگ جنہوں نے اسلام قبول کیا وہ اپنی جائیدادوں سے غلط طریقوں سے بے دخل ہو گئے اور انہیں محروم کر دیا گیا یہ پہلا وہ فیصلہ جو کہ اصولی طور پر ایمان لانے یا مسلمان ہونے کے ناطے سے اسے دیا گیا یہ رقم اس بنا پر منظور کی جانی چاہیئے اور وہ مستحق کو دی جانی چاہیئے۔ جہاں تک مہاجرین کے بارے میں میرے ان بزرگ کا مطالبہ ہے جو اس کے علاوہ ہے۔ وہ زمین اگر ان سے لی گئی تو اس کے بدلے میں زمین ان کو دی جائے یا اس Pool کے مطابق یا اس رپورٹ کے مطابق وہ رقم ان کو دی جانی ضروری ہے۔

سردار محمد عارف: جناب سپیکر، جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، یہ زمین جس کا ابھی ذکر چل رہا ہے، یہ مہاجرین کو الاٹ ہی نہیں ہوئی۔ وہ اور زمین

ہے۔ وہ مہاجرین کو الاٹ ہوئی ہے۔ وہ مہاجرین کو مل چکی ہے۔ یہ زمین سنٹرل گورنمنٹ کے قبضے میں ہے۔ یہ سنٹرل گورنمنٹ کے نام پہ تھی اور قبضہ اس عورت کا تھا۔ کچھ رقم مقرر کر دی گئی۔ یہ رقم جمع کر کے زمین اس عورت کو واپس کی جا رہی ہے۔ اس میں نہ کسی مہاجر کا نقصان ہو گا نہ کسی اور کا نقصان ہو گا۔

* *

* *

* *

بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کر دی گئی۔

وزیر قانون :۔ بہر حال یہی کہا جا سکتا ہے کہ جو وضاحت کی گئی ہے اس کی روشنی میں ضروری تھا کہ رقم ادا کی جاتی۔ جہاں تک دوسری وضاحت کا تعلق ہے، جو مزارعین ہیں، ان کے کیس کے سلسلے میں اسی فلور پہ وزیر خزانہ نے ابھی وعدہ کیا ہے کہ ان کے کیس کو ہمدردانہ طور پہ زیر غور لایا جائے گا۔ ان کی جہاں تک مدد ہو سکتی ہے، وہ کی جائے گی۔

رانا پھول محمد خان :۔ جناب سپیکر، اگر میں پردہ اٹھاؤں تو میرے لئے یہ درست نہیں۔ میں یہ گزارش کروں کہ Clause کو آپ کل تک کے لئے پینڈنگ رکھ لیں سپریم کورٹ کا فیصلہ پڑھ لیں۔ اور پریذیڈنٹ صاحب کے آرڈر پڑھ لیں۔ اس کے بعد جو آپ بہتر سمجھیں وہ فیصلہ کریں۔

جناب سپیکر : یہ فیصلہ میں نے نہیں دینا، یہ ہاؤس نے فیصلہ دینا ہے۔

رانا پھول محمد خان :۔ ہاؤس کے سامنے پھر پیش کریں۔ اس میں contempt بھی لگ سکتی ہے۔ آئین کے تحت ہاؤس کوئی چیز سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف منظور کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ یہ ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔

secret fund سے کوئی ایسی چیز دی جا سکتی ہے۔ ہم ضمیر فروشی ہو سکتے ہیں لیکن مہاجرین کے حقوق فروخت نہیں کر سکتے۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں التجا کروں گا، نہایت ادب کے ساتھ، عاجزی کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ آپ اپنے چیمبر میں مخدوم زادہ صاحب اور اس ضلع کے متعلقہ اراکین اسمبلی سے اگر یہ حقیقت پوچھ لیں تو ممکن ہے کہ آپ وزیر صاحب کو یہ کلاز withdraw کرنے کے لئے حکم فرما دیں۔

جناب سعید احمد ظفر: میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ہاؤس میں ایک مسماۃ نورجہاں کو کچھ رقم دینے کا تذکرہ ہے۔ نہ کہ کسی خاص قسم کی زمین کا۔ وہ تو ان کا اپنا سودا ہو سکتا ہے، Evacuee Property Trust Board یا کسی اور ذریعے سے تو آج یہ معاملہ ملتوی کرنا یا آپ سے اس بات کی استدعا کرنا نامناسب ہے۔ بلکہ یہ مطالبہ زیر ہاؤس میں پیش ہو چکا ہے اور اس کے لئے ہمیں ووٹنگ پہ آنا ہے اور اس معزز ایوان کو اس کی منظوری یا نامنظوری دینی ہے۔ تو اس استدعا کے ساتھ میں آپ سے اور اپنے فاضل دوست سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ اس کو ملتوی نہ کروائیں کیونکہ یہ مطالبہ زیر ہے۔ اس کو پیش ہونا ہے۔ اس پہ ہاؤس کی منظوری یا نامنظوری ہونی ہے

جناب جلال دین ڈھکو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا، اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گا کہ جناب مخدوم زادہ صاحب کے حکم پہ ایک بڑے با اعتماد وزیر نے وعدہ کر دیا ہے کہ ہم ان کو اعتماد میں لیں گے اور ان سے بات چیت کریں گے اور جناب مخدوم زادہ صاحب نے وعدہ فرمایا ہے کہ میں اس کو پریس نہیں کروں گا میرے خیال میں یہی مناسب ہوگا کہ وہ پریس نہ کریں اور یہ اعتماد میں لے کر اس کو بعد میں نمٹا لیں۔

جناب سپیکر: کیا خیال ہے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں پریس نہیں کرتا (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب سپیکر صاحب! ابھی ابھی ایک پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ زمین سنٹر کی ملکیت ہے۔ اب ہمیں حکم بھی سنٹر سے آ رہا ہے۔ تو پھر صوبے کو کیوں penalize کیا جا رہا ہے؟ سنٹر میں کچھ فنڈ مخصوص ہوتے ہیں۔ اگر سنٹر کی direction ہے تو یہ fund سنٹر سے pay ہونے چاہئیں۔ اس کے علاوہ وزیر خزانہ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ یہ رقم ایک مد سے نکل کر دوسری مد میں جاتی ہے۔

جناب، یہ رقم کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ان مہاجرین کو ان کے حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے۔

جناب سعید احمد ظفر : جناب سپیکر، چونکہ یہ معاملہ نمٹ چکا ہے، میں استدعا کروں گا کہ اب اس میں مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خاں : میں مہاجرین کے حقوق فروخت نہیں کر سکتا۔ اگر ووٹنگ کرانا چاہتے ہیں۔ ووٹوں کے ذریعے اس کا فیصلہ ہوگا۔ ورنہ اس کو آپ واپس لے لیں اور Secret fund سے کسی کو نواز دیں۔

جناب سپیکر : اس cut motion کو مخدوم زادہ صاحب واپس لے چکے ہیں۔ اور عثمان ابراہیم صاحب کی طرف سے ایک کٹ موشن یہ ہے کہ:-

"۸ لاکھ ۱۴ ہزار کی کل رقم لبسلسلہ شق (۵) امدادی رقم بوساطت بورڈ آف ریونیو پنجاب میں سے سو روپے کم کر دیئے جائیں"۔

عثمان ابراہیم صاحب اگر آپ اس کو withdraw کرتے ہیں تو میں اس کو ووٹنگ کے لئے ہاؤس میں پیش کروں۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب والا اگر وزیر خزانہ واضح طور پر یہ وعدہ فرمائیں کہ وہ ان کے حقوق کی نگہداشت کریں گے۔ اور ان کو نظر انداز نہیں کریں گے تو میں اس کو واپس لے لیتا ہوں۔

وزیر خزانہ میں پہلے بھی تین مرتبہ عرض کر چکا ہوں میں اب بھی وعدہ کرتا ہوں کہ ہم ان کے حقوق کا تحفظ کرنے کی پوری پوری کوشش کریں گے ۔

جناب سپیکر : ایک cut motion عثمان ابراہیم صاحب کی طرف سے ہے اب اس یقین دہانی کے بعد آپ کیا فرماتے ہیں ۔

جناب عثمان ابراہیم : میں اسے واپس لیتا ہوں ۔

جناب سپیکر : کیا یہ ایوان اس cut motion کو واپس لینے کی اجازت دیتا ہے ۔

(تحریک واپسی منظور کی گئی)

اب سوال یہ ہے کہ

"ایک ضمنی رقم جو تین کروڑ اٹھاون لاکھ چار ہزار تین سو تین روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا گیر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۳۱ متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

رانا پھول محمد خاں : گنتی کرائیں "نہ" والوں کی تعداد زیادہ ہے ۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں ۔ آپ کا خیال ہے کہ "نہ" کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے ۔

رانا پھول محمد خاں : جی ہاں ! آپ شمار کر لیں ۔

جناب محمد ارشد خاں لودھی : رانا صاحب اس پہ ڈویژن کرانا چاہتے ہیں ضابطہ یہ ہے کہ اگر آپ اس بات پہ مطمئن ہیں کہ "ہاں" کی آواز زیادہ ہے ۔ تو یہ carry ہو گئی اگر آپ اس پہ مطمئن ہیں کہ "نہ" کی آواز زیادہ ہے تو پھر یہ ڈویژن ہو گی ۔

It is upto you.

رانا صاحب میں ضابطے کی بات کر رہا ہوں کہ اگر سپیکر صاحب مطمئن ہیں تو بھی

It is upto you.

جناب سپیکر : اس پر میں اعلان نہیں کر چکا میرے الفاظ پر غور فرمائیے میرا خیال یہ ہے کہ " ہاں " والوں کی تعداد زیادہ ہے میں نے فیصلہ نہیں دیا اس پر رانا پھول محمد خان صاحب نے اعتراض کیا ہے۔ اگر وہ اب بھی یہ سمجھتے ہیں کہ " نہ " والوں کی تعداد زیادہ ہے

رانا پھول محمد خاں : جناب میرا تو یہی خیال ہے۔ میرے کانوں نے تو یہی سنا ہے۔

جناب سپیکر : جو معزز اراکین اس مطالبہ زر کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔ اور جو اس مطالبہ زر کے مخالفت میں ہیں " نہ " والوں میں ہیں وہ اپنی نشستوں پہ کھڑے ہو جائیں۔ " ہاں " والوں کی تعداد زیادہ ہے۔

(تحریک منظور ہوئی)

وزیر خزانہ : "جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

" ایک ضمنی رقم جو چوبیس کروڑ انانوے لاکھ پچاس ہزار پانچ سو پچاس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۳۳ غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے ۔"

جناب سپیکر : مطالبہ زر یہ ہے کہ۔

" چوبیس کروڑ انانوے لاکھ پچاس ہزار پانچ سو پچاس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد

۲۳۔ غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس پر محترمہ نجمہ تابش الوری کی ایک cut motion ہے انہوں نے اس کو واپس لے لی ہے کیا ہاؤس اس cut motion کو واپس لینے کی اجازت دیتا ہے۔

(منظور شد)

اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو چھبیس کروڑ اناونے لاکھ پچاس ہزار پانچ سو پچاس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۲۳۔ غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا)

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر ۱۳۔

وزیر خزانہ: جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ گیارہ لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۳۵۔ سرکاری ملازمین کو قرضہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ گیارہ لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۳۵ - سرکاری ملازمین کو قرضہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس پر کوئی cut motion نہیں ہے لہٰذا یہ برائے منظوری پیش کی جاتی ہے اور سوال یہ ہے کہ ــــــ

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ گیارہ لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا بہ دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۲۵۔ سرکاری ملازمین کو قرضہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۴۱

وزیر خزانہ : جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ــــــ

"ایک ضمنی رقم جو اکیاون لاکھ باون ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا ر دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۳۶۔ ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے کہ ــــــ

"ایک ضمنی رقم جو اکیاون لاکھ باون ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا ر دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۳۶ ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس پر بھی کوئی cut motion نہیں ہے لہٰذا یہ برائے منظوری پیش ہے اور سوال یہ ہے کہ ــــــ

"ایک ضمنی رقم جو اکیاون لاکھ باون ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۳۶ ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۱۵

وزیر خزانہ: جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ——

"ایک ضمنی رقم جو چوالیس لاکھ باون ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۴۰ شہری ترقی برداشت کرنے پڑیں گے"

جناب سپیکر: تحریک پیش کی گئی ہے کہ——

"ایک ضمنی رقم جو چوالیس لاکھ باون ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۴۰ شہری ترقی برداشت کرنے پڑیں گے۔

- چونکہ اس مطالبہ زر پر بھی کوئی cut motion نہیں ہے لہذا یہ برائے منظوری پیش ہے۔

اور سوال یہ ہے کہ——

"ایک ضمنی رقم جو چوالیس لاکھ باون ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۴۰ شہری ترقی برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر ۱۶۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

مطالبہ نمبر ۱۶

وزیر خزانہ: جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"ایک ضمنی رقم جو گیارہ کروڑ تیس لاکھ بیس ہزار نو سو اسی روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۴۲۔ سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر:- تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"ایک ضمنی رقم جو گیارہ کروڑ تیس لاکھ بیس ہزار نو سو اسی روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۴۲۔ سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس متعلقہ مطالبہ زر پر بھی کوئی cut motion نہیں ہے لہذا برائے منظوری پیش ہے اور سوال یہ ہے کہ:-

"ایک ضمنی رقم جو گیارہ کروڑ تیس لاکھ بیس ہزار نواسی روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۴۲۔ سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۱۷

وزیر خزانہ: جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"ایک ضمنی رقم جو تین لاکھ تراسی ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۴۳۔ پولیس پروجیکٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر: تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"ایک ضمنی رقم جو تین لاکھ تراسی ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۴۳۔ پولیس پروجیکٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر پر بھی کوئی cut motion نہیں ہے لہذا یہ تحریک برائے منظوری پیش ہے اور سوال یہ ہے کہ:۔

"ایک ضمنی رقم جو تین لاکھ تراسی ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۴۳۔ پولیس پروجیکٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۱۸

وزیر خزانہ :- جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۲ - مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے "

جناب سپیکر :- یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ -

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۲ مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے "

اس مطالبہ زر پر کوئی کٹ موشن نہیں ہے لہذا یہ برائے منظوری پیش ہے اور سوال یہ ہے کہ :-

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۲ مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے "

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۱۹

وزیر خزانہ : جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :-

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۷۔ موٹر گاڑیوں کے قوانین کی وجہ سے اخراجات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر:۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔۔

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۷۔ موٹر گاڑیوں کے قوانین کی وجہ سے اخراجات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ ــــ

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۷۔ موٹر گاڑیوں کے قوانین کی وجہ سے اخراجات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس پر کوئی cut motion نہیں ہے۔ لہٰذا سوال یہ ہے کہ ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی

فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۷ - موٹر گاڑیوں کے قوانین کی وجہ سے اخراجات برداشت کرنے پڑیں گے ۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر ۲۰

وزیر خزانہ: جناب والا میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ :-

" ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۸ - دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنا پڑیں گے ۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :-

" ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۸ - دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنا پڑیں گے "

اس پر کوئی cut motion نہیں ہے ۔ لہٰذا سوال یہ ہے کہ " ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۸ دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنا پڑیں گے ۔"

(تحریک منظور کی گئی)

apply

جناب سپیکر:- خواتین وحضرات اب بقایا ڈیمانڈز میں گیلوٹین کرتا ہوں اب مطالبہ زر نمبر ۲۱ آپ کے سامنے پیش ہے سوال یہ ہے کہ:-

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۹۔ آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۲۲

جناب سپیکر:- سوال یہ ہے کہ:-

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات طور پر بسلسلہ مد ۱۱۔ انتظام عدل برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۲۳

جناب سپیکر:- سوال یہ ہے کہ:-

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۱۵۔ تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۲۴

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ۔

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۱۶۔ خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۲۵

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ۔

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۱۸۔ زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۲۶۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ۔

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۔ ۲۰ وٹرنری برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۲۷

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے کہ :۔

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات طور پر بسلسلہ مد ۲۱ ۔ امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۲۸

مسٹر سپیکر :۔ سوال یہ ہے :۔

" ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۲۳ ۔ متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۲۹

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے کہ :

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۲۴ سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۳۰

مسٹر سپیکر :- سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۳۷- اریگیشن ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۳۱

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۳۸- زرعی تحقیق و ترقی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۳۲

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۳۹- صنعتی ترقی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۴۳

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے۔

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۴۱ - سڑکیں اور پل برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۴۴

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے کہ :-

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۸۵ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ۴۴ بلدیات پورٹ کو قرضے وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر اعلیٰ پنجاب : جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے حکومت پر اعتماد کا اظہار کیا۔ میں سب معزز ممبران کو آپ کی وساطت سے یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم انشاءاللہ وہی کام کریں گے جو ان کیلئے اور پنجاب کی حکومت کیلئے بہتر ہوگا۔ بہت بہت شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : اجلاس کی کارروائی صبح آٹھ بجے تک کیلئے ملتوی کی جاتی ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

---

2 جون 1985ء

(12 رمضان المبارک 1405ھ)

جلد 3—شمارہ 6

سرکاری رپورٹ

مندرجات

اتوار 2 جون 1985ء

نمبر شمار		صفحہ نمبر
1 ۔ تلاوت قرآن حکیم اور اس کا اردو ترجمہ	— —	407
2 ۔ اراکین کی جانب سے رخصت کی درخواستیں	— —	408
3 ۔ میزانیہ برائے سال 85-1984 پر عام بحث	— —	411

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسوا اجلاس

(اتوار 2 جون 1985ء) (12 رمضان المبارک 1405ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 8 بجے منعقد ہوا ۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے اور اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاک کلام سے ہوا جناب قاری علی حسین صدیقی نے تلاوت کلام اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ
اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى
اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ
ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝
وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

س نساء نمبر ۴ آیت ۱۳۵ - س لقمان آیت ۲۰ س عنکبوت نمبر ۲۹ آیت ۶۹

اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اللہ کے واسطے سچی گواہی دیا کرو خواہ وہ تمہارے اپنے یا تمہارے ماں باپ یا رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو خدا ان دونوں کا خیرخواہ ہے تو تم اپنی خواہش نفس کے پیچھے چل کر کہیں عدل و انصاف کو نہ چھوڑ دینا اگر تم گول مول بات کرو گے یا حق بات کہنے سے پہلو تہی کرو گے تو یاد رکھو اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے ۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اللہ نے تمہارے لیے مسخر اور قابو میں کر دیا ہے اور تم پر اپنی تمام ظاہری و باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں پھر بھی بعض لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ نہ علم رکھتے ہیں اور نہ ہدایت اور نہ کوئی روشن دستاویز ۔ اور جن لوگوں نے ہمارے بارے میں کوشش کی تو ہم ضرور اپنے تمام راستوں کی ہدایت دیں گے ۔ اور بے شبہ خدا نیکوکاروں کے ساتھ ہے ۔

وما علینا الا البلاغ

پنجاب اسمبلی کا بجٹ اجلاس

اراکین کی جانب سے رخصت کی درخواستیں

جناب سپیکر — اب ہم اراکین اسمبلی کی درخواستوں کو لیتے ہیں۔

سیکرٹری اسمبلی — مندرجہ ذیل درخواست جناب گل نواز خان وڑائچ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

''میں بوجہ بخار و نزلہ بستر علالت پر ہوں ۔ اسمبلی ہاؤس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں ۔ ایک یوم کی رخصت دیں اور مجھے معزز ممبران کو مخاطب کرنے کا وقت کل 2-6-85 کو دیا جائے'' ۔

جناب سپیکر — سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی — مندرجہ ذیل درخواست جناب منور حسین منج ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔ بندہ ضروری کام و بیماری کی وجہ سے 26-5-85 کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا عرض ہے کہ چھٹی منظور کی جائے ۔

جناب سپیکر — سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی — مندرجہ ذیل درخواست جناب منظور احمد چنیوٹی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔ بندہ اپریل میں سعودی عرب گیا ہوا تھا ۔ 9 اور 10 اپریل کو اجلاس میں بوجہ سفر ہذا شرکت نہیں کر سکتا ۔ لہذا دو یوم کی رخصت منظور فرما کر شکریہ کا موقع دیں ۔

جناب سپیکر — سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے ۔

(رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی — جناب سپیکر نے حکم دیا ہے کہ ایک ضروری اعلان ایوان کے سامنے کروں ۔ سیکرٹریٹ اسمبلی کو Resolutions Bills اور موصول ہوئے ہیں ۔ آج دو فہرستیں جن کو نمبر لسٹ کہا جاتا ہے ۔ کانفرنس روم کے باہر آویزاں کر دی گئی

ہیں ۔ ان لسٹوں پر نمبر درج ہیں ۔ جو معزز اراکین Resolution Bill یا حالیہ اجلاس میں پیش کرنا چاہتے ہوں وہ اپنے دستخط کسی ایک نمبر پر کر دیں ۔ جو اراکین دستخط کر دیں گے ان کا ایک ایک Bill اور ایک ایک Resolution قرعہ اندازی میں رکھا جائے گا پندرہ اسطرح جو Bills اور پانچ Resolutions قرعہ اندازی میں نکلیں گے وہ 11-6-1985 کو ایوان میں پیش ہو سکیں گے ۔

چوہدری گل نواز وڑائچ ۔ Point of Information کیا اجازت ہے جناب ۔

جناب سپیکر ۔ ٹھیک ہے چوہدری گل نواز وڑائچ ۔ میں نے ہاوس کی طرف سے ایک درخواست دی تھی ۔ اس میں ہمارے تمام ممبران کے مطالبات تھے یہ درخواست میں نے ڈپٹی سپیکر صاحب کو آپ کے ارشاد کے مطابق دی تھی تو جب وہ ملتے ہیں کہتے ہیں ۔ دے دوں گا ۔ پوچھ کے دوں گا ۔ اس بارہ میں مجھے ایک قصہ یاد آیا ۔ اجازت ہوئے تے پنجابی وچ قصہ دساں ۔

جناب سپیکر — آپ نے پوائنٹ آف انفرمیشن پر بات کرنی ہے ۔ قصہ بیان کرنے کی اجازت نہیں ۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ ۔ قصہ اس سے متعلق ہے ۔ اجازت ہو پنجابی میں بات کروں ۔ وہ قصہ یہ تھا میں نام نہیں لیتا کیونکہ اس قوم کے ساتھ ہمارے بہت تعلقات ہیں ۔ کسی بزرگ نے کسے نوں سمجھایا کہ ہر گل پچھ کے کرنی چاہی دی اے ۔ میں پنجابی وچ دساں ۔ اور اپنے گھوڑے تے چڑ کے آندا پیا سی ۔ اگوں اک ہور بزرگ آ رہے سی ۔ انہو پچھدا اے میرا گھوڑا کتھوں اے بزرگ آکھدا گھوڑے اتے تاں توں سوار این اونہیں آکھیا نوں میاں پچھ لینا چنگا ہندا اے ۔ ایناں نوں سارے آکھیا درخواست دیو اپنا آکھیا میں پچھ لاں ۔ اینہاں نوں آکھو میری درخوست پیش کرن ۔ ۔ سارے ہاوس دی درخوست اے ساڈے مطالبات نیں ۔ یا تے ساڈی تنخواہ ساڈے الاونس ختم کر دیو یا ایناں تے نظر ثانی کرو ۔ چار چار ممبراں نوں اک اک کمرے وچ ڈکیا ہویا اے ۔ ایہدا تہانوں ای نقصان اے ۔ گورنمنٹ نوں نقصان اے ۔ اکٹھے ہو کے بہندے نیں تکلیف ہوندی اے تے گورنمنٹ دے خلاف بولدے نیں ۔ تے جناب ایسی درخواست نوں پیش کرن دی اجازت ضرور دتی جائے ۔

جناب سپیکر - آپ تشریف رکھیں

جناب سیکرٹری اسمبلی - اعلان کے بارے میں گذارش یہ ہے کہ قواعد انضباط کار کے تحت ایک دن میں پندرہ بل Table ہو سکتے ہیں یا پانچ Resolutions Table ہو سکتے ہیں۔ ہمارے پاس Resolutions کی تعداد پانچ سے زائد ہے اسلئے ایک دن میں ہم پانچ سے زیادہ Resolutions ہاؤس کے سامنے نہیں لا سکتے انضباط کار کے قواعد میں درج ہے کہ ممبر صاحبان سے یہ پوچھ لیا جائے کہ آیا وہ دن جس کو پرائیویٹ ممبران کے لئے متعین کیا گیا ہے اس دن وہ اپنا Resolution ٹیبل کرنا چاہتے ہیں - اگر وہ چاہتے ہوں تو باہر ایک لسٹ لگی ہوئی ہے جسے ''نمبرڈ لسٹ'' کہا جاتا ہے - اس پر نمبر لگے ہیں۔ کسی نمبر کے سامنے اپنے دستخط کر دیں - جس سے ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ آپ اپنا Resolution 11 تاریخ کو ایوان کے سامنے لانا چاہتے ہیں جب یہ نمبرڈ لسٹ دستخط ہو جائے گی تو معزز رکن کا ایک ایک Resolution جو انہوں نے پہلے دیا ہے اسکو ہم قرعہ اندازی میں رکھ دیں گے جو کہ سیکریٹری اسمبلی کے کمرے میں ہوگی - یہ لسٹ یہاں 2 دن کے لئے آویزاں رہے گی اور پانچ دن اس Porces میں لگیں گے - آپ سے درخواست ہے کہ ان نمبروں میں سے کسی نمبر کے سامنے اپنے دستخط کر دیں اور اس کو ہم اس قرعہ اندازی میں لے آئیں گے - اور جو پانچ Resolution قرعہ اندازی میں نکلیں گے وہ 11 تاریخ کو رکھ دیں گے - اسی طرح 15 بل رکھے جا سکتے ہیں - اور قرعہ اندازی میں جو پندرہ بل نکل آئیں گے وہ Private Member's day کو رکھ دیئے جائیں گے -

میاں مختار احمد شیخ - ایک Resolution جو متفقہ طور پر بہت سے ممبران نے دیا ہے وہ کونسلرز کی میعاد 30 جون تک رکھنے کے متعلق ہے - اس کے خلاف میرا خیال ہے تمام بھائیوں نے Resolution دیئے ہوں گے - وہ ایک متفقہ Resolation ہے اسے ہر صورت میں ایجنڈا میں رکھنا چاہیئے - کیونکہ 30 جون تک ہماری میعاد ہے کہ کونسلر یا ایم پی اے دونوں میں سے ایک نشست رکھ سکتے ہیں - تو اس کے لئے ہم نے ایک Motion move کی تھی کہ اس میعاد کو بقایا عرصہ تک بڑھا دیا جائے یہ Resolution ضرور آنا چاہیئے -

جناب سپیکر ۔ میرے خیال میں وہ Resolution آ جانا چاہیئے اسے merit کے لحاظ سے بھی آجانا چاہیئے ۔ اس وجہ سے کہ 40 سے زیادہ ممبران نے اسے move کیا ہے by ballot بھی وہ نکل آنا چاہیئے ۔ تو آپ امید رکھیں کہ آپ کا Resolution ضرور move ہوگا ۔

(تالیاں)

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ پیشتر اس کے کہ بجٹ پر General discussion ہو میں جاننا چاہوں گا کہ تاریخ میں کوئی تغیر و تبدل ہوا ہے یا نہیں

جناب سپیکر ۔ ذرا آپ تھوڑا سا اونچا بولیئے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ تاریخوں میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے یا نہیں یہ جو Private Members day کی تاریخیں بتا رہے ہیں ۔ کثوتی کی تحریکوں کے لئے ایک دن بڑھنا تھا مطالبات زر کے لئے تین دن مقرر کئے تھے وزیر قانون نے اس پر کچھ کہا تھا ۔

میزانیہ برائے سال 86-1985 پر عام بحث

(جس میں مجموعی سرمایہ سے واجب الادا اخراجات پر بحث بھی شامل ہے)

جناب سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب میں ابھی آپ کو اس سلسلہ میں مطلع کرتا ہوں ۔ اب بجٹ پر بحث کا آغاز ہوتا ہے ۔ جن معزز اراکین اسمبلی نے ضمنی بجٹ پر بات کرنا چاہی تھی ۔ اور وقت کی کمی کی وجہ وجہ سے ان کو وقت نہیں دیا جا سکا تھا میں آج ان سے بحث کا آغاز کرنا چاہتا ہوں ۔ لیکن اس میں مجھے کچھ دقت محسوس ہو رہی ہے کہ جو چٹیں میرے پاس آئی تھیں ۔ ان میں میزانیے پہ بحث کے لئے پانچ دن مقرر ہیں ۔ میرے پاس ان کی طرف سے یہ اطلاع ابھی تک نہیں آئی کہ وہ ان پانچ ایام میں سے کس روز میزانیے پر بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو کیا وہ ممبران جن کے نام میرے پاس موجود ہیں برائے مہربانی اپنی اس رائے کا اظہار فرمائیں گے کہ وہ کس روز میزانیے پر بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں ۔ نام میں نے اس روز پڑھ کے سنا دیئے تھے ۔ وہ سب حضرات جو ضمنی بجٹ میں حصہ لینا چاہیں وہ نئے سرے سے اپنے نام اور وقت کے بارے میں مجھے مطلع کردیں ۔ تاکہ ان کی مرضی کے مطابق وقت دے دیا جائے ۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ معزز ممبران جو اس میں حصہ لینا چاہتے ہوں اپنے نام مجھے پہنچادیں ۔

بیگم صاحبہ آپ بجٹ پہ بولنے کیلئے تیار ہیں آج -

بیگم بشریٰ رحمٰن - جی -

جناب سپیکر - بسم اللہ کیجئے -

بیگم بشریٰ رحمٰن - جناب سپیکر بجٹ پر بات کرنے سے پہلے جو بات ہوگی وہ ہمیشہ آٹا نون تیل اور لکڑی کی بات ہوگی - بجٹ کوئی سا بھی ہو آٹا دال نون تیل اور لکڑی کی بات کئے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا - بجٹ کے آجانے کے بعد اس شہر کی بعض خواتین نے مجھ سے رابطہ قائم کیا اور کہا کہ میں ان کی طرف سے ایک پیغام اس معزز اسمبلی کے حضور پیش کردوں - اور وہ ایک چھوٹا سا پیغام ہے جو میں آپ کے حضور پیش کرنا چاہتی ہوں - اپنی بات کرنے سے پہلے میں عرض کروں گی کہ آج جو خاتون خانہ کا یہ خیال ہے کہ چار یا پانچ سال پہلے بجٹ بھی آیا کرتا تھا اور ان کے پاس اپنے بجٹ کیلئے بہت کم پیسے ہوا کرتے تھے لیکن وہ اس میں گھر کا خرچ بھی چلا لیا کرتی تھیں - مگر آپ ان کے پاس گھر کا خرچ چلانے کیلئے پہلے سے دوگنے پیسے بھی ہوتے ہیں لیکن جوں جوں نیا بجٹ آتا ہے تو وہ ان دوگنے اور تگنے پیسوں میں بھی اپنے گھر کا خرچ نہیں چلا سکتیں - وہ یہ سوال پوچھتی ہیں کہ اس کی کیا وجہ ہے جبکہ سب اچھا اچھا جارہا ہے مہنگائی پر بھی کنٹرول کیا جارہا ہے صارفین بھی خیال رکھ رہے ہیں تاجرین بھی وعدے کر رہے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ بجٹ آنے میں ان کا گزارا نہیں ہوتا یہ ایک چھوٹی سی استدعا تھی جو لاہور کی خواتین کی طرف سے میں نے آپ کی خدمت میں پیش کردی ہے اور مجھے امید ہے کہ ان کا یہ پیغام آپ تک پہنچ گیا ہوگا دوسری بات یہ ہے جناب والا جب "آٹا دال نون تیل پر بات ہو گی تو پھر پانی پر بھی ضرور بات ہوگی - آٹا نون تیل اور دال پانی کے بغیر بالکل بے حقیقت نظر آتے ہیں - اگر آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں تو میں پہلے اپنی بات پانی سے شروع کروں گی - جناب والا چشمہ جہلم لنک ہمارے لئے ایک شاہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے اور دریائے سندھ کا پانی چاروں صوبوں کیلئے زندگی کی علامت ہے - اس سے پہلے اس ایوان میں بہت باتیں ہوئی ہیں عام طور پر ہوتا ہے کہ جب کوئی issue کھڑا ہوتا ہے سب سے پہلے الزامات عائد ہوتے ہیں پھر مکالمات ہوتے ہیں پھر گزارشات پیش کی جاتی ہیں پھر تحقیقات ہوتی ہیں اور

پھر نتیجہ کچھ بھی سامنے نہیں آتا ۔ ہمارا یہ انداز بن گیا ہے کہ جب کوئی المیہ ابھرنے لگتا ہے تو ہم ایک قسم کی پھوڑی بچھا لیتے ہیں پہلے اس کے قل کرتے ہیں اور پھر جی بھر کر رولیتے ہیں چہلم کے بعد اس کو حالات کے حوالے کردیتے ہیں اور پھر اسے ہمیشہ کیلئے بھول جاتے ہیں لیکن یہ جو پانی کا مسئلہ ہے یہ چار دن میں یا 40 دن میں بھول جانے والا نہیں ہے میں آپ کو اس کیلئے ایک حل اور تجویز پیش کرتی ہوں ۔ بہترین صورت تو یہ ہے کہ لڑائی جھگڑے کرنے سے پہلے اور کسی قسم کی منافقت یا غلط فہمیاں پیدا کرنے سے پہلے ہم ایسا کریں کہ پنجاب کے دانشور سیاہ پنجاب کے نام سے ایک گروپ تشکیل دیں ایک جدید ٹیکنالوجی جو پچھلے برس سے بڑے بڑے ملکوں میں رائج ہے اور مستعمل ہے اسے عمل میں لایا جائے اس طرح قابل رقم خرچ کرکے سندھ کے واٹر شیڈ جس میں سو میلن گیلن پانی کا فوری اضافہ ہوسکتا ہے کو چشمہ جہلم لنک میں divert کیا جاسکتا ہے side effects بھی نہیں ہونگے اور اس کے لیئے ماہرین کی کمی نہ تو ہمارے ملک میں ہے اور نہ ہی اتنے بے بس ہیں کہ دوسرے ملکوں میں جاکر ان سے استفادہ نہ کرسکیں جناب والا اگر یہ زمانہ جاہلیت کا شکار ہوتا اور کاش یہ زمانہ جاہلیت کا شکار ہوتا تو میں پھر ایک اور تجویز پیش کرتی قدیم مصر میں جب دریائے نیل کا پانی سوکھ جایا کرتا تھا تو اس دور کے لوگ مصر کے دوشیزاوں کو لے جایا کرتے تھے اور عین بیچ دریائے نیل کے ان کو ذبح کردیا جاتا تھا اور اتفاق سے جب دوسرے دن پانی زور و شور سے آجاتا تھا تو یہ سمجھ لیا جاتا تھا کہ دریائے نیل نے دوشیزاوں کی قربانی قبول کرلی ہے ۔ اگر یہ زمانہ بھی جاہلیت کا ہوتا تو ہم آپ سے کہتے کہ ہمیں پیاس سے مرنے کی بجائے پنجاب کی دوشیزاوں کو لے جایئے اور چشمہ لنک کے کنارے ان کو بھینٹ چڑھا دیجئے اور اس طرح سے ہمارے کھیتوں کھلیانوں کو اور ہماری زمینوں کو (تالیاں) سیراب کردیجئے جناب والا میں ان بے بس بیچاری دوشیزاوں تک کیوں پہنچوں حضور والا کیا میری ذات اس کام کیلئے کافی نہیں ہے کیا میری ذات وطن عزیز کے کام نہیں آسکتی میں خلوص دل کے ساتھ بشری رحمن کو پیش کرتی ہوں ۔ اس کو آپ چشمہ لنک کی لہروں کی نظر کر دیجئے اگر اس کے لہو سے ہمارے کھیت اور کھلیان سیراب ہو سکتے ہیں اگر ہمارے بچے بھوک اور پیاس سے بچ سکتے ہیں تو جناب والا ہم یہ بھی قربانی دینے کیلئے تیار ہیں (تالیاں) لیکن حضور والا میں آپ سے فریاد کرتی ہوں اور اس ایوان کا ہر فرد اس وقت تک

فریاد کرتا رہے گا جس وقت تک یہ ان ایوانوں کو ہلا کر نہ رکھ دے گی جن میں ہمارے لئے فیصلے صادر ہوتے ہیں ہم نے اپنے ووٹوں سے اپنے دانشور مقرر کئے آج وہ بیٹھے ہمارے ہاتھ قلم کرنے کی تدبیریں کر رہے ہیں آپ ایسا کیجئے کہ اس ایوان کی خوب صورت چھت کے اوپر ایک زنجیر لٹکا دیجئے جس کی صدا اس ایوان کی چھت پہ جا کے گونجے اور ہم ہر روز پکڑ کر فریاد ہے فریاد ہے کا نعرہ لگا سکیں خدا کیلئے پنجاب کو ایتھوپیا بنانے سے بچا لیجئے ۔ ہمارے بچوں کو بچا لیجئے ہماری نسلوں کو بچالیجئے ہمارے کھیتوں کھلیانوں کو بچالیجئے ۔ ہماری زمین کی کوکھ اجڑ جائے گی اور ہماری فصلوں کی مانگ اجڑ جائے گی ۔ اگر ہمارے پاس پانی نہیں ہوگا ۔ جناب والا یہ کیا دستور ہے کہ دستور ساز اسمبلیاں کوئی ایسا دستور نہیں بنا سکتیں کہ جو دستور کے عین مطابق ہو ہماری بجلی بند ہمارا پانی بند ہمارے لئے گیس بند ہمارے لئے انڈسٹری بند کیا پنجاب کی کسی ماں نے ایسے سپوت جنم نہیں دیئے جو پنجاب میں سٹیل کی انڈسٹری لگا سکتے ہوں کیا پنجاب میں ایسے جیالے نہیں ہیں جو یہاں بڑے بڑے ہیڈ آفس چلائیں کیا پنجاب میں بینک نہیں چلائے جاسکتے کیا کسی انشورنس کمپنیوں کے ہیڈ نہیں ہوسکتے ۔ جناب والا میں یہ پوچھتی ہوں کہ یہ کس بات کی سزا ہے کہ بجلی بند پانی بند زبان بند اور ابھی تھوڑی دیر میں آپ فرمائیں گے کہ

اے عندلیب نادان آواز در گلو بند

نازک مزاج شاہاں تاب سخن نادانی

جناب والا ہم تو اس وقت تک روتے رہیں گے جب تک ہمیں پانی نہیں ملے گا ۔ ہم اس وقت تک فریاد کرتے رہیں گے جب تک ہمارے کھیتوں کی رگوں میں لہو کی طرح پانی رواں نہیں ہو جائے گا ۔ ایک چھوٹی سی تجویز اس معزز اسمبلی کے سامنے بھی رکھتی ہوں کہ اگر ہماری کوئی بات نہیں سنی جاتی ۔ اگر ہماری شنوائی نہیں ہوتی تو پھر ہم سب اراکین پنجاب کے منتخب لوگ ہم چشمہ لنک جہلم لنک کے کنارے چلتے ہیں اور وہاں بیٹھ کر زارو قطار روتے ہیں ۔ اتنا روتے ہیں اتنا روتے ہیں کہ چشمہ جہلم لنک بھر جائے اور پھر ہم اپنے آنسوؤں سے اپنی دھرتی کو سیراب کر لیں ۔

جناب والا ہمارے پاس کچھ اور ہو نہ ہو ۔ ہمارے پاس آنسو تو ہیں ۔

ہم رونے پہ آئیں تو دریا ہی بہا دیں
شبنم کی طرح سے ہمیں رونا نہیں آتا

جناب والا پانی کی بات کرنے سے آپ اس ایوان میں کسی کو نہ روکیے - ہم اتنی دیر تک پانی کی بات کریں گے کہ سب کا پتہ پانی ہو جائے گا -

جناب والا یہ درست ہے کہ پنجاب بڑا بھائی ہے - ہم نے کب کہا کہ بڑا بھائی نہیں ہے ہمارے معاشرے میں ایسا ہوتا ہے کہ ایک بڑے خاندان کا بڑا بھائی کفیل ہوتا ہے - وہ بیچارا بچپن ہی سے بوجھ لادنے والا گدھا بن جاتا ہے - آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو بھائی سارے خاندان کا کفیل ہوتا ہے اس کے تن پر کبھی اچھا کپڑا نہیں ہوتا - وہ گھر میں سب سے بعد کھانا کھاتا ہے - اس کے اوپر ہر جرم لاگو ہو جاتا ہے - لیکن وہ صبر شکر سے بڑے بھائی ہونے کا کردار ادا کرتا رہتا ہے -

جناب والا یہ کس قانون میں درج ہے کہ سب بھائیوں کے گھروں میں پانی کے مٹکے بھرے ہوئے رکھے ہوں اور بڑے بھائی کے بچے ایک ایک بوند کیلئے تڑپ رہے ہوں اور ان کو چند گلاس پانی کے نہ عطا کیے جائیں -

وزیر قانون — میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کروں گا جناب کے توسط سے کہ water پر Resolution گورنمنٹ کی طرف سے بھی آ چکا ہے کچھ دیگر ممبران نے بھی دیئے ہوں گے - اس کو باقاعدہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر پیش کیا جائے گا - اس پر جتنی لمبی تقاریر اور جن خیالات کا اظہار بھی کیا جا سکتا ہے کرنے کی اجازت ہے ان کو ہم نہ اس بات پر روک سکتے ہیں اور نہ روکتے ہیں - بجٹ کے حوالے سے بات بھی ہو سکتی ہے - ہر چیز ہو سکتی ہے - اس پر کوئی قدغن لگانا مقصد نہیں - گزارش یہ ہے کہ اس پر ایک Resolutions ہماری طرف سے بھی موجود ہے اور بھی Resolutions موجود ہیں ان پر کسی وقت بھی بات ہو سکتی ہے جب بھی آپ چاہیں اس وقت تک کے لیے یہ باتیں اٹھا رکھی جائیں تاکہ اب بجٹ پر بات ہو جائے - جو باتیں بجٹ کی ہیں وہ زیادہ highlight کی جائیں تاکہ اس پر ہمیں مفید مشوروں سے نوازا جائے اور بجٹ کی Allotement کو صحیح طور پر ہم آگے بڑھا سکیں -

سردار امجد حمید خان دستی - پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر مجھے تھوڑی سی وضاحت کرنے کی اجازت ہے - Budget Speech میں کبھی یہ طریقہ نہیں ہے کہ صرف بجٹ کی بات کی جائے - بجٹ سارے پنجاب کے مسائل پر محیط ہے - اور وزیر قانون ہمیں محدود کرنا چاہتے ہیں صرف ان مطالبات پر جو انہوں نے بجٹ میں دیئے ہیں - یہ آج تک کبھی نہیں ہوا - ہر مسئلہ - پانی کا مسئلہ گیس کا مسئلہ - روزمرہ کے مسائل - امن و امان کا مسئلہ - سب مسائل discuss ہو سکتے ہیں - میں یہ جناب سے گزارش کرتا ہوں کہ غلط تاثر نہ دیا جائے -

(نعرہ ہائے تحسین)

اور ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ ڈاکٹر گوابل کا مقولا تھا کہ جھوٹ کو اگر بار بار دہرایا جائے تو وہ سچ بن جاتا ہے - ہم سچی بات کہنا چاہتے ہیں - پانی کے متعلق آپ کیوں نہیں سننا چاہتے - آپ آگے ہمیں Resolutions پانی نہیں دلا سکتے - ہم بار بار کہیں گے اور اگر کوئی ہماری بات نہیں سنے گا تو ہم گھیراؤ کریں گے -

جناب سپیکر - اس پر میں اپنی بات کرنی چاہتا ہوں -

وزیر قانون - جناب والا Point of Personal Explanation میرا خیال ہے کہ فاضل معبر جب میں - بات کر رہا تھا وہ سوئے ہوئے تھے میں نے تو خود ان کو یہ بات کہی ہے کہ بجٹ کے سلسلے میں ہر بات ہو سکتی ہے -

جناب امجد حمید خان دستی - اگر وزیر قانون ہیڈ ماسٹر بننا بند کر دیں تو یہ ان کے لئے بڑی اچھا ہے - اس اسمبلی کیلئے بھی اچھا ہے - یہ آپکا رول adopt نہیں کر سکتے -

جناب سپیکر - دستی صاحب اس انداز میں نہیں - - - - - - - چودھری صاحب آپ کی بات میں سمجھتا ہوں ہوگئی ہے -

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون - میں سمجھتا ہوں کہ دستی صاحب آج کچھ زیادہ ہی ناراض ہو کر آئے ہیں - میں نے ان کی شان میں کوئی بات نہیں کی - بات ریکارڈ پر موجود ہے - میں نے تو کہا ہے کہ بجٹ پر دنیا جہاں کی ہر بات ہو سکتی ہے اسے روکا نہیں جا سکتا - یہ بات اگر ان کو پسند نہیں ہے تو اس میں ناراض ہونے کی کیا وجہ ہے -

جناب سپیکر - یہ ایک procedural matter پر بات تھی جس کے متعلق میری رائے یہ ہے کہ بجٹ پر انسانی زندگی کے متعلق جتنے معاملات ہوں ان کو discuss کیا سکتا ہے -

(نعرہ ہائے تحسین)

بیگم صاحبہ آپ ارشاد فرمائیے -

بیگم بشریٰ رحمان - جناب والا فیصلہ صادر کرنے پر میں آپ کی بے حد مشکور ہوں - اور معزز رکن کی بھی بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے میرے جذبوں کی تائید کی ہے - آپ ہمیں کتنی ہی قانون کی موشگافیاں دکھائیں - دکھاتے چلے جائیے ہمارے سامنے ہماری زندگی اور موت کا سوال ہے - آپ ہم سے یہ کہتے ہیں کہ کاغذوں پر جو لکھا ہوا ہے اس کی بات کریں - اور جو آپ کی قسمت میں لکھا جا رہا ہے اس کی بات نہ کریں -

(نعرہ ہائے تحسین)

تقدیر ہماری ہے اور اسے رقم کوئی اور کر رہے ہیں -
ہم بھی تو رونا رو رہے ہیں کہ بجٹ بھی آتے رہے ہیں - دستور بھی بنتے رہے ہیں مگر ایک دن کے لئے کیوں - ایک مہینے کے لئے کیوں - ایک سال کے لئے کیوں - زمانے میں ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ جتنے بھی قانون اور دستور بنائے جاتے ہیں وہ صدیوں کے لئے بنائے جاتے ہیں قرون کے لئے بنائے جاتے ہیں اس لئے نہیں بنائے جاتے ہیں کہ ایک صاحب کرسی پر بیٹھے ہیں ان کا دل ان سے بھرا ہو گیا ہے اس لئے ایک سال کے لیے ایسے قانون بنا دیں گے جو ہماری آنے والی تمام نسلیں اس کی سزا بھگتتی رہیں گی -

جناب والا مقدس کتابوں پرہاتھ رکھ کر قسمیں کھائی جاتی ہیں اور مقدس ارادوں کے ساتھ مقدس قوانین بنائے جاتے ہیں - قوانین گورے کالے کے لئے نہیں ہوتا بڑے چھوٹے کے لئے نہیں ہوتے ہیں بلکہ قوانین انسانیت کے لئے ہوتے ہیں آج ہم آپ سے بھی تو کہہ رہے ہیں کہ کل کی جو غلطی ہے اس کی آج تلافی کر لیجئے - کل جو قانون نہیں بن سکا گذشتہ کل جو آرام سے ہم چشمے کا میٹھا میٹھا پانی پیتے رہے ہیں مگر ہم نے یہ نہیں سوچا کہ آنے والا کل ہمیں کیا دے گا -

بھی تو رونا ہم آج رو رہے ہیں کہ آج ہم اس لئے بیٹھے ہیں کہ ہم اپنا آنے والا کل خراب نہ ہونے دیں ہم بھی تو کہتے ہیں ہم اپنے بجٹ کی ابتدا بھی اسی بات سے کریں گے - اور ہم اپنے بجٹ کی انتہا بھی اسی بات پر کریں گے ہم اپنی زندگی کی ابتدا بھی اسی بات سے کریں گے - اور اپنی زندگی کی انتہا بھی اسی بات سے کریں گے -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا اگر کسی کو یہ بات اچھی نہیں لگتی تو ہم اس سے معذرت چاہتے ہیں لیکن ہم اپنے بچوں کو بلکتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے - خدا نہ کرے خدانہ کرے میرے منہ میں خاک - کل کسی اور ملک کے ٹیلیویژن پر یہ تصویر دکھائی جا رہی ہو کہ دیکھو یہ پنجاب کے لوگ ہیں - یہ پیاسے مر رہے ہیں اور ان ماؤں کی گود میں بچے ہیں ہم یہ کبھی نہیں ہونے دیں گے انشاءاللہ نہیں ہونے دیں گے - آج آپ ہمیں نہیں رونے دیتے مگر ہم روئیں گے ہماری نسل نہیں روئے گی اس بات کے لئے ہم اپنی قربانیاں دینے کے لئے تیار ہیں آپ پانی کے مسئلہ پر ہمیں شور مچا لینے دیجیے - پانی سے ہی زندگی ہے - پانی سے ہی دانہ ہے پانی سے ہی بجلی ہے - پانی سے ہی سب کچھ ہے - پانی ہی سب اجناس ہیں - اگر پانی نہیں تو پھر باقی کیا رہ گیا اس تھوڑی سی زمین کو لیکر ہم نے کیا کرنا ہے جس جگہ پر سفید ناسور لگے ہونے ہوں گے اور ان ناسوروں پر ہم سر رکھ کر رویا کریں گے - نہیں جناب والا ایسا نہیں ہو گا - میں اس معزز ایوان کے ایک مخلص رکن سے یہ اپیل کروں گی کہ پانی کے بارے میں وہ جو بھی محسوس کرتے ہیں ضرور کہیں ہر روز کہا کریں اور ان کو کہنے سے کوئی نہ روکا کرے - آپ سمجھ لیجئے کہ ہم دیوانے ہیں اور دیوانے دیوانگی میں ہمیشہ ایسی ہی حرکتیں کیا کرتے ہیں -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا میں پھر کہتی ہوں کہ ڈریں اس وقت سے جب ممکن ہو کہ کبھی کشکول لے کر ہمیں بھیک مانگنی پڑ جائے - پانی نہ ہوگا تو دانہ بھی نہ ہو گا -

بیگم بشریٰ رحمان۔

جناب والا ، ہم نے تو کبھی اپنے گلے میں احساسِ کمتری کی مالا پہن کے جگہ جگہ ڈکر یہ ڈھنڈورا نہیں پیٹا کہ ہم احساسِ کمتری کے مارے ہوئے ہیں - ہم تو صرف احساس ذمہ داری کے مارے ہوئے ہیں - اگر آج ہم نے یہ شور مچایا ہوتا ، کسی نہ کسی احساس کمتری کی مالا اپنے گلے میں ڈالی ہوتی تو اسلام آباد سے ہماری پشت پناہی کرنے کے لیے دانش ور بھاگے بھاگے چلے آتے کہ ان کی ، اس طرح سے اشک شوئی کریں یا اس طرح سے اشک شوئی کریں - ہم چپ ہیں ، خاموش ہیں - ہم اپنی ذمہ داری محسوس کر رہے ہیں مگر اپنی جگہ پہ جم کے بیٹھے ہوئے ہیں - یہی وجہ ہے کہ ہمیں احساس برتری کی مار دی جا رہی ہے ؟ جناب والا - ہم یہاں کس وجہ سے آئے ہیں - ہم یہاں کس لیے بیٹھے ہیں - ہمیں کس لیے منتخب کر کے بھیجا گیا ہے - آج پھر کہا جاتا ہے کہ اس بات کو دبا دیجیے - اس کو کاغذوں میں ٹال دیجیے - ایسا نہیں ہو گا - پہلے پانی کی بات ہو گی - پھر دانے کی بات ہو گی - پھر بجلی کی بات ہوگی پھر معذرت کے ساتھ عرض کرتی ہوں کہ کراچی میں اس وقت اڑھائی سو میگاواٹ بجلی پیدا ہو رہی ہے لیکن ایک مصنوعی قلت دکھانے کے بعد انہوں نے اس لیے منہ پھیر لیا ہوا ہے کہ ہم جو رمضان المبارک میں بجلی کے لیے ترس رہے ہیں ہم کسی اور قسم کا مطالبہ نہ کر سکیں - کاش ، ہمیں بھی زندگی کے چلن آتے ہوتے - تو آج ہم اس مقام پہ نہ ہوتے - جس پر ہم کو لا کر کھڑا کر دیا گیا ہے - اور کیا سوچ کے ؟ یہ ہم نہیں جانتے لیکن جو ہمارے دلوں میں ہے وہ ہم ضرور کر کے رہیں گے - جناب والا ، اب میں بجٹ کی طرف آتی ہوں - اس سے پہلے میں تھوڑی سی بات تعلیم پر بھی کروں گی -

جناب سپیکر : بیگم صاحبہ کیا یہ بجٹ پہ تمہید تھی ؟

بیگم بشریٰ رحمان - جناب والا ، یہ زندگی کی تمہید تھی بجٹ کی بھی یہی تمہید ہے ، ہر چیز کی یہی تمہید ہے - پانی نہیں تو کچھ بھی نہیں ہے - میرا خیال ہے اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں کہا جا سکتا - اگر آپ مجھے مزید کچھ کہنے کی اجازت دیں تو میں کہوں ، آپ فرمائیں تو میں بیٹھ جاؤں -

جناب سپیکر ۔ لیکن وقت سب سے قیمتی ہے ۔

بیگم بشریٰ رحمان ۔ جی ۔ مجھے معلوم ہے ۔ اور ہم سب سے قیمتی بات کر رہے ہیں ۔ آپ کو معلوم ہے ؟ ہم فضول کوئی نہیں کر رہے ہیں لطیفہ بازی نہیں کر رہے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ ارشاد فرمائیے ۔

بیگم بشریٰ رحمان ۔ مہربانی آپ کی ۔ اب آپ فرمائیں تو میں تھوڑا سا تعلیم پر عرض کروں ؟

جناب سپیکر ۔ ارشاد فرمائیے ۔

بیگم بشریٰ رحمان ۔ جناب والا ۔ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں تعلیم کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے چار ارب 88 کروڑ 36 لاکھ روپے کی خطیر رقم رکھی ہے ۔ اور اس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ توجہ پرائمری سکولوں پر دی جائے گی ۔ میں نہیں جانتی ۔ نہ انہوں نے کوئی اپنا منصوبہ بنا کے پیش کیا ہے کہ یہ کس طرح اس کے اوپر لاگو کریں گے ۔ لیکن یہ بہت خوش آئندہ بات ہے کہ تعلیم کے گرتے ہوئے معیار کو اٹھانے کے لیے سب سے پہلے ہمارے ہاں پرائمری تعلیم پر توجہ دینے کی ضرورت محسوس کی گئی ہے ۔ خصوصیت سے ہم یہ بات نہیں دیکھتے کہ چھوٹی کلاسوں کو جو اساتذہ پڑھاتے ہیں وہ سب سے زیادہ قابل اساتذہ ہونے چاہئیں ۔ ہمارے ہاں یہ دستور ہے کہ ہم چھوٹی کلاسوں کو بہت ہی چھوٹے اور کم پڑھے ہوئے اساتذہ دیتے ہیں ۔ پھر آپ نے یہ فرمایا ہے کہ تعلیم نسواں کی ترویج و ترقی کے لیے منصوبہ بندی کی جا رہی ہے ۔ جناب والا ۔ یہاں پر معذرت کے ساتھ میں عرض کرتی ہوں کسی بری نیت سے عرض نہیں کرتی ۔ تعلیم نسواں کی ترقی اور ترویج کے لیے آپ نے اتنا بڑا منصوبہ رکھا ہے اور فرمایا ہے کہ پرائمری سے لے کر اگلی جماعتوں تک اور خاص طور پر دیہات میں خواتین کی سماجی ترقی اور بہبود کے لیے انہیں تعلیمی وسائل بھی دیے جائیں گے اور ان کی بہتری کے لیے باقی تمام کام کیے جائیں گے ۔ اس اسمبلی میں بیٹھ کے کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے خواتین کی سماجی حیثیت کو مجروح کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ہماری طرف کبھی کوئی اشارہ ہوتا ہے اور کبھی ہماری طرف کسی قسم کا طنز پھینکا جاتا ہے ۔ ایک طرف تو آپ خواتین کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا چاہتے ہیں دوسرے

آپ اسمبلیوں میں ہمارے اوپر قدغن لگانا چاہتے ہیں - اس دوہرے رویے کی مجھے سمجھ نہیں آئی ہے - باقی تعلیم کے کرتے معیار کو بحال کرنے کے لیے انہوں نے فرمایا ہے کہ ماڈل سکول بنائے جائیں گے - ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ ماڈل سکول کس قسم کے ہوں گے - کیا ان ماڈل سکولوں میں اساتذہ آسمان سے اتر کر آئیں گے یا وہ اسی زمین کے باسی ہوں گے کیونکہ جب تک اساتذہ کی ایک خاص کھیپ آپ تیار نہیں کر لیں گے تب تک آپ کسی سکول کو ماڈل سکول نہیں کر سکتے - بہت عرصہ پہلے ہمارے ہاں ایک اور طریقہ کار تھا جب سکولوں کی انسپکشن کی جاتی تھی - اور بغیر بتائے کی جاتی تھی - اس زمانے میں - جب بچپن میں ہم بھی سکولوں میں پڑھتے تھے - تو وہ ایک بہت اچھا سا انتظام تھا کہ ہر وقت سکول کے اساتذہ صاحبان اور پرنسپل صاحبان اس بات پر پریشان رہا کرتے تھے کہ کسی بھی وقت انسپکشن کے لیے عملہ آ سکتا ہے - پھر رفتہ رفتہ میرا خیال ہے - انسپکشن کا وہ دستور ختم کر دیا گیا - یا شاید مشنری سکولوں کی بعض مجبوریوں کی بنا پر اس کو ہٹا دیا گیا ہے - یا کچھ ایسا کیا گیا کہ وہ ایک اچھا طریقہ ہمارے لیے ناپید ہو گیا - جناب والا آپ مہربانی فرما کر اپنے بجٹ میں اس کی گنجائش رکھیے اور سکولوں میں انسپکشن کے طریقے کو دوبارہ رائج کیجیئے - لیکن انسپکشن کرنے والا عملہ نظامت تعلیم میں سے نہیں ہونا چاہیے - باہر سے ہونا چاہیے - اگلے سال کے بجٹ میں صرف لڑکیوں کے لیے 1250 سکول کھولنے کی گنجائش رکھی گئی ہے - اس کے علاوہ 1350 مسجد سکول قائم کیے گئے ہیں - انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ 1350 مسجد سکول کیا صرف لڑکوں کے لئے یا لڑکیوں کے لئے ہیں - اگر یہ فرما دیں تو اس پر پھر میں یہ عرض کروں کہ حضور والا - یہ جو مسجد سکول ہوتے ہیں - ان کو آپ صرف لڑکو کے لئے رہنے دیجیے - چھوٹی چھوٹی معصوم لڑکیوں کو مسجد سکولوں میں پڑھنے کے لیے نہ بھیجے - ان کے لیے آپ کے پاس ایک متبادل انتظام ہے - ہمارے ہاں لاہور میں ہی بہت سے مزارات ہیں جہاں پر ہم نے دیکھا ہے کہ عورتوں کے ٹھٹھ لگے ہوتے ہیں اور وہ سارا دن وہاں بیٹھی ہوتی ہیں - اگر آپ مزارات کے زنانہ حصوں کو جہاں پر زیادہ تر

گاؤں کی خواتین نظر آتی ہیں ان میں سے ایک دو کمروں کو لے کر ان کو پرائمری تعلیم کے لیئے یا تعلیم بالغاں کے لیئے وقف کر لیں اور وہاں پہ ایک اور سٹاف ممبر رکھ لیں تو میرا خیال ہے کہ مسجد سکول صرف لڑکوں کے لیے ہو جائیں گے اور مزارات کے سکول چھوٹی معصوم بچوں کے لیے ہو جائیں گے ۔ کیونکہ آپ بھی اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں اور مختلف قسم کی خبریں آتی ہیں ۔ نظروں سے بھی گزرتی ہیں ۔ میں ان کو دھرانا نہیں چاہتی ۔ جناب والا ۔ لاہور میں ایک اور منصوبہ لڑکیوں کے لیے ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر قیام کا ہے ۔ بہت اچھا منصوبہ ہے ۔ بہت امید افزا ہے ۔ جس پر تین کروڑ روپے کی لاگت آئے گی اور پہلے ہلے میں اس میں دو سو لڑکیاں سالانہ فارغ التحصیل ہوں گی ۔ میں فاضل وزیر خزانہ سے پوچھتی ہوں کہ پھر وہ دو سو لڑکیاں فارغ التحصیل ہو کر کہاں جائیں گی ۔ کیا ہم ان کو سمندر پار لے جائیں گے ۔ کیونکہ ان کی کھپت کے لیے تو یہاں کوئی جگہ ہی نہیں ہے اور ادھر سے ہماری ساری انڈسٹریاں بند کی جا رہی ہیں ۔ ان کی کھپت کے لیے بھی تو کوئی ادارے ہونے چاہیں ان کی ملازمت کے لیے بھی مواقع ہونے چاہیں ۔ ایک اور بات کہہ کے میں بیٹھ جاتی ہوں کیونکہ آج آپ نے مجھے بہت سن لیا ۔ آپ منع کر رہے ہیں کہ بس اب بہت ہو چکا ۔ جناب والا یہ جو ایک تجویز تھی کہ سکولوں میں گیارھویں اور بارھویں جماعت کو کھولا جائے ۔ اس پر ان چار پانچ دنوں میں میں بہت سے سکولوں میں گئی ۔ ان کے سٹاف سے اساتذہ اور پرنسپل صاحبان سے بات کی ۔ تو انھوں نے اس تجویز کو بہت پسند فرمایا اور انھوں نے کہا کہ یہ بہت اچھا قدم ہوگا اگر سکولوں میں گیارھویں اور بارھویں کلاسوں کا اجرا کر دیا جائے ۔ اگرچہ اس کے لیے بلڈنگ اور سٹاف علیحدہ ہونا چاہیے ۔ اس میں تین فوائد ہیں ۔ ایک تو یہ ہے کہ جب میٹرک کا نتیجہ نکلتا ہے تو میرٹ رکھا ہوتا ہے اور اس طرح بہت سے بچے دوسرے کالجوں میں داخل نہیں ہو سکتے ۔ اپنے ہی سکول کے پاس شدہ بچے اپنے سکول میں داخل ہو جائیں گے ۔

سولہ سترہ سال کے بچے کالج کے ماحول کو اپنا نہیں سکتے اور بعض اوقات بری عادتوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں ۔

ہم نے یہ دیکھا ہے کہ جب تخریبی عمل شروع ہوتے ہیں تو کالج کے لڑکے بہت زیادہ گڑ بڑ کرتے ہیں ۔ ایف ۔ اے اور ایف ۔ ایس سی کے طلبہ جو سکولوں کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں وہ اس قسم کی کوئی حرکت نہیں کرتے ۔ وہ اساتذہ کے ماتحت ہوتے ہیں ۔ امن و امان میں رہتے ہیں ۔ ان کے میٹرک کے بعد کے دو سال بہت زیادہ قیمتی ہوتے ہیں ۔ جناب والا ، انہوں نے جو چوتھی بات کہی وہ یہ ہے کہ آپ سکولوں کی سطح پر ملٹری ٹریننگ کا انتظام فرما دیں ۔ یہ ان کے حق میں بہت اچھا ہوگا بچوں کی ذہنی اور جسمانی تربیت کے لئے بھی بہت اچھا ہو گا ۔ میں ضرورت سے زیادہ وقت لے چکی ہوں ۔ میں اس ایوان کی بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے توجہ سے میری بات سنی مجھے امید کہ آپ مجھے پھر بھی وقت دیں گے ۔ کیونکہ میری دو تین گزارشات رہ گئی ہیں ۔ جزاک اللہ ۔

چوہدری فضل حسین راہی - فیصل آباد ۔
جناب سپیکر — مجھے پنجابی میں بولنے کی اجازت ہے ۔

جناب سپیکر — اجازت ہے ۔

چوہدری فضل حسین راہی - میں محترمہ دی تقریر دے دوران ایناں نوں ٹوکنا مناسب نہیں سمجھیا اوناں نے تعلیم دے بارے فگر غلط پڑھی اے اناں نے وزیر خزانہ صاحب دی تقریر دا حوالہ دتا کہ اے چار ارب 88 کروڑ 36 لاکھ کنے سو روپے تعلیم تے خرچ کیتے جا رہے نیں میں جو پڑھیا اے ایس دے وچ 114 کروڑ روپے ہون نے ۔

جناب سپیکر - راہی صاحب تسی گورنمنٹ نوں ڈیفینڈ کرنا چاہندے او ۔

چوہدری فضل حسین راہی - نئیں جی میں ڈیفینڈ نئیں کرنا چاہندا ۔ جیڑی ہاوس دے وچ غلط فگر آئی ہے اودی درستگی چاناں ۔ اے درستگی محترمہ واسطے وی اے تے اس ہاوس واسطے وی ۔ جے اسی 4 ارب 88 کروڑ دے حوالے نال گل کراں گے تاں ایجوکیشن دا معیار ہور بن جاوے گا جے ایس صحیح فگر جیڑی کہ 114 کروڑ روپے ہے دے حوالے نال گل کراں گے تے گل ہور ہو جاوے گی ۔ ایس کر کے میں کہنا واں کہ اے چیز آئندہ بحث دی بنیاد بنتی آ ایجوکیشن دا محکمہ اے دی تصحیح کرانا چاندا اے ۔ 4 ارب 88 کروڑ روپے دی بجائے ایک ارب 14 کروڑ روپے ہے ایدی تصحیح کر لی جاوئے۔

جناب سپیکر - وزیر خزانہ صاحب اس کی وضاحت فرما دیں گے - آپ تشریف رکھیں -
دیوان عاشق حسین صاحب -

محترمہ بشریٰ رحمان - ان کی تقریر کے صفحہ نمبر 9 پر درج ہے کہ حکومت نے آئندہ کے لیے چار ارب 88 کروڑ 36 لاکھ کی خطیر رقم مختص کی ہے - میں نے یہ حوالہ یہاں سے دیا ہے -

جناب سپیکر - اس بحث میں الجھنے کی ضرورت نہیں وزیر خزانہ صاحب آئیں گے وہ اس کی وضاحت کر دیں گے -

ایک معزز رکن - جناب سپیکر محترمہ ٹھیک کہتی ہیں -

جناب سپیکر - کیا آپ وزیر خزانہ کی نمائندگی کریں گے

ایک معزز رکن - جی محترمہ ٹھیک کہتی ہیں -

جناب سپیکر - راہی صاحب آپ تشریف رکھیں آپ کی بات ہوگئی ہے (قطع کلامیاں) -

ایک معزز رکن محترمہ جو فرما رہی ہیں وہ بالکل ٹھیک ہے یہ رقم ڈویلپمنٹ اور نان ڈویلپمنٹ دونوں کے لئے ہے اور یہ صرف ڈویلپمنٹ کی بات فرما رہے ہیں - ایک ارب 14 کروڑ روپیہ ڈویلپمنٹ سکیموں کے لئے رکھا گیا ہے - اور بقایا Non Development سکیموں کے لئے ہے - وہ کل کی بات کر رہے ہیں یہ جزوی بات کر رہے ہیں - ان کی بات بالکل ٹھیک ہے یہ Development and non development کی جو انہوں نے پوری سکیم دی ہے اس کی بات کر رہے ہیں -

جناب سپیکر - ٹھیک ہے دیوان سید عاشق حسین

دیوان سید عاشق حسین بخاری -

جناب سپیکر بجٹ پیش ہونے سے پہلے یہ سمجھتے تھے کہ نہ معلوم کتنے ٹیکسز لگائے جائیں گے جو شاید ناقابل برداشت ہونگے کیونکہ خزانہ خالی ہے میں نوجوان وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جس طور پر بجٹ پیش کیا ہے - ان حالات میں اس سے اچھا بجٹ پیش نہیں ہو سکتا (تالیاں) - اس کے ساتھ ہی نوجوان قیادت مبارک باد کی مستحق ہے جناب والا بجٹ سے کچھ دن پہلے یا بجٹ کے فوراً بعد مہنگائی خود بخود بڑھا دی جاتی ہے اور منافع خور لوگ اپنا rate اتنا بڑھا دیتے ہیں جو نہیں ہونا چاہئے میری گذارش ہے کہ آپ جب تنخواہیں بڑھاتے

تھی اسکا کوئی فائدہ نہیں ہوتا جو مناقع خور قیمتوں میں ناجائز اضافہ کر دیتے تھیں انکو کنٹرول کیا جائے اور اس کے ساتھ سختی سے نپٹا جائے تاکہ آئندہ بلا وجہ نرخ بڑھانے کی کوئی جرأت نہ کرے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرونگا کہ بجٹ کے ساتھ مسئلہ ختم نہیں ہوتا بلکہ بجٹ کے ساتھ مسئلہ شروع ہوتا ہے۔ اس پر صحیح عملدرآمد کے لیے میں یہ عرض کرونگا کہ 100% نہیں تو 75% رقم اگر صحیح جگہ خرچ کی جائے اور وہ چند اپنے گھروں میں چلی جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے ترقیاتی منصوبوں میں چاندی بن جائے گی۔ اور اگر چاندی ہے تو سونا بن جائیگا۔ اگر سونا ہے تو ہیرا بن جائیگا اس کے متعلق گذارش ہے۔ کہ وزارت خزانہ ہر تین مہینے بعد اپنے پروگرام شائع کرے تاکہ ہر ممبر اسمبلی کو پتہ چلے کہ ان کے علاقے میں کیا کام ہو رہے ہیں وہ اسے check کر سکیں۔ اور یہ دیکھیں کہ آیا جو رقم رکھی گئی ہے وہ خرچ بھی ہو رہی ہے یا خورد برد ہو رہی ہے۔ اگر یہ check کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ طعنہ جو ایک خدا کو نہ ماننے والے نے پاکستان میں آ کر مارا تھا کہ جوقوم اپنی جڑیں خود کاٹ رہی ہے اور وہ قوم اب تک قائم ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ طعنہ پھر کبھی بھی قائم نہیں رہیگا کیونکہ ہم خود ہی اس ملک کو برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو جو پیسہ خرد برد کر جاتے ہیں اور ترقیاتی منصوبوں پر عمل درآمد نہیں ہونے دیتے سختی سے سزا دی جائے۔ تاکہ آئندہ ایسی کوئی جرأت نہ کر سکے۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کرونگا کہ ہر حلقہ میں Provincial Assembly کے ممبر سے اس ٹھیکیدار کی تصدیق کرائی جائے جس نے وہاں کام کیا ہے اس تصدیق کے بغیر اس کو بل نہ دیا جائے۔ جب تک متعلقہ Provincial Assembly کا ممبر اس پر تصدیق نہ کر دے۔ جناب سپیکر تعلیم کے متعلق میں عرض کرونگا پہلے بھی محترمہ فرما چکی ہیں۔ کہ اس کے لئے کروڑوں روپیے رکھے گئے ہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر کلاسوں میں ماسٹر حاضر نہ ہوں ان کی حاضریاں تو لگ جاتی ہیں لیکن موجود نہیں ہوتے ان کی رجسٹر میں حاضریاں لگی ہوتی ہیں ان ماسٹروں پر جو غیر حاضر رہتے ہیں جب تک سختی نہ کی جائیگی آپ چاہے کروڑوں اربوں روپیہ رکھیں تعلیم کو اس سے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس مقدس پیشے میں بھی رشوت عام ہو چکی ہے۔

اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ ان حالات میں ہمارے بچوں کا کیا مستقبل بنے گا ؟ ابھی تک تو یہ محکمہ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس موجود ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی وزیر بنے اس چیز کا سختی سے نوٹس لے اور اس برائی کو ختم کرے۔ صحت کے معاملہ میں میں وزیر صحت سے عرض کروں گا جو ماشااللہ نوجوان ہیں اور یقیناً اس طرف توجہ دیں گے کہ دوائیاں بجائے ہسپتال پہنچنے کے پہلے ہی بیچ دی جاتی ہیں - یا وہ جب ہسپتال میں پہنچتی ہیں تو وہ وہیں بک جاتی ہیں - میں یہ عرض کروں گا کہ ہسپتال میں میں نے دو دوائیاں دیکھی ہیں - - - -

محترمہ مسز خورشید بیگم ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا آج جب کہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے یہاں وزرائے کرام کو حاضر ہونا چاہئے تھا لیکن ان کی سیٹیں خالی پڑی ہوئی ہیں ۔

راجہ خلیق اللہ ۔ قوانین کے مطابق ان کی یہاں حاضری ضروری نہیں لیکن اخلاقی طور پر ان کو یہاں ہونا چاہیے تھا ۔

جناب سپیکر ۔ میں راجہ صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں ۔ بیگم صاحبہ آپ کی بات ہوگئی ہے ۔

محترمہ خورشید بیگم ۔ یہ صحیح ہے کہ قوانین کی رو سے ان کی حاضری ضروری نہیں ہے لیکن میرے خیال میں جب بجٹ پر بحث ہو رہی ہو تو وزرائے کرام کی حاضری ضروری ہے اگر آئینی طور پر نہیں تو اخلاقی طور پر یہ ضروری ہے ۔اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وزیر خزانہ صاحب تشریف لے آئے ۔

دیوان سید عاشق حسین بخاری ۔ جناب سپیکر ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ہسپتال میں دو دوائیاں دیکھتا ہوں ۔ ایک سرخ دوائی جو امرتدھارا کے نام سے مشہور ہے اور جو مریض آتا ہے اسے وہی دوائی دی جاتی ہے ۔ دوسری پیلی دوائی ہے جو زخموں کے لئے مرہم کے طور پر استعمال ہوتی ہے ۔ ڈاکٹر بھی اس طرح غائب ہوتے ہیں جسطرح ماسٹر غائب ہوتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کروڑوں روپے بھی ضائع ہونگے اگر اس چیز کو Check نہ کیا گیا Works deptt. کے وزیر بھی نوجوان ہیں ماشاء اللہ میں سمجھونگا کہ وہ بھی اسی طرح اس چیز کو بند کرائیں ۔ کہ آگے سڑکیں بن رہی ہیں اور پیچھے سے ٹوٹ رہی ہیں ۔ یہ بھی قوم کا کروڑوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے ۔ یہ محکمہ ایسا ہے جو ہمارے ملک کی جڑیں کاٹے چلا جا

رہا ہے ۔ ایسی مثالیں بھی ہیں کہ bridges opening ceremony سے پہلے ہی ٹوٹ جاتے ہیں یا کریک ہو جاتے ہیں ۔ تو اس کے متعلق میں عرض کرونگا کہ متعلقہ تحصیل کے ایم پی اے کو اس کا پورا شیڈول دیا جائے کہ بجری اتنی لگے گی کولتار اتنا خرچ ہوگا اور دیگر ایسی چیزیں جو استعمال کی جاتی ہیں ان کی تفصیل ممبر اسمبلی کو مہیا کی جائے تا کہ ایم پی اے صاحبان Check کرسکیں اور یہ جو ظلم ہو رہا ہے اسے ختم کرا سکیں ۔ جناب والا ۔ آبپاشی کے متعلق بھی میں یہی عرض کرونگا کہ ہمارے علاقے میں ایسے لوگ ہیں جو آپ یقین جانیں یہاں حلفاً بیان دے سکتے ہیں کہ ان کو دس سے بیس سال تک پانی میسر نہیں آیا میں اس وقفے کی بات کر رہا ہوں جو commanded ہیں ۔ Un commanded کی بات اس کے علاوہ ہے اور وہ غریب لوگ آبیانے بھر رہے ہیں ۔ اگر وہ آبیانہ نہ بھریں تو ان کے لئے جیلیں تیار ہوتی ہیں ۔ ریونیو والے ان کے خلاف Warrant جاری کرتے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ یہ کہاں کا انصاف ہے ۔ اگر پانی نہیں دے سکتے تو پھر آپ ان پر آبیانہ کیوں لگاتے ہیں اور آبیانہ لگانے کے بعد ان کو سلاخوں میں بند کیوں کرتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ صحیح طریقہ نہیں ہے ۔ اس مرض کو بھی اس نو جوان قیادت نے ختم کرنا ہے ۔ تو جناب والا ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کرونگا کہ silt clearance کے لئے پیسہ رکھا جاتا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پیسے وہاں کے افسر ہی کھا جاتے ہیں اور وہاں کے بیلدار silt clear کرتے ہیں ۔ اسی طرح sides پر کھالے لگا کر کناروں پر جو مٹی ڈالی جاتی ہے وہ ایک ہی دفعہ ڈالی جاتی ہے لیکن دو دو تین تین سال تک انہی کھدوں کے پیمائش کرکے بل ادا کر دیا جاتا ہے اور یہ ہر جگہ پر دھاندلی کی جا رہی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر آبپاشی میرے خیال میں نوجوان تو نہیں ہیں لیکن ۔۔۔(قطع کلا میاں) میں نے تو سنا ہے کہ وہ ادھیڑ عمر کے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیے ۔

دیوان سید عاشق حسین بخاری۔ جناب والا زراعت کے متعلق عرض کرونگا کہ پیسے تو پورے لئے جاتے ہیں لیکن کھاد کی بوریاں ہمیشہ کم ملتی ہیں ۔ دونوں طرف سے زمیندار کو یا کاشتکار کو نقصان ہے ۔ ایک پیسہ اس کا ضائع ہوا دوسرے وہ اس ratio سے کھاد رقبے میں ڈالتا ہے کہ وہ بھی کم ہو جاتی ہے جس کا اثر فصل پر برا پڑتا ہے لہذا اس کا سختی

سے نوٹس لیا جائے اور سب سے زیادہ ہمارے لئے جو عذاب بنا ہوا ہے۔ وہ ڈیزل اور موبل آئل کی ملاوٹ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مشینری کاشتکار کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور ہمارے ٹریکٹر اس لئے ہر وقت خراب ہو جاتے ہیں کہ ڈیزل اور موبل آئل میں ملاوٹ ہے۔ شہر میں تو کم ہے لیکن جناب والا دیہاتوں اور قصبوں میں بہت زیادہ ملاوٹ ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔ تاکہ زمیندار کسی حد تک خوشحال ہو سکیں سب سے بڑی بات جناب والا۔ یہ ہے کہ پرزہ جات جعلی بن رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس کے متعلق اب تک گورنمنٹ نے کوئی قدم نہیں اٹھایا تو میں یہ کہونگا کہ جعلی پرزہ جات کی روک تھام کے لئے سختی سے عمل ہونا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ کاشتکار قرضے کے نیچے دب رہا ہے اور دیہات چھوڑ کر شہر کی طرف رجوع کر رہا ہے کیونکہ وہاں پر اس کو جیسی بھی مزدوری ملتی ہے یا جس قسم کا بھی کاروبار ملتا ہے وہ کرتا ہے اسلئے وہ شہر کی طرف آرہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آبادی دیہات سے شہر کی طرف shift ہوگئی تو بہت بڑا نقصان ہوگا خوراک کے متعلق میں یہ عرض کرونگا کہ کروڑوں روپے کا غبن ہوا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب تک وہ وصول کیوں نہیں ہوا یا برآمد کیوں نہیں ہوا۔ اس سلسلےمیں میں میرے نوٹس میں یہی بات آئی ہے کہ جو آگے انکوائری کرنے کے لئے جاتے ہیں ان کو کسی نہ کسی طرح راضی کرکے واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ یہی ایک وجہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ اس میں خاص دلچسپی لیں گے۔ جناب والا۔ ترقیاتی امور کے متعلق میں یہ عرض کرونگا کہ انصاف سے ہر حلقے میں ترقیاتی کام ہونے چاہئیں۔ مثال کے طور پر ایک ایم پی اے کے پورے حلقے میں Farms to market road scheme کے تحت ایک انچ بھی اب تک سڑک نہیں بڑھی۔ پہلے اس کی سڑک کو اہمیت دی جائے۔ اس کے حلقے میں اس کی سفارش پر بنائی جائے۔ پھر اس کے بعد جن حلقوں میں سڑکیں پہلے موجود ہی وہاں نئی سڑکیں بنائی جائیں۔ یہ میری تجویز ہے اور اسی طرح انصاف ہوگا۔ اسی طرح پرائمری سکول مڈل سکول ہائی سکول اور ہسپتال کو بھی اسی نسبے ratio اہمیت دی جائے تاکہ یہ دیکھا جائے کہ اس عرصہ میں انصاف ہوا ہے یا انصافی نہیں ہوئی۔ جناب والا۔ رشوت ختم کرنے کے لئے میں صرف یہی عرض کرونگا اگر تحصیل level تک ہمیں ایماندار افسر نہیں مل سکتے تو کم از کم لیول تک ہمیں ایماندار افسر ضرور ملتے ہیں۔ ایسے کافی افسر ان

ہوں جو ایماندار ہیں ایماندار افسران ، اگر ڈسٹرکٹ لیول پر ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر سو فیصد رشوت چل رہی ہے تو وہ 60 فیصد تک کنٹرول کرسکتے ہیں ۔ اس کے متعلق میں گزارش کرونگا کہ ہر سرکاری ملازم کو برا بھلا کہنا بھی ناانصافی ہے ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ کچھ سرکاری ملازمین ایسے بھی ہیں جن کو اگر آپ ملنے جائیں تو وہ اگر بڑے ہیں تو عزیزوں کی طرح ہم سے deal کرتے ہیں اگر وہ ہم عمر ہیں تو بھائیوں کی طرح deal کرتے ہیں ۔ اگر انہیں کوئی بزرگ ملنے جائے تو وہ ان سے عزت و احترام سے ملیں گے ۔ (قطع کلامیاں) ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انصاف ہونا چاہیے اور جو حقیقت ہو اسے چھپانا نہیں چاہیے (قطع کلامیاں) لیکن ایسے افسران بھی ہیں کہ جن کے پاس اگر جائیں تو ان کی گردن چار انچ سے تو چھ انچ ہو جاتی ہے اور ان کے ماتھوں پر بل پڑ جاتے ہیں اور وہ بیٹھنے کے لئے بھی نہیں کہتے اور ڈھیٹ ہو کر خود بخود بیٹھنا پڑتا ہے (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔ آرڈر پلیز ۔

دیوان عاشق حسین بخاری ۔ جناب والا ۔ ایسے بداخلاق افسران کے متعلق عرض کروں گا کہ ان کو نفسیاتی ڈاکٹر کو ملنا چاہئے یا گورنمنٹ کو کوئی انتظام کرنا چاہئے کہ وہ نفسیات کے ڈاکٹر ان کے لئے مہیا کرے ۔ ماہر نفسیات انہیں دیکھے ۔ اگر ان کا علاج ہو سکتا ہے تو وہ اس کرسی پر قائم رہیں ۔ اگر لاعلاج بیماریاں ہوں تو وہ اس خزانے پر بوجھ ہیں اور ان سے چھٹکارا حاصل کیا جائے تو بہتر ہے ۔ (قطع کلامیاں)

چوہدری محمد صدیق سالار ۔ جناب والا ۔ ان کو ترقی دے کر مرکز میں بھیج دیا جائے ۔

قاضی عبدالحکیم ۔ جناب والا ۔ بیٹھ کر بات نہیں کرنی چاہئے بلکہ جو طریقہ کار ہے اس کے مطابق بات کریں ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔ سالار صاحب ۔ رانا صاحب کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں ۔ (قطع کلامیاں)

دیوان عاشق حسین بخاری ۔ جناب سپیکر ایک دوسری وجہ بھی ہو سکتی اگر آپ مجھے ملتانی میں بات کرنے کی اجازت دیں تو ملتانی میں کہتے ہیں ۔ اونتی وھٹی پہون ڈاھڈی اے ۔

جناب سپیکر۔ دیوان صاحب ۔ چیئرمین کو ایڈریس کیجئے۔

دیوان عاشق حسین بخاری۔ جناب سپیکر ۔ میں یہی کہوں گا کہ ان کی بیویاں بڑی سخت مزاج ہوتی ہیں اور وہ دفتر میں آ کر غصہ ہمارے اوپر نکالتے ہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا علاج یہی ہے کہ ایسے افسران کو چھٹی دی جائے تو زیادہ بہتر ہے ۔ جناب والا ۔ وقت بہت کم ہے اس لیے آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ رشوت کی روک تھام کے لئے ضروری ہے فائل جو سرخ فیتے کے چکر میں آ جاتی ہے اس سے ہمیں نجات دلائی جائے ۔ جو Head of the Departments ہیں انہیں ہدایت کی جائے کہ وہ اپنے آرڈر پر لکھیں کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ دس دن میں یہ فائل واپس آنی چاہیے تو وہ دس دن کے اندر واپس آئے اور اس کا فیصلہ ہو جانا چاہیے ۔ اگر وہ سمجھتے ہیں مہینے میں آنی چاہیے تو وہ مہینے کے اندر ہی فائل آنی چاہیے تاکہ نیچے کلرک عملہ یا اس قسم کے لوگ رشوت کو نہ دیکھیں ۔ میں ایک مثال دیتا ہوں جناب والا ۔ کہ ہمارے علاقے کے چوھدری صاحب ہیں (اللہ یار) ۔ ان کا کوئی allotment کا مسئلہ تھا اور وہ کلرک کے پاس گئے کہ اوپر سے آرڈر آیا کہ ان کے Allotment Order کی تفصیل سے رپورٹ کریں تو کلرک نے دو سو روپے مانگے ۔ چونکہ اللہ یار جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے تھے ۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں رشوت نہیں دونگا کیونکہ رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں جہنمی ہیں تو میں جہنمی نہیں بننا چاہتا ۔ تو کلرک صاحب نے کچھ اعتراض کیا کہ یہ پورا کر دیں ۔

لیکن جب ایک اعتراض رفع کرتے تو ایک اور اعتراض لگا دیا جاتا اسی طرح سے انہوں نے پانچ چھ اعتراضات کیے ۔ پھر وہ سول عدالت میں گیا اور اسی نے سول عدالت میں تین چار سو روپے کا وکیل رکھا ۔ جب کہ اس کی Allotment 1500 روپے کی جائیداد کی ہوتی تھی ۔ تو عدالت میں بھی محکمے والے اسی طرح جواز پیدا کرتے رہے ۔ 13 اعتراضات تھے جو کلرک نے اٹھائے وہ انہوں نے پورے کئے لیکن اس کے بعد مزید اعتراض لگائے گئے ۔ آخر وہ تھک کر کلرک کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ جناب میں ہاتھ جوڑتا ہوں میرے لئے کیا حکم ہے ۔ اس نے کہا وہی دو سو روپے رشوت اس نے دو سو روپے دئے اور ایک ہفتہ کے بعد فائل مکمل ہو کر اسے مل گئی اور یہ سب قانونی سقم ختم ہو گئے ۔ چونکہ وقت بہت تھوڑا ہے

اور بھی گزارشات کرنی تھیں لیکن وقت کی کمی کے باعث میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر - شکریہ دیوان صاحب - چوہدری غلام رسول صاحب -

چوہدری غلام رسول - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - میں بہت مشکور ہوں کہ جناب نے مجھے پہلی فرصت میں موقع بخشا ہے - میں سب سے پہلے Administration اور خاص طور پر پولیس کے بارے میں گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں - میری گزارش یہ ہے کہ جتنا بھی پولیس کو فنڈز دیے جائیں یا جتنا بھی ان کے لئے روپیہ مختص کیا جائے ٹھیک ہے ان کے نئے جیپ وائرلیس ٹیلیفون وغیرہ کے اخراجات ضروری ہے لیکن میں ساتھ ہی یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے ملک میں پولیس کا جو رویہ ہے وہ سب کے سامنے ہے پولیس والے اپنے فرائض منصبی بطریق احسن ادا نہیں کرتے وہ Cognizable offence کی درخواستوں پر پرچے درج نہیں کرتے ہیں - درخواست پر درخواست لوگ دیتے ہیں میرے پاس درخواست آئی کہ میری مرغی اس نے چھپالیا ہے - اس نے مجھے گالی دی ہے جو کام پولیس کے دائرہ اختیار میں ہے وہ نہیں کرتے - وہ سارا دن چار اس کمرے میں دواس کمرے میں بکرا منڈی بنی ہوئی ہے - اور سودے بازی سارا دن ہوتی رہتی ہے اگر کوئی پرچہ درج کرانے جائے تو وہ کہتے ہیں کہ جاو تم بھی تلاش کرو ہم بھی دیکھیں گے - مل گیا تو دیکھیں گے پرچہ درج ہی نہیں کرتے - اس کے علاوہ محکمہ انسداد رشوت ستانی ہے جیسا کہ میرے دوست نے کہا تھا کہ وہ تو واقعی امداد رشوت ستانی ہے - جو سب سے زیادہ corrupt آفیسر ہوتا ہے وہ پولیس آفیسر اس محکمہ کا انچارج بنادیا جاتا ہے - اگر کوئی پرچہ درج ہو جائے تو وہ سالہا سال تک چلتا رہتا ہے اسکی تفتیش ہی مکمل نہیں ہوتی - میرے ہاں گجرات میں Anti-Corruption کا ایک تھانہ ماشاء اللہ نیا بنا ہے - میں وہاں تھانے میں گیا تو وہاں ہر دروازے بند تھے نہ ایس ایچ او تھے نہ منشی صاحب تھے - ایک مہمان حقہ پی رہا تھا - میں نے اسے کہا کہ بھئی کہاں ہیں تھانیدار صاحب - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رشوت کا کام بالکل ختم ہو گیا ہے - اس لئے آپ سارے فارغ ہو گئے ہیں - اس نے

کہا مجھے بٹھا گئے تھے پتہ نہیں کدھر گئے ہیں - تو یہ ان کا محکمہ ہے - میرا خیال ہے کہ اگر ان میں اخلاقی جرات ہو تو ان کو مستعفی ہو جانا چاہیے - کیونکہ رشوت کا بازار پوری طرح گرم ہوچکا ہے۔ اب رشوت لینا کوئی عار ہی نہیں سمجھا جاتا - ہم دیہات سے تعلق رکھتے ہیں - مجھے پتہ نہیں کہ بڑے شہروں میں اس محکمہ کی کیا پوزیشن ہے - جہاں تک حالات سب ڈویژنل لیول پر وہ ناقابل برداشت ہیں - کوئی کام بغیر رشوت کے ہوتا ہی نہیں ہے - رشوت کا ریٹ پانچ دس ہزار روپے سے بڑھ کر چالیس اور 50 ہزار روپے تک ہو گیا ہے - اور کوئی سنتا ہی نہیں جس آفسر کے خلاف درخواست دی جائے - اس کی ترقی ہو جاتی ہے اور اس کو Promotion مل جاتی ہے - اس کے بعد میں عدالتوں کے بارے میں چند گزارشات پیش کروں گا کہ مفصل کورٹس کی عدالتوں کے ریٹائرنگ رومز بند کردینے چاہئیں کیوں کہ جب جائیں کہا جاتا ہے کہ صاحب میٹنگ کر رہے ہیں لیکن درحقیقت وہاں پر گپیں لگ رہی ہوتی ہیں اور کوئی کام نہیں ہورہا ہوتا - اس لئے میری گزارش ہے کہ ریٹائرنگ رومز بند کر کے ان کو عدالتوں میں کام کرنے کا آرڈر دیا جائے Corruption کو روکنے کے بارے میں ہمارے لا منسٹر چوہدری عبدالغفور صاحب نے سردار صاحب سے تجاویز پوچھی تھیں کہ کیا ہونی چاہئیں اس سلسلہ میں میری گزارش ہے کہ سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کے ایس ایچ او تحصیلدار - اے سی - مجسٹریٹ - ایس پی وغیرہ جتنے بھی آفیسر ہیں - ان کی جو ACRS لکھی جاتی ہیں ان کو حلقہ ممبر بھی ساتھ ہی تصدیق کرے میں دیکھتا ہوں کہ وہ کس طرح سے رشوت لیتے ہیں کیونکہ جتنا Corrupt Officer ہوگا - اس کے اے سی آر Good لکھی جائے گی - وہ اپنے باس کو ٹھیک ٹھاک رکھے گا اور بالکل صحیح رپورٹ چاہیے گا اس لئے میں یہ کہوں گا کہ ہر حلقہ ممبر کو یہ اختیار ہو کہ وہ ACR کی تصدیق کرنے کیونکہ میرے خیال کے مطابق یہ ایک مثالی اسمبلی منتخب ہو کر آئی ہے - یہ جو ممبر منتخب ہو کر آئے ہیں ان کی حیثیت مثالی ہے یہ وہ ممبر نہیں ہے کہ کھمبے کے ساتھ ٹکٹ بندھ گیا تو وہ بھی ممبر بن گیا - یہ صحیح بنیادوں پر منتخب ہو کر آئے ہیں 38 سال آپ نے بیورو کریٹس پر انحصار کیا ہے - پانچ سال ہم پر بھی انحصار کر کے دیکھیں ہمیں بھی اقتدار میں شامل کیا جائے اور اختیارات دئیے جائیں اس کے بعد میں

کے Rural Development Programme بارے میں گزارش کروں گا۔ جو دیہات کی بنیادی ضروریات ہیں - وہ چار پانچ چیزیں یعنی رابطہ سڑکیں، ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں۔ بجلی ابھی تک کئی دیہاتوں میں نہیں پہنچی ہے - اور پینے کے پانی کی کمی ہے برساتی نالوں کی کھدائی اور سیم نالوں کی کھدائی ضروری چیزیں ہیں - ان پر خاص توجہ دی جائے اور اس پر عمل کیا جائے - سڑکیں کیسے بنائی جائیں - میری اس ضمن میں تجویز ہے کہ فنڈز ہر حلقہ ممبر کو بحصہ برابر تقسیم کئے جائیں اور اس کو الاٹ کئے جائیں - اور اس کی supervision میں سڑکیں تعمیر کروائی جائیں اس کے منصوبے کے مطابق کام کیا جائے - اس کے دو طریقے ہیں ایک پراجیکٹ کمیٹی بنائی جا سکتی ہے اور وہ خود چھوٹی چھوٹی سڑکیں بنا سکتے ہیں دوسرا اگر وہ Highway یا دوسرا جو ڈیپارٹمنٹ ہے ڈسٹرکٹ انجینئر اور ٹھیکیداروں سے ہمیں چھٹکارہ حاصل نہیں ہوسکتا ہے تو کم از کم ہمیں ابھی ان پر supervision کا اختیار دیا جائے جس طرح کہ میرے فاضل دوست دیوان صاحب نے کہا ہے۔ بل وغیرہ پاس کرتے وقت حلقہ ممبر کی منظوری بھی لی جائے - تعلیم کے بارے میں میں یہ گزارش کروں گا جو بہت ضروری ہے اور اس کے لئے بجٹ میں بھی کافی رقم مختص کی گئی ہے ، اس میں ہر حلقہ ممبر کو کم از کم پانچ ہائی سکول الاٹ کئے جائیں اور وہ جہاں بھی مناسب سمجھے اپنے حلقہ میں سکول کا اجرا کر سکے - جو پرائمری سکولز ہیں - جو ان کی existing position ہے - وہ جناب والا یہ ہے کہ جب کسی سے رابطہ قائم کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ نے پرائمری سکول کے لئے کوئی فنڈز نہیں دئیے - ان کے پاس فنڈز نہیں ہیں اپنی مدد آپ کے تحت بنائے گئے ہیں جب ابتدائی تعلیم کے لئے کوئی فنڈز نہ رکھے جائیں تو تعلیم کو کیسے کامیابی سے چلایا جا سکتا ہے - پرائمری سکولوں کی چھتیں گری ہوتی ہیں - مڈل سکولوں کا ایک ایک کمرہ ہے ، دو دو سو، تین تین سو لڑکے ہوں - کمرے نہیں ہیں - چھتیں گری پڑی ہیں - ان پر خاص توجہ دی جائے اس کے علاوہ جناب سپیکر -

جناب ریاض حشمت جنجوعہ - پوائنٹ آف انفارمیشن - میں جناب کی توجہ اس ایوان کے قواعد و ضوابط کی طرف دلانا چاہتا ہوں کیا وزراء صاحبان اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان اس بات سے مستثنیٰ ہیں کہ جب کوئی مقرر تقریر کر رہا ہو تو وہ آپ کے اور اس کے درمیان سے گزرتے رہیں -

جناب سپیکر۔ یہ درست بات پوائنٹ آوٹ کی گئی ہے۔ اس کے لیے احتیاط کی جائے۔

چوہدری غلام رسول ۔ جناب والا ۔ تعلیم میں ایک اور مسئلہ ضروری ہے ، اساتذہ کو ایک کیڈر میں ضم کیا جانا ۔ اس وقت جناب تین کیڈر ہیں ۔ جنرل کیڈر ، نیشنلائزڈ کیڈر ، اور پراونشلائزڈ کیڈر ، اساتذہ اس پریشانی میں مبتلا ہیں کہ ان کی حق تلفی کی جا رہی ہے ۔ ان مختلف کیڈرز کی وجہ سے وہ پریشانی میں مبتلا ہیں ، اس لیے وہ تعلیم کی بجائے اپنی پریشانی میں مبتلا ہیں ۔ اس کے علاوہ جو کالج کے لیکچرار ہیں وہ کئی کئی سال سے ایڈھاک بنیادوں پر کام کر رہے ہیں ، آسامیاں بھی خالی ہیں ، ان کو مستقل کیوں نہیں کیا جاتا تاکہ وہ دلجوئی سے اپنا کام کر سکیں ۔ اس لیے یہ دو پوائنٹ تعلیم کے لیے بہت ضروری ہیں ۔ اس کے علاوہ ایک نہایت ضروری اور اہم گزارش ہے جو کہ میں کرنا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ میں دو تین نئے اضلاع بنائے گئے ہیں ۔ لیکن منڈی بہاؤالدین جو کہ پانچ دس سالوں سے سرفہرست تھا ۔ اس کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ حالانکہ وہ پنجاب کا سب سے بڑا سب ڈویژن ہے ۔ وہاں پر کروڑوں روپے کا غلہ اور چینی برآمد کی جاتی ہے ۔ وہاں پر کوئی زیادہ اخراجات نہیں ہونے ہیں ۔ بلڈنگ موجود ہیں ۔ ایک کالونی جو کہ کروڑوں روپے لگا کر بنائی گئی تھی بالکل وافر پڑی ہوئی ہے ۔ نہ وہاں پر کوئی گورنمنٹ کا خرچہ تھا ۔ لیکن ہمارے ساتھ ایسا سوتیلا سلوک ہوا ہے وہاں ہیڈ کوارٹر پر نہری دفاتر بھی منتقل کردیئے گئے حالانکہ نہری ایریا وہ ہے ۔ منڈی بہاؤالدین کے ساتھ بڑی نا انصافی ہے اس لئے جناب گورنمنٹ کو میں یہ اپیل کروں گا کہ ریوینو کے لحاظ سے رقبہ کے لحاظ غرضیکہ ہر لحاظ جو پنجاب کا سب سے بڑی سب ڈویژن ہے اسے فوری طور پر ضلع کا درجہ دیا جائے اور اگلے بجٹ میں اعلان کیا جائے ۔ اس کے بعد جناب والا کاشت کاروں کے چند مسائل ہیں ۔ مثلاً محکمہ واپڈا کے ٹیوب ویل موقع پر خراب پڑے ہیں ۔ کئی ایسے بھی ٹیوب ویل ہیں جن کے محکمہ نے کہاں تک نہیں بنائے امکن مالیہ پھر بھی لوگوں سے وصول کیا جارہا ہے اور کاغذات میں یہ ٹیوب ویل چلتے ہوئے دکھائے جاتے ہیں ۔ اسلئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کا بھی سدباب کیا جائے ورنہ پرائیویٹ ٹیوب ویل چلانا مشکل ہو جائے گا ۔ کیونکہ واپڈا کی طرف

سے غلط اور فرضی بل زمینداروں کو بھیجے جاتے ہیں ایک چھوٹے سے زمیندار کو 2 ہزار روپے کا بل بھیج دیا جاتا ہے اور وہ اس کو صحیح کرانے کے چکر میں رہ جاتا ہے اور اس کا کنکشن کاٹ دیا جاتا ہے اسطرح چھوٹے کاشت کار بہت خراب ہو رہے ہیں - اس سلسلہ میں میری یہ تجویز ہے کہ Fixed Rate وصول کئے جائیں مثلاً پانچ هارس پاور کی موٹر پر علیحدہ ریٹ فکس ہوں دس هارس پاور کی موٹر پر علحیدہ ریٹ فکس ہوں اس سے گورنمنٹ کی آمدنی اور واپڈا کی آمدنی میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی اور اس طرح زمینداروں کو بھی پریشانی سے نجات مل جائے گی - اس کے علاوہ بدعنوانیوں کے بھی دروازے بند ہو جائیں گے -

ایک اور گزارش یہ ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ یا اس سے کم رقبہ کے زمینداروں کو پہلے مالیہ معاف تھا آبیانہ بھی معاف کیا جائے - کیونکہ چھوٹے کاشت کاروں کی کمر ٹوٹ چکی ہے اور وہ کاشت کاری کے قابل نہیں رہے - اور اس فنڈ کی کمی کو ٹیکس گزاروں سے صحیح طریقہ سے ٹیکس وصول کر کے پورا کیا جائے -

علاوہ ازیں چھوٹے کاشت کاروں کو چھوٹے ٹریکٹر ڈیوٹی فری منگوانے کی اجازت دی جائے -

کیونکہ چھوٹا ٹریکٹر تیس هزار روپے میں درآمد کیا جاتا ہے همارے ملک میں 90 هزار روپے کا ملتا ہے - همارا ملک چونکہ ایک زرعی ملک ہے اس لیے زمیندار کبھی بھی یہ خرچہ برداشت نہیں کر سکے گا جب تک کہ اس کو مذکورہ مراعات نہ دی جائیں گی - میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ همارے ایوان میں کاروں کے پرمٹ کی بجائے چھوٹے زمینداروں کو ڈیوٹی فری ٹریکٹر منگوانے کی اجازت دی جائے -

اس کے علاوہ کھاد کی قیمت subsidies کے تحت کم کی جائے کیونکہ عام زمیندار کھاد استعمال کرنے کے قابل نہیں ہے - اس کے علاوہ قرضہ جات کا طریقہ کار بڑا پیچیدہ ہے - یہ طریقہ کار اس قدر مشکل ہے کہ زمیندار دو دو مہینے اس کوشش میں لگے رہتے ہیں اور پھر تنگ آ کر قرضہ لینا چھوڑ دیتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ پٹواری کو لے آؤ کبھی کہتے ہیں تحصیلدار کو لے آؤ - کبھی یہ کاپی غلط ہے کبھی وہ کاپی غلط ہے - میں یہ گزارش کروں گا کہ صرف جمع بندی کی نقل اور شناختی کارڈ لازمی ہونا چاہیے اور یہ دو چیزیں کافی ہیں ان پر فوری طور پر قرضہ دے دینا چاہیئے تاکہ زمیندار اپنا کام تسلی سے اور بروقت کر سکے -

اس کے علاوہ زمیندار پر قرضے کی شرح سود 22 فیصد ناقابل برداشت ہے۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ شرح سود کو کم کیا جائے۔ کیونکہ بیچارہ زمیندار جب قرضہ لے لیتا ہے تو اس کے اترنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ دیہی آبادی کے مزدوروں اور غیر کاشت کار، بے گھر لوگوں کو پانچ مرلہ سکیم کے تحت پلاٹ آلاٹ کئے جائیں تاکہ وہ بھی اپنا گھر بنا کر زندگی بسر کر سکیں۔

اس کے علاوہ کچی آبادی کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیے جائیں۔ اور اس سلسلہ میں فوری طور پر اقدامات کئے جائیں۔

جس طرح حکومت نے اپنے ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی ہیں اس طرح نجی فیکٹریوں کے مالکان کو بھی پابند کیا جائے کہ ان کے ملازمین کو بھی اسی ریٹ پر زیادہ معاوضہ دیا جائے۔

نظام صلواۃ کی رقم کے متعلق میں گزارش کروں گا کہ اس میں سے امام مسجدوں کو تنخواہیں دی جائیں۔ نظام صلواۃ میں کسی فنڈز کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو گاؤں میں امام مسجد ہیں ان کی کم از کم تین چار سو روپے تک تنخواہ مقرر کی جائے کیونکہ دیہات میں امام مسجد ہمارے دین کے محافظ ہیں۔

جہاں تک نہری پانی کا مسئلہ ہے تو میں گزارش کروں گا کہ یہ پانچ دریا پنجاب سے بہتے ہیں اور پنجاب کا سب سے پہلا حق ہے۔ ویسے بھی پاکستان اسلامی ممالک کا قلعہ ہے اور پنجاب پاکستان کا دل ہے تو اگر دل کو پانی یا خوراک نہیں پہنچے گی تو سارا ملک تباہ ہو جائے گا۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ گورنمنٹ کو چاہیے کہ فوری طور پر چشمہ لنک کینال کو کھولا جائے اور ہمیں پانی دیا جائے۔

اس کے علاوہ مارشل لاء کے بارے میں پہلے بھی بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ تین قسم کے قوانین بیک وقت چل رہے ہیں پولیس والے کہتے ہیں کہ مارشل لاء کے تحت چالان کروانا چاہتے ہیں اسلامی قوانین میں چالان کروانا چاہتے ہیں یا سول قانون کے تحت چالان کروانا چاہتے ہیں۔ اور ریٹ بھی ان کے بہت بڑھے ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ مارشل لاء کا فوری طور پر خاتمہ کیا جائے اور اس سلسلہ میں حکومت پر دباؤ ڈالا جائے۔ شکریہ

مسٹر سپیکر — میاں محمد افضل حیات ۔

میاں محمد افضل حیات — جناب سپیکر میں سب سے پہلے ایوان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے متفقہ طور پر مارشل لاء کو ختم کرنے کے لئے قرار داد منظور فرمائی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین ۔

جناب والا۔ مارشل لاء کے خلا کو پر کرنے کے لئے میرے خیال میں سب سے ضروری چیز جمہوری اداروں کا بااختیار اور پر وقار ہونا ہے ۔ جب تک جمہوری ادارے با اختیار نہیں ہوں گے ان کا وقار بلند نہیں ہوگا اور عوام کو جمہوریت پر اور اپنے منتخب نمائندوں پر پوری طرح سے اعتماد نہیں ہوگا ۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں یہ پوری کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے ایوان کو پوری طرح پروقار اور بااختیار بنائیں ۔

جناب والا ۔ جمہوریت کا ایک اہم ستون پریس کی آزادی ہے ۔ جب تک پریس آزاد ، با اختیار اور ذمہ دار نہیں ہوگا جمہوریت پوری طرح سے پنپ نہیں سکے گی ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے ہمیں پریس سے پورا تعاون کرنا چاہیے اور پریس کو ہمارے ساتھ پورا تعاون کرنا چاہیے تاکہ ہم اس صوبہ میں اس ملک میں جمہوریت کو پوری طرح سے نافذ کر سکیں اور مارشل لاء سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارہ حاصل ہوسکے ۔

جناب والا ۔ اس بجٹ میں

ریاض حشمت جنجوعہ — جناب والا۔ میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ایک پارلیمانی سیکرٹری صاحب غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اپنی سیٹ چھوڑ کر دوسری سیٹ پر تشریف فرما ہیں ۔

چوھدری محمد صدیق سالار — بیٹھنے پر پابندی نہیں ہے ۔ صرف یہ ہے کہ بولیں اپنی سیٹ سے ۔

راجہ خلیق اللہ خان — جناب والا۔ یہ پابندی صرف تقریر کے دوران ہوتی ہے ۔

جناب محمد ارشد خان لودھی — پوائنٹ آف آرڈر سر - اصل Rules and Regulation یہ ہیں کہ کوئی معزز رکن ایک جگہ سے اٹھ کر دوسری جگہ پر بیٹھ سکتے ہیں لیکن جب وہ کوئی بات کریں گے تو پھر اپنی سیٹ پر ہی آکر کریں گے -

مسٹر سپیکر — یہ درست بات ہے - میاں صاحب آپ فرمائیں -

میاں محمد افضل حیات — جناب والا - یہ بجٹ 8 سال کے بعد منتخب اراکین اسمبلی کے سامنے پیش ہوا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ جس وقت یہ اسمبلی بنی اور جس طریقہ سے یہ حکومت تشکیل پائی - اراکین کے پاس اور اس معزز اسمبلی کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ سالانہ ترقیاتی پروگرام اور بجٹ میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے - میری گزارش ہے کہ آئندہ جب بجٹ بنایا جائے تو بعد میں بحث کرنے کی بجائے ایک Pre-Budget Session کیا کریں تاکہ اس میں تمام اراکین اسمبلی اپنے خیالات کا مکمل طور پر اظہار کر سکیں - کیونکہ جب بجٹ بن جاتا ہے تو پھر اس میں زیادہ ردوبدل کی گنجائش باقی نہیں رہتی - جناب والا - اس ملک کی معیشت کا سب سے اہم جز زراعت دیہی آبادی اور اسی سے متعلقہ دیہی ترقی ہے - جناب والا - دیہی آبادی کو وہ وسائل حاصل نہیں ہیں - جو کہ شہری آبادی کو حاصل ہیں - وہاں انکو اتنی اچھی تعلیم نہیں مل سکتی جتنی تعلیم شہر میں ملتی ہے اس لئے میری گذارش ہے کہ ہر Technical School ہر Professional College میں اور ملازمتوں میں کم از کم کوٹہ دیہی آبادی کے لیے مقرر فرمایا جائے -

(تالیاں)

تاکہ وہ اپنے علاقے کی صحیح نمائندگی کر سکیں - یہ کم از کم ہونا چاہیئے یہ نہیں کہ زیادہ سے زیادہ -

جناب والا - جہاں تک زراعت کا تعلق ہے یہ ہمیشہ سے ایک مظلوم محکمہ سیکٹر رہا ہے - سب سے ضروری امر جو ہر کوئی بھول جاتا ہے کہ جب حکومت کم از کم قیمتیں مقرر کرتی ہے تو یہ وہ وقت ہونا چاہیئے جب فصلوں کی بوائی کا وقت ہوتا ہے - عام طور پر قیمتیں اسوقت مقرر کی جاتی ہیں جب کٹائی کا وقت ہوتا ہے تو اس سے زمیندار کو اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا - سارا فائدہ آڑھتی صاحبان لے جاتے ہیں -

(تالیاں)

اس لئے ضروری یہ ہے کہ ہمیشہ قیمتوں کا تعین خاص طور پر گندم چاول اور کپاس اسوقت کیا جائے جس وقت ہماری بوائی کا وقت ہو ۔

جناب والا ۔ سب سے اہم دو فصلوں چاول اور گندم ہیں یہ فصلیں کہ کپاس اور گنا کم اہمیت کے حامل ہیں لیکن گندم اور چاول کو خود کفالت کی اپنی جگہ خاص اہمیت ہے لیکن آج تک کسی ماہر زراعت یا حکومت کے کسی کارندے نے یہ ثابت نہیں کیا کہ گندم اور چاول کی جو قیمت ہے وہ نفع بخش ہوتی ہے اور اس سے زمیندار کو اسکی بوائی میں شاید ہی کوئی فائدہ پہنچتا ہو ۔ ہمیشہ گندم کی فصل پر جو قیمت لگتی ہے وہ کاشتکار کے اخراجات سے کہیں کم ہوتی ہے لہذا گندم میں خود کفالت قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اسکی قیمت زمیندار کے خرچ سے کم از کم کچھ تو زیادہ ہو تاکہ اسے اسمیں خسارہ نہ ہو ۔

(تالیاں)

جناب والا ۔ زارعت کے ساتھ ہی آبپاشی کا نظام بھی آتا ہے اسوقت ہمارا صوبہ اور ملک آبپاشی کے سنگین ترین بحران سے گزر رہا ہے اسکے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے اور بہت کچھ کہا جائے گا لیکن یہ اتنا سنگین بحران ہے کہ اسکے متعلق جتنا بھی کیا جائے جتنا بھی اس پر زور دیا جائے وہ کم ہے ۔ جتنی بھی اس کو ترجیح دی جائے کم ہے کیونکہ اسوقت کئی علاقے ایسے ہیں جو مکمل طور پر خشک سالی کا شکار ہیں اور وہاں پر پانی بےحد گراں اور کم ہے محکمہ آبپاشی والے ان علاقوں میں اس طرف کم توجہ دے رہے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ جہاں پر پانی ہے وہاں اسکو ضائع ہونے سے روکا جائے ۔ اور جہاں پر راجباہ ہوں نہروں میں کھالوں میں پانی ہر جگہ ضائع ہوتا ہے اسطرف گورنمنٹ کو خاص توجہ دینی چاہیئے تاکہ کم از کم پانی جو ہمارے پاس ہے وہ ضائع نہ ہو اور اسکے لئے میری تجویز بھی ہے کہ بارانی علاقوں میں پہاڑی علاقوں چھوٹے ڈیم بنانے پر زیادہ توجہ دی جائے تاکہ جب بارشوں میں وہاں پانی اکٹھا ہو تو استعمال کر سکیں ۔

چوہدری اختر علی ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر میں پوائنٹ آف آرڈر پر انکے اس پوائنٹ پر اپنا objection raise کرتا ہوں کہ

گورنمنٹ جو Irrigation کے لئے سمال ڈیمز سے پانی مہیا کر رہی ہے وہ تقریباً ضائع ہو رہا ہے۔ اسکے لیے میں یہ گذارش کرونگا کہ بجائے بارانی علاقوں کی ترقی کے لیے سمال ڈیمز کی بجائے جہاں زیر زمین میٹھے پانی کا ذخیرہ موجود ہو وہاں گورنمنٹ ٹیوب ویل لگائے۔

میاں محمد افضل حیات۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ جہاں پانی سمال ڈیمز سے ضائع ہو رہا ہے تو اسکو اس طریقے سے اور عوامی نمائندوں کی مدد سے بنایا جائے کہ وہ کامیاب ہو سکیں۔ اور آبپاشی کے ساتھ ہی ایک اور تکلیف دہ امر سیم اور تھور کا ہے۔ جہاں ایک طرف پانی کی اتنی کمیابی ہے تو دوسری طرف کئی علاقوں میں جہاں سے نہریں گزرتی ہیں۔ جہاں پر سیلاب آتے ہیں draining سسٹم کو بہتر بنانا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اس سے بھی فصلیں تباہ ہو رہی ہیں اور اگر صحیح طریقے سے draining نظام کو بہتر بنایا جائے تو میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ جتنا اسکے اوپر پیسہ لگے گا وہ دو سال کے اندر ہماری زراعت اسکو واپس دے سکتی ہے اور فصلیں اس سے اتنی بہتر ہو سکتی ہیں اس کارآمد طریقے سے سیم ختم کی جا سکتی ہے۔ اور اس سے جو ترقی ہوگی وہ اپنی جگہ اپنی مثال آپ ہو گی کیونکہ جہاں پر سیم اور تھور ہے وہاں پر نہ ہی فصلیں ہوتی ہیں۔ نہ ہی سڑکیں بن سکتی ہیں اور نہ ہی وہاں پر کوئی عمارات صحیح طریقے سے بن سکتی ہیں اسلیے سیم اور تھور کو ختم کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ draining کا نظام بہتر بنایا جائے اور جو نالے موجود ہیں انکی صفائی کی جائے اور انکے اوپر مکمل طور پر عملہ مقرر کیا جائے جو چیک کرے کہ کام صحیح طریقے سے ہو رہا ہے۔

جناب والا۔ اس صوبے کا سب سے بڑا شعبہ تعلیم ہے اور تعلیم پر ہماری صوبائی حکومت سب سے زیادہ اخراجات کرتی ہے۔ لیکن اسوقت ہمارے صوبہ میں دو قسم کے نظام تعلیم چل رہے ہیں ایک وہ ہے جو حکومت مہیا کرتی ہے اور دوسرا وہ ہے جو پرائیویٹ سکولوں نے شروع کر رکھا ہے پرائیویٹ سکولوں کی مخالفت نہیں کی جا سکتی۔ انکی ایک اپنی افادیت ہے لیکن پرائیویٹ سکول کاروباری طریقے سے نہیں چلنے چاہئیں وہ ایک مشنری سپرٹ کے تحت چلنے چاہئیں اور انکو چلانے کے لئے ایسوسی ایشنیں اور انجمنیں ہونی چاہئیں نہ کہ ان کو کچھ لوگ صرف کاروبار کے حساب سے چلائیں پہلے بھی اس ملک میں انجمنوں بہترین قسم کے تعلیمی ادارے چلاتی رہی ہیں

جیسے لاہور میں انجمن حمایت اسلام ہے جس نے اسلامیہ کالج کو چلایا ۔ جس کا پاکستان بنانے میں ایک بہت اہم مقام ہے ۔ گجرات میں زمیندارہ کالج قائم ہے ایسوسی ایشن 50 سال سے کام کر رہی ہے ۔ اور اس انے وہ زمیندارہ کالج اس وقت چلایا جس وقت زمینداروں کو تعلیم کا خواب و خیال بھی نہیں تھا ۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جو بھی پرائیویٹ ادارے ہیں وہ ایک انجمنین چلائیں ۔ ایسوسی ایشنیں چلائیں ۔ وہ رجسٹرڈ ہوں انکے حساب کتاب چیک ہوں ۔ یہ نہ ہو کہ صرف کاروباری لحاظ سے یہ ادارے چلائے جائیں ۔ اور یورپین سکولوں کی وباء کو اس ملک میں ختم کیا جائے ۔ تاکہ اس ملک میں جو دو طبقے پیدا کیے جا رہے ہیں ۔ ایک انگلش میڈیم اور اردو میڈیم ان کو ختم کیا جائے ۔ ہماری ملازمتوں کے سلسلہ میں اس طریقے سے عملدر آمد ہونا چاہیئے کہ اس میں اردو کو انگلش پر پوری فوقیت حاصل ہو ۔ اور ہمارے بچے انگلش میڈیم کی نسبت اردو میڈیم سکولوں میں پڑھنے پر ترجیح دیں ۔ جناب والا آپ نے مجھے اشارہ کر دیا تھا کہ ہمارے ملک میں ہمارے صوبہ میں اس مقصد کے لئے لوکل کونسلیں ہیں جناب والا 1970ء میں لوکل کونسلیں معرض وجود میں نہیں آئی تھیں ۔ اور صوبائی اسمبلی کے ارکان ہی لوکل کونسلوں اور پیماز ورکس کونسلوں میں کام چلاتے تھے ۔ اس کے بعد پانچ چھ سال کے لیے اسمبلی موجود نہیں تھی اور کافی سارا بوجھ ضلع کونسلوں پر ہی تھا ۔ اب خدا کے فضل سے لوکل کونسلیں بھی ہیں ضلع کونسلیں بھی ہیں اور صوبائی اسمبلیاں بھی ۔ اب ان کے اختیارات اور ان کی کارکردگی کا پورے اور صحیح طریقے سے تعین ہونا چاہیئے ۔ تاکہ ایک دوسرے سے تصادم نہ ہوں ایک دوسرے کے تعاون سے کام کر سکیں ۔ لوکل گورنمنٹ کا محکمہ صوبائی محکمہ ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے ضلع کونسلوں میں اور دوسری لوکل کونسلوں میں اسمبلی کے اراکین کو بطور ممبر شامل کیا جائے ۔ تاکہ ان میں آپس میں تعاون بڑھے اور ملک میں صحیح طریقے سے ترقی ہو سکے۔

جناب سپیکر - راجہ خلیق اللہ خان صاحب ۔

راجہ خلیق اللہ خان صاحب ۔ جناب سپیکر آٹھ سال کے بعد آج پہلی مرتبہ صوبے کا بجٹ ایک منتخب حکومت کے سامنے پیش ہوا ہے یہ بڑی خوش آئند بات ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مارشل لاء کے دوران بھی اگر یہ اسمبلی اپنے حقوق کا تحفظ کر لے تو میں اس کو

مبارکباد دوں گا - حقیقت یہ ہے کہ جنرل ضیاالحق صاحب نے جس نیک نیتی سے جمہوری اداروں کے لئے کوشش کی ہے اور کوشاں ہیں وہ مبارکباد کے مستحق ہیں - نیتیں تو خدا ہی جانتا ہے لیکن کسی آمر نے آج تک یہ کوشش نہیں کی کہ آمریت کے بعد مارشل لاء کے بعد جمہوری ادارے قائم کئے جائیں - اس بارے میں جنرل ضیاء الحق صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے جو کچھ کیا ہمارے ملک کی بہتری کے لئے کیا - اور آج جب مارشل لاء چند یوم کا مہمان ہے چند دنوں کا مہمان ہے ہمارا فرض ہے کہ اسے خوش اسلوبی سے رخصت کریں - کیونکہ اس میں ہماری بہتری ہے قوم کی بہتری ہے اور ملک کی بہتری ہے -

آج آٹھ سال کے بعد یہ بجٹ اس اسمبلی میں پیش ہوا ہے - ہم اس پر اظہار خیال کر رہے ہیں - یہ اظہار خیال صرف اس لئے ہے کہ ہمیں اس کا حق حاصل ہو چکا ہے - ہمارے اظہار خیال کرنے میں خوش بختی ہو سکتی ہے - ہو سکتا ہے کہ اظہار خیال کرنے میں اپنی حدود کو پھلانگ جائیں - کیونکہ آٹھ سال بعد بھولی ہوئی باتیں پھر سے یاد آرہی ہیں لیکن ہماری نیت میں کوئی فرق نہیں ہو گا اگر ہم حکومت کو یا اس کے اداروں کو criticise کرتے ہیں - تو خدا گواہ ہے اس میں قطعی طور پر ہم بد نیت نہیں ہیں - ہم اظہار کا اپنا طریقہ رکھتے ہیں اپنا انداز رکھتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس انداز کو قائم رکھیں گے -

سب سے بڑی بات صوبہ پنجاب کے لئے پانی کا مسئلہ ہے جسطرح میری بہن اور دیگر ارکان نے اس پر گفتگو کی ہے میں سمجھتا ہوں اس کے بعد کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے - سب سے اہم چیز صوبہ پنجاب کے لئے زراعت ہے - ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی بقاء بھی زراعت میں ہی ہے - اس کی جو حالت آج ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھی - سب یہی کہتے ہیں کہ زراعت ریڑھ کی ہڈی ہے - پاکستان کی بقاء زراعت میں ہے لیکن خدا گواہ ہے کہ زراعت کو آج تک وہ مقام نہیں ملا جو اسے ملنا چاہیئے تھا - آپ دیکھتے ہیں کہ کارخانہ دار اپنی پیداوار باہر بھیجتے ہیں - اور وہاں سے زر مبادلہ کماتے ہیں - اور اس کے عوض گورنمنٹ انہیں کیا دیتی ہے - ان کو قرضے دیتی ہے تو 3 فیصد سود پر جو اب 6 فیصد ہوگیا ہے اس کے بعد

وہ خود ہی بھیجتے ہیں اور خود ہی اپنی چیزوں کی قیمت مقرر کرتے ہیں اور جب ان کا زرمبادلہ پاکستان میں واپس آتا ہے تو ان کو اس پر بونس دیا جاتا ہے - 18 فیصد اور 20 فیصد ہے اس کے برعکس ہماری چاول کی فصل گندم کی فصل اور کپاس کی فصل گورنمنٹ کے کنٹرول میں ہے - اور یہ تمام چیزیں گورنمنٹ خود خریدتی ہے - قیمتوں کا تعین کرتی ہے اس کے بعد وہاں سے منافع کماتی ہے لیکن ہم زمینداروں کو کچھ نہیں ملتا - ہمارے لئے نہ تو سود کی شرح کم کی جاتی ہے اور نہ ہی منافع دیا جاتا ہے -

جناب سپیکر - کبھی آپ نے سوچا کہ ایک زمیندار جب ٹریکٹر لیتا ہے اس پر کیا سود پڑتا ہے - کبھی آپ نے سوچا کہ وہ زندگی کے چند دن کیسے گذار رہا ہے جب زمیندار فصلیں پیدا کرتا ہے تو گورنمنٹ اپنے کنٹرول میں لے کر خود ہی منافع کماتی ہے - اور بقول شخصے کہ جہاں خود حکومت کاروبار کرے اس کی پرجا بھکاری بن جاتی ہے - آج کل زمیندار بھکاری بن گئے ہیں - میں یہ نہیں کہتا کہ آپ نے اپنی قیمتوں پر نظر رکھی ہے آپ نے اپنے سرکاری محکمے خود بنائے ہوئے ہیں اگر آپ اعداد وشمار لیں - انہوں نے خود ہی گندم کی قیمت 78 روپے 73 پیسے مقرر کی ہے جو آج کی نہیں آج سے 5 سال پہلے کی ہے - انہوں نے چاول کی جو پیداواری cost اس وقت 123 روپے مقرر کی ہے - آج کی نہیں آج سے 5 سال پہلے کی ہے - انہوں نے کاٹن کی قیمت اسی لحاظ سے مقرر کی ہے لیکن آج آپ دیکھیں گے کہ 5 سال بعد ڈیزل کی قیمت بڑھ گئی بجلی کے ریٹ بڑھ چکے ہیں لیکن ہماری قیمت 70 اور 90 ہے - کیا یہ حقیقت نہیں یہ حکومت کی خود تخصیص کردہ کمیٹی کی نفی نہیں کہ جب زمیندار اپنی فصل لے کر گورنمنٹ کے پاس جاتا ہے تو اس کو 70 روپے اور 90 روپے دئے جاتے ہیں - کیوں اس تحقیق کے مطابق اس کو قیمت ادا نہیں کی جاتی - میں یہ مطالبہ کروں گا کہ کم از کم ہماری فصلوں کے متعلق گورنمنٹ دوبارہ تحقیق کرے - اور ایک کمیٹی مقرر کرے تاکہ انہیں پتہ چل جائے کہ آج کل فی من کی قیمت کیا پڑتی ہے - اور پھر کارخانہ دار کو جو سہولتیں ہیں وہ ہمیں نہیں ملتیں - ہم ایک ٹریکٹر لیتے ہیں - اس پہ اخراجات آتے ہیں اور اس پر استعمال کرنے کی Subsidy ہوتی ہے - جیسے ایک کارخانہ دار ہے وہ 10 فیصد آمدنی میں سے علیحدہ کو دیتا ہے لیکن ایک غریب زمیندار جو ٹریکٹر حاصل کرتا ہے اس پر کسی طور پر بھی

10 فیصد علیحدہ نہیں کر سکتا ۔ اور جب قیمت ادا کرنے کا موقع آتا ہے تو وہ ٹریکٹر ایک ڈھانچہ بن چکا ہوتا ہے ۔ اور کباڑی کے ہاتھوں میں بک جاتا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت جو Subsidy بھی زمیندار کو دے اس پر کم سے کم سود وصول کرے ویسے تو ہم سمجھتے ہیں کہ سود اسلام کے اصولوں کے خلاف ہے لیکن مجھے وہ لطیفہ یاد آیا کہ جب میں بلغاریہ سے آرہا تھا تو وہاں ہم ایک ریسٹورنٹ میں چلے گئے ۔ ہم ان کی زبان نہیں جانتے تھے ۔ تو ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے اکثر ترکش لوگ وہاں بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے ۔ تو میں نے ان سے اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے تو کسی نے جواب نہ دیا ۔ ایک نوجوان وہاں بیٹھا ہوا تھا تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کی کیا مشکل ہے ۔ اس نے کہا کہ اردنی ہوں اور میں پاکستان بھی گیا ہوں اور ہندوستان بھی گیا ہوں میں نے کہا کہ یہ مرغ حلال ہے یا حرام ہے ۔ وہ مسکرا پڑا ۔ کہنے لگا کہ حلال ہے اور اگر نہیں ہے تو ایسا کیجئے ۔ اللہ اکبر اللہ اکبر پڑھ کر اس کے اوپر پھونک دیجئے اور کھا جائیے تو ہم یہ بھی کرنے کو تیار ہیں ۔ آپ سود کو منافع میں شامل کر لیں ہم وہ بھی دینے کو تیار ہوں ۔

جناب والا ۔ اس ملک میں بسنے والے سبھی مسلمان ہیں ۔ اور مسلمانوں کے مقصد حیات کے متعلق میں ایک بڑے جید عالم اور اللہ والے کا یہ قول آپ کی وساطت سے اس ایوان کے معزز اراکین تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ مومن کا مقصد حیات خدا طلبی ہے ۔ اور خدا طلبی کا راستہ دین پروری ہے ۔

جناب والا ۔ اگر اس قول پر غور کیا جائے تو مسلمانوں کی زندگی کے مقصد کے حصول کیلئے دین پروری کو ناگزیر سمجھا جاتا ہے ۔ اور دین پروری پر اگر غور کیا جائے تو یہ بات سمجھ میں آئے گی کہ صرف دین کے ارکان کو سمجھ کر ان پر عمل کرنا کافی نہیں بلکہ اس دین کی پرورش ، اس کی تبلیغ ، اس کی ترویج اور اس کی تجدید بھی مسلمانوں کا فرض ہے ۔

جناب والا ۔ جب اس مقصد یا اس اصول کے پیش نظر میزانیہ زیر بحث پر تنقیدی نظر ڈالی جائے تو یہ انسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ ایک نظریاتی ملک ہے ۔ اس نظریاتی ملک کے نظریاتی حصول کے لئے اس میزانیہ میں کچھ نہیں رکھا گیا ۔

آپ ہمیں سود کی جگہ Profit میں شامل کر لیں ہم وہ بھی دینے کو تیار ہیں لیکن ہمیں کچھ دیں تو سہی ہم یہ چاہتے ہیں کہ کم از کم جو ریڑھ کی ہڈی ہے وہ مضبوط ہو اس کے بغیر کچھ فائدہ نہیں - آپ دیکھئے کارخانہ داروں کو کیا کیا اللہ تعالی کی نعمتیں میسر ہیں اس کے برعکس کبھی آپ نے کپڑے جھاڑتے ہوؤں کو دیکھا ہے جب وہ موتی کی کاشت کرنے جاتے ہیں اس کے بعد جب واپس گھر آتے ہیں تو خدا گواہ یہ حقیقت ہے کہ ان کی بیویاں بھی اپنے خاوند نہیں پہچان سکتیں جب تک کہ وہ شخص نہائے اور کپڑے نہ بدلے - تو اتنی محنت سے وہ مزدوری کرتے ہیں اس کا انہیں کوئی معاوضہ نہیں دیا جاتا میں سمجھتا ہوں اگر ہم اس مقصد میں کامیاب ہو گئے تو سب سے بڑا ہمیں بجٹ کا یہی فائدہ ہوگا Corruption والے در اصل انصاف کے یا دیگر جو کمرشل ادارے ہیں ان میں سے Corruption دور کی جانی چاہیے مسٹر سپیکر تاریخ گواہ ہے کہ جو حکومت ، جو معاشرہ جو ملک اپنے عوام کو انصاف نہیں دے سکتا وہ ختم ہو جاتا ہے اور کبھی نہیں پنپتا - تاریخ اس بات کی بھی گواہ ہے نہ ماضی کی حکومتوں نے عوام سے بڑے بڑے وعدے کئے مگر انہوں نے انہیں انصاف تک مہیا نہ کیا جب کہ سب سے اہم چیز انصاف ہے اور انصاف عوام تک جانا چاہیے کیونکہ یہ ان کا بنیادی حق ہے کبھی آپ نے کوئی عدالت دیکھی جس میں انصاف ملتا ہو وہاں انصاف ملتا نہیں بلکہ بکتا ہے اور اس سے بڑا vote of no confidence کیا ہو گا کہ لوگ ڈیمانڈ کرتے ہیں اور مارشل لاء جیسے غلط قانون میں بھی کیس بھیجنے کو تیار ہیں لیکن سول کورٹ میں جانے کو تیار نہیں - قتل ہوتے ہیں جرم ہوتے ہیں لیکن لوگ سول کورٹ سے رجوع کرنے کو تیار نہیں ہوتے وہ ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ ان کا کیس مارشل لاء میں بھجوایا جائے - اس کی وجہ کیا ہے اس کی دو وجوہات ہیں جن کے پاس پیسہ ہے وہ انصاف خرید لیتے ہیں جن کے پاس سفارش ہے وہ انصاف حاصل کر لیتے ہیں جن کے پلے دونوں چیزیں نہیں ہیں وہ کبھی بھی انصاف حاصل نہیں کر سکتے - تو میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ حکومت پر سب سے زیادہ ضروری یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ عوام کو انصاف مہیا کرے انصاف کے بغیر کوئی بھی ملک ترقی نہیں کر سکتا اور جہاں تک Corruption کا تعلق ہے - جناب یہ اس قدر ہمارے خون کے اندر آ چکی ہے جب تک Corruption کے خاتمہ کا کوئی major operation نہیں کیا جاتا Corruption کو ختم نہیں کیا جا سکتا آپ انڈیا نہ جائیں میں آپ کو اپنے علاقے کی بات بتاتا ہوں

میں نے ایک دفعہ تھانیدار صاحب سے علیحدگی میں بات کی کہ بھئی وہ چیئرمین ہے ڈی ۔ سی صاحب نے اس کا کیس واپس لے لیا ہے آپ ایسے کیوں تنگ کرتے ہیں تو کہنے لگا جناب میرے پاس آتا ہے تو اچکن چمکاتا ہے جیب کبھی نہیں چمکائی ۔ تو corruption کا یہ حال ہو چکا ہے اور یہ اس حد تک آگے بڑھ چکی ہے corruption کے متعلق اس قدر باتیں ہو چکی ہیں کہ مجھے کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے ۔ آپ کہیں جا کے سنیں آپ کو اکثر کہانیاں اور باتیں ہر جگہ ملیں گی ۔ اس میں ایک کہانی یہ بھی ہے کہ ایک شخص گذر رہا تھا کہ اس کے پاؤں کو ٹھوکر لگی تو وہاں ایک شیشی پڑی ہوئی تھی اس کا ڈھکنا کھل گیا اس میں سے ایک بہت بڑا جن نکل آیا جن اس نے کہا اے آقا ! تو نے مجھے اس شیشی سے آزاد کروایا ہے میں تیرا غلام ہوں تو جو چاہے مانگ میں دوں گا اس وقت شیر پاؤ پل کے پاس بہت بڑی بڑی کوٹھیاں بنی ہوئی تھیں تو اس آدمی کے دل میں آیا کہ کیوں نہ جن سے کہوں کہ ان میں سے ایک آدھ کوٹھی مجھے بھی دے دے تو اس نے کہا کہ او میرے غلام اور میرے جن ایسی کوٹھی جو سامنے ہے ایک مجھے بھی اسی وقت بنا دے تو جن نے سر نیچے کر لیا اور کہا کہ آقا میں جن ہوں کوئی جنرل نہیں ۔ تو یہ کہانیاں ہیں جو یہاں ہی نہیں دنیا کے اہم اور مشہور میگزین میں بھی آسکتی ہیں یہ حقیقت ہے اور مجھے شرم محسوس ہوتی ہے میں وہ شخص ہوں جس نے قیام پاکستان کے لیے 1947ء میں کام کیا تھا اور میں نے لوگوں سے کہا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ ۔ آج تک میرے جسم پر ڈنڈوں اور لاٹھیوں کے نشان موجود ہیں کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی تھی کہ میں نے پاکستان بنایا ہے اور اس میں اللہ کا قانون نافذ کرنا ہے ۔ میں کسی کو برا نہیں کہتا میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ یہ آواز ان تک پہنچے اور جو corruption کرنے والے ہیں یہ ملک ان کا بھی ہے میرا بھی ہے کم از کم کچھ لحاظ تو ہو ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ corruption کا جو حال ہو چکا ہے خدارا اس کو eradicate کیجیئے ان amendments یا اخراجات کرنے کا ان محکموں پر کیا فائدہ جب تک کہ آپ corruption کا کوئی علاج صحیح طریقے پر نہیں کریں گے ۔

اس کے بعد میں جناب تعلیم کی طرف آتا ہوں یہ صحیح ہے کہ حکومت نے ایجوکیشن کے لئے بہت رقم مختص کی ہے لیکن اس کا کیا

قائلہ عوام کے بیٹوں اور بیٹیوں کو کیا صحیح تعلیم حاصل ہوتی ہے؟ میں عرض کر رہا تھا کہ دراصل یہ سراسر پیسے کا ضیاع ہے اس سے کوئی خاص مقصد حل نہیں ہو سکتا کم از کم یا تو ان کے کیڈر علیحدہ کر دیجئے ان کو بھی چھٹیاں دیجئے دونوں کو ایک جیسا ہی Treat کیجئے۔ آپ بات کرتے ہیں اس معاملے پہ پہلے تو مولوی صاحب سکول کے استاد کو مسجد میں ہی نہیں گھسنے دیتے کہ تو کون ہے مسجد میں آنے والا اول تو وہ آتا ہی نہیں لیکن جب وہ آتا ہے تو اسے مولوی صاحب ہی نہیں گھسنے دیتا تو اس سلسلے میں میں عرض کروں گا جناب کہ ان کے cadre علیحدہ کیجئے۔

ایک فاضل ممبر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ میں راجہ صاحب کی اطلاع کے لیے عرض کردوں کہ جو Special development programme اور regular پروگرام اب یک جا ہو چکے ہیں۔ اب ان میں کوئی تشخیص نہیں رہے گی۔

جناب سپیکر۔ راجہ صاحب اپنی بات جاری رکھیئے؟

راجہ خلیق اللہ خان۔ آپ نے مجھے تقریر جاری رکھنے کو کہا ہے تو جناب تین چار مطالبات ہیں بس میں وہ بیان کر کے ختم کرتا ہوں۔ سب سے پہلے میری گذارش ہے کہ وزیر آباد میں چاقو کی صنعت ہے جہاں بچے کام کرتے ہیں اور وہ techanicians ہیں وہاں ایک انڈسٹریل اسٹیٹ قائم ہونی چاہئے تا کہ اردگرد کے دیہاتی لوگ بجائے گھروں میں کام کرنے کے وہاں آ کر کام کریں اور روزی کمائیں اس کے بعد میرے چند علاقوں میں اس قدر غلیظ اور گندے پانی کی جھیلیں بن چکی ہیں کہ ماسوائے گورنمنٹ کے support گندے پانی کا نکاس نہیں ہو سکتا جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا میں دیکھتا ہوں کہ لاہور شہر میں اتنی قیمتی سڑکیں ہیں یہ فوارے ہیں یہ خوب صورت پارک بن رہے ہیں ان پر لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں تو میں یہ نہیں کہتا کہ لاہور کو خوب صورت نہ بنائیں۔ لیکن ہم غریب لوگ جو زندگی کی ان سہولتوں سے محروم ہیں کم از کم ان کو بھی ان کی جائز سہولتیں اور آسائشیں میسر ہونی چاہئیں تھیں۔ میں گورنمنٹ سے درخواست کروں گا کہ گندے پانی کے نکاس کے لئے وزیر آباد شہر کو رقم دیں ہم منسٹی کی طرف سے آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ گورنمنٹ کی جو ڈیمانڈ ہو گی اس کو پورا کریں گے۔ تیسری بات Stadium کی ہے تحصیل وزیر آباد میں کوئی

اسٹیڈیم نہیں ہے ۔ حالانکہ حکومت کا یہ فرض ہے کہ یہاں تحصیل سطح پر ایک stadium بنائے ۔ لیکن اس بجٹ میں sports پر کچھ نہیں رکھا گیا تو میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ یہاں سٹیڈیم بنایا جائے تاکہ دیہاتی عوام اس سے مستفید ہو سکیں ۔ ایک اور سب سے بڑا مسئلہ سیالکوٹ اور جی ٹی روڈ پر ریلوے کے پھاٹک کا ہے ۔ یہاں اتنی ٹریفک گذرتی ہے کہ عام آدمی کی گاڑی گھنٹوں کھڑی رہتی ہے تو حکومت سے گذارش کروں گا کہ اس مسئلہ پر بھی ضرور غور کرے اس کے بعد میں آپ سب کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ۔

جناب مقبول احمد فتیانہ — بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ۔ سب سے پہلے پانی کے مسئلہ کو زیر بحث لانا چاہتا ہوں ۔ اس پر بہت سی تقاریر ہو چکی ہیں اور یہ مسئلہ ہمارے لئے بہت ہی اہم ہے ۔ اگر وفاقی حکومت نے ہمیں ہمدردانہ طور پر پانی واپس نہ دیا تو پنجاب کا بہت سا علاقہ بنجر ہو جائے گا ۔ اور اس بنجر زمین سے ہمیں بہت زیادہ نقصان پہنچے گا ۔ پنجاب کے سپوت ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں ۔ ہم ہر طرح سے یہ مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں اور فوری طور پر حل ہونا چاہئے ۔

ایک آواز — جناب والا ۔ یہ دیکھ کر پڑھ رہے ہیں ۔

جناب مقبول احمد فتیانہ — جناب والا میں دیکھ کر نہیں پڑھ رہا اس کے بعد دوسرا مسئلہ مارشل لاء کا ہے ۔ کل ہمارے ایک فاضل وزیر نے مارشل لاء کے متعلق ایک Resolution پاس کرایا ہے اس سے ہم مطمئن ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا یہ مسئلہ حل کر دے گا اور جلد مارشل لاء ہمارے سر سے ٹل جائے گا ۔

اس کے بعد تعلیم کا مسئلہ ہے ۔ اس میں سب سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Development Programme کا جو بجٹ دیا گیا ہے اس میں ہماری تجاویز شامل کی گئی ہیں یا نہیں ۔ اگر کی گئی ہیں تو اس میں ہمیں کتنا حصہ ملے گا ؟ میں نے یہ کہا ہے کہ ہم علاقے کی جو تجاویز جو مطالبات لے کر آئے ہیں وہ بجٹ میں بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں جو بجٹ میں ہو اس کو آپ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ نہایت اہم ہے اور سب سے زیادہ رقم تعلیم پر خرچ کی گئی ہے ۔ لیکن تعلیم کا فائدہ دیہاتی آبادی کو اس کے تناسب سے نہیں ملا ۔ ہماری دیہاتی آبادی کے مطابق سکولوں کا اجراء ہونا چاہئے ۔ ان کی upgradation ہونی

چاہیئے - باقی کالجز ہونے چاہئیں - ہم چاہتے ہیں کہ ماڈل سکولوں کی تعداد زیادہ ہو تاکہ غریب عوام کے بچے ان سکولوں سے استفادہ کر سکیں -

سب سے بڑا مسئلہ جس کی میں نے پہلے بھی درخواست کی تھی میرے علاقے منڈی ٹانڈلیانوالہ تحصیل سمندری میں کالج برائے بوائز اور گرلز کا ہے - یہ مسئلہ ابھی تک ٹالا جا رہا ہے - ابھی تک یہ معاملہ معرض التوا میں پڑا ہوا ہے - وہاں بوائز اور گرلز کالج کے لیے ہماری demand ہے اور ان کا ہونا اشد ضروری ہے -

سمندری میں ہمارے بچے بچیاں جا کر نہیں پڑھ سکتے - وہ بہت دور ہے - اس لیے ماموں کانجن میں لڑکے اور لڑکیوں کا کالج ہونا ضروری ہے - سب سے main issue قطب شہانہ فیراز پتن دریائے راوی پر چیچاوطنی کا پل ہے - اور ماڑی پتن کے درمیان پر ایک پل ہونا نہایت ہی ضروری ہے - اس سے فیصل آباد اور ساہیوال کے کم سے کم فاصلے سے راستے ملتے ہیں - یہ 57 میل کا راستہ ہے اور تمام جرنیلی سڑک ہے اور یہ حکومت کے نقطہ نظر سے بھی فائدہ مند ہے - عوام کو بھی فائدہ ہے - گورنر صاحب سے میں نے گذارش کی تھی اور گورنر صاحب نے ایک بوٹس boat برج کا وعدہ فرمایا ہے -

جناب والا - اسی طرح محکمہ صحت میں آبادی کے تناسب سے دیہاتیوں کو سہولتیں دینی چاہئیں -

(اس مرحلہ پر جناب میاں غلام فرید چشتی صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(قطع کلامیاں)

ایک ممبر - جناب والا - چار وزراء بیٹھے ہوئے ہیں اور دو تین پارلیمنٹری سیکریٹری بیٹھے ہوئے ہیں - میرے سامنے یہ سمٹ ساری خالی ہے

(قطع کلامیاں)

جناب نسیم احمد - جناب والا - آج عام بحث کا دن ہے - سوال و جواب کا دن نہیں ہے - کسی پارلیمنٹری سیکرٹری کا بیٹھنا یا کسی منسٹر کا بیٹھنا ضروری نہیں ہے - آج عام بحث کا دن ہے -

جناب قائم مقام سپیکر - میں اس زمرے میں آپ سے گذارش کروں گا کہ وزراء حضرات کا یہاں رہنا نہایت ضروری ہے -

(قطع کلامیاں)

میں وزراء حضرات سے گذارش کروں گا کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف لائیں

(قطع کلامیاں)

جناب امجد حمید خان دستی - پوائنٹ آف آرڈر - میں آپ کی اجازت سے بات کرنی چاہتا ہوں -

رانا پھول محمد خان - جناب والا - ھاؤس میں نہ صرف وزیر خزانہ کا ہونا ضروری نہیں بلکہ بجٹ اس صوبے کے تمام مسائل حل کرنے کے لئے ایک موقع ہوتا ہے - اور ہر محکمے کے وزیر کا بشرطیکہ بیمار نہ ہو یا سرکاری ڈیوٹی پر کسی سلسلہ میں نہ گیا ہوا ہو حاضر ہونا ضروری ہے - وزراء کو اپنے محکمہ جات کے متعلق معلوم ہونا چاہئیے کیا مطالبات کئے ہیں اور انہوں نے ان کو حل کیسے کرنا ہے اور ان محکموں کے متعلق جواب بھی ان وزراء صاحبان نے خود دینا ہے - اس لئے میں درخواست کروں گا آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اگر وزراء صاحبان کمروں میں تشریف رکھتے ہوں یا لیٹے ہوئے ہیں تو یہاں تشریف لے آئیں اور اپنے ووٹروں کا احترام کریں - ان کی بات سنیں اور ان کے مسائل کو حل کریں -

جناب اسجد حمید خان دستی - جناب والا - میں ایک تھوڑی سی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں - ھاؤس میں کچھ غلط فہمی ہے - غالباً پارلیمنٹری سیکریٹری مسائل حل کر سکتے ہیں - وہ بیچارے تو بے اختیار ہیں - وزراء کا ہونا ضروری ہے -

جناب مقبول احمد فتیانہ—جناب والا میں گزارش کر رہا تھا کہ سڑکوں کے لئے فنڈز کی Provision ممبران اسمبلی کی مرضی کے مطابق اس بجٹ میں ہونا چاہیئے -

ایک آواز—جناب والا جب تک وزرا صاحبان نہ آ جائیں ھاؤس کی کارروائی بند کر دی جائے -

وزیر خزانہ—جناب والا میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ وزراء یا وزیر خزانہ کا یہاں ہر وقت حاضر رہنا بالکل ضروری نہیں - بنیادی شرط کورم کا پورا ہونا ہے - میرے خیال میں کورم پورا ہے اور ایسی کوئی پابندی بھی نہیں ہے -

(قطع کلامیاں)

وزراء کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہر وزیر کو یہاں رہنا پڑے -

جناب مقبول احمد فتیانہ—جناب سپیکر پیشتر اس کے کہ میں اپنی بات جاری رکھوں میں درخواست کروں گا کہ کورم پورا نہ ہو تو ممبران باہر چلے جائیں تاکہ وزراء حضرات کو پتہ چل سکے کہ کورم پورا نہیں ہے اور وہ اندر تشریف لے آئیں -

جناب محمد ارشد خان—جناب سپیکر یہ بات بالکل صحیح ہے کہ وزراء کا ہونا بھی ضروری ہے لیکن قانون اور ضابطے کے مطابق وہ کسی وقت absent بھی ہو سکتے ہیں معزز اراکین کی خدمت میں میں یہ عرض کروں گا کہ اس اسمبلی میں ہر چیز ریکارڈ ہو رہی ہے اور ان کا ایک پورا ریکارڈ بن رہا ہے - اس کو چیف منسٹر صاحب بھی دیکھ سکتے ہیں - وزراء حضرات بھی دیکھ سکتے ہیں اور تمام پارلیمنٹری سیکرٹری بھی دیکھ سکتے ہیں - جیسے میرے بزرگ سیاستدان دستی صاحب نے کہا کہ پارلیمنٹری سیکرٹری بے اختیار ہیں وہ اس ہاؤس کے معزز رکن ہیں اور اس ہاؤس کا پڑھا لکھا طبقہ ہے اور ہم جانتے ہیں کہ مسائل کو کیسے حل کیا جاتا ہے - میں بڑی دیر سے یہ سن رہا ہوں کہ ،،بیچارے بیچارے،، جو لفظ ہے وہ غیر پارلیمانی ہے - آپ ان کو یہ گزارش کریں کہ انہوں نے جو لفظ استعمال کیا ہے وہ واپس لیں -

(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر—فتیانہ صاحب آپ جاری رکھیں -

(قطع کلامیاں)

چودھری خادم حسین—پوائنٹ آف آرڈر -

جناب قائم مقام سپیکر—ایک وقت میں ایک صاحب -

چودھری خادم حسین—یہی میں بات کرنے والا تھا کہ جتنے بھی پوائنٹ آف آرڈر خواہ پارلیمانی سیکرٹری حضرات کر رہے ہیں خواہ ایم - پی - اے حضرات کر رہے ہیں یہ سب غیر آئینی ہیں - پوائنٹ آف آرڈر اس وقت اٹھایا جاتا ہے جب کوئی بات Rules of procedure کے خلاف ہو - اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر کرنے والے شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر کر کے خاموش ہو جائے اور جب تک جناب سپیکر اس کو اجازت نہ دیں وہ نہ بولے - یہاں کچھ دنوں تک تو ماحول ٹھیک رہا ہے لیکن آج پھر وہی Fish market بن گئی ہے - جہاں تک وزراء حضرات کا تعلق ہے وہ ہم سمجھتے ہیں اس لئے نہیں آ رہے کیونکہ چیف منسٹر صاحب نہیں ہیں اور آج ان کو کس نے دیکھنا ہے - وہ تو چیف منسٹر صاحب کی خوشامد کے لئے آتے ہیں - آج وہ نہیں ہیں اس لئے یہ بھی نہیں آ رہے ہیں - (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر—فتیانہ صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں -

جناب مقبول احمد فتیانہ—جناب سپیکر صاحب میں یہ عرض کر رہا تھا -

مہر ظفراللہ خان بھروانہ—جناب والا بات یہ ہے کہ اگر وزراء صاحبان تشریف نہ لا سکیں تو میرے خیال میں Rules and Regulations کے مطابق جملہ محکمہ جات کے سیکرٹری صاحبان لابوں میں تشریف رکھیں اور وہ ہر ممبر کے پوائنٹ اپنے اپنے محکمے کے متعلق نوٹ کریں - بہتر ہے وزراء صاحبان بھی ہوں لیکن سیکرٹری صاحبان کا ہونا بھی ضروری ہے۔

وزیر مال—جناب سپیکر میں معزز اراکین کی خواہش کا احترام کرتا ہوں اور اپنے colleaques سے کہوں گا کہ وہ آئندہ یہاں ضرور بیٹھیں - اگر کوئی مسئلہ ہو گا تو ہم تین چار وزراء یہاں بیٹھے ہیں - ہم انشاء اللہ جواب دیں گے -

جناب مقبول احمد فتیانہ—جناب سپیکر میں عرض کررہا تھا کہ سڑکات و تعمیرات، تعلیم، صحت اور تمام محکموں کی کار کردگی صحیح ہونی چاہیے - میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ان کے لئے بجٹ آبادی کے تناسب سے ہونا چاہیے - کیونکہ دیہات میں آبادی 70 فی صد ہے - بجٹ کی ایلوکیشن بھی اسی تناسب سے ہونی چاہیے - محکمہ صحت میں جو دوائیاں جاتی ہیں، وہ بھی صحیح طریقے سے استعمال نہیں ہوتیں - خورد برد ہو جاتی ہیں - ان کی کار کردگی صحیح ہونی چاہیے، بلکہ یہ کام بھی ایم-پی-اے صاحبان کے زیر نگرانی ہونا چاہیے - اس کے بعد جو تعیناتیاں ہوتی ہیں، ان میں بھی ایم-پی-اے صاحبان کا کچھ نہ کچھ تعلق ہونا چاہیے - جس طرح پہلے ایم-پی-اے صاحبان کا کوٹہ منظور تھا - اسی طرح اب بھی ہونا چاہیے - جناب والا - نہروں کی کھدائی کے سلسلے میں بھی کار کردگی صحیح نہیں - وزیر موصوف سن رہے ہیں کہ اس کی کار کردگی بھی صحیح ہونی چاہیے - اس کے بعد ہمارا محکمہ زراعت ہے - یہ بھی کافی حد تک صحیح نہیں چل رہا - ان کی کار کردگی بھی صحیح ہونی چاہیے - ان کا جو بھی کام ہے - وہ بڑے صحیح طریقے سے انجام پذیر ہونا چاہیے - جناب والا - اساتذہ اکثر سکولوں سے غیر حاضر

رہتے ہیں - اس کے بارے میں فاضل ممبر نے پہلے شکایت کی ہے - اس کو بھی نوٹ کرنا چاہیے - اس بارے میں بھی صحیح کام ہونا چاہیے - جناب والا ! - ہمارے دیہی علاقوں کے مطالبات بہت زیادہ ہیں - دیہاتوں میں بجلی کا ہونا اشد ضروری ہے - ہم ایم-پی-اے صاحبان ایر کنڈیشنروں میں بیٹھے ہیں لیکن ہمارے بھائی دیہاتوں میں سارا دن تپتی دھوپ میں کام کرتے ہیں - دوپہر کو آرام کرنے کے وقت انہیں بجلی بھی نہیں میسر ہوتی - اگر آدھ گھنٹہ کے لیے لوڈ شیڈنگ ہو جائے تو ہم تڑپ اٹھتے ہیں - ہمارے غریب عوام جنہوں نے ووٹ دے کر ہمیں یہاں بھیجا ہے ، ان کی بھی ہم سے توقعات ہیں کہ ہم ان کے مطالبات منوائیں - ان کے مطالبات کے لیے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ دیہاتوں میں زیادہ سے زیادہ بجلی - سڑکیں اور یہ تمام منصوبہ جات ہونے چاہیں - اس کے ساتھ میں اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں - مہربانی - (نعرہ ہائے تحسین) -

میجر وکٹر سیموئیل — جناب سپیکر - میں ایک خبر کے حوالے سے چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں - آج کے اخبارات میں ہمارے دو معزز سندھی بھائیوں کا ایک بیان آیا ہے - جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ پانی کے مسئلے میں وہ 1971ء کے واقعات کو دہرانا چاہتے ہیں - تو میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان میں یہ گزارش کروں گا کہ اس خبر کی اور ان دو بھائیوں کی ، جن کے نام نادر علی اور جناب عبدالحمید جتوئی ہیں ان کے بیان کی شدید ناپسندیدگی کا اظہار کرنے کے بعد سخت مذمت فرمائی جائے - اور یہ احساس دلایا جائے کہ 1971 کے واقعات پاکستان میں دوبارہ نہیں دہرائے جاسکتے - اور نہ ہی ایسا کرنے کی اجازت دی جائےگی -

جناب قائم مقام سپیکر — اس بات کا نوٹس لیا جائے گا -

رانا پھول محمد خان — پوائنٹ آف آرڈر میں اس کی مخالفت کرتا ہوں بیان کی مذمت نہ فرمائی جائے - بلکہ ہمیں اپنے گریبان میں جھانک کر اپنی بے غیرتی پر نظر ڈالنی چاہیے - ان میں غیرت ہے -

جناب قائم مقام سپیکر — یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

چودھری مہدی خان -

چوہدری مہدی خان۔ جناب سپیکر صاحب امید ہے کہ آپ میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ جب ہم کوئی عمل شروع کرتے ہیں تو اس عمل سے مراد بہتری ہوتی ہے ۔ عمل کو بار بار ہم اس لئے دہراتے ہیں کہ اس سے بہتر سے بہتر نتائج برآمد ہوں ۔ اور اگر کسی عمل سے کوئی بہتر نتائج برآمد نہ ہوں تو جناب والا وہ عمل عمل تو ہوتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کچھ نقائص رہ جاتے ہیں ۔ ہمارے ملک کی یہ بدقسمتی ہے کہ جب ہم کوئی عمل شروع کرتے ہیں یا اس کا آغاز کرتے ہیں تو درمیان میں کچھ ایسا واقعہ رونما ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہمارا وہ عمل ٹوٹ ہو جاتا ہے ۔ لہذا ہم پھر پیچھے کی طرف جاتے ہیں اور نئے تجربات کرنے شروع کرتے ہیں آج کی اسمبلی بھی ایک نیا عمل ہے ۔ آج سے آٹھ سال پہلے یہ عمل شروع ہوا تھا ۔ امید یہ تھی کہ عمل بار بار دھرایا جائے گا اور اچھے اچھے نتائج برآمد ہوں گے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے ۔ کہ عوام کو عمل دھرانے کی اجازت نہیں ملتی ۔ جب ہم اس عمل کو کرنے کے لئے تمام خرچ کر لیتے ہیں تو ہوا کے ایک معمولی سے جھونکے سے وہ عمل درہم برہم ہو جاتا ہے ۔ میں اب امید کرتا ہوں ، خدا سے دعا کرتا ہوں خدا کرے کہ ہمارا یہ عمل ہمیشہ کے لئے جاری و ساری رہے ۔ اور اس میں ہم بہتر سے بہتر نتائج برآمد کرتے چلے جائیں ۔ اس میں ہمارے ملک کی قوم کی اور معاشرے کی فلاح ہوگی ۔ جناب والا بہت سی باتیں ہو چکی ہیں ۔ سبھی معزز ممبران نے ہر شعبے پر ہر محکمے پر تین چار روز سے کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ اچھی تجاویز دی گئی ہیں ۔ اس کے علاوہ بھی جب کبھی کوئی موقع ملتا ہے پہلے بھی اسمبلیاں آئیں جب کبھی افسران باہر جاتے ہیں ٹور کرتے ہیں تو وہاں پر بھی بہت تجاویز دی جاتی ہیں لیکن میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ دل نہیں چاہتا کہ صرف تجاویز ہی دیں ان پر عمل نہیں ہو گا ۔ جناب والا اس بارے میں بھی مختصراً گذارش کروں گا کہ ہمارے مسائل کا کوئی حل ہے یا نہیں تقریباً تمام معزز ممبران اپنے اپنے علاقے سے بہت بڑے مسائل لے کر آئے ہیں ۔

اور جب ہم آپ کو مسائل بتاتے ہیں تو معلوم نہ ہوتا ہے کہ جسکو ہم اپنے مسائل بتا رہے ہیں شاید وہ اس ملک کا رہنے والا نہیں ہے اگر میرے علاقے کے کچھ مسائل ہیں تو مجھے پتہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسائل تمام پنجاب کے مسائل ہیں تمام پاکستان کے مسائل ہیں۔ ہر آدمی مسائل کو جانتا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کو بار بار دھرانے کی کیا ضرورت ہے دیکھنا تو یہ ہے کہ یہ مسائل کس طرح حل ہوں گے۔ تو جناب والا میں اس کا ایک حل پیش کرتا ہوں کہ ہمارے مسائل اسوقت تک ختم نہیں ہوں گے جبتک انتظامیہ صحیح معنوں میں دیانتدار نہ ہو۔ چونکہ مسائل کا زیادہ تر تعلق انتظامیہ سے ہے۔ ہم تو صرف انکی نشاندھی کرسکتے ہیں کہ جناب والا ہمارا فلاں مسئلہ ہے ہمارا فلاں مسئلہ ہے لیکن آگے انتظامیہ کی اپنی مرضی ہوتی ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے آپکو بھی پتہ ہے اور مجھے بھی پتہ ہے اور تمام معزز ممبران کو بھی پتہ ہے کہ ہمارے ملک کی انتظامیہ صحیح انتظامیہ نہیں ہے۔ یہ رشوت خور انتظامیہ ہے۔ اور بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان دیوار ہے۔ وہ عوامی نمائندوں کو دل سے تسلیم نہیں کرتے ان کی عزت و احترام نہیں کرتے وہ اپنے آپ کو اعلی ارفع سمجھتے ہیں۔ اور جو دیوار ہمارے اور ان کے درمیان ہے وہ نہیں ہونی چاھیئے اس دیوار کو گرانا چاھیئے۔ تاکہ عوامی مسائل پر آپ کے نمائندے اور انتظامیہ اظہار خیال کرسکیں۔ اور جب تک آپ کی انتظامیہ درست نہیں ہوگی۔ اسوقت تک ہمارا کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا آپ یقین کریں جس طرح کینسر ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ کینسر کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اس طریقہ سے میں تو یہ سمجھنے لگ گیا ہوں کہ شاید اس کا بھی کوئی علاج نہیں ہے رشوتخوری اور بددیانتی اور بیوروکریسی کا کوئی علاج نہیں ہے۔ علاج تو کینسر کا کرنا ہے لیکن یہاں پر نزلے اور زکام کی پڑیاں دی جارہی ہیں۔ کیا نزلے اور زکام کی پڑیوں سے کینسر کا علاج ہوسکتا ہے۔ اگر ممکن ہے تو کر لیں۔ جناب والا میری گذارش ہے کہ ہم نے نیا تجربہ نیا عمل شروع کیا ہے اس سے کچھ بہتر نتائج نکلنے چاھیئں اور میرے تمام ممبر بھائی بیٹھے ہیں اس کا کوئی حل سوچیں کہ وہ بہتر نتائج کس طریقے سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ یہ ہمارا سب سے بڑا کارنامہ ہوگا۔ اور اس اسمبلی کے پیریڈ (Period) میں یہ پہلا کارنامہ ہوگا۔ اگر ہم اس کے

لیے کچھ بہتر نتائج پیدا کرسکیں - تجربے کے طور پر ہم انتظامیہ کو یاد رکھتے ہیں - میرے فاضل دوستوں نے پہلے ذکر کیا ہے میں بڑے غور سے سن رہا تھا ارر ہماری عدلیہ کے متعلق اور عدالتوں کے متعلق ہمارا تصور اور Image بہت ٹھیک تھا - جناب والا انتظامیہ کی اور مقننہ کی پہلی ذمہ داری ملک میں امن و عامہ قائم رکھنا اور جان و مال کی حفاظت کرنا ہے - Development کا مسئلہ بعد کا مسئلہ ہے - ہم پہلے مسئلے کو چھوڑ کر بعد کے مسئلے کی طرف چلے جاتے ہیں - سٹیٹ کی پہلی ذمہ داری سٹیٹ کو پوری کرنی چاہئیے - Development اور دوسرے مسائل بعد کے ہیں - میری یہ اپنے بھائیوں سے اپیل ہے - کہ ہم دیانتداری سے اس ملک کے لئے اس معاشرے کے لئے اس قوم کے لئے بہتر کام کریں - اس کے ساتھ میں اپنی گذارشات کو ختم کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں خدا کرے کوئی بہتر نتائج نکل آئیں -

جناب قائم مقام سپیکر - جناب اختر رسول صاحب -

جناب اختر رسول - بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب سپیکر بجٹ کی کل رقم 21 ارب 31 کروڑ اور 4 لاکھ ہے - رواں مالی سال کا بجٹ 15 ارب 39 کروڑ اور 24 لاکھ ہے اور ترقیاتی بجٹ 15 ارب 92 کروڑ 80 لاکھ ہے - یہ بجٹ پچھلے سال کے بجٹ سے 39 فی صد زیادہ ہے جو قابل تعریف بات ہے - چونکہ دیہی آبادی 70 فی صد ہے اور ترقیاتی بجٹ کے لئے 70 فی صد مخصوص کرنا ایک عظیم کام ہے - جس کے لئے میں وزیر اعلی پنجاب اور وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتا ہوں (تالیاں) تعلیم کا حصہ قابل تعریف نہیں لیکن جناب والا یہ پنجاب کے شایان شان نہیں ہے - 1947ء میں پنجاب تعلیم کے میدان میں ہر صوبے سے آگے تھا - لیکن آج حالت یہ ہے کہ ہم سب سے پیچھے رہ گئے ہیں -

ہمیں اس بات پر خاص توجہ دینی پڑے گی - ہمیں اساتذہ کے مقام کو بلند کرنا پڑے گا - اساتذہ کی تنخواہیں تو ضرور بڑھا دی گئی ہیں - لیکن ان کے مقام کو بلند نہیں کیا گیا جناب والا میں آپ سے درخواست یہ کرتا ہوں کہ پیمانہ عزت طاقت کے زور پر نہیں بلکہ علم کے زور پر ہونا چاہئیے - ہمارے سکول اور کالجز فزیکل ایجوکیشن مثلاً گیمز ہیں کسی زمانے میں ان کی بہت قدر تھی - اور اس وقت بہت سے بین الاقوامی کھلاڑی پیدا ہوتے تھے - لیکن اب

بھی توجہ نہیں دی جا رہی ہیں یہ درخواست کرونگا کہ ایشین گیمز اور اولمپک گیمز اور ہر اس گیم جنمیں ہم شمولیت کرتے ہیں کی تین تین ٹیمیں بننی چاہئیں۔ ایک انڈر 15 ایک انڈر 20 ٹیم اور ایک اسکے بعد جو نیشنل ٹیم ہے۔ تاکہ ہر سطح کے کھلاڑی کو ہر صوبہ کے کھلاڑی کو کھیلنے کا موقع مل سکے اور وہ اپنی اہلیت اس قوم کے لئے وقف کر سکے۔ جناب والا اس سے اخراجات تو بڑھیں گے۔ لیکن میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں۔ کہ وہی کھلاڑی ہیں جو بھارت کی سر زمین پر جا کر پاکستان کا جھنڈا لہرا کر آئے ہیں۔ جناب والا پاکستان بننے کے بعد جو کھیلیں مثلاً فٹ بال۔ والی بال وغیرہ زوال پذیر ہیں۔ ان کی طرف ہمیں خاص طور پر توجہ دینی پڑے گی۔ میں امید کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ اسی لحاظ سے جس طرح انہوں نے دوسرے ترقیاتی منصوبوں میں اضافہ فرمایا ہے اس مد میں اضافہ فرما کر ہم پر احسان کریں گے۔ لاہور شہر باغات کا شہر ہے یہ پارکوں کا شہر ہے اور گورنر پنجاب نے اس لاہور شہر کو خوبصورت بنانے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ میں انکو مبارکباد دیتا ہوں تاریخ انہیں ہمیشہ یاد رکھے گی۔ لیکن جناب والا اس شہر میں ایک گندا نالہ گزرتا ہے۔ جس پر ارد گرد لاکھوں لوگ رہتے ہیں۔ اور وہ ہمیشہ بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس گندے نالے کو ڈھانپ دیا جائے بے روزگاری بہت ہے۔ یہ کہاوت مشہور ہے کہ خوبصورت شوہر کو بھی اپنے گھر کے اندر welcome نہیں کہا جاتا اگر وہ بے روزگار ہو۔ جناب والا 30 فیصد نوجوان بے روزگار ہیں۔ اس جانب بھی آپ خصوصی توجہ فرمائیں۔ کچی آبادیوں کے مسائل ہیں کچی آبادیوں کو بنیادی سہولتیں فراہم نہیں ہیں میں آپ سے درخواست کرتا ہوں انکو بنیادی سہولتیں اور مالکانہ حقوق دئیے جائیں۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ جناب سید محمد عظیم شاہ۔

سید محمد عظیم شاہ۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کرونگا کہ جو بجٹ 86-1985ء کا بغیر ٹیکس عائد کرنے کے لئے ترتیب دیا گیا ہے وہ قابل ستائش ہے۔ کیونکہ ٹیکس کا نہ لگانا ایک بڑا اہم مسئلہ ہے۔ یہ گورنمنٹ کی خصوصی توجہ ہے جس کی وجہ

سے ٹیکس عائد نہیں کیا گیا ۔ اس کے علاوہ زراعت کے شعبہ کو ترقی دینے کے لئے رقم مختص کی گئی ہے اتنا نہیں کہ وہ زراعت کے لئے مکتفی ہو سکے ۔ جس کی تفصیل میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ 96 کروڑ روپے زرعی ترقی کے لئے مختص کئے گئے ہیں ۔ اس میں سے 54 کروڑ روپیہ صوبے کے مختلف اضلاع میں فارمز سے مارکیٹ تک سڑکوں کی تعمیر کی جاتی ہے ۔ علاوہ اس کے 21 کروڑ 26 لاکھ روپے کی رقم کھالوں کو پختہ بنانے کے لئے مختص کی گئی ہے ۔ جس سے 4 سو کھالے اندازاً تعمیر ہونگے ۔ جناب والا جو رقم صوبے کے مختلف اضلاع میں فارمز سے مارکیٹ تک سڑکوں کی تعمیر کے لئے رکھی گئی ہے اس سے کسی کو پورا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا ۔

مسٹر جلال دین ڈھکو ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ شاہ صاحب نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ کھال چار سو بنے ہیں ۔ یہ تصحیح فرما لیں کہ 16 ہزار 4 سو کھال بنتے ہیں نہ کہ 4 سو بنتے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر درست ہے ۔ بجٹ میں سولہ ہزار چار سو کھالے ہیں ۔

سید محمد عظیم شاہ ۔ جناب والا ۔ یہ بجٹ میں تفصیل دی گئی ہے کہ اندازاً چار سو کھالے تعمیر ہونگے ۔ یہ لائن حذف کر دی جاوے یا جیسے مناسب سمجھیں بجٹ میں سولہ ہزار چار سو کھالے درست ہیں مجھے غلط فہمی ہوئی ہے ۔

آوازیں ۔ 16 ہزار چار سو ۔ (16400) درست ہیں ۔

چوہدری خادم حسین ۔ جناب والا ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں بنتا ۔ اگر کوئی تھوڑی بہت غلطی ہوگئی ہے تو پوائنٹ آف آرڈر کس چیز پر جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کیا ہے ۔ اس رول کی وضاحت کریں جس کے تحت یہ پوائنٹ آف آرڈر raise ہوا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

سید محمد عظیم شاہ ۔ جناب والا ۔ یہ کاشتکاران کے لئے کافی نہیں ہے ۔ کاشتکار اس وقت بے کسی اور بے بسی کا شکار ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زرعی مشینری تیل اور بجلی کی قیمتوں میں

اضافہ کی وجہ سے وہ اس قابل ہیں کہ دلجمعی سے اپنی زراعت کی پیداوار میں اضافہ کر سکیں عرض یہ ہے کہ کاشتکار کے لیے بجٹ میں کوئی ٹھوس امدادی اصول نہیں رکھا گیا جس سے اس کی حوصلہ افزائی ہوسکے ۔ لہذا میں یہ عرض کرونگا کہ یہ بجٹ جو زراعتی شعبے کے لئے رکھا گیا ہے یہ کافی نہیں ہے لہذا اس کا اضافہ کیا جانا ضروری ہے ۔ مزید عرض ہے کہ بجلی کا مسئلہ بے حد گھمبیر ہے اور واپڈا اتنا بے راہ روی اختیار کر چکا ہے کہ وہ صحیح کام نہیں کر سکتا اور بخششوں کے بغیر کوئی کام سرانجام نہیں پا سکتا ۔ ٹیوب ویلوں کے لئے جو بجلی حاصل کی گئی ہے اس کی ریڈنگ وقت پر نوٹ نہیں کی جاتی اور نہ ہی بلوں کی ترسیل صحیح ہوتی ہے ۔ جب بل وقت پر پہنچتے تو وہ بل دفتر میں رہ جاتے ہیں ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ محکمہ کنکشن کاٹ دیتا ہے ۔ بل وقت پر ادا نہ ہونا ہمارے لئے تکلیف کا باعث ہے اور سخت دشواری ہے کیونکہ وہ بل وقت پر موصول نہیں ہوتے اور کنکشن کاٹ دیا جاتا ہے ۔ ہمیں کوئی علم نہیں ہوسکا کہ کب بل داخل کرنا ہے ۔ بغیر بل آنے کے ہم کیسے ادائیگی کا اندازہ کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ بجلی کا مسئلہ دیہات میں Wapda Construction کے بارے میں ہے ۔ بجلی جب موضع کی منظور ہوتی ہے تو دیہاتوں کا سروے اپنی منشاء سے کر جاتے ہیں اور Construction والے جس کو چاہیں بجلی دے دیتے ہیں جس کو نہ چاہیں اسے نہیں دی جاتی ۔ اس چاہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ بخشیش مانگتے ہیں ۔ بجلی کی فراہمی کے لیے Criteria یہ ہے کہ بستی بیس گھروں سے کم نہ ہو اور بجلی کی لائن ایک میل کے فاصلے سے زیادہ نہ ہو ۔ (قطع کلام میاں) ۔

چوھدری محمد صدیق سالار ۔ پوائنٹ آرڈر ۔ جناب والا ۔ اسی اسمبلی کے اندر واپڈا کے چیئرمین موجود ہوتے تھے ۔ اس اسمبلی کے اندر ان کرسیوں پر بیٹھے واپڈا کے چیئرمین کو میں نے دیکھا ہے جب اسمبلی کا اجلاس ہورہا ہو تو واپڈا کا چیئرمین یا ان کا کوئی نمائندہ یہاں موجود ہونا چاہئے کہ معزز ممبر جو شکایت کر رہے ہیں وہ نوٹ کی جاسکے ۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر۔ ڈپٹی سپیکر صاحب تشریف لے آئے ہیں وہ اس مسئلے کا حل کرینگے۔ (اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) ۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ جناب والا ۔ واپڈا کا چیئرمین یا ان کا کوئی نمائندہ یہاں موجود ہونا چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تقریر جاری رکھیں ۔

ملک طیب خان۔ وزرا حضرات اور پارلیمنٹری سیکرٹری کو تو ہم اس ہاؤس میں بلا نہیں سکتے واپڈا والوں کو کیا حکم دیں گے ۔

سید محمد عظیم شاہ۔ (رحیم یار خان) ۔ جناب سپیکر، بجلی کے مسئلہ پر عرض کر رہا تھا کہ واپڈا کے Construction wing والے اہلکار بجلی کی منظوری پر جب موقع پر سروے کے لئے آتے ہیں ۔ اور جب وہ دیہات میں سروے کرتے ہیں تو وہ اپنی منشاء کے مطابق کرتے ہیں ۔ جو ان کو بخشیش دے وہ انکے فائدے کے لئے اپنی مرضی کے مطابق نوٹ کرتے ہیں ۔ اگر کوئی ان کو بخشیش نہ دے تو وہ اس ایریا کو اپنی مقررہ حد سے کم دکھا دیتے ہیں یا زیادہ دکھا دیتے ہیں تاکہ اس ایریا کو بجلی نہ مل سکے ۔ Criteria یہ ہے کہ دیہہ 20 گھروں کی آبادی تک ہے اور بجلی کی لائن سے ایک میل کے فاصلے پر ہو ۔ ایسی صورت میں criteria جو فاصلے کا مقرر ہوا ہے وہ تحصیل رحیم یار خان اور تحصیل صادق آباد کے لئے ڈیڑھ میل اور خان پور اور لیاقت پور کے لئے ایک میل مقرر ہوا ہے ۔ تو کیا وجہ ہے کہ خان پور تحصیل اور لیاقت پور تحصیل کو محروم کیا گیا ہے ۔ اس کے برابر حقوق کیوں نہیں دئے گئے ۔ لہذا میں عرض کروں گا کہ تحصیل خان پور اور لیاقت پور کے لئے بجلی کے فاصلہ کا جو ایریا ہے وہ تحصیل رحیم یار خان اور صادق آباد کے مطابق اور برابر ہونا چاہیے تاکہ یہ لوگ بجلی کی مراعات سے محروم نہ ہو سکیں ۔ دیگر جناب والا میں جناب کی توجہ پھر اس طرف مبذول کراتا ہوں کہ بجٹ میں زراعت کے شعبہ میں کاشتکاروں کے لئے کسی روشن مستقبل کی کسی ٹھوس امداد کی ہدف فراہم نہیں کی گئی ۔ بلکہ ان کے حقوق کو پامال کرتے ہوئے ان کو کوئی مراعات نہیں دی جا رہی ہیں ۔

جناب والا - اب میں پھر زراعت کی طرف آتا ہوں - اس ضمن میں کاشتکاروں کے لئے کوئی روشن مستقبل ٹھوس بنیادوں پر فراہم نہیں کیا گیا بلکہ ان کے حقوق کو پامال کرتے ہوئے ان کو کسی قسم کی suppo نہیں دی جا رہی ہے مشینری بھی مہنگی ہے - تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے - اور بجلی بھی ضرورت کے مطابق میسر نہیں ہے اور اس کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہو رہا ہے تو کیا وجہ ہے کہ کاشتکاران کو اس حد تک support نہ کیا جائے کہ جس حد تک وہ اپنی زرعی پیداوار کو محنت کشی سے اور دلجمعی سے بڑھا سکے - کاشتکار کے متعلق بجٹ میں کوئی ایسی چیز نہیں رکھی گئی ہے - کہ اس کو امداد کے طور پر کچھ دیا جا سکے - حالانکہ زراعت ایک اہم مسئلہ ہے اور زراعت پر ملک اور قوم کا دار و مدار ہے اور 80 فیصد آبادی کا حصہ زراعت سے منسلک ہے اگر زراعت میں کمزوری ہوئی اور زراعت صحیح طریقہ سے کامیاب نہ ہو سکی تو ملک کو بھی بڑا عظیم نقصان ہو گا اور لوگ بھی ایسی صورت حال سے پریشان ہوں گے - لہذا زراعت کے لئے خاص طور پر یہ سوچنا چاہیے اور زراعت کے لئے بجٹ اتنا رکھنا چاہیے جو کہ زراعتی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے صحیح ثابت ہو سکے - جناب والا - میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں - شکریہ -

جناب ڈپٹی سپیکر - سید اختر حسین رضوی - نہیں ہیں رانا پھول محمد خان

رانا پھول محمد خان جناب صدر محترم میں ایک اچھا بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتا ہوں کیوں کہ ہمارے صوبہ کے مسائل بہت زیادہ ہیں اور وسائل بہت کم ہیں - اس لئے اس خوبصورتی کے ساتھ یہ بجٹ پیش کرنے کے سوائے اور چارہ کار کوئی نہ تھا - بلکہ وزیر خزانہ کی بجائے اس محکمے کے جن دوستوں نے اس بجٹ کو اتنی محنت کر کے اس طرح سے سمویا ہے کہ جس کو ہم سمجھ بھی نہ سکیں - میں ان کو بھی داد دیتا ہوں - جناب والا - میں اپنے علاقہ کے کچھ مسائل بعد میں پیش کروں گا لیکن اس صوبے میں لاقانونیت - رشوت - قتل و غارت پر میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں - گو بہت سارے وزراء کی غیر حاضری کی وجہ سے اجلاس بے رونق ہے لیکن میں اگر یہ عرض نہ کروں تو میں اپنے فرائض میں کوتاہی کروں گا - اب جناب والا بیوروکریسی اور نوکر شاہی کا لفظ اب ہمیں چھوڑ دینا چاہیے

نوکر شاہی کا لفظ کانگریس نے ایجاد کیا تھا - اور اس وقت کے ملازم اور آفیسر انگریز حکومت کے ملازم ہوتے تھے۔ اب ہمارے سرکاری ملازم ہماری قوم سے ہیں - ٹیکس اور مالیہ ادا کرتے ہیں۔ ہمارے عزیز و اقارب ہیں - ہمارے بنائے ہوئے قانون پر کیونکہ انہوں نے عمل درآمد کرنا ہے - کرانا ہے - ہم اس کو اگر اصلاح معاشرہ ٹیم کہہ لیں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا - لیکن اس ٹیم میں اصلاح طلب اشخاص کی اصلاح کرنا ہمارے لئے ضروری ہے جو تقریباً 90 فیصد سے زیادہ تجاوز کر چکی ہے - اس لئے جناب والا رشوت کے خاتمہ کے لئے ہمیں ایک جہاد کرنا ہوگا - آپ یقین کریں کہ آج ایک وزیر کی سفارش - ایک ایم۔پی۔اے - ایم - این - اے کی سفارش ایک ہزار روپے سے کم وزن رکھتی ہے - اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ جب تک ہم ایک جامع سکیم اس کے لئے نہ بنائیں گے - اس کو ختم کرنا بڑا مشکل ہے - اور ان کے لئے ہم ایک رکاوٹ بن کر سامنے آ گئے ہیں - جب ایک آدمی کھاتا پیتا ہو اور اس کو بھوکا مارنا چاہو تو اس کے لئے بڑی مشکل ہوتی ہے - لیکن ہم نے یہ دیکھنا ہے چونکہ وہ ہم میں سے ہی ہیں - اس لیے ان کی ضروریات زندگی پورا کرنے کے لئے اتنے وسائل ہمیں مہیا کئے جائیں جس سے وہ اپنا گزارا کر سکیں - اگر ہم نے ان کے لیے وہ وسائل مہیا نہ کئے - تو انہوں نے ہماری ہی کھال ادھیڑنی ہے کھال تو ادھڑ چکی ہے - اب بوٹیوں کے ٹکڑے کرنے شروع کر دیں گے - اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ملک سے جب تک سفارش کو ختم نہیں کیا جاتا - اس وقت تک رشوت کو ختم نہیں کیا جا سکتا - میں جناب کی وساطت سے اپنے سینئر وزیر کے چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب تشریف نہیں رکھتے سامنے یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ نکتہ چینی برائے نکتہ چینی نہیں - اس کا حل یہ ہے کہ صوبائی مسائل میں قومی اسمبلی کے ارکان کا دخل بالکل ختم کر دیا جائے ہم نے نہ پہلے سرپرست رہنے دیے ہوں اور نہ اب رہنے دیں گے - اگر ہمیں مرکز میں کوئی کام پڑتا ہے - تو ہم ان کی وساطت سے کرواتے ہیں - پہلے یہ ہوتا تھا جیسا کہ ملک اللہ یار خان صاحب کو پتہ ہے جو کہ پرانے ممبر اور وزیر ہیں کہ اگر کسی ایم - این - اے حضرات کو صوبے کے کسی وزیر سے کام پڑتا تھا تو وہ ہمیں ایم پی - اے صاحبان کو ساتھ لیکر جاتے تھے - جب ہم مرکز میں مداخلت نہیں کرسکتے تو ہمارے صوبہ میں وہ بھی مداخلت نہیں کرسکتے ہم خود مختار ہیں اسلئے میں یہ گزارش

کروں گا کہ ہر ضلع کے ایم پی اے حضرات کو اور تمام ضلع کے سربراہوں کو بیٹھ کر اور قرآن شریف کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم کسی رشوت خور ملازم کی رعایت نہیں کریں گے اور ہم ناجائز نہیں کریں گے - ہم عدلیہ کو گندہ نہیں بنائیں گے - آخر وہی مشینری ہے جس سے پہلی حکومتیں کام لیتی رہی ہیں - اب بھی اپنی رہی ہیں اور ہم بھی لیں گے ہمیں انہیں دل برداشتہ بھی نہیں کرنا چاہیے - دیانت داری کے ساتھ ملک اور قوم کی خدمت کا یہ جذبہ ہم تب ہی پیدا کرسکتے ہیں کہ جب ہم خود اصلاح کرلیں -

جناب ڈاکٹر سردار احمد — پوائنٹ آف آرڈر سر

فاضل ممبر نے اپنی تقریر کے دوران یہ فرمایا ہے کہ صوبہ خود مختار ہے - صوبہ خود مختار نہیں ہے صوبہ فیڈرل گورنمنٹ کے ماتحت ہے

رانا پھول محمد خان— صوبائی معاملات میں صوبہ خود مختار ہے -

جناب ڈاکٹر سردار احمد - آپ اس کی پھر وضاحت کردیں -

to put on record straight

ڈپٹی سپیکر - جی - آپ فرمائیں

رانا پھول محمد خان - جناب والا آپ کی وساطت سے میں فاضل ممبر سے یہ گزارش کروں گا کہ صوبائی معاملات میں صوبائی حکومت خود مختار ہے آئین نے اس کو جو اختیارات دیے ہیں اس میں مرکز کا کوئی آدمی رکاوٹ نہیں ڈال سکتا -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - ٹھیک ہے آپ اپنی تقریر جاری رکھیں

رانا پھول محمد خان - جناب والا ہم غلام نہیں ہیں ہم آزاد ہیں میں یہ گزارش کررہا تھا کہ ہمیں ملازمت کیلئے بھی کچھ کرنا ہوگا - ہم تمام ایم پی - اے حضرات کیلئے یہ مصیبت ہے کہ ایک ملازم کا تبادلہ میں جاکر کرواتا ہوں تو دوسرا ایم - پی - اے اس کا تبادلہ رکواتا ہے تیسرا ایم پی اے پھر سے رکواتا ہے اور وزیروں کیلئے ایک مصیبت بن جاتی ہے ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ کسی ایک ایم پی - اے کے حلقہ میں اگر میں نے کوئی دخل دینا ہے تو اس ایم پی اے کی مرضی کے خلاف مجھے دخل نہیں دینا چاہیے (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے حلقہ سے اگر میرا کوئی رشتہ دار میرے پاس کبھی کام کیلئے آتا ہے تو میرا یہ فرض ہے اور میرا یہ طریقہ رہا ہے کہ میں اسی حلقہ کے ایم پی اے کے پاس اس کو بھیجوں چاہے وہ آپ کا مخالف بھی ہے آپ دیانت داری سے کام کروائیں جناب والا تعیناتی کی مدت تین سال کی بجائے دو سال کر دی جائے

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پیش کر رہے ہیں ۔

رائے محمد جعفر خان ۔ رانا صاحب بجٹ پر تقریر کر رہے ہیں یا عام بحث میں حصہ لے رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ عام بحث ہے اس پر وہ بات کر سکتے ہیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ وہ بات کر سکتے ہیں ۔

جناب رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ۔ افسران کی تین سال کی تعیناتی کی مدت دو سال کر دی جائے اور کسی افسر کو میرے کہنے پر یا میرے دوست کے کہنے پر ایسے تبدیل نہ کیا جائے کہ اس نے کوئی غلط کام نہیں کیا ۔ اگر اس کے خلاف کوئی الزام ہے تو اس کو معطل اور برخاست کریں جب تک معطلی برخاستگی اور ان کو قید نہ کروائیں گے اسوقت تک یہ عادت چھوٹ نہیں سکتی لیکن اس میں ہمارا دخل بھی ہوگا ۔

جناب والا اس کے بعد میں زراعت کے متعلق عرض کروں گا کہ اس ملک میں زراعت کو ریڑھ کی ہڈی کے نام سے پکارا جاتا ہے لیکن وہ ہڈی ٹوٹ رہی ہے اس کو بچانے کا اب بھی وقت ہے پانی کی کمی ہے اور پانی کی کمی کو دور کرنے کیلئے ٹیوب ویلوں سے بھی مدد لی جاتی ہے مجھے ایک بات یاد آگئی کہ ایک دفعہ بجلی کڑک رہی تھی اور ایک زمیندار کے بچے نے کہا ابو اس میں کیا ہے کیا یہ بجلی ہے ۔ تو باپ نے کہا کہ چپ کر بیٹا یہ سونا ہے اس بچے نے کہا یا اللہ ہمارے مویشیوں پر بھی ہمارے گھر پر بھی میرے ابو پر بھی یہ بجلی گر جائے تا کہ وہ سونے کے بن جائیں ۔ ہمیں یہ تو احساس ہے کہ ہمارے گاؤں میں بجلی نہیں پہنچی لیکن جس زمیندار نے بجلی کا ٹیوب ویل لگا لیا اب وہ زمین بیچنے پر مجبور ہے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان میں آج بھی 10 روپے فی ہارس پاور بل وصول کرتے ہیں اور ہم 95 روپے فی ہارس پاور بل دیکر بھی اپنی جان نہیں چھڑوا سکتے ۔ ان کا اور ہمارا بجلی پیدا کرنے کا طریقہ ایک ہے

وهاں پر میٹر سسٹم نہیں ہے ۔ میں جناب وزیر آب پاشی سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ حکومت پاکستان کو لکھیں کہ ہم پر یہ مہربانی کریں کہ میرا کلرکوں کی کوٹھیاں بنانے کی بجائے ۔ ہمیں ملک میں گندم پیدا کرنے کی اجازت دیں ۔ جناب والا ہم 20 روپے فی هارس پاور بجلی لینے کیلئے تیار ہیں اب اسوقت همارے زمینداروں کے ٹیوب ویل چلتے ہیں وہ ایک گھنٹہ چلے ادھر کھالے میں پانی پہنچا ادھر بجلی بند ہوگئی ، پھر پانی چلا پھر بند ہوگیا اور میٹر کے پیسے اسی طرح لگتے رہتے ہیں اور بل ہمیں ادا کرنا پڑتا ہے ۔ اس کے باوجود کہ پانی ہمیں نہیں پہنچتا ۔

اس کے علاوہ ٹریکٹر سسٹم کے متعلق عرض کروں گا کہ بجلی کے ٹیوب ویل کیلئے ہم انجن لگانے لگے ہوئے اور اب بجلی پر بھی دس فیصد مزید اضافہ کر دیا گیا ہے اور اسطرح ڈیزل پر بھی اضافہ بڑھ گیا ۔ آخر ہم جائیں کہاں ایک زمیندار جو چالیس هزار روپے زرعی بنک سے قرض لیتا ہے وہ ڈیڑھ لاکھ روپے دیکر اپنی جان نہیں چھڑا سکتا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمیندار چھ ماہ کے بعد اگر اللہ اس کی مدد کرے اور اس کی فصل اچھی ہو تو وہ رقم ادا کر سکتا ہے اور اگر فصل خراب ہے تب سود در سود شروع ہو جاتا ہے ۔ یہاں تک کہ ڈیڑھ لاکھ روپے ہمیں اس ٹریکٹر کیلئے ادا کرنا پڑتا ہے جو کہ 60 هزار روپے میں ملتا ہے ۔ جناب والا اس لئے میں جناب وزیر آبپاشی سے گذارش کروں گا کہ وہ بجلی کے متعلق لکھیں اور جناب وزیر زراعت ٹریکٹروں کیلئے زرعی قرضوں کی بابت کچھ کریں ۔ آپ کے همسایہ ملک میں بغیر سود کے زرعی آلات کیلئے قرضہ دیا جاتا ہے ۔ ہم آج نظریں لگائے بیٹھے ہیں کہ امریکہ سے گندم حاصل کریں ۔ جو گندم ہمیں 120 روپے من کراچی میں پڑے گی وہ یہاں ملوں میں پسوانے کے بعد 140 روپے پر پہنچ جائے گی اور پھر اس پر حکومت subsidy دے گی کہ آٹا مہنگا نہ ہو ، غریب شور نہ مچائیں ، ہم کہتے ہیں کہ جنس کا بھاؤ نہ بڑھائیں ۔ ہمیں ڈیوٹی فری ٹریکٹر منگوانے کی اجازت دیں ، بجلی کے ریٹوں میں کمی کریں اور جس زمین پر عشر لگ چکا ہو وہاں پر دوسرا ٹیکس نہ لگایا جائے کیونکہ دو دو ٹیکس لگے ہوئے ہیں ۔ اس لیے میں آپ سے یہ گذارش کروں گا کہ آپ نے اگر اس وقت ان حالات کو نہ سنبھالا تو آئندہ 25 من گندم کی قیمت خرچ کر کے 20 من گندم پیدا کرنے کے لیے کوئی زمیندار تیار نہ ہوگا اور آپ دنیا میں جھولی پھیلا کر مانگیں گے اور آپ کو اپنا ملک بیچ کر بھی آٹا اور گندم نہیں ملے گا ۔ ملک اس وقت اتنا مقروض ہو چکا ہے کہ ہم

پہلے ہی قرضے نہیں اتار سکتے ہم پچھلے سالوں میں آپ کو ثابت کر چکے ہیں کہ ہم خوراک کے معاملے میں محنت کر کے اپنے ملک کو خود کفیل بنا سکتے ہیں اور ہم نے اسے خود کفیل بنایا ہے لیکن اب اس وقت اخراجات ہماری کمر توڑ چکے ہیں ۔ ہم کس طرح گندم پیدا کر کے دیں ہم ذرائع کہاں سے لائیں ۔ میری یہ گذارشات تو زراعت کے متعلق تھیں ۔

اس کے بعد جناب والا میں تعلیم کے متعلق عرض کروں گا کہ میں نے اسی ایوان میں ایک قرار داد سابقہ اسمبلی میں پیش کی اور ایوب خان صاحب کے دور میں وہ قرار داد منظور کروائی ۔ 30 فیصد کوٹہ دیہاتی آبادیوں کے لیے منظور کروایا جنھوں نے یونین کونسل اور ٹاؤن کمیٹی کی حدود سے میٹرک کیا ہو ، ان بچوں کے لیے 30 فیصد گورنمنٹ کالج میں ، پولی ٹیکنیک کالجوں میں ، میڈیکل کالجوں میں ، انجینئرنگ یونیورسٹی میں سیٹیں مختص کروائیں ۔ ملک اللہ یار خان صاحب اس بات کے گواہ ہیں کہ تین دن تک وزیر تعلیم سے لڑائی کرنے کے بعد نواب آف کالا باغ جو اس وقت گورنر تھے ان کے پاس جا کر میری صلح ہوئی اور میں نے ان کے لیے وہ سیٹیں مخصوص کروائیں ۔ لیکن یحییٰ خان کے دور میں ان کو ختم کر دیا گیا اور گورنمنٹ کالج میں اب صرف 15 فیصد سیٹیں باقی ہیں ۔ ہمیں دوسرے اداروں میں بھی اسی طرح سیٹیں ملنی چاہیں ۔ کیونکہ جب تک دیہاتی تعلیم کا معیار شہری تعلیم کے برابر نہ ہو جائے اس وقت تک صرف دیہاتیوں میں مقابلہ ہونا چاہیے اور تمام ٹیکنیکل اداروں میں پیشہ وارانہ اداروں میں ، میڈیکل کالجوں میں ، انجینئرنگ یونیورسٹی میں اور ہر تعلیمی ادارہ میں اگر ہمیں 70 فیصد کوٹہ نہ دیا گیا تو ہمارے بچوں کا کیا گناہ ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں چپڑاسی اگر ہے تو دیہاتی ، ڈرائیور ہے تو دیہاتی اگر سپاہی ہے تو دیہاتی ، مالی ہے تو دیہاتی جمعدار ہے تو دیہاتی لیکن جناب ایس ۔ پی ۔ ڈی ۔ سی اور ڈاکٹر ۔ انجینئر ہمارے بچے نہیں بن سکتے ۔ کیونکہ ان کو وہ انگریزی نہیں آتی وہ زیادہ سے زیادہ وکالت کریں گے یا پھر فوج میں سپاہی بھرتی ہوں گے جب ہم اس ملک کا دفاع کرتے ہیں ایک اچھا جنرل اگر دیہاتی پیدا کر سکتا ہے ایک اچھا سپاہی پیدا کر سکتا ہے تو کیوں نہ دیہی آبادی کو ان کے حق کے مطابق مراعات دی جائیں ۔ مثال کے طور پر دیہاتی جنرل ، افسران ، وزراء جتنے اچھے

ایڈمنسٹریٹر ثابت ہوئے ہیں اتنا شہر میں بسنے والی 15 فیصد آبادی ہے نہیں ہوئے ۔ اس لیے میں یہ گذارش کروں گا کہ ہمارے حقوق کا خیال کرنا چاہیے ۔ اس کے علاوہ جناب وزیر تعلیم چونکہ تشریف نہیں رکھتے ان کے جو زمیندار ہیں ان سے یہ گذارش کروں گا کہ 1974ء میں میرے قصبۂ بھائی پھیرو میں ایک انٹرمیڈیٹ کالج منظور کیا گیا تھا جو ہائی سکول کے دو کمروں میں آج تک چل رہا ہے اس کا 46 لاکھ روپیہ اس وقت منظور ہوا اس وقت کے 1974ء کے 46 لاکھ آج کے ڈیڑھ کروڑ کے برابر ہے لیکن اب اس کو 33 لاکھ روپیے کر دیا گیا ہے تاہم میں پھر بھی ان کا ممنون ہوں کہ کچھ تو ہوا ۔ اس کے علاوہ جناب والا آپ نوٹ فرما لیجئے 1946ء سے دس ہزار کی آبادی کے موضع بھوئے آصل میں ایک مڈل سکول ہے جس کو آج تک ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا گیا ۔

میں اپیل کرونگا کہ اسکو ہائی سکول کا درجہ دیکر ہم پر احسان فرمائیں پتوکی اور بھائی پھیرو میں طالبات کے لیے انٹرمیڈیٹ کالج قائم کیے جائیں اور میرے علاقوں کی سڑکوں کی حالت بھی بہتر بنائی جائے ۔

جناب والا! ضلع کونسل لاہور اور قصور میں بھی جو نئے اضلاع اسوقت بھی سڑکیں تعمیر ہوئی نہیں ۔ مجھے احساس ہے کہ میں وقت کچھ زیادہ لے گیا ہوں لیکن اپنے بھائیوں سے درخواست کرونگا کہ اگر وہ اجازت بخش دیں تو چند منٹ اور لے لوں ۔

جناب والا ضلع کونسل قصور کی مالی حالت ناگفتہ بہ ہے اور وہ صوبائی حکومت سے قرض لینے پر تلی ہوئی ہے ۔ ان سڑکوں کی مرمت نہیں ہوئی گڑھے پڑ گئے ہیں ۔ اس لیے اگر لھنیک تا کنگن پور لنبے جاگیر تا کوٹ رادھا کشن بھائی پھیرو تا سرائے مغل ۔ ملتان روڈ تا سرائے مغل رائیونڈ تا پھیبہ ۔ کی سڑکیں محکمہ ہائی وے اپنی تحویل میں لے لیے تو آمد و رفت کے ذرائع بحال ہو سکتے ہیں ۔ ورنہ بیل گاڑی ٹرالی اور ٹریکٹر وہاں سے نہیں گزر سکتا ۔ اور ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس اتنا پیسہ نہیں کہ وہ انکی مرمت کروا سکے اسکے علاوہ جناب والا میں یہ گزارش کرونگا کہ ہم نے اس صوبے کو چلانا ہے ۔ یہ ہاؤس ایک بہت بڑی امتحان گاہ ہے اسمیں جو ارکان اسمبلی اور وزراء منتخب ہو کر آئے انکے امتحان نے تک انکے حلقہ انتخاب میں لیکن یہ ایسی امتحان گاہ ہے ۔ کہ جس میں بہت سے فیل ہو کر گئے ۔ میں یہ گزارش کرونگا کہ اگر ہم یہ تہیہ کر لیں کہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں آٹھ دس سال کے بعد جمہوریت عطا فرمائی ہے اور ہم نے اسے انتہائی ذمہ داری اور خلوص سے چلانا ہے تو کوئی ہمارے آڑے نہیں آسکتی جمہوری حقوق کو دیکھتے ہوئے ناگواریوں کو چھوڑ کر ہم میں احساس ذمہ داری پیدا ہونا چاہیئے اپنی تمام تر ذمہ داری کے ساتھ متحد ہو کر اس صوبے کی قسمت کو بدلنے کا فیصلہ اگر کریں تو دنیا کی کوئی طاقت اسمیں رکاوٹ نہیں بن سکتی - اس لئے میں یہ گذارش کرونگا کہ ہمیں متحد ہو کر ایک پالیسی مرتب کرنی چاہیئے - جس سے ہم یہ کہہ سکیں کہ پہلی اسمبلیوں کی بہ نسبت اس اسمبلی میں لکھے پڑھے نوجوانوں نے ایسی مثالیں قائم کی ہیں کہ آنے والی اسمبلی انکی نقل کرنے پر مجبور ہو جائے گی - اس کے علاوہ جناب والا میں یہ گذارش کرونگا کہ ہمیں باہر سے غلہ منگوانے کی ضرورت نہیں ہمیں غلہ منگوانے کی بجائے اپنے وسائل پر بھروسہ کرتے ہوئے Subsidy دینی چاہیئے ان چیزوں میں جن سے گندم پندرہ روپے فی من ہم پیدا کر سکیں - میں ان گذارشات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے آپ نے میرا حق دیا - شکریہ -

جناب سپیکر :- مسز ذکیہ شاہنواز -

محترمہ ذکیہ شاہنواز نیازی :- جناب سپیکر ہمارا اسمبلی میں آنے کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے علاقے کے لوگوں کی تکلیفیں دور کرسکیں - اور انکی جائز ضروریات پوری کر سکیں - تاکہ انکے ساتھ انصاف ہو میرا علاقہ عیسیٰ خیل ہے کہ پنجاب کا سب سے زیادہ backward علاقہ ہے - وہاں نہ تو فصلوں کے لیے پانی کا انتظام ہے نہ وہاں پر کوئی انڈسٹری ہے اور نہ ہی صاف پانی میسر ہے - سکول بہت کم ہیں اور جو ہیں انکی حالت بہت خراب ہے - ایک ہاسپٹل ہے جو کہ دو لاکھ آبادی کے لئے ہے نہ تو اسمیں کوئی لیڈی ڈاکٹر ہے اور نہ پانی کا انتظام - بے روز گاری بہت زیادہ ہے اور جو لوگ شہر میں نوکری کے لیے جاتے ہیں تو زیادہ تر واپس آجاتے ہیں شہر میں بھی

نوکری ملنا بہت مشکل ہے ۔ جب میں بجٹ کو دیکھتی ہوں تو مجھے کافی پریشانی ہوتی ہے کہ اے ڈی۔پی۔ میں جو priorities دی گئی ہیں وہ میرے علاقے کے لئے ناکافی ہیں مثلاً پس ماندہ علاقوں کیلئے دس، کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ اسمیں سے عیسیٰ خیل کو ایک پیسہ بھی نہیں دیا گیا جبکہ عیسیٰ خیل اس صوبے کا سب سے backward ایریا ہے ۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمارے ساتھ بہت ناانصافی ہوئی ہے ۔ اسکو دور کیا جائے ۔ اے۔ ڈی ۔ پی میں ۔ Rural Development کے لیے صرف 51 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے جو اس پروگرام کے مطابق 9 فیصد بنتا ہے اور صحت کے لئے 68 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے جو 12 فیصد بنتا ہے لیکن سب سے بڑا ظلم سوشل ویلفیر کے ساتھ ہوا ہے جس کو صرف ایک کروڑ اور سترہ لاکھ روپے دیئے گئے ہیں جو اس پروگرام کے 1 فیصد کا پانچواں حصہ بنتا ہے یعنی ایک پیسے کا پانچواں حصہ۔ اور اسکو میں جب دیکھتی ہوں تو میں سوچتی ہوں کہ ہمارے علاقے کی بلکہ ہمارے صوبے کی بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کا کیا بنے گا تو یہ جو priorities رکھی گئی ہوں ان میں صاف نظر آتا ہے کہ کتنی ناانصافی ہوئی ہے میں آپ سے عرض کرونگی کہ انکو ٹھیک کیا جائے ۔ باقی جو سب سے اہم مسئلہ چشمہ جہلم لنک کنال کا ہے ۔ اسکے بارے میں یہ کہونگی کہ جلد سے جلد اسکا صحیح حل نکلنا چاہیئے ۔ اور پنجاب کو اپنا حصہ ملنا چاہوئیے اسکے ساتھ ناانصافی نہیں ہونی چاہوئیے ۔ اسکے علاوہ پانی جلد ملے اور دیر سے ملےگا تو اسکا کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ بہت زیادہ نقصان ہوگا ۔ دوسری گذارش مارشل لاء کے بارے میں ہے مارشل لاء جلد سےجلد اٹھنا چاہیئے ۔ کیونکہ اب اسمبلیاں آگئیں ہیں اور اب مارشل لاء کے رہنے کا کوئی جواز نہیں بنتا میں یہ کہونگی کہ پریس کو freedom ملنی چاہئیے ۔ تیسری بات میں یہ کہونگی کہ ہمارے علاقے میں سب سے بڑی water logging problem کی ہے اور ٹیوب ویلز میں سے جو پانی نکلتا ہے وہ بہت خراب ہوتا ہے اور وہ زمین کے لئے ٹھیک نہیں ہوتا اسلئے وہ پانی زمیندار کو نہیں دینا چاہئیے بلکہ اس پانی کو پمپ کر کے سیم نالوں میں ڈالنا چاہئیے ۔ اگر سیم نالوں کی حالت اسقدر خراب ہے کہ وہ پانی نہیں نکال سکتے تو میں کہونگی کہ اس کا صحیح انتظام کیا جائے ۔ باقی ایک اور پوائنٹ ہے عشر اور زکواۃ کمیٹی کے بارے میں ہے کیونکہ میں جب عیسیٰ خیل اور backward areas میں گئی ہوں تو

سب سے زیادہ مسئلہ عشر اور زکواۃ کمیٹیاں جو بنائی گئی ہیں کے متعلق تھا ان کمیٹیوں سے غریب اور یتیم بچوں کو پیسہ نہیں ملتا ۔ ان کمیٹیز کے ممبرز عام طور پر پیسہ خود کھا جاتے ہیں ۔ تو اسکا ضرور انتظام کیا جائے تاکہ ان یتیم بچوں کو یہ پیسہ مل جائے باقی ایک اور مسئلہ خاص طور پر عیسیٰ خیل کے ایک گرلز کالج کا تھا ۔ وہاں ایک انٹرمیڈیٹ کالج ہے نہ تو اسمیں کوئی سائنس کلاسز ہیں ۔ اور نہ ہی اسکی بلڈنگ صحیح ہے ۔ تو بچیاں کیا وہاں پڑھنے کے لئے جائیں گی میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ وہاں پر تو جانور بھی رہنا پسند نہیں کریں گے تو میں یہ آپ سے عرض کرونگی کہ عیسیٰ خیل کی لڑکیوں کے لئے ایک کالج منظور ہو ۔ اسکی بلڈنگ بھی منظور ہو اور اس میں صحیح پڑھنے کا انتظام کیا جائے اور صحیح ٹیچرز ملیں باقی جتنے ہمارے پسماندہ علاقے کے مسئلے ہیں وہ عیسیٰ خیل کے نہیں ہیں کہ وہ سب rural areas کے بھی ہیں ۔ تعلیم صحت اور خاص طور پر پینے کے پانی کا مسئلہ ہے ۔ کیونکہ عیسیٰ خیل اور جتنے بھی پسماندہ علاقے ہیں ان میں سب سے بڑا مسئلہ پینے کے پانی کا ہے اور عورتوں کو پانی کے لئے بہت تکلیف ہوتی ہے ۔ خاص طور پر جب وہ صاف پانی نہیں پیتے تو بچوں کو بہت ساری بیماریاں لگ جاتی ہیں ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہسپتال کا صحیح انتظام اور ڈاکٹروں کے نہ ہونے کی وجہ سے death rate زیادہ ہوتا ہے ۔ تو میں آپ سے کہوں گی کہ مسائل تو بہت زیادہ ہیں اور مجھے بھی پتہ ہے کہ گورنمنٹ کے پاس اتنے فنڈز نہیں ہوتے مگر بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لئے شہری اینڈ دیہاتی علاقوں کو ملنے چاہئیں ۔ کیونکہ شہروں میں تو پہلے ہی بہت سی facilities موجود ہیں ۔ اس کے باوجود اگر تھوڑی دیر کے لئے بجلی چلی جاتی ہے تو یہاں آکر ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں لیکن بھول جاتے ہیں کہ دیہاتوں میں لوگوں کو کتنی تکلیف ہوتی ہے ۔ اب میں اور ٹائم نہیں لوں گی آپ کی بہت بہت مہربانی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ کچھ معزز اراکین نے اپنے ناموں کے ساتھ تاریخ نہیں لکھیں کہ وہ بجٹ پہ کب اظہار خیال فرمانا چاہتے ہیں ۔ اس سلسلہ میں یہ تصور کیا جائے گا کہ جنہوں نے تاریخ کا تعین اپنی چٹ میں نہیں فرمایا وہ 6 تاریخ کو بجٹ پہ بات کرنا چاہتے ہیں دوسری

بات یہ ہے کہ جن معزز اراکین نے اپنی چٹوں پر 2 ۔ 3 یا 4 تاریخ درج کی ہے اس میں تھوڑی بہت تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اس طرح اگر 2 تاریخ کو مقررین کی تعداد کم ہے تو 3 تاریخ کے لئے جنھوں نے تحریر فرمایا ہے ان کو یہاں 2 تاریخ کو اظہار خیال کی دعوت دی جا سکتی ہے۔ اب میں مخدوم زادہ حسن محمود صاحب کو اظہار خیال کی دعوت دیتا ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر میں کل سویرے نہ شروع کروں ؟

جناب سپیکر ۔ آپ نے مجھ سے اصرار کیا تھا کہ آج ہی بات کرنا چاہتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ میرا خیال تھا کہ کل چیف منسٹر صاحب بھی آجائیں گے ۔ پانی کا معاملہ بھی حل ہو کر آ جائے گا ۔ اور کچھ موضوع ایسے ہیں جو ان سے براہ راست تعلق رکھتے ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ آپ کب بولنا چاہتے ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ کل سویرے ۔

جناب سپیکر ۔ لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین صاحب ۔

(قطع کلامی)

ملک غلام شبیر ۔ 30 مئی کے لئے میں نے چٹ دی تھی لیکن ہمیں نمبر نہیں ملا ۔

جناب سپیکر ۔ آج کے مقررین کی فہرست میں آپ کا نام درج ہے ۔

جناب شفقت عباس صاحب ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ جن ممبر صاحبان کی تاریخ مقررہ سے پہلے کچھ وقفہ ملا تو انہیں بھی ٹائم دیا جائے گا اگر وہ اس وقت حاضر نہ ہوں گے تو کیا انہیں مقررہ تاریخ تک ٹائم مل سکے گا یا نہیں ۔

جناب سپیکر ۔ کافی مشکل ہو جائے گا ۔

جناب شفقت عباس صاحب ۔ یہ تو میرے خیال میں زیادتی ہے ۔

جناب سپیکر ۔ صرف آپ کے خیال میں ہے نا

جناب شفقت عباس صاحب ۔ فرض کریں مجھے 4 تاریخ کو کام پڑ گیا ہے میں نے ادھر جانا ہے۔ میں نے 5 تاریخ لکھ کر دی ہے

جناب سپیکر ۔ آپ اگر چھٹی کی درخواست دے دیں گے تو آپ کو اگلی تاریخ کو وقت دیا جا سکتا ہے ۔

میاں محمد اسحاق صاحب ۔ جناب سپیکر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ۔ آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنا چاہتے ہیں ۔

میاں محمد اسحاق ۔ جی ۔

جناب سپیکر ۔ جی فرمائیے

میاں محمد اسحاق ۔ عرض یہ ہے کہ Acts relating to Salaries, Allowances and Privileges of Members کے صفحہ نمبر 2 پر Section 4 میں درج ہے ۔

"4. (1) No Member shall be detained under any provincial law relating to preventive detention or be required to appear in person in any Civil or Revenue Court, or before any Commission or Election Tribunal during a session of the Assembly and for a period of fourteen days before and fourteen days after the session of the Assembly......"

اس کے متعلق گذارش ہے کہ اس Provision کو ہائی کورٹ والے نہیں مانتے ۔ کیا اس میں کوئی تبدیلی ہو چکی ہے یا یہ لاء برقرار ہے ۔ اگر یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اوپر درج کیا گیا ہے تو پھر اس پر اپنی رولنگ دیں ۔

جناب سپیکر ۔ instance quote کیجئے ۔

میاں محمد اسحاق ۔ جناب والا ہماری کل کورٹ میں تاریخ ہے ۔ اس سے پہلے بھی کافی ممبران اس مشکل میں ہیں ۔ 4 اور 6 کو ہم نے ہائی کورٹ میں appear ہونا ہے ۔ کیا ہم اسمبلی سیشن attend کریں یا کورٹ میں جائیں ۔ اس کے متعلق آپ نے رولنگ دینی ہے ۔ اس ضمن میں اس سے پہلے بھی 25 تاریخ کو ہائی کورٹ میں عرض کیا تھا لیکن انہوں نے ہمارا موقف ماننے سے انکار کر دیا ۔ اس پر آپ اپنی واضح ہدایات فرمائیں ۔ اگر ہم نے کورٹ میں حاضری دینی ہے تو پھر ہم وہاں جائیں اور اگر اسمبلی سیشن attend کرنا ہے تو یہاں آئیں ۔

جناب سپیکر ۔ درست ہے ۔ میں اس پہ اپنی رولنگ دوں گا ۔

جناب سپیکر ۔ کرنل صاحب ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد یاسین صاحب ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آج کی general discussion میں وقت فراہم فرمایا ۔ بجٹ کی تقریر میں عام طور پر یہ روایت ہے کہ مقرر حضرات اپنی تقریر کے آغاز میں وزیر خزانہ کو یا تو خراج تحسین پیش کرتے ہیں یا ہدف تنقید بناتے ہیں ۔ میں اس روایت سے ہٹ کر بات کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں ۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ وزارت خزانہ کی عمر طبعی کی مدت اتنی قلیل ہے کہ انہیں زیر بحث میزانیہ کے محاسن اور عیوب کے حوالے سے نہ تو خراج تحسین پیش کیا جا سکتا ہے ۔ نہ ہدف تنقید بنایا جا سکتا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ میں نے زیر بحث میزانیہ کو تین زاویوں سے جانچنے کی کوشش کی ہے ۔ یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ میں نے اپنے طور پر تین معیار مقرر کئے ہیں اور ان معیاروں کے حوالے سے زیر بحث میزانیہ پر تنقیدی تبصرہ کرنے کی جسارت کرتا ہوں ۔

پہلی بات یہ ہے کہ کیا زیر بحث میزانیہ ہمارے نظریاتی مقاصد کے حصول میں ممد و معاون ثابت ہو رہا ہے یا ان سے متصادم ہے جناب سپیکر ۔ جیسا کہ سب حضرات جانتے ہیں ہمارا ملک نظریاتی ملک ہے ۔ اس کا مطالبہ کرنے میں ہمارے پاس سب سے بڑی دلیل یہی تھی کہ ہم ایک علیحدہ قوم ہیں اور ہمارا ایک جدا نظریہ ہے ۔ ہم علیحدہ تہذیب و تمدن کے حامل ہیں ۔ یہی ایک بڑی چیز تھی اور یہی ایک بڑی دلیل تھی جس کی بنا پر یہ ملک حاصل کیا گیا ۔

اگر اس زاویہ سے تنقیدی نظر ڈالی جائے تو یہ افسوس سے کہنا پڑے گا کہ یہ ملک جو ایک نظریاتی ملک ہے اس کے نظریاتی مقاصد کے حصول کیلئے اس میزانیہ میں کچھ نہیں رکھا گیا اور اس کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اور آخر الزمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری امت ہونے کے ناطے سے ہر امتی کا یہ فرض ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کی اپنوں میں تجدید کرے اس کی یاد دھانی کراتا رہے اور اس پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچائے ۔ لیکن اس بجٹ پر اگر ایک تنقیدی نظر ڈالی جائے تو اس مقصد کے حصول کیلئے جو ایک بنیادی مقصد ہے اور مومن کی زندگی کا مقصد حیات بھی ہے ۔ ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں رکھی

گئی اس لحاظ سے یہ بجٹ اگر میں کہوں تو بے جا نہ ہو گا کہ ہمارے نظریاتی مقاصد کے حصول کی بجائے بعض جگہ ان نظریاتی مقاصد سے متصادم نظر آتا ہے ۔ مثال کے طور پر اگر ہم سودی نظام کو دیکھیں تو اس لحاظ سے یہ ہمارے نظریات سے متصادم ہوتا ہے ۔ جناب والا دوسرا اصول یادوسرا زاویہ جس سے میں نے اس بجٹ کو دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ کیا یہ بجٹ علاقائی اور سماجی انصاف کی ضمانت دیتا ہے ۔ میرے اپنے خیال میں کسی بجٹ یا کسی میزانیہ کا طرہ امتیاز تو یہ ہونا چاہئیے کہ وہ بجٹ جس علاقے پر محیط ہے اس کا detailed survey بجٹ ساز انجمنیوں یا بجٹ ساز اداروں کے پاس ہو اور وہ کماحقہ اس بات سے آگاہ ہوں کہ وہ کہاں کتنی اور کس وقت ضرورت ہے جب تک یہ فارمولا ان کے پیش نظر نہیں ہو گا تو ظاہر ہے کہ وہ سماجی اور علاقائی انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرسکتے میں اپنی اس دلیل کی اپنے حلقہ انتخاب کے حوالے سے مزید وضاحت کرنے کی کوشش کروں گا ۔ میرا تعلق راولپنڈی کے حلقہ پی پی 9 سے ہے اور حلقہ پی پی 9 تحصیل کی چار پسماندہ ترین یونین کونسلوں اور تحصیل کہوٹہ کی 9 یونین کونسلوں اور ایک ٹاؤن کمیٹی پر مشتمل ہے ۔ اس تمام علاقے کی آبادی کم و بیش پانچ لاکھ کے قریب ہے اور اس میں بسنے والے اکثر و بیشتر ملازمت پیشہ افراد ہیں کیونکہ پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے وہاں زرعی زمین بہت کم ہے ۔ جناب والا میں اپنے اس حلقہ انتخاب کی چار موٹی موٹی ضرورتوں کے حوالے سے مختصراً گفتگو کرنے کی کوشش کروں گا ۔ سب سے پہلے میں حلقہ پی پی 9 میں ذرائع آمدورفت کو لیجئیے تین سڑکیں جو راولپنڈی سے آزاد پتن راولپنڈی سے کروٹ پتن اور راولپنڈی سے ماہوڑہ پتن کو جاتی ہیں خالصتاً defence point of view سے بنائی گئی تھیں اور یہ سڑکیں ڈیفنس والوں نے بنوائی تھیں ۔ ان میں پبلک کی افادیت والا ماشاءاللہ چند ایک دیہات کے جو ان سڑکوں کے اوپر واقع ہیں قطعاً کوئی نہیں ہے اور اس پورے حلقے میں ایک انچ بھی رابطہ سڑک آج تک نہیں بنائی گئی ۔ اسی طرح دوسری ضرورت تعلیم کی ہے میں بلا مبالغہ یہ کہنے کیلئے تیار ہوں ۔ کہ ہماری تیرہ یونین کونسلوں اور ایک ٹاؤن کمیٹی میں ماسوائے ہمارے ایریا کی ٹاؤن کمیٹی اور چار یونین کونسلوں کے 9 یونین کونسلیں ایسی ہیں جن میں نہ تو بچوں کا کوئی ہائی سکول ہے اور نہ ہی بچیوں کا

طبی سہولتوں کے حوالے سے بھی جناب سپیکر میں آج جو حالت پہلے بیان کر چکا ہوں اس سے بہتر نہیں ہے حالانکہ حکومت نے بار بار اس امر کا اعادہ کیا ہے کہ ہر یونین کونسل کے لیول پر ایک BHU ہو گا لیکن تیرہ تیرہ یونین کونسلوں میں سے صرف چار کے ہاں BHU ہیں اور باقی نو یونین کونسلز میں قطعاً کوئی طبی سہولت موجود نہیں ہے نہ ہی BHU ہیں اور نہ ڈسپنسریاں ۔ بجلی ہم تو سمجھتے ہیں ہمارے لئے ایک عجوبہ ہے اس پورے حلقے میں ماسوائے ایک یونین کونسل منور کے کسی جگہ قطعاً کوئی بجلی کا انتظام نہیں ہے ۔ اور نہ ہی ماضی قریب میں کوئی اس قسم کا پروگرام ہمیں نظر آ رہا ہے ۔ جناب والا میں نے اپنے علاقے کے حوالے سے جو گزارشات پیش کی ہیں اس حوالے سے جب میں نے موجودہ میزانیہ کے ساتھ جو Annual Development Pl n کی کتاب دی گئی ہے ورق گردانی کرنے کی کوشش کی تو مجھے مایوسی کے سوا قطعاً کچھ نہیں ملا ۔ جناب والا اب جس حلقہ انتخاب کی میں بات کر رہا ہوں اسے گزشتہ 37 سال سے کچھ نہیں دیا گیا ۔ اس سال چیف منسٹر صاحب نے جناب چیئرمین پی اینڈ ڈی کو Divisional Level پر ایم پی اے حضرات سے ملاقات کرنے اور ان سے مطالبات لینے کے لئے کہا تھا تو ہمیں تھوڑی سی امید پیدا ہو گئی تھی کہ غالباً ان کی اس ہدایت سے ہمیں تھوڑی سی کوئی امداد مل جائے گی اور اسوقت ہم نے بڑے ذوق و شوق سے اپنے علاقے کے مطالبات انگریزی میں لکھ کر چیئرمین صاحب کے حوالے کئے لیکن جب Annual Development پلان کی ضخیم کتاب کھولی تو اس میں تحصیل کہوٹہ کا کہیں نام بھی نہیں تھا ۔ جناب والا ہم ان محرومیوں اور نا انصافیوں میں نہیں رہنا چاہتے ۔ میں آپ کی وساطت سے اپنی طرف سے اور اپنے حلقہ نیابت کی طرف سے پر زور اپیل کرتا ہوں اس معزز ایوان سے اور چیئرمین پی اینڈ ڈی سے کہ جس طرح باقی علاقوں کو پسماندہ سمجھ کر یہ ان کے لئے special گرانٹ رکھی گئی ہے اس طرح تحصیل کہوٹہ کے لئے بھی special گرانٹ رکھی جائے اس کا باقاعدہ طور پر اعلان کیا جائے اور اسے ریکارڈ میں لایا جائے ۔ جو مطالبات ہم نے چیئرمین پی اینڈ ڈی کو تحریری

طور پر دیئے تھے اور اس کے بعد جناب قائدایوان صاحب کو میں نے ذاتی طور پر لکھ کر دیئے تھے ان کو اے ڈی پی میں شامل کیا جائے اگر ان کے لئے فنڈز کم ہیں تو کم از کم کوئی token allocation ان سکیموں پر دی جائے تاکہ اگلے سال ہمیں پھر یہ سننا نہ پڑے کہ ہم نے تو on going schemes کے لئے فنڈز مہیا کیئے ہیں نئی سکیموں کے لئے فنڈز ہمارے پاس نہیں ہیں - تو یہ دلیل اور جواز ہم پچھلے 37 سال سے سنتے رہے ہیں اور اب یہ اڑتیسواں (38) سال ہے - اگلے سال اگر ہمیں یہ سننا پڑ گیا تو پھر ہمارا یہاں پر بیٹھنا اور علاقے کی نمائندگی کرنا میرے خیال میں بے سود ثابت ہوگا - کہوٹہ اور مری اتنے پس ماندہ علاقے ہیں کہ جب تک کوئی اسپیشل آرگنائزیشن ان کی پس ماندگی کو دور کرنے کے لئے نہ بنائی جائے ان کی پس ماندگی دور نہیں ہو سکتی - کسی زمانے میں مری کہوٹہ کیلئے ایک Develomen Organization MKDA بنائی گئی تھی جسے نامعلوم وجوہات کی بناء پر suspend کر دیا گیا میرا یہ پر زور مطالبہ ہے کہ MKDA کو دوبارہ بحال کر دیا جائے اور special funds عنایت کئے جائیں تاکہ یہ پس ماندہ علاقہ جو صدیوں سے اندھیروں میں ڈوبا ہوا ہے یہاں بھی کوئی روشنی اور تہذیب کی کرن پہنچ سکے - جناب والا میں قائد ایوان سے جو اتفاق سے آج یہاں تشریف نہیں رکھتے اپنے مطالبات کی یقین دہانی ابھی اور اسی اجلاس میں چاہتا ہوں -

جناب والا چوتھا اصول جس پر میں نے اس میزانیہ کو پرکھنے کی کوشش کی ہے - وہ ہے وسائل کا استعمال اور اقتصادی پالیسی کی بنیاد - جتنی میں نے میزانیہ کے ضخیم کتابوں کی ورق گردانی کی ہے اس سے مجھے یہ تاثر ملا ہے کہ بہت سا data کسی کمپیوٹر میں feed کر دیا گیا ہے اور اس طرح مختلف رقوم کو مختلف مدات میں Adjust کیا گیا ہے - اس میں انسانی ذہن کی کاوش کا کہیں شائبہ نظر نہیں آتا اور جب کام مشینوں سے لیا جائے تو مشینیں چونکہ احساس مروت سے خالی ہوتی ہیں اس لیے مروت کا عنصر بھی میزانیہ سے غائب ہے -

اسی طرح ہماری اقتصادی پالیسی کی بنیاد ایسی ہونی چاہیے تھی جو ہمیں خود اعتمادی اور خود کفالت کی طرف لے جاتی لیکن بدقسمتی سے ہماری اقتصادی پالیسی کی بنیاد ہی شروع سے ہی بیرونی قرضوں پر رکھی

گئی - اور بیرونی قرضے اتنے بڑھتے گئے اور اس جال میں ہمیں جکڑتے چلے گئے کہ اس سے اب نکلنا مشکل بلکہ ناممکن نظر آتا ہے -

جناب والا میں ان معروضات کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے ایک شعر آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ :

جمع ہیں احباب ہم حال دل کہہ لیں
پھر اعتماد دل دوستاں رہے نہ رہے

جناب سپیکر — غلام سرور خان - راولپنڈی

جناب غلام سرور خان -

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں جناب سپیکر کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے 1985-86ء کے بجٹ پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع فراہم کیا - میں رسمی طور پر جناب وزیر خزانہ یا وزیر اعلی پنجاب کا شکریہ بھی ادا نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی انہیں اس بجٹ کے پیش کرنے پر مبارک باد دینا چاہتا ہوں - اور نہ ہی ان پر کوئی تنقید کرنا چاہتا ہوں - کیونکہ یہ گورنمنٹ یہ حکومت اپنی کم عمری کی وجہ سے یہ بجٹ خود نہ تیار کر سکی ہے - بلکہ یہ بجٹ ہماری سابقہ مارشل لاء گورنمنٹ نے اور ہماری بیورو کریسی نے تیار کیا ہے - ہمارے محترم وزیر خزانہ کو صرف یہ بجٹ پڑھنے کی سعادت ہی نصیب ہو سکی ہے - میں تو یہاں تک کہنے کی جسارت کروں گا کہ اس بجٹ کو ہمارے سامنے نہیں پیش کیا گیا بلکہ ہمیں اس بجٹ کے سامنے پیش کیا گیا ہے -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر جہاں تک سالانہ ترقیاتی پروگرام کا تعلق ہے ابھی میرے محترم کرنل صاحب اس کے بارے میں کافی وضاحت فرما چکے ہیں اس سلسلے میں میں اتنی گزارش کروں گا کہ ہمارے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں زیادہ رقم محکمہ تعلیم کے لئے رکھی گئی ہے - ہم نے سنا تھا گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ ہر یونین کونسل میں ایک گرلز ہائی سکول اور ایک بوائز ہائی سکول کا اجرا کیا جائے گا - لیکن بدقسمتی ہے جس حلقہ سے میرا تعلق ہے اس حلقہ کے پورے مرکز میں جو کہ سات یونین کونسلوں پر مشتمل ہے لڑکیوں اور لڑکوں کا کوئی ہائی سکول نہیں ہے - میں اس سلسلہ میں اپنی وزارت تعلیم سے یہی گزارش کروں

کہ ترجیحی بنیادوں پر حکومت کی اپنی پالیسی کے مطابق ہر یونین کونسل میں ایک گرلز ہائی سکول اور ایک بوائز ہائی سکول کا اجرا کرے۔ اس کے ساتھ ہی وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا کہ مڈل سکولوں کی عمارات اور ہائی سکولوں کی عمارات کی مرمت کے لیے صوبائی گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اس کی مرمت کیا کرے گی آپ کی وساطت سے محکمہ تعلیم سے گزارش ہے کہ تعلیمی لحاظ سے اس قدر پسماندگی ہے کہ میرے پورے حلقہ میں کوئی کالج نہیں ہے۔ ٹیکسلا شہر کی آبادی تقریباً 70 ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور باقی حلقہ آبادی ڈیڑھ لاکھ ووٹروں پر مشتمل ہے اس پورے علاقہ میں نہ تو کوئی لڑکیوں کا کالج ہے اور نہ ہی کوئی لڑکوں کا کالج ہے۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے میں نے سنا ہے کہ گورنمنٹ نے چھٹے پانچ سالہ پروگرام میں نئے کالجوں کے اجرا پر پابندی عائد کر دی ہے۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ اس پابندی کو ختم کیا جائے اور تعلیمی لحاظ سے میں پسماندہ علاقوں میں فوری طور پر کالج کھولے جائیں یا جن یونین کونسلوں یا مرکزوں میں کوئی ہائی سکول یا مڈل سکول نہیں ہے وہاں سکول کھولے جائیں۔ میں مثال کے طور پر آپ کو بتا سکتا ہوں کہ میری اپنی مقامی یونین کونسل میں کوئی مڈل سکول نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ اپنی تعلیمی پالیسی کو فوری طور پر revise کریں اور جن یونین کونسلوں میں کوئی ہائی سکول نہیں ہے یا جس ایریا میں کوئی کالج نہیں ہے وہاں عائد کردہ پابندی ختم کر کے ان کا فوری اجراء کیا جائے۔

جناب والا اس بجٹ میں جناب وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ ہم مرکز لیول پر ایک ایک ماڈل ہائی سکول کھولیں گے جہاں ایف اے اور ایف ایس سی کی کلاسوں کا اجرا ہو گا۔ اس لئے میں جناب سے گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ میرے پورے حلقہ نیابت میں کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔ اس ماڈل سکول کی نعمت سے ہم مستفید نہ ہو سکیں گے۔ جناب سے گزارش ہے کہ میرے حلقہ میں ترجیحی بنیادوں پر فوری طور پر ہائی سکول کا اجرا کیا جائے۔

اس کے بعد میں بجٹ کی دوسری بڑی مد یعنی محکمہ زراعت کی بابت گزارش کرنی چاہوں گا ۔ محکمہ زراعت نے بارانی ایریا کی ڈویلپمنٹ کیلئے ایک ارب اور 10 کروڑ روپے رکھے ہیں اور غالباً اس ایک ارب اور 10 کروڑ میں سے کچھ روپے بارانی ایریا کی ترقی کے لئے small Dams اور منی ڈیم بنانے پر خرچ کئے جائیں گے ۔ اس کے لئے میں جناب کی وساطت سے محکمہ زراعت سے گزارش کرتا ہوں کہ محکمہ زراعت سمال ڈیم بنانے پر کروڑوں اربوں روپیہ خرچ کر چکا ہے مگر وہ سمال ڈیم ہمارے مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں کر سکے میں اس کی ایک واضح مثال اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنی چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ خانپور کے مقام پر دریائے ہرو پر خانپور ڈیم تعمیر کیا گیا ہے ۔ جس پر میرے خیال میں کروڑوں نہیں اربوں روپیہ خرچ کیا گیا میرا ایریا تقریباً 86 دیہات پر مشتمل ہے اس سے پہلے دریائے ہرو سے ایک پنج گھنٹہ سسٹم پر آباد ہوا کرتا تھا ۔ یہ 86 کے 86 دیہات کا ایریا باغات پر مشتمل تھا لیکن small dam والوں نے ڈیم بنا کر اور اپنی ناقص پلاننگ سے جو انہوں نے نہروں کے بارے میں کی پورے آباد ایریا کو غیر آباد کر دیا ہے محکمہ کینال کی اپنی بنائی ہوئی نہروں کی پلاننگ بھی اس حد تک خراب ہے کہ وہ نہری زمین سے دو دو تین تین فٹ نیچی ہیں اور پانی لفٹ پمپ کے ذریعہ اپ لفٹ ہوکر زمینوں کو سیراب کر سکتا ہے ۔ اس کے لئے میں نے سابقہ حکومت میں اللہ یارخان صاحب سے گزارش کی تھی اور محکمہ زراعت کے وزیر کو بھی موقع پر لے کر گیا تھا لیکن پھر بھی اس میں کوئی پیش رفت نہ ہو سکی میری جناب سے یہ گزارش ہے کہ اس سال بھی جو فنڈ small dam بنانے کے لئے رکھے گئے ہیں وہ فنڈ بجائے سمال ڈیم کے ان ایریا میں جہاں میٹھے پانی کا وافر ذخیرہ موجود ہو ٹیوب ویل کی تنصیب کے لئے رکھے جائیں تو میرے خیال میں زیادہ بہتر ہو گا ۔

جناب والا ۔ small dam کے بارے میں میں بات کر رہا تھا ۔ بجٹ میں دئیے گئے اعدادو شمار کے مطابق میں ایک حلقہ میں small dam کے لئے site select کی جا رہی ہے ۔ جس کے سروے کے لئے 30 لاکھ روپے کی allocation رکھی گئی ہے ۔ اس کے لئے میں گزارش کروں گا کہ یہ 30 لاکھ روپیہ dam کے survey پر ضائع نہ کیا جائے بلکہ وہاں

Survey کر کے زیر زمین پانی جہاں ہو وہاں Tubewell کی تنصیب کے لئے یہ روپیہ مختص کیا جائے

اس کے علاوہ میں دیہاتوں میں بجلی کی ترسیل کے بارے میں عرض کروں گا وزیر آبپاشی و بجلی یہاں تشریف رکھتے ہوں گے ان سے گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے ڈسٹرکٹ راولپنڈی میں بجلی کی تنصیب کے لئے مختلف فارمولے چل رہے ہیں - جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے کہوٹہ تحصیل میں 11 کے وی لائن سے جو فاصلہ لیا جاتا ہے وہ تقریباً ڈیڑھ میل ہے اور گوجر خان تحصیل کے لئے وہی فاصلہ ایک میل ہے - جبکہ ہماری پنڈی تحصیل کے لئے وہ فاصلہ نصف میل رکھا گیا ہے - میں جناب سپیکر کی وساطت سے اپنے ان وزرا صاحبان کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں یہ فاصلہ جس طرح کہ ایک میل تحصیل گوجر خان کا رکھا گیا ہے پنڈی تحصیل کے لئے بھی بجلی کی تنصیب کے لئے یہ فاصلہ بڑھایا جائے اور ایک میل کیا جائے - انہی گزارشات کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں -

جناب سپیکر - غلام شبیر جوئیہ صاحب -

جناب غلام شبیر جوئیہ - جناب سپیکر، 30 تاریخ کی چٹ پر مجھے آج بولنے کا موقع دیا گیا ہے - میں آپ کا شکر گزار ہوں - میں عرض کروں گا کہ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی میں مارشل لاء کو ختم کرنے کے لئے بڑا احتجاج کیا جا رہا ہے - زندہ قوم کے لئے یہ کافی حد تک صحیح ہے - مارشل لاء جس قوم پر نازل ہو - اس میں اس قوم کو کمزور کیا جاتا ہے - لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ اس سے پہلے پینتیس چھتیس سال میں دو تین دفعہ ہمارے ملک میں مارشل لاء لگ چکا ہے - تو کیا وجہ ہے کہ وہی ملک ہے - وہی قوم ہے پھر بھی ہم پر بار بار کیوں مارشل لاء لگتا ہے - ساڑھے سات یا آٹھ سال کے بعد یہ اسمبلیاں وجود میں آئی ہیں - ہمیں چاہئیے کہ ہم اپنا ایک ایسا اصول بنائیں اور ہم اس کے لئے تیار ہوں کہ ملک میں دوبارہ مارشل لاء نہ آئے اور ہم اس کو نہ دیکھنے پائیں - دوسرے میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ہمارا ملک اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا - لیکن میں دینی ملوٹوں پر تنقید کروں گا کہ انہوں نے اسلام کا بھٹہ بٹھا دیا ہے - ہمارے آپس میں جگہ جگہ دینی اختلافات ہیں - ایک چک میں - ایک گاؤں میں

دو گھر ہیں تو ایک کہتا ہے - الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ - اور دوسرا کچھ کہتا ہے - اس میں میں اصلاح چاہتا ہوں - ہمارے ملک کے دینی مدرسوں میں اصلاح بہت ضروری ہے - خاص طور پر ان پڑھ اور نیم حکیم علماء نے تفرقہ بازی سے اس ملک کا ستیاناس کر دیا ہے - اچھے عالم دین ہونے چاہئیں جو دین کی تعلیم صحیح خطوط پر دیں تاکہ لوگوں کے دینی اختلافات میں کمی ہو - خاص طور پر دو ٹولے ہیں ایک دینی اور دوسرا مفاد پرست سیاسی لوگ - انہی کی وجہ سے ہمارے ملک میں بار بار مارشل لاء آ رہا ہے - اس کے لئے ہم سارے بھائی جو اس وقت منتخب ہوئے ہیں - یہ سوچیں کہ ہم اس ملک کی خدمت صحیح طریقے سے کریں گے اور ناجائز پیسہ نہیں کمائیں گے - اپنے لئے کچھ نہیں کریں گے - سب کچھ اسی ملک کے لئے کریں گے - تو انشاء اللہ - نہ مارشل لاء آئے گا - بلکہ ہمارے ملک میں ترقی بھی ہوگی اور اسلام کی سربلندی بھی ہوگی - دوسرے ہمارے پروگرام میں یہ پانی کا مسئلہ بہت زیادہ اہمیت اختیار کر رہا ہے - اس پر میں عرض کروں گا - چشمہ لنک کینال ہمارے علاقے سے گزرتی ہے - بلکہ اس علاقے میں ہمارا وہ ایک حصہ ہے - اس میں لاکھوں ایکڑ زمینیں لوگوں کی برباد ہوگئی ہیں اور لوگ گھر سے بے گھر ہو کر کہیں کے کہیں چلے گئے ہیں - نہر کی 360 کرم کی چوڑائی پر اس نے زرعی زمین کو چیر کر 65 میل تک رقبہ برباد کیا ہے - اس مقصد کے لئے جو پالیسی بھی بنائی گئی تھی - میرے خیال میں وہ سوچ سمجھ کر بنائی گئی ہوگی اور اس میں یہ فیصلہ ضرور کیا گیا ہوگا کہ یہ نہر پنجاب کے فلاں حصے کو پانی دے گی اور سندھ کا پانی اتنا ہوگا - یہ نہیں کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی کم عقلی کی سوچ ہے - اور جو اس وقت فیصلہ کیا گیا وہ بھی اتنا بچگانہ ہے کہ یک لخت ایک نہر کو بند کیا گیا ہے اور پنجاب کے زرعی مقاصد کافی مجروح ہوئے ہیں - اس سے سندھ اور پنجاب کے عوام کی رنجش آپس میں بڑھ رہی ہے - میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں فیصلہ جلد از جلد ہونا چاہئے - اسی طور پر میں عرض کروں گا کہ تھل کینال ہمارے کالا باغ سے نکلتی ہے - اس کا پانی تین کسر اٹھارہ per thousand ایکڑ کے لئے مقرر کیا گیا ہے - باقی پنجاب میں چار کیوسک سے زیادہ نہیں ہے - سندھ میں اس وقت جو پانی ہے وہ دس کسر per thousand ایکڑ اور بارہ کسر per thousand ایکڑ ہے - وہاں اس قدر دلدل ہو اتنا کلر ہے - زمینیں اتنی خراب ہو رہی ہیں اور

اتنا وافر پانی ہے کہ رات کو زمیندار فصل کو پانی بالکل نہیں لگاتے ۔ تمام پہلوؤں کو دیکھ کر فیصلہ کیا جائے ۔ کم از کم پانی کا مسئلہ بہت زیادہ اہم ہے ۔ اس کو حل کیا جائے ۔ دوسرا مسئلہ ہمارا زراعت سے منسلکہ پیشہ کا ہے ۔ اس وقت پاکستان میں زراعت پیشہ آبادی ستر پچھتر فی صد ہے ۔ ان کی حالت کو آپ اس طرح سے پہچان سکتے ہیں کہ جو زراعت پیشہ اس وقت الیکشن لڑکے آئے ہیں ، میں یہ ضرور کہوں گا کہ انہوں نے کم از کم دس بیس ایکڑ زمین فروخت کی ہو گی اور پھر ہم نے الیکشن لڑا ہے جتنے زمیندار ہیں ، انہیں آپ دیکھیں ۔ سال چھ مہینے بعد وہ جیلوں میں ہوتے ہیں معاملہ وہ نہیں دے سکتے ۔ یا کواپریٹو سوسائٹی یا بنکوں کے مقروض ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک شخص جو ریڑھی پر سامان لگا کر فروخت کرتا ہے ۔ اس سے بھی راعت پیشہ شخص کی آمدن کم ہے ۔ کم از کم اس پر نظر ثانی کی جائے آبادی کا ستر فی صد زراعت کے پیشہ سے منسلک ہے جو ملک میں گندم اور خوراک پیدا کرتا ہے ۔ کم از کم ان لوگوں کا تحفظ کیا جائے ۔ زمیندار خاص طور پر پڑھنے لکھنے میں کچھ کمزور رہتے ہیں ، کیونکہ وہ ملک کے لیے خوراک پیدا کرتے ہیں ۔ پڑھائی میں ان کا حصہ بہت کم ہے ۔ ان لوگوں کی آمدنی بھی دن بہ دن کم ہو رہی ہے ۔ پھر کھادوں ، اور تیل ڈیزل کی مہنگائی اتنی ہو گئی ہے کہ زمیندار ٹریکٹر نہیں چلا سکتے ۔ ڈیزل مہنگا ہوتا ہے تو بسوں کے مالکان اور دیگر لوگ اپنی ہر روز کی آمدن بڑھا لیتے ہیں ۔ وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا اتنا ریٹ بڑھ گیا ہے وہ پرچی (ٹکٹ) زیادہ کاٹ دیتے ہیں ۔ لیکن زمیندار کا وہی حساب رہتا ہے۔ پھر بجلی والوں نے دس فی صد ٹیکس بڑھایا ہے ۔ ایک تو ہمارے ملک میں پانی کی کمی ہے دوسرے بجلی کا ٹیکس لگا کر زمینداروں کو اور مجروح کیا گیا ہے ۔ میں تو یہ کہوں گا کہ تیل اور ڈیزل سے پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے لوگ ٹیوب ویل لگا کر اپنی آب پاشی کرتے ۔ لیکن یہ دو چیزیں ہمارے پانی کی تھیں ۔ انہوں نے ٹیکس لگا کر الٹا ہماری آب پاشی میں رکاوٹ پیدا کی ہے ۔ باقی زراعت کے متعلق میں دو تین تجاویز عرض کرتا ہوں ۔ فیصل آباد بیج پیدا کرنے والا علاقہ ہے ہمارے علاقے میں جہاں تھل ہے وہاں چار پانچ ہی ضلعے ہیں ۔ اس کے لئے زرعی تحقیقاتی بیج کی طرح تھل زرعی انسٹی ٹیوٹ

قائم کیا جائے تو وہاں کے بیج ہمارے علاقے میں مفید ہوں گے۔ کیونکہ وہاں کا بیج ہمارے علاقے کیلئے اتنا مفید نہیں ہے۔ دوسرے ہر یونین کونسل میں کم از کم دس پلاٹ کاشت کیے جائیں تاکہ کاشتکاری لوگ ٹیکنیکل طریقے کو یا جدید کاشت کو دیکھ کر اس کے مطابق اپنی کاشتکاری کر سکیں۔ جنگلات کے متعلق میں عرض کروں گا کہ میرے علاقے میں 27 ہزار ایکڑ پر جنگلات ہیں جنگلات کا اس وقت وہاں کا نفع نقصان کا حساب دیکھا جائے تو اس میں نقصان ہے میں عرض کروں گا کہ ستائیس ہزار ایکڑ زرعی زمین ساڑھے بارہ ہزار ایکڑ کے حساب سے کاشت کے لیے دی جائے۔ جس طرح گھوڑی پال یا بھینس پال مربعے ہوئے تھے وہ گورنمنٹ کو بغیر کسی اجرت کے آٹھ سو درخت کاٹ کے دیں گے اور کوئی گھر بھی کم از کم وہاں گزارہ کر سکے گا۔ دوسرے چار پانچ سال سے گورنمنٹ نے کھاد کا سات پیسے اور نو پیسے منافع (premium) دیا ہوا ہے۔ لیکن آج تک وہ ہمیں premium نہیں ملا۔ سندھ حکومت نے 20 اگست کو زمینداروں کے جتنے واجبات تھے دے دیئے ہیں۔ ہمارا پنجاب کا کروڑوں کے حساب سے بنتا ہے وہ آج تک ہمیں premium نہیں ملا۔ جو سندھ حکومت نے دیا ہے اس کا ثبوت میرے پاس ہے۔ یہ میرے پاس فیصلہ موجود ہے زمینداروں کے کئی کروڑ روپے بنتے تھے وہ انہوں نے دیے ہیں۔ لیکن پنجاب کا حصہ آج تک نہیں دیا گیا۔ گزارشات تو میری کافی تھیں۔ مہربانی کریں اور کچھ وقت مزید عنایت کر دیں۔

جناب سپیکر — یار زندہ صحبت باقی۔

ملک غلام شبیر — اچھا جی۔ ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:

Mr. Allah Yar Chishti has requested that he may be allowed to speak on the budget on 8th June. I am sorry, 8th June is fixed for private member's business.

مخدوم زادہ سید محمد احسن شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ انہیں 7-2-85 کو تقریر کرنے کا موقع دیا جائے 7-2-85 کو آپ کی تقریر نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ تاریخ غلط ہے۔

مجھے سیٹ کی تبدیلی کی درخواست موصول ہوئی ہے محترمہ شاہین عتیق الرحمان صاحبہ کی طرف سے سیٹ کی تبدیلی کی اجازت دیتا ہوں لیکن اس شرط پے مانتا ہوں کہ محترمہ آئندہ اپنی سیٹ کی تبدیلی کے لیے نہیں کہیں گی۔ محترم احمد حسن بلوچ صاحب۔

جناب احمد خان بلوچ بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔ جیسا کہ جناب وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں کہا ہے یہ بجٹ مبارک مہینے میں پیش ہو رہا ہے میں یہ بھی دعا کروں گا خدا کرے مبارک مہینے میں پیش ہونے والا بجٹ قوم کی خوشحالی اور ترقی کے لیے بھی مبارک ثابت ہو۔ میرا تعلق ملتان سے ہے یہ وہ ضلع ہے جہاں پانی نہیں ہے ۔ آج میں یہاں سڑکوں ہسپتالوں اور سکولوں کی بات کرنے سے پہلے پانی کی بات کروں گا ہم سکول سڑکوں اور ہر چیز کے بارہ میں بعد میں سوچیں گے اگر ہمارے پاس پانی نہیں ہے اگر ہمارے مویشی مر رہے ہیں اگر ہمارے پینے کے لیے پانی نہیں ہے تو اگر آج میں یہاں کھڑا ہو کر صرف اس بجٹ پر سکول اور سڑکوں کی بات کروں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں اپنے علاقے کے لوگوں کے ساتھ زیادتی کروں گا پانی کے مسئلے کے متعلق آپ ذرا سوچیں جہاں پانی پینے کا نہیں ہے چولستان میں 12 لاکھ مویشی مر رہے ہیں جہاں 6 لاکھ کی تعداد بھیڑ بکریوں کی ہے چھ لاکھ دوسرے مویشیوں کی ہے وہ پانی کے بغیر مر رہے ہیں نیچے زمین کا پانی کڑوا ہے ۔ پینے کے لئے ان کے پاس پانی نہیں ہے یا تو وہ کئی کئی میلوں سے اپنے سروں پر پینے کا پانی لے کر آتے ہیں ۔ یا وہ نقل مکانی کرنے کے لئے مجبور ہو گئے ہیں تحصیل شجاع آباد اور لودھراں کو اگر زیر بحث لائیں تو انکا نیچے کا پانی کڑوا ہے اور پینے کے قابل نہیں ہے ۔ وہ لوگ نقل مکانی کر کے دوسری جگہوں پر جا رہے ہیں ۔ جناب والا آج سب سے پہلے میں یہ کہونگا کہ ان دنوں اہم ترین مسئلہ پانی کا ہے پانی کے لئے کس کو نہ روکا جائے ۔ اسے اس پر بولنے دیا جائے ۔ چونکہ جہاں پینے کے لئے بھی پانی نہیں آپ وہاں کے لوگوں کی کسمپرسی کا تصور کریں ۔ پینے کے لئے پانی نہیں ہے کاشت کرنے کی بات دور کی ہے ۔ ان لوگوں کا کیا کوا حشر ہو رہا ہے ۔ میں سب سے پہلے گذارش کرونگا کہ اس مسئلے کو صوبائی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے ۔ بلکہ قومی نظریہ سے دیکھنا چاہئے یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ چشمہ لنک سے صوبہ پنجاب کو پانی نہیں ملنا چاہئے ۔ یا اسے ملنا چاہئے بلکہ پاکستان لیول پر سوچنا چاہئے ہمارے وزیراعظم جونیجو صاحب کو اس میں سب سے زیادہ دلچسپی لینا چاہئے ۔ اور یہ سوچنا چاہئے کہ وہ غریب لوگ پانی کے بغیر نقل مکانی کر رہے ہیں۔ اور انکے مویشی مر رہے ہیں اس کے ساتھ ملکی معیشت کو کتنا نقصان پہنچ رہا ہے جہاں سندھ کے لئے پانی دیا جا رہا ہے ۔ میرے خیال میں وہ پانچواں حصہ روئی کا

پیدا کرتے ہیں۔ اگر یہاں تقریباً 50 لاکھ گانٹھ ہے تو وہاں 12 لاکھ گانٹھ پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہاں 40 لاکھ ہے تو وہاں 10 لاکھ پیدا ہوتی ہے اگر یہاں پر 50 لاکھ گانٹھ روئی پیدا نہ ہوتی تو آپ یہ سوچیں کہ ملکی معیشت کو کتنا نقصان ہو گا۔ اسلئے پانی کے معاملے پر یہ نہیں کہنا چاہئیے کہ یہ آج نہیں کل ہو جائیگا۔ کل نہیں پرسوں ہو جائیگا اس معاملہ کو سب سے زیادہ اہم سمجھ کر ہنگامی بنیادوں پر حل کرنا چاہئیے ورنہ آج میں اس ہاوس میں اعلانیہ کہتا ہوں کہ کچھ دنوں کے بعد اس علاقے کو آپ کو آفت زدہ قرار دینا پڑیگا۔ اس کو قحط زدہ علاقہ قرار دینا پڑیگا۔ یا پھر اس تمام بجٹ کو وہاں خرچ کرنا پڑیگا۔ تب بھی آپ پانی کی کمی کو پورا نہیں کر سکیں گے۔ اس کے بعد میں اسی پانی کے ذریعے زراعت کے معاملہ پر بحث کرونگا لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ جب پانی نہیں ہے تو میں زراعت پر بحث کیوں کروں۔ جناب والا زراعت کے لئے بہت کچھ کہا گیا ہے۔ اور کافی بجٹ بھی رکھا گیا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ جہاں ششماہی نہریں ہیں۔ اگر ان نہروں کے ساتھ ساتھ بجلی کی لائن گزار دی جائے تو وہ کمی جو خریف اور ربیع میں ہوتی ہے اس بجلی کی لائن سے پوری ہو سکتی ہے۔ اسکے لئے میں کہونگا کہ کھالوں کی مرمت کے لئے 21 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے اور یہ رقم وفاقی حکومت نے ویلیج سکیم کے تحت 1500 دیہاتوں کے لئے بھیجی ہے۔ اور ہمارے صوبائی بجٹ میں بھی تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے جبکہ دیہات کے لوگ اب بھی بجلی کے بغیر گذارہ کر رہے ہیں۔ اندھیرے میں بھی گزارہ کر رہے ہیں۔ پنکھوں کے بغیر بھی وہ سو سکتے ہیں ایر کنڈیشنرز کے بغیر بھی سو سکتے ہیں مگر وہ پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے اگر اس پیسے کو جو تقریباً 23 کروڑ بنتا ہے ششماہی نہروں کے ساتھ ساتھ جن کا پانی قدرتی طور پر میٹھا ہوتا ہے اگر ان نہروں کے ساتھ ساتھ بجلی کی لائن لگانے میں خرچ کیا جائے اور وہاں ٹیوب ویل لگائے جائیں تو ان علاقوں میں کڑوے پانی کا مسئلہ بھی حل ہو جائیگا۔ اور ان لوگوں کو۔ ان غریب کاشتکاروں اور ان کسانوں کو جو ٹیوب ویل نہیں لگا سکتے یا 40 روپے فی گھنٹہ پر پانی خرید نہیں سکتے اس بجلی کی لائن گذارنے کے بعد ہر موگے پر حکومت کی طرف سے ایک ٹیوب ویل نصب کر دیا جائے تو یہ پانی کا مسئلہ حل ہو جائیگا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے فصلیں

خریف کے علاوہ فصل ربیع کو بھی فائدہ پہنچے گا آج ہمیں امریکہ سے جو گندم منگوانی پڑتی ہے وہ نہیں منگوانی پڑیگی بلکہ ہمارا ملک خود کفیل ہو جائیگا۔ تعلیم کے معاملہ میں صرف یہ کہونگا کہ ہمارے بجٹ میں تعلیم کو بہت اہمیت حاصل ہے ۔ اور اسے کافی رقم دی گئی ہے میری صرف یہ تجویز ہے کہ جو رقوم پرائمری سکولوں پر خرچ کی جا رہی ہیں وہ کافی ہیں لیکن میں اس میں تھوڑی سی تبدیلی چاہتا ہوں اور میں مکتب سکول جو تقریباً 1350 ہیں وہ کھولے جا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں ان سے کوئی فائدہ نہ ہوگا ۔ مکتب سکول سکیم پہلے ہی بہاولپور میں ناکام ہو چکی ہے ۔ مساجد میں سکول کھولے گئے ہیں جہاں جگہ نہیں ہوتی عمارت نہیں ہوتی اسی مسجد میں قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے انہوں نے اب یہ کیا ہے کہ وہاں سکول بھی کھول دئے جائیں مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اسکی انکو ضرورت کیوں محسوس ہوئی ہے جب وہاں کے دیہات والے رقبہ دینے کو تیار ہیں عمارت دینے کو تیار ہیں یہ مسجد میں سکول کیوں کھولے جا رہے ہیں یہ تو اس وقت ہوتا جب انکو عمارت نہ ملتی ہو زمین نہ ملتی ہو جبکہ دیہات والے اسکے لئے رقبہ بھی دینے کو تیار ہیں عمارت بھی خود بنا کر دینے کو تیار ہیں۔ ان حالات میں مکتب سکیم کو کھولنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ یہ تین کلاسوں کا سکول ہوتا ہے اگر اسکی بجائے یہ شرط عائد کر دی جائے جو سکول کے لئے زمین اور عمارت دیتے ہیں وہاں پرائمری سکول کھولا جائے ۔ اس سے زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے ۔ اگر یہ 13 سو کی بجائے 7 سو پرائمری سکول کھول دئے جائیں تو وہ زیادہ فائدہ مند ثابت ہونگے ۔ اگر آپ یہ آج نہیں کریں گے تو میں اعلانیہ کہہ رہا ہوں آئندہ سال یا اس سے اگلے سال آپکو تسلیم کرنا پڑیگا ۔ کہ یہ مکتب سکیم یا مسجد سکیم ناکام ہو چکی ہے ۔ اسکی بجائے وہی پرائمری سکول کا سسٹم ہونا چاہئے ۔ دوسری ماڈل سکول کی بات کی گئی ہے ہمیں یہ نہیں پتہ کہ ماڈل سکول سے کیا مراد ہے کیا ماڈل سکول کا مطلب یہ ہے کہ عالیشان عمارت بنا دی جائیگی اور ہر لحاظ سے وہ عمارت ٹھیک ٹھاک ہو گی لیکن خوبصورت عمارت سے تعلیم کی پوزیشن بہتر نہیں بن سکتی ۔ بلکہ میں چاہوں گا کہ اساتذہ کے جو مسائل ہیں وہ حل کئے جائیں ۔ اساتذہ کے مسائل حل نہ کئے گئے تو ماڈل سکول چاہے کئی کئی منزلوں والے بنا دیں ان کے باوجود بھی تعلیم دیہاتوں میں ترقی نہیں کر سکتی بہتر ہو گا کہ

دیہاتوں سے اساتذہ کے مسائل حل کئے جائیں ان میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ شہروں کے اساتذہ کو جو الاونسز دئیے جاتے ہیں وہ دیہاتوں میں متعین اساتذہ کو بھی دینے چاہئیں - دوسری بات یہ ہے کہ وہاں پر ڈی او ای یا ڈائریکٹر صاحبان آجکل یہ زیادتی کر رہے ہیں کہ جو ایک تحصیل کا استاد ہوتا ہے اسے دوسری تحصیل میں بھیج دیا جاتا ہے اور بعد میں اسے کسی ذریعے سے بار بار رشوت کا ذکر کرنا اچھا نہیں لگتا - پھر اپنے گھر واپس بھیج دیا جاتا ہے یا مقامی تحصیل میں بھیج دیا جاتا ہے - تو وہ استاد کم سے کم چھ ماہ اس چکر میں رہتا ہے کہ دفتر میں جائے اور تبادلہ کر کے آئے - تو میں یہ کہوں گا کہ اب زیادہ آسامیاں جو بھرتی کے لئے رکھی گئی ہیں یا آئندہ کے لئے رکھی جائیں گی اس میں کم سے کم اپنے تحصیل لیول کے جو صوبائی ممبر ہیں ان کو شامل کیا جائے اساتذہ یا دوسری آسامیوں کے لئے صوبائی ممبر کو سلیکشن کمیٹی میں شامل کر کے ان کی تجویز کے مطابق پر کیا جائے تا کہ علاقے کا ممبر دیکھ لے کہ استاد کام کرنے والا ہے - اور تعلیم سے دلچسپی رکھتا ہے - یہ نہ ہو کہ ڈی - ای - او صاحبان اپنی مرضی سے رکھیں ایک دفعہ جب وہ ملازمت دیتے ہیں اس وقت کچھ لیتے ہیں اور جب واپس گھر کے قریب تبادلہ کرتے ہیں تو پھر کچھ لیکر انہیں واپس کرتے ہیں - اس سلسلے میں اساتذہ کو بہت زیادہ تکلیف ہے - جب تک مقامی اساتذہ وہاں نہیں پہنچیں گے اس وقت یہ تعلیم صحیح معنوں میں ترقی نہیں کر سکے گی -

صحت کے معاملے میں صرف یہ کہونگا کہ دیہاتوں میں جو بیسک ہیلتھ یونٹ بنائے گئے ہیں یہ بہت اچھی سکیم ہے اس سے دیہاتیوں کو غریب کسانوں کو اور غریب عوام کو بہت فائدہ پہنچا ہے - میں اس کے لئے یہ بھی کہونگا کہ بیسک ہیلتھ یونٹ کو سب سے اہمیت دی جائے اور انہیں بجلی پہنچائی جائے - اس بجٹ میں شائد کچھ رقم رکھی گئی ہو ہمیں تو نظر نہیں آئی یا ہم پڑھ نہیں سکے - تو بیسک ہیلتھ یونٹ کے لئے کافی بجٹ رکھا جائے - اور جتنے بیسک ہیلتھ یونٹ بن گئے ہیں وہاں فوری طور پر بجلی پہنچائی جائے جب تک وہاں بجلی نہیں پہنچے گی اس وقت تک وہاں اچھا ڈاکٹر نہیں جائے گا - اچھا ڈاکٹر نہیں جائے گا تو کم سے کم آٹھ لاکھ روپے کا جو بیسک ہیلتھ یونٹ بنتا ہے اس کا غریب عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا - اگر غریب عوام

کو بیسک ہیلتھ یونٹ سے فائدہ پہنچانا ہے تو وہاں بجلی ضرور پہنچائیں جناب والا ۔ باتیں تو بہت کرنی ہیں لیکن مجھے بار بار کہا جا رہا ہے کہ آپ مختصر کریں ۔ تو میں یہ کہونگا کہ ٹیوب ویل کے لئے ایک subsidy سکیم ہے جو دیہات والوں کو دی جاتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سکیم تو شائد اچھی ہے لیکن اس سے صحیح آدمیوں کو فائدہ نہیں پہنچ رہا اس میں یہ ہوتا ہے کہ بارہ بارہ مربعوں والے تو اس سکیم سے فائدہ اٹھا جاتے ہیں ۔ لیکن آدھ مربع والا فائدہ نہیں اٹھا سکتا ۔ تو اس سکیم میں یہ لازمی قرار دیا جائے کہ جس کا رقبہ ساڑھے بارہ ایکڑ سے زائد ہے وہ اس سکیم کے تحت سبسڈی حاصل نہیں کرسکتا ۔ ہوتا یہ ہے کہ بارہ مربعوں والا اپنے لڑکوں لڑکیوں میں رقبہ تقسیم کرکے ساڑھے بارہ ایکڑ کا مالک بن کر ٹیوب ویل سب سڈی لینے کی کوشش کرتا ہے ۔ اگر صوبائی ممبر کو اس کمیٹی کا ممبر بنا دیا جائے تو وہ اپنے علاقے کے ہر آدمی کو جانتا ہے کہ اس کا رقبہ دس مربعے ہے یا آدھ مربع ہے ۔ تو وہ کوشش کرے گا کہ جو اصل امدادی رقم وہ صحیح طور پر کاشت کار کو پہنچے اور بڑے زمیندار کو اس سے ناجائز فائدہ نہ پہنچے ۔

جناب سپیکر ۔ اب آپ کا وقت ختم ہوگیا ہے ۔

جناب احمد خان بلوچ ۔ جناب والا ۔ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا تھا ۔ یہ 13 کروڑ کی رقم ضائع ہو رہی ہے ۔ مہربانی کرکے اس ٹرانسپورٹ کو یا تو نجی شعبے میں دیا جائے یا نجی شعبے کو بند کرکے اس کو چلایا جائے ۔ وہ جب چاہتے ہیں پرزے نجی شعبوں والی بسوں کو بیچ دیتے ہیں ۔ دوسرے آلات بیچ دیتے ہیں ۔ سمجھ نہیں آتی کہ نجی شعبے میں ایک بس خریدنے کے بعد ایک آدمی چار بسوں کا مالک بن جاتا ہے اور ہماری حالت یہ ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کا بجٹ discuss کیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ خسارہ ہی ہوگا ۔ جیسے ریلوے کا بجٹ خسارے میں جاتا ہے اس طرح گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کا بجٹ بھی خسارے میں جاتا ہے ۔ میری تجویز یہ ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کو بند کرکے اسے نجی شعبے میں دے دیا جائے ۔

جناب سپیکر ۔ آپ کا وقت ختم ہوگیا ہے ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ۔ میرے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے ۔ بسوں میں مجھ سے بھی وہی کرایہ لیتے ہیں جو ارشد لودھی

صاحب سے لیتے ہیں جب کہ ان میں لکھا ہوا ہوتا ہے کہ کرایہ وزن کے مطابق لیا جائے گا ۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر ۔ چوھدری نوازالحق صاحب ۔

چوھدری نوازالحق ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر میزانیہ 86-1985ء جو وزیر خزانہ صاحب کی طرف سے پیش کیا گیا ہے کے متعلق سب سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پی اینڈ ڈی کے چیئرمین صاحب پچھلے مہینے راولپنڈی تشریف لے گئے تھے اور پورے ڈویژن کی میٹنگ ہوئی تھی ۔ اس میں تمام ایم ۔پی ۔اے صاحبان سے ان کے حلقہ نیابت کی demands مانگی گئی تھیں جو انہوں نے نوٹ فرمائی تھیں اور کہا تھا کہ یہ آپ کی demands میزانیہ 86-1985ء میں شامل کر دی جائیں گی ۔ لیکن یہاں پر وہ demands شامل نہیں کی گئیں ۔ میرا تعلق راولپنڈی شہر سے ہے ۔ یہاں ایسی آبادیاں ہیں جو پہلے ضلع کونسل اور cantonment پر مشتمل نہیں ۔ مثال کے طور پر صادق آباد کا علاقہ ہے ۔ مسلم ٹاؤن کا علاقہ ہے ۔ ڈھوک کھبہ کا علاقہ ہے ۔ پانی کی قلت راولپنڈی شہر میں کافی ہے ۔ میں نے یہ کہا تھا کہ پانی کے لئے تعلیم کے لئے سڑکوں کے لئے اور صحت کے لئے ترجیح بنیادوں پر مسلم ٹاؤن صادق آباد اور ڈھوک کھبہ کو خصوصی grant دی جائے ۔ تاکہ یہ آبادیاں بھی ان بنیادی ضروریات سے مستفید ہو سکیں ۔

جناب سپیکر ۔ مری روڈ ایک highway road ہے جہاں پر ٹریفک کا دباؤ اس قدر زیادہ ہے کہ جس کا کوئی حساب نہیں میں نے کہا تھا ایک متوازن سڑک جو ٹیپو روڈ سے چک لالہ ایئر پورٹ کے ساتھ جاتی ہے اسکو ہائی وے کے ساتھ ملایا جائے تاکہ ٹریفک کا دباؤ کم ہوسکے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس طریقے سے ٹریفک کا دباؤ کم ہو جائے ۔

اس کے علاوہ صادق آباد کا ایک علاقہ ہے جہاں پر متاثرین اسلام آباد کی اسی فیصد آبادی ہے ان لوگوں کے مکانات پکے بنے ہوئے ہیں کچے مکانات نہیں ہیں ۔ ان لوگوں کو ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ والے دوبارہ متاثرین بنا رہے ہیں ۔ میری تجویز یہ ہے کہ ان لوگوں کے مفاد کے پیش نظر اس مرغزار کالونی سکیم کو کسی اور جگہ پر شفٹ کردیا جائے کیونکہ وہ پہلے بھی متاثرین اسلام آباد ہوئے اب دوبارہ ہو

جائیں گے - جیسے کہ ہمارے دوسرے اضلاع میں Development authorities ہیں تو راولپنڈی میں بھی ایک Development authority کا اجراء ہونا میں ضروری سمجھتا ہوں - جہاں تک ٹیکسز (Taxes) کا تعلق ہے یعنی House and Property Tax تو جہاں ایک شخص کی اپنی ذاتی رہائش ہے چاہے وہ کوٹھی ہو چاہے وہ مکان ہو ان کی جتنی بھی Excise and Taxation والوں نے assessment کی ہو بشرطیکہ اس کا کوئی حصہ کرایہ پر نہ اٹھایا گیا ہو اس ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جانا چاہیے - اسکے ساتھ جیسا کہ gift Tax کی چھوٹ دی گئی ہے اسکے اوپر ساڑھے چھ فیصدی جو سٹامپ ڈیوٹی لگتی ہے اسکو دس روپے stamp duty کر دی جائے تو بہتر ہے اسکے علاوہ Capital Gain Tax ختم کر دینا چاہیے - مثال کے طور پر ایک شخص کی جدی جائیداد ہے وہ اسکو بیچنا چاہتا ہے اور اپنے کسی کاروبار میں وہ رقم لگانا چاہتا ہے اور Excise and Taxation والے اسکی تنی assessment کر دیتے ہیں کہ وہ اسکی ادائیگی نہیں کر سکتے تو Capital Gain Tax کو ختم کر دیا جائے - اور اسکے ساتھ میں یہ تجویز پیش کرونگا کہ جو stamp duty اس وقت دو فیصدی لی جا رہی ہے اسکے اوپر پچاس پیسے فیصد کے حساب سے آپ اضافہ کر سکتے ہیں اور اسی طرح جو بلدیاتی ادارے اپنا اپنا sale tax وصول کرتے ہیں انکے اوپر بھی آپ پچاس پیسے کے حساب سے اضافہ کر سکتے ہیں لہذا Capital Gain tax کو ختم کرنا چاہیے -

جہاں تک راولپنڈی پولی ٹیکنیکل کالج کا تعلق ہے وہ ایوب دور میں بنا ہوا ہے - ہم آپ سے یہ demand نہیں کرتے کہ ہمیں بلڈنگ دی جائے - وہ کالج جس مقصد کے لیے بنا ہوا ہے - اس مقصد کے پیش نظر عوام کے مفاد کے پیش نظر اور والدین کے مفاد کے پیش نظر اس کا بحال کیا جانا بہت ضروری ہے - شکریہ -

جناب سپیکر - قاضی عبدالحکیم صاحب -

بسم اللہ الرحمن الرحیم -

جناب قاضی عبدالحکیم - جناب سپیکر - میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے یہ موقع ملا - وزیر خزانہ نے پنجاب کا جو بجٹ پیش کیا ہے ، ماشاءاللہ بہت اچھا تھا - اور بہت خوبصورت تھا - لیکن ساتھ ہی جو کام یہ نہیں کر سکے - وہ ہمیں ورثہ میں مرکز سے مل گیا - وہ ہے پیٹرول - پیٹرول ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے

بغیر ضروریات زندگی بالکل نامکمل ہیں۔ اس کی نسبت سے جو مہنگائی ہمیں دی گئی ہے وہ بہت زیادہ ہے تنخواہیں ساڑھے تیرہ فیصد کے حساب سے جو تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں وہ اس وقت کی مہنگائی کے تناسب سے بہت کم ہیں جو ہمیں ورثہ میں ملی ہے تیل کی قیمتیں فوری طور پر اسی دن جس دن بجٹ کا اعلان ہوا، ایک گھنٹے کے بعد بڑھا دی گئیں۔ اور اس وقت جو مہنگائی ہے تقریباً ان دو ہفتوں کے اندر اندر غالباً 22 سے 32 فیصد تک جا پہنچی ہے جناب والا۔ بےروزگاری کا ایک ایسا مسئلہ تھا جس کا ذکر جناب وزیر خزانہ نے کیا ہے کہ بےروزگاری کے خاتمہ کے لیے حکومت کوشش کر رہی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ وہ سینئر اور جونیئر آفیسر جو کہ سرکاری محکموں سے ریٹائرمنٹ لے چکے ہیں۔ اور لینے کے قریب ہیں۔ اس وقت پنجاب میں نہیں بلکہ پورے ملک میں ان کی ریٹائرمنٹ ابھی ختم نہیں ہوئی ہوتی کہ ان کو دوسری جگہوں پر عہدہ دے دیا جاتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ جو حضرات ریٹائر ہوگئے ہیں۔ ریٹائر ہونے کے بعد ان کو صحیح معنوں میں ریٹائر ہونا چاہیے تاکہ اس نوجوان طبقہ کو جس کا ذکر میرے دوست اختر رسول نے کیا ہے کہ اس وقت ہمارے ملک میں 35 فیصد نوجوان بےروزگار ہیں کو روزگار میسر ہو سکے میں یہ کہوں گا کہ اگر یہی آسامیاں خالی کی جائیں تو لاکھوں بےروزگار نوجوان جو کہ اس وقت سند اور ڈگریاں لے کر سڑکوں پر پھر رہے ہیں ان کو روزگار مہیا ہوگا۔ جناب والا اس وقت ایک طرف تو نہری پانی کا مسئلہ ہے چشمہ لنک، جہلم۔ اور دوسرا مسئلہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا ہے آج ہی اس سلسلہ میں جناب وفاقی وزیر نے اخبار میں جو بیان دیا ہے۔ اس سے بڑی تشویش پیدا ہوئی ہے کہ بجلی کی لوڈشیڈنگ 93-1992ء تک بھی رہ سکتی ہے اور یہ ممکن ہے۔ اگر بجلی کا یہی سلسلہ رہنا ہے۔ تو اس تعطل اور بجلی کی آنکھ مچولی کے پیش نظر، میں آپ سے یہ کہوں گا کہ اس بجٹ کے اندر کچھ ایسی مدات جن کے بغیر ہمارا گزارا ہو سکتا ہے۔ جس کے بغیر ہم اپنے ترقیاتی کام کر سکتے ہیں۔ نکال کر اس سرمایہ سے ٹربائن اور جنریٹر جیسی چیزیں فوری طور پر منگوائی جائیں تاکہ بجلی کے بحران پر قابو پالیں۔ جناب والا یہ ہمارا مسئلہ بہت اہم ہے ایک طرف تو اس علاقے کا مسئلہ ہے جہاں پر نہری پانی نہیں مل رہا ہے اور وہ برباد ہو رہا ہے۔ دوسری طرف ایک علاقہ وہ

ہے جہاں لوڈشیڈنگ کی وجہ سے ٹیوب ویل نہیں چل سکتے اور وہ ویران ہو رہا ہے ۔ پنجاب کے اندر ایک کروڑ عوام 27 لاکھ ایکڑ رقبہ اور 18 لاکھ مویشی خطرہ میں ہیں مویشی بھی مریں گے اور انسان بھی مریں گے ۔ اس مسئلہ کو فوری طور پر حل کیا جائے وزیر اعلیٰ اس وقت یہاں پر موجود نہیں ہیں ۔ ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم کی مہربانی ہے وہ جس مقصد کے لیے گئے ہیں وہ پنجاب کے لئے کوئی اچھی خبر لے کر آئیں تاکہ ہمیں پانی مل سکے ۔

جناب والا ۔ ہمارے ملک میں چند سال پہلے اس عارضی دور حکومت میں کچھ ایسی کارپوریشنیں ہمیں ملی ہیں جن کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے میرے کسی دوست نے عرض کیا ہے ۔ کہ ایک زمیندار اپنی ضرورت کے تحت ایک گاڑی خریدنا چاہتا ہے تو وہ گاڑی نہیں خرید سکتا ۔ کیا ہم نے سوچا ہے کہ وہ گاڑی کیوں نہیں خرید کر سکتا ۔ یہ مہنگائی کہاں پر جا رہی ہے جو کہ ہمیں ڈستی جا رہی ہے ۔ یہ بڑا اہم پہلو ہے ۔

جناب والا یہ کارپوریشنیں بلا جواز اور بقدر ضرورت کے معرض وجود میں آئی ہیں ان کے اخراجات اتنے بڑھا دیئے گئے ہیں ۔ کہ ایک آدمی اگر دال بھی خریدنے کے لیے جاتا ہے تو ایک سال پہلے جس دال کی قیمت اڑھائی روپے کلو تھی ۔ آج اس دال کی قیمت تقریباً دس روپے کلو ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کارپوریشنیں وجود کے اندر آ گئی ہیں اور ان کی وجہ سے اخراجات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا ہے ۔ اگر ان کارپوریشنوں کو فوری طور پر ختم نہ کیا گیا اور دال اور سبزی اور دوسری ضروریات زندگی کو دوسرے ہاتھوں کے اندر نہ دیا گیا تو قیمتوں میں کمی واقع نہیں ہو سکتی اگر ایک بالکل سادہ طریقہ سے ہمیں وافر مقدار میں چیزیں ملیں تو میں یہ کہوں گا کہ مہنگائی فوری طور پر اپنے آپ نیچے آ جائے گی ۔

تنخواہ بڑھانے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا ۔ یہ مسئلہ اسی طرح سے حل ہوگا کہ مہنگائی کے اوپر نظر رکھیں ۔ مہنگائی کو کنٹرول کریں ۔ گزشتہ دور میں آپ کو یاد ہو گا کہ جناب امیر محمد خان پنجاب کے گورنر تھے اور جنگ سے ہم اس وقت بے حد متاثر تھے انہوں نے اعلان کیا کہ اگر کسی نے قیمتیں بڑھائیں تو وہ ان لوگوں کو جینے نہیں دیں گے یقین کیجیے اس دور کے اندر وہ ایک ایسا حکم تھا کہ ذرا بھی قیمتیں نہیں بڑھ پائی تھیں حالانکہ وہ جنگ کا دور تھا ۔ اس وقت قیمتیں آسمان سے باتیں کررہی ہیں ۔ کیونکہ آج ایسے حالات پیدا کر

دیئے گئے ہیں اس وقت نرمی ہے - اور یہ موقع دیا جاتا ہے کہ ایک آدمی غریب سے غریب تر ہوتا جارہا ہے - اور امیر سے امیر تر ہوتا جا رہا ہے جناب والا آج صورت حال یہ ہے ایک شخص سفید پوش ہونے کے باوجود بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اس اسمبلی کے اندر بھی بیٹھے ہوئے اگر اس کی تنخواہ چار ہزار روپے ہے تو وہ اپنا بجٹ اپنی تنخواہ کے مطابق نہیں بنا سکتا - ایک بجٹ تو آپ کا ہے - اور ایک بجٹ ان کے اپنے گھر کا ہے - اگر آپ تنخواہوں میں اضافہ کر رہے ہیں - غالباً 13 فیصد تک اور اگر آپ انہیں ورثہ میں جو پہلے سے مہنگائی آرہی ہے اور موجودہ مہنگائی ملا کر دے رہے ہیں تو وہ 27 فیصد دے رہے ہیں - تو اس کا بجٹ کیسے بنے گا - وہ تو جناب والا بھوکا مر جائے گا - کل وہ دو روٹی کھاتا تھا - آج وہ ڈیڑھ روٹی کھائے گا لیکن اپنی عزت نفس کو مزید مارے گا - وہ اپنے بچوں کو کپڑا بھی نہیں دے سکتا - وہ اپنے بچوں کی سکول کی تعلیم بھی نہیں چلا سکتا وہ تو پیٹ بھر کر روٹی بھی نہیں کھا سکتا - ان ضروریات کا اس بجٹ میں اس کے لئے فراہم کرنا نہایت ضروری تھا - اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ بجٹ کی تیاری کے وقت ہم لوگوں کو اس میں شامل کیا جاتا لیکن ہماری شمولیت کے بغیر اب یہ بجٹ بنادیا گیا ہے - جو بڑے ہی دکھ کی بات ہے آج اس کو میں ایک خوبصورت بجٹ کہوں گا - جو انہوں نے بنایا ہے - لیکن دوسری طرف یہ کہوں گا کہ آج ہم اپنے ہی ہاتھوں اپنی موت آپ مر رہے ہیں - جناب والا بڑی دلچسپ بات ہے کہ میں ممبر صوبائی اسمبلی ہوں میرا تعلق لاہور کینٹ حلقہ نمبر 99 سے ہے اور یہ ایک خوشگوار بات سمجھ لیں یا میرے لئے مایوس کن کہ میں دو ماہ سے ممبر بننے کے بعد بھی آج تک اپنے بچے کو سکول داخل نہیں کرا سکا - اور تین دن سے اسمبلی میں دیر سے پہنچ رہا ہوں لیکن کچھ ایسے سکول ہیں کینٹ ایریا میں جہاں پر چند لوگ ناخدا بن کر بیٹھ گئے ہیں آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہاں پر عام آدمی کو کیا داخلہ ملے گا جہاں پر ایک ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب ہر وقت اپنے بچوں کو داخل نہیں کرا سکتا جناب والا کب دور ہوں گی ہماری مشکلات کب سدھریں گے ہمارے حالات - کب ہمیں اپنا حق ملے گا - واقعات کچھ ایسے ہیں کہ ان پر تھوڑی سی روشنی ڈالنا ضروری سمجھتا ہوں لاہور چھاؤنی کے اندر

تقریباً 13 کے قریب کچھ ایسے سکول ہیں جنہیں پہلے کینٹونمنٹ بورڈ چلا رہا تھا ۔ اب وہ فیڈرل گورنمنٹ نے اپنے پاس لے لئے ہیں اور ان سکولوں کے اندر جو سویلین بچے تھے۔ ان کو نکال دیا گیا جو داخلہ لینا چاہتا تھا خواہ وہ کوئی بھی آدمی ہو ۔ بغیر تفریق کے چلا جائے سکول والے پانچ ہزار روپے Donation مانگتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں ۔ کہ ہم آپ کے بچے کو اس وقت داخل کر لیتے ہیں ۔ میں بھی پنج ہزار روپے دے سکتا تھا ۔ لیکن میں اپنے حلقہ کے تمام عوام سے کیسے کہوں کہ آپ سب 5 ہزار روپیہ دیں اور بچوں کو داخل کروائیں

میں ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اگر یہی حالات رہے اور ہم نے ان لوگوں کی اصلاح نہ کی تو یہ حالات ایسے ہیں کہ یہ ہم کو لے ڈوبیں گے ۔ فوری طور پر اس مسئلے کی تحقیقات کروائیے اور اس کا ثبوت میں دینے کے لئے تیار ہوں ۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ چھاونی کے اندر جب یہ سکول بنے تو میں نے اپنے پاس سے اس وقت دو لاکھ روپے گرانٹ دی تھی آج میں پانچ ہزار روپے نہیں دے سکتا کیونکہ اس وقت اصول کا مسئلہ ہے اس وقت ایک جذبے کے تحت میں نے گرانٹ ضرور دی تھی امداد ضرور کی تھی لیکن اب میں اپنے بچے کو داخل کروانے کے لئے پانچ ہزار روپیہ نہیں دے سکتا ، اس لئے کہ یہ قومی مسئلہ ہے اور یہ سب کا مسئلہ ہے ۔ اگر اس طرف ہم راغب ہو گئے تو یہ عادت اور routine بن جائے گی ۔

جناب والا ۔ ایک خاص اور اہم پوائنٹ میرا یہ ہے ، جیسا کہ میرے فاضل دوست نے ذکر کیا ہے غالباً gain-tax صرف صوبہ پنجاب سے لیا جاتا ہے اور باقی تین صوبوں سے نہیں لیا جاتا ۔ یہ نظر عنایت ہم پر سے ہٹا لیجئے اگر تین صوبوں سے gain-tax نہیں لیا جاتا تو صوبہ پنجاب سے بھی نہ لیا جائے۔ کہنے کے لئے تو بہت کچھ ہے بے شمار مسائل ہیں مگر جتنا ٹائم ملا اتنی روئیداد سنا سکا ۔ آخر میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کی طرف سے ایک تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے جس کی انہوں نے وضاحت

چاھی ہے - یہ تحریق استحقاق صبح 7.20 پر اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصول ہوئی اس کو انشاء اللہ اب کل صبح take up کریں گے ۔ فاضل اراکین اسمبلی جو آج اس بحث میں حصہ لینا چاھتے ھیں ۔ سات نام ابھی باقی ھیں لیکن اس وقت صرف ایک مقرر آج کی نشست میں اظہار خیال فرما سکتے ھیں ۔ جو فاضل رکن آج زیادہ ضروری طور پر بولنا چاھتے ھیں ان کو ٹائم دیا جا سکتا ہے ورنہ باقی حضرات کل اظہار خیال کرسکیں گے ۔ لہذا میں میاں مختار احمد صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اظہار خیال فرمائیں ۔

میاں مختار احمد - جناب والا میں نے 5 تاریخ کے لئے کہا ہے ۔

مسٹر سپیکر - آپ آج نہیں بولنا چاھتے ؟

میاں مختار احمد - نہیں جناب ۔

مسٹر سپیکر - ٹھیک ہے آپ تشریف رکھیں - میاں محمود احمد صاحب باجوہ صاحب آپ بولنا چاھیں گے ؟

جناب محمد سلیم باجوہ - سپیکر جی میں بولنا چاھتا ہوں فرمائیے اور تعارف بھی کروا دیں ۔

جناب محمد سلیم باجوہ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے ۔

امت پہ تیری آن عجب وقت پڑا ہے

مسٹر سپیکر ۔ اجازت ہے ۔

جناب سپیکر ۔ میں اجازت چاھوں گا کہ میں پنجابی میں بات کر سکوں ۔

جناب محمد سلیم باجوہ ۔ جناب والا کل پرسوں توں یا جس دن دا اے اجلاس شروع ھویا اے ۔ مارشل لاء ہٹائے جاون واسطے متفقہ طور تے قرارداداں پاس ھویاں نے تے سارا ایوان ایدے حق وچ اے اور جناب نے وی اس سلسلے وچ ریزولیشن پاس کردتا اے ۔ میں پچھنا کہ سارے ھاؤس نے قرارداد پاس کردتی اے پر ایدے باوجود مارشل لاء نہ چکیا گیا تے فیر ساڈا رد عمل کی ھووے گا فیر اسیں ایسے طرح کم کراں گے ۔

نمبر دو مارشل لاء اٹھائے جان توں بعد اودے جہڑے عوامل یا نتائج پیدا ہوندے نیں اودے نبڑن لئی ایوان نے کوئی فیصلہ کیتا اے کہ سانوں کی کرنا چاہیدا اے اس اپنے علاقے وچ ووٹ لین واسطے تے لچھے دار تقریراں کر سکدے آں لیکن ایتھے آکے سانوں پورے ہوش نال کم کرانا چاہیدا اے جوش نال کم نہیں لینا چاہیدا۔ ساڈے اتے ایس قوم دیاں ذمہ داریاں بہت زیادہ نیں

وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے
تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

اتے مارشل لاء اے تے باہر وی کئی ٹولے بیٹھے نیں جہڑے کہندے نیں جمہوریت نوں چلن نہیں دینا۔ تے ساڈے سامنے کوئی نظریہ تے کوئی نصب العین نہیں 12 تاریخ نوں اسی حلف اٹھایا اے۔ جناب سپیکر دی خدمت وچ عرض کرناں کہ کوئی فیصلہ ایہو جہیا نہیں جہڑا اسی واپس نالیا ہووے وزارت اعلیٰ واسطے امیدوار کھڑے ہوئے نیں مختلف گروہ دے گروہ بنے ہوئے نیں آخر وچ فیصلہ ہویا کہ کل میاں نوازشریف صاحب وزیر اعلیٰ بنن۔ سپیکر صاحب دی سیٹ واسطے ڈھیر سارے امیدوار سامنے آئے آخیر تے فیصلہ ہویا کہ کلے میاں منظور وٹو صاحب امیدوار نیں ایسے طرح مخدوم زادہ حسن محمود صاحب نے کٹ موشن پیش کیتے نیں وچ اناں نے کیا کہ ہتھ کھڑے کرو کیاں نے اناں دے پچھے ہتھ کھڑے کیتے پہلوں انہاں نے کہیا ہاں فیر دوسرے رخ ہو جاندے نیں تے اپنی کٹ موشناں واپس لے لیاں کسے دے سامنے وی نصب العین نہیں کوئی نظریہ حیات نہیں اجدے واسطے اپنی جان دے دیوے یا ملک دی بقا واسطے کم کرے۔ ہاں کجھ لوک اپنے آپ نوں شو کرکے کہ اوہ بول سکدے نیں تے اوہ کجھ اوچی بہے نیں اودے نال اپنے مفاد حاصل کردے نیں۔ جے مارشل لاء اٹھایا جاندا اے تے باہر جمہوریت نوں پامال کرن واسطے ادارے کم کردے نیں۔ جنہاں نے تہاڈے اس الیکشن نوں کالعدم قرار دتا اے اور ایدے وچ حصہ نہیں لیا مارشل لاء نوں غیر آئینی سمجھدے نیں اور ایہہ کہن واسطے کہ تسی غیر آئینی او۔ تہاڈے خلاف او تحریکاں چلاندے نیں۔ ساڈے کول حصہ ایدا کی ردعمل ہوئے گا جے مارشل لاء نہیں، اٹھاندے گورنر صاحب کسے آدمی نوں بلا کے کہندے نہیں میں تینوں وزیر اعلیٰ بنادینا۔ اوہدے بندے چلے جاندے نیں کہ تسی سانوں منسٹر

بناندیو۔ سانوں چاہیدا اے پہلے عوامل تے نتائج نوں ذمہ داری نال بیٹھ کے سوچیے اور فکر کریئے کہ ایدا رد عمل کی ہوئے گا یا سانوں کیویں نبڑنا چاہیدا اے ویکھنا اے چاہیدا اے کہ جہڑا اسی مطالبہ کرنے آں جے پورا نہیں ہوندا تے ساڈا کی رد عمل ہوئے گا آیا ایدے وچ ساڈی بعزتی ہوئے گی یا عزت ہوئے گی۔ اینا چیزاں نوں جناب سپیکر صاحب دی وساطت نال میں عرض کرناں کہ بہہ کے ٹھنڈے دل نال سوچو تے غور کرو کہ ایدے بعد وچ جہڑے نتائج نکلنے نیں سانوں اوہدے واسطے کس طرح تیاری کرنی چاہیدی اے ساڈے کول ایدے واسطے لائحہ عمل کی اے ملک دی سالمیت بقاء واسطے اساں کسطرح چلنا اے اساں قربانیاں کسطرح دینیاں نیں ملک دی سر بلندی اساں کسطرح کرنی اے۔ عوام دی بہتری کسطرح ہوئے گی۔ جے تے تسی اے سمجھدے او کہ ساڈے مرجا سکدے نیں ہر عوام دے مفادات نہیں جا سکدے تے اس دے واسطے تسی اپنے تدبر تے ہوش نال کم لے کے سارے بھرا بیٹھ کے کوئی میٹنگ کرو کٹھ کروتے سوچو اک آدمی دے گرد کدی وی جماعت اکٹھی نہیں رہ سکدی۔ اک آدمی واسطے کدی وی جماعت جان نہیں دے سکدی۔ ایہہ ٹھیک اے کہ اک آدمی نوں اجازت مل گئی تے اساں ہاں کر دتی اے پر جس ویلے اپنے اپنے مفادات تے سٹ پئی فیئر کسے وی ایداں نہیں کرناں۔ اس واسطے میں تہانوں اے اپیل کراں گا کہ سارے بھرا بہہ کے سوچو کہ جے مارشل لاء نہیں چکیا جاندا تے فیئر اسی اپنی اس اسمبلی دی بے عزتی کرانی اے یا استعفی دے دینے نیں۔ اس واسطے میں اے گزارش کراں گا کہ ہر مسئلے تے اسی بے عزتی کراں دا ٹھیکہ تے نہیں لیا۔

سپیکر صاحب میں فیئر وی اے عرض کراں گا کہ کوئی ریزولیشن یا کوئی اہو جہی چیز ایتھے پیش کیتی جاوے جلے نے پہلے برادارنہ طور تے بہہ کے سوچو مشورہ کرو اناں چیزاں تے کہ ایدے عوامل یا نتائج کی ہون گے۔

جناب سپیکر اس توں بعد ہن بجٹ دی گل آگئی اے۔ گل بجٹ دی گل ہونی سی کہ دیہاتی پروگراماں وچوں بہت سارا حصہ انجینئر صاحبان کھا جاندے نیں۔ اے بالکل اظہر المنشمس اے اور اے ایک adimtted Faet کہ اے لوگ 50 فیصد تے کھا جاندے نیں بلکہ اس توں وی زیادہ کھا جاندے نیں بے شک 55 فیصد کہہ لو کوئی 10 فیصد کھاندا اے کوئی 5 فیصد کھاندا اے ڈھائی فیصد کھاندا اے۔ باقی ٹھیکیداراں نوں

آگے چھٹی اے کہ جناں چاھن کہا جان - اس توں علاوہ اناں وچ اک پول دا طریقہ کار اے یعنی چار یا پنج ٹھیکیدار بیٹھ جاندے نیں تے - ایس - ڈی - او صاحب یا ایکس - ای - این - صاحب نال صلاح کرایندے نیں اودے مطابق او اپنے ٹینڈر بھردے نیں - اس طرح وی او قوم دی رھڑی کر دیندے نیں اساں اے سوچیا اے کہ اے کم نہیں ہونا چاھیدا - ھن اسی دیکھنا اے کہ ساڈی سچائی کنی اے تے اسی کسطرح ایہدے کولوں بچ سکدے آں - اس سلسلے وچ میں اے تجویز پیش کراں گا کہ جیہڑے محکمے دا کم ھوے - اس محکمے دے ہیڈ نوں او فنڈز دتے جان - تے او انجینئر جیڑا کیسے پنڈ وچ جائے او اودے انڈر وچ ھوے صوبائی اسمبلی دا ممبر اس کمیٹی دا ممبر ھوے تاکہ او آدمی کلا بہہ کے تے پول کرکے نہ کھاوے بلکہ انوں چیک کرن والے ھون -

آوازیں - اور وہ بھی حصہ دار ہوں -

جناب سلیم احمد باجوہ - میرا مطلب اے کہ اونوں چیک کرن والے سر تے بیٹھے ھون - میں مذاق دی گل نیں کردا - چار یا پنج ادارے مل جاندے نیں یا ھیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ مل جاندا اے ممبر مل جاندے نیں چند شرفاء دی کمیٹی بنادتی جاندی اے تے فیئر اپنے آدمی کھا نہیں سکدے قطعاً نہیں کھا سکدے اک ڈیپارٹمنٹ وچ او ملی بھگت نال کھاندے رہندے نیں - اس طرح نہیں کھان گے اس واسطے او فنڈ اس محکمے دے ھیڈ نو دتے جان اودی سپرویژن وچ او آدمی کم کرائے - اس توں علاوہ اے گل اے کہہ بلڈنگ ڈویژن عوام دے اگے جواب دہ نہیں ہوندا مثلاً اک ساڈے پنڈ وچ اک سکول دی بلڈنگ بنی اے اور اگلے سال گر گئی - پر بلڈنگ ڈویژن نال ساڈا کوئی رابطہ نہیں اے کوئی پتہ نہیں کون بنا گیا اے کون ڈینگ گیا اے - اگر ھیڈ ماسٹر دی ذمہ داری ھندی تے اسی پچھ سکدے ساں - بے شک ھیڈ ماسٹر صاحب سانوں کہن تے اسی ھور وی اٹ دے کے دیاں گے تے سانوں پتہ اے اچھے طریقے نال اساں اس بلڈنگ نوں بنانا اے - اس واسطے اوسے ادارے دے ھیڈ دے تحت او انجینئر صاحب کم کرن تاکہ کمشن نال ونڈدے رھن تے ایہہ لوگ دیانتداری نال کم کرن نمبر 2 میں اک ھیڈ دے وچ دیکھیا سارے اسلامی بجٹ دے وچ سب توں گھٹ پیسہ religious affairs واسطے تے and charitable institutions واسطے رکھیا گیا اے - جیڑے تسی مسجد سکول کھولنے تے یا charitable institutions اے کھولنے

نے جناں سکولاں دا نا ای خیراتی رکھیا جائے گا اوناں بچیاں دے وچ کدی وی خود اعتمادی یا او وقار نہیں پیدا ہو سکدا جیڑا اک مسلمان دے وچ ہونا چاہیدا اے۔ پہلے نمبر تے سانوں اے سارے سکول اک طرز دے بنانے چاہیدے نے ۔ اوناں دے وچ سانوں نظام تعلیم بدلنا چاہیدا اے ۔ نہ کہ علیحدہ علیحدہ سکول بنائیے ۔ ایہہ نہ کیہا جاوے کہ خیراتی سکول وچ پڑھ دے نے نیں تے ایہہ دوسرے سکول وچ پڑھ دے نیں تے ایہہ تیسرے وچ پڑھ دے نیں - نہیں تے او ناں بچیاں دے وچ اوہ شعور اوہ بیداری اوہ خود داری ختم ہو جائے گی اوس واسطے اک لیول تے سانوں تعلیم رکھنی چاہیدی اے۔ لیکن اے یاد رکھنا چاہیدا اے ۔ کہ ماڈرن تعلیم وی ہو وے تے نال نال دینی تعلیم وی ہو وے۔ اسی دین دی وجہ توں ترقی کیتی سی تے دین دی وجہ توں اسی عروج تے پہنچے ساں ۔

کبھی اے نوجوان مسلم تدبر بھی کیا تو نے

کبھی اپنے تنزل پر تفکر بھی کیا تو نے

وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں

کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سردارا

اوہ اللہ دے بندے جیڑے پتھر دے اتے سوندے سان پر ساری دنیا تے حکمرانی کر دے سان ۔ امامت کر دے سان ۔ قیادت کر دے سان ۔ اج او پیدا نئیں ہو رہے ۔ میں اپنی اک ہور اپیل تے تجویز پیش کرناں واں ۔ کہ ایناں سکولاں دا دینی طور تے وی احیاء کیتا جاوے تے ماڈرن طور تے وی کیتا جاوے دوہاں تعلیمات نوں ایناں دے وچ اکٹھیاں کر کے اکو معیار تے سارے بچے پڑھائے جان ۔ چند نوں اچیاں نہ کیتاں جاوے چند نوں نیویاں نہ کیتا جاوے۔ ہر اک پاکستان دا شہری اے ۔ ہر اک دا پاکستان وچ بنیادی حق اے ۔

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے،

پیران کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو

ایہہ کتھوں دا انصاف ہے کہ چند امیر آدمیاں دے بچے وڈے سکولاں وچ پڑھدے جان تے یتیم تے مسکین سسکدے رہن ۔ اوناں دا وی ایہہ بنیادی طور تے حق اے ۔ بلکہ ساڈے تے زیادہ حق اے ۔ ایس واسطے ایناں ساریاں واسطے اکو نظام تعلیم بنایا جاوے ۔ تے کورس وچ تبدیلی کیتی جاوے ۔ دین دا احیا کیتا جاوے ۔ دنیا دی تعلیم دتی جاوے ۔ ایس واسطے سارے اک کیتے جاون ۔ نمبر 2 دیہاتاں دے وچ سکول ٹیچراں دی تنخواہ گھٹ اے ۔ شہراں دے ٹیچراں دی تنخواہ ودھ وے ۔ کنوینس الاونس اونہاں ودھ نیں ۔ اوناں دے ہاوس رینٹ ود نیں ۔ میڈیکل الاونس ود نیں ۔ پنڈاں دے وچ کوئی ٹیچر نوں ایہہ facility حاصل نئیں ایس واسطے کوئی وی پنڈاں دے وچ اچھا ٹیچر نئیں جاناں چاہندا ۔ جدی وجہ توں ساڈے بچے پچھے رہ جاندے نیں ۔ ایناں دوہاں دی تنخواہ at par کیتی جاوے فیر پچھیا جاوے کہ ماسٹر جی تسی کتھے پسند کردے او ۔ فیر وی شہر وچ رہنا پسند کرن گے ۔ ایس واسطے ساڈے دیہاتی ٹیچراں دیاں تنخاواں شہری ٹیچراں دے برابر کیتیاں جان ۔ تاکہ تفاوت نوں مٹایا جاوے تے سانوں وی او سہولتاں میسر آن ۔ نمبر 3 ۔ پولیس دی بدعنوانی ہر اک دی زبان تے چڑی ہوئی اے ۔ پر اساں بنیادی خاکے سوچنے نہیں کہ کس طرح ایناں برائیاں دا قلع قمع ہو سکدا اے ۔ اک چھوٹی جئی گل دساں ۔ کہ جے اک تھانے وچ پرچہ ہو جاندا اے ۔ اک آدمی قتل کردا اے تے او چھیاں دی رپورٹ لکھ لیندے نیں ۔ پنجاں کولوں پیسے لے کے چھڈ دیندے نہیں تے جھوٹیں دا چالان کر دیندے نیں ۔ پنڈاں دے وچ شرفاء کمیٹیاں بنائیاں جان ۔ جیڑا وی کیس یا وقوعہ ہووے اوہ پولیس والا اوناں دی مدد نال کم کرے ۔ بلکہ چالان داخل کرن توں پہلے اوناں نوں پچھے کہ ایہہ بندہ فلاں واقعہ یا گناہ وچ ملوث ہے ایہہ جھوٹا گوا ایہہ سچا گواہ ہے ۔ ایناں بیانات اتے شرفاء دی تصدیق کرائی جائے تے فیر اگے چالان دیتا جاوے ۔ تے فیر کدے وی ایسا جرم نئیں ہو سکدا ۔

نمبر 4 ۔ آبیانے دا مسئلہ اے ہمیشہ ہر سال آبیانہ ودھا دتا جاندا اے ۔ پٹواری مل کے وڈے زمینداراں نال اوناں دی وی رئی کردا

اے - ایس لئی پکا آبیانے دا سسٹم جنوں permanent settlement system کہندے نیں رائج کیتا جائے - نہر دا پانی یا کھال دا پانی ساڈے کول گھٹ اے اک وجوں دو کلے ہیا سکدا اے جٹ مل لے کے ٹیوب ویل دا پانی تیرہ کلے نوں پیاندا اے تے تیرہ کلیاں دا معاملہ آ جاندا اے - اک پانی مل لیندا اے دوجا معاملہ ڈبل بھردا اے ایس حساب نال او پکا معاملہ متعین کر دتا جاوے -

(تالیاں)

تاکہ گورنمنٹ نوں بجٹ بنان توں پہلے پتہ ہووے کہ ساتوں ایس حد وچ اپنی آمدنی آوے گی - اے نال ہووے کہ پٹواری تے زمیندار کھا گئے نے - ایس طرح زمیندار نوں وی پتہ ہووے کہ سال توں پہلے میں اے دینا اے ایس دے علاوہ اونوں پتہ کہ ایس دے علاوہ اوہنوں پتہ ہووے کہ میتوں معاملہ نہیں پینا ایس طرح اوہ باقی زمین دی اصلاح وی کر سکدا اے -

نمبر 5 - جنہاں نوں زمیناں دتیاں گئیاں نیں - اجے تک فیصل آباد ڈسٹرکٹ دے وچ اینہاں دی شرح دا فیصلہ نہیں کیتا گیا جنہاں دے کول بنجر قدیم زمیناں نیں Revenue Board نے کل دتا کہ نہریاں نوں سارا لائی جاوے - میں اوناں نوں پچھیا کہ کیوں لائی جاوے اوناں آ کھیا ایس اسطے کہ ساڈے کول بارانی دا ریٹ کوئی نئیں - کیوں ہون دساں اے اجے تک فیصلہ 58ء توں لے کے یا اے ریونیو بورڈ پینا یا گورنر دی میز تے پینا اے - کیوں پینا کہ مشترکہ معاملے واسطے کوئی بندہ اینوں پیسے دین واسطے تیاری فیٹی - ایس واسطے اینہاں نوں تنبیہہ کیتی جاوے کہ اوناں دی زمیناں دے بارانی ریٹ مقرر کیتے جان - جنہاں نال پٹواری دیاں نے تحصیلدار دیاں رپورٹاں لگیاں نے -

(تالیاں)

جناب سپیکر - باجوہ صاحب ذرا توجہ فرمائیے گا - آج کے اجلاس کا وقت ایک بجے ختم ہونے والا ہے - ابھی اس میں ایک منٹ باقی ہے - آپ کی تقریر کا وقت ختم ہوگیا ہے - لہذا آپ تشریف رکھیے -

جناب محمد سلیم باجوہ - سر میں بس اک منٹ ہور چاہنا واں -

جناب سپیکر۔ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ تشریف رکھیں آپ باجوہ صاحب۔

وزیر زکواۃ و عشر۔ پوائنٹ آف آرڈر پر قواعد و ضوابط کے تحت 15 صفحے پر اسمبلی کا اجلاس ساڑھے آٹھ بجے موسم گرما میں ہونا چاہیے جبکہ آپ نے آٹھ بجے کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ اچھا جناب آج کا اجلاس کل مورخہ 3 جون صبح ساڑھے آٹھ بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس کل مورخہ 3 جون 1985ء صبح ساڑھے آٹھ بجے تک کے لیے ملتوی ہو گیا۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر ۳ رجون ، ۱۹۸۵ء

(دوشنبہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ)

جلد ۳ ———— شمارہ ۷

سرکاری رپورٹ

مندرجات

پیر ۳ رجون ۱۹۸۵ء

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ	۵۰۲
اقلیتی خاتون رکن کی تقریب حلف برداری	۵۰۴
درخواست برائے رخصت	۵۰۴
استحقاق کی تحریکیں	۵۰۵
میزانیہ بابت سال ۸۶ - ۱۹۸۵ء پر عام بحث	۵۱۴

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

پیر ۳ جون ۱۹۸۵ء

(دوشنبہ ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور صبح ۸ بجے منعقد ہوا ، جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاک کلام سے ہوا۔ جناب قاری علی حسین صدیقی نے تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ
كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۚ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫
فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۔ وَمَنْ
يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۔
لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ
بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ
اَجْرًا عَظِيْمًا ۔ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
مُّحِيْطًا ۔

سورۃ النساء آیت ۱۰۷، ۱۰۹، ۱۱۲، ۱۱۴ اور ۱۲۶۔

اور جو لوگ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ خیانت کرتے ہیں ان کی طرف سے بحث نہ کرنا کیونکہ اللہ ایسے خائن اور مرتکب جرائم کو پسند نہیں کرتا۔

بھلا تم لوگ دنیا کی زندگی میں تو ان کی طرف سے بحث کر لیتے ہو قیامت کے دن ان کی طرف سے اللہ کے ساتھ کون جھگڑے گا اور کون ان کا وکیل بنے گا۔

جو کوئی قصور تو خود کرے لیکن اس سے کسی بے گناہ کو متہم کر دے تو اس نے بہتان اور صریح گناہ اپنے بوجھ سر پر رکھا۔

ان لوگوں کے بہت سے مشورے اچھے نہیں ہاں اس شخص کا مشورہ اچھا ہو سکتا ہے جو خیرات، نیک بات، لوگوں کو صلح کرنے کو کہے اور ایسے کام اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرے گا تو ہم اس کو بڑا اجر عطا کریں گے۔

اور سب آسمانوں و زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔

اقلیتی خاتون رکن کی تقریب حلف برداری

مسز راج حمید گل، وارڈ ۱۸
سیالکوٹ شہر

(اس مرحلہ پر نو منتخب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب نے حلف اٹھایا اور بعد ازاں اراکین کے رجسٹر پر دستخط کئے)

درخواست برائے رخصت

Secretary Assembly: There is a leave application from Sardar Mohammad Umer KhanLeghari

"My brother Sardar Jaffar Khan Leghari PP 188 Rajanpur is indisposed for a week. I shall be grateful if you will kindly grant him leave for this period of one week.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:۔

مطلوبہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

استحقاق کی تحریکیں

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر میں آپ کی اجازت سے . . .

جناب سپیکر: مخدوم صاحب پہلے ایک استحقاق کی تحریک پیش کر لینے دیں، حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔ تحریک استحقاق نمبر ۶۔

حاجی مقصود احمد بٹ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے فوری اہمیت کے حامل اہم مسئلہ کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ جناب وزیر خزانہ کی ضمنی بجٹ ۸۵-۱۹۸۴ء کی تقریر کے صفحہ نمبر ۳ کی سطر ۴ میں وارد ہونے والے الفاظ کے مطابق "۱۴ کروڑ ۹۵ لاکھ ۷۱ ہزار ۴۶۰ روپے" "استصواب رائے" اور "عام انتخابات" کے انتظامات پر خرچ ہوئے جبکہ بجٹ ۸۶-۱۹۸۵ء کی تقریر کے صفحہ نمبر ۴ سطر ۴ اور ۵ میں وارد ہونے والے الفاظ کے مطابق "۷ کروڑ ۶ لاکھ روپے" کی رقم استصواب رائے اور عام انتخابات پر خرچ ہوئی دونوں کے اعداد ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور وزیر خزانہ نے ضمنی بجٹ ۸۵-۱۹۸۴ء یا میزانیہ ۸۶-۱۹۸۵ء کے اعداد غلط طور پر پیش کئے ہیں۔ جس سے جملہ اراکین کے حقوق پائمال ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر خزانہ: جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے اپنے معزز دوست اور معزز رکن اسمبلی کی خدمت میں یہ گذارش کروں گا کہ میرے دوست کو غلطی ہوئی ہے۔ کسی کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ انہوں نے ضمنی تقریر کے جس صفحہ کا حوالہ دیا ہے اس "۱۴ کروڑ پچانوے لاکھ اکہتر ہزار چار سو ساٹھ روپے" کی جگہ صحیح رقم پیراگراف نمبر ۴ میں دی گئی ہے۔ اس کے

بعد دو کروڑ دس لاکھ اڑسٹھ ہزار آٹھ سو ساٹھ روپے کی رقم پیراگراف نمبر ۵ میں دی گئی ہے اور یہاں پر صرف ایک رقم کو split up کر کے دکھایا گیا ہے اور ۸۶-۸۵ کے بجٹ میں جب ضمنی بجٹ کا حوالہ دیا گیا تو ان دونوں رقموں کو اکٹھا کر کے وہاں دکھایا گیا اگر اس کا total کیا جائے تو وہی بنتا ہے جو میرے فاضل دوست کہنا چاہتے تھے یعنی کہ ستہ کروڑ چھ لاکھ روپے۔ اس میں کوئی فرق نہیں ہے اس جگہ یہ علیحدہ علیحدہ کر کے دکھایا گیا ہے جبکہ دوسرے بجٹ میں اسے ایک ہی جگہ دکھایا گیا ہے صرف اتنا ہی فرق ہے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب اسمیں کونسا پہلو breach of privilege کا ہے؟

حاجی مقصود بٹ: جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ چودہ کروڑ پچانوے لاکھ اکہتر ہزار چار سو ساٹھ روپے اور اس میں جو انہوں نے دوسری رقم دی ہے۔ دو کروڑ دس لاکھ اڑسٹھ ہزار آٹھ سو ساٹھ روپے۔

جناب سپیکر: جی کونسے صفحہ پر۔ صفحہ نمبر ۳

وزیر خزانہ: جناب والا آپ صفحہ ۳ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ پیراگراف نمبر ۴ اور پیراگراف نمبر ۵، دونوں رقوم استصواب رائے اور جنرل الیکشن کی مد میں ہیں۔ تو جنرل الیکشن اور استصواب رائے کی مد میں سے دو کروڑ دس لاکھ اڑسٹھ ہزار آٹھ سو ساٹھ روپے پولیس کو انتظامات کرنے کے سلسلے میں دیئے گئے تھے جو ایک ہی رقم کے دو حصے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: سر! اس کو جمع کریں تو کتنے بنتے ہیں۔

وزیر خزانہ: اس کو جمع کریں تو سترہ کروڑ چھ لاکھ روپے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جی ہاں تو اب بھی چالیس ہزار تین سو بیس روپے کا فرق ہے؟

وزیر خزانہ: total کر کے دیکھ لیتے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: دیکھ لیں۔ یہ میں نے جمع کیا ہے۔

جناب سپیکر: figures میں اگر غلطی بھی ہو تو . . .

وزیر خزانہ : جناب یہ misprint ہوسکتا ہے یا wrong figures quote کو کردیا جاتا ہے تو اس کا کوئی breach of privilege نہیں ہوتا یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ : چالیس ہزار روپے کا فرق ہے پھر بھی ایسی بات نہیں ہے۔ جناب میں وزیر خزانہ سے آپ کی اجازت سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ کبھی ان کے اپنے ذاتی حساب میں بھی اتنا واضح فرق پڑا ہے۔ اس موقع پر مجھے ایک واقعہ یاد ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں وہ بیان کروں کہ ایک استاد نے کلاس کے بچوں سے ایک سوال کیا کہ وہ سات ضرب سات کتنے ہوتے ہیں تو تمام بچوں نے غلط ملط جواب دیا کسی نے بیس کہا۔ کسی نے پچیس، کسی نے چالیس ایک بچے نے کہا اڑتالیس تو استاد نے تمام بچوں کو سزا دی اور اس بچے سے کہا شاباش تم بیٹھ جاؤ، تمہارا جواب تقریباً ٹھیک ہے۔ یہ ایوان جناب محترم وزیر خزانہ سے کہہ دے کہ آپ نے تقریباً ٹھیک ہی لکھا ہے تو میرا خیال ہے کہ بات بن جائے گی۔

جناب سپیکر : تو میں سمجھتا ہوں کہ حاجی صاحب اس سے آپ کا یا اس معزز ایوان کا breach of privilege نہیں بنتا ہے۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ کہوں گا کہ وہ figures کے متعلق آپ کو ساتھ بٹھا کر ذرا آپ کی تسلی کروا دیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ : ساتھ تو بیٹھ گئے ہیں جناب آمنے سامنے بات ہو گئی فرق بتا دیا ہے چالیس ہزار تین سو ساٹھ روپے۔ اس کا ازالہ کر دیں بس پھر ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر : وزیر خزانہ صاحب میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اگر غلطی ہو گئی ہے تو آپ کو درست کرنے میں کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔

وزیر خزانہ : کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر : انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لہٰذا حاجی صاحب آپ ان حالات میں اس کو واپس لیتے ہیں؟

حاجی مقصود احمد بٹ : اگر یہ غلط اعداد کو درست کر دیں تو میں تحریک استحقاق واپس لینے کو تیار ہوں ۔

جناب سپیکر : جی ہاں! انہوں نے کہہ دیا ہے کہ وہ درست کر دیں گے ۔

حاجی مقصود احمد بٹ : درست کر کے ایوان کو بتا دیا جائے تو میں واپس لیتا ہوں ۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے اس کے بعد محترمہ نجمہ تابش صاحب کی ایک Privilege Motion ہے ۔

محترمہ نجمہ تابش الوری : جناب پڑھنے کی اجازت ہے ۔

جناب سپیکر : جی پڑھئے ۔

محترمہ نجمہ تابش الوری : میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے اہمیت عامہ کے حامل ایک اہم اور مخصوص معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ یکم جون کو پنجاب اسمبلی نے ۸۵-۱۹۸۴ء کا ضمنی بجٹ منظور کیا اور اس روز قومی و بین الاقوامی اہمیت کی ایک اہم قرارداد متفقہ طور پر منظور کی جس میں وفاقی حکومت سے مارشل لاء اٹھانے کی سفارش کی گئی تھی ۔ یکم جون کو پاکستان ٹیلیویژن نے نو بجے قومی English Bulletin میں قومی اسمبلی، سرحد اسمبلی اور بلوچستان اسمبلی کے اجلاس کی کارروائیوں کی خبریں Telecast کیں ۔ لیکن پنجاب اسمبلی کی یکم جون کی کارروائی کا مکمل بلیک آوٹ کیا ۔ ضمنی بجٹ اور مارشل لاء اٹھانے کے متعلق قرارداد غیر معمولی خبریت کے باوجود نشر نہیں کی ۔ جس سے اراکین اسمبلی کا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ٹیلیویژن کے اس جانبدارانہ طرز عمل کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے ۔

جناب والا! پاکستان ٹیلیویژن ایک اہم ترین قومی ادارہ ہے ۔ جس پر آئینی، قانونی اور اخلاقی اعتبار سے تمام شہریوں تمام صوبوں اور وفاق کے یکساں طور پر حقوق ہیں اور حکومت

سے کے زیر انتظام قومی میڈیا کی حیثیت سے اسے تمام صوبوں کی نظریاتی اور ابلاغی ضرورتوں کو پیش نظر رکھنا ہے۔ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کے منتخب ادارے کی حیثیت سے صوبائی اسمبلی پنجاب اپنی منفرد حیثیت اور امتیاز رکھتی ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ٹیلیویژن کے National Bulletion میں اسمبلی کی کارروائی کا بلیک آؤٹ نہ صرف ہمارے پارلیمانی استحقاق کی پامالی ہے بلکہ صحافتی ضابطہ اخلاق اور خبر رسانی کی غیر جانبدارانہ روایات کی بھی خلاف ورزی ہے میں کسی خبر کی تفصیلات کے متعلق خبر رساں ادارے کے اختیار کو تسلیم کرتی ہوں لیکن خبر کے بلیک آؤٹ کے اختیار کو تسلیم نہیں کر سکتی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

چوہدری محمد صدیق سالار: جناب مرکزی خبروں میں میں نے اردو میں اپنے کانوں سے سنا ہے چونکہ میرے پنجاب میں اردو کی خبریں زیادہ سنی جاتی ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے ....

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! مقصد محترمہ بیگم تابش الوری کی تحریک استحقاق کو oppose کرنا نہیں بلکہ حقائق سے پردہ اٹھانا ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ ٹیلیویژن کارپوریشن ایک قومی ادارہ ہے جو صوبائی حکومت کے ماتحت نہیں ہے۔ تحریک استحقاق کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے اس امر کی طرف غور کرنا ہوگا کہ معزز ایوان یا کسی ممبر کا استحقاق جو کسی قانون کے تحت وضع کردہ قواعد و ضوابط یا آئین کی خلاف ورزی پر منتج ہو وقوع پذیر ہوا ہے اس لئے جہاں تک strictly speaking استحقاق کے مجروح ہونے کا سوال ہے وہ آئین، قانون یا کسی قانون کے تحت وضع کردہ حقائق کی خلاف ورزی نہیں ہے البتہ جیسا کہ محترمہ نے فرمایا ہے کہ ضابطہ اخلاق جو ٹیلیویژن یا صحافت کا ہے اس کے پیش نظر ضروری تھا ان کے لئے کہ وہ پنجاب

اسمبلی کی کارروائی کو بھی اس طرح reports کرتے جس طرح باقی report کی گئیں۔ اس لئے میری اپنی رائے کے مطابق اس مسئلہ کو کسی کمیٹی کے حوالے کرنے یا ہاؤس کو مزید اس پر غور کرنے کے لئے مناسب نہیں ہوگا لیکن اگر ایوان پسند کرے تو جناب والا پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن کو ہدایت جاری کر دیں۔ اس سلسلے میں آج یا کل قومی اسمبلی میں بھی مسئلہ اٹھایا گیا ہے کہ کسی خاص ممبر یا کچھ فاضل ممبران کی کارروائی کو ٹیلیویژن کارپوریشن نے report رپورٹ نہیں کیا اس پر مسئلہ تحریک استحقاق قومی اسمبلی میں پیش ہوئی ہے جس پر رولنگ دی گئی ہے کہ قومی اسمبلی کا ادارہ اپنی اہمیت اپنے اندر خود رکھتا ہے کسی اخبار یا کسی ٹیلیویژن پر رپورٹ ہونے یا نہ ہونے سے اس کی اہمیت میں نہ تو اضافہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی اہمیت میں کمی واقع ہو سکتی ہے اس کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ حقیقت ہے اس لئے اس سلسلے میں کسی استحقاق کا مجروح ہونا نہیں پایا گیا۔ یہ رولنگ بھی دی گئی کہ جیسے مجلس شوریٰ کی کارروائی rule out ہوتی تھی اس کے مطابق قومی اسمبلی کی کارروائی بھی reports ہونی چاہیئے۔ وہ بھی rule out کیا گیا کہ مجلس شوریٰ ایک نامزد ادارہ تھا۔ اس کو اجاگر کرنے کے لئے ممکن ہے اس کی ضرورت پڑتی لیکن قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی بجائے خود اہمیت کا ایک ادارہ ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات آپ کی طرف سے ٹیلیویژن کے سرکردہ افراد کے نوٹس میں لائی جائے کہ وہ اس بات کی احتیاط کریں کہ جب اسمبلیوں کی reports نشر ہو رہی ہوں تو پنجاب اسمبلی کی کارروائی کی report نشر ہونی چاہیئے تو میرا خیال ہے کہ اس طرح محترمہ اور باقی ہاؤس کا استحقاق اس حد تک protect ہوگا۔ اور وہ اپنے ضابطہ اخلاق کے مطابق سب کو برابر تصور کرتے ہوئے عمل کریں۔

مخدوم زادہ سید محمد احسن: پوائنٹ آف آرڈر سر!

جناب سپیکر: جی!

مخدوم زادہ سید محمد احسن: میرے محترم وزیر قانون legal Points کی طرف زیادہ

سکتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ صوبائی حکومت پنجاب کتنی کمزور ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے کچھ بھی نہیں منوا سکتی۔ پانی کا مسئلہ بھی وفاقی حکومت کا ہے اس سے بھی نہ صرف ایک رکن کا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ صرف اس تحریک استحقاق کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں؟

مخدوم زادہ سید محمد احسن: جناب سپیکر! اس سے نہ صرف ایک رکن کا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جس طرح ٹی وی پر ہمیں خبروں سے محروم کیا جا رہا ہے۔ ہمارے بجٹ کو صحیح طریقے سے پیش نہیں کیا جا رہا۔ اس سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے پارلیمنٹری سیکرٹریز اور حکومت کو چاہیئے کہ وہ وفاقی حکومت پر زور دیں کہ ہمیں اپنا پورا حق ملنا چاہیئے۔ حالانکہ وفاقی حکومت کے ایک وزیر نے سفارش کی ہے کہ ٹی وی پر صوبائی حکومتوں کا کوٹہ ڈبل کر دیا جائے۔ پنجاب اسمبلی کو اس میں برابر کا حصہ دیا جائے یہ بے حد ضروری ہے۔ یہ ایک فرد کا مسئلہ نہیں ہے پورے ہاؤس کا استحقاق ہے۔

مسز خورشید بیگم: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: جی بیگم صاحبہ بات کریں۔

مسز خورشید بیگم: میں تحریک پیش کرتی ہوں کہ مجتبالش الوری کی تحریک استحقاق کو مجلس خصوصی کے سپرد کر دیا جائے اس ہدایت کے ساتھ کہ وہ اس معاملے کی مفصل تحقیقات کرکے جلد سے جلد اپنی report پیش کریں۔ یہ مجلس خصوصی حسب ذیل ارکان اسمبلی پر مشتمل ہونی چاہیئے۔

جناب سپیکر: کیا آپ یہ تجویز پیش کر رہی ہیں؟

مسز خورشید بیگم: جی ہاں! تجویز پیش کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: یعنی آپ اس تحریک استحقاق کو support کرتی ہیں؟

مسز خورشید بیگم : جی !

جناب سپیکر : فرمائیے !

مسز خورشید بیگم : مجلس خصوصی کے ارکان کے نام یہ ہیں :-

(۱) جناب مناظر علی رانجھا

(۲) سردار نصر اللہ خاں دریشک

(۳) خواجہ محمد اصغر کوریجہ

(۴) رانا پھول محمد خاں

(۵) سید طاہر احمد شاہ ۔ اور

(۶) بیگم خواجہ رفیق صاحبہ

جناب سپیکر : تشریف رکھئے ۔

راجہ خلیق اللہ : پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر : جی راجہ صاحب !

راجہ خلیق اللہ خاں : جناب لا منسٹر صاحب نے جو explanation دی ہے اس کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ اسمبلی کا کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ قومی اسمبلی اس بات پر واضح ruling دے چکی ہے ۔ اس میں اراکین کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا اگر اس کی reporting ٹی وی پر یا ریڈیو پر نہیں آئی تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ یہ استحقاق نہیں ہے ۔ قومی اسمبلی ایک ایسا ادارہ ہے جس کے تحت ہی ٹی وی اور ریڈیو ہیں ۔ اگر ان کے ارکان کا استحقاق مجروح نہیں تو پنجاب اسمبلی کے اراکین کا استحقاق کیسے مجروح ہوا ہے ؟ اور جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے سپیکر صاحب یہ معاملہ ٹیلیویژن حکام کو refer کر سکتے ہیں ۔

جناب وزیر قانون : ٹیلیویژن کا مسئلہ Central Subject ہے ۔ لیکن میں assurance

دیتا ہوں کہ آپ کے خیالات، احساسات Feelings کو مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات کے نوٹس میں لایا جائے گا۔ ان سے یہ درخواست کریں گے آئندہ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ ہماری کارروائی کو بھی اسی قدر فوقیت دی جائے جتنی باقی کارروائی کو دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ! اب آپ کی کیا رائے ہے۔ کیا اس بات پہ آپ مطمئن ہیں کہ میں اپنی طرف سے پاکستان ٹیلی ویژن کو لکھ دوں اور وزیر قانون نے بھی یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ اپنے طور پر پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات کو درخواست کریں گے کہ آئندہ پنجاب اسمبلی کی ٹیلیویژن پر رپورٹنگ صحیح طریقے سے کی جائے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! آپ کو معلوم ہوگا کہ اس سے پہلے بھی اس قسم کا سنگین واقعہ ہو چکا ہے۔ وزیر اعظم جناب محمد خان جونیجو نے قومی اسمبلی میں اپنی افتتاحی تقریر کے دوران مارشل لا کے متعلق جو مشہور remarks دیئے تھے وہ ٹی وی پر Telecast نہیں ہوئے تھے۔ اور اس پر سخت گرفت ہوئی تھی۔ اب دوسری مرتبہ ایسا ہوا ہے لیکن پنجاب اسمبلی کی مارشل لا سے متعلق قرارداد کو نشر نہیں کیا گیا۔ اس معاملہ کی اعلیٰ سطح پر تحقیقات کروائی جائے کہ کونسی ایسی ماورائی قوت ہے جو جمہوری اداروں سے اپنی من مانی کر سکتی ہے لہٰذا یہ مسئلہ میں آپ کی صوابدید پر چھوڑتی ہوں۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ ایسا کیجئے کہ جیسے ابھی راجہ خلیق اللہ صاحب نے point out کیا ہے کہ نیشنل اسمبلی میں اسی قسم کا معاملہ پیش ہوا ہے اور اس پر سپیکر کی رولنگ بھی موجود ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں پاکستان ٹیلیویژن کو لکھنا چاہیئے۔ چونکہ یہ پہلا واقعہ ہے حکومت پاکستان اور وزارت اطلاعات کو بھی اس معاملہ پر حکومت پنجاب تحریر کرے کہ آئندہ پاکستان ٹیلیویژن احتیاط کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے اس مسئلہ کو میری صوابدید

پر چھوڑا ہے تو پھر کیا آپ تحریک واپس لیتی ہیں۔
بیگم نجمہ تابش الوری: میں آپ کی یقین دہانی پر تحریک پر زور نہیں دیتی۔

میزانیہ بابت سال ۸۶-۱۹۸۵ پر عام بحث

(بحیثیت مجموعی میزانیہ پر بحث) (جاری)

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب ذرا تحمل فرمایئے۔ . . . معزز خواتین و حضرات میرے پاس آج بجٹ پر بحث کے لئے ۴۰ معزز اراکین کے نام موجود ہیں۔ اس میں وقت کی تقسیم اس طرح ہے کہ چار گھنٹے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ۴۰ نام cover نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ اگر ۱۰ منٹ بھی دیں تو ۲۴ معزز حضرات آج بات کر سکتے ہیں لہذا ۱۰ منٹ فی رکن ٹھیک رہیں گے جو معزز حضرات آج بات نہیں کر سکیں گے تو یہ بات understood ہو گی کہ وہ کل کی نشست میں بجٹ پر اظہار خیال فرما سکیں گے تو میں سب سے پہلے مخدوم زادہ صاحب کو جو بات کرنے کے لئے بے قرار ہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ . . . .

ایک فاضل رکن: جناب سپیکر! جنہیں کل ٹائم نہیں دیا گیا تھا وہ پہلے نام . . . .

جناب سپیکر: انہیں ٹائم دیا جائے گا جو کل نہیں بول سکے

سردار زادہ ظفر عباس (جھنگ): جناب والا بہتر یہ ہو گا کہ جن اصحاب کو آج آپ وقت دے سکیں گے ان کے نام اناؤنس کر دیں تاکہ دوسرے ممبر صاحبان انتظار نہ کریں۔

ایک فاضل ممبر: کل میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا تو آج آپ نے اس کی رولنگ دینی تھی وہ کورٹ والی۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آرڈر پر رولنگ دینی ہے۔ ٹھیک ہے رولنگ دیں گے۔

ایک فاضل ممبر: جن حضرات کے کیس Pending ہیں Election Petition یا اور Cases ہیں ختم ہونے کے لئے کورٹ میں کیس چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی درست ہے۔

ایک فاضل ممبر: آپ نے فرمایا تھا کہ کل میں اس پر رولنگ دے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی میں آج اس ضمن میں رولنگ دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب سپیکر: جی مخدوم زادہ صاحب۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر میں آپ کی توجہ رولز آف پروسیجر کے ضابطہ ۱۹۵ کی طرف مبذول کرواتا ہوں۔ آپ کو صفحہ نمبر ۷۷ پر یہ قطعی اختیار ہے کہ اگر کوئی ناخوشگوار واقعہ یا قابل اعتراض الفاظ ہاؤس میں کہے جائیں تو ان کو حذف کرنے کا آپ کو مکمل اختیار ہے۔ لیکن جو کارروائی ہاؤس کے نوٹس میں یا ممبروں کے سامنے آچکی ہو ہماری روایت تھی کہ ایوان سے پوچھا جاتا تھا تاکہ اراکین اسمبلی کو معلوم ہو جائے کہ کارروائی میں سے کیا کیا حذف کیا جا رہا ہے۔ میں اس چیز پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں کہ نوجوان برخوردار وزیر خزانہ نے اپنی غلطی محسوس کرتے ہوئے صدق اور خلوص نیت کے ساتھ مجھ سے معذرت کا اظہار کیا ان کے والد بزرگوار بھی تشریف لائے انہوں نے بھی معذرت کی اور میں نے خلوص دل سے اور بغیر ذہن میں کوئی بات رکھے انہیں معاف کر دیا ہے (تالیاں)

اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میرے دل میں کوئی بغض باقی نہیں رہا اور میں نے اس سلسلہ میں اپنی وضاحت کے لئے ایک statement اراکین کی اطلاع کے لئے ایوان کی میز پر رکھی ہے تاکہ ممبران دیکھ لیں کہ میرے ذمے کوئی واجب الادا رقم ۱۹۷۸ء سے لے کر اب تک نہیں ہے۔ (تالیاں)

اور یہ فیصلہ سپریم کورٹ میں ہوا تھا وہ ۲۵ لاکھ روپے کی رقم ایک من گھڑت کہانی

تھی جو ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے زمانے میں ایجاد کی گئی تھی اس میں سے figures کا فرق تھا ۲۵ لاکھ روپے کا معاملہ ۲۵ ہزار روپے پر ختم ہوا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ آپ نے جو remarks حذف کئے اس سے ہاؤس کو آگاہ کر دیا جاتا۔

میرا دوسرا پوائنٹ آف آرڈر ہے جناب کہ آپ کو کلی طور پر اختیار ہے کہ آپ بجٹ کے Procedure کے لئے دن مقرر کریں مباحثات کا وقت مقرر کریں لیکن ایک غلط فہمی ممبران کے ذہن میں ہے کہ میرے Cut Motions بڑے تماشا تھے لیکن میں نے وہ withdraw کیوں کئے؟ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے میٹنگ بلائی تھی اور چونکہ ہماری نیت کوئی دخل اندازی یا رخنہ اندازی کی نہیں لہٰذا میں نے ممبران کے فائدے کے لئے ان کے مفاد کے لئے چند شرائط Cut Motions withdraw کی تھیں آپ نے وعدہ کیا تھا اور لاء منسٹر نے وعدہ کیا تھا کہ مطالبہ زر کے دن دو سے زائد کر کے تین کر دیئے جائیں گے پہلے دن جنرل ایڈمنسٹریشن ہوگی، دوسرے دن ایگریکلچر ہوگا۔ اور تیسرے دن آپ ہمیں رورل ڈویلپمنٹ اور لوکل گورنمنٹ پہ بحث کی اجازت دیں گے۔ اگر یہ arrangement ہو تب تو مجھے اطمینان ہے پھر آپ نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ مجھے دس منٹ نہیں بلکہ زیادہ دیں گے میں دس منٹ کا عادی ہی نہیں اگر آپ تین دن آج مقرر کرتے ہیں تو میں اس پلندے کو تین حصوں میں تقسیم کروں گا۔ اور اس دن لاء منسٹر صاحب نے بھی وعدہ کیا تھا کہ میری بجٹ تقریر ایک گھنٹے کی ہو گی اگر آپ ایک گھنٹہ نہیں دیتے تو پھر میں معذوری کا اظہار کروں گا۔ میں تقریر کروں گا ہی نہیں۔ اس لئے کہ کچھ ایسے مسائل جو صوبے کی ایڈمنسٹریشن اور جمہوریت کے فروغ سے تعلق رکھتے ہیں اور جو ہمارے حصص تقسیم کئے جاتے ہیں مرکز سے صوبے کو اس کے مسائل ہیں۔ ہندوستان جتنا Agriculture میں ترقی کر رہا ہے اس طرح پاکستان میں subsidies وہ inventives نہیں

مل رہے ہے۔ یہ میرے پاس تمام records موجود ہیں جس سے اس ایوان کو مستفید ہونے کا حق حاصل ہے۔ اگر میرے وقت میں آپ کمی کرنا چاہتے ہیں تو میں معذرت کروں گا اور پھر تقریر نہیں کروں گا۔ لیکن میرے لئے آپ یہ اجازت دیں کہ اگر دیگر صاحبان اپنا اظہار خیال کرنا چاہیں تو جس طرح پچھلی دفعہ مہربانی کی تھی۔ اگر وہ مجھے وقت عنایت فرمادیں تو مہاورنہ آپ پہلے arrangement کے مطابق یعنی وزیر قانون نے جو وعدہ کیا ہے اس کے متعلق وضاحت فرمائیں۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں ہاؤس کی اطلاع کے لئے عرض کئے دیتا ہوں کہ مخدوم زادہ صاحب کے بارے میں منعقدہ اجلاس کی کارروائی میں کہے گئے الفاظ کچھ bad taste میں جاتے تھے۔ اس لئے ہم نے انہیں اپنے طور پر حذف کردیا ہے۔ (تالیاں)

مخدوم زادہ صاحب نے بتایا ہے کہ اس ایوان کی یہ روایت رہی ہے کہ الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتے وقت ایوان کی اجازت لی جاتی تھی تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ان الفاظ کو حذف کرنے کے لئے آپ اجازت عطا فرمائیں۔ جہاں تک اجلاس کے لئے دنوں کے بڑھانے کا تعلق ہے اس سے میں اتفاق کرتا ہوں اور demands / grants پر رائے شماری کے لئے ہم ایک دن مزید بڑھانے کا اعلان کرتے ہیں۔ اب دو دنوں کی بجائے تین دن ہوں گے۔ ووٹنگ اور بحث کے لئے پانچ دن پہلے ہی مقرر کئے جاچکے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پانچ دن۔ بجٹ پر بحث کے لئے کافی ہیں۔ میں مخدوم زادہ صاحب کی demand کے مطابق اس ہاؤس کی demand کے مطابق اور پرانی روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نے دو دنوں کی بجائے ووٹنگ کے لئے تین دن مقرر کئے۔ اور اب اس پروگرام میں تبدیلی کچھ اس انداز میں ہوگی کہ آٹھ اور نو جون کو ووٹنگ ہوگی۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ مطالبات کا بھی ذکر کر دیں۔

جناب سپیکر۔ ۱۰ تاریخ کو ایک بل پنجاب میں زرعی اجناس کی منڈیوں کا ترمیمی آرڈیننس مجریہ ۸۵ء اور پیش کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد ۱۲ اور ۱۳ کو غیر سرکاری کارروائی یعنی Private Members Business ہو گا۔ تو اس کے مطابق آپ تبدیلی فرما سکتے ہیں۔ اب میں مخدوم زادہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ تقریر فرمائیں۔

وزیر قانون: جناب والا کے اعلان سے ممبران کو اپنی اپنی رائے کا اظہار کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ موقع دیا گیا تاکہ کچھ اراکین یہ خیال نہ کریں کہ ان کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اپنے ممبران کو اس بارے میں بحث کے لئے زیادہ وقت دینا چاہتے تھے تاکہ وہ اپنی آراء سے ہمیں نوازیں۔

دیگر میں یہ عرض کروں گا کہ اس بارے میں اعلان ہو چکا ہے کہ ایک دن کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے ضروری سمجھا گیا کہ اس کا وقت بڑھایا جائے تاکہ تمام ممبران اپنی اپنی demands پر رائے کا اظہار کر سکیں۔

تیسری بات سے تھوڑا سا اختلاف ہے کہ ایک گھنٹہ کا کوئی وقت نہیں مقرر ہوا۔ البتہ یہ بات ضرور ہوئی ہے کہ وہ جس دن بولیں اس دن پہلے ان کو بولنے کا موقع دیا جائے تاکہ اس طرح انہیں معمول سے کچھ زیادہ وقت مل جائے۔ جناب آپ ان کو زیادہ وقت دیں لیکن ایک گھنٹہ کی بات نہ طے ہوئی ہے نہ ہونی تھی۔ نہ ہی میرا خیال ہے کہ اس بارے میں کوئی فارمولا طے ہوا تھا۔ آپ کو دس منٹ کی بجائے زیادہ وقت دینے کا اختیار ہے اور ویسے بھی رولز allow کرتے ہیں کہ کسی ممبر کو اگر آپ چاہیں تو زیادہ وقت دے سکتے ہیں۔ دوسروں کا وقت کاٹ کر یہ بلکہ آپ خود اپنی طرف سے کسی ممبر کو تھوڑا وقت زیادہ دے سکتے ہیں۔ جو بھی آپ مناسب سمجھتے ہیں وقت میں مزید توسیع کر دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر پہلے تو ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے جناب کے حکم کے مطابق کوئی ممبر ہاؤس کو کراس نہیں کر سکتا۔ جب جناب سے براہ راست بات ہو رہی ہوتی ہے۔ جناب سردار صاحب نے اس کا ذرا خیال نہیں کیا۔ اس کے لئے جناب ذرا وضاحت فرمائیے!

دوسری عرض ہے کہ ٹائم ساڑھے آٹھ بجے کی بجائے اگر جناب کل صبح ۹ بجے کر دیں تو بڑی خوشی ہوگی۔

(قطع کلامیاں)

وزیر صنعت: جناب سپیکر اس وقت زیر بحث معاملہ جس پر محترم وزیر قانون صاحب نے بھی اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ وہ یہ ہے کہ اس ایوان کے ایک معزز رکن چاہتے ہیں کہ ان کو کم از کم ایک گھنٹہ تقریر کے لئے دیا جائے۔ اس سلسلہ میں میری گذارش ہے ویسے تو رولز کے مطابق آپ کو اختیار ہے کہ جس کو چاہیں وقت دیں لیکن ایک اصول کو ہمیں سامنے رکھنا ہو گا۔ اس معزز ایوان کے تمام اراکین ایک جیسا استحقاق رکھتے ہیں۔ اور بجٹ ایک ایسا موضوع ہے جس پر قریب قریب ہر فاضل رکن اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہے گا۔ دوسری صورت حال یہ ہے کہ ابھی ابھی میرے دو رفقاء نے ارشاد فرمایا کہ ان کا نام کل سے مقررین کی فہرست میں تھا لیکن وقت کی کمی کی بناء پر ان کو کل موقع نہیں مل سکا تھا۔ آپ نے یہ رولنگ دی ہے کہ ان کو آج پہلے تقاریر کا موقع دیا جائے گا۔ میرا گذارش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اگر ہم نے اس اصول کو اپنایا کہ کسی کو زیادہ وقت دیا جائے تو پھر اس اصول کو ہمیں اس معزز ایوان کے تمام اراکین پر لاگو کرنا ہوگا۔ لیکن اس طرح کسی کو بھی تقاریر سے روکنے والی بات نہیں چل سکے گی۔ اس لئے میں گذارش کروں گا کہ اس معاملہ پر آپ اس معزز ایوان کے تمام فاضل اراکین کے ساتھ ایک جیسا ہی سلوک فرمائیں اور جو بھی وقت مقرر ہو وہ ہم سب کے لئے مساوی ہو اور اگر آپ اصول طے فرماتے ہیں کہ زیادہ وقت بھی دیا جائے گا تو پھر اس ایوان کے دیگر فاضل اراکین اگر اپنے خیالات کے اظہار کے لئے زیادہ وقت لینا چاہیں گے تو پھر

ان کے ساتھ بھی ویسا ہی مساویانہ سلوک کرنا ہوگا۔ شکریہ۔

جناب محمد اصغر: جناب سپیکر حسن محمود صاحب نے ایک گھنٹہ بجٹ تقریر کے لئے طلب کیا ہے اور جناب منسٹر صاحب نے اس کے جواب میں جو کچھ فرمایا ہے وہ بھی ہاؤس نے سنا ہے۔ جناب سپیکر میری تجویز ہے کہ ۹ ممبر رحیم یار خان سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ مخدوم زادہ صاحب بھی رحیم یار خان سے ہیں تو میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہر ممبر اپنے پانچ منٹ مخدوم صاحب کے لئے وقف کرتے ہیں۔

جناب سپیکر اس لحاظ سے ۴۵ منٹ ان کا وقت بنتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ میری اس تجویز پر کسی ممبر کو اعتراض ہو۔ شکریہ۔

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر میں اپنے حصے کا ۔ ارمنٹ کا وقت مخدوم زادہ صاحب کو دیتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا جو اپنا ٹائم دے رہے ہیں وہ کل اپنی تقریر کر چکے ہیں۔ یہ کس خیرات سے حصہ دے رہے ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی۔ (قطع کلامیاں)

کل آپ نے تقریر کر لی ہے۔ آپ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔ آپ کس حصہ سے وقت دے رہے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ایک وقت میں آپ اندازہ فرمائیں۔ سبھی اراکین ایک پوائنٹ آف آرڈر پر کیسے بول سکتے ہیں۔ کوریجہ صاحب آپ بات کر چکے ہیں۔ تشریف رکھیں۔

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر! جن اراکین کو آپ نے آج تقریر کرنے کے لئے یا بحث میں حصہ لینے کے لئے دعوت دینی ہے ان اراکین نے اگر مخدوم صاحب کو وقت دینا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ اس طرح نہیں ہونا چاہیے، otherwise جن ارکان نے کل بھی بحث میں حصہ لیا وہ کہیں کہ ہمارا حصہ کا وقت بھی مخدوم زادہ صاحب کو دے دیا جائے تو ٹھیک نہیں ہوگا۔ لیکن جنہوں نے آج اس بحث میں حصہ لینا ہے اگر وہ اپنا وقت مخدوم صاحب کی نذر کرنا چاہتے ہیں۔ پھر تو ٹھیک ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : جی چودھری صاحب آپ فرمائیں۔

چودھری اصغر علی گجر : جناب سپیکر اس طرح کافی وقت ضائع ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں مخدوم صاحب وقت اختصار کر لیں اور کچھ ایوان اختصار کرے گا۔ گو آپ کے اختیار میں ہے جتنا آپ مناسب سمجھیں وقت دے دیں۔ کچھ تھوڑی سی کارروائی شروع فرما دیں۔ کارروائی شروع ہونے سے قبل میں ایک گذارش کروں گا کہ جونہی اراکین اسمبلی بجٹ پر عام بحث شروع کریں گے لازمی بات ہے کہ وہ پانی کے مسئلے کو ضرور چھیڑیں گے۔ آپ اس بات کو جانتے ہیں کہ مخدوم صاحب اٹھتے ہی پانی کے مسئلے پہ بات کریں گے اور ہر آدمی پانی کے مسئلے پہ بات کرے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب لاہور میں تشریف لا چکے ہیں۔ اس سے پہلے اراکین اسمبلی اپنی اپنی بات کریں بہتر ہو گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کل کی کارروائی سے جو وزیر اعلیٰ سندھ۔ پنجاب اور وزیر اعظم پاکستان کے درمیان ہوئی ہے پورے ایوان کو آکر مطلع فرمائیں تاکہ صحیح صورت حال ایوان کے سامنے آسکے۔ اور اس کارروائی کو مدنظر رکھتے ہوئے صحیح بحث و تمحیص کر سکے۔ یہی میری گذارش ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : پوائنٹ آف آرڈر پہ آپ اپنا وقت لے رہے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ : میں عرض کروں گا ایوان میں ایک نئی چیز پیدا ہوئی ہے۔

جناب سپیکر۔ جی فرمائیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ : عرض ہے یہ کوئی سربراہی یا نمبرداری نہیں اور نہ ہی ذیلداری ہے کہ میں اپنی بحث کے وقت کا سربراہ کسی اور رکن کو مقرر کر دوں۔ میں نے تو اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے جو صاحب اپنا وقت کسی اور صاحب کو دینا چاہیں اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار نہیں کرنا چاہتے۔ ان کو کوئی interest نہیں ہے۔ یہ طریقہ نہ اپنائیں کہ ایک ممبر کو دوسرے ممبروں سے وقت مانگنا پڑے اور یہ سربراہ مقرر ہو جائیں۔

جناب سپیکر: کوریجا صاحب آپ تشریف رکھیں ان کو بات کر لینے دیں۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ: یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ ایک معزز ممبر کو وقت دے سکتے ہیں۔ لیکن اس کی کوئی حد ہے۔ ہر ممبر کے حقوق ایک جیسے ہیں۔ ہمیں بھی وقت اتنا ہی زیادہ دیا جائے۔ لیکن یہ طریقہ نہیں ہے کہ میں کہہ دوں کہ میرا وقت فلاں ممبر کو دے دیا جائے۔ یہ کوئی سربراہی نہیں ہے ہر ممبر جو بحث کے لئے خود بولے۔ اگر خود نہیں بولتا تو کہہ دے کہ میں بولنا نہیں چاہتا۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ہو گئی۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد صدیق: جناب ضمنی بجٹ کے اختتام پر آپ نے رولنگ دی تھی جو ریکارڈ پر موجود ہے کہ جو اراکین ضمنی بجٹ کے موضوع پر تقریر نہیں کر سکے انہیں سب سے پہلے بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع ملے گا۔ جناب سپیکر، اس کا دارومدار آپ کی صوابدید پر ہے۔ لیکن صوابدید کا استعمال کرتے ہوئے بھی انصاف نظر آنا چاہیے۔ اس ایوان میں کئی مقررین ایسے ہیں جو پہلے تقاریر کر چکے ہیں اور جو لوگ تقریر نہیں کر سکے۔ انہیں ابھی تک تقریر کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔ مجھے ان کی بات کا جواب دینے دیں۔

وزیر قانون: اس بارے میں اگر اجازت دیں تو میں وضاحت کر دوں۔ جناب والا۔ میں نے rule ۱۰۸ کے تحت گزارش کی تھی کہ جب بجٹ پر debate ہو رہی ہو تو اس بارے میں آپ کو وقت مقرر کرنے کا پورا اختیار ہے۔ اس کے علاوہ کسی مقرر کو جناب زیادہ وقت allot فرما سکتے ہیں۔ یہ اپنی جگہ rule بھی موجود ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ کہیں اسمبلی کی غلط روایت قائم نہ ہو جائے۔ اس بارے میں میری ذمہ داری ہے کہ میں جناب والا کی خدمت میں گزارش کروں کہ کوئی ممبر اپنا وقت کسی دوسرے ممبر کو دینے کا حق نہیں رکھتا۔ ہر

ممبر کا اپنا نام ہے۔ اگر وہ تقریر کے لئے وقت لینا چاہے تو لے۔ اگر وقت چھوڑنا چاہے تو چھوڑ دے۔ اس کی اپنی صوابدید ہے۔ لیکن وہ اپنا وقت کسی دوسرے رکن کو تفویض نہیں کر سکتے۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ جناب سپیکر! اگر آپ خود پسند فرمائیں اور ضرورت سمجھیں کہ Debate کے دوران اگر کسی ممبر کے Points اچھے آرہے ہوں تو ہاؤس کی افادیت کے لئے اس سے استفادہ حاصل کرنے کے لئے آپ تھوڑا بہت وقت عنایت فرمادیں۔ یہی میں وضاحت کرنی چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: جی مخدوم زادہ صاحب، آپ بسم اللہ کیجئے۔

جناب محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر۔ ایک منٹ کے لئے۔ قانونی گزارش ہے۔ میں آپ سے اور اس معزز ایوان سے استدعا کرتا ہوں کہ وقت کی قید مناسب نہیں ہے ورنہ مقررین حضرات معزز ممبران نہ تو اپنا مدعا پوری طرح سے بیان کر سکیں گے اور نہ ہی یہ معزز ایوان ان سے استفادہ کر سکے گا۔ اس لئے درخواست ہے کہ آپ کھلی چھٹی دے دیں۔ جتنا کوئی چاہے وہ وقت لے۔ اس ضمن میں ایک شعر عرض ہے۔

جناب سپیکر: جی، ارشاد فرمایئے۔ دراصل تو آپ شعر ہی سنانا چاہتے ہیں۔

جناب محمد رفیق: یہ کیا دستورِ زبان بندی ہے کیسا تیری محفل میں

یہاں بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

میاں مختار احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ مہربانی فرمائی ہے اور کٹ موشن Cut Motion/demands کے لئے تین دن مقرر فرمائے ہیں۔ لیکن جب سے اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا ہے، کوئی وقفہ سوالات مقرر نہیں کیا گیا تو غیر سرکاری کارروائی کے لئے جو گیارہ اور بارہ تاریخ کے دن مقرر کئے گئے تھے، میں جناب سے استدعا کروں گا کہ غیر سرکاری کارروائی کے لئے تین دن مقرر کئے جائیں۔ کیونکہ بے شمار ممبران حکومت کے بارے میں یا مختلف

واقعات کے بارے میں information لینا چاہتے ہیں ۔ لہذا غیر سرکاری کارروائی کو بھی تین دن کے لیے کیا جائے تاکہ ہم اپنے Resolutions اپنے خیالات کے بارے میں متعلقہ سیکرٹری صاحبان سے استفادہ حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر : آپ کے اس فرمان پر غور کیا جائے گا۔ مخدوم زادہ صاحب ، بسم اللہ کیجئے۔

چودھری فیض احمد : (پارلیمانی سیکرٹری) جناب والا ، میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں جس سے یہ تمام مسئلہ حل ہو جائے گا۔ مخدوم صاحب کی اور میری عمر کافی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ مصلّے پر بیٹھ کر نمازیں پڑھیں اور اللہ کو یاد کریں ۔ یہاں ۹۰ فی صد نوجوان طبقہ آیا ہے ہمارے شاہین بچے جنہوں نے آکر ہماری رہنمائی کرنی ہے ۔ ان کو چاہیے کہ مہربانی کریں۔ ہم سارا وقت ان کو دینے کے لئے تیار ہیں ۔ مگر یہ قیمتی وقت تخریب پر ضائع نہ ہو بلکہ مثبت قدم کی طرف گامزن ہو۔ تاکہ ان بچوں کی رہنمائی ہو سکے ۔ جنہیں آئندہ کے لئے لیڈر بننا ہے ۔ اور یہ نوجوان بچے ۹۰ فی صد سومنات کے مندر گرا کر اسمبلی میں آئے ہیں ۔ سب الیکشن میں شکست دے کر آئے ہیں ۔ تو کیوں نہ ان کو trained کیا جائے بجائے اس کے کہ وہ انہیں ہر بات تخریبی سکھائیں جوان کے ذہنوں پر پڑے اور ان کے ذہن خراب ہوں ۔ وہ ایسے مثبت و اصلاحی اقدام سیکھیں تاکہ وہ عملی سیاسی زندگی میں خوش رہیں اور ہم بھی خوش رہیں ۔ اس لئے میں مخدوم صاحب کے آگے ہاتھ باندھتا ہوں کہ وہ اللہ کو یاد کریں اور ان باتوں کو چھوڑیں کہ ہر بات پر "تنقید" ہر بات پہ "تنقید" ۔ یہ "تنقید" کا کیا مطلب ہے ؟ آپ ان نوجوانوں کو سکھائیں ۔ ان کے لئے مثبت اور تعمیری رویہ اختیار کریں۔

راجہ خلیق اللہ خان : جناب ۔ چودھری فیض احمد صاحب پارلیمانی سیکرٹری کے عہدے سے استعفیٰ دے دیں ۔ اور کسی نوجوان کو میدان میں آنے دیں ۔ میں ان کی تائید اور ان سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ اگر اپنے آپ کو سومنات کے بت نہیں سمجھتے ، تو یہ پارلیمانی سیکرٹری شپ سے استعفیٰ دے دیں ۔ اور ایک نوجوان کو پارلیمانی سیکرٹری بننے کا موقع دیں۔

(نعرہ ہائے تحسین) -

سردار شاہد اقبال : انہوں نے یہاں پوائنٹ آف آرڈر پر بڑی طویل تقریر کی ہے۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ کوئی یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ ہم نماز نہیں پڑھنا چاہتے۔ یہاں اسمبلی میں ہم عوام کے روزمرہ کے مسائل لے کر آئے ہیں۔ ہمیں ان مسائل کو حل کرنا ہے مگر یہ بات نہیں ہے کہ مخدوم صاحب بول بھی نہ سکیں۔ اس کے علاوہ ہم نے یہاں بہت سے اہم فیصلے بھی کرنے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر : جی راہی صاحب - آپ جب بول سکتے ہیں تو پھر اردو بولیے۔

چودھری فضل حسین راہی : اچھا جی۔ بہرحال، جب تقریر کروں گا تو پنجابی میں ہی کروں گا میرا

خیال یہ ہے کہ اس وقت حسن محمود صاحب نے یہ point out کیا ہے کہ وہ ایک گھنٹہ تقریر کرنا چاہتے ہیں۔ آپ انہیں اجازت دے دیں۔ اس وقت سے لے کر اب تک غالباً پینتیس یا چالیس منٹ گزر چکے ہیں۔ اور پینتیس یا چالیس منٹ کی باتوں سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ اگر انہیں یہ وقت دے دیا جاتا تو شاید اب تک کوئی نہ کوئی نتیجہ برآمد ہو جاتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

بہتر یہ تھا کہ آپ اجازت دے دیتے تاکہ ان پینتیس یا چالیس منٹ کا استعمال ہو جاتا۔ آئندہ کے لئے میں معزز ایوان سے آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ اگر کبھی کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے تو logic کا استعمال کیجیے۔ Thank you very much

جناب سپیکر : مجھے اجازت دینے میں نہ پہلے تامل تھا نہ اب تامل ہے۔ آپ خود مجھے اجازت دینے سے روک رہے ہیں۔ مخدوم زادہ صاحب۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر، میری تقریر کبھی کسی تخریب یا رخنہ اندازی کے لئے نہیں ہوگی۔ ملکی مفاد پہلے، صوبائی مفاد دوسرا، اور میانوالی کے اعزاز اور حقوق کا مسئلہ تیسرا نکتہ ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا، اگر آپ نے تین دن مطالبات زر کے لئے مقرر کیے ہیں تو پہلا دن جنرل ایڈمنسٹریشن، دوسرا دن اگریکلچر، تیسرا دن لوکل گورنمنٹ اور رورل ڈویلپمنٹ کا ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: کسی کو مخدوم زادہ صاحب کی تجویز سے اختلاف ہے؟

وزیر قانون: جناب والا، اس ہاؤس کو Conduct کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ اس کے لئے ابھی کوئی فیصلہ نہ ہم دے سکتے ہیں۔ نہ ابھی کر سکتے ہیں۔ یہ ہم اپنے بجٹ کو دیکھتے ہوئے طے کریں گے۔ یہ بات بحث شروع ہونے سے قبل طے نہیں ہو سکتی۔ ہاؤس کی آراء آنے کے بعد کس کس بات پر وہ زیادہ توجہ چاہتے ہیں اور اس کے بعد عام بحث کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اس ایوان کو Conduct کریں گے۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب، اس پر ہم فیصلہ کر لیں گے اور طے کر لیں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میرا خیال تھا کہ میں آج ان نکات پر بحث ہی نہ کروں تاکہ ہاؤس کا وقت بچے۔ اس لئے میں یہ کہہ رہا تھا کہ میں جنرل ایڈمنسٹریشن کو جنرل ایڈمنسٹریشن والے دن discuss کروں گا۔ اگریکلچر کو اگریکلچر والے دن discuss کروں گا۔ اور لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ کو رورل ڈویلپمنٹ والے دن ہی زیر بحث لاؤں گا۔

وزیر قانون: جناب والا، میں عرض کروں گا کہ مخدوم زادہ صاحب کی تجاویز سر آنکھوں پر، لیکن بات یہ ہے کہ یہ پانچ دن General discussion کے لئے مختص ہوئے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: — تو پھر آج میں سارے پوائنٹس عرض کرتا ہوں۔

وزیر قانون: اس لئے یہ کہنا کہ یہ پوائنٹس میں بعد کے لئے چھوڑ دوں گا مناسب نہیں۔ کیونکہ وہ دن تو صرف مطالبات زر کے لئے مقرر ہیں۔

۱ تقاریر کے لئے روزانہ موقع نہیں ملے گا. اس لئے معزز رکن سے گذارش ہے کہ وہ اپنے خیالات جو جنرل بحث میں کرنا چاہتے ہیں انہیں ۵ ایام میں مکمل کرلیں. اور ان تین دنوں کی الاٹمنٹ ہاؤس کی تجاویز کو سامنے رکھتے ہوئے ممبران کی تجاویز کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اس وقت کرلیں گے اور ہم انشاء اللہ یہ الاٹمنٹ ہاؤس کو Confidence میں لے کر کریں گے.

جناب سپیکر: ایڈیشنل سیکرٹری صاحب کے پاس چیف منسٹر صاحب کی ملاقات کے بارے میں کچھ اعلانات ہیں.

ایڈیشنل سیکرٹری اسمبلی : ایک اعلان ہے

The Chief Minister will meet the MPAs from various Divisions daily from 10 to 11 hours in the Committee Room of the Provincial Assembly.

چیف منسٹر صاحب مختلف ڈویژنز کے ایم پی اے صاحبان سے روزانہ مندرجہ ذیل پروگرام کے تحت دس بجے سے گیارہ بجے تک صوبائی اسمبلی کے کمیٹی روم میں ملاقات کریں گے.

بہاولپور ڈویژن	۴ جون	۱۹۸۵ء	ملتان ڈویژن	۵ جون	۱۹۸۵ء
ڈیرہ غازی خان ڈویژن	۶ جون	۱۹۸۵ء	سرگودھا ڈویژن	۸ جون	۱۹۸۵ء
فیصل آباد ڈویژن	۹ جون	۱۹۸۵ء	راولپنڈی ڈویژن	۱۰ جون	۱۹۸۵ء
گوجرانوالہ ڈویژن	۱۱ جون	۱۹۸۵ء	لاہور ڈویژن	۱۲ جون	۱۹۸۵ء

جناب سپیکر! جی مخدوم زادہ صاحب

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر میری خواہش کے برعکس وزیر قانون صاحب نے کہا ہے لہذا میں مختصراً ہر پوائنٹ کو Touch کروں گا اور تفصیل کے ساتھ جو بھی مطالبات زر کے دن مقرر ہونگے ان پہ بحث کروں گا. سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیشہ یہ رواج رہا ہے کہ جب وزیر خزانہ ایسا بجٹ پیش کرے جس میں کوئی ٹیکس نہ لگے تو انہیں مبارک باد

پیش کی جاتی ہے لیکن میں اس لئے مبارک باد دینے سے قاصر ہوں کہ یہ بیوروکریسی کا تیار کردہ بجٹ ہے اس میں ممبران کا کوئی دخل نہیں ہے اس میں وزراء کا بھی دخل معلوم نہیں۔ وزیر خزانہ نے یہ بجٹ پیش کیا ہے اور تالیاں بجوائی ہیں کہ اس میں عوام پہ کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے۔ لیکن ان کو علم ہونا چاہیئے تھا کہ ان کے نوجوان وزیر اعلیٰ جو ماضی میں وزیر خزانہ بھی رہے ہیں نے بھی گذشتہ چار سالوں میں کوئی ٹیکس نہیں لگایا۔ لہذا یہ کوئی نئی بات نہیں تھی جو اس ایوان میں پیش کی گئی ہے۔ دوسرا میرا پوائنٹ General Administration سے شروع ہوتا ہے۔ اور صوبے کا General Administration جیسے مرکز میں وزیر اعظم ہے اور ان کے Chief Executive Chief Minister اختیارات کے لئے قابل مواخذہ اور قابل جواب دہ ہیں اور ان کے پاس ممبران پہنچ سکتے اور اپنی تکالیف کا مداوا کر سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے خود اپنی مرضی سے ہمیں ٹالنے کے لئے اختیارات سے دستبرداری اختیار کی ہے تو وہ الگ بات ہے۔ لیکن اگر ان سے اختیارات چھین لئے گئے ہیں تو ہم ان کا ساتھ دینے کو تیار ہیں۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں (تالیاں) گورنمنٹ کے Rules of Bussiness میں انہیں وسیع اختیارات حاصل ہیں جس کا کہ انہوں نے حلف اٹھایا ہے۔ جس دن انہوں نے حلف اٹھایا اس دن سے Rules of Procedure میں تبدیلی آئی ہے جس سے وسیع تر اختیارات کو محدود کر دیا گیا ہے۔ ہم کیسے روزانہ گورنر صاحب سے Interview مانگیں گے۔ ہمارا مداوا ہمارے مطالبات ہماری مشکلات کا حل مہینے میں ایک دفعہ Interview سے نہیں ہوگا۔ چیف منسٹر تو ہر وقت ہمارے پاس ہیں۔ ان کو ہم پکڑ سکتے ہیں ان سے ہم کہہ سکتے ہیں۔ ان سے مطالبہ کر سکتے ہیں اور مشکلات دور کرا سکتے ہیں۔ لہذا میں ایوان سے درخواست کروں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو طاقتور بنائیں اگر وہ طاقتور ہیں تو آپ طاقتور ہیں۔ اگر وہ طاقتور نہیں ہیں تو جیسے میں نے غلطی سے عرض کر دیا تھا ڈی سی حکم نہیں دے گا آپ ڈی سی کو حکم دیں گے۔ مگر اب وہ حالت نہیں رہی اس لئے جب تک

تبدیل نہ ہوں خدارا ڈی سی کو حکم دینے کی جرأت نہ کریں۔ (تالیاں)

جناب وزیر اعلیٰ اور وزراء صاحبان! اگر آپ حضرات نے مرکز کے وزیر خزانہ کی تقریر کا بغور مطالعہ کیا ہوتا۔ تو آپ کو معلوم ہوتا کہ جس طرح ہم ایم پی اے دیہات سے آتے ہیں اسی طرح بیشتر ایم این اے بھی دیہات سے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب میں مداخلت کی معذرت چاہتا ہوں لیکن آپ براہ راست ایوان میں موجود ممبران اور وزرائے کرام کو مخاطب نہیں کر سکتے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: نہیں میں تو آپ کی وساطت سے کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ نے مجھے مخاطب نہیں کیا بلکہ آپ براہ راست ایوان کو مخاطب کر رہے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: نہیں جناب، میں پہلے جناب سپیکر کہہ چکا ہوں۔ میں آپ سے ہی مخاطب ہونگا یہ غلطی تو میں کبھی نہیں کر سکتا۔ عرض یہ ہے کہ جو نیا رخ مرکز کے بجٹ نے اختیار کیا ہے وہ صرف اس لئے کیا ہے کہ وہاں زراعت اور Pressure Rural Population اور اسمبلی Pressure کے تحت انہوں نے دیہی بجٹ لوگوں کی فلاح و بہبود رورل ایریا کی ڈویلپمنٹ واٹر سپلائی ذرائع مواصلات کے لئے بنایا اور وعدے کیئے۔ مذکورہ وعدے حکومت پنجاب کو پورے کرنے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ وزیر خزانہ کی خوشگوار تقریر کرنے کے بعد ہمارے دیہاتی لوگوں کی امنگیں بڑھ گئی ہیں، توقعات بڑھ گئی ہیں اور اگر ٹیکسز اور ڈویلپمنٹ میں صوبائی حکومت کو حق نہ دیا گیا۔ ٹیکسز میں تو حکومت پنجاب ان کی امیدوں پر کیسے پوری اترے گی۔ میں ایوان کو کچھ فگرز Figures دیتا ہوں جس سے اندازہ ہوگا۔ جناب پہلے طریقہ کار یہ تھا کہ ایک زمانے میں جب پاکستان معرض وجود میں آیا اور پری پلان پیریڈ Planning Commission نہیں بنا تھا اس وقت صوبوں اور سنٹر کی آپس میں تقسیم زر ہوتی تھی۔ خزانہ کی رقومات تقسیم ہوتی تھیں پری پلان پیریڈ میں مرکز اپنے پاس ۴۰٪ سے کم رکھ کر ۶۰٪ سے زیادہ

رقوم صوبے کو دینے والا طریقہ کار تھرڈ پلان پیریڈ تک چلتا رہا۔ جب کہ مرکز نے اپنے پاس ۱۲ فی صد اور صوبوں کو ۸۴ ٪ رقم دی۔ ۷۰-۱۹۷۱ء کے بعد طریقہ کار بالکل الٹ کر دیا گیا۔ مرکز نے اپنے پاس ۷۲ فی صد فنڈز رکھا۔ اور صوبے کو ۲۷ ٪ دیا گیا۔ یہ معاملہ چلتا رہا تمام اعداد و شمار کو پڑھنے کی مجھے ضرورت نہیں۔ میں ریکارڈ کے لئے پوری Statement دے دونگا۔ لیکن بدقسمتی سے ۷۲ - ۷۳ء سے لے کر ۱۹۸۳ء - ۸۴ء اور ۱۹۸۴ - ۸۵ تک یہی حشر ہوتا رہا۔ ۱۹۸۴ء - ۸۵ میں جیسا کہ چیف منسٹر صاحب کو علم ہے کیونکہ یہ وزیر خزانہ تھے۔ مرکز نے ۷۷.۹۲ ٪ فی صد فنڈ اپنے پاس رکھا۔ اور ۲۲.۰۸ فی صد فنڈ صوبے کو دیا۔ یہ صوبے کی حق تلفی ہے۔ کہ آپ کو Development Sector میں رقم کم کر دی جائے آپ کے Sectors of Development زیادہ ہیں۔ آپ کے Rural areas میں پانی کی سپلائی نہیں ہے۔ وہاں پکی سڑکیں ہیں۔ ذرائع مواصلات اور صحت کا انتظام بالکل نہیں۔ ان چیزوں سے ہم محروم ہیں۔ اور صوبہ پنجاب ان اخراجات کو برداشت نہیں کر سکتا۔

جب تک آپ یہ مطالبہ نہ کریں کہ Development Funds Expenditure صوبے کے پاس زیادہ اور مرکز کے پاس کم ہونے چاہییں آپ اپنی ضروریات کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتے (نعرہ ہائے تحسین) اسی طرح جناب divisible taxes میں بھی یہی حشر ہو رہا ہے کہ تقریباً ۱۹ فیصد صوبے کو دیا جاتا ہے اور باقی مرکز اپنے پاس رکھتا ہے حالانکہ کپاس کی پیداوار اور بہترین چاول باسمتی پیداوار ہماری ہے۔ جس سے کروڑوں روپے زرمبادلہ آتا ہے ہماری کپاس بہترین پیدا ہوتی ہے اس کا بھی زرمبادلہ آتا ہے۔ ٹیکسز پنجاب زیادہ دیتا ہے۔ میں صوبوں کی تقسیم میں نہیں جانا چاہتا میں ایک اصول کی بات کر رہا ہوں کہ ہندوستان میں divisible taxes میں سے ۳۰ فیصد حصہ صوبوں کو ملتا ہے۔ اور اس پر بھی انہیں اعتراض ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ پچاس فیصد ملے۔ اور صوبہ پنجاب کو صرف ۱۶ سے ۱۸ فیصد divisible taxes میں سے ملتا ہے آپ کے ایوان کو یہ مطالبہ کرنا چاہیئے کہ یا تو Taxation کی مدیں صوبے کو صوبے دے دیں جو صوبائی ٹیکس وصول کریں۔ یا رقوم کی

مد میں ہمارا حصہ کم ازکم تیس فیصد ہونا چاہیے ورنہ آپ development expenditure meet with نہیں کر سکتے (نعرہ ہائے تحسین) اس طرح جناب مجھے خوشی ہے کہ یہاں متفقہ طور پر مارشل لاء اٹھانے کے لیے ایک قرارداد منظور کی گئی ہے۔ ہم جمہوری راستوں پہ چلنا چاہتے ہیں لیکن بااختیار ہوکر بے اختیار ہوکر نہیں۔ مجلس شوریٰ یا پنجاب کونسل بن کر نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس وقت claim کیا گیا ہے مرکز میں کہ ہم نے پچھلی distribution میں ۲۰ فیصد کا اضافہ کیا ہے۔ یہ ۲۰ فیصد اضافہ قلیل رقم میں کیا گیا ہے۔ ویسے ہمیں یہ مراد نہیں لے لینی چاہیئے کہ ہمارا حصہ بھی ساتھ بڑھایا گیا۔ جو ہمیں دیا گیا بیس فیصد یعنی پانچواں حصہ اس رقم میں اضافہ کیا گیا۔ اور اس وقت وفاقی حکومت ۷۶ فیصد اپنے پاس رکھ رہی ہے۔ جناب والا جیسے کہ ممبران کی خواہش ہے اور چیف منسٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں Burning Issue اس وقت پانی کا ہے۔ چونکہ اس وقت پنجاب کے علاقے تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ اور Indus Basin Treaty میں میرا حصہ تھا اور میں نے ۱۹۵۲ء میں اس کی مخالفت اس لیے کی تھی کہ میں سمجھتا تھا کہ آنے والے وقت میں یہ چیز ہمارے لیے باعث زحمت بنے گی۔ ہمارا جھگڑا ہندوستان کے ساتھ تین دریاؤں کے پانی کی بندش کا تھا۔ اور وہ تین دریا پنجاب کے علاقے میں تھے اور ان تین دریاؤں پہ پنجاب اور بہاولپور کو حق تھا۔ اس میں سندھ، بلوچستان یا سرحد کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس وقت Eugene Blank جو ورلڈ بینک کے پریذیڈنٹ تھے اور جو negotiator بنے اس کے سامنے ہندوستان اور پاکستان کی پانی کے مسئلے پر گفت و شنید ہوئی ہماری argument تھی کہ بغیر dam کے flowing water ہمیں سستا پڑتا ہے۔ جب آپ بنائیں گے تو پانی مہنگا پڑے گا۔ اور پھر میں نے تین دریاؤں کی نشاندہی کی Saint Lauriqt river جو کنیڈا سے امریکہ میں آتا ہے اور پھر امریکہ سے واپس کنیڈا میں جاتا ہے۔ کسی نے کوئی ڈیم نہیں بنایا۔ Danube جو یورپ کے مختلف آزاد ملکوں سے گزرتا ہے اس کے پانی کو کسی نے نہیں روکا nile جو اتھوپیا اور مصر سے گزرتا ہے اس پہ

بھی کسی نے بند dams بنانے کی جرأت نہیں کی lower riverianians جو نچلے پانی کے حق دار ہوتے ہیں ان کے حقوق International کے مطابق فائق ہیں لہذا unilateral highhandedness might is right والا یہ قصہ ہندوستان نے کھڑا کیا۔ بھاکھڑا ڈیم اور دوسرا چینل بنانے کی ناپاک کوشش کی۔ ہم نے اس کی مخالفت کی لیکن ہماری ایک نہیں سنی گئی۔ اس لیے نہیں سنی گئی کہ وہ ممبران جن کا ذکر تو کرنا چاہیے جو اس ایوان میں جوابدہ نہیں ہوتے لیکن چونکہ یہ ریکارڈ کی بات ہے اس لئے ذکر کر دیتا ہوں ان میں ایک ہمارے مرحوم چودھری محمد علی صاحب اور دوسرے سر ظفر اللہ صاحب تھے۔ انہوں نے کیبنٹ میں جس میں چیف منسٹر صاحب شریک تھے یقین دلایا کہ اگر اس معاہدے کی شرائط کو آپ منظور کر لیں تو ہندوستان نامنظور کرے گا۔ اس کے خلاف world opinion ہوگی میں نے کہا کہ جناب یہ hypothctication کا معاملہ ہے صرف اس بنا پر فیصلہ کرنا کہ اگر ہم یہ منظور کر لیں تو ہندوستان reject کر دے گا۔ اس کے لیے ہم تیار نہیں۔ اگر ہم منظور کرتے ہیں اور ہندوستان بھی منظور کر لیتا ہے تو پھر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ ہمیں پوری یقین دہانی کرائی گئی کہ سو فیصدی یہ بات درست ہے۔ آپ اسے منظور کر لیں۔ میں نے اپنا note of dissent اس وقت دے دیا تھا۔ اور ۱۹۵۲ء میں Ottawa میں میں نے اس معاہدہ کے خلاف تقریر کی تھی اور میں نے ہندوستان والوں کو کہہ دیا تھا کہ پیاس اور بھوک سے پاکستان کا مسلمان اپنے میدانوں پر نہیں مرے گا۔ مرے گا تو ہندوستان کی سرزمین پر۔ (نعرہ ہائے تحسین) جھگڑا تین دریاؤں کا تھا لیکن ہندوستان کی argument تھی کہ دریائے سندھ میں اتنا فالتو پانی ہے کہ وہ بہاولپور اور سندھ کے استعمال کے بعد سمندر میں جاتا ہے۔ آپ ان سے لنک کینال بنائیں۔ تو Indus Water Bassin کے نام سے ایک Project انہوں نے تیار کیا اور ان links سے باقی دریاؤں کی کمی کو پورا کرنا مقصود تھا۔ بنیادی اصول

Indus Water Bussin کا یہ تھا کہ پنجاب اور بہاولپور جو کہ Indianaction سے محروم ہوئے ہیں ۔ ان کے حقوق کو پورا کرنے کے لیے Indus Water Bassin Project بنایا گیا تھا ۔ اور یہ links موجود ہیں ، جن پہ ہمارے حقوق کوئی دوسرا صوبہ نہیں چھین سکتا ۔ یہ تصور کر لینا کہ پنجاب کو چشمہ لنک سے پانی نہیں مل سکتا ۔ تو یہ غلط بات ہے ۔ کیونکہ These links arePart of the agrament ان پر کروڑوں روپیہ خرچ ہوا ہے ۔ اور ان links کو بند کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں ہے ہمیشہ جھگڑا نفع کی تقسیم ، یا نقصان کی تقسیم پہ ہوتا ہے ۔ ہونا یہ چاہیئے کہ اگر آفات مساوی کی وجوہ کی بناپر دریا میں پانی کم ہو جائے تو پھر کمی کو مساوی حصوں (equally share) میں تقسیم کیا جائے ۔ ایسا نہیں ہے کہ جس کو ۵۰ ہزار کیوسک پانی مل رہا تھا ۔ وہ تو ۵۰ ہزار کیوسک پانی مانگے اور جس کو ۲۵ ہزار کیوسک پانی مل رہا تھا ۔ ان کو ۲۵ ہزار کیوسک پانی بھی نہ ملے ۔ یہ بات قابل قبول نہیں ہے ۔ میری arguments یہ ہیں کہ اگر ایک لاکھ کیوسک میں سے پنجاب کا حصہ ۳۰ ہزار کیوسک پانی ہے تو اسے یہ حصہ ملنا چاہیئے ، مجھے یہ معلوم ہے کہ پنجند سے بہاولپور کا حق گیارہ ہزار کیوسک پانی تھا ۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ چشمہ لنک کے پانی پر ہمارا حق کتنا ہے لیکن فرض کر لیجیئے کہ وہ ۲۰ ہزار یا ۳۰ ہزار کیوسک پانی ہے ۔ اور باقی پہ حق فائق ہوتا ہے سندھ کا مثلاً ۷۰ ہزار کیوسک پانی کا حق ہے تو پانی کی تقسیم بھی اسی ratrio سے ہونی چاہیئے ۔ کہ نقصانات کی صورت میں وہ بھی شیئر share کریں ۔ اور ہم بھی Share کریں ۔ جہاں تک میرے علم میں ہے سندھ میں کافی فصلیں کاشت ہو چکی ہیں اور پنجند پر جہاں گیارہ ہزار کیوسک پانی جانا چاہیئے تھا ، کل رات تک وہاں پر تین ہزار کچھ سو کیوسک جا رہا تھا جب کہ ہمارا حق گیارہ ہزار کیوسک پانی کا ہے ۔ تو اس لیے اگر تربیلا ڈیم پہ پانی پہنچا ہے ۔ یا رسول بیراج سے پانی آیا ہے ۔ اس میں ہمیں کوئی مضائقہ نہیں ہے ۔ ہم یہ نہیں کریں گے کہ ہم فصل ربیع کا انتظار کریں ۔ اگر ہماری خریف کی cash crops کی پیداوار نہیں

ہوتی تو ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ خدا پر بھروسہ رکھیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ بارشیں دے گا۔ رزق بھی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کو جو پانی ملتا ہے۔ وہ آپ منصفانہ طور پہ مختلف علاقوں میں تقسیم کریں۔ آپ کو اپنے حقوق سے دست بردار ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ آپ کو چشمہ لنک سے پانی جلد سے جلد ملے گا لیکن میں امید کرتا ہوں کہ ہم اگر صحیح مشورہ سے ایک صحیح کمیٹی تشکیل دیں، صحیح ایکسپرٹس کو ساتھ رکھیں۔ کئی آپ کے پرانے انجینئر ورلڈ بنک میں ہو کر آئے ہیں۔ جی۔ معین الدین موجود ہیں۔ جو ورلڈ بنک میں پاکستان کا نمائندہ تھے Negotiations کی ساری چیزیں موجود ہیں۔ پھر ایک بنگال کے جج تھے، ان کا نام جسٹس فضل اکبر تھا۔ آج میں نے ان کا بیان پڑھا ہے کہ وہ جسٹس حلیم کی رپورٹ پر جانا چاہتے ہیں۔ بھئی جسٹس فضل اکبر بنگال کا ایک جج تھا۔ وہ رپورٹ کیوں نہیں سامنے لاتے۔ میں آپ کا پورا حامی ہوں۔ میں خود اس وقت ان اثرات سے نقصان اٹھا رہا ہوں اور ہماری کوشش ہونی چاہیئے کہ پُر زور مطالبہ کریں کہ نقصانات تمام صوبوں میں equal ratio سے share ہونے چاہیئیں۔ اور اسی طرح مفادات تمام صوبوں میں برابر برابر تقسیم ہونے چاہیئیں۔

جناب والا۔ جب زراعت کا مسئلہ آئے گا۔ تو باقی بعد میں عرض کروں گا۔ لیکن اب ذرا آبیانہ کی شکل دیکھئے۔ اور اس کی بات تو سنانے دیں۔ (اس مرحلہ پہ گھنٹی بجی) آپ نے گھنٹی بجا دی ہے irrigation کا موضوع سنانے دیں۔ اگر اجازت دیں تو میں ان کو مکمل کر لوں۔ یہ ایوان کی اطلاع کے لئے ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، آبیانہ ہمیشہ Revenue کی مد میں رہا ہے آبیانہ سے کبھی خسارہ نہیں رہا۔ سال ۷۱-۱۹۷۰ء میں ہماری آمدنی ۲۱,۸۴ کروڑ روپے تھی اور خرچ ۱۶,۸۳ کروڑ روپے تھا۔ یعنی خزانہ میں فائدہ جو حاصل ہوا وہ تقریباً پونے پانچ کروڑ روپے۔ یہ فائدہ جناب والا چلتا رہا سال ۷۴-۱۹۷۳ء تک۔ یہ آمدنی کی بات ہے۔ اب ذرا اندازہ لگائیے کہ اس کے بعد کیا صورت حال ہوتی۔ سال ۷۵-۱۹۷۴ء میں آمدنی ۲۵ کروڑ ۶۰ لاکھ تھی۔ اور خرچ ۳۲ کروڑ ۹۴ لاکھ روپے تھا۔ یعنی آپ کو خسارہ ۷ کروڑ ۳۴ لاکھ روپے

ہے ۔ میں وقت کی قلت کے پیش نظر کچھ سالوں کو چھوڑ دیتا ہوں ۔ سال ۸۰-۱۹۷۹ء میں آپ کا آبیانہ ۲۱ کروڑ سے ڈبل ہو کر کاشتکار پر ۴۱ کروڑ ۴۷ لاکھ پڑا ۔ اور اس کے مدمقابل خرچ بڑھ کر ۴۸ کروڑ ہو گیا ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ خسارہ ۶ کروڑ ۲۶ لاکھ کا ہو گیا ۔ اب سال ۸۲ / ۱۹۸۱ء پر چلا جاتا ہوں ۔ آمدنی کی مد میں ہم پر آبیانہ بڑھا ۔ کہاں ۲۱ کروڑ کی آمدنی کہاں جناب ۶۰ کروڑ کی آمدنی اس میں آئی ۔ یعنی آبیانہ تین گنا بڑھ گیا ۔ اور اس کے مقابلہ میں خرچ ۱۶/ اور ۲۰ کروڑ سے بڑھ کر ۹۲ کروڑ روپے ہو گیا ۔ یعنی ۳۲ کروڑ کا خسارہ جناب والا ۔ آپ اگر سمجھتے ہیں ۔ اس کے بعد دیکھیں کہ کاشتکار پر اور کیا بوجھ پڑا ۔ ۶۰ کروڑ سے سال ۸۳ - ۱۹۸۲ء میں پھر آبیانہ بڑھایا گیا ۔ آمدنی ۶۸ کروڑ روپے کی ہو گئی اور خرچ کی مد میں تقریباً کروڑ اضافہ ہو گیا ۔ اندازہ لگائیے کہ آپ کا خسارہ ۳۱ کروڑ ۹۴ لاکھ ہو گیا ۔ پھر آئیے جناب ۸۴ - ۱۹۸۳ء میں ۔ آپ کا آبیانہ ۶۸ سے ۷۶ کروڑ ہوا اور خرچ میں اضافہ ہو کر ایک ارب ۱۸ کروڑ روپے ہو گیا ۔ اندازہ لگائیے ۲۰ کروڑ والی مد ایک ارب ۱۸ کروڑ پر پہنچ گئی ۔ ۱۹۸۵ - ۱۹۸۴ء میں یعنی پچھلے سال آبیانہ پھر بڑھایا گیا ۔ جو آپ کی آمدنی کی مد میں ۸۷ کروڑ ۲۸ لاکھ بنا اور خرچ میں آپ کو سنا دوں تو آپ حیران ہو جائیں گے ۱۱۸ کروڑ روپے سے بڑھ کر ایک ارب ۳۸ کروڑ روپے ہو گیا ۔ جناب والا آپ یہ اندازہ لگا لیجئے کہ آبیانہ کا کیا حشر ہے اور خسارہ یہاں پر کتنا ہے ۶۰ کروڑ روپے ۔ اور یہ ۶۰ کروڑ روپے آپ نے برداشت کرنا ہے ۔ اور جب یہ ۶۰ کروڑ روپے کے خسارے کے ٹیکس آئندہ سالوں میں آپ پر لگیں گے تو آپ بتائیں کہ آپ کی فصل سے آپ کو آمدنی ملے گی یا نہیں ملے گی ۔ تو یہ ضروری اعداد و شمار ہیں ۔ اب میں ایک مد آپ کو اور سناؤں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم صاحب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ایک مد جو آبیانے سے متعلق ہے مجھے وہ سنا لینے دیں ۔

(قطع کلامیاں)

چوہدری فضل حسین راہی ۔ جناب سپیکر ان کا وقت ختم نہیں تقریر کا وقت ختم ہوگیا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا پنجاب کے کاشت کاروں کو اور آپ کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہندوستان میں مشرقی پنجاب زراعت میں کیوں ترقی کر رہا ہے اور آپ کی ترقی میں کیا چیزیں حائل ہیں ۔ میں آج چونکہ صرف آبیانے پر بول رہا ہوں میں آپ کو قیمتوں کا موازنہ کر کے دکھاتا ہوں کہ ہندوستان کے پنجاب اور پاکستان/پنجاب میں آبیانے کے rates کیا کیا ہیں اور میں ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔

کماد ۔

بھارتی پنجاب ۔ ۳۳ روپے ۲۳ پیسے ۔

پاکستان پنجاب کا ریٹ ۔ ۶۵ روپے ۶۲ پیسے ۔

چاول ۔

بھارتی پنجاب ۔ ۱۹ روپے ۶۵ پیسے ۔

پاکستانی پنجاب ۔ ۳۴ روپے ۴۷ پیسے ۔

گندم ۔

بھارتی پنجاب ۔ ۱۱ روپے ۷۹ پیسے

پاکستانی پنجاب ۔ ۲۳ روپے ۳۰ روپے

باغات ۔

بھارتی پنجاب ۔ ۲۰ روپے ۸۰ پیسے ۔

پاکستانی پنجاب ۔ ۴۲ روپے ۴۶ پیسے ۔

برسیم ۔

بھارتی پنجاب ۔ ۶ روپے ۶ پیسے ۔

پاکستانی پنجاب ۱۷ روپے ۳۷ پیسے ۔

تمباکو ۔

بھارتی پنجاب ۔ ۱۶ روپے ۴۴ پیسے ۔

پاکستانی پنجاب ۔ ۳۴ روپے ۴۷ پیسے ۔

جوار ۔

بھارتی پنجاب ۔ ۷ روپے ۵۶ پیسے ۔

پاکستانی پنجاب ۔ ۱۳ روپے ۵۱ پیسے ۔

توریا ۔

بھارتی پنجاب ۔ ۱۲ روپے ۸۶ پیسے ۔

پاکستانی پنجاب ۔ ۲۵ روپے ۹۰ پیسے ۔

باجرہ ۔

ہندوستانی پنجاب ۔ ۹ روپے ۸۳ پیسے ۔

پاکستانی پنجاب ۔ ۱۸ روپے ۴۴ پیسے ۔

جناب والا ۔ موجود جس میں ۶۰ کروڑ روپے کا خسارہ ہے اس کے اثرات بعد میں مرتب ہوں گے ۔ جناب والا اس سے پیشتر کے آپ گھنٹی بجائیں میں بیٹھ جاتا ہوں جب آپ Cut Motions پر آئیں گے تو میں ایسے مزید اور مفید اعداد و شمار پیش کروں گا جس کی وجہ سے ہم ترقی نہیں کر سکتے اور اگر ہمارے نوجوان وزیر اعلیٰ اور نوجوان وزیر اعظم دیہاتی ہونے کی حیثیت سے اور مرکزی وزیر خزانہ جناب محبوب الحق صاحب کے وعدے کے مطابق ہمیں امداد دیں تو ہم شاید فی ایکڑ پیداوار کی کمی اور تباہی سے بچ سکتے ہیں ۔ اور زراعت کو نفع بخش سیکٹر میں تبدیل کر سکتے ہیں ۔ میں یہ ثابت کروں گا کہ فصل ربیع

میں آپ کو گندم میں کتنا نقصان ہے، آپ کو چاول پر کتنا نقصان ہے اور وہ نقصان کیوں ہے اور شہری لوگ کہتے ہیں کہ یہ نقصان......

میاں ریاض حسین پیرزادہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر ۔

جناب والا میں آپ کے توسط سے مخدوم زادہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جب ۱۹۵۳ء-۱۹۵۴ء میں یہ بہاولپور کے وزیر اعلیٰ تھے تو اس وقت بہاولپور میں جو مالیہ کی شرح فی ایکڑ انہوں نے بڑھائی تھی ۔ اس کے مطابق بہاولپور کے کاشتکار پنجاب کے مقابلے میں آج بھی فی ایکڑ شرح مالیہ زیادہ دے رہے ہیں ۔ تو مخدوم زادہ صاحب اس چیز پر بھی زور دیں کہ یا تو پنجاب کے مالیہ کی شرح اوسط بہاولپور کے مطابق یا برابر کی جائے یا پھر بہاولپور کی شرح مالیہ کو کم کیا جائے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر میں اس سلسلہ میں ....

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب اب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا میں اس کا جواب نہ دوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ذاتی نکتہ وضاحت پر بولنا چاہتے ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ اگر آپ اجازت دیں؟

مسٹر سپیکر ۔ ابھی تو آپ نے بہت بولنا ہے، پھر کبھی آپ اس کی وضاحت کر دیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ ٹھیک ہے ۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ خان محمد ارشد خان لودھی صاحب ۔

جناب محمد ارشد خان لودھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؛ جناب سپیکر میں سب سے پہلے جناب وزیر خزانہ کو ان مخصوص حالات میں ترقیاتی بجٹ پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ چونکہ جن حالات میں ہمیں یہ اثاثہ ملا ہے ان کو جوڑ کر جناب وزیر اعلیٰ

اور جناب وزیر خزانہ نے اسے ترتیب دیا اور میزانیہ کو اس معزز ایوان میں پیش کیا۔

جناب سپیکر ! ۳۸ سال قبل یہ ملک معرض وجود میں آیا اور اس کے بعد جن حالات سے گزرا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ آخر کار آٹھ سال پہلے جن حالات میں اس ملک پر مارشل لا لگا وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ مارشل لا کسی ملک کے لئے ایک بدنما داغ ہوتا ہے اور جمہوری اداروں کے لئے بھی زہر قاتل ہوتا ہے۔ اگر میں کہوں کہ آزاد زندگی کے لئے آزاد قوموں کے لئے یہ بدبختی ہوتی ہے تو یہ بالکل بجا ہوگا۔ جناب والا میں اس ایوان کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے متفقہ طور پر اس مارشل لا کے خاتمہ کے لئے قرارداد پاس کی ہے کہ مارشل لا کو جلد از جلد اٹھا لیا جائے۔ لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ مارشل لاء جب نافذ ہوا تو اس کے بعد مارشل لاء حکومت نے اس ملک کے لئے کچھ ترقیاتی کام کرنے شروع کئے اور اس میں سب سے بہتر کام میری نظر میں یہ تھا کہ انہوں نے بلدیاتی اداروں کو بحال کیا۔ ترقیاتی منصوبوں کیلئے رقم رکھی گئی ہے اور اس میں سب سے زیادہ رقم on going schemes کے لئے رکھی گئی۔ مزید خوش آئند بات یہ ہے کہ اس ایوان کے ۱۴۰ کے لگ بھگ اراکین بلدیاتی اداروں کے ممبر ہیں۔ یہ منصوبے انہوں نے ہی تشکیل دیئے۔ انہوں نے ہی ان کو جاری کیا اور انہوں نے ہی ان کی site selection کی۔ یہ بھی اچھی بات ہے کہ ان on going schemes کے لئے جناب وزیر خزانہ نے ایک ہی دفعہ رقوم رکھ کر ان کے لئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے مکمل ہو جائیں۔ ترقیاتی منصوبوں کے لئے جو بقایا رقم رکھی ہے اس میں جناب والا ہمارے معزز اراکین کی کچھ خواہشات اور توقعات ہیں، میری یہ ذاتی رائے ہے کہ ان کو پورا کیا جائے۔ کسی حد تک کوشش کی گئی ہے کہ اراکین کی خواہشات کو اور ان کی توقعات کو پورا کیا جائے، لیکن اس بجٹ کو پڑھنے کے بعد محسوس ہوا ہے کہ جن حالات میں ہم نے یہ الیکشن لڑا۔ جن حالات میں ہم نے الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا وہ جناب والا کے سامنے ہے۔

اس سلسلہ میں دو نکتہ نظر پائے جاتے تھے۔ اس ایوان کے باہر ایک تو مخالفین ہیں

جن کا یہ نکتہ نظر تھا کہ confrontation کی جائے اور دوسرا نکتہ نظر ہمارے لوگوں کا تھا کہ گفت و شنید کی جائے۔ جناب والا کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے صرف دو ہی راستے ہوتے ہیں یا تو confrontation یا پھر گفت و شنید کی جائے۔ تو میرے خیال میں ہمارے معزز اراکین نے اس فیصلہ کو تسلیم کیا اور جو الیکشن کا پروگرام پیش ہوا اس کو تسلیم کرتے ہوئے الیکشن لڑا اور دوسری مخالف جماعتوں نے اس کا بائیکاٹ کیا۔

مخدوم زادہ سید محمد احسن شاہ : جناب والا میرے یہ دوست بجٹ پہ بحث کر رہے ہیں یا یہ الیکشن کی باتیں کر رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر : عام بحث میں ان باتوں کو آپ پیش کر سکتے ہیں۔

جناب محمد ارشد خان، پارلیمانی سیکرٹری سپورٹس : جناب والا ہمارے دوستوں نے اس فارمولا کو تسلیم کرتے ہوئے الیکشن لڑا اور ہمارے تمام معزز اراکین campaign کے لئے عوام میں گئے ہیں اور campaign میں ہمارے سامنے لوگوں کے کئی مطالبات آئے۔ سب سے پہلا مطالبہ۔ دوسرا مطالبہ، عوام نے بچیوں کے سکولوں کو upgrade کرنے کا کیا۔ تیسرا مسئلہ۔ میرے خیال میں میرے دوست تائید کریں گے کہ وہ بیروزگاری کا مسئلہ تھا۔ بیروزگاری جو اس ملک میں گھن کی طرح لوگوں کو چاٹ رہی ہے۔

جناب والا۔ میں نے بجٹ پڑھا ہے۔ وزیر خزانہ نے یہ کوشش کی ہے کہ اس بیروزگاری کو دور کیا جائے لیکن یہ کوشش آٹے میں نمک کے برابر ہے میں یہ گذارش کروں گا کہ جس قسم کا بھی بجٹ بنایا گیا ہے وہ ہمارے مخصوص حالات پر منحصر ہے۔ ہمیں جو ورثے میں ملا ہے اس پہ بنایا گیا ہے۔ ڈویلپمنٹ کے لئے جو رقم رکھی گئی۔ اس کے لئے تجویز پیش کروں گا کہ ہمارے معزز اراکین پنجاب اسمبلی کو اس میں شامل کیا جائے میری یہ بھی تجویز ہے کہ ضلعی سطح پر ڈویلپمنٹ کمیٹیاں بنائی جائیں اور ان میں اس ضلع کے Heads of departments

بھی ممبرز ہوں۔ ہمارے نیشنل اسمبلی کے ممبران بھی ممبرز ہوں۔ لیکن ان کمیٹیوں کا سربراہ ہمارے ایم۔ پی۔ اے ہونے چاہئیں تاکہ بجٹ میں شامل کی گئی۔ رقوم سے جو development ہو۔ اور ان کے اخراجات سے عوام کو یہ تاثر مل سکے کہ ان کے نمائندے اسمبلیوں میں گئے ہیں اور ان کے لئے وہاں سے کچھ نہ کچھ لے کر آئے ہیں۔ تو جناب والا اس پر غور کرنا چاہیئے۔ دوسری تجویز میری یہ ہے کہ ان معزز اراکین کو اس اقتدار میں شامل کرنے کے لئے پنجاب کے تمام پرائمری سکولوں کے اختیارات اور ان کی نگرانی ایم۔ پی۔ اے کو کرنی چاہیئے اور ان کو اختیار دینا چاہیئے۔ وہ ان سکولوں کو صحیح خطوط پر چلا سکیں۔

اور recruitments کے لئے جو Recruitment Committees ہیں ان میں ایجوکیشن آفیسر کے ساتھ ایم پی اے کا شامل ہونا اشد ضروری ہے اور Recruitment Committees ہمارے ایم پی اے صاحبان پر مشتمل ہوں۔ تاکہ وہاں پہ جو recruitments ہوں وہ ہمارے ان معزز اراکین کی وساطت سے ہوں اور یہ محسوس ہو سکے کہ ہم عوام کے لئے کچھ نہ کچھ کر رہے ہیں۔

جناب والا۔ تعلیم کے لئے اس میزانیہ پر سب سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے ایجوکیشن کے حالات و واقعات اس ملک میں اچھے نہیں ہیں۔ اگر ہم اس کو غور سے دیکھیں تو ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ اس ملک میں تعلیم کی موجودہ حالت کیا ہے۔ تمام معزز اراکین کو اس کا علم ہے کہ اگر تعلیم کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ان میں تضاد پایا جاتا ہے۔ لاہور میں تو بہت اچھے سے اچھے سکول مل جاتے ہیں۔ بہت اچھے سے اچھے کالج مل جاتے ہیں۔ لیکن اس کا مقابلہ اگر دیہات سے یا چھوٹے شہروں سے کیا جائے تو ان کے لئے کوئی سکول نہیں ہے کوئی کالج نہیں ہے۔

جناب والا۔ اگر دیہات کے سکولوں کی حالت پر نظر کی جائے تو آپ ملاحظہ کریں گے کہ ایسے پرائمری سکول پنجاب کے دیہات میں موجود ہیں جن کے لئے کوئی بلڈنگ نہیں ہے جن کے لئے کوئی سامان نہیں ہے تو ہماری قوم کے جو بچے تپتی ہوئی دھوپ کے نیچے بیٹھ کر پڑھتے ہیں ان کا کیا فائدہ ہے

ہوگا۔ ان کی کیا عقل ہوگی اور ان کی کیا تعلیم ہوگی۔ میں یہ عرض کروں گا کہ دیہات کے پرائمری سکولوں پر ہمیں خاص توجہ دینی چاہیے۔ ان کے لئے ہم وہاں پر اچھے کمرے بنائیں۔ وہاں پر اچھا ماحول پیدا کرکے ان کا ذہن اجاگر کرنے کی کوشش کریں۔ تعلیمی پالیسی میں ایک اور تضاد میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب میں ۴۲ ہزار پرائمری سکول ہیں لیکن اس کے مقابلے میں صرف چودہ ہزار مڈل سکول ہیں۔ اگر کوئی آدمی اپنے بچے کو پرائمری سکول میں بھیجتا ہے تو اس کے لئے مڈل سکول نہیں ملتا۔ اگر کسی کو مڈل سکول جاتا ہے تو اس کے بعد اس کو ہائی سکول نہیں ملتا۔ آپ تضاد ملاحظہ فرمائیں کہ ۴۲ ہزار پرائمری سکول ہیں۔ ۱۴ ہزار مڈل سکول ہیں اور اس سے بھی کم ہائی سکول ہیں۔ قدرت نے تو ہمارے بچوں پر بڑی مہربانی فرمائی ہے۔ ہمارے بچے ذہین بھی ہوئے ہیں اور پیارے بھی ہوئے ہیں لیکن اس کے بعد کیا ہوتا ہے کہ بچوں کو کوئی سکول نہیں ملتا۔ اگر کسی کو نصیب ہو بھی جاتا ہے تو مڈل پاس کرنے کے بعد اس کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے کہ وہ ہائی سکول میں جا سکے۔ اگر وہی بچے بعد میں غیر قانونی حرکات کرتے ہیں تو ان کو بغیر دیکھے جیلوں میں ڈال دیا جاتا ہے۔ صرف اس لئے کہ ان کی تعلیم حاصل نہ ہو سکی۔ تو جناب سپیکر میں یہ عرض کروں گا۔ کہ ہماری حکومت کو اب اس پر غور فرمانا چاہیئے کہ ہم تعلیم پر زیادہ سے زیادہ توجہ دیں اور زیادہ سے زیادہ رقوم رکھیں تاکہ ہماری تعلیم کی بنیادی پالیسی مضبوط اور اچھی ہو سکے۔ کیونکہ میرے خیال میں تعلیم ہر شعبے سے منسلک ہے۔ اگر تعلیم یافتہ لوگ آپ کے پاس ہیں تو وہ زراعت میں بھی کام آ سکیں گے۔ اگر آپ کے پاس تعلیم یافتہ لوگ ہیں تو وہ صحت کے شعبہ میں بھی کامیاب ہونگے۔ تو میرے خیال میں آئندہ سالوں میں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم تعلیمی پالیسی کو زیادہ سے زیادہ اچھے اور بااثر طریقے سے بنائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کروں گا کہ کھیلوں کے لئے ہمیں زیادہ سے زیادہ رقوم رکھنی چاہئیں۔ کل میرے بھائی اختر رسول صاحب نے کہا تھا کہ سپورٹس مین ملک کے لئے ایک نمائندہ کی حیثیت رکھتے ہیں وہ جب دوسرے ملکوں میں جاتے ہیں تو وہاں پر نیک نامی لے کر آتے ہیں یہ بالکل صحیح بات ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ایجوکیشن کے ساتھ ساتھ کھیلوں کی activities کے لئے

بھی کام کریں۔

جناب احمد خان بلوچ : پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب نے دس منٹ کے لئے کہا تھا دس منٹ ہو چکے ہیں۔ اور وائیں صاحب نے کہا ہے کہ ہر ایک کے ساتھ مساوات ہونی چاہیئے۔ تو میں کہونگا کہ یہاں بھی مساوات ہونی چاہیئے۔ دس منٹ گزرنے کے بعد آپ کو گھنٹی بجا دینی چاہیئے۔ وائیں صاحب نے اصول بنایا ہے کہ مساوات ہونی چاہیئے۔

جناب سپیکر : خان صاحب! ذرا اختصار فرمایئے۔

پارلیمانی سیکرٹری سپورٹس : جناب والا میں بڑا مشکور ہوں۔ میں یہ بات کر رہا تھا کہ گورنمنٹ لیول پر یہ انتظامات ہونے چاہیئں۔ کہ گراؤنڈز کی تحصیل سطح پر اور قصبہ کی سطح پر Allotments ہونی چاہیئے۔ اور ہماری گورنمنٹ کی طرف سے ڈی۔ سی کو حکم ہونا چاہیئے کہ قصبہ کی سطح پر خود بخود گراؤنڈز کے لئے میدان پیدا کریں اور میدانوں کی Allotments کریں۔ اس کے بعد پولیس کے بارے میں میں دو لفظ کہنا چاہتا ہوں۔ یہاں پر بہت باتیں ہوئیں میرے خیال میں پولیس کو جس کام کے لئے بنایا گیا ہے۔ پولیس وہ کام چھوڑ گئی ہے۔ اگر کسی غریب آدمی کی چوری ہو جاتی ہے تو وہ بے چارہ بے یارومددگار گھومتا پھرتا ہے اس کی چوری برآمد نہیں ہوتی۔ میں یہ نہیں کہتا ان کے لئے پیسے نہ رکھے جائیں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ آج کل کرائمز Scientifically اور Mechanically ہو رہے ہیں۔ beat پر جانے کے لئے ان کو گاڑیاں بھی ملنی چاہیئں۔ ہمیں ان کو وائرلیس سیٹ بھی دینے چاہیئں۔ ہمیں ان کو ٹیلیفون بھی دینے چاہیئں۔ جناب والا اس پر ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ پنجاب کے لوگ خاص طور پر دیہات میں چوری سے بہت تنگ ہیں۔ اور اس کے لئے کوئی بندوبست ہونا چاہیئے۔ آخر میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ اور میں نے اپنی گذارشات آپ کے سامنے پیش کیں۔

جناب سپیکر : چوہدری محمد اقبال صاحب

چوہدری محمد اقبال، وزیر مال

جناب سپیکر کم و بیش آٹھ برسوں کے بعد جمہوریت کی بحالی ایک انتہائی خوش آئند قدم ہے۔ اور میں گزارش کروں گا کہ ہمیں اس جمہوریت کو آگے بڑھانے کیلئے اچھے اقدام اتفاق اتحاد اور پیار و محبت سے کرنے چاہیئں۔ تاکہ یہ جو پودا آپ کی اس شکل میں لگا ہے اس کو پروان چڑھنے کا پورا موقع مل سکے۔ جناب والا آپ نیک ارادے ملک اور قوم کی خدمت کے لئے لیکر آئے ہیں اور اس ایوان میں آپ اس وقت موجود ہیں اس کو ذرا آگے بڑھانے کے لئے ایسے کارنامے چھوڑ کر جانے چاہئیں جو اس اسمبلی کی روایات کو قائم رکھیں۔ اور پہلی روایات سے بھی آگے بڑھا سکیں۔ یا اپنے چھوٹے چھوٹے اختلافات کو باہر کی دنیا کو دکھانا چاہیئے۔

میری ایک بہن نے یہ کہا کہ تعلیم کے متعلق جو رقوم ہیں ان میں زنانہ شعبہ کا خیال نہیں رکھا گیا۔ اس موضوع پر میں تھوڑی سی رقوم آپ کو بتاؤں گا ۴۸۸,۲۶ کروڑ جس میں سے ۳۶۷,۲۶ کروڑ Current budget اور ۱۱۴,۷۰ کروڑ ڈویلپمنٹ بجٹ میں رکھی گئی ہے۔ جو کہ کل ڈویلپمنٹ بجٹ کا ۲۳,۲۴ بنتی ہے۔ اس میں سے خصوصی توجہ زنانہ تعلیم کو دی گئی ہے۔ ۲۶۰۰ نئے پرائمری سکول کھولے جائیں گے۔ جن میں سے ۱۲۵۰ سکول صرف لڑکیوں کے لیے ہیں۔ اور ۱۳۵۰ مسجد مکتب سکول۔ ایک ہمارے دوست جنہوں نے مسجد مکتب سکول پر تھوڑی سی تنقید کی تھی۔ اس کے بارے میں تھوڑی سی گذارش کروں گا کہ قرون اولی کے مسلمانوں نے، جس وقت صرف ایک مسجد تھی، مشہور عالم سائنسدان اور عالم فاضل لوگ پیدا کئے۔ پڑھائی کا ذریعہ صرف مسجد کا ہوتا تھا۔ ایک صاحب فرما رہے تھے کہ جناب والا وہاں تو صرف دینی تعلیم ہونی چاہیئے۔ میں ذرا اسلام کی گذشتہ تاریخ پر نظر دوڑاؤں گا اور آپ سے گذارش کروں گا کہ آپ اس وقت کو دیکھیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تدریس کا کام شروع کیا تو سلطنت کے امور مسجد میں بیٹھ کے discuss ہوتے تھے۔ اس لیے مسجد مکتب کو ہدف تنقید

بنانا میرے خیال میں مناسب بات نہیں ہے۔ جبکہ گورنمنٹ کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ اتنی جلدی ہر گاؤں میں ایک سکول بنا دے۔ اس لیے میرے خیال میں یہ مفید سکیم ہے۔ اگر اس سکیم کو آگے بڑھانے کے لیے کوئی اچھے مشورے ہوں، تو وہ ضرور دیئے جائیں لیکن اس کو ختم کرنے کی تجویز میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔

اس کے بعد بیروزگاری کی بات ہوئی تھی۔ کچھ حضرات فرما رہے تھے کہ بیروزگاری بڑی ہے۔ اس کا حل کیا جائے تو اس کے لئے جتنی رقوم محکمہ تعلیم میں مختص کی گئی ہیں ان پر میں تھوڑی سی روشنی ڈالوں گا کہ ۲۶۴ لیکچرار مردانہ کالجوں کے لیے، ۱۹۶ زنانہ کالجوں کے لیئے، ۱۳۷۹ اسسٹنٹ ایجوکیشن افسر، ۱۱۸۷ ہائی سکول ٹیچر ۴۰۰ elementary سکول ٹیچر اور ۱۳۹ فزیکل ایجوکیشن ٹیچر اور ۵۰۰ پرائمری سکول اساتذہ ہوں گے۔ یہ اتنی Vacancies میں اگر بجٹ میں اتنی رقم مختص نہ کی جاتی تو اس بیروزگاری کا میرے خیال میں کوئی مناسب حل نہ تھا۔ پرسوں ہمارے فاضل دوست لودھی صاحب نے فرمایا کہ ایم پی اے حضرات کو تھوڑا بہت accommodate کیا جائے۔ میں جناب کی وساطت سے گذارش کروں گا کہ سکولوں کی نگرانی صرف سکول کے اساتذہ اور اسسٹنٹ ایجوکیشن افسر وغیرہ نہ کریں۔ ایم پی اے حضرات کو اتنا اختیار دیا جائے کہ وہ انہیں چیک کر سکیں۔ اس طرح ان پر یہ قدغن ہوگا اور وہ محتاط رہیں گے۔ نئی نسل کا حال یہ ہے کہ کسی سکول میں اگر ۶ ماسٹر ہیں تو ۲ بھی حاضر نہیں ہوتے۔ آپ ان کو پیسے اور مراعات دیتے جائیں گے لیکن حاضری مکمل نہیں ہوگی اس طرح بات بن نہیں سکے گی۔ اس لیے میں گذارش کروں گا کہ ایم پی اے حضرات کو اختیار دیا جائے کہ وہ پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کو چیک کر سکیں کہ سکول ماسٹر صاحبان آتے بھی ہیں یا صرف تنخواہ لیتے ہیں۔ یہ بہت مفید تجویز ہے جو جناب لودھی صاحب نے بھی پیش کی ہے۔

اس کے علاوہ ۴۳ء۳ کروڑ روپیہ معذور اور مجبور بچوں کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ ایک کروڑ سے یتیم اور بے سہارا بچوں کے لیے رہائشی تعلیمی ادارہ جوہر ٹاؤن لاہور میں بنایا جائے گا۔ اس کے بعد جناب والا اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تعلیمی اعتبار سے متعدد پسماندہ ممالک سے بھی ہمارا ملک پیچھے ہے۔ لیکن اس طرح یہ کوشش اگر جاری رہی تو انشاء اللہ موجودہ نظام میں بہت اہم تبدیلیاں آسکیں گی۔

جناب سپیکر:۔ چوہدری صاحب ابھی آپ سکولوں کی inspection کی بات کر رہے ہیں کہ ممبر کو اختیار دیا جائے تو اس سلسلہ میں میں آپ کو بتاؤں گا کہ یہ آپ کی privileges میں شامل ہے کہ ۔۔۔۔۔۔

وزیر مال میں اس میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ صرف visit کرنے سے تو بات نہیں بنے گی۔ اگر ممبر کو اختیار نہیں ہو گا کہ ہیڈ ماسٹر یا ماسٹر کے خلاف لکھ سکے، اس کے خلاف رپورٹ کر سکے۔ تو حالات بہتر نہیں ہو سکتے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ معزز ممبر کی رپورٹ پر ماسٹر کو remove کیا جائے۔ اس کو suspend کیا جائے۔ کچھ نہ کچھ اس قسم کے اختیارات ہوں جو عملی شکل میں سامنے آسکیں۔

جناب سپیکر۔ آپ کا مطلب یہ ہے کہ action لیا جا سکے۔

وزیر مال ۔ ایکشن صرف محکمے والے لیتے ہیں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے اس میں وہی قوم کامیاب ہو سکتی ہے جو تعلیم و تربیت کی جانب خلوص اور سنجیدگی سے توجہ دے۔ بنیادی طور پر خاص کر گاؤں میں ٹیکنیکل سکول بننے چاہئیں تاکہ ٹیکنیکل قسم کی تعلیم دی جا سکے۔ بیروزگاری کا مسئلہ اس طرح حل ہو گا ورنہ جو تعلیم اس وقت ہماری نسل کو مل رہی ہے۔ اس سے تو میٹرک پاس کرنے والے بیچارے نوکری کو بھی ترستے رہتے ہیں۔ اس کے بعد ہمارا گاؤں کا طبقہ ہے اس پر اگر تھوڑی سے اور توجہ دی جائے تو

ہم اور زیادہ آگے بڑھ سکتے ہیں ۔ مثال کے طور پر دیہات کے بچوں کو میڈیکل کالجوں میں داخلہ میں تھوڑی سی رعائت دی جائے جس بارے میں ہمارے فاضل ممبر نے پہلے بھی بات کی تھی ۔ ان کے نمبروں کا معیار اگر ماڈل سکول کے پڑھے ہوئے لڑکوں کے برابر رکھا جائے گا تو میرے خیال میں گاؤں کا کوئی لڑکا کسی میڈیکل کالج داخل نہیں ہو سکے گا ۔

راجہ خلیق اللہ خاں ۔ میں سمجھتا ہوں فاضل وزیر خود حکومت کے کل پرزے ہیں یہ ہاؤس کو suggestion دے رہے ہیں ۔ یہ ان کے اپنے اختیار میں ہے ۔ میں تو یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہ بطور ایم پی اے یا بطور وزیر ....

وزیر مال ۔ راجہ صاحب کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ میں ایک ایم پی اے بھی ہوں ۔

ملک محمد عباس کھوکھر ۔ میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ وزراء یا پارلیمنٹری سیکرٹری بھی ووٹ لے کر منتخب ہو کر آئے ہیں ۔ یہ اپنے علاقے کے نمائندے ہیں ۔ انہوں نے اپنے علاقے والوں کو بتانا ہے کہ ہم آپ کے لیے کام کر رہے ہیں ۔

وزیر مال ۔ جناب سپیکر ۔ اگر میں اپنے علاقے کی کسی سڑک کی بات کر دوں تو وہ بھی میرے خیال میں اتنی قابل اعتراض نہیں ہو گی ۔

راجہ خلیق اللہ خاں ۔ دینے والے تو یہ اور لینے والے ہم ہیں ۔

وزیر مال ۔ اگر راجہ صاحب زیادہ معترض ہیں تو میں نے جو اپنے علاقے کے مطالبات اور سڑک وغیرہ پر بات کر لی تھی وہ میں واپس لیتا ہوں جناب ۔

جناب سپیکر ۔ ویسے میں راجہ صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ

You are here to defend the Government

وزیر مال ۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ میں suggestion بھی دے سکتا ہوں ۔

Mr. Speaker You can make the suggestion in your Cabinet meeting.

چوہدری ارشاد علی - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم -
جناب سپیکر صوبائی بجٹ کو عام طور پر قومی بجٹ کی روشنی میں دیکھا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے میں وزیراعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو کی قیادت میں وفاقی وزیر خزانہ جناب ڈاکٹر محبوب الحق نے جو قومی بجٹ برائے ۸۶ - ۱۹۸۵ پیش کیا ہے اس کو قومی امنگوں کا آئنہ دار سمجھتا ہوں اور آپ کی وساطت سے ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ اس کے بعد میں جناب سپیکر اپنے ان بھائیوں سے قطعاً اتفاق نہیں کرتا جنہوں نے اپنی تقاریر کے دوران یہ فرمایا ہے کہ صوبائی وزیر خزانہ نے بجٹ پیش کرنے میں کوئی کاوش نہ کی۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جتنا کم وقت انہیں ملا ہے اس قدر زیادہ محنت انہوں نے کی ہے اور محنت کر کے انہوں نے ایک نہایت متوازن بجٹ پیش کیا ہے ۔ یہ بجٹ انہوں نے ہمارے جوان سال خوبرو وزیراعلیٰ کی قیادت میں پیش کیا ہے میں ان کو اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اس کے ساتھ ساتھ میں Finance department کے ان اہلکاران کو بھی جنہوں نے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس پیچیدہ مسئلہ کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے ۔ مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔جناب سپیکر! پیشتر اس کے کہ میں بجٹ کی طرف آؤں ۔ جو آج کا ایک ضروری اور نہایت اہم مسئلہ ہے جو کہ کئی روز اس ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے وہ پانی کا مسئلہ ہے میں اس پر بھی کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ سب سے پہلے میں اپنی بہن بشریٰ رحمان کا مشکور ہوں آپ کی وساطت سے جنہوں نے ہم غیرت مند بھائیوں کی غیرت کو اس ایوان میں للکارا ہے انہوں نے ہمیں جھنجھوڑا ہے ۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں ۔ کہ ان کی قربانی کی ابھی ضرورت نہیں ہے جب تک یہ ایوان زندہ ہے جب تک اس ایوان میں ان کے غیرت مند بھائی زندہ ہیں انشاءاللہ العزیز ان کی قربانی کی ضرورت پیش نہیں آئے گی ۔ اور میں ان کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ یہ ہماری بہنیں ان کی کلائیوں

کی رنگ برنگی چوڑیوں کی چمک تا ابد زندہ رہے گی ان کے سروں پہ عزت و آبرو کا دوپٹہ ہمیشہ جلوہ افروز رہے گا ۔ ہم غیرت مند بھائی ہیں ہم انشاءاللہ تعالیٰ اس پانی کے مسئلے کو ہر حالت میں حل کر کے رہیں گے اور اپنا حصہ کسی قیمت پہ بھی نہیں چھوڑیں گے ۔ نہیں چھوڑیں گے اور نہیں چھوڑیں گے ۔

(تالیاں)

اس کے بعد میں بجٹ کی طرف اس ایوان کی توجہ دلانا چاہوں گا ۔ بجٹ ترجیحات کا آئینہ دار ہوتا ہے اور اس میں تعلیم، صحت، دیہی ترقی اور زراعت پہ خاص طور پر زور دیا گیا ہے ۔ میں جناب سپیکر کوئی اس مسئلہ میں ماہر نہیں ہوں لیکن ایک عام فہم آدمی کی حیثیت سے اس کے چند ضروری مسائل کی طرف اس ایوان کی توجہ دلاؤں گا ۔ میں یہ بھی توقع رکھوں گا کہ میرے بھائی اپنی تقاریر کھل کر کریں گے ۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ایک مشترکہ سوچ ابھرے گی اور وہ ہمارے لائحہ عمل کے لیے مفید ثابت ہوگی ۔

سب سے پہلے میں تعلیم کے شعبہ کو لیتا ہوں ۔ جہاں نظام تعلیم نصاب تعلیم نظریہ تعلیم وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہے ۔ جناب سپیکر ! تعلیمی نظام اور نصاب تعلیم اور نظریہ تعلیم کی چھان بین کرنا ضروری ہے تاکہ ہم ایک ایسا ڈھانچہ تیار کر سکیں جس میں زور علم پر ہو جس میں فرد کی پہچان اس کے علم سے ہو نہ کہ اس کی ڈگری سے ہو ۔ اس عظیم مشن کے لیے میں اپنے اس ایوان کے بھائیوں کے علاوہ ان پڑھے بھائیوں سے بھی یہ توقع کرتا ہوں کہ وہ اس میدان میں آگے بڑھیں گے ۔ اس میں ہاتھ بٹائیں گے اور اپنا قومی فریضہ سمجھتے ہوئے اس کو انجام دیں گے ۔ اس محکمہ میں اصل مسئلہ نگرانی کا ہے جس کو میرے کافی بھائی پہلے بھی تفصیل سے عرض کر چکے ہیں میں بھی ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ نگرانی ضروری ہے اس کے لیے میری تجویز یہ ہے کہ ضلعی سطح پر ایسی کمیٹیاں

تشکیل دے دی جائیں جو نہ صرف اس کی نگرانی کریں بلکہ جواب دہی کا بھی ان کو حق حاصل ہو۔ تاکہ یہ کام احسن طریقے سے انجام پا سکے۔ اس طرح غیر حاضری اور ghost schools کا مسئلہ بھی احسن طریقے سے حل ہو جانے کی امید ہوگی۔ حکومت کی یہ پالیسی بھی خوش آئند ہے اور میرے بھائیوں نے اتفاق کیا ہے کہ جہاں دیہی علاقے کے لوگ سکول اور کالج کے لیے بلڈنگ دے سکیں تو وہاں سکول اور کالج ترجیحی بنیاد پر قائم کر دینے چاہئیں۔ ×

میں رینالہ خورد سے تعلق رکھتا ہوں وہاں اختر آباد کا قصبہ ہے۔ جہاں بہت بڑی آبادی ہے دور دور تک کوئی ہائی سکول نہیں ہے بچے اور بچیاں بسوں پر سوار ہو کر دوسری جگہ جاتے ہیں اور ان کی مائیں اور بہنیں شام تک ان کی راہ تکتی رہتی ہیں کہ یہ بچے خیریت سے واپس آجائیں اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے میں التجا کروں گا کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے پہلے مڈل سکول کو اپ گریڈ کر کے ہائی سکول کا درجہ دیا جائے۔

رینالہ خورد میں کالج کا مسئلہ ہے۔ کالج کے لیے اس سے قبل صوبائی کونسل میں بھی یہ مسئلہ اٹھایا تھا اس پر جناب گورنر صاحب نے ایک ڈائریکٹو جاری کیا یہ مسئلہ زیر غور ہے۔ میں اس کے متعلق عرض کروں گا کہ اس مسئلہ کو جلد از جلد نمٹایا جائے۔

اس کے بعد میں اساتذہ کی مراعات اور تنخواہوں کے متعلق بات کروں گا۔ جناب سپیکر اس میں نہایت تفاوت ہے۔ شہری اور دیہاتی علاقوں میں جو اساتذہ ملازمت کرتے ہیں ان کی تنخواہوں اور الاؤنسز میں کافی فرق ہے۔ میں چاہوں گا کہ آپ دیہاتی علاقوں کے اساتذہ کو بھی وہی مراعات دیں جو شہریوں کو میسر ہیں تاکہ نظام تعلیم زیادہ بہتر طریقے سے چل سکے۔

اس ضمن میں میں انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ایک اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں۔ جناب سپیکر یہ اساتذہ ہمارے لیے نہایت قابل احترام ہیں۔ انہی کی بدولت انہی کی کاوشوں اور انہی کا درس و تدریس کی بدولت آج آپ بھی اس کرسی پر متمکن ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ کچھ اساتذہ کی خدمات

حکومت نے ان کی رضامندی کے بغیر اپنی تحویل میں لے لیں۔ جب ان کی پنشن کا مسئلہ آیا اس وقت ان کی سروس کا وہ حصہ جو تحویل میں لینے سے پہلے انہوں نے گزارا تھا اس کو شامل نہ کیا گیا اس لیے وہ پوری مراعات حاصل کرنے سے محروم رہے۔ گذشتہ دنوں اخبارات میں بھی اس بات کا چرچا رہا کہ ایک سابق پرنسپل صاحب نے اپنی اس مجبوری کے پیش نظر اپنے آخری ایام میں زکوٰۃ فنڈ سے مالی امداد حاصل کرنے کی درخواست کی۔ ہمارے لئے یہ قابل شرم ہے کہ ہم ان اساتذہ کو اس حد تک پہنچا دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کی بدولت آج ہم کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ مجھے اس میں کوئی بات نہیں کہ میں اپنے وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ التماس کروں کہ اگر اس معاملہ میں کوئی قانونی رکاوٹ ہے تو اس کو بھی وہ براہ مہربانی دور کر کے اس مسئلہ کو حل کریں اور ان کو پنشن کا حق پورا دیا جائے۔

جناب والا اسی طرح ورک چارج ملازمین اور ملیریا کے ملازمین کا بھی یہی مسئلہ ہے۔ میری اطلاع کے مطابق وفاقی حکومت نے ورک چارج ملازمین اور ملیریا کے ملازمین کا یہ حق تسلیم کر لیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ صوبائی حکومت ان کا یہ مطالبہ ماننے کو تیار نہیں۔ جہاں لاکھوں اربوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں اگر چند لاکھ روپیہ ان غریب لوگوں پر بھی خرچ کر دیئے جائیں گے تو کونسی قیامت برپا ہو جائے گی؟

جناب سپیکر اس کے بعد میں محکمہ صحت کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا۔ وقت کی قلت کے پیش نظر میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ حکومت نے صحت عامہ کے سلسلے میں جو تجاویز رکھی ہیں جو تبدیلیاں کی ہیں ان کو سراہنا چاہیئے لیکن اس میں ایک مسئلہ بھی ہے کہ جہاں دیہی علاقے کا نام آتا ہے وہاں ہمیں وہ بات نظر نہیں آتی۔ دونوں طرف سے کچھ ایسی بات ہے۔ ایک طرف ڈاکٹروں کا مسئلہ ہے دوسری طرف حکومت کا مسئلہ ہے۔ جہاں ہمارے ڈاکٹر صاحبان لمبی لمبی ڈگریوں کے ساتھ لمبے لمبے ناموں کے ساتھ سپیشلسٹ بن کر لاہور یا بڑے شہروں میں رہنا پسند کرتے ہیں وہاں سے لاکھوں روپیہ کماتے ہیں اس کے مقابلہ میں

ہمارے دیہی عوام ان کی صلاحیتوں سے محروم رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج شہروں کے ہسپتالوں پر اتنا پریشر پڑا ہوا ہے۔ میں تجویز پیش کروں گا کہ ضلعی ہسپتالوں میں کم از کم آپ ہفتہ میں دو بار اسپیشلسٹ کو دورہ پر بھیجیں۔ وہاں دن مقرر ہوں اور ہمارے علاقے کے مریض جو یہاں کے اخراجات کو برداشت نہیں کر سکتے اور صرف پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں وہ بھی ان سے استفادہ حاصل کر سکیں۔

جناب والا ایک مسئلہ صحت کے متعلق ہے۔ پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ کے بارے میں کچھ روز ہوئے اخباروں میں دیکھا گیا یہ صوبائی مسئلہ ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ کسی فرد واحد کی خوشنودی کے لیے یا اس کو فائدہ پہنچانے کے لیے اس انسٹیٹیوٹ کو وفاقی حکومت کے حوالے کیا جا رہا ہے۔ یہ ہمارا حق ہے سابقہ بیس سالوں کی کاوش سے ہمارے ڈاکٹروں نے اس کو اس سطح پر پہنچایا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ یہ وفاق کو دینے کی بجائے صوبائی حکومت کے پاس رہے۔ تاکہ سارے پنجاب کے ڈاکٹر اس سے پورا استفادہ حاصل کر سکیں۔

جناب والا دوسرا مسئلہ ان نئے ڈاکٹروں کا ہے جو اپنی تعلیم تو مکمل کرتے ہیں لیکن وہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں ان کو روزگار نہیں ملتا۔ تو میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں ان کو ۱۰۰ فیصد کی بنا پر رجسٹرڈ کیا جائے۔ اور ان کو جب تک ملازمت نہیں دی جاتی کوئی خاص وظیفہ دیا جانا چاہیئے اور ان کی صلاحیتوں کو بھی استعمال میں لانا چاہیئے تاکہ بے روزگاری سے ہمارے میڈیکل گریجوایٹس بچ سکیں۔ جناب والا اسی طرح ان کو ۱۰۰ فیصد کی بنیاد پر ہاؤس جاب دیئے جانے چاہئیں۔ ان ڈاکٹروں کو جو ہمارے دیہی علاقوں میں کلینک قائم کرنا چاہتے ہیں ان کو آسان اقساط پر قرضہ جات دیئے جائیں تاکہ شہروں میں روزانہ جو نئے سے نئے اور مہنگے سے مہنگے کلینک بن رہے ہیں اس سے ہمیں نجات مل سکے اور ہم دیہی لوگ بھی اپنا حق حاصل کر سکیں۔

جناب والا مجھے اور بھی کافی کچھ کہنا تھا جس میں کفایت شعاری کی بات تھی گاڑیوں

کا استعمال تھا۔ گاڑیوں کے استعمال کے مسئلہ پر میں پھر ایک بار عرض کروں گا۔ اس کی ایک کمیٹی بنا دی جائے یا جو ہمارے ممبران ہیں .....

ایک معزز ممبر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میری یہ تجویز ہے کہ ہال کی گھڑیوں کو ٹھیک کیا جائے۔ کیونکہ یہ زیادتی کر رہی ہیں۔ کسی دوست کو زیادہ ٹائم دے رہی ہیں کسی دوست کو کم ٹائم دے رہی ہیں۔

چودھری ارشاد علی۔ میں معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ میں ایک دو منٹ میں اپنی بات کو ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر۔ لیاقت علی صاحب

جناب لیاقت علی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جناب والا میں ۸۶-۱۹۸۵ء کے بجٹ کے بارے کچھ بات نہیں کرنی چاہتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کو ہمارے اس ذہین طبقہ نے تیار کیا ہے جس کی ذہانت کی چھوٹی سی مثال ہے کہ پاکستان کو بنے ہوئے ۳۷ سال ہو گئے ہیں۔ حکومت خواہ کسی کی بھی ہو۔ حالات خواہ کیسے بھی ہوں مگر اقتدار انہوں نے ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اقتدار آج تک اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اس لیے ہمارے وزیر خزانہ اور ممبروں کا بجٹ بنانے میں کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

دوسری بات مارشل لاء پر بہت زیادہ بحث ہوئی ہے۔ میں اس کے متعلق صرف اتنا ہی کہوں گا کہ جناب والا یہ صرف ۹۰ دن کے لیے لگایا گیا تھا۔ ۹۰ دن بھی گزر گئے ہیں ۹۰ ماہ بھی گزر گئے ہیں اب تو ایسا لگتا ہے کہ ۹۰ سال کے لیے لگ گیا ہے۔ خدا سے ہماری یہ دعا ہے اور ہم آپ سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ جناب والا ان لوگوں کو کہیں کہ ہمارے ناتواں کندھے بھی اب جواب دے گئے ہیں۔ ہم کب تک ان کا بجٹ پاس کرتے رہیں گے۔ ہم کب تک یہ برداشت کرتے رہیں گے کہ ہمارے غریب لوگوں کی کمائی میں سے ٹیکس لے کر مارشل لا کو ادا کر دیا جائے۔

میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ جب عوامی حکومت بحال ہو چکی ہے، وزیراعلیٰ پنجاب نے چارج سنبھال لیا ہے تو اس کے بعد مارشل لاء کے رہنے کا کوئی جواز نہیں اس کو جلد از جلد اٹھا لیا جائے تاکہ ہم لوگ جمہوریت کی راہ پر صحیح طریقے سے گامزن ہو سکیں۔

جناب والا، دوسرا مسئلہ میرے علاقے کا ہے۔ میرا تعلق پی پی گجرات سے ہے۔ میرا حلقہ آزاد کشمیر کے بارڈر کے ساتھ ساتھ پچاس میل تک چلتا ہے۔ وہاں پر تقریباً دو سو دیہات ہیں آپ کو تقریباً کوئی گاؤں ایسا نہیں ملے گا، جہاں پر الیکٹرانک سہولت موجود ہو۔ صرف چند گاؤں ایسے ہیں جہاں پر بجلی اور سڑکیں میسر ہیں۔ آبادی کی اکثریت اس الیکٹرانک سہولت سے محروم ہے۔

جناب ممتاز حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ لفظ الیکٹرانک نہیں ہے، الیکٹرسٹی ہے۔

چوہدری لیاقت علی: سانوں کوئی گل کرن دیو، جناب کی آندے او سانوں۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب، آپ بجلی کی سہولت کی بات کر رہے ہیں؟

چوہدری لیاقت علی: جی ہاں۔

جناب سپیکر: فرمائیے۔

چوہدری لیاقت علی: جناب والا، ہمارے علاقے میں پرائمری سکولوں کی اکثریت کے لئے کوئی عمارت نہیں ہے۔ کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پر بیٹھ کر بچے تعلیم حاصل کر سکیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کوئی خالی گھر مل جائے تو کچھ عرصے کے لیے وہاں سکول چلتا ہے۔ اگر گھر والے خالی کرا لیں تو پھر دوسری جگہ سکول کے لیے تلاش کر لیتے

ہیں میری گزارش یہ ہے کہ بجٹ میں زیادہ سے زیادہ پرائمری سکولوں کی عمارات پر زور دیا جائے۔ تاکہ بچے اچھے طریقے سے اچھی درسگاہ میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کر سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب والا، میرے علاقے میں دوسرا مسئلہ فارم ٹو مارکیٹ روڈ کا ہے وہاں تقریباً سنٹر میں ایک قصبہ ہے، جس کے گرد و نواح دو سو کے قریب دیہات ہیں اس کا نام کوٹلہ عرب علی خان ہے جتنی سڑکیں گرد و نواح کے دیہات کو جاتی ہیں، وہ سب کچی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ کوٹلہ سے ایک سڑک جو موضع جلال پور چھوکیاں روڈ سے چلتی ہے آچھ لوچھ سے ہوتی ہوئی کھرالہ کی طرف جاتی ہے، اسے پختہ کر دیا جائے تاکہ وہاں کے تمام لوگ اپنا غلہ کوٹلہ منڈی تک آسانی سے لے کر آ جا سکیں۔ جناب، وہاں کا دوسرا مسئلہ تعلیم کا ہے۔ کوٹلہ عرب علی خان کے گرد و نواح لڑکیوں کے تقریباً سات ہائی سکول ہیں۔ کوٹلہ عرب علی خان سے گجرات تک تیس میل کا فاصلہ ہے۔ لوگ وہاں اپنے لڑکوں کو بھیجتے ہیں جو گجرات کے کالجوں میں جا کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مگر وہاں لڑکیوں کے جانے کے لئے کوئی بندوبست نہیں۔ بسیں بہت کم ہیں، congested راستہ ہے، جو لوگ بھی وہاں اپنی بچیوں کو بھیجتے ہیں، وہ بڑی مشکل میں رہتے ہیں کیونکہ وہاں کالج میں کوئی ہاسٹل بھی نہیں ہے جہاں بچیاں ٹھہر سکیں۔ میری درخواست ہے کہ کوٹلہ عرب علی خان میں لڑکیوں کا کالج بنایا جائے۔ تاکہ وہاں کے لوگ اپنی بچیوں کو تعلیم دلوا سکیں۔ آپ پاشی کے نظام کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارا علاقہ بالکل ویرانہ ہے۔ کوئی نہری پانی نہیں ہے وہاں بارشوں پر ہی انحصار کیا جاتا ہے۔ اگر بارش ہو جائے تو لوگ اپنی فصلیں بیج لیتے ہیں۔ اگر بارش نہ ہو تو

اور کوئی ذریعہ نہیں بچتا۔ ہمارے نزدیک سے ایک نالہ گزرتا ہے۔ بھمبر نالہ اسے کہتے ہیں۔ اگر وہاں پہ کوئی dam بنادیا جائے تو اس سے تمام علاقہ سیراب اور سرسبز وشاداب ہو سکتا ہے۔

جناب والا، ایک پوائنٹ اور عرض کروں گا کہ جس طرح سیم اور تھور کے لئے ٹیوب ویل لگائے جاتے ہیں تاکہ سیم اور تھور کا مسئلہ حل ہو سکے، اس طرح اگر پانی کے لئے ہمیں بھی ٹیوب ویل لگا دیئے جائیں تو ہم بھی گورنمنٹ کو آبیانہ دے دیں گے جس سے ہمارا آب پاشی کا مسئلہ حل ہو سکے۔ اور وہ لوگ بھی اپنی فصلیں ٹھیک طریقے سے بیچ سکیں گے۔

میں محکمہ صحت کے بارے میں ایک بات عرض کروں گا کہ ایم بی بی ایس ڈاکٹروں کی بے روزگاری بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ لوگوں کو ایڈھاک بنیادوں پر بھی نوکری نہیں ملتی ہمارے گاؤں میں جتنے بیسک ہیلتھ سنٹر بنے ہوئے ہیں، وہاں کوئی ڈاکٹر نہیں ہے۔ یہاں تک کہ وہاں پر کمپوڈر بھی نہیں ملتے۔ اگر ان لوگوں کو ٹھیک سہولتیں میسر کی جائیں، ٹھیک تنخواہیں دی جائیں تو یہ لوگ وہاں بیسک ہیلتھ سنٹرز میں بھی جاکر نوکریاں کر سکتے ہیں۔ اس طرح ہمارے لوگوں کا ہیلتھ کا مسئلہ ختم ہو سکتا ہے۔

مہربانی۔

جناب سپیکر: مسز خورشید بیگم صاحبہ

مسز خورشید بیگم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر، میں آپ کی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ بجٹ پہ بحث سے قبل ذہن کورے کاغذ کی مانند سفید ہونا چاہیئے۔ جو بات قوم اور ملک کے لئے مفید ہو اس

پر حکومت کو شاباش دینی چاہیئے اور جو امر قومی مفاد کے منافی ہو اس کی نشان دہی کر کے اس کا حل پیش کرنا چاہیئے۔ برس ہا برس کے بعد قوم کی گاڑی جمہوری راستے پر گامزن ہوئی ہے۔ جمہوری عمل کو قائم و دائم رکھنے کے لئے ہمیں ایک صبر آزما اور کٹھن مرحلے سے گزرنا ہو گا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ آنے والی نسلوں کو ایک خوش حال اور جمہوری ملک دے جائیں تو ہمیں جوش کو چھوڑ کر ہوش کا دامن پکڑنا ہو گا۔ خدا نخواستہ اگر ہمارے عمل میں سیاست گری اور leg pulling کارفرما رہی تو کوئی جاہ پسند آمر یہ کہہ کر اسمبلیاں توڑ دے گا کہ یہ قوم جمہوریت کے قابل نہیں۔ بلکہ اس کا مناسب علاج ڈنڈا ہی ہے۔

جناب والا، ہمیں چاہیئے کہ خلوص اور اتحاد کا دامن تھام کر مسائل سے دوچار اس قوم کی مصیبتوں کے بوجھ کو کم کریں اور رب العزت سے دعا کریں کہ وہ ہمیں تخریبی انداز فکر سے بچائے اور تعمیری سوچ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے جناب سپیکر، وزیر اعلیٰ کی نامزدگی کے وقت پنجاب کی فضاؤں میں ایک نعرہ بڑی شد و مد سے گونجا تھا۔ وہ نعرہ دیہات کے حقوق کے تحفظ کا تھا۔ اس وقت مختلف اطراف سے یہ مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا تعلق دیہات سے ہونا چاہیئے تاکہ دیہات میں بسنے والے ۷۰ فی صد عوام کے مسائل کو مناسب طریقے پر حل کیا جا سکے۔ عرصہ دراز سے اپنے حقوق سے محروم یہ دیہاتی عوام جن کو پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی تصوّر کیا جاتا ہے ان کے مسائل فوری توجہ کے مستحق ہیں۔ جناب والا، اگر ہم سب پاکستان کو خوش حال دیکھنا چاہتے ہیں تو دیہاتوں میں بسنے والے غریب محنت کش عوام کے دکھوں کا مداوا کیجئے۔ ہم جناب وزیر اعلیٰ پنجاب سے جواب تشریف تو نہیں رکھتے لیکن مجھے امید

ہے کہ میرا یہ پیغام وزرائے کرام ان تک پہنچا دیں گے ، توقع رکھتے ہیں کہ دیہاتوں کو شہروں کے برابر لایا جائے اور اس بجٹ میں اس پر خاص توجہ دی گئی ہے ۔

جناب سپیکر، آپ کی وساطت سے ایک بات میں پھر وزیر اعلیٰ سے عرض کرنا چاہتی تھی ۔ وہ اب موجود نہیں ہیں یقین ہے وہ ان تک پہنچ جائے گی ۔ کہ عوام میں یہ تاثر زور پکڑتا جا رہا ہے کہ ہم ممبران اسمبلی بے اختیار ہیں ۔ یہ صورت اس وقت عملی شکل اختیار کر لیتی ہے جب افسران بالا میں ہماری شنوائی نہیں ہوتی میں افسران بالا سے بھی اپیل کرتی ہوں کہ اس گاڑی کو چلانے کے لئے ہم سے تعاون کریں ۔ وہ بھی اس ملک کے شہری ہیں ، وہ محب وطن ہیں اور استحکام پاکستان کے خواہش مند ہیں ۔ ہم ان کی نیت پر قطعاً شک نہیں کرتے اس قوم کے خون پسینے کی کمائی سے وہ تنخواہ اور آسودگی حاصل کرتے ہیں وہ ہم سے علیحدہ مخلوق نہیں ہیں ۔ وہ ہم ہی میں سے ہیں ۔ اس لئے انہیں اس پر خاص توجہ دینی چاہئے ۔ یہ میری درخواست ہے ۔ جناب وزیر اعلیٰ پر ہم نے اپنے اعتماد کا اظہار کیا ہے ۔ اور نارسائی کے باوجود اپنے اعتماد میں کمی نہیں آنے دی ۔ ہم وزیر اعلیٰ کو ایک مضبوط اور کامیاب وزیر اعلیٰ دیکھنے کی حسرت دل میں لئے بیٹھے ہیں ۔

جناب سپیکر، بجٹ میں وافر رقوم تعلیم کی مد کے لئے مخصوص کی گئی ہیں تعلیم حاصل کرنے کے دو مقاصد ہوتے ہیں ۔ حصول روزگار اور سوسائٹی کو مہذب بنانا ۔

اس نظام تعلیم میں یہ دونوں مقاصد حاصل نہیں ہوتے ہمارا مطالبہ ہے کہ دیہاتوں میں نظام تعلیم شہروں کے برابر کیا جائے تاکہ جفاکش انسان ایک صحت مند ذہن کے ساتھ ابھریں اور پیشہ وارانہ کالجز میں دیہاتی کوٹہ مقرر کیا جائے پرائمری سکولوں کے ساتھ ساتھ سکولوں کا درجہ بڑھایا جائے اور تحصیل ہیڈکوارٹرز

پر انٹرمیڈیٹ کالجز کا اجرا کیا جائے ۔ تاکہ غریب کسانوں کے بچے بھی زیور تعلیم سے آراستہ ہو سکیں ۔ اور اس ملک کے با عزت شہری بن سکیں ۔ کیونکہ غریب کسان اپنے بچوں کو شہر بھیج کر انکے اخراجات برداشت کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا ضلع فیصل آباد کی چک جھمرہ ٹاؤن کمیٹی کے بارے میں کچھ عرض کروں گی ۔ یہ سب ٹاؤن کمیٹیوں سے بڑی ٹاؤن کمیٹی ہے ۔ میری گزارش ہے وہاں لڑکیوں کا ایک انٹرمیڈیٹ کالج قائم کیا جائے ۔ تاکہ وہاں کے ۲۰/۱۵ چکوک کی لڑکیاں اس کالج سے استفادہ حاصل کر سکیں وہ شہر میں آکر تعلیم حاصل کرنے کی متحمل نہیں ہیں ۔ فیصل آباد پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے شہر میں صرف ایک گورنمنٹ ڈگری کالج ہے ۔ میری آپ سے التجا ہے فیصل آباد میں ایک اور ڈگری کالج قائم کیا جائے ۔ کراچی لاہور کی طرح فیصل آباد میں بھی ایک گرلز ٹیکنیکل کالج کھولا جائے ۔ تاکہ وہاں ہنرمند بچیاں اس سے استفادہ حاصل کر سکیں صحت کے متعلق میں سمجھتی ہوں شہروں میں بھی مکمل طبی امداد میسر نہیں ہیں ۔ لیکن دیہات کا مسئلہ نہایت قابل افسوس ہے ۔ جناب وہاں ہیلتھ یونٹس قائم تو کر دیئے گئے ہیں لیکن نہ تو وہاں عملہ ہے اور نہ ہی انکو صحیح مراعات ملتی ہیں یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اس پر حکومت کو خصوصی توجہ دینی چاہیئے ۔ پینے کا پانی پنجاب میں اور خصوصاً فیصل آباد میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کا پانی انتہائی کھارا ہے ۔ اگر پانی کا مسئلہ حل کر دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ دیہاتوں میں آدھی بیماریاں کم ہو سکتی ہیں ۔ فیصل آباد شہر بہت بڑا شہر ہے اور اس کی آبادی بہت زیادہ ہے ۔ چند سالوں سے وہاں اومنی بسیں جن میں غریب عوام سفر کرتے ۔

تھے بند کر دی گئی ہیں۔ میری گذارش ہے کہ ادمنی بسیں از سر نو دس پندرہ میل کے فاصلے پر چلائی جائیں
ان میں خواتین کی نشستیں علیحدہ مخصوص کی جائیں اور ان میں کرایہ نامہ آویزاں کیا جائے۔ تاکہ غریب
عوام کو آنے جانے میں سہولت ہو پرائیویٹ ویگنوں میں مسافر بھیڑ بکریوں کی طرح بھرے جاتے ہیں
جاوید قریشی صاحب جب وہاں کمشنر تھے وہ اس وقت یہاں تشریف فرما نہیں ہیں انہوں نے ایک
ویگن والے کا چالان کیا تھا جس ۱۲ نشستوں والی ویگن میں ۲۰ مسافر سوار تھے۔ اس لئے ادمنی
بس کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور نقصان بھی ادمنی بسوں کے نہ ہونے کی وجہ
یہ ہے کہ رکشہ والے اپنی مرضی کے مطابق کرایہ مانگتے ہے جس کی غریب عوام متحمل نہیں ہو سکتی۔

جناب والا مہنگائی کا مسئلہ بھی ہے یہاں میرے ایک بھائی اس کو زیر بحث لایا ہے مہنگائی
کا مسئلہ اتنا سنگین ہے کہ سفید پوش آدمی کو اپنی سفید پوشی کا بھرم رکھنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ اس
لیے میری التجا ہے کہ حکومت اس طرف خصوصی توجہ دے تاکہ ملک میں قیمتوں میں استحکام ہو
جس طرح زمیندار کے اجناس کی قیمتیں مقرر ہوتی ہیں اور وہ اسی قیمت پر بیچنے کا پابند ہوتا ہے
اسی طرح باقی اشیاء کی قیمتیں مقرر ہونی چاہیں اور انہیں مستحکم کرنا چاہیے

ایک بہت اہم مسئلہ ہے وہ میں ضرور عرض کروں گی پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے
اور اس کی بنیاد زراعت پر ہے اور زراعت کی بنیاد نہری پانی پر ہے بارش نہ ہونے کی وجہ سے
کچھ علاقے بنجر پڑے ہیں اور جو کچھ ہمارا نہری علاقہ ہے وہ ہمارے انسانوں کی منفی سوچ کی وجہ
سے بنجر اور ویران ہو رہا ہے اگر مسئلہ کا مناسب حل بر وقت نہ کیا گیا تو یہ ایک بہت بڑا المیہ ہو
گا اور ملک کو ناقابل تلافی نقصان ہو گا کیونکہ یہ ملک اس نقصان کا متحمل نہیں ہو سکتا وفاقی حکومت
سے جناب والا آپ کے توسط سے اور وزیر اعلیٰ کے توسط سے ہماری متفقہ پرزور اپیل ہے کہ
نہری پانی کی منصفانہ تقسیم کی جائے۔ کیونکہ ملکی معیشت اس نقصان کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے
صوبائی تعصب بڑھنے کا احتمال ہے جس سے ملکی سالمیت کو بھی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے مجھے افسوس

سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے پنجاب کے قومی اسمبلی کے جو نمائندے وہاں بیٹھے ہیں وہ پوری ذمہ داری کا ثبوت نہیں دے رہے ہیں ابھی میرے چند پوائنٹس ہیں اگر وقت ملا تو میں انہیں دوبارہ عرض کروں گی۔

جناب سپیکر: راجہ جاوید اخلاص صاحب

راجہ جاوید اخلاص: جناب سپیکر اور معزز اراکین اسمبلی میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر خزانہ نے جو بجٹ برائے سال ۱۹۸۶-۸۵ء اس معزز ایوان میں پیش کیا ہے وہ بڑی حد تک صوبائی حالات اور واقعات کے مطابق ہے چنانچہ میں وزیر خزانہ کو ایک تسلی بخش بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں اور یہ امر بھی باعث خوشی ہے کہ بجٹ کی افادیت کو ثابت کرنے کے لیے دیہی ترقیاتی عوامل کا نہ صرف تذکرہ کیا گیا ہے بلکہ کافی حد تک خصوصی توجہ دینے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ امر بھی باعث خوشی ہے کہ ترجیحات کا تعین کرتے وقت زراعت، تعلیم، دیہی ترقی، بجلی اور پانی جیسے اہم ترین شعبوں کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جناب والا مجموعی تخمینہ کی رقم ۲۱ ارب ۳۱ کروڑ چار لاکھ روپے ہے اس میں ترقیاتی بجٹ ۵ ارب ۷۹ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے ہے اس میں ۳۰ کروڑ روپے کی خصوصی گرانٹ بھی شامل ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پچھلے سال کے مقابلہ میں ایک ارب ۷۳ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے افراط زر کی بڑھتی ہوئی شرح کی نسبت کوئی انقلابی اضافہ نہیں ہوا اور نہ ہی اس اضافے سے ترقیاتی کاموں میں کوئی انقلاب رونما ہو سکتا سچی بات تو یہ ہے کہ ہندسوں کے ہیر پھیر سے معاملات کی سنگینی کو اوجھل کرنے کی روایتی کوشش کی گئی ہے میں اس ضمن میں چند معروضات پیش کرنے کی جسارت کروں گا۔ بارانی علاقوں میں ترقی کے امکانات کا جائزہ لینے اور ترقی کے کاموں کے لیے ایک ارب ۱۰ کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے وہ بے پناہ مسائل کے حل کے لیے قطعی ناکافی ہے۔ یہ درست ہے کہ بارانی علاقہ کا سب سے بڑا مسئلہ پینے کے پانی کا مسئلہ ہے اور یہ مسئلہ چند چھوٹے چھوٹے ڈیم بنانے اور

لفٹ پمپوں پر امدادی رقوم خرچ کرنے سے حل نہیں ہو سکتا جو رقوم چھوٹے ڈیم بنانے کے لیے مختص کی گئیں ہیں۔ ان کا تخمینہ صرف ایک کروڑ ۷۰ لاکھ روپے ہے اور یہ رقم بھی صرف جاری شدہ منصوبوں کے لیے ہے۔

جناب والا ۸۵-۱۹۸۴ء کے بجٹ میں بارانی علاقے میں زیر زمین پانی کے سروے کے لیے ۲۷ لاکھ روپیہ مختص کیا گیا تھا لیکن نامعلوم وجوہ کی بناء پر نہ تو رواں مالی سال میں خرچ کیا گیا اور نہ ہی آئندہ بجٹ میں اس کے لیے کوئی Provision رکھی گئی ہے اب صورت حال یہ ہے کہ ہمارے دیہی علاقوں میں پانی پینے کی اکثر سکیمیں زیر زمین پانی کا ذخیرہ نہ ہونے کے باعث بند پڑی ہیں اور آئندہ بھی جو سکیمیں مکمل کی جائیں گی وہ بھی اس مسئلہ کا شکار رہیں گی لہذا میں عرض کروں گا کہ بارانی علاقہ میں بالعموم اور پوٹھوہار میں بالخصوص زیر زمین پانی کے تفصیلی سروے کا بندوبست کیا جائے ان چھوٹے ڈیموں کی افادیت کا ہمارے گوجر خان میں اے۔ ڈی۔ سی کے زمانے کے تعمیر شدہ ڈیموں ڑالی ڈیموں ڈونگی ڈیم کی زبوں حالی سے کافی حد تک اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جناب والا تعلیم کی طرف آتا ہوں اور حکومت کی اس ضمن میں دلچسپی کی تعریف کرتا ہوں مگر مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک طرف تو ہمارے ترقیاتی منصوبے ناقص شرح تعلیم کے باعث مسائل کا شکار ہیں اور دوسری طرف جو دیہاتوں میں سکول بنائے جا رہے ہیں ان کی عمارات نہ تو جاذب نظر ہیں اور نہ ہی وہ تعلیمی ماحول کے لیے موزوں ہیں۔ ایک ایک دو دو کمروں پر مشتمل پرائمری سکول بنائے جاتے ہیں بلکہ اکثر سکول بغیر عمارات کے چل رہے ہیں۔ باقاعدہ تربیت یافتہ عملہ کی عدم موجودگی میں بھی اس ضمن میں کوئی خاص توقعات وابستہ نہیں کرنی چاہئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہر گاؤں کی سطح پر ایک لڑکوں اور ایک لڑکیوں کا پرائمری سکول نہیں بنایا جاتا اور اس کے لیے تربیت یافتہ عملہ مہیا نہیں کیا جاتا اس وقت تک نہ ہی ہمارا تعلیمی معیار بہتر ہو سکتا ہے اور نہ ہی شرح تعلیم میں اضافہ کی کوئی توقع ہے۔ فنی تربیتی مراکز کا جال اس مسئلے کے حل میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ جناب والا یہ اچھی بات ہے

کہ لاہور اور دوسرے بڑے شہروں میں ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر قائم کئے جا رہے ہیں لیکن ستر فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے ان کی ضروریات کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا اور ذہن میں رکھنا ہوگا۔ میں نہایت ادب سے گذارش کروں گا کہ گوجر خان تحصیل اس ملک کی سالمیت اور یکجہتی کے لیے قربانیوں میں ہمیشہ ہراول دستے کا کام کیا ہے۔ اس تحصیل میں سوار محمد حسین (شہید نشان حیدر) اور کیپٹن سرور شہید (نشان حیدر) جیسے لوگ پیدا ہوتے ہیں جنہوں نے اس ملک کی خاطر جان تک قربان کر دی۔ لیکن وہ تحصیل زندگی کی بنیادی سہولتوں سے محروم ہے۔ وہاں پینے کو پانی نہیں ملتا یگاؤں اور گھروں کو جانے کے لیے سڑکیں موجود نہیں ہیں یونین کونسل کی سطح پر ہائی سکول اور مڈل سکول موجود نہیں ہیں اور بلڈنگ پوری بھی کمی ہے جو بیسک ہیلتھ یونٹ اور رورل ہیلتھ سنٹر قائم کئے گئے ہیں۔ ان میں نہ تو ڈاکٹر ہیں اور نہ ہی پیرا میڈیکل سٹاف۔ میرا عرض کرنے کا مقصد ہے کہ دیہاتوں کو اگر ترقی کی راہ پر لانا یا ان کو کامیاب کرنا ہے تو دیہاتوں میں تعلیم، ہسپتال اور اس قسم کے معیاری اداروں کو قائم کیا جائے۔ جناب والا ڈیرہ غازیخان، سون سکیسر اور فنگر گڑھ جیسے علاقوں میں خصوصی ترقیاتی پروگرام شروع کرنا ایک مثبت قدم ہے۔ لیکن ایسے ہی پسماندہ علاقے تحصیل گوجر خان، کہوٹہ، تلہ گنگ اور پنڈ دادنخان میں پروگرام شروع کرنے ناگزیر ہیں۔ اور انہیں بھی اتنا ہی حق ملنا چاہیے۔ مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان علاقوں کو نظر انداز کرنا چراغ تلے اندھیرے والی بات ہے۔ یونین کونسل کے استحکام کے لیے مزید فنڈ مہیا کئے جائیں۔ کیونکہ بلدیاتی اداروں نے دیہی ترقی میں اور جمہوریت کی راہ میں کافی مثبت کردار ادا کیا ہے۔ پچھلے چار سالوں کی نسبت اس دفعہ یونین کونسل کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے۔ لہذا میں یہ درخواست کروں گا کہ دیہی ترقی کے لیے یونین کونسلوں کو خصوصی گرانٹ دی جائیں۔ تاکہ وہ اپنے دیہی علاقوں میں چھوٹی چھوٹی سکیمیں شروع کر سکیں ہم تک یہ بات پہنچی ہے کیونکہ ہم بھی بلدیات کے ممبر رہے ہیں اور اب بھی بلدیات کے ممبر ہیں۔ وہ یونین کونسلر بالکل بیکار پڑے ہیں۔ کسی ممبر کے حلقے میں کوئی سکیم نہیں۔ نہ ہی گورنمنٹ نے انہیں کوئی خصوصی امداد دی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسز شاہین منور احمد پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ پہلے میں آپ سے انگلش میں بولنے کی اجازت چاہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر جی فرمایئے

مسز شاہین منور احمد جناب والا۔ چند دنوں سے یہاں تقاریر ہو رہی ہیں

They are talking about Baldayati Idaraz.

جن کے ساتھ ان مسائل کا تعلق ہے وہ لوکل گورنمنٹ ہے۔ کیونکہ بلدیاتی ادارے کا مطلب civic body ہے تو یہ civic body کے متعلق تو آپ بات نہیں کرتے بلکہ لوکل گورنمنٹ کے متعلق بات کرتے ہیں تو میری ان سے درخواست ہے کہ وہ لوکل گورنمنٹ ہے بلدیاتی ادارے نہیں ہیں۔ بلدیاتی ادارے صرف شہروں میں ہیں۔ اگر آپ دیہات کی بات کرتے ہیں تو وہ لوکل گورنمنٹ ہے۔

راجہ جاوید اخلاص جناب والا۔ بجلی کے متعلق میری گذارش ہے کہ سب سے پہلے جو left over ڈھوکس یعنی داخلی آبادیوں کو electrify کیا جائے اور میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کے سامنے گذارش کروں گا کہ اس وقت تک کوئی نیا گاؤں approve نہ کیا جائے جب تک یہ داخلی آبادیاں اس سے مستفید نہ ہو سکیں کیونکہ وہ بھی اسی گاؤں کا حصہ ہوتی ہیں اور وہاں کے لوگ اسی ملک کے شہری ہیں لہٰذا ان کا بھی حق بنتا ہے چنانچہ ہم ڈھوکوں کو ترجیح دیتے ہیں کہ ان کے لیے خصوصی فنڈ مہیا کیے جائیں۔ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے شعبہ کا عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ان کا زمین لینے کا طریقہ انتہائی ظالمانہ ہے بڑی بڑی قیمتی زمینیں صرف دو دو یا

اڑھائی ہزار روپے پہلے لی جاتی ہیں ۔ اس محکمہ کی یا تو ضرورت نہیں یا ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جو اس ہاؤس کے سامنے اپنی سفارشات پیش کرے کہ اس کا متبادل بندوبست کیا ہو سکتا ہے۔ جناب والا بجٹ کے وائٹ پیپر کے صفحہ نمبر ۲ پر دیئے گئے غیر ترقیاتی اخراجات کی مد سبسڈی میں ۱۰ کروڑ ۹۹ لاکھ روپے کی رقم پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن اور پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کو سبسڈی بانٹی جاتی ہے میرے خیال میں یہ بھی غیر ضروری ہے جو ادارے خود نہیں چل سکتے انہیں قرضے دینے سے کام نہیں چل سکے گا لہذا ان کو ختم کر کے نجی سرمایہ کاری کو اور نجی شعبوں کو فوقیت دی جائے اور اُن کو مراعات دی جائیں ۔ کہنے کو تو بہت کچھ ہے مگر میں اتنا ہی کہنے پر اکتفا کروں گا کہ پنجاب کی معیشت میں علاقہ پوٹھوہار ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اور جب تک اس علاقہ کے لاتعداد مسائل کو خلوص نیت سے حل نہیں کیا جائے گا پنجاب کی روائتی خوشحالی ممکن نہیں ہو سکے گی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب اکرام اللہ صاحب، گجرات ۔

رانا پھول محمد خاں : جناب سپیکر ۔ میں معزز رکن سے درخواست کروں گا کہ میرا ایک نکتہ وضاحت ہے اور بہت سارے ارکان اس نکتے پر آپ سے حکم سننے کے منتظر ہیں وہ یہ کہ اس صوبائی اسمبلی کا اجلاس سال میں ۷۰ دن ہونا ضروری ہے اب ارکان اسمبلی اس وہم میں ہیں کہ وہ سال مالی سال سے شروع ہوگا یا یکم جنوری سے شروع ہو گا ۔ یا ہماری حلف والی تاریخ سے شروع ہو گا ۔ اس کے متعلق ذرا وضاحت فرما کر ایوان کو مطمئن کیجئے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : حضور والا ۔ اس کی وضاحت کر دی جائے گی ۔ اکرام اللہ صاحب

چوہدری اکرام اللہ گجھا : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔
جناب سپیکر ۔ موجودہ حکومت کے برسراقتدار آنے سے پہلے بجٹ کا کافی حصہ تیار ہو

چکا تھا۔ بجٹ دسمبر میں بننا شروع ہو گیا تھا کیونکہ راتوں رات بجٹ تیار نہیں ہو سکتا۔ بہرحال مخصوص حالات کے اندر موجودہ حکومت نے شب و روز محنت کے ساتھ بجٹ کو متوازی بنایا۔ اور اس قلیل عرصہ میں اس کو عوامی مفاد کے حق میں جتنا بہتر بنا سکتے تھے بنایا۔ کوئی نیا ٹیکس نہ لگانا بڑی خوش آئند بات ہے۔ اس طرح شہری اور دیہی عوام یعنی دونوں طبقوں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ تعلیم اور صحت ہماری بنیادی ضرورت ہے جن پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری حکومت اِن دونوں بنیادی ضرورتوں کو سمجھ کر ان کو حل کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔ دیہی علاقوں کی ترقی کے لئے حکومت پنجاب نے کافی حوصلہ افزا اقدام اُٹھائے ہیں۔ ۶۰ فیصد سے زائد کی رقم دیہی علاقوں کے لئے مخصوص کرنے کا مطلب ہے کہ ہماری حکومت دیہی علاقوں کے مسائل کو سمجھتی ہے اور ان کی ترقیاتی سکیموں کو پورا کرنے کا عزم کئے ہوئے ہے۔

جناب والا۔ یہ بجٹ مجموعی طور پر ایک متوازن بجٹ ہے، موجودہ حالات کے اندر ہر محب وطن شہری کو اس بجٹ کا خیر مقدم کرنا چاہیئے۔ ایسا بجٹ پیش کرنے پر وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ تعلیم جو کہ ہمارا بنیادی مسئلہ ہے، بنیادی ضرورت ہے اس کے لئے کافی رقم رکھی گئی ہے۔ لیکن ہماری تعلیم کا معیار بہت گر چکا ہے۔ نئے سکول کھولنے اور نئی عمارتیں بنانے کے ساتھ ساتھ تعلیم کے معیار کو بلند کرنے کی سخت ضرورت ہے ہمارے پرائمری سکول جو اس وقت دیہاتوں میں چل رہے ہیں، ان کے اساتذہ کا اپنا معیار تعلیم بہت low ہے۔ وہ صرف میٹرک پاس ہوتے ہیں۔ اور اس وقت دیہات کے سکولوں میں کافی تعداد ان ٹرینڈ اساتذہ کی ہے۔ جنہوں نے باقاعدہ ٹریننگ بھی حاصل نہیں کی جن اساتذہ نے ٹریننگ حاصل کی ہوئی ہے، ان کی تعلیم صرف میٹرک تک ہے اور تعلیمی معیار low ہونے کی وجہ سے جب ان کو خود کچھ نہیں آتا تو وہ بچوں کو کیا پڑھائیں گے۔ میری تجویز ہے کہ پرائمری سکولوں

کے اساتذہ کے لئے کم از کم الیف۔ اے تک تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ الیف اے تک ان کا معیار تعلیم لازمی قرار دیا جائے۔ تاکہ یہ اساتذہ پرائمری سکول کے بچوں کو جو ہمارے مستقبل کی بنیاد ہیں۔ اچھے طریقے سے تعلیم دے سکیں۔ دوسرا مسئلہ زراعت کا ہے۔ زراعت کو قومی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے مگر صرف اتنا کہہ دینا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تقریر ختم کر چکے ہیں؟

آوازیں: کورم نہیں ہے۔

چوہدری اکرام اللہ رانجھا: یہ لوگ کورم کا کہہ رہے ہیں پہلے اس کا فیصلہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم پورا ہے۔ آپ تقریر جاری رکھیں۔

جناب اکرام اللہ رانجھا: جناب والا۔ میرے خیال میں باقی تین وزراء کو بھی اس ہاؤس سے چھٹی دے دیں۔ ان کو بھی جانے کی اجازت دی جائے۔ یہ ایوان اللہ تعالیٰ کے فضل سے چلے گا اور چلتا رہے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دعا کریں جناب۔ آپ تقریر جاری رکھیں چوہدری صاحب۔

چوہدری اکرام اللہ رانجھا: ..... جناب والا کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کو زیادہ سہولیات دینی چاہیں۔ کاشتکاری کوئی شغل نہیں ہے اور نہ ہی اتنا آسان کام ہے۔ یہ بہت کٹھن کام ہے۔ اس کے لئے کاشتکار کو دن رات سردی اور گرمی کی صعوبتیں جھیلنی پڑتی ہیں۔ اور پھر وہ اپنے پاس سے رقم خرچ کر کے فصل لگاتا ہے۔ لیکن اس کو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ فصل تیار ہو گی یا کسی ناگہانی آفت کی وجہ سے خراب ہو جائے گی۔ اس کو کیڑا لگ جائے گا یا کیا نقصان پہنچے گا۔ تو اس چیز کا تحفظ کاشتکار کو ضرور ملنا چاہیے۔ جب کہ دوسرے تمام کاروبار میں انشورنس کی جاتی ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ زمیندار کی فصل کا بھی انشورنس ہونا چاہیے کہ

ان کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ زیادہ سے زیادہ فصل کاشت کرے اور زیادہ سے زیادہ محنت کرے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ ایک مسئلہ سکارپ کے ٹیوب ویلوں کا ہے جن علاقوں میں سکارپ کے ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں، وہاں پر دوہرا آبیانہ وصول کیا جاتا ہے۔ ہماری تحصیل چالیسہ میں تقریباً ساری تحصیل میں سکارپ کے ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں۔ لیکن ان کی حالت بے حد خستہ ہے پہلے شروع شروع میں تو ان کی کارکردگی اچھی تھی لیکن اب ان کی کارکردگی ۵۰ فی صد سے کم رہ گئی ہے افسوس کی بات یہ ہے کہ آبیانہ دوہرا ہی وصول کیا جا رہا ہے۔ جو ٹیوب ویل سارا سال بند رہتے ہیں، ان کی بھی معافی نہیں ملتی ہے معلوم کرنے پر پتہ چلا ہے کہ چھ ماہ میں جو ٹیوب ویل ایک ہفتہ کے لئے بھی چل جائے۔ اس پر آبیانہ کی چھوٹ نہیں ہو سکتی ہے۔ یہ کتنے ظلم کی بات ہے۔ کہ فصل تو چھ ماہ میں تیار ہوتی ہے۔ لیکن ٹیوب ویل اگر چھ ماہ کے اندر ایک ہفتہ چل جائے تو اس پر آبیانہ لازم قرار دیا جاتا ہے۔ یہ بڑی زیادتی ہے میرے خیال میں چھ ماہ کے عرصہ میں کم از کم جو ٹیوب ویل تین ماہ چلے اس پر آبیانہ لگایا جائے۔ اور باقی کو آبیانہ معاف کیا جائے۔ یہ زمیندار کے ساتھ سخت ناانصافی اور زیادتی ہے اس کے علاوہ نہروں کی حالت کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں، نہروں کی حالت گزشتہ چند سالوں سے بہت ہی خستہ ہو چکی ہے۔ نہ ہی ان کے کنارے ٹھیک ہیں اور نہ ہی ان میں پانی پورا آتا ہے اور نہ ہی ان کی بھل کی صفائی ہوتی ہے جو آخری ٹیل Tail کے زمیندار ہیں۔ ان سے تو سخت زیادتی ہو رہی ہے وہاں نہریں غیر آباد اور بنجر ہو چکی ہیں اس کے باوجود Tail کے زمینداروں سے بھی آبیانہ اسی طرح سے وصول کیا جاتا ہے جس طرح دوسرے علاقوں سے وصول کیا جاتا ہے۔

ایک معزز رکن: جناب والا نہریں بنجر ہوتی ہیں یا زمینیں بنجر ہوتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تصحیح کر لیں۔

چوہدری اکرام اللہ رانجھا : . . . . چلو جی ویران کر لیں۔ نہریں ویران تو ہو سکتی ہیں۔ نہریں ویران ہو چکی ہے وہاں پر پانی نہیں پہنچتا ہے۔ لیکن ان سے بھی آبیانہ وصول کیا جاتا ہے۔ اس سے زمین بنجر ہو جاتی ہے۔

رانا پھول محمد خاں : جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ آج وزراء صاحبان اور پارلیمنٹری صاحب ان کی اکثریت تفریح کے لئے گئی ہوئی ہے۔ یہ ہاؤس کس کے سامنے عرض کرے۔ وزراء صاحبان اور پارلیمنٹری سیکرٹریوں کا کورم بھی پورا ہونا چاہیئے

جناب ڈپٹی سپیکر : ہاؤس کا کورم پورا ہے۔ آپ تقریر جاری رکھیں۔

جناب محمد صدیق سالار : جناب سپیکر۔ جناب رانا صاحب پارلیمنٹری روایات سے بخوبی واقف ہیں اور یہ ان کے علم میں ہے کہ جب تک کورم پورا ہے اجلاس چلتا رہے گا۔ وہ صرف کورم کے لئے بات کرتے ہیں۔ لہذا کورم پورا ہے۔ اجلاس جاری رہے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ ان کو بھی پتہ ہے وہ ویسے آپ کی تفریح کے لئے ایسی باتیں کرتے ہیں۔

رانا پھول محمد خاں : جناب سپیکر۔ اگر آپ اجازت بخشیں تو میں اپنے فاضل دوست رکن کو یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ وزراء کا ہمیں بجٹ اجلاس میں موجود ہونا ضروری ہے۔ ہر محکمے کے متعلق یہاں پر تجاویز دی جاتی ہیں۔ ہر محکمے کے متعلق اعتراضات ہوتے ہیں وزراء صاحبان کو پتہ نہیں، یا تو انہیں ہم سے نفرت ہے اور یا پھر یہ ہماری کمزوری ہے کہ ہم انہیں یہاں بٹھا نہیں سکتے ہیں۔ ان کا یہاں ہونا نہایت ضروری ہے۔ ہم کس کے سامنے یہاں اپنے مسائل بیان کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی آپ کی آواز ان تک پہنچ گئی ہے۔

وزیر خوراک : جناب والا۔ میں اپنے بزرگ رانا پھول خاں سے آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ جتنے بھی وزراء ہیں، سب کے کمروں میں اپنا اپنا سپیکر لگا ہوا ہے۔ وہ آپ کی تقاریر سن رہے ہیں۔ آپ کے نوٹس لے رہے ہیں۔ اور انشاءاللہ تعالیٰ آپ کو جواب بھی دیں

کے مجھے تو صرف .....

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کو بات تو کر لینے دیں۔ ان کی بات سن لیں۔

وزیر خوراک: ..... میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کئی سرکاری کام ہوتے ہیں وہ بھی کرنے ہوتے ہیں۔ وقفہ وقفہ سے سارے وزیر یہاں آ رہے ہیں۔ ہم آپ کی ساری بات سنتے ہیں۔ اور انشاء اللہ آپ کی ہر بات کا جواب دیں گے۔ آپ کی جائز تکالیف سے آپ کو انشاء اللہ نجات دلائیں گے۔ میں اس ہاؤس کو یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب ابھی آئے ہیں۔ تو یہاں اس ہاؤس میں رونق ہو گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل ٹھیک ہے جی۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک وقت میں ایک آدمی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو سکتا ہے آپ ہاؤس کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ جی رانا صاحب۔

رانا پھول محمد خاں: جناب والا۔ آپ کی وساطت سے ادب کے ساتھ میں معزز وزیر سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر وہ تمام وزراء کی نمائندگی فرما رہے ہیں تو کیا وہ بتا سکیں گے کہ فاضل ممبر جو تقریر فرما رہے ہیں، انہوں نے زیادہ زور اپنے علاقہ کے کن کن مسائل پر دیا ہے ذرا فرما دیجئے۔

چوہدری خادم حسین جناب والا اگر پوائنٹ آف آرڈر غیر آئینی ہے تو آپ انہیں کیوں اجازت دیتے ہیں جو رولز ریگولیشن کے خلاف پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے تو پھر کیوں raise کیا جاتا ہے اس لیے میں آپ سے گذارش کروں گا کہ آپ سیٹ پر تشریف فرما ہیں آپ ان پوائنٹ آف آرڈر کو invalid قرار دیکر ممبران کو کہا کریں کہ بیٹھ جائیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر آپ تشریف رکھیں۔ چوہدری صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

چوہدری اکـرام اللہ رانجھا جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وفاقی حکومت کے بجٹ اعلان کے مطابق تیل کی قیمتوں میں جو اضافہ ہوا ہے اس کا اثر براہ راست کاشت کار پر پڑ رہا ہے اس وقت جدید کاشت کاری کا دور ہے ڈیزل ہی کافی مہنگا ہے اور زمیندار کو کافی پیسے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ میری اس سلسلہ میں تجویز ہے کہ زرعی مقاصد کے لیے جو ڈیزل خرچ کیا جاتے اس پر زمیندار کو خاص رعایت دی جائے۔ آبیانہ کے متعلق باتیں ہم اخبارات میں پڑھ رہے ہیں کہ آبیانہ بھی مزید بڑھایا جا رہا ہے۔ پہلے ہی آبیانہ اتنا زیادہ ہے کہ زمیندار اس کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے اگر آبیانہ بڑھایا گیا تو بہت غلط بات ہوگی اور زمیندار کی حوصلہ شکنی ہوگی، اس لیے آبیانہ بڑھانے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

انتظامیہ کے اخراجات کے بارے میں، میں عرض کروں گا کہ پولیس اور دوسرے محکموں کی کارکردگی کو بہتر بنانا ضروری ہے۔ خالی پولیس ڈیپارٹمنٹ کے متعلق یہ کہہ دینا کہ وہ رشوت وصول کرتے ہیں۔ تمام محکموں میں غلط قسم کے افسران کا یہی حال ہے تو ان سب کا ایک جیسا احتساب کرنا چاہیے رشوت ایک بہت بڑی لعنت ہے اور جب تک رشوت اور بدعنوانی ختم نہ ہوگی، آپ کسی بھی محکمہ کے لیے جتنی بھی رقم مختص کر دیں کوئی ترقی نہیں ہوگی اور کوئی اچھا کام بھی آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ اس لیے ملک کی ترقی کے لیے یہ ضروری ہے کہ رشوت کا قلع قمع کیا جائے دوسری عرض یہ ہے کہ۔۔۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر چوہدری صاحب آپ اپنی تقریر کو مختصر فرمائیں۔

چوہدری اکرام اللہ رانجھا: جناب والا عرض کر رہا ہوں۔ ابھی تو دس منٹ بھی نہیں گذرے ہیں اور آپ اتنی جلدی کر رہے ہیں۔ یہ ٹائم تو ان ممبران نے لیا ہے جو درمیان میں کھڑے ہو گئے تھے

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ فرمائیں،

چوہدری اکرام اللہ رانجھا: جناب والا پولیس کی کارکردگی کو صرف شہروں میں بہتر بنانا ضروری نہیں ہے بلکہ دیہاتی تھانوں کی کارکردگی بہتر بنانی چاہیے اور ان کی جدید طریقوں پر اصلاح کرنی چاہیے۔ آج بھی ہمارے دیہاتی تھانے وہی فرسودہ طریقہ اپنائے ہوتے ہیں۔ اس لیے میری یہ گذارش ہے کہ دیہاتی تھانوں کی طرف توجہ کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ میرا تعلق تحصیل پھالیہ سے ہے اس علاقہ کے بھی کافی مسائل ہیں مثال کے طور پر تعلیم کے بارے میں، میں یہ عرض کروں گا کہ اسی پچاسی دیہات کے مرکز قادر آباد میں لڑکیوں کے لیے صرف ایک ہائی سکول ہے تو آپ خود اندازہ لگائیں کہ اگر اسی پچاسی دیہاتوں کے لیے ایک ہائی سکول ہو تو وہاں کیا خاک تعلیم ہوگی۔ اس لیے یہ بہت ضروری ہے کہ اس حلقہ میں مڈل سکول اور ہائی سکول خاص طور پر لڑکیوں کے لیے ترجیحی بنیادوں پر قائم کیے جائیں۔ ایک سڑک کے بارے میں، عرض کروں گا کہ اس علاقہ کو ملانے کے لیے ایک سڑک پھالیہ سیداں روڈ ہے۔ یہ تقریباً آٹھ میل لمبی ہے اس کی حالت اتنی خستہ ہو چکی ہے اور اس پر اتنے گڑھے پڑ چکے ہیں کہ اس پر آٹھ میل کا سفر ایک بس ڈیڑھ گھنٹے میں طے کرتی ہے۔ یہ سڑک تقریباً سو دیہاتوں کو آپس میں ملاتی ہے۔ یہ ڈسٹرکٹ کونسل کی سڑک ہے۔ دو سال قبل ڈسٹرکٹ کونسل نے Resolution پاس کیا تھا کہ ہمارے پاس اتنے اخراجات نہیں ہے۔ اس لیے اتنے محدود وسائل کے تحت ہم اس کو نہیں بنا سکتے تو محکمہ ہائی وے ہم سے لے لے کیونکہ یہ نہایت اہمیت کی حامل سڑک ہے۔ اس لیے اس کو تعمیر کیا جائے۔ لیکن اس کے بارے میں ابھی تک کچھ ہوتا نظر نہیں آ رہا۔ اس لیے میں گذارش کروں گا کہ محکمہ ہائی وے اس سڑک کو اپنی تحویل میں لے کر جلدی کام شروع کروائے۔

اس کے علاوہ جناب والا اور سڑکوں کی بھی ضرورت ہے۔ بہرحال جیسے جیسے بجٹ میں سڑکوں کی تعمیر کے لیے حصہ ملتا جائے گا، انشاءاللہ وہ بھی تعمیر ہوں گی۔ بہرحال یہ سڑک نہایت اہمیت کی حامل ہے اس پر خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ مہربانی اور شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب گل حمید خاں روکڑی

میاں محمود احمد: جناب سپیکر میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ صبح بھی میں نے عرض کیا تھا کہ کل مجھے ٹائم نہیں دیا گیا، اور آج جناب سپیکر نے یہ فرمایا تھا کہ پہلے ٹائم دیا جائے گا لیکن اب تک ٹائم نہیں ملا۔۔۔۔۔۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب آپ کو ٹائم مل جائے گا ان کے بعد آپ کی باری ہوگی۔

ایک معزز رکن: جناب سپیکر پانچ یا چھ آدمی ایسے تھے جو ضمنی بجٹ پر بولنے والے تھے اور وہ رہ گئے تھے لیکن دس کے قریب ممبران تقریر کر چکے ہیں لیکن ہمارے ابھی تک نام نہیں آئے یہ کیا بات ہے؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر: حضور والا تشریف رکھیں آپ کی باری بھی آجائے گی آپ کیوں اتنا گھبرا رہے ہیں جی۔ روکڑی صاحب فرمائیے۔

جناب گل حمید خاں روکڑی: جناب والا پہلے بحیثیت رکن صوبائی کونسل اور اب بھی یہی ہو رہا ہے کہ کافی صاحبان اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جناب بہت اچھا بجٹ ہے اس میں نئے ٹیکس نہیں ہیں اور ہم مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ان کی صف میں تو میں بھی ہوں لیکن اس لحاظ سے کہ جتنے بجٹ پچھلے آٹھ سال میں پیش ہوئے ہیں سب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اچھے بجٹ تھے اور میں یہ سوچتا ہوں کہ اگر واقعی یہ بجٹ اتنے اچھے تھے اور پانچ سالہ منصوبے جتنے پاکستان بننے کے بعد بنے ہیں اور جتنے ان کے لیے دعوے کیے گئے ہیں کہ اتنی ڈویلپمنٹ ہو جائے گی اور پاکستان خوشحال ہو جائے

تھا تو وہ سب کچھ اگر ہوتا تو آج لوگ یہ رونا نہ روتے کہ کہیں سڑک نہیں ہے تعلیم کی حالت بُری ہے یہ ہے یا وہ ہے اس قسم کی چیزیں نہ ہوتیں۔ میرے خیال میں پنجاب میں کوئی اور ٹیکس لگانے کی گنجائش باقی نہیں تھی اس لیے ٹیکس تجویز نہیں کیا گیا اور جو کچھ کسر باقی تھی وہ ہماری مرکزی حکومت نے پوری کر دی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اس صوبے میں اور پورے ملک میں ایک بے زبان طبقہ ایسا ہے جو دیہاتوں میں رہتا ہے نہ اِن کی کوئی تنظیم ہے نہ اِن کی کوئی طاقت ہے اور نہ ہی ان کی کوئی اہمیت ہے۔ پٹواری سے لے کر بڑے افسر تک۔ واپڈا کے لائن مین سے لے کر بڑے افسر تک جتنے بھی محکمے ہیں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتے اور انہیں لوگوں کو وہ تنگ بھی کرتے ہیں شہر میں اگر ایک چھوٹے سے میٹر کا کنکشن واپڈا والے کاٹ دیں تو صبح اخبار میں آ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ شہر میں اگر کوئی چھوٹی سی بات ہو جائے تو اخبار والے فوٹو کھینچ لیتے ہیں اور اس چیز کو Point out کر دیتے ہیں لیکن دیہاتوں کی حالت یہ ہے کہ وہاں ضروریات زندگی بھی مفقود ہیں وہاں پر بےحد بیروزگاری ہے وہ ادارے جو زراعت کے لحاظ سے یعنی زمیندار اور کاشت کار کا ایک ادارہ۔ جس سے سارے لوگ اپنی خدمات لوگوں کو مہیا کر کے روٹی کما کر کھاتے تھے وہ ادارے اب ٹوٹ چکے ہیں۔ اب وہاں پر اس قسم کا کوئی ادارہ موجود نہیں ہے۔ کاشت کار کی یہ حالت ہے کہ وہ اگر ایک بوری گندم پیدا کرتا ہے تو اس کا کھاد بجلی اور دوسری چیزوں یعنی Cast of Production پر اتنا خرچ آ جاتا ہے کہ اسے منافع نہیں ملتا۔ اس کی پیداوار اور فروخت میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ برابر ہیں۔ اس کی وجہ سے کاشت کار بہت بری طرح سے متاثر ہو رہا ہے اور لوگ کاشت کاری کو چھوڑ کر نوکری کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ جناب والا اس ملک میں اتنی نوکریاں نہیں ہیں کہ سارے لوگ ملازمتیں کریں، نتیجہ ایک دن یہ ہوگا کہ دیہات کے لوگ اٹھیں گے اور شہروں کی طرف آئیں گے اور ملک میں ایک انقلاب برپا کر دیں گے پھر شہر کے لوگوں کو جگہ نہیں ملے گی کہ وہ کہاں جائیں۔ لہذا میں آپ سے یہ گذارش کروں گا کہ ان ذریعہ معاش کیا

کوئی بندوبست کیا جائے اور اتنا انتظام ضرور کر دیا جائے کہ زراعت پیشہ لوگوں کی Cast of Production اور قیمت فروخت میں اتنا ضرور ہو کہ وہ اپنے زراعت کے پیشے کے ساتھ دلچسپی رکھیں ورنہ وہ دلچسپی چھوڑتے جائیں گے اور ایک دن ایسا آئے گا کہ زراعت پر کوئی توجہ نہیں دے گا اور زمینیں ویران پڑی رہیں گی پتہ نہیں وہ لوگ اس وقت کیا کریں گے ڈاکے ڈالیں گے یا کچھ اور کام کریں گے بہرحال وہ زراعت کا پیشہ چھوڑ دیں گے اور جب انہوں نے زراعت کا پیشہ چھوڑ دیا تو ایتھوپیا کی طرح آپ بھی زمین سے دانے چنیں گے اس لیے ان کو مراعات دینے کی طرف توجہ دیں اور ان کا انتظام اتنا درست کریں تاکہ کاشت کار لوگ بے روزگار نہ ہوں اور اپنی زمین پر کام کریں اس کے لیے میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ جیسے سرکاری ملازمین کا انڈکس آپ نے قیمتوں کے ساتھ ملحق کر دیا ہے اسی طریقہ سے کاشت کار کی زرعی اجناس کی قیمتوں کو آپ باقی چیزوں کی قیمتوں کے ساتھ ملحق کر دیں اور جس طرح ان چیزوں کی قیمتیں بڑھیں اتنے فیصد زرعی اجناس کی قیمت بھی بڑھ جائے تاکہ زمیندار زراعت پر توجہ دے سکیں۔

اس کے علاوہ میں دوسری تجویز آپ کو دوں گا کہ زرعی اجناس کی قیمتوں margin نہ ہونے کی وجہ سے آپ اس کے لیے سب سڈی کا ایک سسٹم جاری کریں وہ Subsidy اس صورت میں ہو کہ اگر گندم ۱۰۰ روپیہ من ڈپو پر بک رہی ہے تو کاشت کار کو ۱۵۰ روپے من ادا کئے جائیں اور جو پچاس روپے کا فرق ہے وہ ٹیکس دینے والے بڑے بڑے Industrilists یا Tax Payers Consumer سے وصول کیا جائے اور کاشت کرنے والے کو قیمت زیادہ دی جائے جو غریب آدمی ہیں لیبرز ہیں یا سرکاری ملازم ہیں ان کو کم قیمت پر ڈپو سے گندم دی جائے تاکہ دونوں قسم کے پیشہ کے لوگ satisfy ہوں۔

(تالیاں)

جب تک آپ نے یہ نہ کیا تو انگریکلچر آگے نہیں چل سکتا میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ ٹیل ملوں کا

تھوڑا سا ٹیکس لگا تھا اور انہوں نے ہڑتال کر دی۔ یہ ٹیکس سنٹر نے لگایا تھا۔ ان کی ہڑتال کی وجہ سے گورنمنٹ اتنی پریشان ہوئی کہ انہوں نے اعلان کیا کہ ہم یہ ٹیکس واپس لے لیں گے لیکن جو ٹیکس آبیانے کی صورت میں ہو یا کسی بھی صورت میں ہو۔ آپ ۷۰ فیصد کی آبادی پر لگاتے ہیں کیونکہ ان بیچاروں کی کوئی تنظیم ہی نہیں ہے۔ لہذا وہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔ سوائے اس کے کہ ہم جو لوگ یہاں دیہات رہتے آتے ہیں یہی رونا روتے ہیں کوئی بھی نہیں سنتا اور کچھ بھی عملدرآمد نہیں ہوتا۔

(تالیاں)

مہربانی کرکے اس چیز پر آپ توجہ دیں یہ بہت ضروری Item ہے جہاں تک میرے ضلع کا تعلق ہے۔ ڈویلپمنٹ کے کاموں کے متعلق میں نے آپ کی بجٹ کی کتاب پڑھی ہے اس میں کسی نئی سکیم کے لیے کوئی فنڈ نہیں دیا گیا۔ لہذا آٹھ لاکھ نفوس پر مشتمل ضلع کی جو آبادی ہے میں اس کے لیے یہ کہوں گا کہ اس ضلع سے کیا گناہ کیا ہے کہ آپ نے آٹھ لاکھ کی آبادی کو دس ہزار روپے بھی کسی چیز کیلئے نہیں مختص کئے اس کے لیے میں تجویز کروں گا کہ ہمارے علاقے میں آبپاشی کا انتظام نہیں ہے۔ کئی زمینیں بربادپڑی ہیں وہاں ٹیوب ویل لگا کر بے شک آبیانہ ہم سے وصول کریں تاکہ وہاں کے عوام ان زمینوں کو سیراب کر سکیں۔ اس طریقے سے ایک میانوالی Lift Irrigation Scheme ہے اس کا third face place باقی ہے مہربانی کرکے اس Third face کو take up کیا جائے اور اس کو مکمل کیا جائے تاکہ لاکھوں ایکڑ رقبہ سیراب ہو سکے۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ grow more food کے تحت ایوب خان کی regime میں دریائے سندھ کے کنارے بھکر، میانوالی اور شاہ لیہ کے اضلاع میں کچھ ٹیوب ویل لگائے گئے تھے تو وہ ٹیوب ویل جب خراب ہو جاتے ہیں تو انکو ٹھیک کوئی نہیں کرتا اور ایسے ہی چھوڑ جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ گورنمنٹ کے کچھ افسران نے یہ سکیم بنائی ہے کہ انکو نیلام کرتے جا رہیں قلعہ خراب ہوا ہے تو ٹیوب ویل نیلام کر دیا جائے اس کو بنانے کی دوبارہ ضرورت بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ

دوبارہ بنایا جائے تو تھوڑے پیسے کم ملتے ہیں اس میں کم کمیشن ملتی ہے۔ اگر نیا لگانا ہوتا ہے تو اس میں سے زیادہ کمیشن ملتی ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ ان ٹیوب ویلوں کو نئے سرے سے بور کر کے ان میں فلٹر ڈالیں جائیں اور لوگ جس طرح زمینیں develop کر کے اس پانی سے اپنی زمین سیراب کرتے تھے اور غلہ بھی زیادہ پیدا ہوتا ہے اب بھی اس سے مستفید ہوں۔ اس سکیم کو ختم نہ کیا جائے اور اس پر خرچ کر کے ان ٹیوب ویلوں کو دوبارہ بنایا جائے۔ اسی کے ساتھ جناب میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے علاقے میں تعلیم کے لحاظ سے کالجز اور سکولوں کی بیحد کمی ہے سڑکوں کی کمی ہے اور یہ backward ایریا ہے۔ ویسے کہنے کے لیے تو لاہور والے بھی یہی کہیں گے کہ لاہور backward ہے اور واقعی کچھ علاقے لاہور کے بھی backward ہیں لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ اس علاقے کی طرف خاص توجہ دی جائے اور ہمیں سڑکیں سکول اور ان کے لیے سپیشل فنڈز دیئے جائیں۔ ہمارے ساتھ بجٹ میں ناانصافی ہوئی ہے نئی سکیم کے لیے کوئی فنڈ میانوالی ضلع کے لیے بجٹ میں نہیں رکھا گیا اس کے لیے میں درخواست کروں گا کہ اس علاقے کو خصوصی طور پر نہ سہی لیکن آبادی کے لحاظ سے باقی اضلاع کی طرح کچھ نہ کچھ دیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں محمود احمد صاحب

میاں محمود احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر میں بھی سابقہ روایات کی طرح بجٹ کو متوازی کہتا ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ممبران کی رائے کو consider نہیں کیا گیا اس کے بعد جناب والا یہ میں عرض کروں گا کہ راوی کے دریا کے پل پر عرصہ دراز سے ٹیکس عائد کیا ہوا ہے۔ جو اب تک بدستور نافذ ہے جب کہ ہم نے سنا تھا کہ جب اس کے پیسے پورے ہو جائیں گے لاگت پوری ہو جائے گی تو اس کو ختم کر دیا جائے گا میں پوچھتا ہوں کیا ابھی تک یہ پوری نہیں ہوئی؟ مہربانی کر کے اس کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ دوسرے نمبر پہ جناب سپیکر میرے حلقہ راوی روڈ پہ ایک گرلز سکول ہے۔ جہاں تقریباً ساڑھے تین ہزار بچیاں تعلیم حاصل کر

رہی ہیں آج سے تین سال پہلے محکمہ تعلیم نے اس بلڈنگ کے مالک سے agreement کیا تھا کہ تین سال تک ہم اپنی بلڈنگ کا متبادل انتظام کریں گے تین سال تک کے لیے یہ بلڈنگ ہمیں دی جائے اس کے بعد آپ کو واپس کر دی جائے گی اب میعاد بھی پوری ہو رہی ہے مگر محکمہ تعلیم نے اس کا کوئی متبادل بندوبست نہیں کیا۔ میں محکمہ تعلیم سے آپ کی وساطت سے یہ گذارش کرنا چاہوں گا کہ فوری طور پر وہاں سے سکول کا کوئی متبادل انتظام کر کے بچیوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔

وزیر زراعت: سر اب تو ہم پورے وزراء ہیں رانا پھول محمد خان صاحب میدان چھوڑ کر جا رہے ہیں

(قہقہے)

رانا پھول محمد خان: جناب چونکہ وزیر صاحب نے میرے باہر جانے پر اعتراض کیا ہے تو گذارش ہے کہ ایک دوست نے مجھے بلایا تھا۔ میں نے تو میدان اس وقت نہیں چھوڑا جب میں اس ضلع کے ڈسٹرکٹ بورڈ کا وائس چیئرمین تھا اور ان کے والد چیئرمین کا الیکشن ہار گئے تھے میں ان کے گروپ میں تھا وہ کوہ مری چلے گئے کہ اب الیکشن آگے ہم ہار جائیں گے اور ہمارے مخالف گروپ کے ۲۶ ممبر تھے۔ ہمارے گروپ کے ۱۴ ممبر تھے میں نے پھر ان کا اسسٹنٹ ہونے کی وجہ سے اپنے بڑے بھائی کی عزت کے لیے انتخاب لڑا اور میرے ووٹ ۲۶ تھے اور چیئرمین پارٹی کے ۱۴ تھے۔ میں نے اس وقت میدان نہیں چھوڑا۔ یہ تو ابھی طفل مکتب ہیں۔

(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ذرا واپس جلدی تشریف لے آئیے۔

جی میاں صاحب فرمائیے۔

میاں محمود احمد: میں عرض کر رہا تھا کہ تیسرے نمبر پر شاہدرہ میں جہاں کہ تقریباً ۵ لاکھ آبادی ہے ہمیں کوئی جی گرلز کالج یا سکول مہیا نہیں کیا گیا۔ شاہدرہ سے لے کر

بیڈن روڈ تک تین چار حلقے بنتے ہیں۔ صوبائی اسمبلی کے بلکہ پانچ ہیں۔ راستے میں کوئی بھی گرلز کالج نہیں ہے۔ مہربانی کر کے اتنی بڑی آبادی کو ignore نہ کیا جائے اور شاہدرہ میں بچیوں لڑکیوں کے لیے ایک کالج اور ایک ہائی سکول مہیا کیا جائے۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ شاہدرہ میں پینے کے پانی کے لیے اتنی بڑی آبادی کے لیے ایل ڈی اے والوں نے صرف ایک ٹیوب ویل لگایا ہوا ہے۔ میں نے ان کو درخواست دی تھی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہمیں جگہ مہیا کریں۔ تو میں نے ان کو جگہ دی۔ جگہ تو دے دی گئی کہ یہاں پر آپ ٹیوب ویل بنا سکتے ہیں۔ وہ proposal بھی جا چکی ہے لیکن ابھی تک لوگوں کو پینے کے لیے پانی نہیں ملا۔ اس کی وجہ میں نہیں سمجھ سکا۔

چھٹے نمبر پر جب یہ عرض کروں گا کہ شاہدرہ ٹاؤن تقریباً دو لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے۔ وہاں جی ٹی روڈ اور شاہدرہ ٹاؤن میں ایک ریلوے لائن گزرتی ہے وزیر اعظم ریلوے کے منسٹر تھے تو وہاں پر تشریف لے گئے تھے ہم نے اس وقت بھی ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا تھا کہ وہاں اوور ہیڈ برج کا انتظام کیا جائے کیونکہ خدا نہ کرے اگر کوئی بیمار ہو جائے تو سخت پریشانی ہوتی ہے کیونکہ اگر پھاٹک بند ہو تو پھر یہ مشکل سے پورے دن میں کھلتا ہے۔ اس کے لیے مہربانی کر کے فوری تدارک فرمایا جائے اور کوئی مناسب احکامات صادر فرماتے جائیں۔ ایک اور اہم میرے حلقے کو درپیش ہے کہ شاہدرہ کو گرین بیلٹ قرار دے دیا گیا ہے عرصہ دراز سے اتنی آبادی لاہور میں کہیں نہیں ہوتی جتنی شاہدرہ میں ہو چکی ہے میں نہیں سمجھتا کہ ہمیں اس کو گرین بیلٹ قرار دینے کا کیا مقصد ہے۔ مہربانی فرما کر اسے فوری طور پر رہائشی علاقہ قرار دیا جائے۔ اور وہاں کے رہائشی لوگوں کے نقشہ جات کو قانونی طور پر تسلیم کیا جائے۔ اس کے بعد جناب والا میں یہ کہوں گا کہ شاہدرہ میں جیا موسیٰ کے لیے میں نے ایک بس کا اجراء کروایا تھا مگر کچھ ہی عرصہ بعد اس کو بند کر دیا گیا ہے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہاں کے عوام کا قصور کیا ہے۔ اس بس کو فوری طور پر دوبارہ شروع کروایا جائے۔

اس کے بعد جناب والا کھوکھر روڈ بادامی باغ کی مین روڈ پر تقریباً دو دو چار چار فٹ پانی کھڑا رہتا ہے نہ سیوریج کا کوئی بندوبست ہے اور نہ سڑک کو اونچا کرنے کے انتظامات کیے جا رہے ہیں یا

کارپوریشن بھوکی ہوگئی ہے یا پھر دوسرے محکموں کے علاقہ کے لوگوں کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ مہربانی فرما کر اس کا بھی ضرور حل کیا جائے ایک بات میں بڑی اہم سمجھتا ہوں کہ میرے حلقہ میں دس کونسلرز کا حلقہ ہے اور مزے کی بات ہے کہ دس کونسلرز نے میرے مقابلہ میں الیکشن میں حصہ لیا۔ اور اللہ کے فضل سے وہ دس کے دس ہار گئے تو اس نسبت سے میرے حلقہ کے تمام کونسلر نے انتقامی کارروائی کرتے ہوئے لوگوں کو پریشان کرنا شروع کر دیا ہے۔ میئر صاحب کو بھی کئی بار اطلاعاً عرض کر چکا ہوں۔ کبھی تو کارپوریشن کے عملے کو ریڑھی بانوں کے پاس بھیج دیتے ہیں اور کبھی سیکرٹری صاحب کو کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے مجھے ووٹ نہیں دیئے۔ ان کو پریشان کیا جائے۔ ہر روز بار بار کہنے کے باوجود کارپوریشن کا عملہ پریشان کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ ریڑھی بان اور وہ غریب لوگ کارپوریشن کے عملہ کو ماہانہ ادا کرتے ہیں لیکن اس کے برعکس کارپوریشن کا عملہ یہ کہتا ہے کہ جناب ہم خود تو کچھ نہیں کہتے مگر کارپوریشن کے افسران جب ہمیں مجبور کرتے ہیں تو ہم آپ کے پاس آتے ہیں جناب والا میں یہ بھی عرض کروں گا کہ کارپوریشن کے خاکروب اور سینیٹری انسپکٹر اس بات کا عام طور پر ذکر کرتے ہیں کہ جن گلیوں کے کونسلر صاحبان کو ووٹ نہیں ملے وہاں پر خاکروبوں کو منع کر دیا گیا ہے کہ وہ صفائی نہ کریں ہمارے الیکشن جیتنے کا کیا یہی صلہ ہے ؟ کیا یہی ہمیں کریڈٹ مل رہا ہے کہ کارپوریشن کے نمائندے۔ کونسلر حضرات ہمارے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کریں اور علاقہ کے مکینوں کو پریشان کر رہے ہیں۔ مہربانی فرما کر اس کا تدارک فرمایا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر نوابزادہ مظفر علی خاں

نوابزادہ مظفر علیخاں : جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں یہ فرمایا ہے کہ ہم اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ۱۹۸۵ء کے بجٹ میں ترقیاتی بجٹ کی شرح ۸۵-۱۹۸۴ کی نسبت بڑھ گئی ہے۔ لیکن جناب والا ہم انہی کے دیئے ہوئے اعداد و شمار کے مطابق اس بات سے اتفاق نہیں کر سکتے۔ ۸۵-۱۹۸۴ء کے بجٹ کا ٹوٹل تقریباً بارہ ارب ہے اس میں ترقیاتی

رقوم ۴٫ ارب روپے رکھی گئی ہے۔ ۸۶-۱۹۸۵ء کے بجٹ میں جو کل تقریباً ۱۲٫ ارب روپے ہے اس میں پانچ ارب ترقیاتی سکیموں کے لیے مختص ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ ترقیاتی رقوم کی شرح بڑھی نہیں بلکہ کم ہوئی ہے حالیہ انتخابات میں جو غیر جماعتی بنیادوں پر ہوئے ہیں لوگوں کے لیے اُمیدواروں کے پاس کوئی واضح پروگرام یا منشور نہیں تھا تو جب اُمیدوار ووٹر اُن کے پاس جاتے تھے تو ان سے وہ مطالبات کیے جاتے تھے جو عام طور پر یونین کونسل کے ممبر یا زیادہ سے زیادہ ضلع کونسل کے ممبر شپ کے اُمیدوار کے لیے کیے جا سکتے ہیں لیکن چونکہ جناب والا اس ہاؤس کے اراکین اِن لوگوں کے مطالبات کو منظور کروانے اور اِن کے علاقوں میں ترقیاتی سکیموں اور ڈویلپمنٹ کے وعدے کر کے یہاں آئے ہیں اس لیے جب ترقیاتی پروگرام مرتب ہوں تو ان میں ایسا انتظام کیا جائے کہ اراکین اسمبلی کا اس میں عمل دخل ہو۔ جب یہ اسمبلی معرض وجود میں نہیں آئی تھی اور کچھ عرصہ کے لیے تعطل پیدا ہو گیا تھا۔ تو ضلع کونسلیں اپنے ترقیاتی پروگراموں کے علاوہ حکومت کے چند محکمہ جات کے سالانہ ترقیاتی پروگرام بھی مرتب کرتی تھیں۔ اس سلسلہ میں میری تجویز ہے کہ ضلع کونسلیں صرف اپنے فنڈ کے اندر رہ کے وہ ترقیاتی سکیمیں بنائیں جن میں اِن کے اپنے فنڈز involve ہوں۔ اور حکومت کے محکمہ جات میں ہر ضلع کے لیے جو ترقیاتی سکیمیں مختص کی جائیں انہیں اراکین اسمبلی کے حلقہ انتخاب میں تقسیم کیا جائے تاکہ وہاں کے عوام ترجیحات اراکین اسمبلی مقرر کریں کہ کس جگہ پر کون سا منصوبہ ہونا چاہیے۔ جناب والا! زراعت جو ہمارے ملک اور ہمارے صوبہ میں خاص اہمیت کی حامل ہے اس کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے بڑا مسئلہ جو زراعت کو درپیش ہے وہ سیم اور تھور کا ہے۔ ہماری لاکھوں ایکڑ سونا پیدا کرنے والی زمین ہر سال سیم اور تھور کی نذر ہو رہی ہے اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ جو اقدامات اس کو روکنے کے لیے کیے جا رہے ہیں انہیں بہتر بنایا جائے۔ موجودہ سیم نالوں کی صفائی بہتر طور پر کی جائے اور جہاں ضرورت ہو وہاں پر نئی drainage سکیمیں بنائی جائیں سیم نالوں کے سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ جو اخراجات manual labour کے طور پر رکھے جاتے ہیں میرے خیال میں ان فنڈز

کاریاں ہو رہا ہے۔ کیونکہ ان سیم نالوں کی مزدوروں سے آدمیوں سے صفائی ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ محض ایک رسمی کارروائی ہو جاتی ہے اور فنڈز ضائع ہو جاتے ہیں ان نالوں کی صفائی مشینوں کے ذریعے ہونی چاہیے۔ جناب والا، دوسرا ایک پراجیکٹ جو سیم اور تھور کے لیے بنایا گیا تھا وہ سکارپ ایریا سکیم تھی اس سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ سکارپ ایریا کا شاید ہی کوئی ٹیوب ویل ایسا ہو جو صحیح طور پر کام کر رہا ہو اور جب اس کے لیے شکایت کی جاتی ہے تو جواب ملتا ہے چونکہ یہ ٹیوب ویل بہت پرانے ہو چکے ہیں اس لیے یہ قدرتی بات ہے کہ ان کی کارکردگی میں فرق آتا ہے۔ لیکن ٹیوب ویل کی کارکردگی سے آبیانہ میں کوئی فرق نہیں پڑ رہا آبیانہ اس طرح دوگنا وصول کیا جا رہا ہے۔ سکارپ ایریا کے ٹیوب ویلوں کے سلسلہ میں ایک اور سب سے بڑی قباحت ہمیشہ سے محسوس کی جا رہی ہے مگر اس کے ازالے کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ ان ٹیوب ویل کا انتظام و انصرام تین مختلف محکموں کے ذمہ ہے ان میں ایک واپڈا ہے۔ جو بجلی کی حد تک ان سے منسلک ہے۔ پھر ٹیوب ویل ڈیپارٹمنٹ ہے۔

جو ان turbines اور machinery وغیرہ کا ذمہ دار ہے۔ اور تیسرا محکمہ آبپاشی ہے جس کی ذمہ داری ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ یہ ٹیوب ویل کام کرتے رہے ہیں یا کہ نہیں کرتے رہے لیکن وہ دیکھے بغیر آبیانہ لگا دیتا ہے تو جناب والا اس سلسلہ میں یہ تجویز ہے کہ ان ٹیوب ویلز کو کسی ایک محکمہ کے ذمہ لگایا جائے تاکہ ان کی کارکردگی بہتر ہو سکے۔ زراعت میں ایک بڑا مسئلہ زمین کی بردگی کا ہے خاص طور پر میرا ضلع اس سے شدید متاثر ہو رہا ہے ایک تو دریائے چناب کی وجہ سے اور دوسرے مختلف دیگر بڑے بڑے نالوں سے جو اس ضلع میں چڑھے ہیں اور زمین کو بہا کر لے جا رہے ہیں اور اس کے ساتھ آبادیاں بھی بہہ رہی ہیں میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ زمین کو بردگی سے بچانے کے لئے اور نالوں پہ بند بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ رقوم مختص کی جائیں جناب وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے اور اس بات کا اقرار کیا ہے کہ موسم سرما میں بارش کی کمی اور فصل ربیع کے دوران پانی کی شدید قلت رہی تو جناب والا میں یہ عرض کروں

گا کہ اگر حکومت واقعی یہ محسوس کرتی ہے کہ حقیقتاً ایسے حالات رہے ہیں بارشیں بھی نہیں ہوئیں اور پانی کی بھی قلت رہی ہے تو پھر کاشتکاروں کو آبیانہ میں رعایت دی جائے ۔ (تالیاں)

جناب وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں ایک اور جگہ حکومت کی کارکردگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ کپاس، چاول، مکئی اور گندم کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے انہوں نے حکومت کی اس کارکردگی کو قابل ستائش قرار دیا ہے۔ جناب میں معذرت سے عرض کروں گا کہ یہ تمام تر کارکردگی حکومت کی نہیں ہے۔ حکومت اس میں رہنمائی کر سکتی ہے لیکن جو اس اضافہ کا اس ترقی کا یا زیادہ پیداوار کا موجب ہے جس کے خون پسینے کی محنت سے یہ اضافہ ہوا ہے اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اور اس کا کوئی اقرار نہیں کیا گیا کہ یہ اس وجہ سے اضافہ ہوا ہے۔ جناب والا جب آپ اقرار کرتے ہیں کہ ہر چیز میں اضافہ ہوا ہے تو اس اضافہ کرنے والے کو بھی اپنی محنت کا ثمر ملنا چاہیئے ۔ میں ضمنی بجٹ پر بات کرتے ہوئے بھی عرض کر چکا ہوں کہ زرعی اجناس کے نرخ نہایت نامناسب ہیں خاص طور پر گندم کی بات ہے جب گندم پیدا نہیں ہوگی تو حالات بڑے خطرناک ہو جائیں گے دنیا میں یہ ایک اصول رہا ہے کہ گندم اور سونے کی قیمتوں میں ایک خاص مطابقت رہی ہے یہ بہت دور کی بات نہیں ہے بلکہ قیام پاکستان کے بعد تک اور پاکستان میں ہی نہیں بلکہ تمام دنیا میں اس اصول کے تحت سونے اور گندم کی قیمتوں کو ایک سطح پر رکھا جاتا ہے ۔ ایک تولہ سونا کی قیمت دس من گندم کے برابر ہوتی تھی اور اگر fluctuation ہوتی تھی تو اس طرح گندم کے نرخ بھی کم یا زیادہ ہو جاتے تھے یا گندم کے نرخوں میں کوئی کمی یا زیادتی واقع ہوتی تھی تو جناب والا سونے کے نرخوں میں بھی اس سے فرق پڑتا تھا۔ تو میں یہ عرض کروں گا اگر آپ آج ہمیں اس تناسب سے نہیں دیتے تو کم از کم سونے کی قیمت سے نصف ہی آپ ہمیں گندم کی قیمت دے دیں ۔ مثال کے طور پر اس طرح گنے کی قیمت جو آج سے آٹھ دس سال پہلے قیمت مقرر ہوئی تھی ابھی تک وہی چل رہی ہے اور یہ حکومت کے اور

تمام اراکین کے علم میں ہے کہ اس کے بعد جو inputs ہیں یا کاشتکار کی ضروریات کے مطابق ترقیوں میں کتنا اضافہ ہوا۔ جناب والا تعلیم کے شعبہ میں یہ بات قابل ستائش ہے کہ حکومت اس کی طرف خاص توجہ دے رہی ہے اور خاص طور پہ بنیادی تعلیم کے لئے پرائمری سکولوں کے قیام کیلئے رقوم مختص کی گئی ہیں اس سلسلہ میں میں عرض کروں گا کہ حکومت کا یہ ہدف ہر گاؤں میں ایک پرائمری سکول قائم کیا جائے قابل تعریف ہے لیکن اس کے ساتھ ایک بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ بعض جگہوں پہ دو گاؤں اتنے قریب ہیں کہ ان دونوں گاؤں میں سکول موجود ہیں لیکن ان میں طلبار کی تعداد کم ہے تو اگر ایسی جگہوں کا سروے کر کے جہاں پہ بہت قریب قریب سکول ہیں اور طلبار کی تعداد بھی زیادہ نہیں ہے ان سکولوں کو اس جگہ قائم کیا جائے جہاں ضرورت ہے اس طرح سکولوں کی تعداد کم کر کے ان کی maintenance پہ ان کو consolidate کرنے اور ان کی حالت بہتر کرنے پہ توجہ دی جائے اس کے علاوہ جناب والا یہ تجویز پیش کروں گا کہ سکولوں کی تعداد بڑھاتے وقت یہ خیال رکھا جائے کہ گرلز سکولوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے اور ان کو تھوڑے تھوڑے فاصلے پہ قائم کیا جائے۔ کیونکہ بچیوں کے لئے دور دراز کے علاقوں میں جا کر تعلیم حاصل کرنا مشکل ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا بجلی اور سڑکیں دو بنیادی ضروریات ہیں کسی علاقے کی ترقی کیلئے اگر وہاں پر سڑکیں بنا دی جائیں اور بجلی مہیا کر دی جائے تو باقی ترقی کے امکانات خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں فارم ٹو مارکیٹ روڈز کا جو منصوبہ بنا تھا وہ مکمل ہونے کے قریب ہے اور ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ اس نے دیہات میں مشکلات کو کافی حد تک کم کیا ہے۔ تو میں گزارش کروں گا کہ اسی قسم کا ایک نیا منصوبہ جو تقریباً ضلع میں ۱۰۰ میل سڑک کا ہو تشکیل دیا جائے تاکہ یہ مشکلات مزید کم ہو سکیں۔

جناب والا بجلی کے سلسلے میں عرض کروں گا میں حلقہ انتخاب میں صرف چند گاؤں ایسے ہیں جن میں بجلی ہے باقی تمام علاقہ بجلی کی روشنی سے محروم ہے۔ اس کے لئے Presidential Directive کے تحت ۱۱ کے۔ وی لائنیں بچھانے کا فیصلہ ہو چکا ہے وہ کام ۱۹۸۴ میں مکمل ہونا تھا لیکن مکمل ہونا تو درکنار ابھی تک کام شروع بھی نہیں کیا گیا میں گزارش کروں گا کہ وہ کام جلد از جلد شروع کر کے مکمل کیا جائے۔

جناب والا آخری گذارش چشمہ جہلم لنک کینال کے متعلق کروں گا۔ اب مسئلہ یہ صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ جیسے تا تریاق از عراق آورده شود مار گزیده مرده شده

جناب سپیکر : باشد کی بجائے "شود" ہو تو بہتر ہے۔ میں اس کا ترجمہ کرنا چاہتا ہوں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری زراعت : جناب سپیکر میں ایک بات کی وضاحت طلب کرنی چاہتا ہوں کیا کوئی معزز رکن اسمبلی، اسمبلی کی کارروائی کے دوران پبلک گیلری میں بیٹھ سکتا ہے۔

(قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خاں : جناب والا وہ اسمبلی کی گیلری ہے۔ وہ مہمانوں کی گیلری ہے۔ وی۔ آئی۔ پی کی بھی ہے وہ عوامی گیلری بھی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری آپ کو بنا تو دیا ہے لیکن آپ کی قابلیت کا انہوں نے امتحان نہیں لیا۔

(قہقہہ)

نوابزادہ مظفر علی : جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ پانی کے مسئلہ پر روزانہ سننے میں آیا ہے کہ مذاکرات ہو رہے ہیں۔ مختلف قسم کے اجلاس ہو رہے ہیں۔ قرار دادیں پیش کی جا رہی ہیں لیکن میں عرض کروں گا وقت گزرتا جا رہا ہے اس کے لئے جلدی کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔ اس سلسلے میں عرض ہے اور میرے ایک بھائی نے اس کے ترجمے کے لئے کہا تھا تو میں عرض کرتا ہوں کہ :-

جہاں کھیتی دا کجھ نہ رہیا نہ ٹُسکا نہ ہریا
کس کم ڈھیپ سکھاون والی کس کم بدلی وریا

جناب والا اردو والوں نے یہ کہا ہے سے

آخر شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ
صبح دم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا

آخری بات مارشل لاء کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں۔ مارشل کے متعلق بہت سی باتیں ہو چکی ہیں۔ جناب والا ہم نے بھی ایک ڈھیلا ڈھالا ریزولیوشن اس سلسلہ میں پاس کر دیا ہے۔ اب یہ بات سننے میں آ رہی ہے کہ مارشل لاء اٹھانے کے لئے پہلے ایک سیاسی ڈھانچہ بنایا جائیگا یا کوئی نیا سیاسی نظام متعارف کرایا جائیگا اس کے بعد مارشل لاء اٹھایا جائیگا۔

جناب والا! خدشے کی کوئی بات نہیں ہے مارشل لاء اٹھنے کے بعد کسی خلا کا کوئی اندیشہ نہیں۔ آئین موجود ہے اسمبلیاں موجود ہیں۔ حکومتیں معرض وجود میں آ چکی ہیں۔ اب اس کیلئے کسی نظام کی کسی سیاسی ڈھانچے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی خدانخواستہ کسی خلا کے واقع ہونے کا خدشہ ہے۔

آخری بات میں عرض کرنی چاہتا ہوں۔ صبح جب جناب وزیر مال اپنی تقریر کرنے کے لئے اٹھے تو ان کے پاس چند تجاویز یا ایسے مسائل تھے جو وہ محسوس کرتے تھے اور اس ایوان نے بھی یہ محسوس کیا اور جناب والا نے بھی یہ محسوس کیا کہ ایک وزیر صاحب کو ایسی بات نہیں کرنی چاہئے بلکہ صرف حکومت کو defend کرنا چاہئے۔ جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک بڑی اچھی رسم نکالنے والی تھی کہ اگر کوئی وزیر صاحب بھی کسی کام کو سمجھتے ہیں کہ اس میں اصلاح کی ضرورت ہے تو وہ بھی

اپنی رائے دیں اور اس پر اظہار خیال کریں کہ یہ بات قابل اصلاح ہے۔ جو مخالفت کرنے والے ہیں وہ بھی مخالفت برائے مخالفت کریں اور جو حمایت کرنے والے ہیں وہ بھی حمایت برائے حمایت نہ کریں۔ میں سمجھتا ہوں اس رسم کو چلنا چاہئے اور یہ مفید ہوگی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : لالہ مہر لال بھیل۔

لالہ مہر لال بھیل : جناب والا میری گذارش ہے کہ ۸ تاریخ کو بہاول پور ڈویژن میں ایک میٹنگ ہوئی تھی جس میں وزیر خزانہ وزیر قانون اور سیکرٹری صاحبان تشریف فرما تھے میں نے اقلیتوں کے بارے میں ایک تحریری یادداشت ان کی خدمت میں پیش کی تھی۔ انہوں نے وعدہ فرمایا تھا۔۔۔۔

وزیر خزانہ : میں جناب کے توسط سے لالہ صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ وہ کس کو ایڈریس کر رہے ہیں۔ آپکو تو انہوں نے ایڈریس نہیں کیا۔

لالہ مہر لال بھیل : میں جناب سپیکر سے ہی گذارش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر : لال صاحب آپ کو ایڈریس کریں۔

لال مہر لال بھیل : جناب والا اس سلسلے میں میں نے ۱۹ Item کی ایک تحریری یادداشت جو کمیٹی کے چیئرمین تھے۔ ان کی خدمت میں پیش کی تھی۔ اور اس سلسلہ میں انہوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ ہم یہ میٹنگ اس لئے call کر رہے ہیں کہ سالانہ بجٹ میں تجاویز شامل کریں گے۔ مجھے افسوس ہے کہنا پڑتا ہے کہ میری اس یادداشت میں سے ایک اہم بھی سالانہ بجٹ میں انہوں نے شامل نہیں کی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ آج مجبوراً میں اس یادداشت کو دہرانا چاہتا ہوں۔ مجھے اس کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر میں سب سے پہلے حکومت پاکستان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے

ہمیں یونین کی سطح سے لیکر وفاقی سطح پر الیکشن کے ذریعہ نمائندگی دی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ ہی ساتھ جناب میں یہ بھی صوبائی حکومت سے گذارش کروں گا کہ بلدیاتی اداروں میں ہمیں نمائندگی تو دی گئی ہے لیکن جب سالانہ ترقیاتی بجٹ تقسیم ہوتا ہے تو اس میں اکثریت کے کونسلروں کو تو برابر کا حصہ تقسیم کیا جاتا ہے مگر اقلیت کے کونسلروں کو نظر انداز کیا جاتا ہے لہذا میری گذارش یہ ہے کہ جس طرح اکثریت کے کونسلر براہ راست الیکشن کے ذریعہ elect ہو کر آتے ہیں اسی طرح ہی اقلیت کے کونسلر بھی elect ہو کر اسی ادارے میں آتے ہیں تو پھر ان کو نظر انداز کیوں کیا جاتا ہے؟

جناب والا اقلیتوں کی کالونیوں اور بڑی بڑی بستیوں میں تعلیم بالغاں کے سنٹر قائم کئے جائیں اور ان بستیوں میں دستکاری سنٹر بھی قائم کئے جائیں تاکہ اقلیت میں برہمنوں . . . . کے دور سے جو ناخواندگی چلی آرہی ہے وہ دور کی جا سکے۔

جناب والا اسی سالانہ بجٹ میں اقلیتوں کے لئے بھی خاطر خواہ حصہ دیا جائے تاکہ اقلیتوں کے ترقیاتی منصوبے پایۂ تکمیل کو پہنچ سکیں ان میں اقلیت کی علیحدہ کالونیاں بھی شامل ہیں ان میں پانی بجلی ہیلتھ سنٹر اور سڑکوں کی سولنگ کا اور سکولوں کی عمارت جیسے اہم مسئلے ہیں جو حل ہونے چاہئیں۔

جناب والا دیہات میں ہر یونین کونسل میں اقلیتوں کے بے گھر لوگ ہیں جن کے پاس ایک انچ بھی زمین نہیں ہے ان کو رہائشی پلاٹ آلاٹ کئے جائیں تاکہ ان کو کم از کم اپنا رہائشی حق مل سکے۔

لالہ مہر لال بھیل : پانچواں میں حکومت پنجاب سے یہ گذارش کروں گا کہ ہر تحصیل میں رہائشی کالونیاں قائم کی جائیں اور بے گھر لوگوں کو ان کالونیوں میں آباد کیا جائے۔

جناب والا، میرا چھٹا مطالبہ حکومتِ پنجاب سے یہ ہے کہ حکومت پاکستان نے اقلیتوں کے لئے سرکاری ملازمتوں میں کوٹا مقرر کیا تھا۔ لیکن اس پر آج تک عمل درآمد نہیں ہوا۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ اقلیت کا کوٹا منظور شدہ ہے اس کے لئے ہر محکمہ کو احکام جاری کیے جائیں تاکہ اس پر عمل درآمد ہو سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا، موجودہ الیکشن میں اقلیتوں کے لئے نیشنل اسمبلی کے لئے پورا پاکستان حلقہ بنایا گیا تھا۔ اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے پورا صوبہ حلقہ تھا۔ یہ اقلیتوں کے ساتھ بڑی بے انصافی تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین) کیونکہ اقلیتوں کے پاس اتنے وسائل و ذرائع نہ تھے کہ وہ پورے پاکستان میں Convessing کر سکتے۔ وہ وقت تو گزر گیا۔ میں حکومتِ پاکستان اور صوبائی حکومت سے گذارش کروں گا کہ آئندہ الیکشن میں قومی اسمبلی کے لئے زیادہ سے زیادہ حلقہ صوبہ وائز بنایا جائے اور صوبائی اسمبلی کے لئے ڈویژن وائز حلقہ بنایا جائے تاکہ اقلیتوں کے ساتھ انصاف کیا جا سکے۔ اور صحیح نمائندہ منتخب ہو کر آ سکیں۔ پورا پاکستان حلقہ بنایا گیا تو ہندوؤں کی قومی اسمبلی کے لئے جو چار سیٹیں تھیں وہ چاروں حضرات صوبہ سندھ سے کامیاب ہوئے۔ باقی تینوں صوبے اپنی نمائندگی سے محروم رہ گئے۔ اسی طرح کرسچینز میں سے چار صوبہ پنجاب سے کامیاب ہو گئے ان میں سے بھی تینوں صوبے محروم رہ گئے۔ اس وجہ سے مساوی حقوق نہیں مل سکے۔ تو میں گذارش کروں گا کہ آئندہ الیکشن کے لئے صوبہ وائز حلقہ ہونا چاہیئے تاکہ کم از کم ایک صوبے میں ایک نمائندہ تو ہو تاکہ ان کی نمائندگی مساویانہ ہو سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں آگے عرض کروں گا کہ صوبائی کابینہ میں اقلیت کو نمائندگی دی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اس کے ساتھ میری یہ گذارش ہو گی کہ Standing Committees میں بھی اقلیتوں کو نمائندگی ملنی چاہیے۔ ایک ہمارا اہم مسئلہ چولستان ڈویلپمنٹ کا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اقلیتیں بہاولپور سٹیٹ میں وسط ایشیا سے بھی پہلے سے آباد تھیں۔ بہاں کچھ قومیں جن کو دراوڑ، کول، منگول۔ بھیل کہا جاتا ہے۔ آج تک جتنی سکیمیں چلی ہیں ان میں اقلیتوں کو کچھ نہیں دیا گیا۔ تو اس بارے میں یہ گذارش کروں گا کہ اقلیت کے لئے کوٹہ مقرر

کیا جائے اور جو اس خطے کے پرانے باشندے ہیں۔ ان کو وہاں آباد کیا جائے۔ یہ ہمارا حق ہے۔ یہ ہمیں ضرور ملنا چاہئے۔ جناب والا، جیسا کہ وفاقی حکومت میں ایک نمائندہ عیسائی اور ایک ہندو نمائندہ پارلیمانی سیکرٹری بنایا گیا ہے۔ اسی طرح میری بھی یہ گزارش ہے کہ پنجاب میں بھی ایک ہندو نمائندے کو پارلیمانی سیکرٹری بنا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خاں: جناب مجھے اجازت دیں۔ اک لطیفہ مینوں لالہ جی دی گل تے یاد آگیا اے۔

جناب سپیکر: جی، فرماؤ رانا صاحب،

رانا پھول محمد خاں: جناب، میں پنجابی دے وچ عرض کراں گا۔ کیونکہ پہلی دفعہ ساڈی پنجاب اسمبلی وچ اک لالہ جی تشریف لیائے نیں۔ تے سانوں بڑی خوشی ہوئی اے۔ اک دفعہ اک لالہ جی نوں اک عدالت دی طرفوں سزائے موت ہوگئی۔ اس وقت سولی دی سی نئے پھانسی دی، جنہے کہیا، دسو لالہ جی، سولی چڑھناں اے، یا پھانسی۔ اوہنیں کہیا، جناب جہدے وچ نفع ہووے تے لالہ جی نفع چاہندے نیں اس لئی اوہناں نوں نفع ملنا چاہیدا اے۔ (قہقہے)

لالہ مہر لال بھیل: جناب والا، اقلیت کی بیوگان اور معذور افراد کے لئے ویلفیئر فنڈ قائم کیا جائے جس طرح اکثریت کے لئے عشر اور زکوٰۃ فنڈ ہے۔ عشر زکوٰۃ میں سے اقلیتوں کو کچھ نہیں دیا جاتا۔ اس لئے ان کے لئے علیحدہ فنڈ جاری کیا جائے تاکہ ان کی بیوگان اور معذور افراد کی مالی امداد ہو سکے گی۔

جناب سپیکر: لالہ جی، آپ کا ٹائم ختم ہوگیا ہے۔

لالہ مہر لال بھیل: ایک منٹ سر۔ کالونی بھیل نگر شہر رحیم یار خاں میں ایک پرائمری سکول قائم ہے۔ اس کی عمارت نہیں۔ اس کی عمارت جلد تعمیر کرائی جائے اور ایک تعلیم بالغاں ایک دستکاری سنٹر قائم کیا جائے۔ دوسرے کرسچین کالونی چک نمبر ڈی بی ۱۰۲/ر یزمان میں بھی پرائمری سکول ہے۔ وہ علیحدہ کالونی ہے۔ اس کی عمارت بھی نہیں ہے۔ بچے درختوں کی چھاؤں میں بیٹھ کر

پڑھ رہے ہیں، اس کی عمارت، اور وہاں تعلیم بالغاں کا سنٹر اور دستکاری سنٹر مہیا کیا جائے۔ اسی طرح بستی قمبر خان تحصیل رحیم یار خان میں سڑکوں کی سولنگ کی جائے اور بجلی بہم پہنچائی جائے۔ اسی بستی میں مسلمانوں کے گھروں میں بجلی موجود ہے۔ صرف اقلیت کی آبادی میں بجلی نہیں ہے یہ سراسر ناانصافی ہے۔ ان کے گھروں کو بھی بجلی پہنچائی جائے اس بستی میں ایک سنٹر تعلیم بالغاں ایک دستکاری سنٹر دیا جائے (نعرہ ہائے تحسین) اسی طرح مارواڑی کالونی چک نمبر ڈی بی / ۵۰ میں سڑک کی سولنگ کی جائے اور پختہ نالیاں بنائی جائیں اس کالونی میں ایک سنٹر تعلیم بالغاں اور ایک دستکاری سکول کھولا جائے میرا آخری نکتہ یہ ہے کہ قلعہ دراوڑ چولستان میں اقلیتوں کی ایک بڑی آبادی ہے۔ وہاں پینے کے پانی کا کوئی بندوبست نہیں ہے لہذا وہاں ایک کنواں یا ایک تالاب تعمیر کرایا جائے تاکہ اس چولستانی علاقہ کو پینے کے لئے پانی میسر آ سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ نوازش سر۔

جناب سپیکر: چوہدری محمد اعظم چیمہ صاحب۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر، بجٹ پر بحث کا آغاز کرنے سے پہلے، میں جناب کے سیکرٹریٹ کا شکر گزار ہوں کہ کم از کم انہوں نے ہمیں زیادہ یادداشت کی تکلیف نہیں دی۔ اعظم نام کے تین چار رکن اسی بنچ میں اکٹھے کر دئیے۔ اگر ہم ایک بنچ پر نہ بیٹھے تو اس طرح کے شاید اور نام ہوتے جو ہمیں زبانی یاد کرنے پڑتے۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں۔

موضوع پر آنے سے قبل میں ایک اور عرض کروں گا کہ میرے فاضل رکن نے چند روز قبل اسلحے کے لائسنسوں کے بارے میں ذکر کیا تھا۔ پہلے ہمیں پانچ لائسنس ملتے تھے، پھر بیس لائسنس ہو گئے اس کے بعد پھر پانچ لائسنس کر دیئے گئے۔ یہ قطعاً صوبائی مسئلہ ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ کو جو آج یہاں موجود نہیں ہیں، جناب کی وساطت سے عرض کروں گا کہ ہم کم از کم یہ اختیار تو بحال کیا جائے تاکہ لوگوں کا کچھ نہ کچھ شوق پورا کیا جا سکے۔ ڈویلپمنٹ کے پروگرام کے ساتھ ہمیں ایک رعایت ٹیلیفون کی

دی گئی تھی۔ایک letter بھی جاری ہوا تھا جو ہر ممبر کو ملا تھا۔ محکمے کو بھی اطلاع ملی۔ مجھے خوشی ہے کہ وزراء اور آپ بھی ہم میں سے ہیں لیکن بنیاد ایم پی اے حضرات ہی ہیں مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے میٹنگوں میں اس بات کا احساس نہیں کیا کہ وہ ہمارے لئے ٹیلیفون کی کوشش کرتے۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ بات میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ discretionary طور پر وجود میں آئے ہیں۔ ہماری شاید انہیں ضرورت نہیں تھی۔ لیکن جہاں تک ہمارے تعاون کا تعلق ہے، ہم حاضر ہیں۔ اور اسی ادارے سے یہاں آئے ہیں۔ اس کے بعد، بجائے اس کے کہ ممبران یہ بات کرنے کہ کوئی نہ کوئی گروپ بنایا جائے، اپوزیشن بنائی جائے۔ افسوس سے مجھے کہنا پڑے گا کہ گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے، وزراء کی طرف سے پارلیمانی گروپ، یا گروپوں کے انعقاد کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جناب والا، ہم نے الیکشن غیر جماعتی بنا پہ لڑا ہے اور ایک پارٹی کی صورت میں یہاں آئے ہیں۔ ہمارے ارادے ایک ہیں۔ ہم ایک پارٹی ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی اور گروپ بنانے کی کوشش کی تو عالی جاہ، حالات کے ذمہ دار وہ خود ہوں گے۔
(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ صاحب یہاں تشریف لے آئے ہیں۔ میں جناب کی وساطت سے "نوائے وقت" کے Front page کی خبر کا حوالہ دیتا ہوں۔ وہ خبر ان سے منسوب ہے وہ ایک پارلیمانی گروپ کے انعقاد کی کوشش کریں گے۔ اسی طرح وزیر خزانہ کا میں بعد میں ذکر کروں گا اس میں میرا فوری یا cross talk کا مقصد نہیں۔ میرا اپنے بھائی جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ مشورہ ہو گا۔

کہ ہم سب آپکے ساتھی ہیں اور ایسے حالات پیدا ہوئے جس سے آپکے کاموں میں یا نظام کار میں کسی قسم کی دقت پیدا ہوئی ہو جہاں تک ضمنی بجٹ کا معاملہ تھا گورنمنٹ پارٹی والوں نے چند حالات پر بے چینی کا اظہار کیا ہے ہم نے نیک نیتی سے تنقید ضرور کی ہے لیکن جہاں تک بجٹ پاس کرنے کا تعلق ہے ہم نے اس لحاظ سے ووٹ دیئے ہیں کہ یہ رقم جو خرچ ہو چکی ہے اگر ہم نے تنگ دلی سے یہ بات کی تو شاید ہمارے

حالات اچھے ثابت نہ ہوں تو اس لحاظ سے بھی جناب وزیراعلےٰ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے اس روز تو میں نے یہاں تک کہہ دیا تھا اگر وہ کسی بات پر تیزی کریں تو درمیان میں سوانامے میں یہ بھی لکھ دیں کہ ممبروں کی جائدادیں اسمبلی کے حق میں ضبط کر لی جائیں تو ہم بے ہوشی میں ہاں ہاں کر رہے تھے۔ ان گزارشات کی بناپر وزیراعلےٰ صاحب کو ابھی یہ بات نہیں سوچنی چاہیے تھی اس کے بعد میں وزیر قانون صاحب کی توجہ ان کے بیان کی طرف لاتا ہوں جو نوائے وقت میں چھپا ہے ان کے حوالے سے یہ بات کہی گئی کہ Resolution مارشل لاء کے اٹھانے کے بارہ میں تھا خدشہ تھا حزب اختلاف کے اراکین ممبر نہ رہ جائیں یہ بات قطعاً درست نہیں ہے۔ اس کی انہیں وضاحت کر دینی چاہیئے۔ یہاں کوئی حزب اختلاف نہیں ہے ہم تو فلاح و بہبود چاہتے ہیں ان لوگوں نے مخالفت کی اور بائیکاٹ کر گئے اس کے باوجود عوام نے ہر الیکشن میں حصہ لینے والے کا بھرپور ساتھ دیا عوام کی ملکی اجتماعی سوچ ہے کہ وہ فلاح و بہبود چاہتے ہیں۔

اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں میرے نزدیک جناب والا جسطرح ہر ترقی پذیر ملک کے لیئے یا ہر ملک کے لیئے آئین ضروری ہوتا ہے اسی طرح ترقی پذیر ملک کے لیئے بجٹ بھی لازمی ہوتا ہے۔ محدود وسائل کے پیش نظر بھی ایسا بجٹ تیار کرنا پڑتا ہے میرے نزدیک بجٹ کی تیاری میں تین باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ نمبر ۱ معاشرہ میں انصاف ہو نمبر ۲ معاشرہ میں اصلاح ہو نمبر ۳ ضرورت کے مطابق Developments ہوں میں اس پر زور نہیں دیتا کہ یہ بجٹ ٹھیک نہیں اس طرح ٹھیک نہیں یا اسطرح ٹھیک نہیں میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بجٹ ہماری ضرورتوں کے مطابق نہیں یہ بجٹ ہماری خواہشات

کے مطابق بھی نہیں اب سوال یہ ہے کہ ہماری امنگیں کیا ہیں ؟ ہماری خواہشات کیا ہیں ؟ بجٹ کی تیاری کے وقت میں اس انسان کو بہترین انسان سمجھونگا جو اپنے وسائل کے مطابق عوام کی ضرورتوں کے مطابق بجٹ دے اس کی مثال اس طرح پیش کروں گا کہ اگر ایک آدمی کے پاس ایک سو روپیہ ہے تو وہ تین آدمیوں سے مشورہ کرتا ہے اس نے آٹا بھی لینا ہے نمک بھی لینا ہے کپڑے کا جوڑا بھی لینا ہے ۔ اس کو اس سلسلہ میں مختلف آدمی مشورہ دیں گے میں بجائے تفصیل میں جانے کے کہ کہیں سپیکر صاحب گھنٹی نہ بجا دیں ایک ہی بات کو بہترین سمجھونگا کہ وہ آدمی جو اس کو مشورہ دے گا ۔ کہ سو روپے میں سے سستا سا جوڑا لے لے باقی سو روپے میں سے اتنا آٹا لے لے ۔ جس سے بچوں کی گزر ہو سکے یا اتنا نمک لے لے جس سے خاندان کا گزارہ ہو سکے وہی صحیح مشورہ ہوگا ۔ ان حالات کے تحت جہانتک میرے دوستوں نے میرے بھائیوں نے بڑی تفصیل سے عرض کی ہے ۔ میں اسکو دھرانا نہیں چاہتا ترجیحات کی بنا پر وزیر خزانہ نے تعلیم کا ذکر کیا ہے عالیجاہ ہم اس سے مطمئن نہیں ہیں میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر ہنگامی بنیادوں پر کوئی بات شروع کی جائے تو عوام اس کا ساتھ دیتے ہیں اور کام پورا ہو جاتا ہے سب سے پہلے میں ایک مثال پیش کرتا ہوں افسوس کا مقام ہے کہ ہم لوگ ۳۸ سال میں کئی دیہاتوں کو سکول نہیں دے سکے ۔ ہم دس بیس ہزار کی آبادی میں مڈل سکول نہ دے سکے ہم وہاں کالج نہ دے سکے گجرانوالہ کی مثال پیش کرتا ہوں گجرانوالہ ۳۶/۳۷ لاکھ آبادی کا ضلع ہے وہاں صرف ۹ کالج ہیں جو ہماری ضرورتوں کے لئے ناکافی ہیں ۔ اسیطرح ساڑھے چھ سو کے قریب زنانہ پرائمری سکول ہیں ۔ ۱۱۴۹ کے قریب لڑکوں کے پرائمری

سکول ہیں ۔ پرائمری سکولوں کو بنانے کے لئے عوام کا ساتھ موجود ہے ۔ اگر فنڈ کی کمی ہے تو ہر دیہات میں اعلان کر دیا جائے کہ وہ سکول کی عمارت تعمیر کر لیں صرف انہیں استاد چاہئیں اس میں ضمانت

ہونی چاہیے کہ اس بلڈنگ کی نگہداشت گورنمنٹ کرے گی کیونکہ کئی خرابیاں معاشرہ میں ہو گئی بجائے اس کے کہ طعنہ بازی کریں ہمیں ان خرابیوں کا ازالہ کرنا چاہیے ۔ وزیر خزانہ کی اس تقریر سے ہمیں اتفاق نہیں کہ ہر تحصیل پر ڈی ای او کا دفتر قائم کریں گے جو نگرانی بہتر طور پر کریں گے میں اپنے فاضل دوست سے عرض کروں گا جب سکول نہیں اساتذہ نہیں تو آپ اس کے لئے بجٹ مہیا کریں اس سے پہلے بیکیں موجود ہیں اے۔ای۔او کو متعلقہ تعلقے ہیڈ کوارٹر پر رہنے کا پابند کیا جائے۔ تاکہ وہ نگرانی کرے اور دیکھے کہ کس طرح بات بنتی ہے بجائے اس کے بڑے بڑے سیکرٹیریٹ کھولے جائیں ۔ اسی طرح تعاون کا مسئلہ ہے ۔ انسپکٹر تین سیدوں یا ڈی ایس پی لگانے سے مسئلے حل نہیں ہوتے ۔ بجٹ کی کمی ہے ہمیں پورا احساس ہے ۔ پہلے کی طرح اگر آپ لوگ چھوٹی نفری بھرتی کریں اور ایک ایک اے ایس آئی ڈیل پر پابند کر دیں تو انتظامی اور اصولی طور پر بہتر ہو سکتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ . . . . . .

جناب سپیکر آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو رہا ہے ۔

چوہدری محمد اعظم اگر مہربانی فرمائیں تو ایک منٹ دے دیں ۔

جناب سپیکر اس میں صورت یہ ہے کہ ایک بجے ہاؤس ختم ہوتا ہے آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا میں معزز اراکین اسمبلی سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آج کی فہرست میں کافی معزز ممبران کے نام باقی ہیں جو تقریر نہیں کر سکے ۔ (قطع کلامیاں)

چوہدری محمد اعظم بہرحال میں کرسی کا احترام کرتے ہوئے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر چوہدری صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں اگر آپ مناسب خیال فرمائیں آج کی کارروائی کا وقت ڈیڑھ بجے تک بڑھایا جا سکتا ہے

(منظور ہے)

رانا پھول محمد خان دو بجے مناسب ہے

جناب سپیکر بات یہ ہے کہ دو بجے مناسب نہیں کیونکہ ڈیڑھ بجے نماز ہوتی ہے اس لیے دو بجے مناسب نہیں ہے ہاؤس کا وقت اب ڈیڑھ بجے تک ہوگا۔ میں میاں امجد جوئیہ صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اظہار خیال فرمائیں۔

میاں محمد امجد خان جوئیہ :- جناب میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقعہ دیا جناب والا سب سے بڑا پانی کا مسئلہ ہے جو فوری طور پہ حل ہونا چاہیئے۔ اور ہم بھروسہ رکھتے ہیں کہ انشاءاللہ ہمارے وزیر اعلےٰ یہ مسئلہ حل کرا لیں گے۔ میں اپنے علاقے کے کچھ مطالبات پیش کرتا ہوں ہمارے علاقہ عارف والا میں ایک سکول ہسپتال جو ۱۹۴۷ء سے پہلے کا بنا ہوا ہے اس کی توسیع کی بڑی ضرورت ہے کیونکہ اتنی بڑی آبادی کے لئے موجودہ صورت میں یہ ناکافی ہے۔

جناب والا وہاں ایک ہی ڈاکٹر ہے جو پوسٹ مارٹم مرہم پٹی اور مریضوں کو دیکھنے کا کام ایک ہی وقت میں کرتا ہے، یہ بڑی زیادتی ہے۔ ایک آدمی اتنا زیادہ کام نہیں کر سکتا اس لئے مہربانی فرما کر وہاں تین ڈاکٹر تعینات کئے جائیں میں ایک مثال دیتا ہوں کہ ایک بہت اچھا ڈاکٹر ہمارے پاس آیا تھا۔ وہ بیچارہ اس لئے تبادلہ کرا کے دوڑ گیا کہ اس کے پاس مریض بہت آنے لگے تھے، کیونکہ وہ ایک قابل اور ہمدرد ڈاکٹر تھا مگر اس پہ کام کا بوجھ اتنا پڑا کہ وہ بیچارہ دوڑ گیا۔ جناب والا ہمارے علاقہ عارف والا میں گرلز کالج نہ ہونے کی وجہ سے بہت تکلیف ہے۔

مسٹر ریاض حشمت :- پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا آپ معزز ممبر کے متعلق پردہ پوشی سے کام لے رہے ہیں۔ وہ آپ کے سامنے لکھا ہوا پڑھ رہے ہیں اور آپ کی اجازت کے بغیر پڑھ رہے ہیں۔

ایک معزز ممبر : وہ hints دیکھ رہے ہیں۔

میاں محمد امجد خاں جوئیہ :- جناب والا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ عارف والا میں گرلز کالج کی بڑی دقت ہے کہ کیونکہ وہاں تیس چالیس میل کے اندر کوئی کالج نہیں ہے۔ جناب گورنر صاحب کی طرف سے مہربانی ہوئی ہے اور وہاں کالج منظور ہو چکا ہے لیکن ابھی اس کی بلڈنگ نہیں بن رہی۔ لہٰذا اسے جلد از جلد تعمیر کیا جائے وہاں لڑکوں کا ایک کالج چل رہا ہے لیکن اس کی بلڈنگ اب منظور ہوئی ہے۔ اگر بلڈنگ کی تعمیر شروع ہو جائے تو لڑکوں کا کالج لڑکوں کے کالج میں چل سکتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ مہربانی فرمائیں گے۔ جناب والا بجلی اور سڑکوں کے لئے لوگوں کا بہت بڑا مطالبہ ہے اس لئے ہم ارکان اسمبلی کے لئے پچاس پچاس لاکھ روپے کی رقم مختص کر دی جائے تاکہ معزز اراکین اسمبلی اپنے اپنے علاقہ میں ترقیاتی کام کروا سکیں۔ محکمہ واپڈا والے لوگوں کو بہت تنگ کرتے ہیں وہ اپنے دفتر میں بیٹھ کر بل بھیج دیتے ہیں پھر ٹھیک کرنے کے بہانے رشوت لیتے ہیں اگر کوئی پیسہ نہ دینا چاہے تو اس کا Procedure اتنا لمبا ہے کہ بل ٹھیک کروانا عام آدمی کے بس کی بات نہیں اس لئے اس Corruption کو ختم کرنے کے بل موڑوں پر تیار کیا جائے اور ہماری واپڈا سے جان چھڑائی جائے۔ جناب والا۔ اب میں ایک چھوٹی سی شکایت پولیس کے بارے میں کرتا ہوں یہ لوگ ہفتہ اسلحہ مناتے ہیں۔ بے پناہ لوگوں کو پکڑ کر چالان کرتے

ہیں اور ان پر تشدد کیا جاتا ہے اور ان سے کہا جاتا ہے پستول خرید کر ہمیں دیں تاکہ ہم اپنے یونٹ پورے کر سکیں۔ مہربانی فرما کر پولیس کے ہفتے منانا بند کریں یہ بے گناہ لوگوں کے لئے بڑی مصیبت ہے آخر میں میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ سادہ لوح زمینداروں کی جان Gift Tax سے چھڑا دی ہے کیونکہ انکم ٹیکس کے بارے میں ہم لوگ کچھ نہیں جانتے تھے۔ وہ اس ہزار روپے کا ٹیکس بنا کر پانچ ہزار روپے رشوت لیکر چار سو روپے ٹیکس لگا دیا کرتے تھے اور اس طرح لوگوں کو بلیک میل کیا کرتے تھے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: سردار محمد عارف صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ مجھے بجٹ پر بجٹ کے لئے مورخہ ۸۵-۶-۷ کو وقت دیا جائے۔ تو میں معذرت خواہ ہوں کہ ۸۵-۶-۷ کو جمعہ ہونے کی وجہ سے انہیں وقت نہیں دیا جا سکتا۔ (قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خان: جناب والا۔ بارہ بجے ہوش اڑ جاتے ہیں اس لئے ہم ان کا گناہ نہیں سمجھتے۔ (قطع کلامیاں)

سردار محمد عارف: رانا صاحب کے بارہ بجے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب ایسا ہو جاتا ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

مخدوم زادہ سید محمد احسن: جناب والا۔ ہاؤس میں اگر کیلنڈر لگا دیا جائے تو آسانی ہو جائے گی۔ ایک کیلنڈر یہاں لگ جائے تو تاریخیں نہیں بھولیں گی۔

سردار محمد عارف: جناب والا میں اپنے دوست رانا پھول محمد خاں سے پوچھتا ہوں کہ آج دن کونسا ہے؟

رانا پھول محمد خاں: آپ کو یاد نہیں کہ آج سوموار ہے۔

جناب سپیکر: میاں غلام فرید چشتی صاحب

رانا پھول محمد خاں: جناب والا۔ جو چیز ان کو نہ آتی ہو وہ مجھ سے پوچھ لیا کریں۔

میاں غلام فرید چشتی:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر۔ میرا نام غلام فرید چشتی ہے اور میرا حلقہ انتخاب پاکپتن شریف ہے جو کہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کا فیض ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کا نام غلط تو نہیں بولا؟

میاں غلام فرید چشتی: جناب آپنے صحیح فرمایا۔ چونکہ ہم نئے آئے ہوئے ہیں اسلئے سب کا ایک دوسرے سے تعارف ہونا چاہیئے۔ جناب سپیکر میں اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہوں کہ انہوں نے اپنے فضل وکرم سے آٹھ سال کے بعد مجھے اس ایوان میں جناب وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرنے کا موقع عطا کیا۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ ایوان غیر جماعتی طور پر لڑا گیا اس میں کسی پارٹی کا منشور نہیں تھا اور صرف امیدوار کے اپنے وعدے وعید تھے جس پر اس نے ووٹ حاصل کئے۔ اس ضمن میں جناب والا چند گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کروں گا امید ہے کہ آپ اس کو سرانجام فرمائیں گے اور مجھے اپنے علاقے میں سرخرو ہونے کا موقع دیں گے۔ بحیثیت کاشتکار کے زراعت اس صوبہ میں بلکہ پاکستان میں ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے مگر افسوس اس بات کا ہے کہ چشمہ جہلم لنک سے پنجاب کا پانی بند کر دیا گیا ہے جو کہ نہایت ہی افسوسناک بات ہے۔ پرانے دور میں ایک یزید پیدا ہو گیا ہے۔ اس ضمن میں یزید پر لعنت بھیجتا ہوں اور اس ہاؤس سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ یزید پر لعنت بھیجے۔ جناب والا جس یزید نے بھی پانی بند کیا ہو گا میں اس یزید پر لعنت بھیجتا ہوں گزارش ہے کہ زمیندار

ہونے کی حیثیت سے زمینداروں پر تین طرح کے ٹیکس آبیانہ، مالیہ اور عشر لاگو ہیں۔ چونکہ ہم اسلامی نظام کی طرف رجوع کر رہے ہیں میری گزارش یہ ہے کہ عشر زمیندار سے وصول کیا جائے اور باقی ٹیکسوں سے نجات دلائی جائے (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا۔ زمیندار کی نقد آور فصلیں کپاس گنا چاول اور گندم ہے مگر زمیندار کے ساتھ زیادتی یہ ہوتی ہے کہ جب ان کی قیمت کا تعین کیا جاتا ہے تو اخراجات کو مد نظر نہیں رکھا جاتا۔ میری گزارش یہ ہے کہ قیمتیں مقرر کرتے وقت اخراجات کو بھی مد نظر رکھا جائے۔

جناب والا۔ شوگر ملز کا زون ایریا ختم کیا جائے اور گنے کی برداشت کاشتکاروں کی بجائے مالکان اور مل کی ذمہ داری ٹھہرائی جائے تاکہ وہ گنا خود اٹھا کر لا سکیں۔ حکومت چاول اور کپاس کی تجارت کرتی ہے اس میں میری گزارش ہے کہ زمیندار کو زر مبادلہ کمانے کی صورت میں بونس دیا جائے تعلیم کے سلسلہ میں بہت ساری رقم رکھی گئی ہے۔ میں اپنے علاقے کے متعلق عرض کروں گا کہ پاک پتن شریف میں دو ہائی سکول برائے طلباء اور دو طالبات مگر وہ اتنے Over Crowded ہیں کہ ہر کلاس میں ایک سو سے ایک سو پینتیس بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور وہ اپنے کمروں میں، کلاس روم میں بیٹھ بھی نہیں سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے ساتھ زیادتی یہ ہے کہ وہاں نہ تو ٹاٹ ہیں اور نہ ہی فرنیچر۔ بیشتر کلاسیں کھلے میدان میں یا درختوں کے نیچے لگائی جاتی ہیں جناب والا تعلیم کے سلسلے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ معیار گر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حقیقت ہے۔ معیار واقعی گر رہا ہے۔ آپ ایک استاد سے ۳۵ منٹ کے پیریڈ میں جب کہ وہ ایک سو تیس یا پینتیس بچے پڑھا رہا ہو کیسے یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ تعلیمی معیار پورا کر رہا ہوگا جب کہ بچوں کو استاد کی آواز

تک سنائی نہیں دیتی - تو اس ضمن میں جناب عرض ہے کہ پاکپتن شریف میں ایک ہائی سکول طلباء کا اور ایک ہائی سکول برائے طالبات مزید کھولا جائے تاکہ موجودہ صورت حال بہتر ہو سکے اور تعلیم دی جا سکے اس کے ساتھ ہی میری گزارش یہ ہے کہ پاک پٹن شریف کے ساتھ ملحقہ مڈل ہائی سکول بستی سخی غلام قادر میں واقع ہے اس سکول کے لئے زمیندار حضرات نے دو ایکڑ زمین بھی دے رکھی ہے میری گزارش ہے کہ وہاں پر اس کو ہائی کا درجہ دے دیا جائے - اور کچھ عمارت بھی بنا دی جائے زمیندار اس کے لئے دو ایکڑ مزید رقبہ بھی دینے کو تیار ہیں، تاکہ دیہات کے بچے وہاں پر میٹرک تک تعلیم حاصل کر سکیں اور شہر کے سکولوں میں طلبا کا بوجھ کم ہو سکے - اس کے لئے میں گزارش کروں گا کہ رقم مختص فرمائی جاوے - جناب والا پاک پٹن شریف میں ایک فریدیہ ڈگری کالج بھی ہے - افسوس کی بات یہ ہے کہ پرائمری یا مڈل سکولوں میں تو بچے ٹاٹوں پر بیٹھ جاتے ہیں لیکن کالج میں فرنیچر نہ ہونے کے باعث فرسٹ ائر سے فورتھ ائیر والے سٹوڈنٹ بھی زمین پر بیٹھتے ہیں اور لیکچر سنتے ہیں - یہ بڑی افسوسناک حالت ہے - جناب والا - اس کالج کے لئے بھی رقم مختص فرمائی جائے - اس کی بلڈنگ بہت بوسیدہ ہے محکمہ تعلیم نے ایک وہاں پر سکیم بنائی ہے ۲۰-۲۲ ایکڑ رقبہ ہندو اوقاف کا وہاں موجود ہے جس کو حاصل کرنے کیلئے محکمہ تعلیم کوشش کر رہا ہے - اگر محکمہ تعلیم ہندو اوقاف وہ رقبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو بہتر ورنہ اس ایریا پر کالج کا ہوسٹل اور اس کی عمارت تعمیر کی جائے - جناب والا پاکپتن شریف میں ایک ٹیلیفون ایکسچینج بھی ہے اور اس میں تمام آلات لگے ہوئے ہیں - مگر نامعلوم وجوہ کی بنا پر اس کو بھی ڈائرکٹ ڈائیلنگ سسٹم

سے نہیں ملایا گیا میری گزارش یہ ہے کہ وفاقی حکومت سے گزارش کی جائے کہ وہ پیسہ تو خرچ کر چکی ہے۔ اب پاک پتن شریف کو ڈسٹرکٹ ڈرائیونگ سسٹم سے منسلک فرمایا جائے۔ علاقہ میں سڑکوں کی بری حالت ہے۔ ایک سڑک پاک پتن شریف منچن آباد روڈ بنی ہوئی ہے اس پہ ایک Bridge بھی بنا ہوا ہے۔ (گھنٹی بجی) جناب والا۔ بڑی مدت کے بعد موقع میسر آیا ہے۔ تھوڑی سی گزارش اور کر نے دیں اس سڑک پہ ایک برج بنایا ہوا ہے۔ وہ ملٹری پوائنٹ آف ویو سے بھی بڑا اہم ہے۔ بہاولنگر، ساہیوال اکاڑہ کو ملانے کے لئے نزدیک ترین راستہ ہے ورنہ ہیڈ سلیمانکی سے جیساکہ جناب جانتے ہیں، بڑا لمبا فاصلہ پڑتا ہے اسکے لئے کچھ رقم مختص کی جائے۔ جناب والا۔ دو تین سڑکیں ہیں جو کہ میرے علاقے کے لئے اشد ضروری ہیں۔ ایک پاک پتن شریف سے کوبخش شاہ فیروز پور جاتی ہوئی ۸ کے بی تک۔ ایک سڑک پاک پتن شریف سے ۱۴ کے بی تک اور ایک سڑک موضع جنڈ سے ۲۸ ایس تک بنائی جائے۔ یہ سڑک جناب والا۔ پچھلے دور حکومت میں ۴ میل بن چکی ہے۔ اور تین میل کے لئے وہاں کے زمیندار حضرات نے پیسے بھی دے لئے ہیں مگر سڑک نہیں بنی ہے گزارش ہے کہ یہ سڑک بننی نہایت ضروری ہے۔

جناب سپیکر:۔ آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

میاں غلام فرید چشتی: جناب والا ایک منٹ۔ پاک پتن شریف قصور اور سمہ سٹہ ریلوے لائن پہ واقع ہے۔ جناب جیساکہ جانتے ہیں کہ اس پہ ٹرینیں تو چلتی ہیں مگر وہ ٹرینیں ایسی ہیں کہ ان میں لائٹ ہے تو پانی نہیں ہوتا بلکہ دونوں نہیں ہوتے، پنکھا نہیں ہوتا۔ گزارش یہ ہے کہ ایک تیز رفتار گاڑی چلائی جائے تاکہ اس علاقے کو کوئی فائدہ پہنچائے۔

شکریہ

جناب سپیکر:- چوہدری غلام احمد

چوہدری غلام احمد: جناب سپیکر میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس وقت مجھے بولنے کا موقع عطا کیا۔ جب کہ محفل تقریباً اکتا چکی ہے۔ تاہم پھر بھی مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ جناب والا رسمی باتیں کافی ہو چکی ہیں۔ کسی نے کہا ہے کہ بجٹ بڑا متوازن ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ متوازن نہیں ہے۔ لیکن میں تو اب صرف اپنے ضلعی مسائل کی بابت ہی گزارشات کر سکوں گا۔ ویسے وقت بہت کم ہے۔ میں اپنی ایک سکیم کے سلسلہ میں آپ کی اجازت بھی چاہوں گا۔ مجھے ایک دستاویز بھی پڑھنی ہے۔ امید ہے کہ آپ مجھے اس کی اجازت دیں گے جناب والا ہمارا ضلع سیالکوٹ ۳۷ لاکھ کی آبادی کا ضلع تو نہیں ہے مگر یقیناً ۲۷، ۲۸ لاکھ نفوس پر اس کی آبادی مشتمل ہے۔ پانچ اس کی تحصیلیں ہیں۔ میدانی اضلاع میں اور پنجاب میں، یہ کہہ سکتا ہوں کہ سب سے بڑا اضلاع ہے۔ اور سب سے زیادہ میدانی علاقہ میں دریا اور ندی نالے اسی ضلع میں ہیں۔ ہندوستان کی سرحد کے ساتھ بھی ملحقہ ہے۔ جموں اور کشمیر کی سرحد کے ساتھ ملحقہ ہے۔ جہاں تک میں نے ترقیاتی پروگرام کو دیکھا ہے۔ اس میں شکر گڑھ تحصیل کے شمال مغربی حصہ جو تقریباً آدھے سے کم ہے کے لئے مرکزی حکومت نے فنڈز مختص کئے ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے اپنے ضلع کے لئے ترقیاتی فنڈز میں کوئی خاطر خواہ رقم دیکھنے یا پڑھنے میں نظر نہیں آئی۔ جناب والا۔ سیلاب آئے تو ہم اس کو ہراول دستے کی طرح برداشت کرتے ہیں۔ اور اس کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہیں۔ ہندوستان سے جنگ ہو تو اس سے متاثر ہم ہوتے ہیں۔ لیکن جب کچھ لینے کا وقت آئے تو ہمارے ضلع کو اس

طریقہ سے نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ جیسے شاید خدانخواستہ ہم اس پنجاب کا حصہ ہی نہیں ہیں یہ بات نہایت ہی قابل افسوس ہے ہمارے ضلع کو اسی طریقہ سے نظر انداز کیا گیا ہے جبکہ زرمبادلہ کمانے والے سرفہرست اضلاع یا لوگوں میں ہمارا شمار ہوتا ہے اگر سپورٹس کی برآمد کرتے ہیں تو ہم کرتے ہیں میں یقین کے ساتھ اعداد و شمار کے حوالے سے کہتا ہوں کہ بیرونی ممالک میں جتنے لوگ سیالکوٹ سے گئے ہیں اور زرمبادلہ ہم کماتے ہیں۔ پنجاب کا کوئی ضلع اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا میں آپ کی وساطت سے جواں سال وزیر اعلیٰ جو صنعت کار بھی ہیں اور سیالکوٹ کی صنعتی مشکلات اور زرعی مشکلات کی واقفیت بھی یقیناً رکھتے ہوں گے۔ ان سے درخواست کروں گا کہ ہمارے ضلع کے لئے وہ خصوصی توجہ دیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ کسی ضلع میں تو احساس محرومیت ہو اور کسی ضلع میں خوش حال ہو جب کسی علاقہ یا کچھ لوگوں کو احساس محرومیت ہو تو یقیناً اسکے مفید نتائج برآمد نہیں ہوتے ہیں اس کا محرومیت کا تجربہ ہمیں پہلے بھی ہو چکا ہے جناب والا۔ تعلیم صحت اور زراعت چونکہ Beneficiary محکمے ہیں ان کے متعلق کچھ عرض کروں گا پولیس کے متعلق تو کچھ کہنے کی میں یقیناً جسارت نہیں کروں گا اور نہ ہی کرنا چاہیے وہ ایک کیونکہ طاقت ور محکمہ ہے مگر ان کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں اس کے متعلق میری آپ کے ذریعہ یہ درخواست ہے کہ ہمارے جو اپنے وسائل ہیں ہمیں، ان کے اندر رہتے ہوئے کفایت شعاری اور دیانتداری سے کام لینا چاہیئے کیونکہ اگر ہمارے وسائل کم ہیں تو ہمیں ان وسائل کو اس طریقہ سے استعمال کرنا چاہیئے کہ سرمایہ کا زیاں نہ ہو سکے اگر سرمایہ کا ضیاع نہیں ہو گا تو یقیناً ہماری کارکردگی اور کارگزاری بڑھے گی۔ اور اس سے دیہی عوام یہ

سمجھنے لگیں گے کہ وہ بھی ایسے علاقے اور ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں ان کے استحقاق کو اچھے طریقہ سے تسلیم کیا گیا ہے۔ یہاں ڈاکٹروں کی بھی بات ہوئی ہے۔ میں نے پہلے غلطی سے پولیس کا نام استعمال کیا۔ میں یقیناً یہ کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحبان تو پولیس سے بڑھ چکے ہیں۔ پولیس والا تو تھوڑا بہت کسی کی بات سن لے گا لیکن ڈاکٹر چونکہ ٹیکنیکل ایکسپرٹ ہے وہ تو کسی کی بات سننے یا سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتا۔ اس کیلئے ہمیں عملی منصوبہ بندی کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ صرف اس ایوان میں تقاریر کے ذریعہ ہم اصلاح احوال جلدی اور پائیدار طریقے سے نہیں کر سکتے اس کیلئے ایک ہائی لیول کمیشن قائم کیا جائے جو بدلے ہوئے حالات کے مطابق ہماری ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے علاقائی معاملات پر توجہ دے سکے جناب والا ہمارے ضلع میں ایک نالہ ڈیک ہے جس کی چوڑائی بعض جگہوں پر ایک میل سے بھی زیادہ ہے ہمارا ضلع soft land کا ضلع ہے اور جب دریا اور ندی نالے آتے ہیں تو وہ پہاڑوں سے فوری طور پر سیالکوٹ میں داخل ہوتے ہیں اور زمین اس انداز سے برد ہوتی ہے کہ آپ کے لئے یا کسی افسر کیلئے بغیر دیکھے یہ اندازہ لگانا ممکن نہ ہوگا کہ ہمارے ضلع میں کتنی soil erosion ہوتی ہے۔ اس ضمن میں آپ کے توسط سے میں ایک دستاویز پڑھنا چاہتا ہوں جو واپڈا کی طرف سے ۸۱ - ۱۰ - ۲۷ کو جاری ہوئی۔

"WATER AND POWER DEVELOPMENT AUTHORITY

Dated 27th October, 1981.

To:

The Chairman,
Markaz Council,
Zafarwal.

Subject: CHANNELIZATION OF NULLAH DAKE

Ref: Your Memo No...............
Dated 5th October, 1981

I am directed to inform you that the reply already given by the Superintending Engineer, Drainage Circle, vide his letter No. .... dated 21st May, 1981 is correct. It is further stated that this project does not exist in the midterm plan. Therefore, implementation of this scheme depends upon the availability of funds and approval of the Federal Government after June, 1984"

تو جناب والا اس کے بعد ہمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ اس سکیم کا حشر کیا ہوا۔ لہذا میں آپ کی وساطت سے یقیناً چاہوں گا کہ اس سکیم کو شروع کروانے کیلئے صوبائی حکومت کو خصوصی اقدامات کرنے چاہیں، تاکہ ہمارے ضلع کی اس زمین کو جس پہ پہلے ہی آبادی کا بوجھ تمام اضلاع سے زیادہ ہے erosion کے موذی مرض سے بچایا جاسکے۔

جناب والا جیسے یہ روایت ہے اور رسم ہے اب اپنے حلقہ انتخاب کی طرف آؤں گا۔ یہاں لوگوں نے بتایا ہے کہ ایک حلقہ میں ۸۶ دیہات ہیں۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے ضلع میں اور جس حلقہ سے میرا تعلق ہے اس میں ۲۵۵ دیہات ہیں ایک قصبہ ہے تو ایک سرے سے دوسرے تک ایک گرلز ہائی سکول ہے جو ابھی اپ گریڈ ہوا ہے اور دوسرا پہلے سے چل رہا ہے۔ جناب والا یہ کوئی بیس پچیس میل کا فاصلہ ہے جہاں کوئی گرلز سکول نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جناب والا ظفروال ایک ایسے علاقہ میں واقع ہے جو سیالکوٹ سے ۳۲ میل کے فاصلے پر پسرور سے ۱۹ میل کے فاصلے پر، نارووال سے ۱۹ میل کے فاصلے پر اور شکر گڑھ سے ۱۷ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور اس جگہ پر کالج کا مسئلہ کافی دیر سے چل رہا ہے۔ اس کی feasibility report محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات یا

اس سے بھی آگے اگر کوئی محکمہ ہے تو یہ معاملہ ان تک پہنچ چکا ہے لیکن جناب والا آج تک ہمیں یہ پتہ نہیں چل سکا کہ اس کالج کی تجویز کا حشر کیا ہوا ہے اور پھر میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ سے یہ گزارش کئے بغیر نہیں رہ سکوں گا کہ یہ علاقہ بہت پسماندہ ہے اور یہ دو جنگوں کی تاڑ اور یلغار برداشت کر چکا ہے۔ اس لئے ان کی معاشی حالت یقیناً دوسرے اضلاع سے کمزور ہو چکی ہے۔ اسلئے آپ کی خصوصی توجہ ہی ہماری پسماندگی میں کچھ کمی کر سکے گی۔

جناب والا جہاں تک رشوت کا تعلق ہے میں آپ وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں رشوت کو اب ہمیں legal and religious sanction دے دینی چاہیئے تاکہ لوگ اس گناہ سے تو بری ہو سکیں۔ رشوت لیکر جو گناہ ہم اپنے ذمہ لیتے ہیں اس کو legal and religious sanction دے دی جائے تو ہم اس گناہ سے بچ سکیں گے پھر اس مسئلہ پر میری یہ گزارش ہے کہ جتنے سرکاری ملازمین یا افسران ہیں، ان کو جو انسانی سطح پر سہولت دی جا سکتی ہے، مثلاً کپڑا صحت، تعلیم، مکان، فرنیچر، اور کنوینس وہ سب دی جائے اور اس کے بعد اگر۔۔

ایک معزز رکن نے ایک لفظ استعمال کیا ہے کہ رشوت کی مذہبی طور پر بھی اجازت دی جائے۔ جناب مذہب کو اس میں نہیں لانا چاہیئے کیونکہ شرعی طور پر ہم ایسا نہیں کر سکتے قانون کا لفظ تو ہم استعمال کر سکتے ہیں لیکن انہوں نے جو شرعی لفظ استعمال کیا ہے یہ درست نہیں ہے۔

جناب غلام احمد :۔ ٹھیک ہے جناب اگر آپ کو اعتراض ہے religious sanction کی تو میں اسی سے دست بردار ہوتا ہوں لیکن جو امر واقع ہے اگر اسی سے آپ چشم پوشی کریں گے تو اس سے میرا یا کسی اور

کا نقصان نہیں ہے بلکہ اجتماعی نقصان ہے۔

مسٹر سپیکر :۔ چوہدری صاحب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہونے والا ہے۔ ابھی آپ ایک منٹ اور بول سکتے ہیں۔

جناب غلام احمد :۔ جناب والا میں نے گزارش کر دی ہے کہ یہ تمام سہولتیں دینے کے بعد ہم ان سے بہتر کارکردگی اور دیانتداری کا مطالبہ کر سکتے ہیں میری نظر میں تو سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ اس سیکٹر کو اس حد تک نیشنلائز کر دیا جائے کہ کسی کو کسی کی محتاجی نہ رہے، کسی سے کوئی بالادست نہ ہو اور کوئی کسی کا دست نگر نہ ہو اس صورت میں ہی کوئی علاج ہو سکے گا ورنہ انفرادی طور پر یہ بات بنتی نظر نہیں آتی۔ (شکریہ)

مسٹر سپیکر :۔ معزز خواتین و حضرات آپ کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے آج صبح اس ایوان کی کارروائی کا آغاز ساڑھے آٹھ بجے کیا گیا لیکن ہوا وہی جس کا ڈر تھا کہ ساڑھے آٹھ بجے کی بجائے کارروائی کا آغاز ۹ بجے ہو سکا تو میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ ساڑھے آٹھ بجے کا مطلب ۳۰-۸ ہوتا ہے اب اجلاس کی کارروائی کل بروز منگل ۴ جون صبح ۳۰-۸ تک کیلئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس کی کارروائی مورخہ ۴ جون بروز منگل صبح ۳۰-۸ تک کیلئے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

۴ رجون ۱۹۸۵ء

۱۴ ررمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

جلد ۳ —— شمارہ ۸۵

سرکاری رپورٹ

مندرجات

منگل ۴ رجون ۱۹۸۵ء

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱	تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۶۰۹
۲	اراکین کی جانب سے رخصت کی درخواستیں	۶۱۰
۳	اعلانات	۶۱۱
۴	میزانیہ برائے سال ۸۶-۱۹۸۵ء پر عام بحث (جس میں مجموعی سرمایہ سے واجب الادا اخراجات پر بحث بھی شامل ہے) (جاری)	۶۱۲

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس)

منگل ۴ جون ۱۹۸۵ء

(سہ شنبہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ)

صوبائی اسمبلی، پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور ۸ بجے صبح منعقد ہوا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے جناب قاری علی حسین صدیقی نے تلاوت قرآن پاک اور اس کا اُردو ترجمہ پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

سورۃ آل عمران نمبر ۳ آیت ۱۰۱ - ۱۰۳ - ۱۰۴

(اے ایمان والو) اور تم کیونکر انکار کر سکتے ہو جبکہ تم کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تمہارے درمیان اس کے رسول موجود ہیں۔ اور جس نے اللہ کی ہدایت کی رسی کو مضبوط پکڑ لیا وہ سیدھے رستے لگ گیا۔

اور تم سب مل کر اللہ کے (ہدایت کی) رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کے فضل و انعام سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کی خندق کے کنارے تک پہنچ گئے تھے تو اس نے تم کو اس میں گرنے سے بچالیا اس طرح اللہ تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

اور تم میں ایک ایسی جماعت کا ہونا ضروری ہے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہوں گے۔

وما علینا الا البلاغ

اراکین کی جانب سے رخصت کی درخواستیں

جناب ایڈیشنل سیکرٹری اسمبلی۔ درخواست ہائے رخصت ممبران اسمبلی۔

پہلی درخواست برائے رخصت جناب انوارالحق پراچہ کی ہے جسے جناب محمد خان جسپال نے

پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ گزارش ہے کہ شیخ انوارالحق پراچہ ایم۔پی۔اے آج اچانک بیمار ہو گئے ہیں۔ انہیں میڈیکل ایڈوائس دی گئی ہے کہ وہ تین دن چل پھر نہیں سکتے ہیں۔ مجھے انہوں نے درخواست برائے رخصت از ۴ جون ۱۹۸۵ء تا ۶ جون ۱۹۸۵ء دینے کے لئے کہا ہے۔ اس لئے براہ کرم انہیں ۴ جون ۸۵ء تا ۶ جون ۱۹۸۵ء تین یوم رخصت عنایت فرمائیں۔

جناب سپیکر : ۔ اب سوال یہ ہے کہ ۔

مطلوبہ رخصت منظور کی جائے۔ (رخصت منظور کی گئی)

جناب ایڈیشنل سیکرٹری اسمبلی۔ دوسری درخواست ساجدہ بیگم انصاری صاحبہ کی طرف

سے ہے۔

گزارش ہے کہ ۴ جون ۱۹۸۵ء کو ضروری کام کی وجہ سے اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں، اس لئے مہربانی کر کے ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے کہ :۔

مطلوبہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ایڈیشنل سیکرٹری اسمبلی ۔ اگلی درخواست جناب رفیق صاحب، ایم۔پی۔اے کی طرف سے ہے۔

بخدمت جناب سپیکر صاحب،

جناب عالی۔ گذارش ہے مورخہ ۲ جون ۱۹۸۵ء کو میں ٹھیک ۸ بجے اسمبلی ہال میں حاضر ہوا کیوں کہ حاضری بہت کم تھی، اس لئے میں نے سوچا کہ پہلے حاضری لگا دوں۔ ۸:۰۵ بجے میں نے حاضری رجسٹر میں حاضری لگائی۔ حاضری لگا کر میں لوٹا تو مجھے Emergency پیغام ملا اور میں Emergency میں فیصل آباد روانہ ہو گیا۔ چونکہ میں حاضری لگا چکا تھا۔ اور مجھے فیصل آباد جانا پڑا۔ اب یہ بات مجھے اچھی نہیں لگتی ہے کہ حاضری لگا کر غیر حاضر ہو جاؤں۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ میری ۲ جون ۱۹۸۵ء کی حاضری کو رخصت تصور فرما کر مشکور فرمائیں۔

جناب سپیکر :۔ اب سوال یہ ہے کہ :۔

مطلوبہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

اعلانات

جناب ایڈیشنل سیکرٹری اسمبلی :۔ جناب سپیکر کی اجازت سے دو اعلانات سماعت فرمائیں۔

پہلا اعلان یہ ہے کہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا پروگرام تبدیل ہو چکا ہے :۔ اب غیر سرکاری کارروائی کے لیے ۱۲ اور ۱۳ جون ۸۵ء کے ایام مختص کئے گئے ہیں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کو متعدد قرار دادوں اور مسودات قانون کے نوٹس وصول ہوئے ہیں۔ جن معزز اراکین نے قرار دادیں یا مسودات قانون کے نوٹس دے رکھے ہیں وہ ۱۳ جون کی کارروائی کے لئے اپنے دستخط نمبر شدہ فہرستوں میں علیحدہ علیحدہ جو کانفرنس روم کے باہر آویزاں کئے گئے ہیں، اپنا نام مسودہ قانون کی صورت میں ہر مسودہ قانون کے لئے ایک نمبر کے سامنے اور قرار دادوں کے لیے ایک نمبر کے سامنے درج کر سکتے ہیں۔

دوسرا اعلان یہ ہے کہ معزز اراکین سے التماس ہے وہ جب بھی کسی قرارداد/مسودہ قانون/ .... دیگر تحریک کے لیے نوٹس دیں یا اسمبلی سیکرٹریٹ کے ساتھ کسی قسم کی خط وکتابت کریں تو اپنے دستخطوں کے علاوہ اپنا نام بھی واضح طور پر تحریر فرمائیں تاکہ ان سے رابطہ قائم کرنے میں آسانی ہو نیز معزز اراکین سے مزید گزارش ہے کہ وہ ازراہ کرم اپنے نام اور دستخطوں کے ساتھ حلقہ انتخاب کا ایزاد ضرور فرمائیں۔

میزانیہ برائے سال ۸۶-۱۹۸۵ پر عام بحث

(جس میں مجموعی سرمایہ سے واجب الادا اخراجات پر بحث بھی شامل ہے)

جناب سپیکر - معزز خواتین وحضرات، بجٹ پر بحث کے لیے میرے پاس جن حضرات کے نام وصول ہوئے ہیں - ان میں سے کل اور پرسوں صرف ۳۲ ممبران اظہار خیال کر سکے ہیں - ۱۶ ممبران پرسوں اور ۱۶ ممبران کل، اور اب میرے پاس اراکین کے کل ۱۲۴ نام بقایا ہیں، جو تا حال بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور پروگرام کے مطابق بحث کے لیے ۶ رجون تک تین روز باقی ہیں - اگر ۱۶ ر اراکین کو فی یوم کے حساب سے اظہار خیال کا موقع دیا جائے - تو میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ ۵۰ فاضل مقررین بحث میں حصہ لے سکتے ہیں - اس کا مطلب یہ ہوا کہ ۷۴ اراکین اس بحث میں حصہ نہیں لے سکیں گے - اب ایک بات ہے کہ ہم اپنا وقت اپنی بات کا اختصار کر کے، اور پوائنٹ آف آرڈرز میں کمی کر کے بچا سکتے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں اگر سبھی صاحبان اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں - تو اس کے لیے دو تجاویز ہیں جو میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں - ایک تجویز ہے کہ ایک بجے آدھ گھنٹے کا وقفہ نماز کرنے کے بعد اس نشست کو چار بجے تک جاری رکھا جائے - چار بجے تک اگر اجلاس جاری رہے تو میں سمجھتا ہوں تین دن میں ہمارے سبھی معزز اراکین بحث میں

میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اور اگر یہ تجویز آپ کو قابل قبول نہ ہو تو دوسری تجویز یہ ہے کہ ایک بجے پہلی نشست کو ملتوی کیا جائے تین بجے تک، اور دو گھنٹے کے وقفہ کے بعد تین بجے ہم دوبارہ پھر یہاں اکٹھے ہوں اور دوسری نشست تین سے چھ بجے تک چلائی جائے۔ یہ آپ کے سامنے تجاویز ہیں۔ اس سلسلہ میں میں اس امید کے ساتھ آپ حضرات کے سامنے مذکورہ تجاویز پیش کر رہا ہوں ان تجاویز پر بحث بھی زیادہ وقت نہیں لے گی کیوں کہ ہمارا زیادہ وقت ضائع نہیں ہونا چاہیئے۔ تو میری خواہش ہے کہ آپ میں سے ہر اس دوست کو جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتا ہے۔ وقت دیا جائے تاکہ وہ اظہار خیال کر سکے اس لیے یہ تجاویز میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری سپورٹس۔ جناب سپیکر، میں مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ آپ کی تجاویز تو ٹھیک ہیں۔ لیکن رمضان المبارک کا مہینہ ہے، اس میں وقت بڑھانا مناسب نہیں ہوگا۔ کیوں کہ لوگوں نے جا کر آرام کرنا ہوتا ہے اور نماز کا بھی وقت ہوگا۔ اس لیے میری تجویز ہے کہ وقت ڈیڑھ بجے تک ہی کا رہنے دیا جائے۔

پارلیمنٹری سیکرٹری خوراک۔ جناب والا ہم عوامی نمائندے جب عوام کے سامنے جاتے ہیں تو عوام سے وعدے وعید کرتے ہیں کہ ہم آپ کے لیے یہ کریں گے وہ کریں گے تو کیا عوام کی ضروریات کو پیش کرنے کے لیے، ہر وہ ممبر جس نے آپ کو اظہار خیال کے لیے اپنا نام دے رکھا ہے کیا وہ پسند نہیں کرے گا کہ اپنے حلقہ کی بات کر سکے۔ لہذا میں یہ درخواست کروں گا کہ آپ کی دوسری تجویز تین سے چھ بجے تک ایوان منظور کرے تاکہ اپنے اپنے حلقے کے مسائل اسمبلی میں پیش کر سکیں۔

چوہدری محمد رفیق۔ جناب سپیکر ہمیں آپ کی دونوں تجاویز منظور ہیں، پہلی تجویز بھی اور دوسری تجویز بھی اور اگر معزز اراکان کو دونوں تجاویز نہ منظور ہوں تو میں ایک تجویز اپنی طرف سے بھی عرض کرتا ہوں کہ آپ کچھ دن کے لیے اجلاس اور بھی بڑھا سکتے ہیں تاکہ تمام حضرات

اپنی اپنی بات یا تمام خیالات اس معزز ایوان کے سامنے پیش کر سکیں یہ ان کا حق بھی ہے اور استحقاق بھی میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اس حق کو مجروح نہیں ہونے دینا چاہیئے۔ سب کو اپنا نکتہ نظر پیش کرنے کا موقع ملنا چاہیئے۔ شکریہ ۔

ایک معزز رکن ۔ جناب سپیکر! یہ بجٹ یکم جولائی ۸۵ء سے نافذالعمل ہونا ہے کیوں نہ اجلاس کا وقت بڑھا دیا جائے تاکہ ہر شخص اپنی بات کر سکے کیونکہ یکم جولائی میں ابھی کافی وقت ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر ۔ آپ کو اختیارات ہیں کہ آپ ٹائم کی پابندی کرا سکتے ہیں لیکن میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ رولز کے علاوہ ہاؤس کی کارروائی کی کچھ Conventions بھی ہوتی ہیں، آپ اپنے پیش رو سپیکر صاحبان سر شہاب الدین، شیخ فیض محمد، خلیفہ شجاع الدین، چوہدری فضل الٰہی، چوہدری محمد انور بھنڈر اور شیخ رفیق احمد، کے دور کے مباحثات ملاحظہ فرمائیں اگر آپ شیخ رفیق احمد، اور چوہدری فضل الٰہی کے زمانے کی کارروائی ہماری Cut Motion لینے سے پہلے ملاحظہ فرمالیں تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کے وسیع اختیارات ہیں جہاں تک ٹائم ٹیبل کا تعلق ہے۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ بجٹ تو یکم جولائی سے نافذالعمل ہونا ہے اور ۲۰ تاریخ کو عیدالفطر بھی ہونی ہے ۔ لہٰذا ان دنوں میں اضافہ کیوں نہ کیا جائے تاکہ ہر ممبر جو اپنے حلقے کی نمائندگی کرتا ہے وہ اپنے حلقہ میں جاکر عوام کو کیا کہے گا کہ مجھے تقریر کا موقع نہ ملا یا مجھ میں اتنی اہلیت نہیں تھی کہ آپ کے مطالبات پیش کر سکوں ۔ اس پہ Government Benches کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے تاکہ تمام ممبران سیر حاصل بحث کر سکیں، اپنے علاقے کے لئے حقوق طلب کر سکیں اور اپنے عوام کی نمائندگی کا پورا حق ادا کر سکیں۔

مسٹر سپیکر۔ تشکریہ۔ مخدوم صاحب نے میری رہنمائی کے لئے جو تجاویز پیش کی ہیں ان کا میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں مجھے اگرچہ سپیکر بنے ابھی قلیل عرصہ ہوا ہے۔ لیکن مجھے اپنے اختیارات کا علم ہے۔ مگر میں اپنا اختیار ایوان کے اعتماد کے ساتھ اور اس ایوان کے ارکان کی منشاء کے مطابق استعمال کرنا چاہتا ہوں اس لیے میں کوشش کرتا ہوں کہ میں ایسے معاملات آپ کے سامنے پیش کردوں تاکہ اس میں آپ کی منشاء اور مرضی شامل ہو جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات، ثقافت و ٹوزیزم ۔ جناب سپیکر میری گزارش تھی کہ بہت سے فاضل اراکین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے کہ آیا وقت بڑھانا چاہیئے یا اجلاس کے دن بڑھائے جائیں۔ میری تجویز ہے کہ اجلاس کے ایام بڑھانے سے کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ جو ممبران اس سلسلہ میں تقاریر کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی تقاریر کو مختصر فرما دیں۔ اگر اس طریقہ سے کام چلے تو کوئی قباحت نہیں ہے۔ نہ تو ٹائم بڑھانا بہتر ہے اور نہ ہی اجلاس کے ایام بڑھانا بہتر ہے۔

سید فخرالدین شاہ :۔ جناب والا اس سلسلہ میں میری گزارش ہے کہ ضلع کونسل ملتان کا اجلاس ۱۴ تاریخ کو مقرر ہوا ہے اس لیے میرا وہاں پہنچنا از حد ضروری ہے۔ یہاں پانچ چھ ممبران ایسے موجود ہیں جو ضلع کونسل، ملتان کے ممبر ہیں اس لیے دنوں کا اضافہ ہمارے لیے مشکل کا باعث بنے گا۔

وزیر زکوٰۃ و عشر۔ جناب والا میری اس سلسلہ میں رائے ہے کہ پانچ منٹ سے زیادہ ٹائم کسی سپیکر کو نہ دیا جائے، اس طرح پانچ گھنٹے کے اجلاس میں ۶۰ آدمی تقاریر ختم کرسکیں گے اور اس طرح ۱۸۰ آدمی تقریر کرسکیں گے اور یہ کافی وقت ہے اگر کچھ وقت کی مزید ضرورت پڑے گی تو پھر آخری دن بڑھایا جاسکتا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کی منشاء ہے کہ اجلاس صبح ساڑھے آٹھ بجے سے ایک بجے تک اسی

طرح ہوتا رہے اور تمام کو Curtail کر دیا جائے اور ہر فاضل ممبر صرف پانچ منٹ اظہار فرمائے۔

ایک معزز رکن ۔ جناب سپیکر جہاں تک وقت کا تعلق ہے ساڑھے آٹھ بجے سے ایک بجے تک پھر آدھ گھنٹہ نماز کے لیے ، پھر اس کے بعد ڈیڑھ بجے سے چار بجے تک کے لیے وقت رکھ لیا جائے۔ اس کے باوجود اگر تمام ارکان اظہار خیال نہ فرما سکیں تو دو دن کا اضافہ فرما لیا جائے ۔ جہاں تک وقت کا تعلق ہے وہ دس منٹ سے کم نہیں ہونا چاہیئے ۔ اور اگر وزراء بضد ہیں تو ان کو پانچ منٹ دے دیئے جائیں باقی سب کو دس منٹ دے دیئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری ممتاز صاحب

چوہدری ممتاز حسین صاحب ۔ جناب والا میں اپنے فاضل دوست کی بات کی تائید کرتا ہوں ، بلکہ یہ گزارش کروں گا کہ اگر ہم دو دن کی میعاد اور بڑھا دیں تو ہمارے تمام فاضل دوست اپنا اپنا مدعا بھی بیان کر سکیں گے اور اپنے مسائل بھی ایوان کے سامنے پیش کر سکیں گے ۔ اگر آپ صرف پانچ منٹ تک کے لیے ہمیں Curtail کریں گے تو اس میں صرف ہم اپنے Introduction ہی کرا سکیں گے ۔ اور ادھر ادھر کی بات کر کے معاملہ ختم کر دیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی رائے ہے کہ دو دن بڑھائے جائیں ۔ اور اس بارے میں آپ کا استدلال یہ ہے کہ آپ اپنے عوام کی نمائندگی کے لیے آئے ہیں اس لیے تھوڑا سا وقت آپ کو اور دے دیا جائے ۔

چوہدری ممتاز حسین ۔ جناب والا یہ بجٹ اجلاس ہے ...

مسٹر سپیکر ۔ اپنے عوام کی خاطر دوپہر کے آرام کی قربانی دے دیں

چوہدری ممتاز حسین ۔ جناب والا قربانی تو ہم دے دیتے ہیں اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو ہم اس کے لیے بالکل تیار ہیں ۔

جناب محمد اصغر کوریجہ ۔ جناب سپیکر میری گزارش ہے کہ بجائے اس کے کہ اجلاس کی مدت بڑھائی جائے اگر آپ وقت بڑھا دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر : جی شکریہ۔ بیگم صاحبہ آپ فرمائیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن : جناب سپیکر ایک اور بات بھی پیش نظر رکھنا ہو گی کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور اس مہینے کے پہلے دو عشرے ہم اس اجلاس کی نذر کر رہے ہیں۔ اس لئے ایام میں اضافہ کیا جائے اور ہمیں کچھ آخری عشرے کی رحمتیں لوٹ لینے کی اجازت دی جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

کیونکہ اگر ہم رات کو جاگیں گے تو صبح یہاں پہنچنا نہیں جانا۔ اس کے لئے ہم سب اراکین ان دنوں کا آرام قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آخری چند دن ہمیں بخش دیجئے۔

جناب سپیکر : اچھی تجویز ہے۔ جی میاں صاحب۔

جناب میاں محمد اسحٰق : جناب سپیکر! ہمارا اسلامی ملک ہے مگر ہم ابھی تک پرانی روایات کے مطابق ہر کام کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگر آپ اسلامی ملک، سعودی عرب کی مثال سامنے رکھیں . . . .

جناب سپیکر : میاں صاحب آپ وقت کی تجویز پیش کریں۔

میاں محمد اسحٰق : میری تجویز ہے کہ یہ اجلاس جو آج کل منعقد ہو رہا ہے۔ رمضان المبارک کے تقدس کو سامنے رکھتے ہوئے عبادات کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر کسی اور مہینہ میں بلایا جاتا تو بہتر تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اور اگر ایسا نہیں ہو سکا تو اب اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ تین بجے سے پانچ بجے کا وقت مناسب رہے گا۔ کیونکہ دن بڑھانے کی بجائے ہمیں وقت بڑھا دینا چاہیئے۔

جناب سپیکر: یعنی وقت بڑھانا چاہیئے۔
جناب دلدار احمد چیمہ: جناب میرے خیال میں ہمیں اس کے لئے وقت بڑھانا چاہیئے کیونکہ سیکرٹریٹ کے تمام افسران یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم اپنے اپنے علاقوں کے نمائندے بھی یہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اپنے علاقوں کے بھی ہمیں کچھ کام کرنے ہیں پہلے وقت بڑھا دیا جائے اور اگر وقت بڑھانے کے بعد بھی ضرورت پڑے تو پھر دن بڑھا دیئے جائیں۔ پہلے دن نہ بڑھائے جائیں۔
جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا جہاں تک ایوان کی آرا کا تعلق ہے یہ بات درست ہے کہ رمضان شریف کا احترام کرنا لازم ہے مگر رمضان میں کام کرنا چھوڑ تو نہیں دیا جاتا کام تو کرنا ہی پڑتا ہے اور کرنا چاہیئے یہ بات بھی ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ آپ کی تجویز صبح ۸ بجے سے ایک بجے تک کے لئے ....
جناب سپیکر: صبح ۸ بجے سے بعد دوپہر ایک بجے تک پھر...
وزیر قانون: اس میں تھوڑا سا اضافہ کر لیں گے۔ صبح ۸ سے ایک بجے کی بجائے بعد دوپہر ۲ بجے تک کارروائی کر لیں۔ یعنی نصف گھنٹہ پہلے اور نصف گھنٹہ بعد میں وقت بڑھا لیتے ہیں۔ کیونکہ اگر Break کیا گیا تو لبد میں ہمارا کورم ہونا مشکل ہو جائے گا اس طرح دو طریقے ہیں یعنی صبح ۸ بجے شروع کر کے دو بجے دوپہر بحث کے لیے وقت مقرر کر دیا جائے ایک تجویز تو یہ ہے۔ دوسرا پھر آپ کی پہلی تجویز زیادہ مناسب ہے کہ نصف گھنٹہ کا Break دے کر چار بجے تک بیٹھ جائیں۔ ورنہ صبح ۸ بجے سے بعد دوپہر ۲ بجے تک کر لیں اور دو بجے نماز پڑھ لیا کریں گے۔ میں جناب مخدوم زادہ صاحب سے عرض کروں گا کہ ہم نے وڈنگ کے لئے ایک دن کا اضافہ کر دیا ہے۔ اگر ہاؤس اور مخدوم زادہ صاحب اس تجویز

سے agree کریں تو تین دن ووٹنگ کے لئے اور دو دن تحریکوں کے لئے ہیں ہمارے پاس ۴۶ تحریکیں ہیں اور ۴۶ میں سے بائیس بائیس اور تیئس تیئس تحریکیں ایک دن کے لئے زیادہ نہیں ہوں اگر ہم آٹھ سے دو بجے تک اجلاس منعقد کر لیا کریں گے تو ایک دن مزید spare کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ رمضان شریف کے مہینے میں تمام لوگ چاہتے ہیں کہ آخری عشرے کو spare کر لیا جائے۔ اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ مزید ایک دن جنرل بحث کے لئے شامل کر لیا جائے۔ تین دن میرے خیال میں ووٹنگ کے لئے زیادہ ہیں۔ دو دن ہی کافی ہوں گے۔ اس کے لئے ہم تین محکموں پر اکتفا کرنا چاہتے ہیں۔ جنرل ایڈمنسٹریشن، ایگری کلچر اور لوکل گورنمنٹ، لہٰذا بائیس بائیس تحریکیں ایک دن کے لئے کوئی زیادہ نہیں ہوں گی۔ دو دن جنرل بحث میں شامل کر لئے جائیں اور وقت ۸ بجے صبح سے ۲ بجے بعد دوپہر تک کر لیا جائے

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب کی تجویز پر مخدوم صاحب اور ہاؤس کے معزز اراکین غور فرمائیں ایک دن زائد اس کے علاوہ روزانہ ۸ بجے صبح سے ۲ بجے بعد دوپہر تک مل جائے گا یعنی ایک گھنٹہ بلکہ ڈیڑھ گھنٹہ ہمیں روزانہ اضافی مل جائے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر دس دس منٹ فی مقرر اپنے خیالات کا اظہار فرمائے تو پھر سبھی حضرات اپنی بات کر سکتے ہیں اور وقت بھی بچ سکتا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر demand for voting کے سلسلے میں ہم نے پچیس cut motions دی ہیں۔ ہر وہ department جو ہم discuss کریں گے ہم نے دیکھا ہے کہ Local Government اور Rural Development کے محکمے General Administration میں آ جاتے ہیں لہٰذا ہماری request ہے

کہ ایک دن Gen. Admn. ایک دن Agriculture ایک دن Irrigation کے لئے رکھا جائے۔ یہ اہم محکمہ جات ہیں ہم باقی محکموں کے بارے میں دیئے گئے cut motions withdraw کرلیں گے اور ان تین ایام میں انہی مطالبات زر پر تقاریر ہوں گی اگر آپ ایک دن General Discussion کا بڑھانا چاہتے ہیں تو وہ ایک دن اس کے علاوہ بھی باقی رہ جاتا ہے۔ یہ تین دن Cut motions کے لئے ضروری ہیں کیونکہ آب پاشی رورل ڈویلپمنٹ اور ایگریکلچرل ایسے محکمہ جات ہیں جن پر ہماری تمام چیزوں کا دارومدار ہے۔ تو ان تین محکموں کو رہنے دیں اور اگر ایک دن کا آپ اضافہ کرنا چاہیں تو مزید بڑھالیں۔

جناب سپیکر: پروگرام کا میں نے جائزہ لیا ہے۔ ۱۴ جون کو جمعۃ المبارک ہے اور لوگ ۱۳ جون کو گھر جانا چاہیں گے۔ اس کے بعد پھر ایک دن کے لئے میرے خیال میں واپس لاہور آنا ممکن نہ ہوگا۔ اس لئے اس دن کو آگے بڑھانا کچھ موزوں نہیں ہے۔ ویسے بھی رمضان شریف کے احترام اور عبادات کے لئے لوگ چاہتے ہیں کہ وہ آرام سے اپنے گھروں میں بیٹھیں۔ موجودہ وقت میں میں سمجھتا ہوں کہ کچھ اضافہ کر لیا جائے۔ صبح ۸ بجے سے لے کر دوپہر ۲ بجے تک اور پھر ایک دن کے لئے اگر مخدوم زادہ صاحب agree کرتے ہیں اور تین demands کی cut motions پر بولنا چاہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ تین Irrigation اور Administration Agriculture demands پر دو دن میں آپ بول سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی کوئی مشکل بات نہیں ہے ان پر discussion تو ہوچکی ہوگی ہاؤس participate کر چکا ہوگا لہٰذا جنرل بحث میں آپ ان سب کو take up کر سکیں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان : رشوت کے خاتمے کی تدابیر اختیار کر لی جائیں کہ لاقانونیت کو کیسے ختم کیا جائے ؟ صوبے کے لئے نظم و نسق بہتر بنانا نہایت ضروری ہے۔ نصف دن اس کے لئے بھی مختص کرنا چاہیئے ایک اور مرض بہت بڑھ چکا ہے۔ لاقانونیت کی انتہا ہو چکی ہے اس پر غور کرنا ہمارا فرض ہے۔ اس کے لئے وقت مقرر کیا جائے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : تیسرے دن مطالبات زر پر جو ووٹنگ ہو گی وہ پھر ایسی ہونی چاہیئے کہ اس پر general discussion ہو جائے۔ پھر جنرل ایڈمنسٹریشن کو آپ تیسرے دن پر لے جائیں اس میں سب مسائل آجائیں گے۔ رشوت بھی آجائے گی

جناب سپیکر : اس میں دو دن آپ .....

مخدوم زادہ سید حسن محمود : پہلے ایگریکلچر' ایریگیشن' تیسرے دن جنرل ایڈمنسٹریشن پر جنرل debate ہو جائے تب سارے محکمے آجائیں گے۔

جناب سپیکر : بات دو دنوں کی ہو رہی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : سر بات تین دنوں کی ہو رہی ہے۔ جنرل ایڈمنسٹریشن میں ساری چیزیں covered ہیں۔

جناب سپیکر : آپ کا مطلب ہے کہ General discussion پر چونکہ ایک دن بڑھا رہے ہیں لہٰذا آخری دن General Administration پر بات کی جائے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : اس میں ساری چیزیں آجاتی ہیں۔

جناب سپیکر : اس میں کوئی بھی بات ہو سکتی ہے۔

چوہدری غلام رسول : پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر : جی آپ فرمایئے۔

چوہدری غلام رسول: گذارش ہے کہ اگر دو دن بھی بڑھ لئے جائیں تو صرف سولہ اراکین ایک دن میں تقریر کر سکیں گے اس طرح زیادہ سے زیادہ بتیس یا چھتیس دو دن میں اظہار خیال کر سکیں گے تین دن بڑھائے تو ۴۸ یا ۵۰ کر سکیں گے تو ۴۷ اراکین بقایا رہتے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ وقت مقرر کر کے جو حضرات اپنی تقریر کر سکیں وہ کر لیں اور جو رہ جائیں وہ لکھ کر اپنے علاقے کی تجاویز دے دیں۔ اور وہ پریس میں دے دی جائیں۔

(آوازیں۔ نہیں نہیں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب آپ فرمائیں۔

جناب محمد یوسف شیخ: وزیر قانون نے درست فرمایا ہے کہ صبح ۸ بجے سے لے کر دوپہر ۲ بجے تک وقت مقرر کر لیا جائے۔ اور اگر اس کے باوجود بھی ہمارا کچھ پروگرام باقی رہ جائے جو آخری دو ایام ہیں ان میں ہم دو نشستیں منعقد کر کے پورا کر لیں گے تاکہ پروگرام کے مطابق کام ہو سکے اور ہم لوگ واپس بھی جا سکیں۔

جناب سپیکر: جناب طے ہوا ہے کہ Session صبح ۸ بجے سے لے کر دوپہر ۲ بجے تک جاری رہا کرے گا۔ آج کا Session بھی ۲ بجے تک جاری رہے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک دن ہم نے ووٹنگ کے لئے بڑھایا ہے۔ اسے General discussion کے لئے بڑھا دیا جائے گا۔

وزیر قانون: time limit کیا ہو گی جناب والا؟

جناب سپیکر: time limit دس منٹ ہو گا۔ دس منٹ میں میں سمجھتا ہوں کہ اپنا مافی الضمیر اختصار کے ساتھ بیان کیا جا سکتا ہے۔

رانا پھول محمد خاں: آپ چاہیں تو کسی کو ایک گھنٹہ بھی دے سکتے ہیں کیونکہ آپ کی ایڈمنسٹریشن ہے۔

جناب سپیکر: اب میں چوہدری احسان الحق صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اظہار خیال فرمائیں۔

چوہدری احسان الحق۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! مجھے فخر ہے کہ آج میں ایک منتخب نمائندہ کی حیثیت سے ان منتخب ارکان اسمبلی سے مخاطب ہوں۔ آج میں نے بجٹ ۸۶-۸۵ء پر بات کرنی ہے۔ میں جناب کے توسط سے وزیر خزانہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ جناب والا! صرف یہی نہیں بلکہ انہوں نے بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس بھی سٹ مل نہیں کیا یہ بہت اچھا اور جرأتمندانہ قدم ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے علاقے کے کچھ مسائل ارکان اسمبلی کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ سیم اور تھور کے علاوہ بجلی، سوئی گیس، تعلیم اور گوجرہ میں سٹیڈیم کے مسائل ہیں۔ اس کے علاوہ کچی آبادیوں کا مسئلہ ہے تو جناب والا میں اب سیم اور تھور کی طرف آتا ہوں میرا علاقہ گوجرہ ایک زرعی علاقہ تھا جو آج کل سیم اور تھور کی نذر ہو چکا ہے تو اس مسئلہ میں پہلے بھی خیروالا ڈرین کھودی جا رہی ہے جو ۳۰ر جون تک مکمل ہو جائے گی۔ لیکن مزید بہتری کے لئے گوجرہ ہی نہیں بلکہ اس میں تو بہ ٹیک سنگھ کا علاقہ بھی شامل ہے۔ گوجرہ شورکوٹ مین ڈرین کو مکمل کرنا ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ گوجرہ شورکوٹ مین ڈرین کو اس سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی گوجرہ کا سٹیڈیم جو سیم اور تھور کی وجہ سے تباہ ہو چکا ہے۔ اس کی بہتری کے لئے حقوقیہ تبدیلی کی جائے۔ اس کے بعد ایک نیا سٹیڈیم بنانے کی تجویز بھی زیر غور ہے۔ اس پر بھی مہربانی کر کے عملدرآمد کیا جائے جب جونیجو صاحب فیصل آباد تشریف لے گئے تو وہاں اس مسئلہ پر ان سے بات ہوئی تھی انہوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ انشاء اللہ اس پر غور کریں گے۔ جناب سپیکر اس کے بعد بجلی کا مسئلہ ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ واپڈا حکام نے ۱۱ کے وی گرڈ لائن سے آدھے میل کے فاصلے پر آباد چکوک کو بجلی فراہم کی لیکن وہ بہت کم فاصلہ تھا تو میری استدعا ہے کہ اس فاصلہ کو بڑھا کر ڈیڑھ یا دو میل کیا جائے۔ اس طرح گوجرہ میں سوئی گیس کا مسئلہ

ہے۔ گوجرہ میں سوئی گیس تو ہے لیکن ایک Problem create کیا گیا ہے کہ سوئی گیس محلے کے سامنے سے گذر رہی ہے لیکن اس محلے میں Connection نہیں دیئے گئے میری استدعا ہے کہ جن محلوں کے سامنے سے سوئی گیس کی لائن گذر رہی ہو ان محلوں کو سوئی گیس کے Connection دیئے جائیں۔ اور جن محلوں میں سوئی گیس نہیں دی گئی وہاں سوئی گیس فراہم کی جائے۔

جناب والا! اس کے بعد ایک important مسئلہ تعلیم کا ہے۔ اس بارے میں میری تجویز ہے کہ ہر محلہ اور گاؤں میں ایک بچوں اور ایک بچیوں کے لئے پرائمری سکولوں کے اجرا ضروری ہیں۔ اس کے بعد جو پرائمری سکول چل رہے ہیں جو دو دیہات یا تین محلوں میں مشتمل ہے وہاں ایک مڈل سکول Up Grade دیا جائے۔ اس کے بعد چار چکوک یا پانچ چکوک کی مشتمل آبادی کے لئے ایک ہائی سکول کا اجرا کیا جائے۔ جناب والا پہلے بھی ایک تجویز زیر غور ہے کہ جو ہائی سکول برسوں سے کامیاب چل رہے ہیں ان کو Intermediate کا درجہ دیا جائے۔ اس ضمن میں میرے حلقہ میں ہائی سکول کافی سالوں سے چل رہا ہے۔ اس کے گردونواح میں چالیس چالیس دیہات کی آبادی ہے اور صرف ایک ہائی سکول ہے۔ ہائی سکول کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد بچے گوجرہ اور فیصل آباد جاتے ہیں انہیں روزانہ ۲۰،۲۵ میل کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔ تو جناب میری استدعا ہے کہ پکا انا ہائی سکول کو انٹر کالج کا درجہ دیا جائے۔ جناب دوسرا مسئلہ کچی آبادیوں کا ہے۔ کچی آبادیوں کے بارے میں جناب Chief Minister نے اپنی پہلی تقریر میں حلف اٹھانے کے بعد کہا تھا کہ یہ مسئلہ حل کیا جائے گا میں آپ کی وساطت سے جناب چیف منسٹر صاحب سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ غور تو ہو رہا ہے کام بھی شروع ہے لیکن جس تیزی سے کام ہونا چاہیئے اس تیزی سے پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ رہا۔ میری استدعا ہے کہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں ایک اور اہم مسئلہ ہے

کہ شہری آبادیوں میں کم ریٹ ملتا ہے اور دیہی آبادی میں زیادہ ریٹ لگایا جاتا ہے۔ ان کی قیمت میں یکسانیت بھی کی جائے۔ تو جناب والا اسی طرح Administration کا مسئلہ ہے۔ Administration پر بہت زیادہ فنڈ خرچ کر رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ رشوت صرف پولیس ہی نہیں لیتی۔ پولیس بدنام ہے میں یہ نہیں کہتا کہ پولیس رشوت نہیں لیتی۔ پولیس رشوت لیتی ہے لیکن دوسرے محکمے بھی رشوت وصول کرتے ہیں۔ دیگر محکمہ جات بھی اس سے پاک نہیں ہیں۔ میں نے پہلے بھی ایک دن بات کرنا چاہی تھی لیکن مناسب وقت نہیں تھا۔ حال ہی میں میرے شہر گوجرہ میں ایک واقعہ رونما ہوا ہے کہ ایک ہی خاندان کے بیک وقت پانچ افراد قتل ہوئے ہیں۔ میں جناب کی وساطت سے Chief Minister سے عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں فوری طور پر ایک کمیٹی قائم کی جائے تاکہ تفتیش جلد از جلد مکمل ہو سکے۔

جناب والا! اسی طرح پانی کا مسئلہ ہے یہ بھی جلد سے جلد حل کیا جائے' اس کے بارے میں اخبارات میں روزانہ بیانات آتے ہیں۔ آپ کی وساطت سے میری استدعا ہے کہ آپ پنجاب کے پانی کا مسئلہ ضرور حل کریں۔ اسی طرح ایک اہم مسئلہ ہے کہ ہم نے اسمبلی کی طرف ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ مارشل لاء کو جلد ختم کیا جائے۔ مارشل لاء کو فوراً ختم ہونا چاہیئے دیکھیں ۸ - ۱۰ سال تک ہم نے ان کا خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا۔ اب وہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ ہم جا رہے ہیں اب انہیں بھی اسی فراخدلی کا ثبوت دیتے ہوئے کہنا چاہیئے کہ ہم خود جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چوہدری اکرام الحق صاحب!

چوہدری اکرام الحق: جناب سپیکر! معزز خواتین و حضرات! سب سے پہلے تو میں ایک فاضل رکن کی طرف سے کئے گئے آئینی اعتراض پر کچھ بات کروں گا۔ ایک فاضل رکن نے چند روز پیشتر آئین کے آرٹیکل ۲۶۰ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ پارلیمنٹری سیکرٹری servant of

state ہیں۔ اس لئے وہ اسمبلی کی کارروائی میں حصہ نہیں لے سکتے۔ میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آرٹیکل نمبر ۲۶۰ میں ترمیم ہو چکی ہے اور اس میں پارلیمنٹری سیکرٹریز کو exempt کر دیا گیا ہے۔

جناب والا! پانی کا مسئلہ اس وقت پنجاب کے اعصاب پر سوار ہے اور اس سلسلہ میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ میں ان تکالیف کی طرف نہیں آؤں گا جو پانی کی کمی کی وجہ سے عوام کو برداشت کرنی پڑیں گی۔ لیکن جناب والا میں آپ کی اجازت سے صرف اتنا عرض کروں گا کہ خدانخواستہ اگر دو چار دن میں پانی کا مسئلہ حل نہ ہوا تو صرف کپاس کی پیداوار میں expecxted کمی بیس لاکھ گانٹھ کے قریب ہوگی۔ اگر ۲۰ لاکھ گانٹھ کی foreign exchange میں value دیکھی جائے تو چار ارب ساٹھ کروڑ روپے بنتی ہے جو کہ برآمد نہیں ہو سکے گی

اور اس کمی کی وجہ سے cotton seed oil جو کہ بناسپتی گھی تیار کے لئے ہمیں باہر سے import کرنا پڑتا ہے۔ اس کی value تقریباً ایک ارب بیس کروڑ روپے گی۔ لہٰذا ہمیں زرمبادلہ زیادہ خرچ کرنا پڑے گا۔ اس طرح صرف ایک فصل یعنی کپاس کی وجہ سے اتنا نقصان ہو گا۔ میں دوسری فصلوں کا ذکر نہیں کرتا جن کی وجہ سے گورنمنٹ کو زرمبادلہ میں پانچ ارب اسی کروڑ روپے کا نقصان ہوگا۔ اور یہ نقصان پنجاب ہی میں نہیں بلکہ پورے پاکستان کے حصے میں آئے گا۔ جناب والا جہاں تک موجودہ بجٹ کا تعلق ہے یہ بات بڑی خوش آئند بات ہے کہ جناب وزیر خزانہ نے اس میں کوئی نیا ٹیکس تجویز نہیں کیا اور انہوں نے ٹیکس کی ادائیگی کے طریقۂ کار کو آسان بنانے کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔ یہ بھی بڑی خوش آئند بات ہے۔ گیمن ٹیکس اور سینماؤں کے تفریحی ٹیکس میں کمی بھی اچھی بات ہے۔ حاصل اور اخراجات پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ بجٹ متوازن ہے اور ترقیاتی پروگراموں کے

رکھی گئی رقوم پانچ ارب ۷۶ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے بھی پہلے سے زیادہ ہیں اور وعدہ کا سب سے نمایاں پہلو یہی ہے۔ جناب والا General revenue receipts میں اضافہ دس سو تیس کروڑ سے بڑھ کر گیارہ سو ستر کروڑ روپے تقریباً ۸.۵ فی صد ہے جبکہ expenditure revenue non development میں اضافہ تقریباً دو ارب چھ کروڑ روپے جو کہ تقریباً پندرہ فی صد بنتا ہے۔ اگر ان دونوں میں اضافہ ایک سا ہوتا تو بجٹ اور بھی زیادہ اچھا ہوتا اور development expenditure اور بھی بہتر ہوتا۔ بجٹ پر direct taxes سے آمدنی باون کروڑ اکسٹھ لاکھ روپے کی گئی ہے اور indirect taxes سے ایک ارب اٹھائیس کروڑ اکتالیس لاکھ کی گئی ہے۔ direct taxes متمول طبقے کی جیب سے جائیں گے اور indirect taxe میں اس ملک کا ہر شہری چاہے وہ غریب ہو چاہے یا امیر ہو آتا ہے۔ اگر یہ figures الٹ ہوتیں اور direct Taxes کی آمدنی Indirect taxes سے زیادہ ہوتی تو پنجاب کے عوام کے لئے زیادہ بہتر ہوتا۔ مجھے امید تو ہی ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ آئندہ جب بھی اپنی مرضی سے بجٹ بنائیں گے تو اس چیز کا خاص خیال رکھیں گے کہ Indirect taxes میں کمی کی جائے اور direct Taxes میں اضافہ کیا جائے۔ اس کے بعد جناب میں اپنے علاقہ کے مسائل کی طرف آتا ہوں۔ میرا تعلق اوکاڑہ شہر اور اس کے گردونواح کے علاقوں سے ہے جناب والا اوکاڑہ کے دو project بہت ضروری ہیں۔ ایک تو over head bridge دوسرا گرلز کالج کا مسئلہ ہے۔

rural development programme کے ۱۹۸۳ء اور ۱۹۸۴ء اور ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے میں بھی ان دونوں منصوبوں کے لئے رقم رکھی گئی تھی

Chairman Development Board کے پاس چیک کرنے کے لئے کوئی mechine نہیں ہے۔ وہ annual development Programme میں رقمات آ رکھ دیتے ہیں۔ لیکن اس کام پر عملدرآمد کا جائزہ لینے کے لئے اس کے کام کی رفتار کا جائزہ لینے کے لئے، اس کے کام کی رفتار کا جائزہ لینے کے لئے ان کے پاس کوئی مشینری نہیں ہے۔ دو سال میں ان ترقیاتی پروگراموں کے لئے منصوبے رکھے گئے۔ لیکن آج تک مذکورہ دونوں منصوبوں پر کام شروع نہیں ہو سکا۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیراعلیٰ سے گذارش کروں گا PLANNING AND DEVELOPMENT کا محکمہ ان کے زیرنگرانی ہے۔ مہربانی فرما کر کام پر عملدرآمد ہونے اور کام کی رفتار کا جائزہ لینے کے لئے planning and development board میں کوئی سیل قائم کیا جائے۔

دوسرا سب سے بڑا مسئلہ میرے علاقہ کو سیم وتھور کا درپیش ہے۔ جناب والا اوکاڑہ کے اردگرد چک سیم وتھور کی نذر ہو رہے ہیں۔ ہماری لہلہاتی کھیتیاں ویرانوں میں تبدیل ہو رہی ہیں۔ میں وزیراعلیٰ سے آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ جناب والا اگر اوکاڑہ کی زرعی زمینوں کو بچانا ہے، تو اوکاڑہ کو سینٹرل گورنمنٹ سے کہہ کر سکارپ ایریا declare کروایا جائے۔ اور جب تک یہ منصوبہ نہیں بنتا۔ اوکاڑہ کے سیم نالوں کی صفائی پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ لوگ اپنی روزی آسانی سے کما سکیں۔ شکریہ جناب۔

تحریک استحقاق

جناب سپیکر: Privilege Motions ہے۔ خواجہ محمد اصغر کوریجہ صاحب

جی خواجہ صاحب فرمائیے۔

۸۔ **خواجہ محمد اصغر کوریجہ** - میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے فوری اہمیت

کے حامل مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے جو اسمبلی کی فوری توجہ کا حامل ہے۔ تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔

مسئلہ یہ ہے کہ کل میرے نام کا ذاتی ڈرافٹ میں خود لے کر گیا ہوں۔ اور اپنا آڈنٹی کارڈ دکھایا۔ مینجر مسلم کمرشل مال روڈ نے تسلیم کیا کہ واقعی آپ ہی خواجہ محمد اصغر کوریجہ ایم پی اے ہیں مگر اتنا کافی نہیں۔ آپ جب تک اپنے دستخط تصدیق نہ کرائیں ڈرافٹ پاس نہیں ہوگا۔

جناب والا! اگر یہ کارڈ ذاتی ڈرافٹ بھی نہیں کیش کرا سکتا تو پھر اس کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہے۔ اس میں ایک ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر قانون: کوریجہ صاحب آپ کچھ اس پہ اظہار خیال کرنا چاہیں تو کہہ لیجئے۔ میں ذرا اس کو دیکھ لوں۔

جناب سپیکر: (رانا پھول محمد خان اپنی نشست پر کھڑے ہوئے) رانا صاحب آپ کچھ فرمانا چاہیں گے

رانا پھول محمد خان: میں تو ویسے ہی بات کر رہا تھا جو کچھ ہو رہا ہے اس پردہ فرما رہے تھے کہ اسمبلی کے متعلق کچھ بھی سوال نہیں کیا جا سکتا۔ انہیں تحریک استحقاق اس لئے لانی پڑی کہ ان کی ایک تقریر تھی ایسی چیزیں تو ہم پیش کر سکتے ہیں نا جناب۔ اجازت ہے نا جناب۔

جناب سپیکر: آپ کو اگر کا غذات نہیں ملتے یا seating arrangement میں کوئی فرق ہے تو یہ آپ کا استحقاق ہے آپ بات کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا مجھے پوری پوری ہمدردی اور اس بات کا بھی احساس ہے کہ معزز رکن کو دشواری پیش آئی مگر بینک صوبائی حکومت کے دائرہ کار میں نہیں آتے۔ مجھے اس بات کا بھی احساس ہے فاضل ممبر نے اپنا dentity Card دکھایا مگر bank draft کیش نہ ہو سکا۔ اس سلسلہ میں میری گذارش ہے کہ ہمیں اس بات کا ضرور خیال رکھنا ہوگا کہ بینک کے اپنے قواعد و ضوابط ہوتے ہیں اور وہ صوبائی حکومت کے دائرہ کار میں نہیں آتے۔ اس مسئلے کے بارے میں ہمیں یہ کرنا ہوگا اگر فاضل ممبر اپنے الزام کو ثابت کر سکتے ہوں تو وہ ہی باتیں عمل میں آ

سکتی ہیں یا تو اس مسئلے کو ایک اسپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو اس بارے میں آج ہی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہو سکتی ہے کہ وفاقی وزیر خزانہ سے رابطہ قائم کرتے ہوئے اس بات کی ہدایات جاری کروائی جائیں کہ صوبائی یا نیشنل اسمبلی کے ممبران کے متعلق بینکوں کے طریقہ کار یا بینکوں سے dealing کے لئے اگر پہلے سے ان کے پاس ہدایات جاری نہیں ہوتی ہیں تو وہ باقاعدہ ہدایات جاری کریں تاکہ ہمارے فاضل ممبران کا استحقاق مجروح نہ ہو۔

جناب سپیکر: خاص طور پر اس وقت جب ان کے پاس اسمبلی کا شناختی کارڈ موجود ہو۔

وزیر قانون: تو اس بارے میں آپ کی طرف سے یا اگر آپ پسند فرمائیں تو صوبائی حکومت کی طرف سے Federal Finance Minister کو باقاعدہ لکھا جا سکتا ہے کہ آئندہ اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہونی چاہیے اگر بینک کے پاس پہلے سے ہدایات نہیں بھی ہیں تب بھی ان کو ایسی ہدایات جاری کریں تاکہ ہمارے فاضل ممبران کو آئندہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب آپ ....

خواجہ محمد اصغر کوریجہ: جناب سپیکر میں وزیر قانون کے اس ہمدردانہ غور پر بے حد مشکور ہوں۔ میں اپنی تحریک استحقاق واپس لیتا ہوں اور وزیر قانون کی تجویز سے میں اتفاق کرتا ہوں کہ وہ Banks کو جیسے مناسب ہو ہدایات جاری کریں۔

جناب سپیکر: طے یہ ہوا ہے کہ Finance Minister Punjab پاکستان بینکنگ کونسل کو اس ضمن میں تحریر فرمائیں کہ فاضل ممبران کا یہ استحقاق ہے کہ اگر ان کے پاس اسمبلی کا Identity Card ہو تو اس کو ہر شکل میں honour ہونا چاہیے۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ: میری ایک عرض ہے کہ وہ کہ اگر پانچ روپے کا account پہلے کھلوا کر دیں تو پھر ہمیں کسی سے اپنے دستخط verify کرانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب یہ بات تو ہو چکی ہے کہ آپ نے ان کی assurance پر اور اس کارروائی پر کہ فنانس منسٹر پنجاب اس سلسلے میں تحریک فرمائیں تاکہ آئندہ آپ کا استحقاق مجروح نہ ہو۔ آپ نے تحریک واپس لے لی ہے۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ: شکریہ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) نصیر احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر میں آپ کا مشکور ہوں۔ آپ نے مجھے اس معزز ایوان سے خطاب کرنے کا موقع فراہم فرمایا۔ میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے ایک متوازن۔ فری ٹیکس اور فلاحی ایوان کے سامنے پیش کیا۔ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ اس بجٹ کی تیاری میں کن لوگوں کا حصہ ہے اور جناب وزیر خزانہ کی کتنی کاوشیں اس بجٹ میں شامل ہیں۔ بہرکیف چونکہ وزارت خزانہ کا قلمدان ان کی زیر سرکردگی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وہی مبارک باد کے مستحق ہیں۔

جیسا کہ معزز اراکین اسمبلی جانتے ہیں کہ جناب وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ آج سے قریباً ڈیڑھ ماہ قبل مختلف ڈویژنل ہیڈ کوارٹروں پر تشریف لے گئے۔ انہوں نے بجٹ کے سلسلے میں تمام ایم۔ پی۔ اے اور ایم۔ این۔ اے صاحبان سے صلاح مشورہ کیا۔ اپنے حلقہ کے نیابت کے حوالے سے بہ رعایت بتانا سمجھتا ہوں کہ جو بھی تجاویز میں نے اپنے حلقہ کی ڈویلپمنٹ کے متعلق چیئرمین صاحب کو دیں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے ان میں سے ایک بھی تجویز بجٹ میں شامل نہیں کی گئی۔ شاید اس لئے کہ بجٹ اس وقت تیار ہو چکا تھا۔ اب جبکہ بجٹ تیار ہو چکا ہے کم از کم حکومت یا تو کر سکتی ہے کہ ایم۔ پی۔ اے حضرات کو اپنے اپنے حلقہ انتخاب میں بجٹ پر عمل درآمد کے لئے ایسے مواقع فراہم کرے کہ وہ موثر طریقے سے اس بجٹ کی implementation کروا سکیں۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہر ایم۔ پی۔ اے کے اپنے اپنے حلقہ نیابت میں ایک ڈویلپمنٹ کمیٹی تشکیل دی جائے جو اس علاقے میں ڈویلپمنٹ

کے کام کی نگرانی کر سکے اور دیکھے کہ کام کا معیار کیسا ہے۔ تاکہ گورنمنٹ کے فنڈ ترقیاتی منصوبوں پر صحیح خرچ ہو سکیں۔ ایم۔ پی۔ اے کے حلقہ میں جو منصوبے شروع ہو کر جزوی طور پر مکمل ہوتے ہیں یا پایہ تکمیل تک پہنچتے ہیں جب تک متعلقہ رکن اسمبلی ان کی تصدیق نہ کریں ٹھیکیدار کو payment نہ ہو۔

جناب والا۔ الیکشن کے دوران میں ہم اپنے عوام سے بہت سے وعدے کر کے آتے ہیں۔ اگر ہم ان وعدوں کو پورا نہ کر سکے تو میرے خیال میں ہمارا یہاں بیٹھنا بے سود ہوگا۔ اس کے لئے انتظامیہ کو ہم سے ہر ممکن تعاون کرنا چاہیئے۔

گذشتہ دنوں میں دیکھا گیا ہے کہ جب بھی کسی قسم کی تعمیری تنقید کوئی معزز رکن کرتا ہے تو چند اصحاب پوائنٹ آف آرڈر کی آڑ میں اس میں قطع کلامی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں یہاں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے متفقہ طور پر وزیر اعلیٰ صاحب کو منتخب کیا اور ان کی حکومت کو ہم اپنی سمجھتے ہیں۔ ان کی کامیابی کو ہم اپنی کامیابی سمجھتے ہیں اور ان کی ناکامی کو ہم اپنی ناکامی سمجھتے ہیں اس لئے خواہ مخواہ اس کی قسم کی الجھن میں لوگوں کو نہیں پڑنا چاہیئے۔

جناب والا۔ اب راوی کا مسئلہ میرے خیال میں یہ نہایت اہم مسئلہ ہے۔ اس پر نہایت سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ جذبات میں نہیں آنا چاہیئے۔ یہ مسئلہ صرف پنجاب کا ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان کا ہے پنجاب کو خدانخواستہ اگر کوئی ضعف پہنچا وہ پورے پاکستان کو پہنچے گا چونکہ پنجاب پاکستان کا دل ہے ہم سندھی بھائیوں کا حق چھیننا نہیں چاہتے۔ لیکن ہم ان سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے حقوق کا بھی تحفظ کریں۔

اب میں اپنے حلقہ نیابت کی طرف آتا ہوں میرا حلقہ نیابت سوائے چار یونین کونسلوں کے پوری تحصیل مری پر محیط ہے۔ یہ علاقہ ۵۰۰ مربع میل کے اوپر پھیلا ہوا ہے۔ اور اس کی آبادی تقریباً چار لاکھ ہے۔ میں آپ کے توسط سے جناب وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پہلی بار مری کو ایک پسماندہ علاقہ قرار دیا ہے۔ مری نہ صرف پنجاب کا بلکہ پورے پاکستان کا ایک خوبصورت ترین اور

صحت افزا مقام ہے۔ اور اسے ملکہ کوہسار کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ لیکن گذشتہ ادوار کی غلطیوں کی وجہ سے یہ کوہسار روز بروز اپنے حسن سے محروم ہو رہا ہے۔ جب میں اپنے حلقہ کا نام لیتا ہوں تو اس سے مراد مری کی مال روڈ یا کشمیر پوائنٹ یا پنڈی پوائنٹ نہیں ہے۔ مری سے میرا مراد دریائے جہلم سے لے کر اسلام آباد تک کا علاقہ ہے۔ اس علاقے کے لوگ زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم ہیں۔ وہاں رابطہ سڑکیں نہیں۔ بجلی نہیں۔ پانی نہیں اور نہ ہی طبی سہولیات میسر ہیں۔ یہاں ہم لاہور میں بیٹھے لوڈ شیڈنگ کا رونا روتے ہیں۔ وہاں ۲۳ سال سے ۲۴ گھنٹے لوڈ شیڈنگ تک رہتی ہے۔

جناب والا آج تک حکومت نے اس علاقے پر جتنے فنڈز ڈویلپمنٹ کے لئے مختص کئے ہیں۔ ان کا کثیر حصہ ٹھیکیداروں اور گورنمنٹ کے محکموں کی نذر ہو گیا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ وہ ایک کمیٹی تشکیل دیں جو یہ دیکھے کہ کیا فنڈز جائز خرچ ہوئے ہیں۔ اور منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچ چکے ہیں۔ یا فنڈز کا تصرف غلط قسم کا ہوا ہے۔

جناب والا میں مندرجہ ذیل تجاویز اپنے علاقے کی ڈویلپمنٹ کے لئے پیش کرتا ہوں۔

پہلی تجویز مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی بحالی کے متعلق ہے۔ یہ واحد ادارہ تھا جس کے تحت مری کہوٹہ کی ڈویلپمنٹ ہوتی رہی۔ نامعلوم وجوہات کی بنا پر اس کو معطل کر دیا گیا تھا۔ اب میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو بحال کیا جائے۔

پرائمری سکولوں کی عمارتوں کی تعمیر اور نگہداشت کے لئے صوبائی حکومت یا ضلع کونسلیں قانونی طور پر ذمہ دار بنائی جائیں۔

Rural Water Supply Schemes کو مستقل طور پر Public Health کی تحویل میں دیا جائے۔

تحصیل مری میں بجلی کا سالانہ کوٹہ دو گاؤں سے بڑھا کر باقی تحصیلوں کے برابر کیا جائے۔

وہ تمام منصوبے جو ادھورے ہیں اور حکومت کے خلاف عدم اعتماد کا ذریعہ بنتے ہیں، ان کو ترجیحی بنیادوں پر مکمل کیا جائے۔ سڑکوں، سکولوں، بجلی، پانی وغیرہ کے لئے میں نے چیئرمین پی اینڈ ڈی کو جو سکیمیں دی ہیں ان پر عملدرآمد کیا جائے، مری کے غریب عوام کے لئے لارنس کالج گھوڑا گلی اور میڈیکل کالج راولپنڈی میں سیٹیں مخصوص کی جائیں۔ ایک اور مسئلہ ہسپتال کی فیس کا ہے۔ میں نے یہ پوائنٹ جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں راولپنڈی میں پیش کیا تھا۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ یہ مسئلہ کابینہ کے سامنے پیش کریں گے۔ مری جیسے پسماندہ علاقوں کے لئے یہ فیس جائز نہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) نصیر احمد: صرف دو پوائنٹ رہ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: پھر ایسے کیسے چلے گا؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) نصیر احمد: آخری پوائنٹ، مری میں جب تک سڑکیں نہیں بنیں گی۔ وہاں کوئی منصوبہ مکمل نہیں ہو سکے گا۔ جب تک سڑکیں نہیں ہوں گی ہسپتالوں میں ڈاکٹر نہیں جائیں گے۔ سکولوں میں ٹیچر نہیں جائیں گے اور انتظامیہ کے لوگ مری کے دور دراز علاقوں میں نہیں جا سکیں گے۔

وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العٰلمین۔

جناب سپیکر: آپ کا شکریہ۔ ملک اللہ یار صاحب!

ملک اللہ یار خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب والا، پنجاب کے بجٹ پر دس منٹ کے لئے تقریر کرنا اور بجٹ پہ بحث کرنا میں سمجھتا ہوں بہت مشکل ہے۔ لیکن میں کوشش کروں گا کہ انتہائی اختصار کے ساتھ صرف دو تین نکات پر اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔

اس سے پہلے کہ میں بجٹ کے بارے میں کچھ اظہار خیال کروں، ضروری سمجھتا ہوں کہ نہری پانی کے تنازعہ کے بارے میں چند الفاظ کہوں کیونکہ محسوس کرتا ہوں کہ موجودہ حالات میں اس موضوع پر کچھ کہے بغیر کوئی بھی تقریر مکمل نہیں ہو سکتی۔ جناب والا پنجاب بڑے بھائی کا کردار ادا کرتے کرتے تھک گیا ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم برابری کی سطح پر آ کر اپنے حقوق کا مطالبہ کریں۔ ہم نے آج تک اپنے حقوق کو نظر انداز کر کے اپنے بھائیوں کے حقوق کی پاسداری کی ہے۔ ان کا تحفظ کیا ہے، ہم چاہتے ہیں اور ہمارا ارادہ ہے کہ ہم آئندہ بھی ان کے جائز حقوق کا تحفظ کرتے رہیں گے۔ لیکن میں ایک بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کا وارث صرف پنجاب نہیں ہے۔ اس کی وراثت میں ہمارے دوسرے بھائی بھی برابر کے شریک ہو سکتے ہیں اگر ہم ایک دوسرے کے خوشحالی میں برابر کے شریک ہو سکتے ہیں تو ہمیں ایک دوسرے کے دکھ اور درد میں بھی برابر کا شریک ہونا پڑے گا۔ موجودہ صورتحال جو ہمارے سامنے پیدا کی گئی ہے اسے بہت آسانی سے نمٹایا جا سکتا ہے۔ اس سے قبل بھی ایک منتخب حکومت کے دور میں اس تنازعہ کو اٹھایا گیا مگر انتہائی افسوس ہے کہ اس تنازعہ کو حل نہ کیا گیا۔ حالانکہ سندھ طاس منصوبے کے تحت تونسہ پنجند کینال اور چشمہ جہلم لنک کینال اس کے بہت اہم حصے ہیں۔ اس منصوبے کے تحت اس کی پلاننگ کی اسکی Settlement Plan کو approve کیا گیا، ورلڈ بنک نے اس کو approve کیا اور حکومت پاکستان اور صدر مملکت نے اس کی تصدیق کی۔ میں سمجھ نہیں سکا کہ تونسہ پنجند کینال جو ۳۰ رجون ۱۹۷۰ء سے پہلے مکمل ہو گئی، اس پر کیوں کوئی اعتراض نہیں کیا گیا؟ لیکن چشمہ جہلم لنک جو کہ ۳۰ رجون ۱۹۷۰ء کے بعد غالباً اپریل ۱۹۷۱ء میں مکمل ہوئی، اس پر اعتراض کیا گیا کہ اس نہر کے لئے دریائے سندھ سے پانی نہیں دیا جا سکتا۔ ۳۰ رجون ۱۹۷۰ء کا میں نے ذکر اس لئے کیا ہے کہ ۳۰ رجون ۱۹۷۰ء کو ون یونٹ توڑ دیا گیا تھا۔ اور جہاں تک ہم سمجھے ہیں کہ یہ پیمانہ پیش نظر رکھا گیا ہے کہ ۳۰ رجون ۱۹۷۰ء سے پہلے جو نہر مکمل ہو گئی تھی، وہ تو درست

ہے۔ اس کو سندھ طاس منصوبے کا حصہ قرار دیا گیا۔ لیکن جو نہر ۳۰ ؍ جون ۱۹۷۰ کے بعد پایہ تکمیل کو پہنچی اس کو سندھ طاس معاہدے سے باہر کر دیا گیا۔ حالانکہ یہ عام فہم بات ہے کہ دونوں نہریں اسی منصوبے کا حصہ تھیں اور جس وقت دونوں منصوبوں پر کام شروع ہوا وہ اسی وجہ سے شروع ہوا کہ ان منصوبوں کو ورلڈ بنک اور حکومت پاکستان کی تائید حاصل تھی۔ اور انہی کے احکامات کے تحت ان نہروں کی کھدائی شروع ہوئی۔ فی الحقیقت چشمہ جہلم لنک ۳۰ ؍ جون ۱۹۷۰ء تک تقریباً مکمل ہو چکی تھی اور پھر یہ صرف اس بنا پر اگر کہا جائے کہ ۳۰ ؍ جون ۱۹۷۰ء تک تقریباً مکمل ہو چکی تھی اور پھر یہ صرف اس بنا پر اگر کہا جائے کہ ۳۰ ؍ جون ۱۹۷۰ء کو چونکہ یہ نہر مکمل نہ ہو سکی تھی، اس لئے اس کا حق نہیں بنتا کہ وہ دریائے سندھ سے پانی لے تو سوائے اس کے میں اور کیا عرض کر سکتا ہوں کہ یہ پنجاب کے لوگوں کے ساتھ انتہائی ظلم اور ناانصافی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ اس وقت بھی یہ مسئلہ ایک منتخب حکومت کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ گو کہ گزشتہ سات آٹھ سالوں میں یہ تنازعہ اپنی جگہ موجود تھا لیکن یہ تنازعہ سر نہیں اٹھا سکا۔ کیونکہ دریاؤں کی پانی کی وافر مقدار موجود تھی۔ اس لئے اس مسئلہ کو حل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی دوسری بات یہ کہ ایک شخص حکومت کے لئے یہ بہت مشکل تھا، بلکہ ناممکن تھا کہ اگر چاہتی بھی تو اس قضیئے کو حل نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن اس وقت، جبکہ پاکستان میں ایک منتخب حکومت برسراقتدار ہے، ہم توقع رکھتے ہیں کہ جناب وزیراعظم اور مرکزی حکومت اس انتہائی اہم مسئلے کو نمٹانے کی کوشش کریں گے باوجود اس کے کہ ہماری تمام تر ہمدردیاں اپنے بھائیوں کے ساتھ ہیں، ہم ہر حالت میں اپنے تمام بھائیوں کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور انشاءاللہ ہمیشہ تیار رہوں گے۔ لیکن ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ پنجاب کا ستائیس لاکھ ایکڑ رقبہ اپنی آنکھوں کے سامنے ویران ہوتے دیکھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور جناب والا، میں یہ بھی عرض کر دوں کہ اس ویرانی کا اثر صرف پنجاب کی معیشت پر نہیں ہوگا بلکہ اس کے

بہت دور رس نتائج نکلیں گے اور اس کا اثر تمام ملک کی معیشت پر ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ جناب وزیراعلیٰ جو کہ حال ہی میں اسلام آباد تشریف لے گئے تھے ان کی بات چیت اور تبادلۂ خیال مختلف وزرائے اعلیٰ کی میٹنگ میں جناب وزیراعظم سے ہوا ہوگا جس کے مفید نتائج برآمد ہوں گے اور اگر نہیں تو پھر میں مودبانہ گذارش کروں گا کہ اس اہم ترین مسئلے کو جلد سے جلد نمٹانے کی کوشش کی جائے۔ جناب والا! اب میں بجٹ کے بارے میں اظہار خیال کروں گا۔ اس میں سب سے اچھی بات جو مجھے پسند آئی ہے' وہ ترجیحات کا تعین ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ تعلیم ہر لحاظ سے ہمارے صوبے اور ملک کا اہم ترین اور سب سے ضروری مسئلہ ہے اور یہ افسوس کا مقام ہے کہ قیام پاکستان کے بعد سینتیس' اڑتیس سالوں تک اس مسئلے سے نہیں نمٹ سکے۔ یہ باعث شرم ہے کہ ہمارے بعض ہمسایہ ممالک میں جہاں آزادی کے وقت شرح خواندگی ۳۰' ۴۰ فیصد تھی اب وہاں ۸۰' ۸۵ فیصد شرح خواندگی پہنچ گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اسی ارادے اور شوق سے اس مسئلہ کی طرف توجہ دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم آئندہ ۵' ۱۰ سالوں میں اس شرح کو ایک بہت بلند سطح تک نہ پہنچا سکیں۔ مجھے یہ بھی خوشی ہے کہ اس مد میں اور اس شعبے کے لئے کافی رقم مختص کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی اس شعبے کو نئے سر سے سے ارگنائز کرنے کی کوشش کی گئی ہے یہ انتہائی ضروری قدم تھا اور اس کی انتہائی ضرورت تھی کہ اس اہم شعبے کو زیادہ سے زیادہ وقت اور زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے۔ مجھے یہ بھی خوشی ہے کہ یہ شعبہ وزیراعلیٰ کے پاس ہے اور میں ان سے درخواست کروں گا کہ اس اہم ترین شعبے کو اپنے پاس رکھیں اور زیادہ سے وقت دیں تاکہ ہم کم سے کم وقت میں اپنے مقاصد حاصل کر سکیں۔ جناب والا اس بجٹ میں جو بات مجھے سب سے زیادہ بری لگی ہے وہ وزیر خزانہ کی تقریر کا ایک فقرہ ہے جس کو اس ترقیاتی بجٹ کا ایک بنیادی اصول بنایا گیا ہے۔

" More A.D.P. means more loans and more bebt liabilities "

جناب والا میں اس فقرے پر معترض ہوں اور شدید طور پر احتجاج کرتا ہوں۔ اس کا یہ مطلب یہ ہے کہ اس ترقیاتی بجٹ کو ہم نے حصول قرضہ جات اور قرضہ جات کی ادائیگی کے ساتھ منسلک کر دیا ہے جو کسی صورت میں بھی ایک قابل رشک بات نہیں کہلائی جا سکتی کوئی بھی ملک اور کوئی بھی قوم یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کے ترقیاتی بجٹ کا انحصار تمام تر بیرونی قرضہ جات پر ہوا۔ (تالیاں)

اور یہ امر ہمارے معیشت کے لئے نہ صرف مہلک ہے بلکہ ہماری حمیت اور عزت کے لئے ایک چیلنج بھی ہے ہمیں اس چیلنج کو قبول کرنا ہو گا میں حیران ہوں کہ اتنی تیز رفتاری سے ہم قرضہ جات کے حصول کے لئے کیوں تگ و دو کر رہے ہیں اور ہم اپنے اندرونی وسائل کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔ بیشک یہ خوش آئند بات ہے کہ اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا ہے اور میں ٹیکس عائد کرنے کی سفارش بھی نہیں کرتا ہوں لیکن ایسے بہت سے avenues ہیں کہ ہم ان کو اگر explore کرنے کی کوشش کریں تو ہمیں ان میں سے کچھ نہ کچھ رقم حاصل ہو سکتی ہے لیکن اس کے ساتھ جناب والا ہمیں یہ بھی جائزہ لینا پڑے گا کہ کونسی ایسے اہم ترین پروجیکٹس ہیں جن کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے؟ اور ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ کیا ہم صرف ان پروجیکٹس کے لئے بیرونی قرضہ جات پر انحصار کریں جو ہماری زندگی کے لئے اہم ترین ضرورت ہے؟

مجھے اتفاق ہے کہ بعض ناگزیر حالات میں ہمیں قرضہ جات لینے پڑتے ہیں، میں جانتا ہوں کہ اس وقت ترقی پذیر ممالک میں شاید ہی کوئی ملک ہو جو بیرونی قرضہ جات پر انحصار نہ کرتا ہو لیکن جناب والا اس کی ایک حد ہوتی ہے۔ اگر ہم اپنے بجٹ کا ۲۱ فیصد حصہ صرف قرضہ جات کی ادائیگی میں صرف کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ صورت ہمارے لئے قابل رشک نہیں ہے بلکہ انتہائی افسوسناک بات ہے۔ ہم اپنے آپ

کو قرضہ جات کی زنجیروں میں جکڑتا دیکھ رہے ہیں اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ ہم اپنے آپ کو موت کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ قرضہ کے ضمن میں ایک اور فقرہ یاد آگیا ہے جسے بہت مدت ہوئی میں نے سنا تھا اور جو آج تک میرے ذہن سے نہیں نکلا۔ یہ کافی سالوں کی بات ہے۔ ہمارے منشی ہوا کرتے تھے وہ ہندو منشی تھے بہت اچھے اور نیک آدمی تھے انہوں نے ایک فقرہ کہا تھا کہ مہاراج اگر مسلمانوں کو موت بھی ادھار مل جائے تو وہ بھی قبول کر لیں گے (تالیاں) میں اس کا عملی ثبوت آج اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ ہم کس طرح آنکھیں بند کر کے کس بے نیازی اور معصومیت کے ساتھ بیرونی جات حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کر رہے ہیں اس بات سے قطع نظر کہ مستقبل میں ہم نے اپنے وسائل کو کس صورت میں بڑھانے کی کوشش کرنی ہے اور ہم ان قرضہ جات پر کس حد تک انحصار کر سکتے ہیں جناب والا ، جناب وزیر خزانہ یہاں تشریف فرما ہیں اور جناب وزیر اعلیٰ بھی اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں لیکن مجھے امید ہے کہ وہ اپنے چیمبر میں میری گذارشات سن رہے ہوں گے کاش کہ وہ یہاں موجود ہوتے میں ان سے یہ گذارش کروں گا کہ اس کے لئے ہمیں اپنے وسائل کو تلاش کرنا پڑے گا۔ ان میں سے ایک وسیلہ جس کے بارے میں میرے محترم دوست حسن محمود صاحب نے اشارہ کیا تھا کہ Federal divisible funds اور Federal divisible Taxes میں سے ہمیں حق ملنا چاہیئے اور اگر دیگر Federal Taxes کی وصولی کا بھی ہمیں اختیار دے دیا جائے تو ہم کافی حد تک اپنے معاملات آ قابو میں رکھ سکتے ہیں اور ترقیاتی کاموں کو اپنے ہی وسائل سے نمٹا سکتے ہیں اور بیرونی قرضہ جات پر کم از کم انحصار کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور تجویز میں جناب والا کی وساطت سے ایوان کے سامنے اور وزیر اعلیٰ کی خدمت میں پیش کروں گا کہ وہ منصوبے کا انحصار بیرونی قرضہ جات ہے۔ ان قرضہ جات کی ادائیگی کے لئے اگر اس ایوان سے اجازت لینی پڑتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بہت مناسب ہو گی۔ ان منصوبہ جات کی تفصیل اور ان منصوبہ جات

کے اغراض و مقاصد بھی اس ایوان کے سامنے پیش کئے جائیں اور اس کے لئے میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اس ایوان کے اراکین پر مشتمل ایک سولہ رکنی کمیٹی تشکیل دی جائے جو صوبے کے ہر ڈویژن کے دو دو اراکین پر مشتمل ہو۔ جسے سپیشل سٹینڈنگ کمیٹی کا نام دیا جائے۔ ایسے تمام منصوبے جو تا حال زیر تکمیل ہیں یا زیر تجویز ہیں ان پر سپیشل سٹینڈنگ کمیٹی غور و خوض کرے ان کے بارہ میں اپنی رپورٹ اس ایوان کے سامنے پیش کرے اور اس وقت تک ان منصوبوں پر عملدرآمد نہ ہو جب تک اس ایوان کی منظوری ان کے بارے میں حاصل نہ کر لی جائے میں جناب والا صرف ایک نکتہ پیش کروں گا جس کے لئے مجھے دو تین منٹ مرحمت فرمائیں اگر اس موقع پر میں اس فیصلہ کا ذکر نہ کروں جو کہ ہمارے مرکزی وزیر خزانہ ڈاکٹر محبوب الحق صاحب نے اپنا بجٹ پیش کرتے وقت بعض اشیاء کی قیمتوں کے اضافہ کے بارے میں کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں میری تقریر اور میرا موضوع بحث تشنۂ تکمیل رہے گا۔ جناب والا ڈاکٹر صاحب نے ان اشیاء کے نرخوں میں اضافے کا اعلان کرتے بہت خوبصورتی سے اس کو defend کرنے کی کوشش کی ہے اور ساتھ انہوں نے ان مراعات کا بھی ذکر کیا ہے کہ قیمتوں کے اضافے کے ساتھ ساتھ انہوں نے ایک دو طبقوں کو مراعات بھی دی ہیں تاکہ مہنگائی کا ازالہ ہو سکے گا۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ مراعات انہوں نے سرکاری یا دیگر ملازمین یا بزنس اور صنعت کار طبقات کو دی ہیں ہمیں خوشی ہے کہ انہیں مراعات دی گئی ہیں ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ ان مراعات کو صرف اس محدود طبقے تک محدود کرنے سے آپ مہنگائی کا اثر زائل کر سکتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ خواب کی دنیا میں رہنے کے مترادف ہوگا۔ یہ انتہائی ضروری اشیاء ہیں اور ان کے نرخوں میں اضافے سے نہ صرف اس صوبے کی بلکہ تمام ملک کی معیشت پر اثر پڑے گا اور ابھی سے یہ اثرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں جناب والا مجھے حکومت پاکستان اور ڈاکٹر محبوب الحق کی بعض مجبوریوں کا احساس ہے اور

مجھے یہ بھی احساس ہے کہ بعض ناگزیر حالات میں اس قسم کے مشکل اور کٹھن فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ جو مراعات انہوں نے صرف اس محدود طبقے کو دی ہیں وہ بڑھا کر اس ملک کی زرعی آبادی تک پھیلانے کی کوشش کرتے۔ حالانکہ مرکزی بجٹ پیش کرتے وقت اس بات کا اظہار اور اعلان کیا گیا تھا کہ اس بجٹ میں اس ملک کی ستر فیصد زرعی آبادی کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور سب سے زیادہ ان ہی کو سہولتیں دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ ان مراعات سے ان کو تھوڑا سا حصہ بھی نہیں دیا گیا۔ میں جناب اپنی چند گذارشات کہہ کر تقریر ختم کرتا ہوں وہ اس لئے کہ میں انہیں اہم اور ضروری سمجھتا ہوں اس کے ساتھ ہی میں ایک دو تجاویز پیش کرتا ہوں اگر ڈاکٹر محبوب الحق اس زرعی آبادی کو مراعات نہیں دے سکتے تو ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ کیا ممکن نہیں ہے کہ ہماری صوبائی حکومت کو اس زرعی آبادی کے لئے زیادہ نہیں تو ان کے لئے کم سے کم مراعات دے سکتے۔ میں ایک دو تجاویز اس ایوان کے سامنے آپ کی وساطت سے پیش کروں گا۔ ایک تجویز زرعی ترقیاتی بینک کے بارے میں ہے گو وہ صوبائی حکومت کے زیر نگرانی نہیں وہ مرکزی حکومت کے تحت ہے۔ لیکن ہم اس ضمن میں ان کی خدمت میں گذارش اور استدعا کر سکتے ہیں کہ زرعی ترقیاتی بینک جو کہ زرعی ترقیاتی کے لئے وجود میں آیا ہے وہ جس شرح کے حساب سے ہماری زرعی آبادی سے سود وصول کر رہا ہے اس کا کیا جواز ہو سکتا ہے اور جبکہ یہ حقیقت ہمارے سامنے ہے کہ زرعی ترقیاتی بینک کو جو رقوم ایشین ڈویلپمنٹ بینک سے وصول ہو رہی ہے وہ کس شرح سے دی جا رہی ہیں۔ جناب والا ایشین ڈویلپمنٹ بینک کی طرف سے جو رقوم اور جو فنڈ ہمارے پاکستان کے زرعی ترقیاتی بینک کو دی جاتی ہے وہ آج سے کچھ عرصہ قبل دو فیصد شرح سے سود پر دی جاتی تھیں اب وہ کچھ عرصہ سے تین فیصد شرح سے

قم دی جا رہی ہے ۔ میں حیران ہوں کہ اگر ہم اس ملک کو ایک فلاحی مملکت بنانا چاہتے ہیں اور اگر ہم یہ سمجھتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے ملک کی زرعی معیشت کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ مراعات زرعی آبادی کو اپنے ملک کے غریب کاشتکاروں کو دیں تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے اور کیوں ممکن ہے کہ ہم باوجود اس بات کے کہ وہ رقوم جو ہمیں تین فیصد شرح سے موصول ہو رہی ہے ہم ان ہی رقوم پر اپنے ان غریب کاشتکاروں سے گیارہ اور بارہ فیصد کے حساب سے سود وصول کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ یہ شرح تو سود کی ہے لیکن یہ simple interest نہیں جس وقت ایک کاشتکار ٹریکٹر یا کسی اور ایگری کلچرل instruments کے لئے اپنی اقساط مکمل طور پر ادا کر دیتا ہے تو اس وقت مع منافع اس کی شرح سے پندرہ اور سولہ فیصد تک پہنچ جاتی ہے ۔ میں انتہائی ادب سے وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ اس اہم ترین مسئلے کو اپنی اوّلین فرصت میں وزارت خزانہ حکومت پاکستان کے ساتھ take up کیا جائے اور ان سے گذارش کی جائے کہ اس سود کی شرح کو زیادہ سے زیادہ چار یا پانچ فیصد تک رکھیں کیونکہ اس سے زیادہ مناسب نہیں ہے ۔
(نعرہ ہائے تحسین)

ہم زرعی ترقیاتی بینک یا سٹیٹ بنک کے لئے صرف سروس چارج تک اتفاق کر سکتے ہیں کہ وہ سروس چارج لے سکتے ہیں لیکن ہم اس بات کو قطعی طور پر مناسب نہیں سمجھتے اور اس کا کوئی جواز ہم نہیں ٹھہرا سکتے کہ سٹیٹ بنک یا زرعی ترقیاتی بنک اسی رقم سے جس کے لئے وہ تین فیصد دے رہے ہیں وہ سروس چارجز کے علاوہ اس پہ کوئی اور نفع اٹھانے کی کوشش کرے۔

جناب سپیکر : شکریہ ۔

ملک اللہ یار خاں : جناب والا ایک اور تجویز زرعی آبادی کے بارے میں ہے اور مجھے امید ہے کہ میرے اس ایوان کے بھائی مجھے اجازت دیں گے کہ دو منٹ اور عرض کرسکوں کیونکہ یہ بہت اہم تجویز ہے ان مراعات کے سلسلے میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر ہم مرکزی بجٹ میں کوئی مراعات اپنی دیہی آبادی کو نہیں دے سکتے تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم اس سطح پر صوبائی سطح پر کچھ مراعات اور کچھ رعایات ان کو دے سکیں ۔ آج سے تقریباً اڑھائی تین سال پہلے میں نے ایک تجویز جناب وزیر اعلیٰ جو اس وقت وزیر خزانہ تھے کی خدمت میں پیش کی تھی وہ انتقالات کی فیس کی کمی کے بارے میں تھی ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آج سے کچھ عرصہ قبل ایک منتخب حکومت کے وزیر اعلیٰ نے پنجاب کے کاشت کاروں کو ایک سوغات دی تھی کہ انتقالات کی فیس دس روپے سے بڑھا کر اس کی شرح رجسٹریشن فیس کے برابر کر دی جائے ۔ میں سمجھتا ہوں پنجاب کے کاشت کاروں کے ساتھ بے حد ناانصافی ہوئی اور بے حد ظلم ہوا ۔ اور اس کا کوئی جواز نہ تھا (نعرہ ہائے تحسین) جبکہ انتقال ، انتقال اراضی کے تحت جو اراضی کا Title ہے Transfer Property Act #3 کے تحت پاس نہیں ہوتا وہ منتقل نہیں ہوتا ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ انتقال اراضی کی شرح فیس رجسٹریشن فیس کے برابر کر دینا قطعی طور پر ناجائز اور نامناسب تھا (نعرے ہائے تحسین) ۔ تو جناب والا اس ضمن میں میں نے اس وقت کے وزیر خزانہ سے گزارش کی تھی کہ براہ کرم اگر آپ اس انتقالات کی فیس قطعی طور پر اس حد تک نہیں لا سکتے تو کم از کم اس کو رجسٹریشن فیس کی شرح سے پچاس فی صد نیچے تک لے آئیں ۔ انہوں نے اس بات پر ہمدردی سے غور کرنے کا وعدہ کیا اور اس سلسلے میں ان سے تین چار اجلاس بھی ہوئے اور ہم نے یہ بھی کوشش کی کہ ہم اس کے متبادل بھی کچھ تجاویز دیں اور ایک ایسا فارمولا دیں تاکہ وہ خسارہ جو اس کمی سے پیدا ہوگا اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں اور ایک فارمولا بھی ہم نے دیا جو کہ اس وقت بورڈ آف ریونیو میں ہمارے ایک ممبر بورڈ آف ریونیو کے پاس ہے اور شاید اس کی ایک نقل

ان کے دفتر میں موجود ہے۔

جناب والا میں ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بہت ہمدردی سے اس مسئلہ کو سنا وہ چاہتے تھے کہ اس مسئلہ پر کوئی نہ کوئی مناسب اور مفید فیصلہ ہو سکے لیکن شاید کچھ ایسی مجبوریاں تھیں جن کی بنا پر وہ اس بارے میں کوئی حتمی فیصلہ نہ دے سکے۔ لیکن آج میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جناب وزیر اعلیٰ اس پوزیشن میں ہیں کہ وہ اس ناانصافی کو جو کہ اس صوبے کے کاشت کاروں کو عرصہ سے لاحق ہے اس ناانصافی کو دور کرنے کے لیے وہ ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں اور اس فارمولے کے پیش نظر جو ان کو دیا گیا ہے وہ کوشش کریں کہ اس شرح کو کم کر سکے اس کی ایک تہائی نہیں کر سکے وہ اس صوبے کے کسانوں پر احسان کریں اور ان کی اس تکلیف کا ازالہ کرنے کی کوشش کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ مسز شمع طالب صاحبہ

مسز شمع طالب صاحبہ۔ جناب سپیکر صاحب! سب سے پہلے تو میں جناب وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں حالانکہ وہ سیٹ پر تو موجود نہیں ہیں لیکن آپ کے توسط سے میرا خیال ہے کہ میری مبارکباد ان تک پہنچ جائے گی۔ انہوں نے ایک ایسا بجٹ پیش کیا ہے جس میں ترقیاتی منصوبوں کے لیے خاص رقم رکھی گئی ہے۔ جو کہ کل بجٹ کا تقریباً ۳۹ فی صد ہے اور اس میں دیہی ترقیاتی منصوبوں کے لیے جو رقم رکھی گئی ہے جو کہ ترقیاتی بجٹ کا ۷۰ فی صد ہے۔ بجٹ میں تقریباً ۴ ارب اور ۹۱ کروڑ روپے کا خسارہ دکھایا گیا ہے۔ اس کے لیے جناب وزیر خزانہ سے گزارش کرتی ہوں کہ وہ وضاحت کردیں۔ انہوں نے تو یہی کہا ہے کہ اس خسارے کو کوئی نیا ٹیکس لگا کر پورا نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ پرانے ٹیکسوں کی وصولیابی کو بہتر بنایا جائے گا۔ اور موجودہ ٹیکسوں کی وصولیابی کو بہتر بنایا جائے گا۔ اور غیر ترقیاتی رقوم کو کم کیا جائے گا۔ اس سے تو یہ تاثر ملتا ہے کہ بجٹ سازی میں جو رقوم رکھی جاتی ہیں اس میں حیرت انگیز طور پر Padding کی جاتی ہے کیونکہ ۴ ارب، ۹۱ کروڑ روپے ایک خطیر رقم ہے اور اس کو غیر ترقیاتی اخراجات میں سے پورا کرنا میرے خیال میں مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اس صورت میں وزیر خزانہ سے امید ہے کہ اس کی تفصیل فرمائیں گے۔ کیونکہ وفاقی بجٹ میں بھی وزیر خزانہ نے خسارے کا کھلے بندوں ذکر کیا تھا اور اس

deficit financing طریقہ کار کی وضاحت کی کہ اس خسارہ کو کس طرح پورا کیا جائے گا اور
کا سہارا نہیں لیا جائے گا تو اس بجٹ کی کبھی ملک میں تعریف کی گئی ہے۔ کیونکہ اس میں ہر چیز واضح طور پہ
موجود ہے۔ تو یہ ہمارے ارکان اسمبلی کا قانونی اور آئینی حق بنتا ہے کہ وزیر خزانہ اس چیز کی وضاحت فرمائیں
کہ یہ ۳۰ ارب روپے کی خطیر رقم کس طرح سے غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کر کے پوری کی جا سکے گی، دوسری
بات یہ ہے کہ ماضی قریب میں نئے اضلاع اور انتظامی ڈویژن قائم کیے گئے ہیں اور اس حکمت عملی کا یہ جواز
پیش کیا گیا ہے کہ عوام کو انتظامیہ کے قریب لایا جائے اس سلسلہ میں دو نئے اضلاع خانیوال اور چکوال یکم جولائی سے
قائم کیے جا رہے ہیں۔ تو اس کا جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ یہ اضلاع انتظامی ضروریات کے تحت قائم کیے جاتے ہیں
تاکہ عوام کی معاشی حالت بہتر ہو جائے مگر میرے خیال میں تو ایک انتظامی ضلع قائم کرنے کے لیے کافی خطیر رقم کی
ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح سے اس علاقے کے فلاح و بہبود کے منصوبے پس پشت ڈال دیئے جاتے ہیں
اور لوگوں کی حق تلفی ہوتی ہے اور یہ ترقیاتی منصوبے ثانوی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں اور پس پشت ڈال دیئے
جاتے ہیں۔ تیسری میری عرض داشت یہ ہے کہ رہائشی سہولت انسان کی بنیادی سہولیات میں سرفہرست ہے
جناب وزیر خزانہ نے خود فرمایا ہے کہ بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں رہائشی سہولیات کا بہت نقصان
ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ اس مقصد کے لیے خاص رقم رکھی جائے۔ تاکہ لوگوں کے رہائشی مسائل حل ہو سکیں
کچی آبادیوں کی بہتری اور انہیں بنیادی سہولیات فراہم کرنے کے لیے کوئی بات نہیں کی گئی ہے، اس
کے لیے بھی کچھ نہ کچھ کیا جائے۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور ۷۰ فی صد آبادی دیہات میں ہے اس لیے
ہم چاہتے ہیں کہ ہم پسماندہ علاقوں کو یہ تاثر دیں کہ وہ بھی صوبوں کی ترقی میں برابر کے شریک ہیں تاکہ ان میں
کسی قسم کا احساس محرومی نہ ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان میں زرعی معیشت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی
ہے اس لیے ہمیں کاشت کار کو زیادہ سے زیادہ سہولیات بہم پہنچانی چاہئیں۔ آبیانہ اور مالیاتی خرچ
کو کم کیا جائے۔ بجلی پہ نظر ثانی کی جائے اور زیادہ سے زیادہ قرضہ جات اسے فراہم کیے جائیں اور
قرضوں کا حصول آسان بنایا جائے تاکہ کاشت کار دلجمعی سے کام کر سکے اور ہماری پیداوار میں اضافہ
ہو اور ملک کی خوشحالی ہو۔ بجٹ تقریر کے پیراگراف ۹ میں Drip and Sprinkle Irrigation

سے متعلق صرف یہ کہا گیا ہے کہ اس کے عملی اور اقتصادی پہلوؤں کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ تو یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ یہ طریقہ خاصے ممالک میں رائج ہے اور اس کے بہت سے حوصلہ افزا نتائج ہیں اور ہمارے ملک میں تو یہ بہت ہی کامیابی سے چل سکتا ہے اس کو رائج ہونا چاہیئے۔ یہی حال گرین ہاؤسز کا ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ پودوں کی انرائش کا کام بھی شروع کیا جائے گا۔ حالانکہ Irrigation Extension Wing کا کام تھا کہ بہت پہلے یہ منصوبہ شروع کرتے۔ خاص کر ہمارے ملک میں جہاں پہ پانی کی پہلے ہی بہت کمی ہے تو یہ منصوبہ میرے خیال میں کامیابی سے جاری ہو سکتا تھا۔ اب ماضی کی کوتاہیوں کو دہرانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں ان کوتاہیوں کا ازالہ کرنا چاہیئے۔ جناب والا تعلیم کے بارے میں میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ بات بہت عام ہے کہ ہمارا تعلیمی معیار دن بدن گر رہا ہے اور اس کے لیے ہم نے خطیر رقم رکھی ہیں لیکن اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہو رہا۔ یہ بات افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ ۳۷ سال گزرنے کے باوجود بھی ہم کوئی صحیح تعلیمی پالیسی مرتب نہیں کر سکے۔ اس کے لیے گذارش ہے کہ امتحانات میں یہ unfair means cases ہمارے لیے باعث شرم ہیں اور اس کے لیے ایک سرجیکل آپریشن کی ضرورت ہے۔ لاہور میں عورتوں کی یونیورسٹی کے قیام کا مسئلہ بھی کھٹائی میں پڑا ہوا ہے میری گذارش ہے کہ چیف منسٹر صاحب یونیورسٹی گرانٹ کمیشن اور وفاقی حکومت سے مل کر یہ مسئلہ طے کرائیں۔ پچھلے آٹھ سالوں میں جو کچھ ترقیاں ہوئی ہیں اس میں دو چیزیں سرفہرست ہیں۔ ایک تو فارم ٹو مارکیٹ تک سڑکوں کی تعمیر ہے اور دوسرا پسماندہ علاقوں کی ترقی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ موجودہ حکومت نے اس طرح پہ دگام کو جاری ساری رکھنے کا عزم کر رکھا ہے۔ بلکہ جہاں اس دور میں ترقی ہوئی ہے وہاں پہ عوامی نمائندگان کی غیر موجودگی میں مارشل لاء کے سایہ تلے بیوروکریسی اپنی پوری رعونت کے ساتھ جلوہ گر ہو رہی ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ چیف منسٹر صاحب کی کامیابی کا راز بھی اس میں ہے کہ وہ کہاں تک بیوروکریسی کو کنٹرول کرتے ہیں۔ اور گورنمنٹ سرونٹس کو کہاں تک Public Servant بنائیں گے تاکہ عوام کے چھوٹے چھوٹے مسائل آسانی سے نچلی سطح پہ ہی حل ہو سکیں۔ جناب والا پانی کا مسئلہ جو ایک نازک صورت حال اختیار کر چکا ہے۔ اس بارہ

میں میرے کافی بھائیوں نے اپنی آرا کا اظہار کیا ہے۔ بڑے بھائی ہونے کے ناطے پہ اس کا پانی بند کر کے جان و مال کی قربانی بھی مانگی جا رہی ہے جو کہ میرے خیال میں مشکل ہی نہیں نا ممکن بھی ہے۔ مارشل لاء کے اٹھنے کا تو ایک ہفتہ اور ہم انتظار کر سکتے ہیں لیکن پانی نہ ملنے کی مزید تاخیر بہت بڑے نتائج کی حامل ہو گی اور اس کا اثر ہماری پوری معیشت پہ پڑے گا۔ کیونکہ گندم تو ہم کسی نہ کسی طور درآمد کر ہی لیتے ہیں لیکن Cash Crops جن سے کہ زرمبادلہ کمایا جاتا ہے اگر نہ ہو سکیں تو پھر ملکی معیشت پہ بہت بڑے اثرات مرتب ہوں گے۔ میں دعا گو ہوں کہ چیف منسٹر صاحب اس مسئلے کو بطریق احسن حل کرنے میں کامیاب ہوں گے اور میں یقین دلاتی ہوں کہ ہم سب کا تعاون آپ کے ساتھ ہے۔ کیونکہ آپ کی کامیابی ہماری کامیابی ہے شکریہ

مسٹر سپیکر۔ حاجی جند وڈا خان صاحب

میاں عطا محمد قریشی۔ (مظفر گڑھ) پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب والا ایک ضروری مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو آج کے اخبارات سے متعلق ہے اگر اجازت ہو تو میں صرف ایک منٹ میں عرض کر دوں۔

مسٹر سپیکر۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں عطا محمد قریشی۔ جی پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ گو متعلقہ نہیں ہے لیکن مجھے وقت دے دیا جائے۔

مسٹر سپیکر۔ فرمایئے پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کیجیے۔

میاں عطا محمد قریشی۔ آج کے اخبارات کے مطابق یہ خبر ہے کہ رود کٹری کینال ٹوٹنے سے متعدد دیہات زیر آب آ گئے ہیں، "مشرق" میں بھی اس طرح کی خبر ہے اور اس سے پہلے "نوائے وقت" کی خبر ہے کہ پنجاب بنجر ہو رہا ہے۔ جناب والا یہ پانچ دریاؤں کا صوبہ ہے جسے پنج آب کہا جاتا رہا ہے۔ یہ بنجر ہونے بلکہ برباد ہونے تک آ گیا ہے۔ مہربانی کر کے اس بارہ میں کچھ نہ کچھ فوری طور پہ کیا جائے۔ اسی سلسلہ میں نشستند، گفتند، برخاستند والی بات ہو رہی ہے تو میں اپنے طور پہ احتجاج کرتا ہوں اور واک آؤٹ کرتا ہوں

میں اراکین اسمبلی سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ کسی دن بلکہ آج ہی دن ایک گھنٹے کے لیے اجلاس پر خاست کریں واک آوٹ کریں تاکہ ہماری یہ آواز جہاں نہیں پہنچ رہی وہاں پہنچے (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر۔ واک آوٹ تو سپیکر کے طرز عمل کے خلاف ، یا گورنمنٹ کے طرز عمل کے خلاف آپ کر سکتے ہیں، لیکن یہاں پہ تو کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ جس کی بنا پہ ۔ ۔ ۔

میاں عطا محمد قریشی ۔ آپ کے نزدیک اگر واقعہ نہیں ہے تو نہ ہوگا لیکن میرے نزدیک بہت بڑا واقعہ ہے۔ کہ پنجاب یعنی پنج آب پانچ دریاؤں کا صوبہ بنجر اور برباد ہو رہا ہے۔ اور آپ جناب سپیکر یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے نزدیک کوئی واقعہ نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ بات نہیں سمجھتے یہ مرکزی حکومت کی طرف سے فیصلہ ہے یہاں پنجاب میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس سے آپ کے جذبات مجروح ہوئے ہوں یا پنجاب میں کسی نے یہ پانی بند کیا ہو۔ ہم سب آپ کے جذبات میں شریک ہیں ۔ اس لیے واک آوٹ والی بات پہ میں سمجھتا ہوں کہ نظر ثانی کرنی چاہیئے ۔

میاں عطا محمد قریشی ۔ جناب والا یہ احتجاج مرکزی حکومت کے رویئے کے خلاف ہے اس لیے یہ حکومت ہی کے خلاف احتجاج ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جیسے آپ کی مرضی ، میں نے تو آپ کو یہ تجویز پیش کی ہے ۔

میاں عطا محمد قریشی ۔ ٹھیک ہے جناب ۔

(اس مرحلہ پر جناب میاں عطا محمد قریشی اجلاس سے واک آوٹ کر گئے)

مسٹر سپیکر :۔ حاجی جنڈ وڈا خان صاحب

(قطع کلامیاں)

جناب غلام حیدر خان کھچی (ملسی ضلع وہاڑی) جناب والا ایک پوائنٹ آف آرڈر پہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں باخبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر محبوب الحق صاحب حالانکہ پنجاب

سے سنیٹر منتخب ہوئے ہیں لیکن پانی کے مسئلے پہ وہ پنجاب کی انتہائی مخالفت کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی وساطت سے میں اس معزز ایوان سے گذارش کروں گا کہ وہ غور فرمائیں اور اس طرح کا کوئی Resolution بنائیں تاکہ ایسے سنیٹر منتخب نہ ہوں جو وہاں جا کر پنجاب کی مخالفت کریں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سردار نصر اللہ خان دریشک۔ جناب والا پانی کے متعلق ....

مسٹر سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنا چاہتے ہیں۔

سردار نصر اللہ خان دریشک۔ جناب والا میں نے اس اسمبلی میں ....

مسٹر سپیکر۔ قریشی صاحب آپ ذرا تشریف رکھیں۔

میاں عطا محمد قریشی۔ جناب والا میں نے آپ کی اجازت سے واک آؤٹ کیا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ میں نے تو آپ کو اجازت نہیں دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں، اکیلے واک آؤٹ کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

سردار نصر اللہ خان دریشک۔ جناب والا ساری صوبائی اسمبلی کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے جیسا کہ مارشل لا کے بارے میں ایک Resolution پاس کیا تھا اور اس کو متفقہ طور پہ جو وہ اسمبلی نے پاس کیا۔ اس قسم کا ایک Resolution اگر آپ اجازت دیں تو میں move کر دیتا ہوں یا وزیر قانون صاحب move کر دیں، وزیر زراعت move کر دیں اس طرح ان الیوان کے جذبات متفقہ طور پہ مرکزی حکومت کو پہنچائے جا سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس ایوان سے باہر ہمارے کسان بھائیوں کی نظریں اس ایوان پہ لگی ہوئی ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو یہ ساری پانچ منٹ کی بات ہے اور ایک متفقہ Resolution آ جانا چاہیئے۔ تاکہ اس مسئلہ پہ مرکزی حکومت کو اس ایوان کے جذبات سے متفقہ Resolution کے ذریعہ آگاہ کیا جائے۔

مسٹر سپیکر : سیکرٹری صاحب ہمارے پاس پانی کے مسئلہ پر اس قسم کے Resolution آئے ہیں۔

ایڈیشنل سیکرٹری پنجاب اسمبلی : پرائیویٹ ممبرز سے ہیں کچھ قرار دادیں موصول ہوئی ہیں

کیا آپ ضروری سمجھتے ہیں کہ اس وقت آج بحث کی جائے۔

(قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی (فیصل آباد)۔ جناب والا ہم آپ سے اس مسئلہ پر یہ گذارش کرتے ہیں کہ کم از کم پانی کے مسئلے پہ ایک دن ہمیں دیں جس پہ ہم یہاں بحث کر سکیں۔ انشاء اللہ ضرور کوئی نہ کوئی نتیجہ نکل آئے گا۔

مسٹر سپیکر: راہی صاحب آپ کی تجویز آ گئی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ سردار صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ سردار عارف رشید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ پہلے بولیں گے۔

وزیر زراعت : جناب والا میں اس ایوان کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پانی کے مسئلے پر حکومت پنجاب اس بات پہ اتفاق کرتی ہے

کہ چشمہ لنک کینال جلد از جلد کھولی جائے۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے۔ میں آپ کو ۱۹۴۵ء کے ڈرافٹ کی طرف لئے جاتا ہوں جو اس وقت سندھ اور پنجاب کے درمیان تیار ہوا تھا یہ صرف ڈرافٹ کی حد تک تھا۔ agreement نہیں تھا اس کو نہ ہی سندھ نے اور نہ ہی پنجاب نے مانا اس کے بعد ۱۹۶۰ء میں Indus Water Treaty ہوئی اور اس کے اوپر صدر پاکستان وزیر اعظم بھارت اور وائس پریذیڈنٹ آف ورلڈ بنک نے دستخط کئے۔ اس Treaty کے تحت پنجاب اپنے تین دریا کھو بیٹھا۔ اور ہمیں ان تین دریاؤں کا replacement پانی چاہیے تھا۔

سردار شاہد اقبال ۔ جناب والا وزیر صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں وہ ایک Personal

Explanation دے رہے ہیں وہ پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بول رہے۔ کہنا یہ چاہیے
تھا کہ Resolution move کر دیا جائے کیونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے، اس میں وہ اپنی
Personal Explanation بھی دے سکتے ہیں۔ جس طرح مارشل لاء کا Resolution
یہاں پیش ہوا تھا شکریہ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب کیا آپ کو Resolution move کرنے پر کوئی اعتراض ہے۔

وزیر زراعت ۔ پہلے اپنی وضاحت کر کے بھی پیش کرتا ہوں
اور پھر اس پر عرض کروں گا۔

آوازیں ۔ اسی وقت بول لینا۔

وزیر زراعت ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سارا قصہ ایک replacement plan
تھا اور اسی پلان کے تحت ہمیں منگلا سے تین دریاؤں کے لیے پانی چاہیئے تھا۔ اور تربیلا کا
پانی ہمیں share کرنا تھا۔ لہذا یہ دو نہریں چشمہ جہلم لنک اور تونسہ پنجند لنک بنیں۔ سندھ
کا موقف ہے کہ جب تک دریائے سندھ میں پانی ایک خاص سطح سے زیادہ نہ ہو چشمہ
جہلم لنک کی آپریشن صحیح نہیں۔ وہ ایک ۱۹۷۲ء کے Ad hoc arrangement کی بات کرتے ہیں
جو عارضی انتظام اسوقت کی حکومت نے کیا اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا یہ سب باتیں تو ہم اخبارات میں پڑھ چکے ہیں۔

مسٹر سپیکر ۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ سردار صاحب اس بارے میں آپ کی کیا رائے
ہے کہ آپ کی شمولیت کے ساتھ ۶ معزز ممبران کی یہاں ایک کمیٹی بنا دیں جو اس سلسلہ میں
ایک مشترکہ Resolution draft کر دے جس کو ایوان میں پیش کر دیا جائے۔

وزیر زراعت ۔ مجھے منظور ہے۔ میرے خیال میں یہ Resolution move ہونا چاہیئے

ملک طیب خان ۔ جناب والا ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب بھی پانی کا کوئی مسئلہ
درپیش آتا ہے تو ہماری صوبائی کابینہ اس میں کوئی نہ کوئی روڑا اٹکانے کے لیے کھڑی ہو جاتی

سے ہے ، میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ان کا کوئی حصہ ہے یا کوئی مفاد ہے ۔ازراہ کرم ہمیں پانی کے لیے رونے دیجئے ، رونے دیجئے ، رونے دیجئے اور ہمیں پانی کے لیے رونے سے مت روکیے ۔ ہمیں اس بات کی کوئی سمجھ نہیں آرہی اور اس مسئلے پر ہم جتنا روئیں اتنا کم ہے ۔

وزیر زراعت ۔ جناب والا میں بھی ان کی تائید کرتا ہوں کہ Resolution فوراً move ہونا چاہیئے ۔

ملک طیب خان ۔ یہ کیا بات ہے کہ آپ ہمیں اس مسئلہ پر بولنے سے روکتے ہیں ، آپ نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ایک دن کی اس مسئلہ پر بولنے کی مہلت دی جائے گی اور یہ کہ میں آپ کے ساتھ ہر بات کروں گا ، آج پھر آپ وہی بات کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آڈر ۔ آڈر ۔

ملک طیب خان ۔ ازراہ کرم ہمیں رونے دیجئے ، آخر آپ ہمیں رونے سے کیوں روکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب تشریف رکھیئے ۔ بیٹھے ۔ آرڈر پلیز ۔ سردار صاحب آپ بھی تشریف رکھیں ۔ (قطع کلامیاں)

ملک طیب خان ۔ جناب والا سارا ہاؤس رو رہا ہے اور آپ ہمیں رونے سے روک رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ صاحبان تشریف رکھیں ۔

اس بات پر فیصلہ ہو چکا ہے اب کسی کو بولنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔

چوہدری محمد اصغر گجر ۔ جناب سپیکر میں اس سلسلہ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ موجودہ مارشل لا ، حکومت ، موجودہ سول حکومت کو ناکام کرنے کے لیے یہ حربہ استعمال کر رہی ہے ، ورنہ پانی کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا جو کہ حل نہ ہو سکتا ۔ اس لیے اس قرارداد میں یہ ترمیم کی جائے

مسٹر سپیکر ۔ کسی قسم کی قدغن Resolution draft کرنے والی کمیٹی پر نہیں لگائی جا سکتی اس لیئے آپ کی بات کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا آپ تشریف رکھیں ۔

جناب فضل حسین راہی ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر

جناب سپیکر ۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ اس مسئلہ پر میں آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دیتا ۔ Have a seat please

بیگم فرحت خواجہ رفیق ۔ جناب سپیکر صاحب آپ حوصلے سے بات کیجئے آپ ہمیں بیٹھنے کے لیے کہتے ہیں ۔ ہم یہاں اس لیے آئے ہیں تاکہ اپنا مافی الضمیر آپ کے سامنے بیان کریں اس لیے نہیں آئے کہ آپ ہمیں بیٹھنے کی تلقین کریں ۔

جناب سپیکر ۔ لیکن بیگم صاحبہ ۔ آپ یہ کیسے توقع کرتی ہیں کہ ہاؤس اس وقت IN ORDER رہے جس وقت کہ دس آدمی بیک وقت بولنے کے لیے کھڑے ہو جائیں ۔ تو مجھے بھی اپنا فرض ادا کرنے دیجئے جو آپ نے میرے ذمہ لگایا ہے ۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق ۔ آپ باری باری وقت دے دیا کیجئے ۔ تاکہ ایسی صورت حال پیدا نہ ہو ۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر ۔ تو آپ کیا محسوس کرتی ہیں کہ میں وقت نہیں دیتا ۔

جناب خادم حسین چودھری ۔ عالیجاہ جو Resolution تیار ہو اس میں اگر یہ شعر بھی لکھ دیں ۔ تو میرا خیال ہے کہ Resolution مکمل ہو جائے گا ۔

"ہم خاموش ہیں کہ برہم نہ ہو عالم کا نظام
تم سمجھتے ہو آتی نہیں فریاد ہمیں"

جیسا کہ میری محترم بہن نے کہا ہے ۔ آپ ہی نے فرمایا تھا کہ پہلے وہ لوگ اپنے خیالات کا اظہار کریں گے ۔ جو ضمنی بجٹ میں بات نہیں کر سکے ۔ لیکن آج تیسرا دن ہے ان لوگوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ اور پتہ نہیں ہماری وہ چٹیں آپ کے پاس ہیں بھی یا نہیں ؟ میں اپنی معلومات کے لیے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہمارا نام بھی ان تقریروں میں شامل ہے یا نہیں ؟

بیگم فرحت خواجہ رفیق ۔ میں محسوس کرتی ہوں اور مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ

قسم کے PARTIALITY سے کام لیتے ہیں وزراء کو زیادہ وقت دیتے ہیں۔ باقی ذرا PROMINENT ممبران کو وقت دیتے ہیں۔ ہم جیسے نئے ایم پی اے کو وقت ہی نہیں دیتے۔

جناب سپیکر۔ حالانکہ آپ ضمنی بجٹ پر بول چکی ہیں۔ میں نے آپ کو ضمنی بجٹ پر بولنے کی اجازت دی ہے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ اجازت نہیں دی ہے۔ آپ نے تو مجھے موقع ہی نہیں دیا۔

جناب سپیکر۔ ضمنی بجٹ پر آپ نہیں بولیں؟

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ بجٹ پر میں کہاں بولی ہوں مجھے پتہ نہیں آپ نے کاغذات کہاں رکھے ہوئے ہیں۔ میں تو تین دن سے انتظار کر رہی ہوں۔ جی۔

جناب سپیکر۔ اچھا تو یہ آپ کی GRIEVENCE ہے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق۔ جی ہاں میرا شکوہ ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر صاحب مجھے ایک بہت ضروری پوائنٹ پر بولنے کی اجازت دیں۔ میں بہت اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی میں آپ کو صرف پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دے سکتا ہوں۔ لیکن جو بات Relevan ہوگی۔ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہوگا۔ میں آپ کو اجازت دوں گا۔ جی آپ فرمائیے۔

جناب فضل حسین راہی۔ میرا سب سے پہلا آپ کی ذات پر یہ OBJECTION ہے سر۔

جناب سپیکر۔ جی آپ تشریف رکھیں۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ راہی صاحب آپ خاموش ہو جائیں۔ میں باقیوں کو بیٹھنے کے لیے کہہ رہا ہوں۔ آپ یونہی . . . . آپ تشریف رکھیں۔ ایک وقت میں ایک ہی آدمی بول سکتا ہے۔

ایک معزز ممبر۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر۔ جی آپ تشریف رکھیں فضل حسین راہی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا

چاہتے ہیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ اور اب میں فضل حسین راہی صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر
پر بولنے کے لیے کہہ رہا ہوں ۔

جناب فضل حسین راہی ۔ مجھے سر ایک چھوٹی سی بات کہنی ہے ۔

جناب سپیکر ۔ اس پر آپ کی Personal explanation ہے تو آپ کریں یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے تو کریں ۔

جناب فضل حسین راہی ۔ سر آپ پوائنٹ آف آرڈر ہی سمجھ لیں ۔ یہ بڑا اہم معاملہ ہے اور اس معاملے پر میں نے اپنا نقطہ نظر ابھی تک اس ہاؤس میں بیان نہیں کیا ۔ اور میرا یہ استحقاق بنتا ہے کہ میں اس مسئلے پر اپنا نقطہ نظر اس کی اہمیت کے پیش نظر ایوان میں واضح کر سکوں ۔

جناب سپیکر ۔ آپ اپنا نکتہ نظر اس وقت واضح کیجیے جس وقت آپ بجٹ پر بولنا شروع کریں ۔ اس سے پہلے عام حالات میں آپ کو اپنا نکتہ نظر واضح کرنے کی ہر وقت کیسے اجازت دے سکتا ہوں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

Take your seat, please

سردار عاشق حسین ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر ۔

جناب سپیکر ۔ جی فرمایئے ۔

سردار عاشق حسین ۔ جناب سپیکر اب جبکہ پانی کے مسئلے پر ایک بات ہو چکی ہے اور ایک کمیٹی تشکیل دی جا چکی ہے ۔ یا دی جا رہی ہے ۔ تو میں میاں صاحب سے آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ وہ ایوان میں دوبارہ تشریف لے آئیں ۔ شکریہ ۔

جناب محمد ارشد خان لودھی ۔ سر میں ایک گذارش کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ جی آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں ۔

جناب محمد ارشد خان لودھی ۔ ایک مسئلہ ہے سر جس پر میں بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر - آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کیجئے -

جناب محمد ارشد خان لودھی - سر ہاؤس میں Resolution کی بات ہوئی ہے ......

جناب سپیکر - اس پر خان صاحب ایک فیصلہ ہو چکا ہے -

جناب محمد ارشد خان لودھی - نہیں سر فیصلے میں میں ردوبدل نہیں کرتا - سر یہ صوبائی مسئلہ ہے اور تمام صوبہ اس موقف پر ڈٹا ہوا ہے کہ چشمہ کنال لنک کھلنی چاہیئے -

جناب سپیکر - خان صاحب اس پر اب میں آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دیتا - Please take your seat ! اب آپ سپیکر کو Resolution Committee نے سیلے میں اختیار دیتے ہیں کہ وہ کمیٹی تشکیل دے دے - (جی ہاں) تو میں کمیٹی کو تشکیل دیکر اس کا اعلان کر دوں گا - اب میں دعوت دیتا ہوں حاجی جندوڈا خان صاحب کو کہ وہ اظہار خیال فرمائیں -

حاجی جندوڈا خان ، ملتان - جناب سپیکر میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا - خدا کا شکر ہے کہ ۸ سال کی مدت کے بعد یہ منتخب نمائندہ حکومت ۸۶ - ۱۹۸۵ء کے بجٹ پر بحث کر رہی ہے - انتخابات ہونے کے بعد مارشل لا رہنے کا جواز ہی نہیں رہ جاتا - ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ مارشل لا اٹھانے کی جلد از جلد تاریخ مقرر کریں -

جناب والا - ہمارے علاقہ میں زیر زمین پانی کڑوا ہے لوگ پینے کا پانی اور فصل کپاس کی کاشت کے لئے سخت پریشان ہیں - براہ کرم پانی کا جلد از جلد انتظام فرمایا جائے - بلکہ لوگوں کو پیاس اور کاشت کی مشکل سے بھی نجات دلائی جائے - جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی ۷۰ % آبادی کے حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے -

محترمہ شاہین منور احمد - پوائنٹ آف آرڈر سر

جناب سپیکر - جی فرمایئے -

BEGUM SHAHEEN MANAWWAR: Sir, with your permission, I would like to speak in English, I want to draw

your kind attention to the fact that the honourable member is reading his speech. According to rules, he can do so only with your permission.

MR. SPEAKER: Please read out the relevant rule.

BEGUM SHAHEEN MUNAWWAR: Rule 175 of the Rules of Procedure lays down-

"Except with the permission of the Speaker a member may not read his speech but may refresh his memory by reference to his notes."

جناب سپیکر - حاجی صاحب آپ تقریر پڑھ رہے ہیں یا نوٹس پڑھ رہے ہیں ۔

حاجی چندو ڈا خان - جناب والا - میں تقریر پڑھ نہیں رہا بلکہ نوٹس سے استفادہ حاصل کر رہا ہوں ۔

جناب سپیکر : نوٹس سے استفادہ حاصل کرنے کی اجازت ہے۔ آپ نوٹس دیکھ سکتے ہیں۔ جی حاجی صاحب فرمائیے!

حاجی چندوڈا خان۔ جناب والا! پنجاب کی ۰۰ فی صد آبادی کو پامال کیا جا رہا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ نیا ٹیکس نہیں لگایا جا رہا۔ لیکن بجلی ، تیل ، ڈیزل وغیرہ کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ باقی بجٹ کے متعلق میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ پولیس کی مد میں پندرہ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ کیا پولیس پٹرول اپنی گرہ سے خرچ کرے گی یا عوام کی گرہ سے خرچ کرے گی؟

باقی میں تجویز کرتا ہوں کہ Anti Corruption کا کوئی کیس جس کسی ممبر کے حلقہ میں بنے اس حلقہ کے ایم این اے یا ایم پی اے کو اس میں شامل کیا جائے۔ میں یہی کچھ کہنا تھا میں نے ۔

جناب سپیکر۔ پیرزادہ جان۔

جناب پیرزادہ جان۔ جناب سپیکر! پیشتر اس کے کہ میں بجٹ پر کچھ اظہار خیال کروں رسماً اور رواجاً میرا فرض بنتا ہے کہ اتنا اچھا اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر اور ایک قلیل عرصہ میں اتنا عوامی بجٹ پیش کرنے پر۔

(قطع کلامی)

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب جھک کر گئے ہیں اور جب ایوان میں آتے ہیں جھک کر آتے ہیں۔ اسلام میں اللہ کے سوائے کسی کو سر جھکانا جائز نہیں۔ میں نے اس اسمبلی میں جناب بھنڈر صاحب سے گزارش کی تھی کہ یہ انگریزوں کی روایت ہے۔ اب آنے والا "اسلام علیکم" کہہ سکتا ہے یا آپ کو اشارہ کر دے۔ میرے خیال میں آپ بھی پسند نہیں فرمائیں گے کہ آپ کے آگے کوئی سر جھکائے۔ اس لئے میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دیتا ہوں کہ سر نہیں جھکانا نہیں چاہیئے یہ رواج ہم نے ۱۹۶۲ء میں ختم کر دیا تھا۔

جناب سپیکر: اس اسمبلی کی کچھ روایات ہیں جن کو ختم کرتے وقت ہمیں بردباری اور تحمل سے کام لینا چاہیئے۔ میری ذات کی بات نہیں ہے۔ یہاں اگر کسی بات کو honour کیا جاتا ہے۔ تو وہ منظور وٹو کی ذات کو نہیں بلکہ اس چیز کو honour کیا جاتا ہے۔ میں نے اس مسئلے پر یہی کہنا ہے کہ ہم اس ہاؤس کی قدیم روایات پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس کریں اس مسئلہ پر ہمیں ذرا تامل کرنا چاہیئے۔ بردباری اور حوصلے سے examine کرکے بیشک آپ اس کو ختم کر دیں مجھے ذاتی طور پر کوئی اعتراض نہیں لیکن اس پر تحمل اور حوصلے سے غور و خوض کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ تجویز کرنا چاہوں گا کہ جو صاحبان پوائنٹ آف آرڈر کی آڑ میں، اپنا نکتہ نظر ایک ہی نشست میں بیس مرتبہ بیان کرنا چاہتے ہوں۔ ان کی تقریر کا وقت اس انداز سے curtail ہو جائے گا۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق : اس کرسی سے بھی ایک شخصیت کی تصویر ہماری بیک سائیڈ پر لگی ہوئی ہے۔ جب سے میں آئی ہوں مسلسل یہی سوچ رہی ہوں کہ اس تصویر کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں۔ آپ کی مہربانی ہوگی اگر آپ اس تصویر کو یہاں سے اتروا کر ایسی جگہ پر لگائیں جہاں ہم ان کا احترام کریں اور ہماری نگاہ کے سامنے یہ عظیم شخصیت رہے۔

سردار محمد عارف : آج رانا صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ سجدہ کرنا صرف خدا کو جائز ہے باقی کو جائز نہیں ۔ لیکن رانا صاحب شائد بات کر کے بھول جاتے ہیں کہ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ جانے سے پہلے سپیکر سے اجازت لی جائے اور آنے کے بعد پھر سلام کیا جائے۔ ہم نے تو ان کے کہنے پر عمل کیا تھا۔

جناب سپیکر : تشریف رکھیں سردار صاحب !

ملک محمد عباس کھوکھر ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر : جی فرمایئے !

ملک محمد عباس کھوکھر : سر گذارش ہے کہ جس دن سے اسمبلی کی کارروائی شروع ہے اس روایت کے مطابق لوگ اندر آرہے ہیں اور باہر جا رہے ہیں۔ میں قبلہ رانا صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پارلیمنٹری سیکرٹری کے لئے انہوں نے خاص طور پر پوائنٹ آؤٹ کیوں کیا ہے۔ پارلیمنٹری سیکرٹریوں کے خلاف ان کو کیا عناد ہے ؟

جناب سپیکر : میں یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جو صاحبان بلا وجہ اس بات پر مصر ہیں کہ انہوں نے اس ایوان کا وقت ضائع کرنا ہے۔ ہاؤس کا discipline قائم رکھنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ان کے لئے مجھے اپنے مزاج اور اپنی خواہش کے برخلاف اپنے اختیارات کو استعمال کرنا ہوگا۔

جناب سپیکر ۔ مسٹر پیٹر جان ۔

جناب پیٹر جان: اس بجٹ میں سب سے زیادہ توجہ تعلیم کے شعبہ پر دی گئی ہے۔ میں اس معزز ایوان کی توجہ اس امر کی جانب دلانا چاہتا ہوں کہ ہم سے پہلے ایک منتخب حکومت نے بلا سوچے سمجھے اور بغیر کسی منصوبے کے پرائیویٹ سکول جو بہت اچھا result ظاہر کر رہے تھے۔ جن کی کارکردگی قابل ستائش تھی، ان کو نیشنلائز کر دیا۔ اور ان کے نیشنلائز ہونے پر نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ مجھ سے قبل آنے والے معززین نے برملا اس امر کا اظہار کیا ہے کہ آج تعلیمی نتیجہ صفر بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ تو میں آپ حضرات کے توسط سے یہ بات اوس کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ نیشنلائز ہونے سے پہلے پرائیویٹ سکولوں کی کارکردگی اس لئے بھی بہتر تھی کہ اس کی انتظامیہ کو اپنا نتیجہ عوام کے سامنے رکھنا پڑتا تھا۔ ان کو اس چیز کا احساس تھا کہ انہیں عوام کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اور جب تک وہ اچھی کارکردگی نہیں دکھائیں گے ان کے سکولوں میں لوگوں کو داخلہ حاصل کرنے کا کوئی charm نہیں رہے گا۔ جب سے یہ پرائیویٹ ادارے nationalise ہوئے ہیں سکولوں کی تعلیم کی حالت پست سے پست ہوتی چلی گئی ہے۔ میں اس ایوان کے سامنے آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ nationalised پرائیویٹ اداروں کو واپس کر دیا جائے اور خصوصی طور پر مسیحی تعلیمی اداروں کو واپس کر دیا جائے کیونکہ سندھ اور پنجاب ہی میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو nationalise کیا گیا تھا۔ اس وقت سرحد اور بلوچستان میں مولانا مفتی محمود صاحب جو کہ برسر اقتدار تھے انہوں نے اس پالیسی کو نہیں اپنایا تھا۔ کیونکہ آج بھی اخبارات میں ان کے بیان ہیں۔ ان کا یہ بیان تھا کہ جو لوگ پرائیویٹ ادارے چلا رہے ہیں ان کا بوجھ ہم اپنے اوپر کیوں لیں۔ ہم اس بوجھ سے نئے تعلیمی ادارے اپنے صوبوں میں قائم کریں گے تاکہ تعلیم کا معیار بلند ہو سکے۔ اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ ہم خواہ مخواہ غیر ترقیاتی مصارف بڑھا چکے ہیں۔ اب اساتذہ کی تنخواہیں بہت زیادہ ہو گئی ہیں۔ مگر اس کے عوض وہ ہمیں اتنا اچھا result نہیں دے سکے تو میں تجویز کروں گا کہ جتنے بھی پرائیویٹ ادارے nationaliser

کئے گئے ہیں ان کو nationalise کیا جائے۔ کیونکہ یہ فیصلہ جنرل ضیاء صاحب کی کابینہ میں ہو چکا ہے کہ جتنے بھی پرائیویٹ ادارے مالکان واپس لینا چاہتے ہیں وہ لے لیں اس پر سندھ حکومت نے عمل کیا ہے اور انہوں نے اپنے بہت سے پرائیویٹ تعلیمی ادارے نجی مالکان کو واپس کئے ہیں۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ میں اقلیت سے تعلق رکھتا ہوں اور اقلیت کا اس ملک کی تشکیل میں ایک خاص کردار ہے۔ میں آج اس ہاؤس کے سامنے یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ قیام پاکستان کے وقت ہمارے جتنے بھی ممبر تھے اس وقت ایم ایل اے Members Punjab Legislative Assembly تھے۔ انہوں نے قائد اعظم کی اس یقین دہانی پر کہ اقلیتیں اس قوم کی اس ملک کی مقدس امانت ہوں گی۔ عمل کرتے ہوئے اپنا ووٹ پاکستان کے حق میں دیا تھا کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ اسلام میں حقوق العباد اور حقوق اللہ کا تعین ہے جس کی پاسداری کی جاتی ہے اور اسلام میں رواداری ہے۔ جناب محترم اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ اس معزز ایوان کے سب سے پہلے سپیکر دیوان بہادر ایس پی سنگھ تھے اس ہاؤس کو یہ اعزاز حاصل رہا ہے کہ یہاں پر چوہدری چندو لال ڈپٹی سپیکر رہے ہیں اور اس ایوان کو بھی یہ شرف حاصل رہا ہے کہ یہاں پر جوشوہ فضل دین صاحب لاء منسٹر رہے ہیں اور میں اس بات پر فخر محسوس کرتا ہوں لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے لئے وہ سلوک روا نہیں رکھا جاتا جیسا کہ کل لالہ بے لال جی اس ایوان کے سامنے معروضات پیش کر رہے تھے کہ ہمارے لئے حلقہ نیابت نیشنل اسمبلی کے لئے تو پورا پاکستان رکھا جاتا ہے اور پنجاب کے لئے پورا پنجاب رکھا جاتا ہے۔ جناب والا یہ ایک سراسر زیادتی ہے۔ جہاں تک لوکل باڈیز کا تعلق ہے۔ لوکل باڈیز میں بھی پورا حلقہ نیابت اقلیتوں کے لئے رکھا جاتا ہے۔ لیکن جب بجٹ کی تقسیم کا وقت آتا ہے تو ان کو برابر کا حصہ نہیں دیا جاتا۔ میں فیصل آباد کارپوریشن کا کونسلر بھی ہوں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب بھی بجٹ کا معاملہ آتا ہے تو جناب سپیکر اس میں ایک رواداری رکھی جاتی ہے

کہ جو ہمارے مسلم کونسلرز ہیں ان کو تو پورا حصہ دیا جاتا ہے لیکن non-Muslim سیٹوں پر جو حضرات منتخب ہو کر آتے ہیں ان کو پورا حصہ نہیں دیا جاتا تو آپ کی وساطت سے میں وزیر بلدیات سے گذارش کروں گا کہ وہ فی الفور اس چیز کا انتظام کریں کہ پنجاب کے بلدیاتی اداروں میں موجود کونسلرز کو بجٹ کا پورا حصہ دیا جائے کیونکہ انہوں نے بھی اپنے ووٹروں کے کام کروانے ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ایک سب سے اہم مسئلہ مجھے آج آپ کے سامنے پیش کرنا ہے کہ مسیحی کچی آبادیاں قیام پاکستان سے پہلے کی معرض وجود میں ہیں مگر وہ کچی آبادیوں کی definition میں نہیں آتیں تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو بھی کچی آبادیاں declare کیا جائے۔ ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں اور ان کو بنیادی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ جناب سپیکر مسیحی لوگوں کی اکثریت بلدیاتی اداروں سے منسلک ہوتی ہے لیکن مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ بلدیاتی اداروں میں درجہ چہارم کے ملازمین چاہے وہ خاکروب ہوں ماشکی ہوں یا چوکیدار ہوں ان کی ملازمتوں کو مستقل نہیں کیا گیا تو میں یہ گذارش کروں گا کہ پنجاب میں درجہ چہارم کے اقلیتی ملازمتوں کو مستقل کیا جائے تاکہ وہ بھی گریجویٹی اور جی پی فنڈ کی سہولتوں سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آج مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ دیہاتوں سے تعلق رکھنے والی اقلیتوں کا بھی کوٹہ سسٹم ہر شعبہ زندگی میں مقرر کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ رہائشی کالونیاں بڑے بڑے شہروں میں بنائی جائیں تاکہ وہ بھی آرام کے ساتھ رہ سکیں۔ جناب سپیکر چونکہ ہمارا حلقہ پورا پنجاب ہے اس لئے میں آپ کے توسط سے یہ گذارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارا خانقاہ ڈوگراں کے نزدیک ایک مسیحی چک ہے جہاں زیارت مریم کا ہر سال میلہ منعقد ہوتا ہے اور اس میں نہ صرف پاکستان سے بلکہ دوسرے ممالک سے بھی مسیحی لوگ شریک ہوتے ہیں۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ وہاں پر پکی سڑک تعمیر کی جائے اور یہ چک نمبر ۲۶۲

عیلی نگر تحصیل سمندری فیصل آباد میں ہے۔ اس میں تمام اردگرد کے چکوک میں بجلی اور پکی سڑکیں ہیں لیکن اس میں نہ تو بجلی ہے اور نہ اس میں کوئی ڈسپنسری ہے نہ سڑک ہے تو جناب سپیکر اس میں ترجیحی بنیادوں پر کوئی ڈسپنسری اور بجلی دی جائے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا بہت شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ شکریہ!

جناب سپیکر: چوہدری اصغر علی۔

چوہدری اصغر علی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

آج کل پنجاب میں پانی کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ میں نے کل جناب سپیکر کی وساطت سے کوشش کی تھی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب چونکہ وزیر اعلیٰ سندھ اور وزیر اعظم پاکستان سے گفتگو کر کے آئے ہیں بہتر ہوتا کہ وہ پانی کے مسئلے پر ایوان میں بتاتے کہ کونسی بات ہے جس نے پنجاب کو انصاف سے دور رکھا ہوا ہے۔ بہرحال یہ بات سنی ان سنی کر دی گئی یہ ان کے منشور کا معاملہ ہے بہرحال ان کے دوستوں کی رائے ہے کہ اگر انہوں نے کسی حساس مسئلے کو چھپانے کی کوشش کی تو آج کی یہ بات کل شک کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔ آج اخبار میں اس مسئلے پر ایک خبر بھی آئی ہے کہ پنجاب کی کمزور حکومت مرکز سے اپنا حق مانگنے میں ناکام رہی ہے۔ اگر بات واضح طور پر ایوان میں بتا دی جائے تو ایوان بھی پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ اس میں شامل رہے گا۔

بہرحال یہ حکومت پنجاب کا مسئلہ ہے۔ میں گذارش کروں گا کہ اس وقت تک ہمارے سمیت حکومت بھی اس میں شامل ہے اس مسئلہ کو حل کرانے میں ہم کوئی حق ادا نہیں کر سکے۔ ماسوائے پریس کے سب سے زیادہ اگر کسی نے اس مسئلہ کو جگہ دی ہے تو وہ پریس ہے۔ پریس نے اس کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے پورا پورا حق ادا کیا ہے۔ اب یہ مسئلہ Resolution Committee پر چھوڑتے ہیں کہ وہ کس حد تک جانبدار

قرارداد پاس کرتی ہے جس سے مرکز کے ایوانوں میں کچھ احساس پیدا ہو۔

اس کے بعد میں بجٹ کی طرف آتا ہوں۔ صوبہ کا بجٹ کافی اچھا لیکن قطعی غیر اسلامی ہے کتنے دکھ کی بات ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صوبہ پنجاب میں بننے والے بجٹ میں نظریہ اسلام سے کوئی چیز وابستہ نہیں رکھی گئی ہے۔ کاش یہ مسلمانوں کی حکومت کبھی اسلامی حکومت بن سکتی۔ بہرحال اب بھی اس بجٹ میں ایسی گنجائش رکھی گئی ہے ایسی رقوم رکھی گئی ہیں کہ کلچر اور ثقافت کے نام پر عورتوں کی نمائش کی جائے گی۔ چونکہ وقت کم ہے۔ چھوٹے چھوٹے کافی مسائل ہیں جن کو میں بیان کرتے آگے چلتا جاؤں گا۔

جناب والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ زراعت پورے پاکستان کو feed کرتا ہے۔ پاکستان میں اگر زراعت پسماندہ ہو گئی تو یہ ملک پسماندہ ہو جائے گا۔ اگر زراعت نے ترقی کی تو یہ ملک بھی ترقی یافتہ ہو جائے گا۔ شہروں میں یہ کشادہ سڑکیں۔ یہ بڑے چوڑے لان۔ یہ چمکتے دمکتے چہرے۔ یہ پرشکوہ عمارتیں میرے خیال میں ان سب کا خالق زراعت ہے۔ اگر ہم نے اپنے خالق کو بھلا دیا تو یہ بات یقینی ہے کہ ہم پستی کی طرف لوٹ جائیں گے۔ اور کبھی آگے نہ بڑھ سکیں گے۔

جناب محمد افضل چن : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ہر چیز کا خالق صرف اللہ تعالےٰ ہے۔ زراعت اور ہر چیز کا خالق اللہ ہے۔ آپ کے پاکستان میں مارشل لاء بھی آ چکا ہے۔ دس سال آپ دیکھ چکے ہیں۔ سوشلزم بھی یہاں آیا ...... جہاں اسلامی بات کی جائے گی میں اس پر ضرور بولوں گا۔

جناب سپیکر۔ اب پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں کر سکتے۔

جناب محمد افضل چن : جناب والا میں اس کے متعلق ضرور عرض کروں گا۔

قطع کلامی

جناب سپیکر: آپ ذرا خاموش ہو جائیں اور اس بات کا خیال کیجئے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر اگر آپ بولنا چاہتے ہیں تو آپ کو سپیکر سے پہلے اجازت لینا ہوگی۔ اجازت کے بعد آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر سکتے ہیں۔ اور جب سپیکر آپ کو کسی معاملہ میں بات روکنے کیلیے کہے تو آپ کو رک جانا چاہیئے۔ ایسے نہیں کہ آپ گاڑی چلا دیں۔ مسئلہ صرف ایک لفظ خالق کا ہے تو لفظوں کے ہیر پھیر ہیں۔

جناب محمد افضل چن۔ جناب مجھے بولنے دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ لیکن آپ ایسے کیوں بولیں گے۔ جی چوہدری صاحب

مولانا منظور احمد چنیوٹی: اگر یہ خالق مجازی کا لفظ استعمال کر لیتے تو گنجائش تھی۔ خالق حقیقی اللہ تعالےٰ ہیں۔ خالق کا لفظ صحیح نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب آپ اس میں تھوڑی سی تبدیلی کر لیں۔

چوہدری اصغر علی: مفتی صاحبان جو بھی فتوی دیں گے میں اسے قبول کروں گا۔ تنگ نظری سے نہیں بلکہ لفظ خالق کی معنوی حیثیت میں دیکھنا چاہئے کہ اس کے پیچھے اس کی پشت پناہی پر کونسی چیز ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔ جو حضور فرماتے ہیں میں اسے مانتا ہوں اور بہتر سمجھتا ہوں۔

زراعت کے معاملے میں صرف اتنا کہہ کر زراعت کی حد تک ختم کرتا ہوں۔ موجودہ حکومت میں ۱۹۶۵ء کی قیمتیں واپس دلا دے جو ۱۹۶۵ء کی قیمتیں [illegible] کے لحاظ سے حکومت پنجاب کو کسان مہیا کرتی تھی۔ مثلاً چاول گنا کپاس اور اس قسم کی چیزیں جس سے کسان دینا تھا وہی قیمتیں دے دی جائیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ بشرطیکہ ۱۹۶۵ء میں جو چیزیں حکومت کسان کو دیتی تھی وہی چیزیں حکومت انہیں ریٹس پر کسان کو مہیا کر دیں۔ مثلاً ٹریکٹر۔ تیل اور کھاد وغیرہ۔

اس کے بعد میں اپنے ضلع کے مسائل کی طرف آتا ہوں۔ میرے ضلع میں اس وقت سب

سے زیادہ اہم اور نازک مسئلہ پانی کا ہے۔ میرے ضلع کو بلکہ کئی اضلاع کو تھل کینال کا لا باغ سے نکلتی ہوئی سیراب کرتی ہے۔ بڑی بدقسمتی ہے میں یہ ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں کہ پورے پاکستان میں سندھ ہو پنجاب ہو بلوچستان ہو یا سرحد ہو اگر پورے پاکستان میں سب سے کم پانی کسی کو ریکارڈ کے طور پر دیا گیا ہے۔ تو وہ تھل کینال ہے۔ اگر متعلقہ اشخاص میری ان باتوں کو نوٹ فرمائیں۔ تو بہت بہتر ہوگا۔ پاکستان میں سب سے کم پانی اگر کسی نہر کو دیا گیا ہے تو وہ تھل کینال ہے۔ جبکہ تھل کا علاقہ نہایت ریتلا اور صحرا کی حیثیت رکھتا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ دوسرے علاقوں سے اسے پانی کا ریشو زیادہ دیا جاتا۔ لیکن یہ retio اتنا کم ہے کہ جیسے کسی مرنے والے کے منہ میں پانی کی بوند ٹپکا دی جائے اور اسے پانی کا احساس ہوگا کہ وہ زندگی کیلئے اپنی طلب بڑھا دے۔ یہی وہاں پر کسانوں اور زمینداروں کا حال ہے۔ نہر پندرہ اور بیس دن تک بند رہتی ہے۔ سات اور دس دن کے لئے چلتی ہے۔ یہ ایک ماہ کا پروگرام بنا ہوا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب کو اور اس سے متعلقہ محکموں کو گذارش کروں گا کہ اس سے پہلے کہ کسان اپنے حق کے لئے آبیانہ کی ترسیل بند کر دیں۔ کسی Official/Officer کو اس علاقہ میں داخل ہونے سے منع کر دیں آپ کو چاہئے ہمارے جائز مطالبات کو پورا کریں۔ تاکہ لوگ سکون اور سکھ کی زندگی بسر کر سکیں۔

اس کے بعد اپنے ضلع کے متعلق ایک گذارش اور کروں گا۔ پورے ضلع میں اشتمال کے دوران ایک بھی دیہی راستہ نہیں رکھا گیا۔ میں آپ کی وساطت سے اس متعلقہ وزارت سے گذارش کروں گا کہ اتنے بڑے ضلع میں ایک بھی راستہ اشتمال کے دوران نہیں رکھا گیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ان افسران کو سزا دی جاتی کہ جن افسران نے اتنی بڑی کوتاہی کی ہے کہ پورے ضلع میں اشتمال کے دوران ایک بھی راستہ نہیں رکھا۔ لیکن اب میں گذارش کرتا ہوں کہ اس پر بڑے ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے اور اس ضلع کے تمام راستوں کا تعین

کیا جائے ۔ تاکہ جو بہت بڑے مقدمات میں اور راستوں کے جھگڑوں میں ملوث ہیں ۔ ان کو نجات مل جائے ۔ اگر ان کو نجات مل جاتے اگر یہ کام کر دیا جائے تو ضلع کی بہت بڑی آبادی ذہنی کوفتوں سے محفوظ ہو جائے گی ۔

بجٹ کے معاملہ میں ایک بات یاد آگئی ہے کہ اس بجٹ کو بناتے وقت میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ پاکستان کی سب سے پسماندہ ڈویژن اور نئی ڈویژن ڈیرہ غازی خان کو بالکل پس پشت رکھا گیا ہے چاہئے تو یہ تھا کہ چونکہ وہ ڈویژن بالکل نئی تھی اور نئی ہونے کے علاوہ بڑی پسماندہ تھی اس کو زیادہ مراعات دی جائیں ۔ لیکن افسوس ایک انچ سڑک بھی نئے پروگرام میں ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے لئے نہیں دی گئی ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر : چودھری خادم حسین صاحب

چودھری خادم حسین :

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

جناب سپیکر اور معزز اراکین ، السلام علیکم ۔ بجٹ پر بھی اور دوسرے مسائل پر بھی بہت باتیں ہوئی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملکی ترقی دو قسم کی ہوتی ہے ۔ ایک معاشی اور دوسری سماجی ۔ پچھلے چند سالوں میں ہم نے معاشی حالت میں کافی ترقی کی ہے اور جس سے فی کس آمدنی چار سو ڈالر یا چھ ہزار روپے سالانہ تک پہنچ چکی ہے ۔ اور ملک میں بہت ترقی ہوتی ہوئی نظر آتی ہے ۔ مثال کے طور پر دیہات میں اگر دیکھیں تو ٹریکٹر چل رہے ہیں ، مشینیں اور ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں ۔ لیکن اگر اس کو تنقیدی نظر سے دیکھا جائے تو سماجی نکتہ نظر سے اتنی ترقی نہیں ہوئی ۔ ایک عام دیہاتی کے سماجی شعبے میں کوئی نمایاں فرق نظر نہیں آرہا ۔ مثال کے طور پر بے شمار سکول کھولے جا چکے ہیں ۔ لیکن خواندگی کی شرح فی کس زیادہ ہونے کی بجائے کم ہو رہی ہے ۔ "Economic Survey of Pakistan" دیکھیں ۔ تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خواندگی کی بجائے بڑھنے کے کم ہو رہی

ہے۔ اس کی ایک وجہ ہماری آبادی بڑھ رہی ہے۔ دوسری وجہ ناقص نظام تعلیم ہے۔ مثال کے طور پر سکول کھولے جا رہے ہیں۔ سکولوں میں ہم ترقی یافتہ ممالک کی سطح پر نقل کر رہے ہیں۔ لیکن ہم یہ نہیں سوچ رہے کہ ہمارے حالات کیا ہیں؟ وہاں پورا عملہ نہیں دیا جاتا۔ وہاں سکول بلڈنگ نہیں دی جاتی۔ اور آگے وہ "پیچھے چوڑوالی بات ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر، میں آپ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ میری تقریر میں اگر پنجابی کا کوئی فقرہ یا لفظ استعمال ہو جائے تو اس کی اجازت دیجئے جناب والا۔ گاؤں میں روشنی تو پہنچ رہی ہے۔ لیکن وہ معاشی ترقی میں زیادہ مددگار ثابت نہیں ہو رہی۔ بجلی کو گاؤں گاؤں پہنچایا جا رہا ہے۔ یہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ ہم نے اتنے دیہاتوں میں بجلی دی۔ اگر صرف پول کھڑے کر دینے اور تاریں لگا دینے سے سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان دیہات میں بجلی پہنچا دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری بھول ہے۔ یہ پالیسی غلط ہے اور اس کو ٹھیک کرنا چاہیئے۔ تین تین سال سے کھمبے اور تاریں لگی ہوئی ہیں، لیکن وہاں بجلی نہیں پہنچی۔ اگر یہی رقم زراعت کو ٹیوب ویلوں کے لئے دی جاتی جو ہماری معیشت اور ریڑھ کی ہڈی ہے، وہاں اس کا انتظام کر دیا جاتا تو میرا خیال ہے کہ ہمارے ملک یا صوبے کے لئے مفید ہو سکتا تھا۔ اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ بجلی کے ناقص نظام کو ٹھیک کیا جائے بجائے اس کے کہ آگے والے گاؤں کو بجلی مہیا کرتے جائیں۔ لیکن وہ لوگ جو بجلی کی زد میں آئے ہوئے ہیں اور سینکڑوں جانیں تلف ہو چکی ہیں پہلے ۔ [illegible] کرنی چاہیئے دیواروں کے ساتھ کلیاں ٹھونک کر بجلی دی گئی ہے پہلے اس طریقہ کار کو بہتر کرنا چاہیئے اور بعد میں مزید گاؤں کو بجلی دی جانی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجلی سے گاؤں میں چھوٹی چھوٹی صنعتیں لگائی جائیں تاکہ فی کس آمدنی زیادہ سے زیادہ ہو سکے اور عام دیہاتی کی حالت سدھر سکے۔ اب ایک بات زراعت کے متعلق عرض ہے بڑے بڑے تجربہ کار حضرات یہاں بیٹھے ہیں۔ انہوں نے بڑی بڑی باتیں کیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت پاکستان میں زیر کاشت رقبہ ساڑھے چھ کروڑ ایکڑ

ہے۔ نہیں sorry کاشت کار ساڑھے چھ کروڑ ہیں اور مزروعہ رقبہ جس پر کاشت ہوئی ہے وہ پانچ کروڑ ایکڑ ہے۔ لہٰذا ان figures سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک آدمی کے حصے میں فی ایکڑ سے بھی کم رقبہ آتا ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی زندگی کا زیادہ تر حصہ اور وقت بے کار گذرتا ہے۔ لہٰذا دیہاتوں میں چھوٹی چھوٹی صنعتیں لگائی جائیں تاکہ وہ اپنا معیار زندگی بلند کرسکیں۔

ڈاکٹر سردار احمد، پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا' فاضل ممبر نے فرمایا ہے کہ پنجاب میں ساڑھے چھ کروڑ سے زیادہ کاشت کار ہیں۔ میں ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کردینا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی آبادی ۵۳۰۰۳۰ ملین ہے۔ پانچ کروڑ تیس لاکھ تیس ہزار بنتی ہے۔

چودھری خادم حسین: میں نے کہا ہے کہ ساڑھے چھ کروڑ کاشتکار ملک میں ہیں۔ ملک پاکستان ہے۔ ملک صوبہ نہیں ہے۔ میں اپنے فاضل ممبر کی وضاحت کے لئے یہ عرض کردینا چاہتا ہوں کہ میں نے . . . .

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے۔ اب آگے چلیئے۔

چودھری خادم حسین: میں نے آپ کو ("Economic Survey of Pakistan") کا حوالہ دیا ہے، میں نے " اکنامک سروے آف پنجاب" کا حوالہ نہیں دیا۔ میرا خیال ہے' اس وقت آپ سوئے ہوئے تھے۔

جناب سپیکر: آپ بات جاری رکھئے۔

چودھری خادم حسین: پانی کا مسئلہ تو پہلے بہت discuss ہوچکا ہے۔ اس کے لئے میں نے ایک شعر کہہ دیا تھا۔ ہم سینٹرل گورنمنٹ کو اس ہاؤس کی طرف سے' پنجاب کے غیور عوام کی طرف سے یہ کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر کراچی میں لوڈ شیڈنگ پر ہنگامہ ہو سکتے ہیں تو پنجاب اس لئے خاموش ہے کہ اس نے بڑے بھائی کا کردار ادا کرنا ہے۔ ہم اس لئے خاموش ہیں کہ Law and Order کو ہم نے ملحوظ خاطر رکھنا ہے۔ اس کے لئے

یہ شعر کافی ہے۔

ہم خاموش ہیں کہ برہم نہ ہو عالم کا نظام
تم سمجھتے ہو آتی نہیں فریاد ہمیں

میرا خیال ہے کہ اس شعر کے بعد باقی پہ بولنے کی مزید ضرورت نہیں۔ اب صحت کا مسئلہ آجاتا ہے۔ جناب، پچھلے پانچ سالوں میں ۸۰-۱۹۷۹ء، ۸۱-۱۹۸۰ء، ۸۲-۱۹۸۱ء، ۸۳-۱۹۸۲ء اور ۸۴-۱۹۸۳ء ان پانچ سالوں میں جو ڈاکٹر پاس ہوئے ہیں ان کی کل تعداد ۵۸۹۰ ہے۔ لیکن قیام پاکستان کے دن سے لے کر آج تک اٹھارہ سو ڈاکٹر دیہاتوں میں کام کر رہے ہیں۔ جب ان پانچ سالوں میں چھ ہزار کے قریب ڈاکٹر پاس ہو کر گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہم دیہاتوں کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے صحت کے لئے سہولتیں فراہم نہیں کریں گے۔ یعنی جب تک گاؤں میں ۷۰ فیصد ڈاکٹر تعینات نہ ہوں گے اس وقت تک ہمیں صحت کی صحیح سہولتیں فراہم نہیں ہوں گی صرف ــــــــ سے وہ سہولتیں فراہم نہیں ہوں گی ــــــــ خالی پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں ڈاکٹر نہیں ہیں۔ اس لئے آپ کوئی ایسی پالیسی وضع کریں جس کے تحت گاؤں کی سطح پر کام کرنے والے ڈاکٹروں کے لئے، بڑے شہروں میں تعینات ڈاکٹروں کی خصوصی سہولتیں میسر ہوں، ان کے لئے بھی disturbance الاؤنس اور ان کے بچوں کو گورنمنٹ کی سہولت پر اعلیٰ سکولوں میں داخل کرانے کی جب تک مراعات نہیں ہونگی اس وقت تک گاؤں میں ڈاکٹر جانے کو تیار نہیں ہوں گے یا بصورت دیگر میری یہ تجویز ہے کہ آپ ڈاکٹر اسی نسبت سے کالجوں میں رکھیں کہ اس میں دیہاتی اور شہری آبادی کے تناسب کو مدنظر رکھا جائے۔ اگر دیہاتی ڈاکٹر زیادہ ہوں گے، تو وہ اپنے اپنے دیہات میں کام کرنے کو ترجیح دیں گے۔ میں یہ بھی آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ اس کو بھی درست کیا جائے، کچھ دن ہوئے، محکمہ صحت نے ایک آرڈر جاری کیا تھا۔ جب چیئرمین پلاننگ

اینڈ ڈویلپمنٹ وہاں گئے تھے۔ انہیں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں بھی اور وزراٗ حضرات کی خدمت میں بھی پیش کیا تھا کہ ایک "جگا ٹیکس" ہسپتالوں میں لگایا گیا ہے جو دس روپے یومیہ بیڈ فیس عام وارڈ میں اور پچاس روپے پرائیویٹ وارڈ میں ہے۔ ایک عام غریب دیہاتی یا غریب شہری کو سرکاری ہسپتال میں اپنے علاج کے لئے یہی سہولت تھی لیکن یہ دس روپے فیس یومیہ فی بیڈ جو مقرر کیا گیا ہے، میں عرض کروں گا کہ اس کو فی الفور واپس لیا جائے۔ میرے سوال کا یہ جواب مجھے ملا کہ ہم سے پہلے یہ گورنمنٹ نے فیصلہ کر دیا تھا۔ جتنے غلط قسم کے فیصلے ہیں، اگر پہلے ہو چکے ہیں تو منتخب نمائندگان کی موجودگی میں ہی ان کو لاگو کرانا چاہیئے تھا۔ اس لئے میں گذارش کروں گا فوراً واپس لیا جائے۔ کچھ ٹائم کی پابندی ہے چونکہ میں خود کہتا ہوں Rules & Regulation کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے تو یہ تقریر نہیں ہو رہی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تقریر کو "جگاتا جا رہا ہے۔ اور میں اپنے خیالات کو "جگل" رہا ہوں۔ یہ اچھے طریقے سے نہیں پیش کر سکوں گا اور نہ ہو رہے ہیں۔ لہٰذا انہی اشارات کے بعد میں اب ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اعجاز احمد چیمہ صاحب!

جناب نذر محمد ڈگل: جناب سپیکر، آپ نے رولنگ فرمائی تھی کہ جو لوگ ضمنی بجٹ میں حصہ نہیں لے سکے سب سے پہلے ان کی باری آئے گی۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ اس کی پابندی نہیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا نام شامل ہے آپ نے ضمنی بجٹ پر بحث میں حصہ نہیں لیا تھا۔ آپ ایسا کریں جو صاحبان ضمنی بجٹ کی بحث میں حصہ نہیں لے سکے وہ مہربانی فرما کر مجھے اپنے ناموں کی چٹیں اس تحریر کے ساتھ بھیج دیں کہ ہم ضمنی بجٹ میں حصہ نہیں لے سکے۔

محترمہ شیلا چارلس: میں نے بھی جناب دو مرتبہ گذارش کی تھی اور لکھ کر بھی دیا تھا۔

جناب سپیکر: لیکن اس کے ساتھ آپ یہ بھی خیال فرمائیے کہ کچھ شرائط ہیں کہ کن حالات اور کس وقت

آپ بولنا چاہتی ہیں۔ یہ میں بتا دوں۔

محترمہ شیلا چارلس : وہ تو میں نے اس کہا تھا۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئل : جناب والا جنہوں نے بجٹ میں حصہ نہیں لیا تھا ان کو کچھ نہ کچھ ترجیح دینی چاہیئے۔ جب پہلے چٹیں مانگی گئی تھیں اس وقت بھی میں نے چٹ دی تھی بلکہ آج ۴ تاریخ کے لئے میں نے اپنے نام کو مخصوص کرانے کی کوشش کی اور آج صبح بھی میں نے جناب کی خدمت میں ایک عرضداشت پیش کی آج چونکہ چار تاریخ ہے اور میں نے نام دیا ہوا ہے مجھے موقع ملنا چاہیئے اور میں نے نام دیا ہوا ہے۔ اور میں ایک بات عرض کروں کہ کچھ صاحبان ایسے ہیں جنہوں نے ضمنی بجٹ میں بھی حصہ لیا اور ان کو ٹائم دیا گیا اور ان کو آج MAIN بجٹ کے لئے بھی ٹائم فراہم کیا گیا میں یہ بات رشک سے کر سکتا ہوں حسد سے نہیں کر سکتا کہ جنکو ضمنی بجٹ میں حصہ لیا اور ان کو دوبارہ ترجیح دے دی گئی اور جن کو آج تک موقع نہیں ملا میں یہ گذارش کروں گا کہ اس بات کو ضرور ملحوظ خاطر رکھا جائے اور جن کو وقت نہیں دیا گیا ان کو بھی وقت دیا جائے۔ میں آپ کا شکر گذار رہوں گا۔

جناب سپیکر : میں آپ کو اظہار خیال کی دعوت دیتا ہوں۔

میجر ریٹائرڈ وکٹر سیموئل : جناب والا میرا نام میجر ریٹائرڈ وکٹر سیموئل ہے اور میں اقلیتی حلقہ پنجاب سے تعلق رکھتا ہوں۔ جناب والا جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے اس معزز ایوان میں ملے جلے جذبات کا اظہار کیا ہے کچھ صاحبان نے بجٹ کے خالقین کو خراج تحسین پیش کیا اور کچھ نے اس سے راہ فرار اختیار کی۔ لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے اس میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کا بہت حصہ ہے اور ہمیں یہ بھولنا نہیں چاہیئے کہ وہ اس سے پیشتر حکومت کے وزیر خزانہ رہے ہیں اور اس منصب کو سنبھالنے سے پیشتر اس منصب تک کوئی خاص توقف نہیں تھا اس لئے میں سمجھتا اور محسوس کرتا ہوں کہ اس بجٹ میں ان کا کافی حصہ ہے۔ ان کی کوشش اور ان کی محنت

کو سراہا نہ جانا بہت بخیلی ہوگی بڑی ناانصافی ہوگی اس لئے میں ان کو ذاتی طور پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑا متوازن بڑا انصاف پر مبنی بجٹ پیش کیا ہے جس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا بلکہ جہاں تک ان کا نعرہ اور دعویٰ رہا ہے کہ وہ دیہی ترقی کے لئے بہت کوشاں ہیں اس بجٹ سے اس کے خدو خال خوب ظاہر ہوتے ہیں میں جس مقصد کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں اس حلقہ نیابت کی طرف ضرور اشارہ کروں گا میرا حلقہ نیابت صادق آباد سے کے اس پار سے لے کر اٹک کے اس پار تک محیط ہے اور یہ حلقہ نیابت ہم پر ٹھونسا گیا اس کی وجوہات کے بارہ میں اپنے شکستہ خیالات کا اظہار کرنے کی جسارت ضرور کروں گا۔ جناب والا ۳۵ سال سے تقریباً ہم اقلیتی لوگوں کو ان ایوانوں سے بالکل کاٹ کر رکھ دیا گیا یہ کتنا افسوس کا مقام ہے کہ لاکھوں انسانوں کو وہاں کی نمائندگی سے جہاں سے حقوق کا اجرا ہوتا ہے جہاں سے بجٹ اور پیسے کا اور اصلاحی کاموں کا اجرا ہوتا ہے جہاں سے بہبود کا دھارا چلتا ہے۔ وہاں سے اقلیتی لوگوں کو لاکھوں کی تعداد میں ۳۵ سال سے محروم رکھا گیا لیکن میں اب صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے جذباتی طور پر محسوس کرتے ہوئے ہمارے ان حقوق کو بحال کرنے کے لئے ایک آرڈیننس پاس کیا جس کے تحت ہماری نمائندگی دوبارہ بحال کی گئی لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ان کی ٹکنیک اور میکانکی کو نہیں سوچا گیا کہ اس سے ہمیں کتنا نقصان پہنچے گا اور ہم کتنا ظلم ہوگا میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کے معزز اراکین کو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے حلقے کتنے مختصر تھے۔ اور اس کے باوجود بھی ان کو کن مشکلات سے گزرنا پڑا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ صوبے کے لئے صوبائی سطح پر اور ملک کے لئے پورے پاکستان کی سطح پر حلقہ دے کر ہمیں ایک پل صراط کو پار کرنے کے لئے مجبور کر دیا گیا کیونکہ اقلیتی لوگ شروع رہا سے ہی یہ باتیں برداشت کرتے آتے ہیں۔ ہمیں برداشت کرنے کی عادت پڑ چکی ہے اور جس نے اس کو برداشت کیا اس لیے کہ ہم یا تیکات کریں ہم نے اس بہت بڑی مشکل میں بہت بڑے ظلم کو برداشت کیا اور ہم ایک سوئی کے ناکے سے نکل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکے ہیں ایک بات فخر سے

عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں طاقت دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم صوبے کی قیادت لے کر آئے ہیں ہم کسی چھوٹے حلقے کی قیادت لے کر نہیں آئے ہیں۔ جناب والا صوبہ پنجاب کے ۲۹ اضلاع ہیں ہمیں صرف ۲۵ دن ملے جن میں ہم کہیں پیدل گئے، کہیں گاڑی پر گئے کہیں کار پر گئے، غرضیکہ جو بھی ذرائع وسائل ہمارے پاس موجود تھے ہم نے ان کو استعمال کیا آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ ہم نے ان ۲۵ دنوں میں کتنا علاقہ گھوما پھرا ہوگا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہماری آبادی جہاں تک صوبے کا تعلق ہے، جگہ جگہ گردہی ہے اور باقی آبادی منتشر ہے اور یہ بات بھی محسوس کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کو ہماری حلقہ بندیاں مقرر کرنے کے لئے مشکلات ضرور پیش آتی ہیں۔ جناب عالی میں نے ذرائع ابلاغ کے ذریعے الیکشن سے پیشتر بھی چند ایک تجاویز پیش کی تھیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ان کی شنوائی نہیں ہوئی آج جبکہ میں اس ایوان میں حاضر ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ کی وساطت اور اس ایوان کی وساطت سے ہمارے اوپر جو ظلم ہوا ہے اس کی آواز اس جگہ پر پہنچے جہاں سے یہ کالے قانون پاس ہوتے۔ میرے استفسار پر چیف الیکشن کمشنر نے بتایا کہ آپ کی نمائندگی کا ایکٹ ایسا بنا ہوا ہے ہم تو اس پر عملدرآمد کریں گے ہم اس کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ بہر کیف پہلے تو میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ کس ایوان سے یہ ایکٹ پاس ہوا ہے کیونکہ ہم تو ۷/۳۵ سال کسی ایوان میں آئے ہی نہیں اور اپنے متعلق جو ایکٹ پاس ہوا ہے اس کے متعلق ہم سے کبھی صلاح نہیں ہوئی۔ کبھی مشورہ نہیں ہوا ہم سے پوچھا نہیں گیا اور ایسا کالا قانون کیسے پاس ہو گیا۔ اقلیتی فرقہ کے اپنے کوئی وسائل نہیں ہیں وہ غریب اور پسماندہ قوم ہے۔ جناب عالی میں گذارش کروں گا کہ میں چونکہ ۳۵ سال سے اس ایوان میں نہیں آیا اگر ایک منٹ پچھلے سالوں کے لئے ملے تو میرے ۳۵ منٹ بنتے ہیں مجھے آج کچھ ضروری باتیں کرنے دیجئے جو میں اپنی قوم کی بھلائی کے لئے کرنا چاہتا ہوں میں ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ میری عرضداشت کو سننے کے لئے مجھے وقت زیادہ دیا جائے۔

جناب عالی حلقہ کی تعیناتی کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ اکثریتی بھائیوں کا حلقہ بنا تو صوبائی سیٹ کے لیے پچاس ساٹھ ہزار ووٹ کی بنیاد پر ایک حلقہ بنا دیا گیا ۔ میں نے ملتان کے الیکشن آفس سے اپنے اندراجات اعداد و شمار نکالے تو وہاں کا اندراج ۴۹ ہزار سے زائد ووٹ کا بنتا تھا ۔ میں نے گزارش کی کہ جناب عالی اگر اکثریت کو پچاس ہزار ووٹ پر حلقہ دیتے ہیں تو جہاں پر بھی اقلیت کے پچاس ہزار ووٹ ختم ہوتے ہیں آپ اس کو رنگ کریں اور ہمیں حلقہ دیں ۔ لیکن یہ بات نہیں ہوئی ہے ۔ آج میں آپ سے آپ کی وساطت اور اس معزز ایوان کے تمام بھائیوں کی وساطت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ کالا قانون فوری طور پر کالعدم قرار دے کر ایک نیا قانون تشکیل دیا جانا چاہیئے جس کے تحت یہ حلقے بنائے جائیں ۔ ہم کوئی بھیک نہیں مانگتے کہ آپ ہمیں دس ہزار ووٹ پر حلقہ دے دیں ۔ لیکن میں یہ ضرور گزارش کروں گا کہ اگر پچاس ہزار ووٹ پر اکثریتی بھائیوں کو حلقہ ملتا ہے ۔ تو ہمیں بھی پچاس ہزار ووٹ پر مبنی حلقہ دیں ۔ چاہے وہ پورے ضلع میں یا پورے ڈویژن میں بنے ۔ لیکن میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح ہمارے حلقے بن سکتے ہیں لیکن بنائے نہیں گئے ۔ اس لئے نہیں بنائے گئے کہ آج تک ہماری آواز اس ایوانوں میں نہیں گونجتی تھی ۔ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ ہمارے کسی ایک صاحب کو پندرہ ہزار ووٹ پر بھی سیٹ ملی ہوئی ہے ۔ اب جبکہ ہمیں جداگانہ انتخاب کا حق دے دیا گیا ہے ۔ تو جناب والا ۔ اس میں ایک بات میں سمجھتا ہوں کہ ہماری آبادیاں منتشر ہیں اور ہمارے لیے تکالیف پیش آ رہی ہیں میں ملتان سے تعلق رکھتا ہوں ۔ آبادیاں منتشر ہونے کے باعث اکثر صادق آباد سے غریب لوگوں کو مجھ تک پہنچنا ہوتا ہے ۔ بہاولنگر کے غریب لوگوں کو مجھ تک پہنچنا پڑتا ہے ۔ میانوالی کے لوگوں کو مجھ تک پہنچنا پڑتا ہے ۔ سرگودھا کے لوگوں کو مجھ تک پہنچنا پڑتا ہے ۔ یہ ہم پر سراسر ظلم ہے ۔ اس لیے میں جناب والا ۔ گزارش کرتا ہوں کہ ہمیں دوہرے ووٹ کا حق دیا جائے کیونکہ ہماری اکثریت نے ۱۹۲۲ میں غیر منقسم ہندوستان میں بھی دوہرے ووٹ کا حق دیا تھا ۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اقلیت اقلیتی نمائندے کو بھی ووٹ دیتی

تھی - اور اکثریتی نمائندے کو بھی ووٹ دیتی تھی - اس سے ہمیں تین فائدے پہنچیں گے - سب سے پہلا فائدہ یہ ہوگا کہ ہم قومی سطح پر اپنے روابط کو قائم رکھ سکیں گے - کیونکہ ہم جب اپنے اکثریتی بھائیوں کو ووٹ دیں گے تو اُن کی ہمدردیاں ہم ضرور جیتیں گے - اور ہمارے قومی روابط بھی قائم رہیں گے - اور دوسری چیز جداگانہ انتخابات سے ہمیں تاثر پہنچا ہے .....

چوہدری لیاقت علی خان - جناب والا - میرا پوائنٹ ہے کہ اسمبلی میں پہلے ہی آدمی بہت کم ہیں اور ملک صاحب سوئے ہوئے ہیں کم از کم جتنے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں وہ تو تقریر سنتے رہیں - (قطع کلامیاں)

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل - جناب والا - یہی ٹائم مجھے دیا جائے تو میں شکرگزار ہوں گا -

جناب سپیکر - میجر صاحب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو رہا ہے -

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل - جناب عالی - دو تین ضروری باتیں کرنی ہیں - آئندہ اجلاس میں آپ سے وقت نہیں مانگوں گا - (قطع کلامیاں)

چوہدری فضل حسین راہی - جناب والا - جیہڑیاں ضروری گلاں سن اوہ پہلے کر لیندے تقریر دے شروع وچ - انہاں نے ہن آخیر تے ضروری گلاں شروع کرنیاں ہین ؟

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل - جناب والا - میں تو شروع سے ہی جو بات کر رہا ہوں وہ ضروری سمجھتا ہوں - جناب اگر ضروری نہ سمجھیں تو میں معذرت چاہتا ہوں -

جناب سپیکر - میجر صاحب آپ ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر لیں -

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل - جناب عالی - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس طرح ایک تو قومی روابط قائم ہوں گے - اور دوسرے ہماری منتشر آبادیاں جہاں پر ان کا اقلیتی نمائندہ نہیں پہنچ سکتا یا وہ اس کے پاس نہیں پہنچ سکتے ان کو فائدہ ہوگا کیونکہ اکثریتی بھائیوں کو ووٹ دے کر اپنے کام اپنی مشکلات اور اپنے مسائل ان سے حل کرا سکیں گے - میں اپنی آبادیاں دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں - ایک تو ہمارے زمیندار لوگ ہیں جن کی چک بندیاں آج سے تقریباً اسی نوے سال پیشتر ہوئی ہیں - اب اتنی نسلیں بڑھ چکی ہیں کہ وہ رقبے جن سے

ان کو ایک ایک مربع ملا تھا تو اب ان کے پاس دو دو کنال زمین رہ گئی ہے۔ یہاں تک کہ ان کے رہائش احاطے بھی تنگ پڑ گئے ہیں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اب تو ان چکوں کے قبرستان بھی تنگ پڑ گئے ہیں۔ لہٰذا میری گزارش ہے کہ جب ملک میں ایسی سکیمیں بن رہی ہیں جیسے کہ چولستان کی سکیم ہے تو اقلیتوں کو بھی جو زمیندار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کی زمینوں کا ان کے رقبوں کا اجراء ان سکیموں میں ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ اقلیتی آبادیاں کافی ہیں جو کہ بستیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اگر ان بستیوں کو میں Slimes ایریا قرار دے دوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نا جائز نہ ہوگا کیونکہ ان کی آبادی بھی بڑھتی ہے۔ آپ یقین کیجیئے۔ میں جب ان لوگوں کی قربت میں گیا ہوں تو میں نے ایک ایک کمرے کے مکان میں دس دس بارہ بارہ افراد رہائش پذیر دیکھے ہیں۔ جہاں پہ دو چار بندوں کی گنجائش ہے وہاں پر دس دس، بارہ بارہ رہ رہے ہیں۔

جناب نسیم احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ میجر صاحب اب فوج میں نہیں ہیں۔ یہ ریٹائر ہو چکے ہیں اس لیئے وقت کا پورا لحاظ رکھا جائے۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل ۔ مہربانی جناب۔ بہت شکریہ۔ کم از کم یہ آج پتا چل گیا ہے کہ وقت کی قدر صرف فوج کو ہے۔ کیونکہ صبح جب اجلاس ساڑھے آٹھ ہونا ہوتا ہے تو اس وقت بھی آپ تشریف نہیں لاتے۔

جناب سپیکر ۔ میجر صاحب۔ بہت شکریہ۔ آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ پھر کبھی اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ کسی معزز رکن نے مجھے وقت کے بارے میں چٹ بھیجی ہے۔ اور تحریر فرمایا ہے کہ انہوں نے ضمنی بجٹ میں بھی نام دیا تھا اور جنرل بجٹ پر بھی نام دیا ہے۔ انہیں ۸۵-۴-۵ کو وقت دیا جائے۔ لیکن اس پر کوئی نام نہیں ہے کہ کس کو وقت دیا جائے۔ یہ آپ نے چٹ بھیجی ہے اب نام کا اعتراض ہوگا۔

مہر محمد سلیم ۔ میں نے معذرت کر لی ہے کہ نام لکھنا بھول گیا۔

جناب سپیکر ۔ جی۔ آپ کا اسم گرامی!

مہر محمد سلیم ۔ جی میرا نام مہر محمد سلیم

جناب سپیکر ۔ محمد صفدر شاکر صاحب۔

جناب محمد صفدر شاکر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب سپیکر۔ میں اپنی تقریر سے پہلے اس بات کی اجازت چاہوں گا۔ کہ میں اپنی نوٹ بک میں لکھے ہوئے hints پڑھ سکوں۔

جناب سپیکر۔ آپ تقریر پڑھنا چاہتے ہیں یا کچھ پوائنٹس لینا چاہتے ہیں؟

مسٹر محمد صفدر شاکر۔ پوائنٹس لکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اگر پوائنٹس پڑھ کر تقریر کرنا چاہتے ہیں تو اجازت ہے۔

مسٹر محمد صفدر شاکر۔ جناب سپیکر۔ بحیثیت مجموعی پنجاب کا نیا مالی سال کا بجٹ طمانیت بخش ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھ ترقیاتی رنگ لئے ہوئے ہے۔ صوبہ پنجاب کے اس سالانہ بجٹ میں ترقیاتی منصوبوں کے لیے ۵ ارب ۶۷ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ حکومت کو ان ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی جانے والی رقم پر کڑی نظر رکھنی چاہیئے تاکہ یہ رقم لوٹ کھسوٹ کی نظر نہ ہو جائے اب میں تعلیم کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔ تعلیم کے شعبہ کے لیے ۴ ارب ۸۸ کروڑ ۳۶ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس سے ہر ضلع میں پرائمری سکول کھولے جائیں گے کچھ پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جائے گا۔ مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا جائے گا۔ اور بعض ہائی سکولوں میں کالجوں کا اجرا ہوگا۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ میرے پنجاب کے دیہاتی علاقوں میں آج بھی ایسے دیہات موجود ہیں کہ جہاں دور دور تک سکول کا کوئی نام نہیں۔ چھوٹے بچوں اور بچیوں کو تعلیم کے حصول کے لیے دس یا پندرہ میل کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ اس کے لیے میری گزارش ہے کہ ہر ضلع میں تعلیمی کوٹہ کی تقسیم منصفانہ ہو تاکہ ہر ممبر کو اس کا پورا حق مل سکے۔ اگلا شعبہ صحت کا ہے۔ صحت کے لیے بجٹ میں ۱ ارب ۹۳ کروڑ ۱۴ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ صحت عامہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں دیہی علاقوں کو نظر انداز کیا گیا ہے اور ان کی طرف کم توجہ دی گئی ہے۔ نوجوان طلباء میڈیکل کالجوں سے فارغ ہو کر دیہات کی بجائے شہروں کا رخ کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمارے دیہات آج بھی سنیاسیوں۔ نیم حکیموں اور عطائیوں کے رحم و کرم پر ہیں۔

میری گزارش ہے کہ دیہات میں اگر کوئی ہسپتال یا دیہی مرکز قائم کرنا ہے تو اس کے ساتھ اس کا پورا عملہ بھی دیا جائے۔ کیونکہ اگر کہیں کوئی دیہی مرکز ہے تو وہ ڈسپنسروں کے رحم و کرم پہ ہے۔ اب پختہ سڑکوں اور بجلی کے متعلق عرض کروں گا۔ حالیہ الیکشن میں جو ممبران منتخب ہو کر آئے ہیں وہ نہ تو کسی پارٹی کی بنیاد پہ آئے ہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی سیاسی نعرہ تھا۔ ان کا ایک اپنا منشور تھا وہ منشور تھا سڑکیں، بجلی، تعلیم صحت عامہ کے مراکز اور پانی کی فراہمی۔

جناب والا۔ موجودہ بجٹ کے لیے ہم نے علاقائی سطح پر کمیٹیاں بنا کر جو تجاویز دی تھیں۔ ان میں سے کسی تجویز کو بجٹ میں نہیں رکھا گیا ہے۔ تو میری جناب صوبائی وزیر اعلیٰ سے گزارش ہے کہ ہماری علاقائی سکیموں کو اس بجٹ میں کچھ نہ کچھ حصہ ضرور دیا جائے۔ تاکہ ہم اپنے حلقہ کے عوام کو بتا سکیں کہ ہم اس اسمبلی میں بے اختیار نہیں با اختیار ہیں۔ زرعی ترقی کے بارے میں عرض کروں گا کہ پنجاب کی معیشت بنیادی طور پہ دیہی معیشت ہے۔ چنانچہ اس مد میں حکومت نے کثیر رقم رکھی ہے۔ پنجاب کا کسان جس کو اپنی محنت کا پورا پھل نہیں ملتا ہے۔ ہر ایک فصل پر اس کو زیادہ اخراجات کرنے پڑتے ہیں۔ لیکن آمدنی کم ہوتی ہے۔ جس کے لیے میری گزارش یہ ہے کہ ہر فصل کی قیمت مقرر کرنے سے پہلے اس کی Cost of Production نکالی جائے اس کے بعد اس کا rate مقرر کیا جائے۔ اور ریٹ میں اتنا 'margin' رکھا جائے کہ وہ کسان آئندہ فصل کاشت کر سکے۔ اور اپنے گھر کا گزارہ بھی کر سکے۔ آخر میں پانی کے مسئلہ کے متعلق عرض کروں گا۔ زرعی ترقی کے لیے پانی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ انسانی صحت کے لیے لیکن بدقسمتی سے نہری پانی کے مسئلہ پہ سب کو بہت پریشانی لاحق ہے۔ اور ہمارے پنجاب کا ہر آدمی ذہنی اذیت کا شکار ہے۔ اس صورت حال سے پنجاب کی ۲۷ لاکھ ایکڑ اراضی بنجر ہونے کا خطرہ ہے پانی کے اس مسئلہ کو مستقل بنیادوں پہ بغیر کسی تاخیر کے حل کیا جائے۔ پنجاب کے عوام کی نظریں آج اسلام آباد اور لاہور کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اگر ہم یہ مسئلہ فوری طور پہ حل نہ کرا سکے تو ہم پنجاب کے ان عوام کو کیا منہ دکھائیں گے جو آج پانی پینے کے لیے

اپنی سوہنی دھرتی اور مویشیوں کے لیے پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں۔ ہمیں پنجاب کے عوام کے حقوق پیارے ہیں، ان کے حقوق کی خاطر ہمیں سیٹوں کی قربانی تو کیا، اپنی جان کی قربانی بھی دینا پڑی تو ہم اس کے لیے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ آخر میں ایک شعر عرض کرتا ہوں۔

خونِ دل دے کے نکھاریں گے رُخِ برگِ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

- شکریہ -

جناب سپیکر۔ شیخ محمد یوسف۔

ملک طیب خان۔ جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر میں نے اپنا نام ضمنی بجٹ پر بولنے کے لیے دیا تھا۔ لیکن افسوس ضمنی بجٹ والا نام بھی پانی کی نذر ہو گیا۔ آج تک اس کا نمبر نہیں آیا۔

جناب سپیکر۔ آپ کی باری آئے گی۔ شیخ محمد یوسف صاحب۔

شیخ محمد یوسف۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے میرا حق دیا اور بجٹ پر بولنے کی اجازت دی سب سے پہلے میں معزز اراکین کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہم سب کا ایک ایک ووٹ تھا لیکن عوام نے ہمیں یہ عزت بخشی اور ہم باعزت اس ایوان میں آئے ہمارا فرض بنتا ہے کہ جن لوگوں نے ہمیں اپنا اعتماد دیا، ہمیں اپنا قیمتی ووٹ دیا ہم جو کچھ بھی کریں۔ مل جل کر ان کے مفادات کے لیے کریں۔ اس کے بعد میں مارشل لا کے متعلق عرض کروں گا کہ مارشل لا جلد ہٹا لینا چاہیے۔ اس کے علاوہ نہری پانی کے متعلق بات ہو چکی ہے۔ پنجاب کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ میں جھنگ کا رہنے والا ہوں جھنگ کی نہروں میں پانی بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگر قومی حکومت نے پنجاب کی طرف غور نہ کیا تو یہ ایسے ہی ہو گا کہ

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطان سے بڑی بھول ہوئی ہے۔

جناب سپیکر ۔ اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ جو محکمہ (Anti Corruption) رشوت ستانی کو ختم کرنے کے لیے بنایا جاتا ہے ۔ اس سے رشوت کبھی ختم نہیں ہو گی ۔ رشوت ختم کرنے کے لیے ہمیں system میں تبدیلی کرنا ہو گی ۔ میں پنجاب حکومت کو اس بات کی مبارکباد دیتا ہوں کہ جس طرح سے انہوں نے اس مرتبہ excise میں سسٹم کی تبدیلی کی ہے ۔ مثلاً انہوں نے سکوٹر اور موٹر سائیکل کے لیے مقرر کر دیا ہے کہ ۴۰۰ روپے دینے کے بعد کوئی مالک سکوٹر یا موٹر سائیکل ایکسائز کے دفتر میں ٹیکس ادا کرنے کے لیے نہیں جائے گا ۔ تو اسی طرح سے کار ٹرک اور بسوں کے لیے بھی سسٹم تبدیل کر کے ریٹ مقرر کر دیا جائے ۔ اس طرح سے رشوت کا خاتمہ ہو سکتا ہے ۔ جہاں تک بجلی کی چارجنگ کا تعلق ہے اگر ہارس پاور پہ charging مقرر کر دی جائے تو اس سے بھی کافی مسائل حل ہو جائیں گے اور ہماری آمدنی میں بے پناہ اضافہ ہو سکتا ہے ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ سرکاری نظام کے تحت چلنے والی صنعتوں میں نقصان کیوں ہوتا ہے ۔ آپ ٹرانسپورٹ کو دیکھیں کہ آج سے ۲۰ سال پہلے جس شخص کی ایک بس تھی آج وہ پچاس بسوں کا مالک ہے ۔ لیکن جی ٹی ایس کو آپ دیکھیں اور اس کے مجموعی نقصانات کا اندازہ لگائیں ۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ Spare Part اور نئی مشینری بک جاتی ہے ۔ اس لیے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس کو ضلع وار lease پہ دے دیا جائے تاکہ حکومت نقصان سے بچ سکے اور فائدے کی طرف گامزن ہو سکے ۔ اس کے بعد میں اپنے ضلع جھنگ کے مسائل کی بابت عرض کروں گا کہ پچھلے دنوں کانسٹیبلز کی بھرتی کے لیے ۱۷ اسیٹیں جھنگ میں نکلیں اس کے لیے تین ہزار آدمیوں نے درخواستیں دیں ۔ تو جس ضلع میں جناب والا اتنی بے روزگاری ہو اور پڑھنے لکھنے کے بعد بھی ان لوگوں کو کوئی روزگار میسر نہ ہو تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان کو روزگار مہیا کیا جائے اس کے لیے میری یہ تجویز ہے کہ Industrial Staling کا قیام ہر ضلع میں بہت ضروری ہے اور اسے پانچ سال کے لیے ٹیکس فری ایریا قرار دیا جائے اس کے علاوہ ہمارے ضلع کے نزدیک ۱۷ میل کے فاصلے پہ سوئی گیس گزر رہی ہے ۔ ہمارا ضلع جھنگ سب سے پرانا ضلع ہے ۔ اس

کی تحصیلیں ڈویژن بن گئے ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے ضلع کو آج تک سوئی گیس مہیا نہیں کی گئی ہے ۔ میں حکومت پنجاب کے توسط سے عرض کروں گا کہ ضلع جھنگ کو اس سال ہی سوئی گیس کے لیے فنڈز مہیا کئے جائیں اور سوئی گیس منظور فرمائی جائے ۔ اس کے علاوہ جھنگ کا کالج ۱۹۲۶ء میں معرض وجود میں آیا تھا ۔ لیکن وہاں تا حال دس کلاسیں سردی اور گرمی میں open air میں باہر بیٹھتی ہیں ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس بجٹ میں ان کے کمروں کی تعمیر کے لیے گنجائش رکھی جائے اور وہاں پر ایم ۔ ایس ۔ سی کلاسز کا اجرا کیا جائے ۔

السلام علیکم ۔

مسٹر سپیکر ؛ ملک صلاح الدین ڈوگر صاحب

ملک صلاح الدین ڈوگر ۔ جناب سپیکر میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ۸۶-۱۹۸۵ء کے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ۔ میں سب سے پہلے وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ۸ سال کے بعد ایک ایسا بجٹ پیش کیا جس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں ہے ۔ وقت بہت کم ہے ۔ اس لئے میں سب سے پہلے تعلیم پر آتا ہوں کہ اس بجٹ میں سب سے کثیر رقم تعلیم کی مد میں رکھی گئی ہے ۔ پرائمری سکولوں کی اپ گریڈیشن کے لئے ۱ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ اس طرح ہر ایم ۔ پی ۔ اے کے حصے میں ۴ لاکھ روپے آتے ہیں ۔ میری یہ تجویز ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ میں ایک کمیٹی تشکیل کر دی جائے تاکہ ایم پی اے کی صوابدید پر پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جاتے ۔

نعرہ ہائے تحسین ۔

جناب والا اگر آپ یہ رقم کسی محکمے کے حوالے کر دیں گے تو اگر ایم ۔ پی ۔ اے چار سکول بنوا سکے گا تو محکمہ ایک سکول بھی نہیں بنوا سکے گا ۔

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گذارش کروں گا کہ ملتان کی آبادی ۱۲ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے لیکن وہاں کالجوں کی تعداد بہت کم ہے ۔ ملتان یونیورسٹی کی زمین پہلے بہت زیادہ تھی ۔ بعد

میں گورنر کے حکم سے کم کر دی گئی اسے پورا کیا جائے اور یونیورسٹی کو گرانٹ دی جائے۔ آپ نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ دوائی سکولوں میں ایف۔ اے۔ ایف سی کی کلاسوں کا اجراء کیا جائے گا۔ یہ بڑا مستحسن قدم ہے۔ اور طالب علم اس طرح ایف۔ اے تک تعلیم حاصل کر سکیں گے میں ملتان میں گورنمنٹ پائلٹ سکول اور مسلم سکول کا نام تجویز کروں گا کہ وہاں یہ تعلیم جاری کی جائے۔

جناب والا مارشل لاء کی بات میں اس لئے نہیں کروں گا کہ مارشل لاء تمام ملک سے تو ختم ہو جائے گا۔ لیکن میرے حلقہ میں پھر بھی برقرار رہے گا۔ کیونکہ میرے حلقہ کے ساتھ چھاؤنی کا علاقہ بھی شامل ہے اور چھاؤنی میں پانچ فیڈرل سکول ہیں۔ جب بھی ہم بچوں کے داخلے کے لئے ان سے رجوع کرتے ہیں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ یہاں صرف فوجیوں کے بچوں کو داخلہ ملے گا۔ ان بچوں کو داخلہ نہ ملے گا جن کے والدین ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ ملتان چھاؤنی جو دو لاکھ سے زائد آبادی پر مشتمل ہے۔ وہاں ایک لڑکیوں کے کالج کا اجراء کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور عرض کروں کہ صحت کے معاملہ میں اس بجٹ میں بھی وافر رقم رکھی گئی ہے لیکن غریبوں پر ایک بڑا ظلم ہوا ہے ان کے لئے ایک ہی سہولت میسر تھی کہ ہسپتالوں میں انہیں led فری ملتے تھے۔ لیکن اب ہم نے یہ ظلم کیا ہے کہ اس پر دس روپے فی بستر کے حساب سے وصول کئے جاتے ہیں۔ لہذا میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اسے فوری طور پر ختم کیا جائے۔

ملتان میں لڑکیوں کا صرف ایک ڈگری کالج قائم ہے۔ لیکن وہاں پر ایم۔ اے کی کلاسیں نہیں ہیں۔ لہذا وہاں پر ایم اے کی کلاسیں جاری کی جائیں۔

لائیو سٹاک کے متعلق میں یہ عرض کروں کہ آج کل گوشت اور دودھ دن بدن مہنگا ہو رہا ہے۔ حکومت نے ایک سکیم کے تحت بلاسود قرضہ جات کے حصول کے لئے ہر سال ملتان کے لئے دو سکیمیں رکھی ہوئی ہیں لیکن آج تک ملتان کو اس سکیم سے کوئی حصہ نہیں۔

ہاؤسنگ کے متعلق میں عرض کروں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ لوگوں کو مکانات مہیا کئے جا رہے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ پنجاب میں ایک ظالمانہ نظام ۱۹۷۳ء کا حصول اراضی ایکٹ قائم ہے اسے ختم کیا جائے۔ کیونکہ اس ظالمانہ ایکٹ کے تحت غریب آدمی سے زمین چھین لی جاتی ہے اور امیر آدمی زمینوں کے چھننے سے بچ جاتے ہیں تو وہ غریب آدمی جن سے ہم زمینیں چھین لیتے ہیں بے گھر ہو جاتے ہیں اور دوسروں کو ہم آباد کرتے ہیں۔ یہ ایکٹ ختم کیا جائے۔

جناب والا اس بجٹ میں ۱۸ کروڑ روپیہ Urban Development کے لئے مختص کیا گیا ہے اس ۱۸ کروڑ روپے میں سے ۱۰ کروڑ روپیہ ایف۔ ڈی۔ اے کو دے دیا گیا ہے۔ ۶ کروڑ روپیہ ایل۔ ڈی۔ اے کو دے دیا گیا ہے۔ اور ایم۔ ڈی۔ اے کے حصہ میں صرف دو کروڑ روپیہ آیا ہے جو ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ظلم کے مترادف ہے۔ ابھی حال ہی میں ایک غیر ملکی ٹیم ملتان میں آئی تھی جس نے ملتان کا سروے کیا تھا اور سروے کے بعد انہوں نے رپورٹ دی تھی کہ دنیا میں کلکتہ کے بعد ملتان دوسرا گندہ شہر ہے۔ موجودہ بجٹ میں اس غیر ملکی ٹیم کے سروے کے پیش نظر اگر ہم ملتان کی گندگی دور نہ کر سکے تو یہ ہمارے لئے بڑے افسوس کا مقام ہوگا۔

سپورٹس کے متعلق اس بجٹ میں کچھ نہیں رکھا گیا۔ میری گذارش ہے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ کھیلوں پر توجہ دینی چاہیئے۔ ملتان ایک بہت بڑا شہر ہے مگر وہاں پر کوئی سپورٹس کمپلیکس نہیں ہے۔ لہٰذا وہاں پر سپورٹس کمپلیکس کا قیام عمل میں لایا جائے۔

ٹرانسپورٹ کے متعلق ابھی میرے بھائی شیخ صاحب فرما رہے تھے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کو نقصان ہوتا ہے۔ جہاں تک گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کا مسئلہ ہے اس کی آمدن اور فنڈز بڑے افسران خورد برد کر جاتے ہیں۔ غریب عوام پس رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی بسیں دن بدن کم ہوتی چلی جا رہی ہیں اور پھر غریب مزدوروں کی چھانٹی کر دی جاتی ہے۔ لہٰذا اس کے لئے کوئی تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی جائے جو قوم کی خورد برد اور نقصانات کا ازالہ اور اس کے حل کے لئے رپورٹ تیار کرے۔ لیکن ساتھ ساتھ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کو بسیں ضرور مہیا کی جائیں تاکہ غریب مزدوروں

کی چھانٹی نہ ہو۔

ٹول سے متعلق کہا گیا کہ ہم نے موٹر سائیکلوں اور کاروں پر ۰۰۔ ۲ روپے ختم کر دیئے ہیں۔ اسی طرح بسوں اور ٹرکوں کے لیے بھی جائیے ڈیزل کے ساتھ ٹول لیں۔ جیسے ہی کوئی بس یا ٹرک ٹول کے لیے آئے اسی وقت ڈیزل کے ساتھ اس سے کچھ رقم لے لی جائے۔ کیونکہ اس سے بہت نقصان ہوتا ہے۔ اور ٹول پاکستان میں پورے طور پر نہیں دیئے جاتے۔

اب میں ایک اہم مسئلے کی طرف آتا ہوں جو پانی کا ہے اس میں سب سے زیادہ پریشانی ملتان ڈویژن۔ بہاول پور ڈویژن، اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن کو ہے۔ یہ تینوں ڈویژن کپاس پیدا کرتے ہیں۔ اس ایوان میں کمیٹیوں کی تشکیل کی جا رہی ہے اور کافی دنوں سے اس مسئلہ پر بحث بھی ہو رہی ہے لیکن اگر ایک ہفتہ تک پانی نہ ملا تو ان کمیٹیوں کا کوئی فائدہ ہوگا اور نہ ہی اس بحث و تمحیص کا کوئی فائدہ ہوگا اور مجھے بڑا افسوس ہے کہ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ سندھ اور پنجاب کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ کیا سندھ اور پنجاب پاکستان کا حصہ نہیں ہیں کہ ہمیں ایک معاہدے کی آڑ میں اتنا نقصان پہنچایا جا رہا ہے جو صوبائی نہیں بلکہ ملکی سطح پہ پہنچ رہا ہے۔ اگر خدا نخواستہ سندھ میں کوئی آفت آ جائے تو کیا پنجاب گورنمنٹ یہ کہے گی کہ سندھ گورنمنٹ پہلے ہم سے معاہدہ کرے تو ہم پھر امداد دیں گے؟ یہ تو بڑی زیادتی ہے اور اسے ملکی سطح پہ سوچنا چاہیے۔ ابھی میرے ایک فاضل بھائی نے اس ایوان میں کہا ہے کہ میں اس مسئلے پہ واک آؤٹ کرتا ہوں تو ہم تین ڈویژنز کے ممبران نہ صرف واک آؤٹ کرتے ہیں بلکہ ہم مجبور ہو جائیں گے اور ہمیں احتجاجاً استعفے دینے پڑیں گے۔ کیونکہ ہم عوام کے سامنے جوابدہ ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

ہم عوام کے سامنے یہ بات نہیں کر سکتے کہ ہم آپ کا پانی نہیں کھلوا سکے۔ وہ تو ہمیں

ابھی سے یہ کہہ رہے ہیں کہ تم تو میرے ہو تم نے تو ہمارا پانی بیچ دیا ہے۔ ہم اپنے ووٹروں کو کسی طور پر بھی مطمئن نہیں کر سکتے کہ یہ ہماری ذمہ داری نہیں۔ بلکہ یہ مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ وہ تو ابھی سے ہمیں باتیں بھی کر رہے ہیں اور خط بھی بھیج رہے ہیں کہ تم نے اپنے حلقوں میں جو پیسے خرچ کئے تھے وہ پانی بیچ کر پورے کر لئے ہیں اس کا سدباب کیا جائے ورنہ تین ڈویژن کے ایم پی اے مجبور ہونگے کہ وہ صوبائی اسمبلیوں سے استعفیٰ دے دیں۔

میرے ایک دوست جو تیہ صاحب نے اس ایوان میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ ہر ایم۔ پی۔ اے کو پچاس لاکھ روپیہ دیا جائے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ کیونکہ ہم غیر جماعتی بنیادوں پر الیکشن لڑ کر آئے ہیں اور ابھی تک کچھ لوگوں نے اس الیکشن کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ ابھی تک باہر ایسے آدمی بیٹھے ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ یہ نظام فیل ہو جائے ہمارے پاس عوام کو مطمئن کرنے کے لئے کوئی طریقہ نہیں ہے اور عوام اسی صورت میں ہم سے مطمئن ہو سکتی ہے کہ ہم اپنے حلقوں میں زیادہ سے زیادہ ترقیاتی کام کرائیں۔ اس کے علاوہ ارشد لودھی صاحب نے تجویز پیش کی تھی کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ اگر یہ پچاس پچاس لاکھ ایم پی اے صاحبان کو دے دیئے جائیں اور ڈسٹرکٹ لیول پر ایک کمیٹی ہو تو وہ پھر اس رقم کو خرچ کرے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: بیگم شاہین منور صاحبہ

بیگم فرحت خواجہ رفیق: جناب سپیکر صاحب میں ایک شعر پہ اپنا مافی الضمیر آپ کو بتا کر ہاؤس سے واک آؤٹ کرنا چاہتی ہوں۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

شکریہ

(اسکے بعد معزز خاتون ممبر ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

محترمہ شاہین منور احمد: آپ بیگم صاحبہ کو تقریر کرنے کی اجازت دیجئے۔ میں کل بول لونگی۔

جناب سپیکر: بیگم شاہین منور صاحبہ۔

رانا پھول محمد خان: جو خاتون واک آؤٹ کر گئی ہیں۔ وزیر حیوانات انہیں واپس لائیں۔ وہ ان کی والدہ ہے۔ اور انہیں چاہیئے کہ انہیں واپس لائیں۔ میں ان کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں۔ کہ رات ہمیں پیپلز ہاؤس میں انہوں نے دودھ بھیجا۔ اور سب نے پیا لیکن اس کے ساتھ میں اپنی محترمہ سے عرض کروں کہ میں نے ایک جملہ ہی صرف کہنا ہے " میں ان کی قابلیت کی داد دیتا ہوں کہ انہیں کیسے پتہ چل گیا کہ ہم خون لینے والے مجنوں نہیں دودھ پینے والے مجنوں ہیں۔

(قہقہہ)

جناب سپیکر: جی بیگم صاحبہ۔

MRS. SHAHEEN MANAWAR AHMED. Mr. Speaker, I would like your permission to speak in English.

MR. SPEAKER: Yes, you can speak in English.

MRS. SHAHEEN MANAWAR AHMED. Mr. Speaker, one of the reasons of my asking permission from you to speak in English in that my dear brother, Mr. Moin Afzal, who is not present at the moment in the gallery, prepared this budget in English, so, since we have to read it in English, I think we have to think about it in English and it would be better if we talk about it in English.

Primarily our arguments should be addressed to the galaxy of the stars sitting across us because they were the people responsible for preparing this budget. Whatever is

contained in it, absolutely nothing to do with the common man or the representative of the people. The reason for this_______

(...Clapping...)

MR. SPEAKER SPEAKER: Order Please.

MRS. SHAHEEN MUNAWAR AHMED: The reason for this I would say is that it has been our negligence. It should have been our duty.

چوہدری غلام رسول گجرات ۔ سر، majority انگلش سمجھ نہیں سکتی۔ میں بیگم صاحبہ سے درخواست کروں گا کہ وہ اردو میں بات کریں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ایک وقت میں ایک صاحب بات کر سکتے ہیں۔

ایک معزز ممبر: میرا پوائنٹ آف آرڈر سر یہ ہے کہ اردو ہماری قومی زبان ہے۔ اور اردو میں تقریر کرنے سے میرا خیال ہے اچھے رہیں گے کیونکہ ....

محترمہ شاہین منور احمد۔ یہ میرے وقت کے ساتھ بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔

MRS. SHAHEEN MUNAWAR AHMED:

and I think my learned Members here know the procedure and they must have read these rules. Since I have asked your permission, I think it is here to interrupt me very unfair that these gentlemen should be getting up just because I am a lady Member.

جناب فضل حسین راہی: اپنے ملک دی کوئی زبان بولو۔ باہر والے ملکاں دی زبان بولن ڈے او۔ کوئی گل اے۔

MRS. SHAHEEN MUNAWAR AHMED: Mr. Speaker Sir, I would like you to intervene.

جناب افضل حسین راہی ۔ سپیکر صاحب پوائنٹ آف آرڈر صرف میرا اے وے کہ اسے ناں ہووے کہ اسے محترمہ انگریزی بول دی رہن تے ایدھر کورم ٹٹ جاوے ۔

(قطع کلامیاں)

تہاڈی وساطت نال ایناں نوں عرض کراں گا کہ یا پنجابی یا اردو بولو بڑی مہربانی جی تہاڈی ۔

جناب سپیکر : تشریف رکھیں راہی صاحب ۔

MR SPEAKER: Please address the Chair.

ملک محمد عباس کھوکھر ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر ۔

جناب سپیکر : ملک صاحب آپ اپنی سیٹ پر تشریف نہیں رکھتے ہیں ۔ اس لئے آپ پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کر سکتے ۔

MRS. SHAHEEN MUNAWAR AHMED:

Since he has been designated as a Parliamentary Secretary, he is supposed to know more about the Parliamentary laws. He cannot speak any time according to the Wish and in a manner he likes. I think it is a shameful thing that our Parliamentary Secretaries do not know how to follow rules of the Parliament.

ملک محمد عباس کھوکھر : محترمہ آپ نے مجھے وقت ہی نہیں دیا کہ کچھ کہہ سکوں میں تو یہ کہنے والا تھا کہ آپ کو سپیکر نے اجازت دے دی تھی کہ آپ انگلش بولیں ۔ اس کے بعد کسی معزز رکن کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ آپ پر اعتراض کرے کہ آپ انگلش نہ بولیں ۔ میں تو یہ کہنے والا تھا آپ نے اس کا الٹا مطلب لے لیا ہے ۔ میں تو قانون کی یہ بات کرنے والا تھا کہ جب آپ کو سپیکر نے اجازت دے دی ہے کہ آپ انگلش بول سکتی ہیں تو کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ آپ پر اعتراض کرے ۔

جناب سپیکر: جی تشریف رکھیں آپ۔

MRS. SHAHEEN MUNAWAR AHMED: Sir, I would like to address you and not to the Members.

ایک معزز ممبر: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جس وقت بھی کوئی خاتون اس ہاؤس میں بولنا چاہتی ہیں۔ ایک شور ہو جاتا ہے۔ میں ممبروں سے درخواست کرونگا کہ وہ تحمل سے کام لیں اور وقت ضائع نہ کریں۔ ان کو بولنے کا موقع دیں ورنہ اس رولز کی ترمیم کروا لیں۔ اور انگلش بولنے کا استحقاق اس میں سے اڑوا دیں۔

محترمہ شاہین منور احمد: سر ان ممبروں کو ہر وقت بے وجہ بولنے کی عادت ہے۔

جناب سپیکر: جی آپ جاری رکھیے۔

MRS. SHAHEEN MUNAWAR AHMED:

Before my friends interrupted me, I was talking about the galaxy of stars which is present here. They are the people responsible for this budget. I think if they used this language of English and what they put in the budget, and what budget is prepared for this biggest Province of Pakistan, which is called the Punjab, I wonder we can still call it Punjab after there being so much commotion about it. Any way the budget being prepared for Punjab, I wonder whether we are going to call it for the people of Punjab or for the bureaucracy of the Punjab, because if my friends and Members here will permit me I would like to say that if they read it, they would not have talked about their schools, about their roads. They would have first of all talked about the system which has prepared this budget for us. This system which has been the legacy of the Imperial Raj, it is a shame that we still tolerate it. The British needed some people for administration which would supervise these local natives in their absence. When they left we thought that we had got our independence. We forgot that they left with us the local lords instead. The local lords with tyranny don't bother about the people who are living here and who are still the natives and who are still the Aawam of this country. So, I would like to bring it to your notice what kind of a budget has been prepared for us and what is the system. The Deputy Commissioner governs us and the S.H.O. Governs us. Primarily duty of the D.C. was to be the collector. The D.C. was meant to be the Collector of Revenue for the District, but today he has the right to interfere in every sphere of life. In every thing he has a hand.

....applause....

Whether it is the Government of Sikandar Mirza, whether it is the Government of Ayub Khan, whether it is the Government of Zulfiqar Ali Bhutto, whether it is the Government of today they are eternally present and with their own fixed way of thinking they will continue on their way without least bothering about, who sits here. I think some times that we are puppets who have been brought in by them so that they can pull the strings because they prepare the budget for us. They write every thing, they make the allocations and they are the people who make the priorities without consulting the elected representatives of the people or the representative institutions of this country and they just want us to affix our signatures on some thing which is primarily for their own good, primarily some thing which is geared towards their own upkeep without the people being a part of it. So I would just like to bring out a few things in this budget which is apparently beautifully prepared with beautiful figures. But I ask you figures for whom? For whom is this budget? This budget reminds me of an architect or an engineer who is going to just build and build and build with cement and bricks. But I doubt it they are going to use cement because there are so much buildings from which they can make a lot of money. So we the elected representatives are supposed to be here just to affix our signatures on what they say. Even if we call them the Afsarshahi or any thing you will see that all the expenditure is directed towards the building of their houses, their offices; air conditioning in their offices and luxurious cars. The Britishers left them with just the Pankha which was pulled by a man. But Today they demand from us air conditioned louxurious flats and you will be surprized to know from your own budget statement that there bureaucrats who are the legacy of the Imperial Raj, demand a sum for buildings which will cost about seven lacs and the air conditioning cost will be Rs. 10,18,000. They are going to sit in air conditioned offices to rule us, to rule our lives as if we were intruders or as if we were their slaves. They have not understood the meenings of independence as yet. This certain class which I again repeat is the legacy of the British Raj spends merely for their own luxury out of the funds of this poor country and I would say that this Province is going to be as poor as any other Province even with the expenditure of 37 crores which we are going to incur. For instance the entertainment and refreshment for meetings in the Governor's House is Rs. 1,50,000 only. This is only refreshment. It is a shame for a poor country that such a huge amount is meant for just one part of a meeting. I mean only for refreshment. It does not include other entertainments. That is totally different. But one part of their demand is Rs. 1,50,000 for refreshments to be served during meetings. Are we meeting for the Aawam? I ask you that. The other thing is that we have beautiful gardens in the Government House. We spend, I think over Rs. 3,50,000 on the maintenance of these gardens. But I would like to ask the people concerned that where is the income? I believe at one time the produce of this garden was utilised for the poor and deserving lower staff of the Government House, but I ask you again and through you the concerned authorities, who is using this produce and where it is going? I think they are

accountable to us when they say we are the elected representatives. We are supposed to get account from them. I would, through you, like to ask where is the income of this garden and who is getting the produce because the poor staff is not getting in now. Previously, they were getting it. This estimate of the refreshment mind you Sir, has been calculated after the Chief Executive of this Province has been elected and I wonder if he is! going to accept it. Because yesterday from what we heard in the rules-amendment I wonder if he is going to do so. And now we come to the other Sahib Bahadurs with their demands of luxury items, new renovated house and buildings, and I am not just talking. I am ....

رانا پھول محمد خاں: انگریزی تقریر سن کر وزیر قانون پر اوس کیوں پڑ گئی؟

MRS. SHAHEEN MANAWAR AHMED:

I would just like to bring to the notice of the Members present here and to your notice that if you pick up this budget estimate book of the Government of the Punjab, in the "Gen Administration" you will find nothing but buildings. This is demand for development. Development of what? Do you think that by building more offices you are giving more and quick justice to the people? Are we having better administration by building more offices for A.Cs and Deputy Commissioners for a poor country a very very poor country? It is a shame that only one Deputy Commissioner wants Rs. 1,00,000 for the renovation of his House while the other wants over Rs. 50,000, for God' knows what other renovations. They are always thinking of revonations. It reminds me of the ladies who have not been taught how to run a poor country, or a home. This budget is only for the luxury oriented bureaucracy of ours. It is a shame for our elected representative to affix their signatures on this bureaucratic budget. When the Deputy Commissioner of Jhelum wants money for the renovation of his house. He should think about Pind Dadan Khan, an area which is lacking in facilities, and basic necessities of life. I would request, through you, these members to go and have a look at that place. It is a shame that people are drinking water dug out of the

ditches over there and our Sahib Bahadur wants the renovation of his house. Does it suit him at the moment? May be there is some air conditioning unit missing, because he does not tell what he wants it for. But still I think it should be brought to the notice of the people concerned that this is what is happening. Then G O R No. I, the residential palaces of the Raj, the Pakistani Raj, I would call it, they also need money. Mind you GOR I is manned by police to make sure that no common man walks the roads or lush green lawns outside their homes. So, for that place they want Rs. 3,44,000 for foot path. Sir, I would request a few more minutes because my brothers have taken a lot of time in their discussions. I would like to say that they need Rs. 3,44,000 for a foot path, where no body is going to walk. I ask you what is the use of this footpath to a common man.

This is a budget for Punjab. It is not a budget for bureaucracy. If you change it name, I think it would be better but still if you call it the budget of Punjab we have a right to say that this is not the budget of Punjab. It is the budget of the bureaucracy, the galaxy of stars who stay with every Government that comes and goes. We are just puppets. If we don't suit them they will throw us out. We talk about transfer of power. I ask you brothers, transfer of power from whom, not from the military to the civil it is not that, it is just to change the name. It should be the transfer power from there to here. Not from where they say. To change the name in order to say we have brought the martial law or we have brought the civilian Government will be of no use, because still my friends will be there to pull all the strings. Now talking about a few real things about other demands which I would like to bring to your notice. I would like to thank the Governor that he has ordered that some measures may be taken about this water problem in Pind Dadan Khan. My friends here are talking about water for irrigation of their lands. That is very important. But what do you do when human beings who have equal rights to live in this country, are not provided drinking water. This is the oldest Town Committee in this sub-continent. I would say the British have made it a Town Committee, but still this is how we are dealing with it. So I hope, orders for solving the Water problem have the Governor not been done away as every thing is done away with red tapism. They want Rs. 1,00,000 for construction of residential quarters in the Police Line Rawalpindi whereas Rs. 1,04,000 is allocated in this budget for addition of police rest house in Murree. Whether they want to add a bath room or varanda, I suppose the Begums also need something I don't know but it is a shame that our poor people, the lower staff, who need more attention in this budget have been completely ignored. We give them Rs. 1,00,000 for their quarters and Rs. 1,04,000 for just renovation in a rest house at Murree. Then we are giving them entry our country then are giving them our Punjab medical care in the form of air conditioned Sir, I would request you for few more minutes.

MR. SPEAKER: Thank you Begum Sahiba. You have already taken 15 minutes instead of 10.

MRS. SHAHEEN MANAWAR AHMED: Including all the time during which my dear brothers interrupted me. I may be granted few more minutes.

MR. SPEAKER: You can finish it within one minute.

MRS. SHAHEEN MANAWAR AHMED:

Thank you. Again I ask you are we improving the standard of education of our nation's future generation by constructing building? Now I come to the Special branch of the police. I wonder why they call it special branch. They do nothing to maintain law and order except to keep an eye on us and specially to keep an eye on what mostly we the elected representatives are doing. Their demand is Rs. 4,10,58,000. Finally I would like to say just one thing, that this budget is only for the bureaucracy. I think this system should be changed and some thing should be done for the poor masses of this country, for the people of Punjab and for the people of Pakistan. I thank you.

جناب سپیکر: جناب نذر محمد صاحب

جناب نذر محمد۔ جناب سپیکر آپ متفقہ طور پر اس ایوان کے الیکٹ ہو کر سپیکر بنے ہیں۔ آپ کا منصب ایک جج کا منصب ہے۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہاں پر اس آدمی کو بات کرنے کا وقت ملتا ہے۔ جو یا تو آپ سے خاصے روابط رکھتا ہو یا اس آدمی کی آپ سے close association

(تالیاں)

میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو میری بات سے تکلیف پہنچی ہو گی لیکن یہی میرے مشاہدے میں آیا ہے کہ وہی آدمی یہاں ٹائم لیتا ہے جو آپ سے مراسم رکھتا ہو جس کی association ہو۔ آپ ایک جج کی حیثیت سے اس ایوان میں بیٹھے ہیں۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ آپ کو ایک جج کی حیثیت سے act کرنا چاہیئے۔ اور جج کی حیثیت سے فیصلہ کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: آپ کی اپنے بارے میں کیا رائے ہے۔ آپ سے محبت ہے میری یا نہیں؟
جناب نذر محمد : میں اس ایوان کی بہتری کے لئے اور آپ کی بہتری کے لئے کہتا ہوں کہ آپ کا منصب ایک جج کا منصب ہے۔ اس لئے آپ پہ لازم ہے کہ آپ ایوان کے سبھی ممبران کا برابر خیال رکھیں اور سبھی کو موقع فراہم کریں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی صورت یہ ہے کہ میں نے صبح اس مشکل کا ذکر کیا تھا میری اس مشکل کا بھی خیال فرمایئے کہ میں آپ میں سے کسی پہ تنقید نہیں کر سکتا۔ میں یہاں بیٹھا ہوں آپ کا اعتماد حاصل کر کے تو میرا یہ منصب نہیں کہ میں آپ میں سے کسی پہ تنقید کروں یا کسی کی ذات پہ کوئی جملہ کسوں لیکن قبل اس کے آپ میری ذات کو زیر بحث لائیں آپ اس بات کا بھی خیال کیجئے کہ آپ نے مجھے اعتماد دیا ہے اور میری اس مشکل کا بھی خیال کیجئے کہ دو دن گذر گئے ہیں صرف سولہ مقررین کو وقت دیا جا سکا ہے اور میرے پاس جو لسٹ تھی وہ ۱۲۴ مقررین کی تھی میں نے آپ کے سامنے صورت حال پیش کی جس کے لئے ہم نے ایک لائحہ عمل ترتیب دیا اس لائحہ عمل کے مطابق میں عمل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں آپ یقین جانئے کہ میں آپ میں سے ہر معزز رکن کے ساتھ میرا ایک اعتماد اور محبت کا واسطہ ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ آپ میں سے کسی معزز رکن کی دل آزاری کروں یا آپ میں سے کسی کا اعتماد کھوؤں۔ اس لئے آپ اس بات کا یقین جانئے گا کہ آپ سب سے میرا ایک جیسا تعلق ہے میرے نزدیک کسی میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں ہے نہ کوئی امتیاز ہے۔

(تالیاں)

آپ اپنی تقریر جاری رکھئے۔

جناب نذر محمد : ٹھیک ہے جناب۔ لیکن یہ priority کا آپ نے کیا طریقہ اختیار فرمایا ہے اس کی ذرا وضاحت فرما دیجئے پتہ نہیں چلتا کہ کس کو بلایا جا رہا ہے بات کرنے

کے لئے اور کس کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ اب اس کا کوئی طریقہ کار آپ فرمائیں کہ کس بنیاد پر آپ کسی معزز رکن کو اپنی بات جاری رکھنے کے لئے یا اپنی بات کہنے کے لئے اجازت دیتے ہیں اس کا کیا طریقہ کار آپ نے اختیار فرمایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر : آپ ایسے کریں آپ میرے چیمبر میں آ جائیں یہ جو میرے پاس سارا ریکارڈ ہے جو طریقہ کار میں اختیار کرتا ہوں میں آپ کو سمجھا دوں گا۔ جی نذر محمد صاحب۔

جناب نذر محمد : جناب سپیکر ہم نے اس ایوان میں . . . .

جناب سپیکر : راہی صاحب تسی وی نال آ جانا ۔ ہور تے کسے نوں اعتراض نہیں اعتراض تے تہانوں اے۔

جناب فضل حسین راہی : جی میں وی گل دا جواب دے سکناواں جو میں سمجھیا واں کہ تسی کس طرح چلا رہے او۔

جناب سپیکر : تسی اپناں دی گل دا جواب نہ دیو کیونکہ اپناں سوال میرے تے کیتا اے۔

جناب فضل حسین راہی : میں کافی سمجھ دار آں جی اس معاملے وچ۔

جناب سپیکر : جی تسی پھر اپناں نوں علیحدہ سمجھا لیا۔

جناب نذر محمد : جناب سپیکر ہم لوگ غیر جماعتی بنیادوں پر الیکشن لڑ کر اور منتخب ہو کر اس ایوان میں پہنچے ہیں ۔ ہم میں سے کسی آدمی کا کوئی political منشور نہیں تھا ہم جس جگہ الیکشن کے دوران گئے ہیں ہم سے لوگوں نے سڑکوں کا مطالبہ کیا ہے بجلی کا مطالبہ کیا ہے اور ڈویلپمنٹ پروجیکٹ کے لئے ہم لوگوں نے اپنے اپنے حلقہ انتخاب میں ان سے وعدے کئے ہیں۔ میں ضروری سمجھتا ہوں اس اسمبلی میں پہنچتے ہوئے اس بجٹ میں سب سے پہلے ترجیح development projects کو دی جائے اور ان projects کو بجٹ کی دوسری مدوں میں ڈویلپمنٹ کے لئے زیادہ رقم دی جائے۔ آپ کے علم میں ہوگا کہ بجٹ کی تشکیل سے پہلے

چیئرمین پی اینڈ ڈی صاحب ہر ڈویژنل ہیڈکوارٹر پر تشریف لے گئے تھے۔ اسی طرح سے چیف منسٹر صاحب ہر ڈویژن ہیڈ کوارٹر پر تشریف لے گئے۔ وہاں سبھی ڈویژن کے ایم پی اے حضرات نے بھی اپنی تجاویز پیش کی تھیں۔ مگر بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کسی ممبر کی کم از کم میں ملتان ڈویژن کے متعلق تو میں جانتا ہوں کہ کسی ممبر کی کوئی تجویز بھی اس بجٹ میں شامل نہیں ہے جو بڑی لازمی چیز تھی۔ جناب سپیکر ڈویلپمنٹ بجٹ میں ۸۰ فیصد on going schemes کو دیا گیا ہے اور ۲۰ فیصد نیو سکیم کو دیا ہے۔ جب چیئرمین پی اینڈ ڈی اور چیف منسٹر صاحب سے ہماری بات ہوئی تھی تو انہیں یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ ۸۰ فیصد جو on going schemes کے لئے لیا گیا ہے یہ آپ نہ کریں بلکہ آپ on going schemes کو دو سال میں مکمل کریں اور اس میں سے جو ۶۰ فیصد بجٹ ہے وہ ڈویلپمنٹ سکیم کے لئے رکھیں کیونکہ اپنے عوام سے جنہوں نے ہمیں منتخب کیا ہے ابھی ہم لوگ نئے نئے وعدے کر کے آئے ہیں ہم اپنے اپنے وعدوں کا ہدف پورا کر سکیں اس لئے میں تجویز کروں گا کہ ڈویلپمنٹ کے لئے on going schemes سے بھی کم کر کے زیادہ بجٹ جو ہے نیو سکیم کو دیا جائے۔ ڈویلپمنٹ سکیم کے لئے پہلے طریقہ یہ ہوتا تھا کہ ڈویلپمنٹ سکیم جہاں سے بن کے جاتی تھی local council, اس کے سائز allocation کرتی تھی لیکن میں یہ تجویز کروں گا کہ اس وقت چونکہ اسمبلی کے پاس یہ ساری اے ڈی پی ہے یہ اسمبلی ممبر کی اپنے اپنے حلقے میں اے ڈی پی کی ساتٹ کی ایلوکیشن کرے چونکہ ممبر ہی بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اس کے حلقے میں کس جگہ پر کس ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کی زیادہ ضرورت ہے اور کس ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کی کم ضرورت ہے۔ دوسری گذارش تھی کہ اس بجٹ میں ہم نے یہی تجاویز پیش کی تھیں کہ رورل پاپولیشن زیادہ ہے اس لئے رورل پاپولیشن پر بجٹ کا زیادہ حصہ صرف کیا جائے تو یہ میری تجویز ہے کہ اس بجٹ میں زیادہ حصہ پاپولیشن کے لئے ہی دیا جائے اب جناب جو شعبے

سیکٹروائز بجٹ میں رکھے گئے ہیں میں ان لیتا ہوں۔ سب سے پہلے ایگری کلچر کی بات کریں گے ایگری کلچر جیسا کہ ہر آدمی کو پتہ ہے اس ملک کی معیشت ریڑھ کی ہڈی ہے اس کی بڑی اہمیت ہے اور اس پر پوری توجہ نہیں دی جا رہی بڑی عجیب بات ہے کہ پہلے ایک موقع آیا تھا یہ پنجاب دوسرے ملکوں کو گندم ایکسپورٹ کر رہا تھا۔ دوسرے ملکوں گندم ایکسپورٹ کر رہا ہے اس سال یہ ہو رہا ہے کہ پنجاب گندم امپورٹ کر رہا ہے دوسرے ملکوں سے۔

جس کا ۲۰٪ روپے ریٹ ہے اور extra charges علیحدہ ہوں گے۔ گورنمنٹ سب سڈی آگے جا کے عوام کو دے گی اور اس کو کم قیمت پر دے گی تا کہ لوگ شور و واویلہ نہ کریں کہ گندم کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ دوسری جتنی ضروریات inputs کے لئے ہیں وہ روز بروز مہنگی ہوتی جا رہی ہیں ان کی طرف خاص نگاہ ہونی چاہیئے اور آؤٹ پٹ میں جو اجناس کی قیمتیں ہیں ابھی وہ اس جگہ پر کھڑی ہیں دوسری فصل جس سے ہماری فارن ایکسچینج آتی ہے وہ کپاس کی فصل ہے اس پر ان پٹ سن جو اوپر جاتے ہیں اس میں کھاد کی قیمت ملاحظہ فرمائیں روز بروز بڑھ رہی ہے اس میں مشینری اور ٹریکٹر کی قیمت ملاحظہ فرمائیں روز بروز بڑھ رہی ہے۔ زیادہ لوگ جو ایگری کلچر بنک سے قرضہ لے کر ٹریکٹر یا دیگر implements لیتے ہیں اس پر بہت زیادہ سود پڑتا ہے پھر اس ٹریکٹر کی قیمت دوگنی کر کے بنک کو واپس دینی پڑتی ہے کہ جس percentage سے ایشین ڈویلپمنٹ بنک' زرعی بنک کو قرضہ دیتا ہے اسی percentage سے زرعی بنک کو زمیندار سے وہ قرضہ refund کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد کپاس کے لئے pesticides کا استعمال بہت ضروری ہو گیا ہے pesticides میں ڈیلر حضرات کم از کم پچیس تیس فیصد کمیشن کھاتے ہیں تو اس سلسلہ میں ایسی ہدایات جاری کی جائیں کہ جس قیمت کی یہ دوائیاں آتی ہیں اس قیمت پر زمیندار کو تقسیم کی جائیں اس کے علاوہ کپاس کی قیمت کو ضرور بڑھایا جائے کیونکہ اس کے ان پٹس کا بہت زیادہ خرچہ آتا ہے۔ جو اس کی پرائیکٹر زمین سے بڑی yield مشکل سے پیدا ہوتا ہے۔ دوسرا ایگری کلچر کے لیے بڑی لازمی چیز پانی ہے۔

کئی علاقے ایسے ہیں جن میں کڑوے پانی ہیں جب نہروں میں بدلی ہوتی ہے تو اس وقت اس علاقے کے جو عوام ہیں اس علاقے کے جو زمیندار ہیں ان کو اپنی فصلوں کے لئے بڑی پریشانی ہوتی ہے ان علاقوں میں اگر ٹیوب ویل لگا دیئے جائیں تو زیادہ بہتر اور موزوں ہوگا اس کے بعد میں انڈسٹری کو لوں گا۔ آج کے دور میں کسی ملک یا کسی علاقے یا کسی صوبہ کی ترقی کے لئے انڈسٹری کا ہونا بہت زیادہ لازمی ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے ملک میں ہمارے صوبہ میں اس شعبہ میں ترقی نہیں ہو سکی کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے کسی قسم کے incentive نہیں دیئے گئے incentives ایسی جگہوں پر مثلاً ٹیکس فری ہونے کے ڈیوٹی فری ہونے سے جیسے ڈیرہ غازی خان سے مگر اس جگہ پر لوگوں کا رجحان اس طرف کم ہے۔ اس لئے صنعت کار ایسی جگہوں پر نہیں جاتا اس لئے میں تجویز کروں گا کہ وہاڑی ملتان، ساہیوال اور خانیوال ایسی جگہوں کو ٹیکس فری اور ڈیوٹی فری علاقہ declare کیا جائے تاکہ صنعت کار وہاں پر زیادہ سے زیادہ invest کر سکیں۔ اس علاقے کی ترقی ہو سکے اور اس علاقے کے غریب لوگوں کو روزگار کے ذرائع فراہم ہو سکے۔

جناب والا تیسری مد تعلیم کی ہے۔ تعلیم سب سے اہم چیز ہے۔ ہم زیادہ سے زیادہ پرائمری سکول بڑھاتے جا رہے ہیں۔ ہم کو سکول بھی بڑھانے چاہئیں مگر جو existing پرائمری سکول ہیں آپ کسی رورل ایریا میں جا کر دیکھیں ان کی بڑی ابتر حالت ہے۔ بڑی بدتر حالت ہے۔ وہاں پر بیٹھنے کے لئے ٹاٹ نہیں ہیں۔ سکولوں کی چھتیں نہیں ہیں اس لئے ہمیں consolidation of schools کا پروگرام دینا چاہیئے جس کے تحت ان سکولوں کی عمارات اور دوسری ضروریات مہیا کی جا سکیں۔ اس کے بعد رورل ایریا میں Upgradation of schools primary to middle and middle to high بہت زیادہ ہونے چاہئیں تاکہ ان علاقوں کے لوگ شہروں کی طرف رجحان کم کر سکیں کیونکہ شہروں میں بچوں کے داخلے کے لئے بہت پریشانیاں ہیں۔

اسی سالانہ ترقیاتی پروگرام میں Introduce کرایا گیا ہے کہ اسی سال سے ہائی سکولز میں گیارہویں اور دسویں کلاسز کا اجرا کر رہے ہیں۔ تو اس کے لئے میری تجویز ہے کہ رورل علاقوں میں

اس کو ترجیح دی جائے تاکہ اس علاقے کے لوگ شہروں کی طرف کم رجحان کر سکیں اور انہیں جو بنیادی سہولت تعلیم کے معاملے میں ہے وہ حاصل ہو سکے۔

اس کے بعد سڑکوں اور عمارات کو لوں گا۔ گورنمنٹ کی ایک سکیم ۱۰۰ میل روڈ چلی تھی اس سے ہر ضلع کو بہت زیادہ سہولتیں ملی ہیں۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ سو سو میل سڑکیں ہر ضلع میں دی جائیں تاکہ جو سڑکوں کے معاملہ میں کمی ہے وہ پوری ہو سکے۔ اس بارے میں میں ایک ڈویلپمنٹ جو سڑکوں اور عمارات کے بارہ میں ہے اس میں مین تجویز پیش کروں گا۔ ان ڈویلپمنٹ پروجیکٹس کے لئے ممبر صوبائی اسمبلی کو اختیار دیا جائے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں سڑکوں اور عمارات کے جو پراجیکٹ ہیں ان کو چیک کر سکیں۔

اس کے بعد میں صحت کا شعبہ لوں گا۔ ہسپتالوں کی حالت بڑی عجیب ہے۔ ڈاکٹر بڑے بے حس ہیں۔ میرے خیال میں جو عام آدمی ہسپتال میں جاتا ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں وہاں ڈاکٹر مریض کی طرف انہیں توجہ دینی چاہیئے۔ ڈاکٹر جو ہیں وہ انسانی جذبہ سے مریضوں کا خیال رکھیں۔ اس کے پبلک ہیلتھ کی کڑوے پانی کے متعلق سکیم ہے کہ جس جس علاقے میں کڑوے پانی ہیں ان جگہوں پر واٹر سپلائی سکیم دی جائے اور اس کے ساتھ سیوریج بھی دیا جائے۔ تاکہ اس علاقے کے لوگ بھی اس میٹھے پانی سے مستفیذ ہو سکیں۔ پھر اس کے بعد رورل الیکٹریفیکیشن ہے اس میں پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی طرف سے ایک بڑی پابندی لگائی گئی ہے کہ اس علاقے میں ویلیج الیکٹریفیکیشن نہیں ہو سکتی جہاں اانر لر کے۔ وی لائن آدھ میل سے زیادہ گذرتی ہو اور اس کی آبادی کم ہو جو آدھے میل والی پابندی ہے اس کو دور کیا جائے۔ تیسرا یہ ہے کہ جو کچی آبادیوں والا مسئلہ ہے ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

اب میں اپنے ڈسٹرکٹ کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ میرا ڈسٹرکٹ وہاڑی ہے جس سے میں منتخب ہو کر آیا ہوں اور جس کی میں نمائندگی کر رہا ہوں۔ وہاڑی کو ۱۹۷۶ء میں ڈسٹرکٹ بنایا گیا۔ آپ اعداد و شمار سے پائیں گے کہ پچھلے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اسے بہت کم رقم ملی ہے۔ میں ۸۵-۱۹۸۴ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام اعداد و شمار پڑھوں گا۔

جناب سپیکر: نذر محمد صاحب ایک سیکنڈ کے لئے تشریف رکھیں۔ میں کمیٹی جو ریزولیشن کے سلسلہ میں ہے اس کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ سردار عارف رشید صاحب وزیر زراعت اس میں ہوں گے۔

۲۔ سردار نصراللہ خان دریشک

۳۔ ملک غلام ربانی کھر

۴۔ ملک سکندر حیات بوسن۔

۵۔ نذر محمد ڈوگل۔

۶۔ ملک طیب خان صاحب۔

ان ۶ صاحبان پر یہ کمیٹی مشتمل ہے۔ یہ بیشک اسی وقت meet کر سکتی ہے تاکہ آج کی اس نشست کے لئے یہ ریزولیشن تیار کر لے یا اگر یہ کمیٹی مناسب خیال کرے تو آج اس ریزولیشن کو تیار کرے او کل صبح اس کو پیش کر دیا جائے۔

بیگم شاہین منور احمد: جناب سپیکر خواتین کو نظر انداز مت کریں۔ اس کمیٹی میں کسی ایک خاتون کو بھی شامل کریں یہ پانی کا مسئلہ ہے ہم لوگ بھی تو دیہات سے آئے ہیں۔ ہمیں بھی زمینداری کا پتہ اور تجربہ بھی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے کوشش کی ہے کہ اس کمیٹی میں وہی متعلقہ لوگ آ جائیں جن کے علاقے زیادہ متاثر ہیں۔

صاحبزادہ محمد عثمان خان عباسی: جناب والا بہاول پور ڈویژن سے بھی ایک آدمی کو لیا جائے۔

جناب سپیکر: بہاول پور ڈویژن سے بھی ایک آدمی کو لایا جا سکتا ہے۔ آپ تجویز کریں کس کو لائیں۔

رانا پھول محمد خان: نکتہ وضاحت، جناب والا ہمارے ساتھ وہی کچھ ہو رہا ہے جو اس ملک میں حکومت کا طریقہ کار ہے۔ مارشل لا میں بھی اور جمہوریت میں بھی۔ ہمیں جو کاپیاں دی جا رہی ہیں ان پر لکھا ہے پراونشل کونسل آف دی پنجاب، پراونشل اسمبلی آف دی پنجاب۔ پراونشل کونسل کے ارکان جو تھے ان کو نہ ووٹ کا حق تھا۔ نہ وہ منتخب نمائندے تھے۔ عوام کے نمائندے بھی نہیں تھے اب ہم ان میں

سے کونسی چیز کے حقدار ہیں۔ اس مارشل لاء اور جمہوریت والے معاملے کے بارہ میں وزیر قانون سے کہوں گا کہ وہ اس پر اپنی رائے دیں۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون : میں جناب کچھ کہنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ اور رانا صاحب کی ساتھ اجازت لے لیتا ہوں۔ پانی کے متعلق جناب والا نے ریزولیشن ڈرافٹ کرنے کے لئے کوئی کمیٹی مقرر کی ہے میں عرض کرنا چاہوں گا ان کو اس لسٹ میں شامل کر لیں جن کے لئے کسی علاج کی ضرورت ہے۔ میں عرض کر رہا تھا پہلے جناب والا نے جب یہاں دقت محسوس کی تو مارشل لاء کے متعلق جو ریزولیشن تھا اس میں سب اراکین کو شامل کیا۔ اس بارے میں گورنمنٹ کی طرف سے بھی ایک ریزولیشن ہاؤس میں موجود ہے۔ پانی کے مسئلہ میں ہم اور یہ سب ممبران ایک ہی کشتی سوار ہیں۔ اور کسی بات پر اختلاف رائے نہیں ہے۔ پانی کے مسئلہ پر جو بھی ریزولیشن آئے گا ہم سب اس میں شامل ہوں گے بلکہ اس کو ٹیبل بھی کریں گے۔ جہاں تک رانا صاحب کی پراونشل اسمبلی اور پراونشل کونسل والی بات کا تعلق ہے تو کچھ کاغذات نوٹ بکس کے طور پر نوٹ بکس کے طور پر نوٹس لکھنے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ ہم غریب ملک ہیں اسٹیشنری کے طور پر جو پنسلیں اور نوٹ بکس ہمارے پاس موجود تھیں ان کو ہم استعمال کر رہے ہیں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ رانا صاحب جو انگریزی کا لفظ سن کر اس کو دور پھینک دیتے ہیں آج انہوں نے اس کو بڑے طریقے سے پڑھا ہے۔ آج ہی بیگم شاہین منور کی تقریر کے موقع پر کچھ الفاظ انہوں نے کہے۔ میں یہ کہنے والا تھا کہ ان کی تقریر کا ترجمہ رانا صاحب کر دیں تو اچھا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپ کی سمجھ میں کچھ آیا۔ یہ ہمیں بہت خوشی ہوئی ہے۔

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر، مجھے ایک سیکنڈ انہیں جواب دینے کے لئے چاہیئے۔ پرسوں کچھ افغان مہاجرین آئے۔ انہوں نے ایک افسر نے کہا کہ وی آئی پی جو ہیں وہ الگ ہو جائیں۔ ایک نے کہا کہ میں فلاں محکمے کا وزیر تھا، دوسرے نے کہا کہ میں فلاں منسٹر تھا۔ تیسرے نے کہا کہ میں ریلوے کا وزیر تھا۔

ہمارے اس افسر نے کہا کہ افغانستان میں تو ریلوے ہے ہی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر پنجاب کا وزیر بے قانون ہو سکتا ہے تو وہاں ریلوے کا وزیر ہو سکتا ہے تو وہاں بھی ریلوے کا وزیر ہو سکتا ہے۔

وزیر قانون: جناب والا۔ جس لطیفہ پر رانا صاحب گزشتہ تین دن سے لگے ہوئے ہیں یہ ان کی عمر سے بھی پرانا ہے۔ ان کو کوئی نیا لطیفہ لانا چاہیے۔

چودھری فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راہی صاحب آپ کی نشست رانا صاحب کے ساتھ کر دی جائے!

چودھری فضل حسین راہی: مینوں کوئی اعتراض نئیں جے تیرے تیس ہو دو تے۔ یا وزیر قانون نو بٹھا دیو ساڈے درمیان۔

رانا پھول محمد خان: جناب دی سرپرستی دے وچ ساڈے توں دیاں ٹیلر نیٹیں کر سکدے جہاں نوں ہن گھر چلے جانا چاہی دا اے۔

یا اپنج کردیو کہ وزیر قانون نوں ساڈے درمیان بٹھا دیو، مڑ کے آنا ے بیے۔

جناب محمد رفیق: میں یہ جاننا چاہوں گا۔ موصوف وزیر با تدبیر وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے، "الفاظات" یہ الفاظات کیا ہیں! (قطع کلامیاں)

وزیر قانون: ان کا نام بھی لکھ لیا جائے۔

جناب محمد رفیق: وضاحت فرمائی جائے کہ "الفاظات" کیا ہیں؛ الفاظ، لفظ کی جمع ہے۔ "الفاظات" کیا ہیں؟

چودھری فضل حسین راہی: صوبائی کونسل اور صوبائی اسمبلی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ نامزد لوگ تھے، یہ منتخب لوگ ہیں۔ اگر آپ نوٹس لکھنے کے لیے بھی پنجاب کونسل کی کاپیاں رکھتے ہیں تو ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم نامزد ہیں

ہم نامزد نہیں ہیں۔ انہیں اس بات پہ معذرت کرنی چاہیے کہ ہم نے ہاؤس کو غلط کاپیاں فراہم کی ہیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہمارا ملک غریب ہے، اس لئے یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ لائل پور کا نام بدل کر فیصل آباد رکھ دیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ فیصل آباد نام دینے کے بعد بھی آپ لائل پور کی کاپیاں چلائیں۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ یہ بدل چکا ہے۔ سب کچھ بدل چکا ہے۔ پنجاب کونسل بھی ختم ہو چکی ہے پنجاب اسمبلی آگئی ہے۔ یہاں لوگوں میں اعتماد ہے۔ لوگ ووٹ لے کر آئے ہیں۔ نامزد نہیں ہیں کسی بات کا ڈر نہیں ہے، خوف نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ بیٹھ جائیں۔

جناب ارشاد علی چودھری: جناب سپیکر، ہم کئی روز سے یہاں کفایت شعاری کی بات کر رہے ہیں۔ اخراجات اور ان میں کمی کی بات کر رہے ہیں۔ تو میں اپنے فاضل دوست کے اس بیان کے بعد یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو اتنی سٹیشنری پڑی ہے اگر وہ چاہتے ہیں کہ اس کو جلا دیا جائے اور اس کو عارضی استعمال میں نہ لایا جائے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں، یہ ہمارے ساتھ بے انصافی ہو گی کہ ہمارا اتنا پیسہ ضائع ہو گا۔ اگر ان پر ہم نے رف نوٹس لکھنے ہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ ان کو ہم استعمال کر لیں۔ اور ان کو ضائع نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ آپ فرمائیے۔

میاں عطا محمد قریشی: جناب سپیکر، میرے خیال میں ایوان کے اندر اور ایوان کے باہر گروپ بندی نہیں ہے۔ اور نہ آپ لوگ اس کی اجازت دے رہے ہیں۔ یہ جو کمیٹی بنائی گئی ہے۔ یہ خالصتاً ایک گروپ کی کمیٹی بنائی گئی ہے۔ خصوصی طور پر میں اس قرارداد یا تحریک کا محرک تھا اور مجھے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ میں یہ کہوں گا اگر گروپ بندی کا نام اس میں شامل کر لیا جائے تو میرے مخالفوں کو اس گروپ میں شامل کیا گیا ہے۔ بات تو میں

نے شروع کی تھی۔ اور بات ختم ہو رہی ہے۔ دوسرے لوگوں پر۔

جناب سپیکر: آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو اس میں شامل کیا جائے۔

میاں عطا محمد قریشی: جی ہاں۔ یہ ضروری ہے میں چاہتا ہوں مجھے شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ تو آپ کو اس میں شامل کر لیتے ہیں۔ پھر تو گروپ بندی نہیں ہوگی۔

میاں عطا محمد قریشی۔ پھر بھی ہوگی۔

جناب سپیکر۔ تو پھر کتنے لوگوں کو اس کمیٹی میں شامل کیا جائے!

میاں عطا محمد قریشی۔ بڑھا لیا جاتا تو اس میں کیا حرج تھا؛

جناب سپیکر: اس کمیٹی نے ریزولیوشن کو ڈرافٹ کرنا ہے۔ اس میں پہلے بتایا گیا ہے کہ بہاول پور کی نمائندگی نہیں ہے۔ ہم نے بہاول پور کے ایک دوست کو اس میں شامل کر لیا ہے۔ یہ کمیٹی چار پانچ اضلاع پر مشتمل ہے۔ اور آپ یاد رکھیے کہ آپ نے مجھے اس بات کا اختیار دیا ہے کہ میں یہ کمیٹی تشکیل دوں۔ اختیار دینے کے بعد اخلاق لحاظ سے آپ تنقید نہیں کر سکتے۔

میاں عطا محمد قریشی میں یہ کہوں گا کہ رواداری کا مجھے پہلے بھی گلہ ہے۔

جناب سپیکر۔ تشریف رکھیے۔

میاں عطا محمد قریشی: مجھے بات کرنے کی اجازت دیجیے۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ پہ رواداری کا الزام لگایا جائے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ یہ بات ایوان میں بلند کی جائے۔ بہرحال چونکہ آپ نے یہ بات اپنے طور پر کہہ دی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ آپ رواداری کا آئندہ مظاہرہ نہ فرمایا کریں۔ ممنون ہوں گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اس میں سردار عارف رشید صاحب کا نام شامل ہے۔ سردار نصر اللہ خان دریشک کا نام شامل ہے۔ ملک غلام ربانی کھر صاحب کا نام شامل ہے۔ ملک سکندر حیات بوسن۔ جناب نذر محمد ڈوگر۔ ملک طیب خان صاحب اور رئیس مشتاق احمد صاحب بہاول پور سے شامل ہیں۔ آپ اپنی

بات جاری رکھیے۔

جناب نذر محمد : جناب سپیکر، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ۸۵-۱۹۸۴ء کا اے ڈی پی ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں ضلع وہاڑی کو ۶ کروڑ ۴۱ لاکھ ہے۔ ملتان کو اس میں ۱۷ کروڑ ۸ لاکھ ملا ہے۔ وہ بھی اسی ڈویژن میں ہے۔ ساہیوال کو ۱۱ کروڑ ۵۰ لاکھ ہے۔ تو یہ اسی ڈویژن میں ہے۔ وہاڑی نیا ضلع ہے۔ اور جو نئے ضلع ہیں وہ بھی دس کروڑ، چودہ کروڑ، اور اس سے بھی زیادہ سبھی کو ملا ہے۔ اس لئے میری تجویز ہے کہ اس ڈویلپمنٹ فنڈ میں وہاڑی ڈسٹرکٹ کو مزید ایلوکیشن کی جائے۔ تاکہ کم از کم یہ اپنے ڈویژن کے دوسرے اضلاع کے برابر آسکے۔ اب میں اپنے حلقے کے ڈویلپمنٹ پروجیکٹس عرض کرتا ہوں۔ وہاڑی میں کوئی کالج نہیں ہے۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ وہاں ایک ٹیکنیکل کالج بنایا جائے۔ دوسرے وہاڑی زرعی علاقہ ہے۔ زراعت میں نہ صرف پنجاب بلکہ پاکستان میں بہترین علاقہ ہے۔ ملتان ڈویژن کے لئے ایک کالج منظور ہوا ہے۔ اس کو وہاڑی میں اگر بنا دیا جائے تو بہت بہتر ہوگا۔ کیونکہ اس جگہ پچاس مربع اراضی ایک فارم ہے جو بالکل شہر سے ملحق ہے۔ وہ زرعی کالج کے لئے کام میں آسکتا ہے۔

تیسرے وہاں پر جس میں ۹ اور ۱۱ کی بھی آبادی ہے وہاڑی شہر کا پچاس فیصد حصہ آباد ہے۔

وہاڑی شہر کا پچاس فی صد حصہ آباد ہے۔ اس میں کوئی سکول نہیں ہے۔ وہاں پر بچیوں کا ایک ہائی سکول ہونا بڑا لازمی ہے۔ چوتھے وہاں پہ ایک سڑک ہے۔ جو انٹر ڈسٹرکٹ لنک کرتی ہے۔ یہ سڑک وہاڑی سے میاں چنوں کو لنک کرتی ہے۔ اس کا ہونا بہت لازمی ہے اس لئے وہ منظور کی جائے۔ اس کے بعد پانچویں وہاں پہ جو ۹ اور ۱۱ کی آبادی ہے اور جو وہاڑی شہر کا آدھا حصہ ہے، اس میں سیوریج سکیم بھی لگائی جائے اور اس جگہ پہ ایک ریلوے کراسنگ ہے۔ وہ بھی منظور کیا جائے۔ اس کے بعد میں اپنی گذارشات ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر - اعجاز احمد چیمہ صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے ان کا نام بھی ضمنی بجٹ میں تھا اور تقریر کے وقت یہ موجود نہیں تھے۔ اسی طرح یہ محترمہ جو ابھی واک آؤٹ کر کے گئی ہیں ضمنی بجٹ کے وقت

آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے ان کا نام پکارا تھا اور اس وقت بھی تشریف نہیں رکھتی تھیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی جھنگ ۔ عربی ۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الذین ان مکنھم فی الارض اقاموالصلوٰۃ واتوالزکوٰۃ وأمروابالمعروف ونھواعن المنکر وللہ عاقبۃ الامور) دوسری آیت کنتم خیرامۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر ۔

جناب سپیکر اور معزز ایوان کے اراکین قبل اس کے میں موجودہ بجٹ کے متعلق کچھ گذارشات کروں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو میں نے ابھی آپ کے سامنے پڑھا ہے ۔ سپارہ ۱۷ رکوع ۱۲ اور آیت نمبر ۴۱ ہے ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں الذین ان مکنھم فی الارض جن لوگوں کو ہم زمین پہ کسی حصہ میں اقتدار عطا کریں ان کے لیے رب نے چار نکاتی پروگرام دیا ہے ۔ اور یہ اس رب کا پروگرام ہے جو اس کائنات کا خالق ہے اور جو سب سے بڑا حکیم اور دانا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الذین ان مکنھم فی الارض جن کو ہم زمین میں اقتدار دیتے ہیں ۔ ان کا سب سے پہلا کام کیا ہے ۔ اقاموالصلوٰۃ نماز کے نظام کو قائم کرو ۔ واتوالزکوٰۃ دوسرا کام ہے زکوٰۃ اس کو قائم کرے ۔ اور اچھی باتوں کا امر کرے اور بری باتوں سے روکے یہ چار نکاتی پروگرام اللہ تعالیٰ نے اصلاح معاشرہ کے لیے دیا ہے نماز کے بارے میں فرمایا ۔ ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر ۔ نماز بے حیائی برائی کے کاموں سے روکتی ہے ۔ اس لیے اصلاح معاشرہ کے لیے نماز کے فریضہ کو قائم کیا اور زکوٰۃ معاشرے کی اقتصادی اور معاشی بدحالی کو دور کرنے کے لیے اس نظام کو قائم کیا امر بالمعروف و نہی عن المنکر ۔ یہ تو بتہ التبلیغ کے ذریعے ترغیب اور ترہیب کے طریقہ سے اصلاح کی کوشش کا حکم دیا میں یہ سمجھتا ہوں ایک مسلمان سربراہ کے لیے اور ایک مسلمان حکمران کے لیے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو سامنے رکھتے ہوئے سب سے پہلے اپنے ملک کے اندر ان چیزوں کو رائج کرنا چاہیئے ۔ اس ضمن میں نظام صلوٰۃ کے بارے میں کچھ

حضرات نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ نظام صلوٰۃ میں خامیاں تو ضرور ہیں لیکن نظام صلوٰۃ کی طرف یہ قدم میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کا مستحسن قدم ہے ۔ اور قرآن کریم کے حکم کی تعمیل کے لیے ایک ادنےٰ کوشش ہے اس میں خامیاں ہیں ان خامیوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً جو نماز کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں ان کے لیے ارکان عجلت میں مقرر کئے گئے ان میں بعض ایسے لوگ ہیں جو خود نماز نہیں پڑھتے ۔ اس لیے اگر اس کی پھر تحقیق کی جائے اور اس کے لیے صحیح نمائندے دیئے جائیں ۔ اور ہر محلے کی مسجد کے جو خطیب یا امام ہیں ۔ ان کو صلوٰۃ کمیٹی کا چیئرمین بنایا جائے اور ان کو کچھ اختیارات دیئے جائیں ۔ تاکہ جو لوگ نماز مسلسل نہیں پڑھتے ان کے متعلق ان کی رپورٹ پر کچھ نتیجہ نکلے ۔ شروع شروع میں جب نماز کی کمیٹیاں قائم ہوئیں ۔ ہم نے خود دیکھا کہ مساجد میں رونق بڑھ گئی اور نمازیوں کی تعداد پہلے سے زیادہ ہو گئی ۔ لیکن چونکہ وہ بے اختیار محکمہ ہے ان کے اپنے اختیارات میں کچھ نہیں اس لیے چند دنوں کے بعد پھر وہی صورت ہو گئی جو پہلے تھی ۔ میرے محترم جناب سردار زادہ ظفر عباس صاحب نے ایک بات کہی تھی ۔ ان کی معلومات کے لیے عرض کرتا ہوں کہ حضور کے دور اور صحابہ کے دور میں نماز نہ پڑھنے والے کے لیے کیوں سزا نہ تھی اس لیے کہ وہاں یہ تصور نہیں ہو سکتا تھا کہ کوئی مسلمان ہو اور وہ نماز نہ پڑھے البتہ کوئی جماعت میں سستی کرتا تھا تو حضور اکرم نے فرمایا کہ جو عشا کی نماز جماعت سے نہیں پڑھتے میرا یہ جی چاہتا ہے کہ میں چند لوگوں کو حکم دوں کہ وہ لکڑیاں جمع کریں اور پھر ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دی جائے جو گھروں میں بیٹھے ہیں اور نماز باجماعت ادا نہیں کرتے پھر فرمایا کہ وہاں عورتیں اور بچے اور مستورات ہیں ۔ جن پر جماعت ضروری نہیں ہے ۔ اس خیال سے اس بات کو ترک فرمایا لیکن حضور کی اس سخت وعید سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز باجماعت ترک کرنے سے آپ نے کتنی سختی سے وعید فرمائی آپ کے دور کے بعد فقہا کے دور میں جب اس فریضہ میں کچھ سستی ہونے لگی تو اس کے لیے تعزیرات مقرر کی گئیں اگر اس کے لیے کوئی تعزیر مقرر کی جاتی ہے تو وہ عین اسلام کے مطابق ہے ۔ یہ اسلام کا سب سے بنیادی فریضہ ہے کہ جس کے بارہ میں حضور کا

ارشاد ہے کہ اسلام کی عمارت نماز پر کھڑی ہے ۔ الصلوٰۃ عماد الدین ۔ یہ دین کا ستون ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ نظام صلوٰۃ کو زیادہ موثر بنایا جائے ۔ اوران کمیٹیوں کے ارکان کے لیے شرائط ہوں کہ وہ خود پابندی سے باجماعت نماز پڑھنے والے ہوں تاکہ وہ صحیح محاسبہ کرسکے اوران کو اس کے لیے کچھ اختیارات دیئے جائیں ۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق زکوٰۃ کا نظام بھی جاری کیا گیا ہے ۔ اس میں بھی کچھ خامیاں ہیں اوران خامیوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے ۔ زکوٰۃ کی وصولی اور پھر زکوٰۃ کا استعمال اوراس کو خرچ کرنے کا جو طریقہ ہے اس میں کچھ خامیاں ہیں میں ان کی نشاندہی کرسکتا ہوں ۔ لیکن وقت کی تنگی کے پیش نظر میں چند اشارات کررہا ہوں آیت کا دوسرا حصہ امر و بالمعروف ونہی المنکر ۔ ایک اسلامی مملکت کے لیے ضروری ہے ۔ کہ وہ سرکاری طور پر امر بالمعروف ونہی المنکر کا قیام کرے سعودی حکومت کے اندر باقاعدہ حکومت کی طرف سے ہیت الامر بالمعروف ونہی المنکر کے ادارے موجود ہیں ۔ وہ سرکاری طور پہ یہ فرائض انجام دیتے ہیں اوران کی رپورٹ پر باقاعدہ عمل درآمد کیا جاتا ہے تو اگر اس نظام صلوٰۃ کو ہیت الامر بالمعروف ونہی المنکر کے عنوان سے تبدیل کردیا جائے اوران کے اختیارات میں کچھ اور وسعت کردی جائے تو یہ معاشرو کی اصلاح کے لیے نہایت مفید ہوگا ۔ اوراللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تکمیل ہوگئی ۔ ویسے اس امت کا خاصہ ہے کنتم خیر امۃ اخرجت الناس ....

یہ امت کا ایک خاصہ ہے اور امت کا یہ فریضہ ہے امر بالمعروف ونہی المنکر یہ صرف علماء کا کام نہیں ہے ۔ بلکہ حضور کا ارشاد ہے ۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

من رأی منکم منکرًا فلیغیّرہ بیدہ فان لّم یستطع فبلسانہ فان لّم یستطع فبقلبہ وذٰلک اضعف الایمان ۔

فرمایا تم میں کوئی بھی غلط کام دیکھے اس کا فرض ہے چاہیے وہ حکومت کا نمائندہ ہے چاہے وہ غیر حکومتی نمائندہ ہے اگر وہ ہاتھ کی طاقت رکھتا ہے تو وہ برائی کو روکے ہاتھ کی طاقت نہیں رکھتا مگر زبان کی طاقت رکھتا ہے تو وہ زبان سے روکے اور اگر زبان کی طاقت نہیں رکھتا اور انتہائی کمزور ہے تو آخری درجہ یہ

ہے کہ وہ اسے دل میں بُرا جانے یہ تو اس کے اختیار میں ہے ۔ میں اپنے معزز ایوان کے معزز اراکین کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ قرآنی اور اسلامی اصول کے مطابق تنقید جائز تنقید اس کا ہمیں اسلام نے حق دیا اور بڑے سے بڑے جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کو نبی کریم نے افضل جہاد قرار دیا ہے ۔ افضل الجہاد کلمۃ حق عند السلطان الجائر افضل جہاد ہے چاہے اقتدار کا کوئی نمائندہ ہو یا غیر اقتدار میں ہو حق بات کہے ہمیں چاہیئے کہ ہم حق کی حمایت کریں ۔ حزب اختلاف اگرچہ نہیں ہے لیکن غیر حکومتی نمائندے اگر حق کی بات کہتے ہیں تو امت کے نمائندوں کو چاہیئے کہ وہ اس بات کی حمایت کریں یہ ایک اصول اپنا لینا چاہیئے ۔ مخالفت برائے مخالفت یا موافقت برائے موافقت کوئی اصول نہیں ہے ۔ اسلام کا اصول ہے کہ نیکی کے ساتھ تعاون کرو اور برائی کے ساتھ تعاون نہ کرو میں جناب وزیر قانون کے اس اقدام کو سراہتا ہوں کہ انہوں نے مخدوم زادہ صاحب اور دوسرے اصحاب کی طرف سے جو معقول تجاویز آئیں ہیں ان کو تسلیم کیا ہے اور ان اصحاب نے جو تعمیری تنقید کی ہے ۔ اس کو انہوں نے تسلیم کر لیا میں چاہتا ہوں ۔ کہ اسی طرح حکومت کے تمام نمائندوں کا یہی جذبہ ہونا چاہیئے ۔ اور اس کے علاوہ جو ہم لوگ آئے ہیں ہمارا بھی یہ جذبہ ہونا چاہیئے ۔ کل ہمارے جناب وزیر مال نے ایک اچھی روایت قائم کی تھی وہ اگر ذیب خامی سمجھتے ہیں اور وہ ایوان میں بیان کر رہے ہیں ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اقتدار میں کوئی ہے اور وہ خامی بیان کرتا ہے تو یہ بہت اچھی روایت ہے اسے کہنا چاہیئے ۔ ہر ممبر جو حق بات سمجھتا ہے اس کی تائید کرے ۔

اور جو غلط بات ہے اس کی تردید کرے ۔ چاہے وہ اقتدار سے تعلق رکھتا ہو یا غیر اقتدار سے ۔ خُذْ مَا صَفیٰ دَعْ مَاکدر اچھی بات کو لو اور بری بات کو چھوڑ دو ۔ یہ ایک اسلامی اصول ہے ۔ (قطع کلامی) جناب مجھے ضمنی بجٹ پر بھی موقع نہیں ملا ۔ میں وہ وقت بھی آپ سے لینا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آپ کے بعد بھی اور مقرر حضرات ہیں جو کافی دنوں سے انتظار فرما رہے ہیں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ جناب والا ۔ بعض تو ضمنی بجٹ پر تقریر کر چکے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ میں دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔۔۔۔۔

ایک معزز ممبر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں سپیکر صاحب سے گزارش کروں گا کہ مولانا کو دو چار منٹ دیئے جائیں تاکہ اس دن پر دے کے بارے میں جو جھگڑا پڑا تھا اس کی وضاحت ہو جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ آپ بات کرلیں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ جناب سپیکر ۔ امن عامہ کے بارے میں میں عرض کروں گا کہ حکومت کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنی رعایا کی مال جان عزت اور آبرو کی حفاظت کی جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم صحت وغیرہ سب اہم باتیں ہیں لیکن ان سے بھی ضروری ہے کہ حکومت سب سے پہلے امن عامہ کو مدِ نظر رکھے ۔ چادر اور چار دیواری کی اصطلاح بہت عمدہ ایجاد ہوئی تھی لیکن جتنی درگت اس کی اس دور میں بنی ہے اس کی مثال سابقہ ادوار میں نہیں ملتی ۔ علماء کا اغوا ہوا ہے ۔ مولانا اسلم قریشی کو اغوا ہوئے اڑھائی سال ہو چکے ہیں وہ ایک عالم دین اور ختم نبوت کے مبلغ تھے ۔ وہ آج تک نہ مل سکے اور نہ ہی ان کے مجرموں کی کوئی نشاندہی کی گئی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی چوہدری صاحب فرمایئے ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ جناب یہ وقت میرا شمار کیا جائے ۔

جناب محمد افضل چن ۔ جناب والا ۔ مولانا صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ موجودہ حکومت نے بہت اچھا کام کیا ہے ۔ میں مولانا صاحب سے دین کے متعلق یہ پوچھتا ہوں کہ اس حکومت نے کون سے آپ کے دکھ کو کم کیا ہے ۔ مجھے اس کی آپ نشاندہی کر دیں ۔ (قطع کلامیاں) کون سے نظام مصطفےٰ کی آپ بات کر رہے ہیں ۔

؎ آنکھوں میں آنسوؤں کے سمندر لئے ہوئے
اُف تک بھی کر سکے نہ زمانے کے ڈر سے ہم

اس نظام کی آپ مثال دیں جس نظام نے کسی آدمی کو سکھ دیا ہو ۔ کس نظام کی آپ تعریف

کر رہے ہیں۔ میں موجودہ نظام کی تعریف بالکل نہیں کروں گا۔ کون سا نظام مصطفےٰ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تشریف رکھیں جناب۔ جی مولانا صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر۔ میں تو قرآن کریم کے حکم کو پیش کر رہا ہوں کہ اسلامی ملک کے سربراہ کے لیے چار نکاتی پروگرام دیا گیا ہے۔ اس سمت میں نماز اور زکوٰۃ کی جانب کچھ پیش رفت ہوئی ہے جس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ میں نے تو اصلاح کی طرف توجہ دلائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ بات جاری رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ امن عامہ کے سلسلے میں عرض کر رہا ہوں۔ دن دہاڑے ڈکیتی۔ اغوا اور قتل روز بروز بڑھ رہے ہیں اور ان میں اضافہ ہو رہا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی۔

جناب محمد سلیم باجوہ۔ کیا اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے یا صرف چار شقوں پر مشتمل ہے۔ آپ ایک مکمل ضابطہ حیات کی بات کریں۔ اسلام ایک complete Code of life ہے۔

نہیں اس سے بہتر کوئی بزم ایسی
نظام ایسا دنیا میں لائے محمدؐ

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ آپ اس کی تائید کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ مولانا صاحب کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا صاحب ذرا مختصر بات کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا۔ امن عامہ کے سلسلے میں مَیں عرض کر رہا تھا۔ کہ اس کی حالت نہایت ابتر ہے۔ حکومت کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ امن عامہ کو برقرار رکھے۔ جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ کرے۔ ان کی جتنی خرابی اس دور میں ہوئی ہے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ دو تین علماء اغوا ہو چکے ہیں قاری اشرف صاحب مولانا اسلم قریشی صاحب کا آج تک پتہ نہیں چلا۔

اس کے بعد تعلیمی پالیسی کے بارے میں مَیں چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بلاشبہ اس بجٹ میں تعلیمی پالیسی کو بہت اہمیت دی گئی ہے اور اس کے لیے بجٹ کا ایک معقول حصہ رکھا گیا ہے۔ لیکن نصاب تعلیم کی اصلاح ضروری ہے۔ ہمارے نصاب تعلیم میں اگرچہ کچھ اصلاح ہوئی ہے۔ لیکن ابھی اس میں بہت بڑی اصلاح کی ضرورت ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے نصاب تعلیم میں قرآن کریم جو ہماری سب سے پہلی اور بنیادی کتاب ہے کی تعلیم کا کوئی معقول بندوبست نہیں ہے۔ اگرچہ اب یہ لازمی کیا گیا ہے کہ میٹرک کے بعد جب تک طالب علم قرآن کریم کے پڑھنے کا سرٹیفیکیٹ پیش نہیں کرے گا اس کو داخلہ نہیں ملے گا۔ لیکن سکولوں میں قرآن کریم کی تعلیم کا کوئی معقول انتظام نہیں ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم لازمی کی جائے اور اس کا لازمی پیریڈ رکھا جائے اور کم از کم میٹرک تک قرآن کریم ختم ہو جانا چاہیے۔ اس کے علاوہ نصاب تعلیم میں دینی تعلیم بہت ہی معمولی مقدار میں رکھی گئی ہے۔ اس سلسلے میں مَیں سعودی عرب کے نصاب تعلیم کی مثال پیش کروں گا۔ کہ سعودی عرب کا نصاب تعلیم جہاں دنیاوی ہے وہاں اس کے اندر دین کی ضرورتیں بھی پوری کی گئی ہیں۔ اگر اس نصاب کو سامنے رکھ کر اپنے نصاب کی اصلاح کی جائے تو اس میں انشاءاللہ بہت فائدہ ہوگا۔ اس کے بعد مکتب سکیم کے بارے میں عرض کروں گا کہ مکتب سکیم ایک اچھی سکیم ہے اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ کم اخراجات سے کام ہوتا ہے تو مساجد کے اندر یہ مدارس کی سکیم چالو کی گئی ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ وہاں کے امام مسجد کی اضافی تنخواہ صرف ڈیڑھ سو روپیہ رکھی گئی ہے اس مہنگائی کے دور میں میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا مذاق نہیں ہو سکتا۔ ڈیڑھ سو روپیہ کوئی تنخواہ یا معاوضہ نہیں ہے جبکہ ان کے ساتھ ٹیچرز کی باقاعدہ معقول تنخواہ ہے لہٰذا ان کے اس معاوضے میں اضافہ ہونا چاہیے۔ (قطع کلامیاں)

چوہدری فضل حسین راہی۔ ایہہ ڈیڑھ سو روپے دا نال الاؤنس لیندے او۔ تے اوہ کتھے گیا؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی : آپ ذرا ادھر سے اجازت لیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب ذرا مختصر فرمائیں۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ جناب والا۔ میں تعلیم کے سلسلے میں اپنی ضروریات کا ذکر اگرچہ اپنے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ان حضرات کے نوٹس میں لا چکا ہوں۔ مگر یہاں بھی نوٹس میں لانا ضروری سمجھتا ہوں۔ ہمارے ہاں چنیوٹ میں جس کی دو لاکھ کی آبادی ہے۔ ایک انٹرمیڈیٹ گرلز کالج ہے۔

رائے جعفر خاں۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ تمام معزز ممبران کا حق برابر ہونا چاہیئے۔ مولانا صاحب نے دوگنا ٹائم لے لیا ہے۔ دوسرے معزز ممبران کو بھی ٹائم دیا جائے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ مولانا صاحب وقت کا خیال رکھیں۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا۔ میں اختصار سے عرض کرتا ہوں۔ جناب میں اپنی ضروریات بتا رہا ہوں کہ ہمارے چنیوٹ شہر کی ڈیڑھ دو لاکھ کی آبادی ہے۔ وہاں انٹر گرلز کالج ہے۔ مگر نو سال کے عرصے میں اس کی عمارت نہیں بن سکی۔ گورنمنٹ ہائی سکول کے ہوسٹل میں آج کل اس کی تعلیم جاری ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں محکمہ صحت نے اپنے پرانے ہسپتال کی وسیع جگہ محکمہ تعلیم کو منتقل کر دی ہے
میاں ممتاز احمد تبانہ : جناب والا۔ ہمارے مذہب میں کیا یہ جائز ہے کہ کسی کا حق غصب کیا جائے۔ مولانا آپ دوسرے ممبران کا حق مار رہے ہیں۔ آپ اپنے حصے کے مطابق ٹائم لیں۔ اور دوسروں کو بھی موقع دیں۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب والا۔ آدھا آدھا گھنٹہ ٹائم دیا جائے (قطع کلامیاں)
جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب آپ ایک منٹ اپنی تقریر ختم کر دیں۔ مہربانی۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی: ایک منٹ مشکل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر آپ تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: مجھے پہلے ٹائم نہیں دیا گیا اور میرا یہ ٹائم ضائع کیا جا رہا ہے جناب میں ڈگری کالج کے لیے عرض کر رہا تھا۔ کہ ایک تو اسے ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے۔ تاکہ ہم کی محتاجی سے بچ جائیں۔

چوہدری فضل حسین راہی: جناب والا۔ گلاں اناں relevant کہیندیاں نیں۔ ٹائم زیادہ لے لیا اے۔ پر گلاں چنگیاں کیتیاں نیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب کرنے دیں وہ بات ختم کر رہے ہیں

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا۔ وقت خواہ مخواہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے پڑوس میں ربوہ ہے۔ اور ہمارے ہاں ڈگری کالج نہ ہونے کی وجہ سے ہماری بچیاں مجبور ہوتی ہیں کہ وہ ربوہ جائیں اور اس میں ان کے لئے کئی قسم کی مشکلات ہیں۔ خدا کے لئے ہمیں تعلیم اور صحت کے شعبوں میں سے بچایا جائے۔ اور اس علاقے کے مسلمانوں کے ایمانوں کی حفاظت کی جائے۔ چنیوٹ اس سے کتنا بڑا علاقہ ہے۔ وہاں اس انٹر کالج کو ڈگری کالج قرار دیا جائے۔ اور اس کی مستقل عمارت بنائی جائے۔ نیز ہمارے پاس گرلز ہائی سکول ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب آپ تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا۔ ابھی میرے چند اور ضروری مسائل ہیں۔ مجھے ضمنی بجٹ میں بھی ٹائم نہیں دیا گیا۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب آپ تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا۔ میں رشوت کے بارے میں اتنا ہی عرض کرتا ہوں کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ رشوت کے سلسلے میں بہت باتیں ہوئی ہیں لیکن میری تجویز یہ ہے اور میں جناب ظفر عباس صاحب کی تجویز کی تائید کرتا ہوں کہ عوامی محاسبہ کمیٹیاں بنائی جائیں۔

اور اس کے ساتھ ساتھ بڑے اور چھوٹے افسروں کی تنخواہوں کا جو عدم تناسب ہے اس کو کم کیا جائے۔ چھوٹے افسروں کی تنخواہیں اس مہنگائی کے دور میں بہت کم ہیں۔ لہذا ملازمین کی تنخواہیں بڑھا کر کچھ ایسا معیار رکھا جائے کہ کسی حد تک ان کی ضرورت پوری ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں مولانا۔ مہربانی۔ جاوید اقبال چیمہ۔

مولوی منظور احمد چنیوٹی: جناب باقی لوگوں کو زیادہ وقت دیا گیا ہے۔ ابھی محترمہ شاہین منور چیمہ آدھ گھنٹہ انگریزی میں تقریر کرتی رہیں۔ ہمیں بھی کچھ وقت اور دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا آپ تشریف رکھیں۔ مہربانی کریں۔ دوسروں کے حقوق کا بھی خیال رکھیں۔ جاوید اقبال چیمہ صاحب۔

جناب نصراللہ خان دریشک: جناب والا۔ جناب کے آنے سے پہلے جناب سپیکر صاحب نے ایک کمیٹی مقرر فرمائی تھی۔ ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف میں آپ کی اجازت سے ایک ریزولیوشن move کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ ریزولیوشن move کر دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے ایوان کی اجازت لے لیں۔

جناب نصراللہ خان دریشک: پہلے اس سلسلہ میں ایوان کی اجازت ہے جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا ایوان اجازت دیتا ہے؟

(آوازیں۔ اجازت ہے)

جناب نصراللہ خان دریشک: جناب سپیکر۔ آپ سے میں یہ ریزولیوشن انگریزی زبان میں move کرنے کی اس لئے اجازت چاہوں گا کہ یہ جو واٹر لیشن اگریمنٹ ہوا تھا۔ اس کی ساری Terms انگریزی میں ہیں۔ اس وجہ سے آپ کی اجازت سے میں اسے انگریزی میں پیش کرونگا۔

RESOLUTION

The House views with concern the unileteral closure of Chashma-Jhelum Link Canal since 9-5-1985, thereby denying irrigation waters from the river Indus to about 27 lac acres in the most critical

early Kharif period. Punjab Government was not consulted by Federal Government in making ad hoc arrangements for distribution of waters of the Indus river for the current early Kharif period, whereby Chashma-Jhelum Link was shown to have no right on the flow supplies of the Indus river.

2. Chashma-Jhelum Link was constructed as a consequence of the Indus Waters Treaty 1960 and its rights and operational eriteria was prescribed and approved by Federal Government. Trimmu and Islam systems of canals are to be fed from the Indus through Chashma-Jhelum Link and have been made an integral part of the Indus and Tarbela Commands. These arrangements were made in supersession of all working arrangements made in the past prior to signing of Indus Waters Treaty 1960. No ad-hoc arrangements can take away the right of Chashma-Jhelum Canal to take water from the Indus river to feed the canals dependent on it. The ad-hoc arrangements for the flood period in 1972, 1973 and 1974 pre-Tarbela period were made specifically for the year concerned and cannot be applied to 1985.

3. The House views with grave concern the unfortunate famine conditions created in affected areas due to closure of Chashma-Jhelum Link. The cotton sowing in more than 12 lac acreas has been jeopardized. People do not have even drinking water. Other crops have been damaged. In order to avert total destruction, the Link Canal should be opened immediately with its due share of Indus waters. It is further resolved that in future, the Link Canal must not be closed under any circumstances.

(The Resolution was Passed by the House unanimously.)

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جاوید اقبال چیمہ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب محمد جاوید اقبال ۔ (سرگودھا)۔ جناب والا۔ میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کے لئے موقع دیا۔ اس سے پہلے بھی جب میں پنجاب کونسل کا ممبر تھا۔ تو اس ہاؤس میں حاضری کا موقع ملتا رہا۔ لیکن اس وقت اور رنگ تھا اور اس وقت پنجاب اسمبلی کے ممبران جو ہیں، وہ میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ اعتماد سے ساتھ بات کر سکتے ہیں اور بات کر رہے ہیں۔ لیکن جو توقعات عوام نے ہمارے ساتھ وابستہ کی تھیں اور جن توقعات کو وابستہ کر کے انہوں نے ہمیں یہاں پر بھیجا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم شاید ان کو پورا نہیں کر رہے

رہیں کیونکہ ان کی مشکلات میں ان کے کاموں کے سلسلہ میں ہمیں قدم قدم پر بیوروکریسی سے واسطہ پڑتا ہے اور افسران کا اپنا ایک مزاج ہے جو کہ مشکلات کو کم کرنے کی بجائے کئی دفعہ مشکلات بڑھا دیتا ہے۔ میں آپ کے توسط سے حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ ایم۔پی۔اے کو اتنا بااختیار تو بنایا جائے کہ ان پر عوام کا اعتماد بحال رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر عوام کا اعتماد ہم پر نہیں رہتا تو پھر ہیں اس سارے سلسلے کو چلانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جناب والا یہ طے شدہ امر ہے کہ پاکستان کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے۔ لیکن زراعت جتنی توجہ کی متقاضی ہے اتنی توجہ شاید ہم اسے نہیں دے رہے ہیں۔ کل یہاں پر مخدوم حسن محمود صاحب نے مشرقی پنجاب اور پاکستانی پنجاب میں آبیانہ کا فرق اور اس کا تقابلی جائزہ پیش کیا تھا۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مشرقی پنجاب میں کاشت کار کو زیادہ سہولتیں میسر ہیں مگر پاک پنجاب میں کاشت کار کو کم سہولتیں ہیں پہلے بھی ہمیں یہ علم ہے کہ مشرقی پنجاب میں کاشت کار کو ٹریکٹر سستا ملتا ہے۔ ہماری نسبت اسے کھاد بھی سستی ملتی ہے۔ بیج سستا ملتا ہے۔ ہماری نسبت اسے کھاد بھی سستی ملتی ہے۔ بیج سستا ملتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اسے ٹیوب ویل کے لئے بجلی ترجیحی بنیادوں پر ملتی ہے۔ جبکہ ہمارے یہاں جو لوڈشیڈنگ کا تزلہ ہے وہ سارے کا سارا دیہی علاقہ پر گرتا ہے۔ جس سے کاشت کار کا ٹیوب ویل زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ تو میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ کاشت کار کو ٹیوب ویل کے لئے بجلی زیادہ فراہم کی جائے، بے شک شہروں میں ہمارے ایئرکنڈیشنرز بند ہو جائیں۔ اسی طرح زراعت کو ترقی دینے کے لئے بلاسود قرضہ جات جاری کئے جاتے ہیں ان کا سب سے زیادہ فائدہ بنک منیجر اٹھاتا ہے۔ کیونکہ قرضہ جاری کرنے والی یہی اتھارٹی ہے۔ اور اسی حیثیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جعلی ناموں سے قرضہ حاصل کر کے اسی پیسے کو اپنے اکاؤنٹ میں رکھ کر وہ سود اور منافع وغیرہ لیتا ہے اس سلسلہ میں آپ کے توسط سے میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ قرضہ کے حصول کے لئے اس طرح کی پالیسی بنائی جائے جس سے کاشتکار کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔ جناب والا کاشت کار ہمارے علاقہ میں سب سے مظلوم طبقہ ہے۔ شوگر ملوں کے مالکان کی نظر کرم بھی اس پہ پڑی ہے۔ ۸۰-۱۹۸۱ء میں شوگر ملوں کے مالکان

کی فیڈرل منسٹر برائے خوراک کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی تھی اور اس میں مقررہ منافع سے زائد آمدن کو کاشت کاروں میں تقسیم کرنے کا ایک فارمولا بنایا گیا تھا۔ لیکن اس وقت تک اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ میرے پاس سارا ریکارڈ موجود ہے جس میں مختلف محکموں نے آپس میں خط و کتابت کی ہے۔ اس سلسلے میں، ایک چٹھی پڑھ کر سناتا ہوں جس کا عنوان ہے۔

Sharing of profit with the farmers earned by the sugar mills on account of Sucrose contents being higher than assumed in the ex-factory price fixation (since succession) formula.

تو اس میں آگے چل کر یہ لکھتے ہیں،

All the sugar mills in the Province since 25th March stopped crushing sugar cane for the season 1983-84. A statement showing mill-wise positiion regarding the cane purchased, sugar produced and recovery percentage obtained from them is enclosed. It would be observed from the statement that the two mills Noon Sugar Mills Limited, Bhalwal, District Sargodha and Shahtaj Sugar Mills Limited, Mandi Bahauddin, District Gujrat, could only exceed the Base level of 8.55 per cent prescribed by the Federal Government for Punjab Province. In pursuance of the above decision the amount payable by these two sugar mills to the sugar cane growers- comes to Rs. 40,72,000/-.

جناب والا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر صرف دو ملوں میں ایک سال کے لئے کاشت کار کا جو حصہ ہے وہ ۴۰ لاکھ ۷۲ ہزار روپے بنتا ہے۔ تو ان پانچ سالوں میں جب سے یہ فیصلہ ہوا ہے اس وقت سے اب تک پورے پنجاب کی جتنی ملیں ہیں ان کے ذمہ کاشت کار کا کروڑوں نہیں بلکہ اربوں روپے حصہ نکلتا ہے میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب سے یہ گزارش کروں گا کہ کاشت کار کو اس کا وہ حصہ دلوایا جائے

جناب والا آج کل پنجاب پانی کے جس بحران سے گزر رہا ہے، اس سے میں اپنے آپ کو لاتعلق نہیں رکھ سکتا۔ لیکن چونکہ پہلے پانی پر مفصل گفتگو ہو چکی ہے، اس لئے صرف یہی گزارش کروں گا کہ اس سے

پانی کے مسئلے کو جنگی بنیادوں پر حل کرنے کی کوشش کی جائے۔

اب جناب والا میں اس ایوان کی توجہ سرگودھا کے مسائل کی طرف دلانا چاہتا ہوں، میرا تعلق سرگودھا شہر سے ہے۔ وہاں پر انڈسٹری کی ترقی کے لئے ایک انڈسٹریل سٹیٹ بنائی گئی ہے۔ لیکن وہ سائٹ جو اس کے لئے select کی گئی ہے وہ اس قدر سیم زدہ علاقہ میں ہے کہ لوگ وہاں پر فیکٹریاں بنانے کے لئے تیار نہیں ہیں خاص طور پر اس لئے بھی کہ وہاں پر زمین کی قیمت ۴ ہزار روپے فی مرلہ رکھی گئی ہے، تو اتنی مہنگی زمین خرید کر وہاں کوئی شخص بھی فیکٹری لگانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ عرصہ دو تین سال سے یہ جگہ ویسے ہی پڑی ہوئی ہے۔ مہربانی کر کے اس کی قیمت پر نظر ثانی کی جائے اور زمین کی قیمت چار ہزار روپے مرلہ کی بجائے دو ہزار روپے مرلہ کر کے اسے فیکٹریاں بنانے والوں کو دیا جائے اس طریقے سے وہ علاقہ ترقی کر سکے گا۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ گذارش بھی کروں گا کہ چونکہ سرگودھا میں کوئی بڑی انڈسٹری نہیں ہے اگر اسے فری ٹیکس زون ایریا قرار دے دیا جائے تو سرمایہ دار اس طرف توجہ دیں گے اور یہاں بھی بڑے بڑے کارخانے اور ملیں لگیں گی اور ہمارا شہر بھی ترقی کر سکے گا انڈسٹری نہ ہونے کی وجہ سے ہماری میونسپل کارپوریشن کے محصول کم ہیں اور بھی کئی عوامل ایسے ہیں جس کی وجہ سے میونسپل کارپوریشن کی آمدنی انتہائی تھوڑی ہے میں گذارش کروں گا کہ بعض ٹاؤن کمیٹیاں اور چھوٹے چھوٹے قصبوں کے ترقیاتی پروگراموں کے لئے زیادہ فنڈز مختص کئے جاتے ہیں جبکہ سرگودھا میں ترقیاتی پروگرام کے لئے صرف چالیس یا پچاس لاکھ رکھا جاتا ہے جس کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ سرگودھا شہر کھنڈرات کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اگر کوئی صاحب بھی تشریف لے جائیں تو وہ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ وہاں پر کوئی سڑک سلامت نہیں ہے۔ وہاں سیوریج کا مسئلہ بھی بہت اہم ہے کیونکہ سڑکوں پر پانی کھڑا رہتا ہے۔ واٹر سپلائی کا انتظام انتہائی ناقص ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ترقیاتی کاموں کے لئے فنڈز بہت تھوڑے ہیں۔ سرگودھا میں تین ہائی سکول اور چار مڈل سکول جو ہیں ان کا انتظام بھی کارپوریشن کو کرنا پڑتا ہے اور ان پر تیس چالیس لاکھ خرچ ہوتا ہے۔ حکومت اپنی

ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے ان سکولوں کو اپنے ذمہ لے لے تاکہ یہ رقم بھی شہروں کی ترقی پر خرچ کی جا سکے۔ جناب والا آپ کے توسط سے میں معزز ایوان میں یہ گذارش کروں گا کہ اگر سرگودھا شہر کو مصیبت زدہ علاقہ قرار دے کر اس کے لئے کوئی سپیشل گرانٹ مہیا کی جائے تو پھر اس کی تعمیر و ترقی ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ میری گذارش یہ ہے کہ کافی عرصہ سے سرگودھا شہر کو اے کلاس شہر قرار دیا گیا ہے۔ ایک دفعہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کوئی پانچ چھ سال پہلے وہاں تشریف لے گئے تھے انہوں نے بھی وعدہ کیا تھا۔ لیکن اب تک وہاں سرکاری ملازموں کو اے کلاس شہری کی مراعات نہیں ملیں آپ کے توسط سے درخواست کروں گا کہ موجودہ بجٹ میں اس کے لئے پروویژن رکھی جائے اور سرگودھا شہر کو اے کلاس شہر کا درجہ دیا جائے ابھی ایک فاضل ممبر دوست ہسپتالوں میں لگائی جانے والی بستر فیس پر تبصرہ کر رہے تھے میں بھی اس سلسلہ میں گذارش کروں گا کہ یہ بات میرے مشاہدہ میں آئی ہے کہ جس روز سے بستر پر فیس پڑھی ہے۔ اس سے دو چار دن کے بعد ٹی بی ہسپتال سے کئی مریض بستر چھوڑ کر اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں اگر وہ ہسپتال میں واپس نہیں آتے تو اپنے محلوں میں بیماری پھیلانے کا موجب بنیں گے اور یہ غلط سرکاری پالیسی کی وجہ سے ہو گا جناب والا میری صرف ایک دو باتیں رہ گئی ہیں۔ بجٹ تقریر میں جناب وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ رواں مالی سال کی نسبت ۸۶-۱۹۸۵ کے بجٹ میں ایک ارب ۲۷ کروڑ روپے کی رقم ترقیاتی پروگراموں کے لئے زیادہ رکھی گئی ہے جناب والا یہ بالکل درست ہے کہ ہم رقم اس مقصد کے لئے رکھی گئی ہے

پروگراموں کے لئے جو رقم رکھی ہے اس کا ذکر نہیں کیا جو کہ رواں مالی سال میں صرف ۹ ارب روپے ہے اور جو آئندہ بجٹ آ رہا ہے اس میں ۵ ارب روپے ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ترقیاتی پروگرام کے لئے صرف ایک ارب ۲۷ کروڑ روپے رکھا گیا ہے جبکہ غیر ترقیاتی پروگرام کے لئے ۱۶ ارب روپے کی رقم زیادہ رکھی گئی ہے آئندہ مالی سال میں بجٹ میں ایک سڑکوں اور ریلوں کا

ہیڈ ہے اس میں رواں مالی سال کی نسبت پانچ کروڑ ۹۳ لاکھ روپے کم رکھے گئے ہیں تو اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ سڑکیں اور پل ہمارے فاصلوں کو کم کرنے میں مدد دیتے ہیں اور اگر ان کے ہیڈ میں کمی کر دی جائے تو یہ ترقی کی راہ میں ایک رکاوٹ ہو گی۔ اس حقیقت سے سب واقف ہیں کہ جب فاصلے کم ہوتے ہیں تو ترقی میں خاصی مدد ملتی ہے۔ مہربانی کر کے جو غیر ترقیاتی رقوم اتنی بڑھا دی گئی ہیں ان سے کچھ فنڈ سڑکوں اور پلوں کے لئے رکھا جائے تاکہ صوبہ پنجاب زیادہ ترقی کر سکے۔ جناب والا وقت کم ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت لیتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر: سردار الطاف حسین صاحب۔ (تشریف نہیں رکھتے)

رئیس مشتاق احمد صاحب!

جناب فضل حسین راہی: جناب والا کورم نہیں ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔

(کورم اس وقت پورا ہو گیا ہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار الطاف حسین صاحب۔ سردار صاحب نہیں ہیں کیا؟

رئیس مشتاق احمد صاحب، سید محمد عظیم شاہ بخاری صاحب، ریاض امیر۔۔۔

جناب رئیس مشتاق احمد، رحیم یار خاں: میں موجود ہوں جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ فرمائیے۔

آوازیں: سپیکر صاحب کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اجلاس کی کارروائی suspend کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ممبر گن لیں۔

ایک معزز ممبر: ممبر پورے نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم پورا نہیں ہے اس لئے کورم پورا ہونے تک اجلاس پانچ منٹ کے لئے suspend کیا جاتا ہے۔

آوازیں : کورم پورا ہوگیا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر : کورم پورا ہے جلیں آپ تقریر جاری رکھیں ۔

جناب رئیس مشتاق احمد : جناب سپیکر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا فراہم کیا ۔ میرا نام رئیس مشتاق احمد ہے ۔ میں ضلع رحیم یار خان سے تعلق رکھتا ہوں اور وہاں سے الیکشن لڑ کر یہاں آیا ہوں جناب والا میں مبارک دیتا ہوں جناب وزیر خزانہ صاحب کو کہ انہوں نے جو بجٹ پیش کیا ہے وہ مناسب ہے اور دوسرا کہ وہ ہمارے ضلع سے بھی تعلق رکھتے ہیں ۔ انہوں نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ ٹھیک ہے ۔ سب سے پہلے تو میں پانی کے متعلق عرض کروں گا یہ بہت ضروری ہے جس کے لئے ایک ریزولیوشن بھی پاس ہو چکا ہے ۔ اگر یہ مسئلہ جلدی حل نہ ہوا تو نہ صرف پنجاب کے لئے بلکہ پورے پاکستان کے لئے بہت نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے اس کے بعد عرض کروں گا کہ مارشل لاء کو فوری طور پر ختم کیا جائے ۔

دوسری بات محکمہ تعلیم کے متعلق ہے جس مد میں زیادہ پیسہ خرچ کیا گیا ہے ۔ اس کے متعلق تو ہماری سکیمیں آئی نہیں ہیں ۔ جیسا کہ بہت سارے معزز اراکین نے کہا ہے کہ کسی ممبر نے سکیمیں نہیں دیں لیکن یہ ضروری ہیں جو میں عرض کروں گا ۔ تحصیل لیاقت پور سے میں تعلق رکھتا ہوں ۔ تحصیل لیاقت پور میں ایک زنانہ انٹر کالج گورنمنٹ کی طرف سے منظور ہوا ہے لیکن آج تک اس کی بلڈنگ نہیں بنی ۔ لیاقت پور کے عوام نے خود بہت سارا پیسہ لگا کر بلڈنگ بنا دی ہے ۔ مہربانی کر کے اس کی بلڈنگ اس بجٹ میں منظور فرمائی جائے ۔ لیاقت پور میں ایک ڈگری کالج ہے وہ انٹر کالج کی بلڈنگ میں چل رہا ہے وہاں ڈگری کالج کی بلڈنگ نہیں ہے ۔ خاص طور پر وہاں کے جو پرنسپل اور لیکچرر ہیں ان کے لئے رہائش دستیاب نہیں ہے ۔ لیاقت پور ایک چھوٹی سی منڈی ہے وہاں مکان بھی کرایہ پر نہیں ملتے ۔ گورنمنٹ کی اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان کی رہائش کا انتظام کریں اور ڈگری کالج کی بلڈنگ بنائیں ۔ اس کے علاوہ وہاں جو لیکچرار اینڈ ھاک بنیادوں پر متعین ہیں وہ دلجمعی سے کام نہیں کر رہے اس لئے ان کو

مستقل کیا جائے تاکہ وہ دلچسپی سے کام کریں اور لڑکوں کی تعلیمی حالت بہتر ہو جائے۔ اس کے بعد پرائمری تعلیم کی حالت کے بارہ میں گذارش ہے۔ پرائمری تعلیم کے لئے وہاں ہر بستی میں سکول کھولے جائیں اور وہاں کی تعلیم کا معیار بلند کیا جائے۔ وہاں کے پرائمری سکولوں میں جو اساتذہ ہوتے ہیں وہ صحیح صورت میں پڑھاتے نہیں۔ محکمہ تعلیم کو اس بات کا خیال کرنا چاہیئے۔ وہاں یہ ہوتا ہے کہ اگر ایک سکول میں تین ٹیچر ہیں تو ایک ٹیچر ایک دن آتا ہے دوسرا دوسرے دن آتا ہے اسی طرح تیسرا تیسرے دن آتا ہے اس کا مناسب سدباب کیا جائے۔ ایک اور خاص بات یہ ہے کہ لیاقت پور میں دیہاتی ماحول ہونے کی وجہ سے لوگ پردے کے بے حد پابند ہیں اور وہاں بچیاں اور استانیاں بھی سخت پردہ کرتی ہیں۔ گرلز سکولوں کی عمارات نہیں ہیں۔ بچیاں اور استانیاں بغیر پردے کے نہیں بیٹھ سکتیں اس لئے خاص طور پر زنانہ پرائمری سکول کی عمارتیں اور پردہ کے لئے دیواریں بھی بنانی چاہئیں۔

ایک اور بات یہ ہے کہ حکومت اور ہم ایک ہی ہیں نہ وہ ہم سے الگ ہیں اور نہ ہم ان سے الگ ہیں لیکن یہاں جو کچھ کیا جا رہا ہے یہ کوئی روایت نہیں ہے جیسا کہ کل مخدوم زادہ صاحب نے اٹھ کر تقریر کی۔ تمام صاحبان اس چیز کو مانیں گے کہ وہ figures کا حوالہ دے کر ضرورت کے مطابق تقریر کر رہے تھے لیکن پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں اور مصلے پر بیٹھیں اور نماز پڑھیں۔ یہ بہت افسوسناک بات ہے۔ بہرحال یا تو یہ بتائیں کہ سیکرٹری صاحبان نے یہاں مخدوم زادہ کو چن کر بھیجا ہے۔ تو وہ پھر وہ مصلے پر چلے جائیں۔ جب عوام نے انہیں چن کر بھیجا ہے تو ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ خاص طور پر کہ یہاں جو لوگ اجلاس کی کاروائی دیکھنے کے لئے آتے ہیں تو وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم ایک دوسرے کا استحقاق مجروح کرتے ہیں۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے متعلق خیال کرنا چاہیئے کہ یہ سب صوبوں سے بڑی اسمبلی ہے اس کے بعد ٹیوب ویلز کے متعلق میں کہوں گا کہ ہماری تحصیل لیاقت پور میں جو ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں وہ صحیح کام نہیں کر رہے۔ میں نے وزیر اعلیٰ کی خدمت میں بہاولپور میں بھی عرض کیا تھا اور ابھی عرض کیا ہے کہ وہ لوگ لیاقت پور

ہیں صحیح کام نہیں کرتے ہے۔ وہ زمینداروں کو تنگ کر رہے ہیں اور جو چھوٹے چھوٹے کاشتکار ہیں وہ ان سے پیسے لیتے ہیں۔ اگر ٹیوب ویل میں چھوٹا سا نقص ہو تو وہ اس کو درست کرنے میں بھی آٹھ دن لگا دیتے ہیں ان کاشتکاروں کا آپ کو خاص خیال کرنا چاہیئے کہ ان کے ساتھ ایسی زیادتیاں نہ ہوں۔ خاص طور پر آجکل جبکہ کپاس کی فصل کے کاشت کے دن ہیں اور پانی نہروں میں نہیں آ رہا ہے ہم نہری پانی کے حساب سے ٹیل پر ہیں۔ ہمارے ضلع کی حالت جو ہے وہ ٹیل کی ہے۔ حقیقت میں ان کے پانی کا حصہ نو ہزار چھ سو کیوسک ہے لیکن اس وقت نہر میں پانی تین ہزار پانچ سو اتالیس کیوسک چل رہا ہے۔ بہرحال وہ نہریں چلتی ہیں اسی طرح عباسیہ ہے جہاں آبادکار لوگ بستے ہیں لیکن وہاں پینے کا پانی نہیں ہے بلکہ کرٹھا پانی ہے وہاں نہر ۔۱۱ کیوسک چلنی چاہیئے لیکن چونکہ وہ ۲۷ ۴ کیوسک چل رہی ہے اس لئے ٹیل تک پانی نہیں پہنچتا۔ جانور بھی مر رہے ہیں اور لوگ ٹرالیوں اور ٹریکٹروں پر پینے کے لئے دور سے پانی لاتے ہیں۔ اس کا خاص خیال رکھا جائے اور کچھ زیادہ مقدار میں پانی دیا جائے۔ کم از کم پینے کے لئے تو پانی دیا جائے۔ اس کے بعد جناب والا اب عباسیہ آبادکار لوگوں کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں ان کے متعلق میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ وہاں بجلی بالکل میسر نہیں ہے کیونکہ ہماری لیاقت پور تحصیل میں آدھ میل کا فاصلہ مقرر کر دیا گیا ہے اور آدھ میل سے ان کو کبھی بھی بجلی نہیں مل سکتی۔ آدھ میل جو کچا علاقہ ہے وہاں بجلی مل سکتی ہے کیونکہ وہاں سکارپ لائینیں ہیں لیکن جو چکوک نئے آباد ہوئے وہاں نہ تو سکارپ ہے اور نہ ہی پانی دستیاب ہے اس لئے وہاں بجلی نہیں پہنچ سکتی اس کا فاصلہ ایک ڈیڑھ میل کر دیا جائے تاکہ بجلی آسانی سے پہنچ سکے۔ آبادکار لوگوں ۵۰ء سے آبادی شروع ہوئی ہے اور ان کو ایک ایک لاٹ ملی ہے اگرچہ ۲۵ سال گذر چکے ہیں مگر وہ اب بھی ایک لاٹ پر گذارہ کر رہے ہیں جبکہ ان کے کم از کم پانچ پانچ چھ چھ سات سات بچے ہو چکے ہیں جو بالغ اور شادی شدہ ہیں۔ ان کو زمین زیادہ دینی چاہیئے اور ان کو چولستان سے زمین الاٹ کرنی چاہیئے۔ وہاں ہسپتال بالکل نہیں ہیں اور وہ لوگ تیس چالیس میل تک پھیلے ہوئے ہیں۔ لیاقت پور تک ان کو پہنچنا مشکل ہو جاتا

تک ان کو پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے تین چار ایسی لمبی سڑکیں ہیں کہ اگر وہ ان کو دے دی جائیں تو ان کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ یاقت پور میں عباسیہ کے متعلق میں کہہ رہا ہوں کہ وہاں جانوروں کے لئے ہسپتال نہیں ہیں۔ اگر کوئی جانور بیمار ہو جائے تو تیس میل کے فاصلے سے ہسپتال تک لاتے لاتے وہ راستے میں ہی مر جاتا ہے۔ جانوروں کے لئے بھی ہسپتال ہونے چاہئیں۔ اس کے بعد کچے کے علاقے میں تین چار سڑکیں جو ہیں وہ نہایت ضروری ہیں وہ بھی دینی چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے صرف دس منٹ ہیں اور دوسرے مقرر نے بھی بولنا ہے۔

جناب رئیس مشتاق احمد: بس ایک منٹ سر دو تین سڑکیں ہیں اللہ آباد سے ترنڈا، اللہ آباد سے شاہی روڈ، اللہ آباد سے میکلا اور ایک للہ میانی سے میکلا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پیر احمد شاہ کھگا صاحب!

پیر احمد شاہ کھگا: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم والحمد للہ رب العالمین۔ جناب سپیکر!

موجودہ بجٹ جو آپ کے سامنے پیش ہے اس کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ ہمارے دیہات اور بیرونی علاقے ۸۵ فیصد آبادی رکھتے ہیں۔ ۱۵ یا ۲۰ فیصد آبادی شہروں کی ہے۔ ۸۵ فیصد آبادی کو اس کے تناسب سے بجٹ کا حصہ نہیں دیا گیا اس پر جناب والا حقوق العباد کا اطلاق ہوتا ہے اگر ایسا ہمیشہ ہی ہوتا رہا تو آپ جانتے ہیں کہ حکومتیں بدلتی رہی ہیں اور بدلتی رہیں گی۔ جناب سپیکر غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ آپ اس بجٹ کو صحیح تجویز کر کے ۸۴، ۸۵ فیصدی یا اس سے ایک آدھ فیصدی کم دے دیں۔ جتنا بجٹ کا حصہ ہمارے حصہ میں آتا ہے وہ دلایا جائے ورنہ پھر آپ کی حکومت بھی بدل جائے گی۔ نا انصافی طوفان کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

(تالیاں)

جہاں تک حقوق العباد کا تعلق ہے جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ان کے لئے کھلی چھٹی ہو گی کہ

وہ بہشتوں میں جائیں اور کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی مگر جس وقت وہ لوگ جنت میں جائیں گے جن کے ذمے حقوق العباد ہوں گے تو انہیں فرشتے روک لیں گے اور کہیں گے کہ آپ پہلے حقوق العباد ادا کر کے آئیں تو پھر آپ کو بہشت میں جانے کی اجازت ہوگی۔ تو جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی کے حق کی تلفی نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہ بجٹ ۸۵ فیصد آبادی کے خلاف صرف ۲۰ فیصد کو دیا جاتا ہے جس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی حکومتوں میں کھلبلی رہتی ہے اور ٹوٹ پھوٹ کر ضائع ہوتی رہتی ہیں۔ حقوق العباد کے معاملہ میں اللہ پاک نے شہیدوں کو معاف نہیں کیا تو پھر ہمارے پنجاب کی حکومت کے وزیر خزانہ کو کیسے معاف کریں گے۔

میں اس بجٹ کے متعلق میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ مشرقی پنجاب کا جس وقت سردار پرتاب سنگھ کیرول وزیر اعلیٰ مقرر ہوا تو اس کے کرسی صدارت پر براجمان ہونے کے بعد تمام سیکرٹری صاحبان اکٹھے ہوئے اور پوچھا کہ حضور پالیسی کے بارے میں فرمایا جائے کہ ہمارے پنجاب میں پالیسی کیسی ہونی چاہیئے تو کہنے لگا کہ میں ذرا کم پڑھا ہوا وزیر اعلیٰ ہوں میں زیادہ پالیسیوں کو نہیں جانتا مگر میں مشرقی پنجاب میں پگڈنڈیاں چاہتا ہوں اور مشرقی پنجاب کے ہر گاؤں میں پختہ سڑک، ہر گاؤں میں بجلی، ہسپتال، سکول اور کالج چاہتا ہوں اور یہ سب کچھ اپنے وقت میں لازمی طور پر کرواؤں گا آپ اس طرح کی کوئی اعلیٰ تجویز بنا کر مجھے پیش کریں اگر ترقی کے لئے مزید پیسے کی ضرورت ہوئی تو ادھر سے پیسہ لا دوں گا۔ چنانچہ مشرقی پنجاب میں کوئی گاؤں ایسا نہیں ہے جس میں بجلی نہ ہو، کوئی گاؤں ایسا نہیں ہے جس میں پختہ سڑک نہ ہو۔ ۲۰، ۳۰ میل کے ایریا میں انٹرمیڈیٹ کالج یا ۱۰، ۵ میل کے ایریا میں ہائی سکول یا کوئی ۴ میل میں مڈل سکول یا دو میل کے ایریا میں پرائمری سکول نہ بنوائے ہوں۔ یہ شان ہے قوم کے بہی خواہ لیڈر کی۔ ہمارے لیڈر صاحبان کے دل میں بھی یہی سوچ ہونی چاہیئے کہ ہمارے پنجاب کی ترقی اس شکل میں ہو جس طرح سردار پرتاب سنگھ کیرا نے واقعی کی تھی۔ ہمارے ساتھ بھی اس قسم کی ہمدردی ہونی چاہیئے کیونکہ آج کل آپ ہمارے گاؤں اور علاقے کو اگر دیکھیں تو میرے خیال میں وہاں اندھیرے کے سوا کچھ میسر نہیں ہوگا۔ دیہات کے

لوگوں کو روشنی تک میسر نہیں۔ سکول اگر ہیں تو ان کی چھت نہیں چھت ہے تو وہاں ٹاٹ نہیں ٹاٹ ہے تو کرسی نہیں۔ ہسپتال ہے تو دوائی نہیں ہے۔ جناب سے یہ عرض کروں گا کہ ہماری بڑی بڑی ایئر کنڈیشنڈ کاریں اور بڑے بڑے سلسلے ہیں یہ ہمیں حقوق العباد سے دور کرتے ہیں۔ جتنا مضبوط وزیراعظم بھٹو تھا اس ملک میں شاید دو سروں کے دلوں میں اتنی مضبوطی نہیں ہو گی۔

جناب والا! اس بجٹ میں جناب وزیر خزانہ نے جو لکھا ہوا پڑھا ہے وہ تو بڑا شاندار ہے اور ان کے پڑھنے میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں ہے لیکن اندرون اسمبلی یہ ملی بجٹ اور ضمنی بجٹ دکھا کر بنانے پڑتے ہیں اگر وہ غور فرمائیں تو جو ہماری دیہاتی آبادی ۸۴-۸۵ فیصد کے لگ بھگ بنتی ہے۔ وہاں تو ذرا ترقی نہیں ہوئی۔ ان بجٹوں کا اس طرح بننا، کتابت ہونا اور کتابچے بن بن کر میزوں پر رکھے جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

پٹرول کی قیمت ہر بجٹ میں بڑھ جاتی ہے پٹرول کی قیمت بڑھنے سے دوسری چیزوں کو کیوں بڑھنے دیا جاتا ہے؟ پٹرول کی قیمت بڑھنے کے ساتھ ہی چیزوں کی قیمتیں بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں جنہیں انتظامیہ بھی کنٹرول نہیں کر سکتی اور نہ ہی انہیں کسی حد تک مقرر رکھ سکتی ہے کہ وہ ہمارے دیہات کو عوام کو مناسب قیمتوں پہ چیزیں دستیاب ہوتی ہیں۔

حکومتوں پر دو قسم کا فرض ہوتا ہے ایک یہ کہ اپنی رعایا کو صحت دلائے اور دوسرے اپنی رعایا کو آرام دلائے۔ اگر دونوں چیزیں مہیا نہ ہوں تو میرا خیال ہے کہ حکومت کو اپنے کارناموں کو شاندار کر کے نہیں دکھانا چاہیئے۔ حکومت کو چاہیئے کہ دونوں چیزیں رعایا کو مہیا کرے تو خداوند تعالیٰ بھی خوش ہوتا ہے اور ان کو زیادہ ترقی اور عزت بخشتا ہے تو اس لئے مہربانی کر کے اس بجٹ میں حقوق العباد کا جہاں تک تعلق ہے ان حقوق کے مطابق بجٹ کی تقسیم کرائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ بہت دیر تک موجود رہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس کی کارروائی کل صبح آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس کی کارروائی مورخہ ۵ ؍ جون ۱۹۸۵ء صبح ۸ بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ، ۵ جون ۱۹۸۵ء

(چہار شنبہ، ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ)

جلد ۳ —— شمارہ ۵

سرکاری رپورٹ

مندرجات

(بدھ، ۵ جون ۱۹۸۵ء)

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱ -	تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ	۷۲۹
۲ -	میزانیہ برائے سال ۸۶ - ۱۹۸۵ء پر عام بحث (جس میں صوبائی مجموعی سرمایہ سے واجب الادا اخراجات بھی شامل ہیں) (جاری)	۷۳۰

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

بدھ ۵ جون ۱۹۸۵ء

(چہار شنبہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۸ بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

قاری علی حسین صدیقی نے تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَسَّهُ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

سورۃ یونس پارہ ۱۱ آیت ۱۱-۱۲-۶۲-۶۳-۶۴

اور اگر اللہ لوگوں کی برائیوں کا بدلہ دینے میں جلدی کرتا جس طرح وہ اچھائیاں طلب کرنے میں جلدی کرتے ہیں تو ان کا کام ہی تمام ہو جاتا پس جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں ہے انہیں ہم چھوڑے رکھتے ہیں کہ وہ اپنی سرکشی میں بہکتے پھریں۔

اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو کروٹوں کے بل بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر ہر حال میں ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اس تکلیف کو اس سے دور کر دیتے ہیں تو بے لحاظ ہو کر اس طرح گزر جاتا ہے گویا کسی تکلیف کے پہنچنے پر ہم کو پکارا ہی نہ تھا اسی طرح حد سے نکل جانے والوں کو ان کے اعمال آراستہ کر کے دکھائے گئے ہیں۔

خبردار ہو کہ جو لوگ اللہ کے دوست ہیں ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے اور نہ وہ کبھی غمگین ہوں گے ایسے ہیں جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے ان کے لیے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی یہی وہ زبردست کامیابی ہے۔

وما علینا الا البلاغ

میزانیہ برائے سال ۸۶-۱۹۸۵ء پر عام بحث

(جس میں صوبائی مجموعی سرمایہ سے واجب الادا اخراجات بھی شامل ہیں)

جناب سپیکر آج بجٹ پر بحث کا آغاز کرنے کے لئے جناب مناظر علی رانجھا صاحب کو میں دعوت دیتا ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود جناب والا۔ میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے اس پر تو رولنگ دے دیں۔

جناب سپیکر آپ کس رولنگ کے متعلق فرما رہے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود جناب والا میں آپ کی توجہ chapter 12 جو Resolution کو deal کرتا ہے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ کل کی تمام کارروائی بغیر observation of rules ہوئی ہے۔ وہ سنگین واقعات کے متعلق بہت اہم Resolution تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ رولز کی پابندی لازمی تھی۔ یا تو آپ نے رولز کو suspend کیا ہوتا یا allow کیا ہوتا پرائیویٹ ممبر کے Resolution کیلئے سات دن کا نوٹس ہونا چاہیئے اور اگر Resolution حکومت کی طرف سے ہو تو وہ تین (دن) کا نوٹس ہونا چاہیئے لیکن کل ہم لوگ اس وقت غیر حاضر تھے۔ ہمیں بھی حق حاصل ہے کہ ایسے اہم معاملات میں حصہ لیں اگر آپ اور لاء منسٹر آرڈر آف دی ڈے میں ترمیم کر دیں تب تو ہم بیٹھنے کے پابند ہو جائیں گے۔ کہ اب کیا معاملہ زیر غور آئے گا؟ ہمارے ممبران کو قواعد و ضوابط کا پوری طرح علم نہیں ہے۔ ان کی لاعلمی کا اس طرح سے ناجائز فائدہ اٹھانا میں سمجھتا ہوں کہ زیادتی ہے چاہیئے تو یہ کہ جیسے جناب چیف منسٹر اسلام آباد سے تشریف لائے

تھے اس سنگین مسئلہ میں وہ ایوان کو اعتماد میں لیتے واقعات بتاتے emergency بتاتے، خود Resolution پیش کرتے اور پورا ایوان اس کی تائید کرتا.....

جناب سپیکر: آپ اس ضمن میں رولز کی بات کر رہے ہیں۔ اور اس پر آپ رولنگ چاہتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: رولنگ جناب پہلے تو تیار نہ ہو جائے گی میری بات سن لیں۔ میں رولز کی بات کر رہا ہوں۔ اگر آپ کا Procedure یہ تھا کہ کسی پرائیویٹ ممبر نے move کیا ہو جو آپ کی discretionary powers ہیں to suspend the business of the House اور to suspend the rules آپ کو کارروائی بند کرنے کے اختیارات ہیں۔ یہ میں مانتا ہوں اگر یہ Ruling دیتے ہیں تو مجھے دیکھنا پڑے گا کہ آیا Procedure, Procedure Followed ہوا ہے یا کہ بغیر Procedure کے آپ نے از خود رولنگ دے دی۔

جناب سپیکر: آپ ایسے کریں، آپ یہ پوائنٹ آف آرڈر اس وقت اٹھائیں جب آپ Procedure دیکھ لیں۔ تو ابھی آپ تشریف رکھیں.........

مناظر علی رانجھا صاحب۔

جناب مناظر علی رانجھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر۔ آج ہمارے لئے یہ مقام باعث مسرت ہے کہ آٹھ سال کے عرصہ کے بعد یہ منتخب ادارہ معرض وجود میں آیا ہے۔ یہ ادارہ نامزد ہو کر نہیں آیا بلکہ عوام نے اسے منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے۔ اس کے بعد میں جناب وزیر اعلیٰ اور اپنے نوجوان وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کروں گا جنہوں نے ایک ایسا بجٹ پیش کیا ہے جس میں کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ ہمارے عوام پہلے ہی بہت سے Taxes کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ ان کا یہ کارنامہ قابل فخر

سمجھتا ہوں کہ انہوں نے عوام کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہوئے کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا۔ میں اس کارنامہ پر جناب وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب والا یہ ہاؤس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عوام کی طرف سے منتخب ہو کر آیا ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس میں ایسے نوجوانوں کی اکثریت ہے جن کے دلوں میں اس ملک کے لئے ، اس صوبہ کیلئے محبت، پیار اور حب الوطنی کا جذبہ ٹھاٹھیں مارتا ہے۔ یہ لوگ کسی ذاتی مقصد کیلئے یہاں نہیں آئے۔ اپنے ذاتی مفاد اپنی ذاتی اغراض کے لئے یہاں نہیں آئے۔ بلکہ ان کے دلوں میں صرف اور صرف اس ملک ، قوم اور صوبہ کا پیار ہے اس خطہ سے محبت ان کو یہاں کھینچ کر لائی ہے۔ ان لوگوں سے جو توقعات ہیں ، میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ لوگ اس ملک اور اس صوبہ کی ماضی کی روایات سے ہٹ کر سوچیں گے اور خوب کام کریں گے اور ان کو جو ذمہ داری سونپی گئی ہے اور عوام کی طرف سے ان پر جو بوجھ ڈالا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ اس طرح سے ضرور عہدہ برآ ہوں گے کہ آنے والی نسلیں ان کے کارناموں کو یاد رکھیں گی۔ اس ہاؤس میں نوجوان لوگوں کی اکثریت ہے اگر ہم لوگ بھی اس صوبہ کو اس خطہ کو گزشتہ کمزوریوں اور خامیوں سے دور نہ لے گئے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کا اور اس قوم کا اللہ ہی حافظ ہے۔ اس مرتبہ جو لوگ منتخب ہو کر آئے ہیں۔ وہ یہی نوجوان قیادت ہے ان کے کندھوں پر جو ذمہ داری کا بوجھ ہے۔ میں ان نوجوانوں سے توقع کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ اپنی اس ذمہ داری سے پوری طرح عہدہ برآ ہو سکیں گے۔ انشاء اللہ۔

پورا ایوان اور تمام اراکین ان کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور تعاون کرتے رہیں گے۔ اس موقع پر میں ان شہیدوں کو ضرور سلام کروں گا جنہوں نے آٹھ سال قبل ایک آمرانہ اور ایک غلط حکومت کے خلاف قربانیاں دیں

جن کی مساعی اور قربانیوں سے آج یہ ایوان منتخب ہو کر معرض وجود میں آیا ہے میں ان لوگوں کو سلام پیش کرتا ہوں آج جو ہمیں اعزاز حاصل ہوا ہے۔ یہ مفت میں نہیں ملا اس کے لئے ہمیں بہت سی قربانیاں دینا پڑی ہیں۔ ایک آمر اور ایک ظالم حکومت سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہمارے کئی ایک بھائیوں نے اپنی قیمتی جانیں قربان کی ہیں۔ یہ پھول ہم نے خیرات میں نہیں پائے ہیں۔

خون دل صرف کیا ہے تو بہار آئی ہے۔

جناب والا ۔ ۸۶ ۔ ۱۹۸۵ء کے بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا اور ہر شعبہ ہائے زندگی کے لئے کافی رقوم مختص کی گئی ہیں۔ لیکن۔ اس کے ساتھ ساتھ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان مختص شدہ رقومات کا صحیح استعمال ہو ہر محکمے کے لئے بجٹ میں مختص کی گئی رقومات کا صحیح استعمال ہونا چاہیئے میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمارے اس معزز ایوان میں ہر محکمے کی کارکردگی کے متعلق معزز ممبران نے کافی تقاریر کی ہیں بیشتر اراکین نے ہر ایک محکمہ کے کچھ فوائد اور نقائص بیان کئے ہیں۔ کسی نے فرمایا کہ فلاں محکمہ کیلئے مختص کی گئی رقم زیادہ ہے اسے کم کیا جائے کسی نے کہا ہے کہ مختص شدہ رقم کم ہے اس کو زیادہ کیا جائے میں ایک تجویز عرض کروں گا کہ اس معزز ایوان کی جناب وزیر اعلیٰ کی زیر قیادت ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ جو ہر ایک محکمہ کی کارکردگی کا جائزہ لے اور اس میں اٹھنے والے اخراجات کا بھی صحیح صحیح جائزہ لے کہ کیا یہ اخراجات جائزہ اور مناسب ہیں۔ اور جو اخراجات اس محکمہ پر کئے جا رہے ہیں اور کیا محکمہ کی کارکردگی بھی ان اخراجات کے مطابق ہے؟ یا نہیں؟۔ جناب سپیکر اگر کسی محکمہ میں فنڈز اور روپے پیسے کی کمی کی

وجہ سے اس کی کارکردگی میں فرق ہے۔ اس کی کمزوریاں ہیں جس میں پیسے کی کمی وجہ سے وہ لوگ پوری طرح سے کام نہیں کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُن محکمہ جات کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے ان محکموں کو مزید فنڈز مہیا کئے جانے چاہیں تاکہ ان کی کارکردگی بہتر ہو سکے اور جو محکمے ان سہولتوں کے باوجود بھی اس ملک کے لئے یا اس صوبہ کے لئے تکلیف دہ بن چکے ہیں۔ ان کا بھی احتساب ضرور ہونا چاہیے۔

اس کے علاوہ اس بجٹ میں تعلیم کے لئے کافی رقوم مختص کی گئی ہیں۔ یہ حکومت کا ایک اچھا اور ایک مستحسن قدم ہے۔ کہ جہاں پر عمارتیں موجود ہیں وہاں پر سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کے لئے انٹر کلاسز کے اجرا کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے یہ حکومت کا ایک نہایت ہی اچھا اور وقت کے تقاضوں کے عین مطابق ایک مستحسن فیصلہ ہے۔ اس سلسلہ میں میں عرض کروں گا کہ محکمہ تعلیم میں مقامی ممبر صاحبان کی سفارشات اور ان کے خیالات کو بھی ضرور مدنظر رکھیں۔ جہاں پر یہ سکول یا یہ کالج کھولنے کی ضرورت ہو مقامی لوگوں سے ضرور رابطہ ہونا چاہیئے کیونکہ مقامی لوگوں کو وہاں کے مسائل تکالیف اور پریشانیوں کا زیادہ علم ہوتا ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ نئے کالج کھولتے وقت مقامی ممبران کے صلاح و مشورہ کو ضرور اہمیت دی جائے اور اس بات کا خاص خیال رکھا جائے۔ جنرل ضیاء الحق صاحب کا یہ قدم ہر جگہ قابل تحسین اور قابل فخر سمجھا جاتا ہے کہ اس ملک میں کافی عرصہ کے بعد بلدیاتی اداروں کا قیام ایک نیک اور اچھا شگون ہے۔ جو ترقی اس پانچ چھ سال کے عرصہ میں ہوئی ہے، آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ گزشتہ ۳۱، ۳۲ سال کے عرصہ میں نہیں ہو سکی ہے۔ ہمارے دیہاتی علاقہ میں سڑکیں

سکول ہسپتال اس مختصر اور قلیل عرصہ میں معرض وجود میں آئے ہیں جو سابقہ دور حکومت میں نہیں بن سکے تھے میں عرض کروں گا کہ حکومت ان اداروں کو مزید فعال بنانا چاہیئے تاکہ ان کی کارکردگی مزید بڑھ سکے۔ اور ہمارے سروں پر جو ایک تلوار سی مسلّط ہے کہ ہماری مدت صرف ۳۰ جون تک ہے۔ اس کے لئے بھی حکومت ضرور کوئی مناسب اور بہتر فیصلہ کرنا چاہیئے تاکہ ہم لوگ سکون اور آرام سے کام اور لوگوں کی خدمت کر سکیں۔

اس کے علاوہ ضلع کونسلوں میں ایک export Tax. لگایا جاتا ہے جس کی آمدنی دیہاتی علاقوں پر صرف ہوتی ہے، لیکن گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت اس پر نظر ثانی کر کے نرخ میں کچھ کمی کر دی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے ضلع کونسلوں کی آمدنی اور وسائل کافی محدود ہو کر رہ گئے ہیں، میں عرض کروں گا کہ ضلع کونسلوں کو اس معاملے میں با اختیار بنایا جائے یہی وہ رقم ہے جو خاص طور پر دیہاتی علاقوں میں صرف ہوتی ہے، جس سے ہماری سڑکیں بنتی ہیں اور ہمارے ترقیاتی کام ہوتے ہیں اگر میری تجویز مان لی جائے تو صوبائی حکومت اور صوبائی معیشت پر دیہاتی علاقہ کا بوجھ کم ہو جائے گا۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ گورنمنٹ کو اس پالیسی پر غور کرنا چاہیئے اور ایکسپورٹ ٹیکس پر جو ترامیم کی گئی ہیں، ان کی تنظیم نو کرتے ہوئے ان واپس لیا جائے اور ضلع کونسل کو اس سلسلہ میں با اختیار بنایا جائے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود (رحیم یار خان) پوائنٹ آف آرڈر

جناب والا آپ کا عہدہ اور ڈپٹی سپیکر کا عہدہ صدارت کے باعث Neutral پوزیشن رکھتا ہے، میں آپ سے یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ تو تقریر کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے، آپ بھی تو ممبر ہیں۔

مسٹر سپیکر: نہیں میرا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: تو آپ کے ڈپٹی سپیکر کو بھی اس قسم کی تقریر کرنے کا حق نہیں پہنچتا نوجوان قیادت کی تمام تعریفیں کرکے وہ ہمیں یہ یقین دہانی کروا سکیں گے کہ وہ یہاں بیٹھ کر انصاف سے رولنگ دیں گے یعنی اتنی تقاریر اور مطالبات کے بعد وہ ایسی رولنگ دیں گے یہ غیر روائتی چیز ہے جب انہوں نے ڈپٹی سپیکر بننے کا عہدہ قبول کیا ہے۔ تو ان کو ایک ممبر کی حیثیت سے تقریر کرنے کا حق نہیں ہے، اس کرسی پہ آکر تقریر کریں اور گورنمنٹ کو ہدایات جاری کریں کہ یہ کرو، یہ کرو، یہ کرو۔ لیکن یہاں جب ایک سائیڈ پہ کھڑے ہو کر نوجوان قیادت کی تعریفیں کر رہے ہیں، تو جب اس کرسی پہ آئیں گے تو پھر ہمیں کیا توقع ہو سکتی ہے کہ یہ رولنگ ہمارے حق میں دیں گے یا نوجوان قیادت کے حق میں دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب مناظر علی رانجھا: جناب سپیکر میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ اس ایوان کی یہ روایات ہیں کہ یہاں پہ ڈپٹی سپیکروں نے تقاریر کی ہیں اور اپنے علاقوں کے مسائل کو اس ایوان میں، لوگوں کے سامنے اور گورنمنٹ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس سے پہلے سابقہ اسمبلی میں مسٹر شمیم احمد خان ڈپٹی سپیکر ہوتے تھے میرے معزز دوست پچھلی اسمبلی کی کارروائی دیکھ لیں کہ انہوں نے اس ایوان میں تقاریر کی ہیں اور بطور ڈپٹی سپیکر کی ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: اُس ظالمانہ نظام کے تحت۔

مسٹر سپیکر: اس سلسلہ میں مخدوم صاحب بھی پچھلی روایات کا مطالعہ کر لیں اور اس کے بعد میں ان کے اس پوائنٹ آف آرڈر پہ رولنگ دوں گا۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب مناظر علی رانجھا: جناب والا میں اس کے بعد اس طبقہ کی بات کروں گا جس سے میرا تعلق ہے اور جس کے متعلق اس ایوان میں کافی بحث و تمحیص ہو چکی ہے۔ میں زمیندار ہونے کے ناطے زمیندار کی بات ضرور کروں گا کہ یہ طبقہ ایسا ہے کہ جس کے ساتھ شروع ہی سے کچھ زیادہ مروت کا اظہار نہیں کیا گیا تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری ملکی معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے۔ ہمارے لئے ایسی پالیسیاں وضع کرنی ہوں گی کہ جو ہماری زراعت کو اس انداز سے اس طریقہ سے ترقی دے سکیں جس کی ہمیں ضرورت ہے یہی ہمارے مفاد میں ہو گا یہی ہماری قوم کے مفاد میں ہو گا اگر میں کسی پر نکتہ چینی کروں تو یہ کوئی اچھی بات نہیں ہو گی۔ میں صرف یہ عرض کروں گا کہ ہم مظلوم لوگ ہیں ہمارے اوپر رحم کیا جائے ہم پر لاگو شدہ ٹیکسوں کا مزید خیال کیا جائے۔ ہماری پیداوار اور ہماری زرعی اجناس کی قیمتیں اس تناسب سے کافی کم ہیں جس تناسب سے زمینداروں پر ٹیکس عائد کئے جاتے ہیں۔ زراعت کو پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے اس لئے میں عرض کروں گا کہ اگر زراعت کو ترقی دینی ہے تو اس زمیندار کا اس کسان کا مزید خیال رکھنا چاہیئے جو گرمیوں اور سلگتی دوپہروں میں ہمارے لئے کام کر کے گندم پیدا کرتا ہے، یا سردیوں میں کام کر کے لوگوں کے لئے خوراک کا بندوبست کرتا ہے۔

جناب والا ایک اور تجویز میں آپ کے سامنے پیش کروں گا کہ گورنر صاحب کی Inspection Team میں ایم۔پی۔اے حضرات کو بھی شامل کیا جانا چاہیئے تاکہ اس Inspection Team کا کردار مزید فعال ہو سکے اور اس کا دائرہ اختیار مزید بہتر ہو سکے۔ یا پھر اگر ممکن ہو اور وزیر اعلیٰ صاحب کی Inspection Team بن سکے تو اس سے بھی زیادہ بہتر ہے اس میں منتخب نمائندے اور سرکاری ملازم ہوں (نعرہ ہائے تحسین) اس کو با اختیار ٹیم بنایا جائے کہ ہر محکمہ کے متعلق، ہر افسر کے متعلق اپنی رپورٹ وزیر اعلیٰ صاحب کو دے سکے تاکہ وزیر اعلیٰ صاحب اس

کے متعلق مناسب اور بہتر فیصلہ فرما سکیں اور لوگوں کے مسائل پریشانیوں اور شکایات کا بہتر طریقے سے ازالہ ہو سکے۔ (اس مرحلہ پر گھنٹی بجائی گئی)
اس کے بعد میں اپنے حلقہ کے مسائل کے متعلق عرض کروں گا کہ ہمارے علاقہ میں ....

چوہدری محمد خالد : جناب سپیکر معزز رکن شاید گھنٹی کا مطلب نہیں سمجھتے لہذا انہیں سمجھا دیں۔

جناب مناظر علی رانجھا : لیجئے جناب میں بیٹھ جاتا ہوں.....

جناب سپیکر : چوہدری محمد اکرم صاحب بہادر لنگہ۔

چوہدری محمد اکرم : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر قبل اس کے کہ میں بجٹ ۸۵-۱۹۸۶ء پر اظہار خیال کروں سب سے پہلے میں معزز اراکین اسمبلی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ وہ جمہوری طرز عمل کے تابع غیر جماعتی الیکشن میں کامیاب ہو کر اس معزز ایوان میں پہنچے اور یہاں آ کر انہیں بجٹ پر اظہار خیال کا موقع ملا۔ جناب والا معزز اراکین کا انتخاب یقیناً ان کا ذاتی کردار، اور ذاتی حیثیت کی وجہ سے ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری کامیابی میں نہ تو کسی سیاسی پارٹی کا دخل ہے اور نہ ہی ہم کسی پیشہ ور سیاست دان کی شعبدہ بازی کے مرہون منت ہیں۔ اس موقع پر میں معزز اراکین اسمبلی کو آپ کی وساطت سے احساس دلاؤں گا کہ قوم نے جہاں ہم پر اتنا بڑا اعتماد کیا ہے وہاں ہم پر بہت سی ذمہ داریاں بھی عائد کر دی ہیں۔ سب سے زیادہ اور اہم ذمہ داری جس کی میں نشاندہی کرنا ضروری خیال کروں گا وہ حصول پاکستان کے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ ہم نے دیکھنا ہے کہ اس سے پہلے ہمارے پیش روؤں نے ان مقاصد کے لئے کس حد تک کام کیا ہے اور ہم نے اس کام کو کتنا آگے بڑھانا ہے۔ تو میں اپنے معزز اراکین اسمبلی سے یہ توقع کروں گا کہ وہ نہ صرف پاکستان کی ترقی بلکہ حصول پاکستان کے مقاصد

کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنی پوری کوشش کریں گے۔

اس کے بعد میں بجٹ پر اظہار خیال کروں گا۔ جناب سپیکر ۸۵-۱۹۸۴ء کا بجٹ بظاہر ایک اچھا بجٹ معلوم ہوتا ہے، دراصل بجٹ کی اچھائی یا برائی کا انحصار اس کے عمل درآمد پر ہوگا۔ اگرچہ میرے صوبے کے متوسط/کاشت کاروں غریب عوام اور محنت کش لوگوں کی روزمرہ ضروریات زندگی میں انقلابی تبدیلی پیدا ہوئی تو یقیناً وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب مبارکباد کے مستحق ہونگے ایک اور بات میں جناب کے توسط سے عرض کرتا جاؤں کہ ہم پر جو ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ اگر ہم نے اس موقع پر تھوڑی سی غفلت سے کام لیا یا کوئی کوتاہی کی تو ہمارا دور ایک بدترین دور رکھا جائے گا جو نہ صرف ہمارے لئے بلکہ ہماری آئندہ نسلوں کیلئے باعث ندامت ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی پہلی تقریر میں فرمایا تھا کہ وہ دیہاتی آبادی کے لئے صوبائی ترقیاتی کاموں میں اسی تناسب سے ترجیح دیں گے۔ اپنے وعدہ پر عمل کریں گے۔ بحیثیت مسلمان، ہمارا قول و فعل ایک ہوتا ہے اسلئے مجھے امید ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہماری دیہاتی ترقی پر خصوصی توجہ دیں گے۔

جناب والا تعلیم کے شعبہ کے لئے بجٹ میں خاص رقم رکھی گئی ہے جس پر پرائمری سکولوں کے اجراء کا ذکر خصوصی طور پر قابل ذکر ہے اس کے ساتھ ہی .... ۱۳۵۰ مساجد سکول کا ذکر آیا ہے جس میں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہاولپور ڈویژن کو بالکل نظر انداز کیا گیا حالانکہ بہاولپور ڈویژن کو مساجد سکول کی خاصی ضرورت ہے چونکہ ہمارے ڈویژن میں (I N E-III) آبادی ایسی ہے۔ جو کالونی ایریا نہیں ہے تھوڑے تھوڑے گھروں پر مشتمل وہاں آبادی ہے جہاں مسجد سکول کا اجراء نہایت ضروری ہے مگر انہیں نظر انداز کیا گیا ہے میں ہاؤس کی طرف سے گزارش کروں گا کہ بہاولپور ڈویژن کو بھی ان مساجد سکول سے حصہ دیا جائے۔ اس کے بعد حکومت کا

یہ اقدام کہ ہائی سکولوں میں ایف اے کلاس کا اجرا کیا جانا شامل ہے نہایت قابل تحسین ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے دیہاتی ہائی سکول کو اس سے خاص حصہ ملے گا۔ ایک پرائمری سکول سے آگے نہایت ضروری ہے وہ اپ گریڈیشن کا سلسلہ ہے۔ پرائمری سکول کے بعد تعلیمی ترقی کیلئے یونین کونسل لیول پر مڈل سکول اور ہائی سکول کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ ہمارے دیہاتی علاقوں میں چھوٹے بچے اور بچیوں کو ایک پرائمری سکول کے بعد مڈل سکول تک پہنچنے کے لئے چھ اور سات میل تک کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔ جو ہم سب کے لئے باعث تشویش ہے تو میری اس سلسلے میں گزارش ہو گی کہ دیہات ایریا میں ہر یونین کونسل میں ایک مڈل سکول اور اس طرح ایک ہائی سکول قائم کیا جائے تعلیم کی مد میں ۸۸ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے یہ ان سکولوں کے لئے رکھی گئی ہے جو مقامی آبادی اپنی مدد آپ کے تحت کمرہ جات بنالیں وہاں سامان مہیا کیا جانا رکھا گیا تو اس پر مجھے اختلاف ہے۔ میں معزز اراکین کو اعتماد میں لیتے ہوئے آپ کے توسط سے یہ گزارش کرونگا کہ اس رقم کو اگر یوں مختص کیا جاتا کہ مقامی آبادی جو اضافی کمرہ جات بنائے گی وہاں اس سکول کو ترقی دیکر پرائمری سے مڈل یا مڈل سے ہائی کیا جائے گا تو زیادہ موزوں ہوتا تو میں گزارش کرونگا کہ اس رقم کو اپ گریڈیشن کی مد میں ختم کر کے زیادہ فائدہ پہنچایا جا سکتا ہے۔ تعلیم کے متعلق ایک بات جو ہمارے طلباء میٹرک پاس تھرڈ ڈویژن ہوتے ہیں پی ٹی سی کلاس میں انہیں اگر کسی نہ کسی طریقے سے داخلہ مل بھی جاتا ہے تو اس کے بعد وہ بیروزگاری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ انہیں ملازمت نہیں ملتی میں گزارش کرونگا کہ یا تو تھرڈ ڈویژن طلباء کو پاس ہی نہ کیا جائے لیکن اگر وہ پاس ہو تو انہیں بھی ملازمت کو ٹہ دیا جانا چاہیئے۔ اس کے بعد صحت کے متعلق گزارش کرونگا کہ صحت کے لئے ایک نیا شیڈول بستر فیس اور آپریشن فیس جاری ہے جو کہ پہلے لاگو نہیں تھی اب لگائی گئی ہے میں حکومت سے گزارش کرونگا کہ اس فیس کو واپس لیا جائے دیہی ترقی کے لئے گورنمنٹ

نے ۷ کروڑ روپے کی Matching گرانٹ رکھی ہے جس میں ہماری مقامی آبادی کے حصے ۵۰٪
۵۰٪ کی Self help شامل ہے ہمارے سیم زدہ علاقوں میں زمیندار اتنا بوجھ برداشت نہیں
کر سکتے۔ میں اپنے اراکین اسمبلی کو اضافہ میں لیتے ہوئے جناب کی طرف سے گذارش
کروں گا کہ اس کو گھٹا کر ۵۰٪ Self help کی بجائے ۲۵٪ کیا جائے۔ ایک اہم بات جناب والا کچی آبادی
کے مکینوں کو مالکانہ حقوق اور بے گھر لوگوں کو ان کے اپنے گھر مہیا کرنا ہے اس کے متعلق میں
گزارش کروں گا کہ یہ بہت پرانا معاملہ چلا آ رہا ہے۔ جو بھی حکومت آئی اس نے کچی آبادی
کے مکینوں کے مالکانہ حقوق دینے کا وعدہ کیا مگر اس پر کوئی خاطر خواہ عمل نہیں ہوا یہ وہ
لوگ ہیں جو حلال رزق کما کر نہ صرف اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتے ہیں بلکہ ہماری ملکی معیشت
کا انحصار بھی ان محنت کش لوگوں پر ہے جو اس ملک کی خدمت کرتے ہیں۔ جب ہم اپنے
لئے اتنی بڑی بڑی آسائشیں اور ضروریات کا خیال کرتے ہیں تو کیوں نہ اپنے بھائیوں
کے لئے ان کے گھروں کا خیال کریں میں چاہوں گا کہ حکومت جلد از جلد کچی آبادی کے مکینوں
کو مالکانہ حقوق دے۔ میں دیہاتی علاقوں میں جو بے گھر لوگ ہیں ان کو گھر دیئے جائیں۔ اس
کے بعد میں جناب والا سے گزارش کرونگا کہ صرف دو منٹ اور مجھے اپنے علاقے کے مسائل
بیان کرنے دیئے جائیں میرا حلقہ ڈاہراں والہ۔ بخشن خاں ہے اگر شہر فرید کو جنوباً
شمالاً دیکھا جائے تو یہ ۵۰ میل کی لمبائی پر مشتمل ہے وہاں کے مسائل بے شمار ہیں
میں چند ایک مسائل عرض کروں گا امید ہے کہ ان پر ہمدردانہ غور فرمایا جائے گا۔
ڈاہراں والا ایک گنجان آباد علاقہ ہے اور ۸۴-۸۳ ۱۹ میں اسکی یونین کونسل پنجاب
میں فرسٹ آئی تھی اور اسے ایک لاکھ روپیہ انعام بھی ملا تھا میں گزارش کرونگا
کہ اس کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دیا جائے اور اس اتنے بڑے علاقے میں جہاں سڑکوں
کی کمی ہے ہمارے ضلع میں ۸۱-۸۰ میں ۱۰۰ میل سڑکوں کا ایک منصوبہ تھا
جسمیں ۴۲ میل لمبی سڑکیں ملٹری Objection کی وجہ سے Pending

چلی آرہی ہیں ان میں سے ایک ۱۰ میل سڑک R-6/129 تا جھوتا والا منظور تھی جو Pending ہے متبادل اس علاقے میں میری تجویز کے مطابق متبادل سڑک بنائی جائے ۔

جناب سپیکر :- چوہدری صاحب ایک منٹ میں اب ختم کر لیں ۔

جناب محمد اکرم چوہدری ۔ اس طرح ڈاراں والا میں ۱۶۷ مراد میں گرڈ سٹیشن قائم ہو چکا ہے مگر اس سے اس علاقے کی آبادی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا ۔ میں جناب والا سے گزارش کرونگا کہ اس گرڈ سٹیشن سے لائنیں جاری کر کے اس علاقہ کو فائدہ پہنچایا جائے گورنمنٹ کی پبلک کال آفس کے لئے ایک سکیم ہے دیہاتی علاقہ میں پبلک کال آفس قائم کر کے لوگوں کو فائدہ پہنچایا جائے ۔ تو میں گزارش کروں گا کہ میرا علاقہ جو کہ ایک دور افتادہ علاقہ ہے ۔ وہاں کوئی بڑا شہر میری Constituency میں نہیں آتا ۔ اس علاقے کو شہر سے رابطہ قائم کرنے کے لئے پبلک کال آفس بھی قائم کئے جائیں ۔ آخر میں میں معزز اراکین اسمبلی سے گزارش کروں گا کہ وہ آپس میں اتفاق محبت اور سلوک سے ملکی ترقی کے لئے کوشاں رہیں اگر ہم نے آپس میں تعمیری تنقید کا جذبہ پیدا کر لیا تو یقیناً ہمارا دور ایک سنہری دور ہوگا اور ہم اس پر فخر کر سکیں گے ۔

جناب سپیکر : رائے نور محمد کھرل

رائے نور محمد کھرل : جناب سپیکر ۸ سال کے بعد عوامی نمائندوں کے سامنے جناب وزیر خزانہ نے متوازن اور ترقیاتی بجٹ پیش کیا ۔ خصوصاً دیہی ترقی کے لئے جو اقدام تجویز کئے گئے ہیں وہ ایک نئی سوچ اور نئی فکر کے آئینہ دار ہیں ۔ بجٹ میں ۶۲ ٪ اخراجات دیہی ترقی کے لئے مختص کرنا موجودہ حکومت ہی کا حصہ ہے ۔ جناب والا آج ضرورت اس امر کی ہے کہ دیہات کے پسماندہ

عوام کا معیار زندگی بلند کیا جائے جب تک ۸۰٪ آبادی کو زندگی کی بنیادی سہولیات میسر نہ کی جائیں گی ترقی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا مجھ سے پیشتر میرے دوستوں نے کافی ملکی اور صوبائی سطح پر نہایت اہم امور پر اپنی اپنی تقاریر میں روشنی ڈالی ہے۔ وقت کی کمی کے پیش نظر میں اپنے علاقے کے مطالبات یا اپنے علاقے کی ضروریات سے حکومت پنجاب کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا تعلیم کی مد میں ۴ ارب ۸۸ کروڑ ۳۶ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ دیہی ترقی کے لئے یہ بھی ایک مستحسن قدم ہے یہاں سے دور شروع ہوتا ہے جس میں نہایت تدبر اور عقلمندی سے اس رقم کو خرچ کرنا ہے۔ اگر ہمارے پالیسی ساز ادارے اس رقم کو خرچ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ہم حقیقی معنوں میں تعلیمی ترقی کا دور دیکھیں گے۔

جناب والا میں ان امور کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ۸۴-۱۹۸۵ء کے بجٹ میں مسجد مکتب سکولوں میں ۱۰×۱۲ کے کمرے مساجد میں تعمیر کئے گئے ہیں میرے خیال میں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے کمرے تنگ ہونے کی وجہ سے صحیح تعداد میں بچے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے تو اس سلسلہ میں میری گذارش ہے کہ ان کمروں کی بجائے پرائمری سکولوں میں نئی عمارات کا تعمیر کرنا نہایت ضروری ہے اس دفعہ مڈل سکولوں کی دیکھ بھال حکومت نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ یہ ایک نہایت ہی اچھا قدم ہے اس سے پہلے کسی بجٹ میں مڈل سکولوں کی مرمت کے لئے فنڈ مہیا نہیں کئے گئے تھے دیہات میں لڑکیوں کی تعلیم کو میں نہایت ہی ضروری سمجھتا ہوں۔ اسی لئے میری ایک تجویز ہے کہ دیہاتی اور مقامی سطح پر مڈل، ہائی سکول اور کالجوں کا اجرا کیا جائے اور ساتھ ہی بچیوں کے رہنے کے لئے ہوسٹل تعمیر کئے جائیں اور اساتذہ کے لئے رہائشی سہولتیں میسر کی جائیں تاکہ لڑکیاں اور بچیاں وہاں مقامی سطح پر رہ کر تعلیم حاصل کر سکیں چونکہ شہروں میں

تعلیم دلانا، خاص کر عام آدمی کے بس کا روگ نہیں ہے اگر سکول پانچ چھ میل کے فاصلے پر ہوتا ہے تو بچے سائیکلوں پہ بھی چلے جاتے ہیں میٹرک کرنے کے لیے شہر چلے جاتے ہیں وہاں ہوسٹل وغیرہ ہوتے ہیں ان کی نگرانی والدین کو اتنی زیادہ نہیں کرنی پڑتی۔ لیکن لڑکیوں کی تعلیم کے لیئے والدین کی نگرانی ضروری ہے۔ عام آدمی شہروں کے اچھے سکولوں میں بچوں کو تعلیم حاصل نہیں کرا سکتا۔ اس لیئے مقامی اور دیہاتی سطح پر ہوسٹل وغیرہ کا انتظام ہونا نہایت ضروری ہے جناب والا! بجٹ میں تحصیل ہیڈ کوارٹر پہ ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر کا تقرر اخراجات میں اضافہ کا باعث ہے کیونکہ پہلے ہی ایجوکیشن آفیسر کچھ ٹھیک کام نہیں کر رہے مسئلہ آسامیوں بڑھانے سے حل نہیں ہوگا۔ یہ مسئلہ تعلیمی معیار اور کارکردگی کو بہتر بنانے سے حل ہوگا۔ اس سلسلہ میں میری یہ گذارش ہے میرے ایم پی اے بھائی اپنی تقاریر میں یہ تجویز پیش کر چکے ہیں کہ وہ اپنے اپنے سکولوں کے تعلیمی انتظامی امور کی نگرانی کریں اور ان کی رپورٹ محکمہ تعلیم قابل قبول سمجھے ان کی اس تجویز سے میں اتفاق کرتا ہوں اس سے بھی ایک حد تک انتظامی معاملات یا تعلیمی ماحول میں موجود خرابیاں دور ہو سکتی ہیں۔ صحت کے سلسلے میں حکومت نے کافی حد تک دیہاتوں میں بیسک ہیلتھ یونٹ قائم کیئے ہیں قائم کیئے ہیں ان کا فائدہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہاں علاج معالجہ کے ڈاکٹر صاحبان تعینات کیئے جائیں۔ لیکن جب تک ان بیسک ہیلتھ یونٹ میں بجلی اور آمدورفت کے لیئے انتظام نہیں ہوگا ڈاکٹر وہاں نہیں جائیں گے۔ اس سلسلہ میں میری یہ گذارش ہے کہ محکمہ صحت بیسک ہیلتھ سنٹرز میں بجلی سپلائی کرنے کے لیئے ہر سال رقوم فراہم تو کرتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ بجلی سپلائی کرنے کے لیئے واپڈا کے محکمہ کی کارکردگی نہایت سست ہے اور وہ رقم لاپرواہی کا شکار رہ جاتی ہے۔ مثلاً تحصیل اوکاڑہ کے بیسک ہیلتھ یونٹ کنڈ بوہڑ کیلئے صحت نے ۲ فروری کو محکمہ واپڈا کنسٹرکشن ڈویژن ساہیوال کے دفتر میں چیک جمع کر دیا لیکن

ابھی تک سیلیتھ یونٹ کو بجلی پہنچانے کی تکلیف گوارہ نہیں کی گئی تو جناب والا رقم تو وسائل کے مطابق مسائل کو حل کرنے کے لئے ہر شعبہ میں ہر سال خرچ کی جاتی ہے کیونکہ مسائل کا تعلق وسائل سے ہی ہے ہم اپنی ضروریات اور خواہش کے مطابق جتنی بھی ڈیمانڈ کریں لیکن ملنا تو وہی ہے جو ہماری گورنمنٹ کے پاس ہے. ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر شعبہ ہر ڈیپارٹمنٹ میں ان کا معیار اور سٹینڈرڈ قائم کیا جائے.

پہلے ایک استاد ۶۰۔۷۰ بچوں کو پڑھایا کرتا تھا. آپ اس تعلیم کو دیکھیں اور آج کی تعلیم کی طرف دیکھیں جب کہ دو استاد ۱۰۔۱۲ بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ ہر گاؤں میں پرائمری سکول کا اجرا ہو چکا ہے. صحت کے لئے [illegible] سیلیتھ سنٹر کھولے جا چکے ہیں. لیکن مریض اس لئے نہیں ہوتے. کہ وہاں گورنمنٹ کی طرف جو صحیح دوائی سپلائی ہوتی ہے ڈسپنسر اور ڈاکٹر حضرات وہ دوائی دیتے ہی نہیں بلکہ انہوں نے routine بنائی ہوئی ہے کہ عام سستی سی دوائیں مریضوں کو دیتے ہیں. ہر مریض کو، چاہے سر درد ہو نزلہ ہو، بخار ہو کچھ بھی ہو ایک ہی دوائی دی جاتی ہے. اور جو قیمتی دوائیاں ہوتی ہیں وہ پتہ نہیں کس طرف غائب ہو جاتی ہیں۔

جناب والا! ہر علاقے کی situation اور ضرورت مختلف ہوتی ہے. جہاں تک پسماندگی کا تعلق ہے میرے خیال میں سارا صوبہ پسماندہ ہے. کیونکہ ہمارے لاہور کے بھائی جو ماڈل ٹاؤن یا گلبرگ میں رہتے ان کو بھی یہ کہتے سنا ہے کہ ہمارا علاقہ بھی پسماندہ ہے تو پھر ہمارے علاقہ کا کیا حال ہوگا. جناب والا میں سمجھتا ہوں پسماندہ تو ہمارا ملک اور سارے صوبے ہیں لیکن آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ سب سے زیادہ پسماندہ علاقہ میرا ہے وقت ساتھ نہیں دے رہا. اتنے مسائل ہیں کہ میں بیان نہیں کر سکتا. کافی عرصہ کے بعد عوامی نمائندوں کو موقع ملا ہے۔ (قطع کلامیاں)

میرا علاقہ بہت ہی پسماندہ ہے. میرے حلقہ میں لڑکیوں کے لئے کوئی ہائی سکول نہیں ہے دو لاکھ کی آبادی میں ہائی سکول نہیں ہے. تیس میل لمبا اور بیس میل چوڑا علاقہ ہے

اس میں ۸-۹ میل لمبی سڑک ابھی موجودہ حکومت کے دور میں بنی ہے - اس سے پہلے ہائی وے کی کوئی سڑک نہیں تھی۔ ڈسٹرکٹ کونسل کی سڑکیں ہیں لیکن ان کو سڑکوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ سڑکیں استعمال کے قابل نہیں ہیں - میری استدعا ہے کہ ان سڑکوں پر خصوصی توجہ دی جائے میں وزیر اعلیٰ سے درخواست کروں گا کہ ان سڑکوں کے لیے سپیشل گرانٹ دی جائے ۔ میرے حلقہ میں ۱۶۰ سے ۱۹۰ گاؤں ہیں۔ ان میں سے چند ایک ایسے ہیں جہاں بجلی کے کنکشن ملے ہوئے ہیں - اگر اس اسمبلی کی عمر پانچ سال ہے تو اس پانچ سال کی مدت میں ۴۰ - ۵۰ گاؤں بجلی کی روشنی سے بہرہ ور ہوں گے لیکن باقی پانچ سال کے لئے پھر بھی ۵۰ - ۶۰ گاؤں رہ جائیں گے - اس سلسلہ میں میری گذارش ہے کہ وہاں بجلی کی فراہمی کی طرف توجہ دی جائے ۔

دریائے راوی پر سید والہ کے قریب پل تعمیر کیا جائے ۔ کیونکہ سید والہ ایک نہایت ہی اہم قصبہ ہے جبکہ سید والہ سے جڑانوالہ اور فیصل آباد تک اور سید والہ ننکانہ صاحب اور شیخوپورہ پختہ سڑکیں بنی ہوئی ہیں لہذا پل تعمیر ہونے سے اوکاڑہ سید والہ جڑانوالہ فیصل آباد ، ننکانہ اور چیچکی اور شیخوپورہ کا فاصلہ نہایت ہی کم ہو جائیگا ۔ پل علاقائی ضرورت کے علاوہ بین الاضلاع رابطہ کا کام دیگا ۔

جناب والا دریائے راوی کے کنارے گورنر پنجاب کی مہربانی اور جناب سپیکر بحیثیت چیئرمین ضلع کونسل کی ذاتی توجہ اور کوشش سے جہاں پر پانی اور بجلی میسر ہے اور قابل کاشت اراضی ویران اور بنجر پڑی ہے اسے آباد کرنے کے لیے ادارہ اشتمال اراضی کے زیر نگرانی پراجیکٹ بنوایا گیا جو کہ فنڈ کے لیے بجٹ میں رکھا گیا ہے برائے مہربانی اس کے لیے فنڈ منظور کیا جائے ۔

جناب سپیکر - محترمہ فرحت خواجہ رفیق صاحبہ -

محترمہ فرحت خواجہ رفیق صاحبہ : پہلے کسی اور کو موقع دیجئے میں اپنے پوائنٹس لکھ رہی ہوں ، مہربانی

جناب سپیکر : اور اس کے ساتھ ہی میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں محترمہ کہ ضمنی بجٹ

پہ بحث کے لیے ہاؤس میں میں نے آپ کا نام پکارا تھا۔ اس وقت آپ ہاؤس میں موجود نہیں تھیں کل آپ بلا وجہ ناراض ہو کے چلی گئیں۔

محترمہ فرحت خواجہ رفیق: اس کے لیے معافی کی خواستگار ہوں۔

جناب سپیکر: بیگم ساجدہ نیر عابدی صاحبہ

بیگم ساجدہ نیر عابدی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سال ۸۶ - ۱۹۸۵ء کا بجٹ زیر بحث ہے اس کو پیش کرنے کی سعادت ایک جمہوری حکومت کو حاصل ہوئی جو کہ صوبائی اسمبلی کے مقدس ادارہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ خدا کے فضل وکرم اور اس کی برکتوں سے اسمبلی اور کابینہ کے ارکین دونوں عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور اپنے ہر عمل اور ہر فعل کو عوام کی خواہشات کے سانچے میں ڈھالنے اور جمہوری عمل کو مستحکم کرنے کا تہیہ رکھتے ہیں۔ ملک اور جمہوریت کی بقاء کے لیے حکومت اور ان مقدس اسمبلیوں کو انتہائی کامیابی کے ساتھ شانہ بشانہ چلنا ہے صوبے کے معاشی اقدار کو سنبھالتے ہوئے جو بجٹ ۸۶ - ۱۹۸۵ء پیش کیا گیا ہے۔ اس کے اہم پہلو تعلیم، دیہی ترقی، زراعت، صحت، بجلی و آبپاشی اور افزائش حیوانات ہیں دیہی ترقی کے لیے ۸۵ - ۱۹۸۴ء کے بجٹ کا اکسٹھ فیصد مختص تھا اور اب ۸۶ - ۱۹۸۵ء کے بجٹ میں ستر فیصد اس کی ترقی کے لیے مختص کیا گیا ہے جو ترقی ہماری معیشت میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے وہ دیہی ترقی ہے۔ پاکستان کی تاریخ کی ورق گردانی کر لیجئے ہر دور حکومت کا جائزہ لیا جا لیکن کسی دور میں دیہاتوں کی ترقی کو اس طرح مد نظر نہیں رکھا گیا جس طرح موجودہ حکومت نے صحیح معنوں میں پاکستان کے عوام جن کی ستر فیصد آبادی کا تعلق دیہات سے ہے ان کی ترقی کو ملحوظ خاطر رکھا۔ بلدیاتی اداروں کو نئی جلا بخشی۔ حکومت کا یہ کارنامہ ہمیشہ سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ آج غیر جماعتی بنیادوں پر الیکشن کرا کے جمہوریت کے پرچم کو لہرانے کا پس پردہ راز بلدیاتی ادارے ہیں کیونکہ ان اداروں نے بحیر المعقول طریقے سے دیہاتوں کے نقشے بدل دیئے ہر عام آدمی زندگی کی سہولیات سے مستفید ہونے لگا اور عوام کے قلوب کو جو اطمینان میسر آیا وہ ناقابل فراموش حقیقت . . . . .

ایک فاضل ممبر۔ پوائنٹ آف آرڈر سر

جناب سپیکر۔ جی

ایک فاضل ممبر۔ جناب والا آپ بہت دفعہ رولنگ دے چکے ہیں

کہ اراکین نوٹس دیکھ سکتے ہیں پڑھ نہیں سکتے لیکن محترمہ وزیر نوٹس کو بطور تقریر پڑھ رہی ہیں۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی: جناب والا میں نے آپ سے اجازت بھی چاہی تھی کہ نوٹس میرے ہاتھ میں ہوں گے اس کے لئے میں نے اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے اجازت مانگ لی تھی۔

جناب سپیکر: آپ پڑھ تو رہی ہیں نا آپ نوٹس صرف دیکھ رہی ہیں۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی: جی ہاں میں نوٹس دیکھ رہی ہوں اور نوٹس دیکھنے کی اجازت پہلے میں نے آپ سے چاہی تھی۔

جناب سپیکر: نوٹس دیکھنے کی اجازت ہے پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی: ان انتخابات نے جمہوری فضا کو قائم کیا بلکہ جمہوری عمل کا آغاز مارشل لار کے خاتمے کی علامت بنے گا اس جمہوری عمل نے مارشل لار کے تسلط کو توڑنا ہے۔

دوسرا اہم پہلو جو اس بجٹ کا ہے وہ تعلیم ہے ہماری ناخواندگی کا تناسب انتہائی تشویشناک صورت اختیار کئے ہوئے ہے اس کے معیار کو بلند کرنا اس وقت حالات کی اہم ترین ضرورت ہے تعلیم نسواں اسی اہمیت کی حامل ہے جس قدر کہ تعلیم مردوں کے لئے ضروری ہے۔ انگریز کے بنائے ہوئے تعلیمی ڈھانچے کو رفتہ رفتہ تبدیل کر کے اسلامی تعلیمات کو بنیاد بنا کر تعلیمی میدان میں ہمیں آگے چلنا ہوگا۔ اس شعبے پر اخراجات کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے۔ وہ چار ارب ۸۸ کروڑ ۲۶ لاکھ روپیہ ہے جو ایک خطیر رقم ہے۔ میں سمجھتی ہوں اس رقم کا خرچ کرنا ہمیں تعلیم میں یقیناً

کامیابیوں سے ہمکنار کرے گا ۔ تعلیم کی مد مجموعی بجٹ کا ۲۴ اور ۲۳ فیصد ہے
اور کسی شعبہ پر خرچ ہونے والی یہ سب سے بڑی رقم ہے پنجاب کے عوام
کی امنگوں کے مطابق اس شعبے میں ترقی ہوگی ابتدائی تعلیم کے لئے عوام کی خواہش
کی کے مطابق ترقی کے دھارے کو بہایا جائیگا اور ہر اس طریقے کو اپنایا
جائیگا جس سے ہر فرد ابتدائی تعلیم حاصل کر سکے ۔ تعلیم کے شعبے کی ترقی یقیناً تمام
اراکین اسمبلی کے تعاون سے ہی ہو گی اور ہمیں ہر وقت اپنے بھائیوں اور بہنوں کا اس شعبے کے لئے حاصل جو ہمیں سمجھتی ہوں کہ انتہائی
ضروری قدم ہوگا ۔ جناب والا اسلامی معیار تعلیم وہ تھا جس نے بدؤں کو اسلام تعلیم کے
زیور سے آراستہ کر دیا تعلیم یافتہ بنا دیا تھا یہ ہمارے اخلاق کے ہمارے
اسلاف کے خزینے ہماری رہنمائی کریں گے ہمارے اسلاف کے وہ خزینے
جو محفوظ ہیں وہ اس میدان کی ترقی کے لئے ہر قدم پہ ہماری رہنمائی
کریں گے ۔ اور ہم اپنے تعلیمی معیار کو بلند کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا
رکھیں گے ۔

اگلا شعبہ صحت عامہ ہے اس کیلئے بھی حکومت نے موجودہ بجٹ
میں ایک خطیر رقم مختص کی ہے اسکے علاوہ دیہاتوں میں صحت عامہ کے لئے
جو سہولیات میسر آرہی ہیں وہ اس سے پہلے مفقود تھیں لیکن اب خدا
کے فضل و کرم سے ہر یونین کونسل میں رورل ہیلتھ سنٹر اور
Basic Health Centre چل رہے ہیں تھوڑی بہت خامیاں ان میں موجود
ہیں وہ آپ سب کے تعاون سے اراکین اسمبلی کی تجاویز کو ہم اپنے ذہنوں
میں بٹھائیں گے اور جو تھوڑی بہت خامیاں رہتی ہیں ان کو دور کریں گے
اس کے بعد اہم شعبہ زراعت ہے زراعت وہ شعبہ ہے جس کے متعلق
میرے بھائیوں نے متعدد بار دہرایا ہے کہ یہ ہماری معیشت میں ریڑھ

کی ہڈی ہے زراعت کی ترقی کے لیے حکومت جو رقومات مختص کی ہیں موجودہ بجٹ میں وہ خراج تحسین کے لائق ہیں کیونکہ جس ملک کی ۷۰ فیصد آبادی زراعت پیشہ لوگوں کی ہو اس ملک کی زراعت پر جتنا بھی پیسہ خرچ کیا جائے اور ان لوگوں کی ترقی کے لئے جو بھی رقومات مختص کی جائیں وہ تھوڑی ہیں۔

جناب والا یہ تھے بجٹ کے چند اہم نکات۔ کچھ اصحاب نے اعتراض کیا کہ بجٹ کس نے بنایا کیسے بنایا کب بنایا۔ یہ انجان سوالات اگر کوئی اور کرتا تو تعجب نہ ہوتا۔ تعجب اس بات پر ہے کہ جانتے بوجھتے انجان بنا جا رہا ہے۔ آپ سب کو معلوم ہے کہ کابینہ نے کب حلف اٹھایا۔ یہ یاد رہے کہ یہ کابینہ آپ لوگوں میں سے ہی ہے۔ انہیں افراد پر مشتمل ہے اسی طرح کے عوامی نمائندے کابینہ میں بھی شامل ہیں۔ جس طریقے کے آپ عوامی نمائندے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان سوالات کی بجائے اگر وہ یہ دیکھتے کہ بجٹ کی تیاری کے لئے جو عرصہ میسر آیا ہے۔ وہ کتنا تھا تو بہتر ہوتا دیکھنا یہ ہے کہ بجٹ میں عوام کی دلجوئی ان کی خواہشات اور ضروریات کو مدنظر رکھا گیا ہے یا نہیں، آم کھانے سے مطلب ہونا چاہئے درخت گننے سے نہیں۔ اگر بجٹ میں کچھ خامیاں ہیں تو ہم ہر وقت آپکی تجاویز کے منتظر ہیں۔ ان خامیوں کو دور کیا جا سکتا ہے۔ آپ مثبت تنقید ہماری راہنمائی کیجئے ہمیں بتایئے عوام کی خواہشات کے مطابق اگر کوئی پہلو بھی بجٹ میں ignore کیا گیا ہے۔ یا اسکو نظر انداز کیا گیا ہے تو اس پر غور و خوض کیلئے ہم ہر وقت آپکے تعاون کے ساتھ تیار ہیں۔ لیکن اگر بجٹ بیٹھی

کر کے بھی ہم آپ کی آرا آپ کی قیمتی تجاویز کیلئے ہر لمحہ منتظر ہیں تو میں سمجھتی ہوں تو آپکے اور ہمارے لیئے عوام کی خواہشات کو عملی جامہ پہناتے کا اس سے اور بہترین وقت نہیں ہو سکتا۔ ہمیں اس بات پہ توجہ دینی چاہیئے کہ عوامی خواہشات کو اس بجٹ بنانے والی کابینہ کے سامنے رکھیں اور اسکو اس سانچے میں ڈھلوانے کی کوشش کریں۔ بجائے اس کے کہ بے وجہ نکتہ چینی کریں کابینہ کے وزرا یا پارلیمانی سیکرٹریوں کو جملہ معترضہ کے طور پہ مخاطب کرنا میں سمجھتی ہوں کوئی اچھی روایت نہیں۔

جناب والا ہم اور آپ ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔ ہمارا ایک ہی کنارہ ہے ہماری ایک ہی منزل ہے۔ ہماری سب کی ایک ہی کوشش ہے اور وہ جمہوریت کی بحالی ہے۔ اسی میں ہم سب کی بقا ہے۔

جناب والا اگر تقریر کے دوران کوئی غلطی سرزد ہوئی ہو تو میں آپ تمام حضرات سے معافی کی خواستگار ہوں۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ میں آپ سے استدعا کرتی ہوں کہ آپ ہر منزل پہ ہماری راہنمائی کیجیئے آپ کا چیک ہمیں ہمیشہ balance میں رکھے گا۔ جہاں توازن ہو گا تو گاڑی منزل پہ جلدی اور بروقت پہنچے گی۔ لیکن تنقید برائے تنقید نہ کیجیئے گا۔ تنقید کر کے اپنے دکھ کا مداوا تلاش نہ کیجیئے گا بلکہ وہ اصلاح کیجیئے جو عوام کے مطابق ہو اور ان کی پسند کے مطابق ہو۔

آخر میں میں جناب سپیکر آپ کی۔ ارکان اسمبلی کی وزرا صاحبان اور پارلیمنٹری سیکرٹریز کی ممنون ہوں جنہوں نے بڑی تحمل مزاجی سے میری باتیں سنیں۔ خدا ہمیں اچھی روایات قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم عوام کی توقعات پہ پورے اتریں۔ شکریہ

پاکستان پائندہ باد۔ اسلام زندہ باد۔

جناب سپیکر:۔ ملک غلام حیدر تھند۔

ملک غلام حیدر تھند۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کئی روز سے اس معزز ایوان کے سامنے بجٹ پر معزز اراکین اسمبلی اپنی اپنی آراء کا اظہار کر رہے ہیں۔ آج مجھے بھی اس ضمن میں جناب کی طرف سے کچھ وقت عنایت کیا گیا ہے۔ جس کے لیے میں آپ کا بے حد ممنون ہوں۔

جناب سپیکر بجٹ کے سلسلے میں میں یہ گذارش کروں گا کہ اگر اس کے محاصل اور اس کے اخراجات پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ ایک متوازن بجٹ ہے۔ جس میں تعلیم اور صحت کے لیے زائد رقوم مختص کر کے عوام کی ضروریات کا خیال رکھا گیا ہے۔

اس کے بعد بجٹ کے ترقیاتی پروگراموں کے لیے مختص کی گئی رقم کا ۷۰ فیصد حصہ دیہاتی علاقہ میں خرچ ہوگا اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس بجٹ میں دیہی آبادی کا خاطر خواہ رکھا گیا ہے۔ اس بجٹ میں نہ صرف ٹیکسوں کی ادائیگی کے طریقہ کار کو آسان اور بہتر بنایا گیا ہے بلکہ اس میں کئی ٹیکس ختم بھی کر دیئے گئے ہیں جیسے کہ گفٹ ٹیکس کا خاتمہ اور سینماؤں کے تفریحی ٹیکس میں کمی۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے بجٹ کا ایک اہم اور قابل تحسین پہلو یہ ہے کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا۔ میں جناب وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو اس ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر قابل تحسین سمجھتا ہوں اور خوش آمدید کہتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا میرا دوسرا نقطہ مارشل لاء کے خاتمہ کے متعلق ہے۔ حضور والا ایک ایڈووکیٹ ہونے کے ناطے قانون کا طالب علم ہونے کے ناطے جو کچھ مارشل لاء کے بارے میں میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے

Martial Law is a law where there is no law

لیکن یہ بات میں نہیں سمجھ سکا کہ جب عوام کے منتخب نمائندے اسمبلیوں میں آ چکے ہیں قومی اور صوبائی اسمبلیاں معرض وجود میں آ چکی ہیں تو اس مارشل کی کیا ضرورت ہے یہ کالا قانون ابھی تک ہم پر کیوں تھوپا جا رہا

تمام اراکین اسمبلی نے متفقہ طور پر یہ کہہ دیا ہے کہ ہمیں مارشل لا نہیں چاہیے۔ مارشل لا کی چھتری ہمیں نہیں چاہیے۔ میں وفاقی متقدر حضرات سے یہ گذارش کروں گا کہ اب تاخیری حربے نہ استعمال کیے جائیں اور جلد از جلد ہمیں اس بلا سے نجات دلائی جائے۔

میرا تیسرا پوائنٹ ایک ایسا مسئلہ کے متعلق ہے جو اس وقت پنجاب کے اعصاب پر سوار ہے۔ وہ ہے پانی کا مسئلہ۔ حضور والا جیسا کہ سب معزز حضرات فرما چکے ہیں اور یہ حقیقت بھی ہے کہ آج تک پنجاب ایک بڑے بھائی کا کردار ادا کرتا چلا آیا ہے۔ اس نے ہمیشہ اپنے حقوق کو نظر انداز کر کے دوسروں کے حقوق کی پاسداری کی ہے مگر یہ چھوٹا بھائی اب کچھ زیادہ ہی سر چڑھ گیا ہے۔ اور اس نے ایسے اقدام شروع کر دیئے ہیں جس سے ہماری existence کو خطرہ ہے۔ جس سے ہماری بقا کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ ہم اس کو اپنی بڑی کرسی تو دے سکتے ہیں مگر اس کے لیے ہم اپنے پیٹ پر پتھر نہیں باندھ سکتے اگر پنجاب کو پانی نہ ملا تو پنجاب ویران ہو جائیگا۔ اگر پنجاب ویران ہو گا تو اس کا نقصان تمام پاکستان کو ہو گا۔

(اس مرحلہ پر گھنٹی بجائی گئی)

میں جناب سپیکر یہ گذارش کروں گا کہ ابھی چند منٹ بھی نہیں گذرے کہ آپ نے گھنٹی بجانی شروع کر دی۔ امنٹ خود کل آپ نے دیئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ گھڑی میرے سامنے ہے آپ کے سامنے نہیں ہے۔

ملک غلام حیدر تھہیم۔ تقریر جو میں نے تیار کی ہے وہ دس منٹ سے زیادہ نہیں ہے۔ جناب والا میرا چوتھا پوائنٹ ہے زراعت۔ گذارش یہ ہے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور زراعت ہمارے ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ مگر میں یہ کہوں گا کہ ہماری زرعی پالیسی ناقص ہونے کی وجہ سے ہماری زراعت منافع بخش نہیں رہی۔ اگر یہی حالت رہی تو کاشتکار بھوکے مر جائیں گے جس سے اس ملک کو ناقابل تلافی نقصان ہو گا۔ ۳۸ سال گذرنے کے باوجود آج بھی ہمارا کسان زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہے۔ میں حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان سے گذارش کروں گا کہ زراعت کو منافع بخش

بنایا جائے۔ جب تک زراعت کو منافع بخش نہیں بنایا جاتا تب تک یہ ملک خود کفالت کی منزل کو نہیں پہنچ پائے گا۔

حضور والا میرا پانچواں پوائنٹ ہے بیوروکریسی کا رویہ۔ حضور والا ہم ممبران کے ساتھ بیوروکریسی کا رویہ درست نہیں ہے۔

گذارش یہ ہے کہ ہم لوگ منتخب ہو کر آتے ہیں لوگوں نے ہمیں ووٹ دیئے ہیں۔ لوگ ہم سے امیدیں وابستہ کیے بیٹھے ہیں۔ حضور والا، ان کے کچھ مسائل بھی ہیں جن کو ہم نے حل کرنا ہے۔ اور جس کے لیے ان بیوروکریٹس کا تعاون ضروری ہے جو وہ ہمارے ساتھ نہیں کرتے حکومت نے ہمیں کئی مرتبہ یقین دہانی کرائی ہے اور وہ کسی حد تک درست بھی ہے کہ انہوں نے بڑی بڑی اور لمبی لمبی ہدایات بیوروکریسی کو روانہ کی ہیں ہم اس کا کچھ اثر نہیں دیکھتے۔ پتا نہیں وہ کون سی زبان سمجھتے ہیں تو میں جناب سے یہ سوال کرتا ہوں کہ ہم کہا کریں اور کدھر جائیں؟

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا، اب میں اختصار سے اپنے ضلع کے چند مسائل عرض کروں گا۔

جناب سپیکر۔ بس ملک صاحب، دو منٹ میں ختم کریں۔

ملک غلام حیدر تھیند۔ دو منٹ میں ختم کروں گا۔ حضور والا میرا تعلق پنجاب کے ایک پسماندہ علاقہ ضلع لیہ سے ہے جو دو قسم کے علاقوں پر مشتمل ہے، علاقہ نشیب اور علاقہ تھل۔ میں یہ بات ایوان کے گوش گذار کروں گا کہ جب سے پاکستان بنا ہے، ہر علاقے اور ہر ضلع میں حکومتیں ڈویلپمنٹ کرتی ہیں ان کو نہریں دی ہیں، سڑکیں دی ہیں۔ مگر کسی بھی ضلع کے لوگوں سے انہوں نے معاہدہ نہیں کیا کہ ہم آپ کو نہریں اس شرط پر دیں گے کہ آپ ہمیں اپنی اراضیاں دے دیں۔ میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ ہمارے ضلع لیہ میں تھل کینال ایک منصوبے کے تحت دی گئی۔ تھل کینال ہمیں سندھ ساگر منصوبے کے تحت دی گئی۔ ہمارے زمینداروں سے ایک معاہدہ کیا گیا کہ ہم تھل کینال آپ کو اس صورت میں دیتے ہیں، ہم آپ کے علاقے کی ڈویلپمنٹ اس

اس صورت میں کرتے ہیں جب آپ اپنا تین چوتھائی رقبہ گورنمنٹ کو دے دیں اور ایک چوتھائی رقبہ اپنے پاس رکھیں۔ سو ہم نے اپنا ایک چوتھائی رقبہ اپنے پاس رکھا اور تین چوتھائی رقبہ اپنی ڈویلپمنٹ کے لیے، اس تھل کینال کو حاصل کرنے کے لیے حکومت پاکستان کو دیا۔ ہمارے ساتھ یہ معاہدہ کیا گیا کہ آپ کے علاقے کا پندرہ ہزار ایکڑ رقبہ قابل کاشت بنایا جائے گا اور اس کے آپ کو آٹھ ہزار کیوسک پانی دیا جائے گا۔ مگر آج زیر کاشت رقبہ ۲۲ لاکھ ایکڑ ہے اس تناسب سے پانی کی شرح بھی بڑھائی جانی چاہیے تھی۔ مگر پانی کی شرح اس وقت ساڑھے پانچ ہزار کیوسک ہے، بائیس لاکھ ایکڑ کے لیے۔ حضور والا، یہ پاکستان میں رشتو کے لحاظ سے سب سے کم ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ کا ایک منٹ ہے۔

ملک غلام حیدر تھینڈ۔ جی سر، میں یہ گذارش کروں گا کہ اس پر غور کرنا چاہیے۔ یہ ہماری حق تلفی ہو رہی ہے۔ تھل کے علاقے میں تحصیل چوبارہ میں ایک چھوٹا سا علاقہ ہے، ذرا سو ماتنر اور جمال ماتنر کا علاقہ اب سیم دتھور کی وجہ سے بالکل ضائع اور ویران ہو رہا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے گذارش کروں گا کہ یہ مسئلہ فوری توجہ طلب ہے۔ مہربانی فرمائی جائے۔ اس کے بعد ایک چھوٹا سا مسئلہ اور ہے جو نشیب سے متعلق ہے پنجاب کے تمام دریاؤں سے متاثرہ لوگوں کو دریا بردی سکیم کے تحت وہاں رقبے الاٹ کیے گئے۔ مگر ہم سے لی ہوئی اراضی پر ہمارے لوگوں کا کوئی حق نہیں سمجھا گیا۔ دریائے سندھ سے متاثرہ لوگوں کو جو بے حال ہیں ان کو کوئی اراضی ہمارے علاقے میں دریا بردی سکیم کے تحت الاٹ نہیں کی گئی۔ یہ ان کی حق تلفی ہوتی ہے۔ میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب سے گذارش کروں گا کہ اس طرف بھی توجہ فرمائی جائے ایک اور چھوٹا اور معمولی سا مسئلہ یہ ہے کہ ہماری تحصیل لیہ کے لوگوں نے دو سال سے بجلی کے میٹروں کے لیے درخواستیں دی ہوئی ہیں۔ مگر دو سال سے انہیں میٹر نہیں دیئے گئے۔ تو میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی توجہ اس جانب بھی مبذول کراؤں گا اس کے بعد میرا آخری پوائنٹ یہ ہے کہ نشیب کا ایک ایسا علاقہ جو دریائے سندھ کی زد میں ہے وہ زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہے۔ وہاں پر نہ سڑکیں ہیں اور نہ بجلی۔ مہربانی فرما کر شمالاً جنوباً علاقہ نشیب

میں ۱۱ کے۔وی لائن بچھائی جائے جس سے وہ زرعی مقاصد کے لیے ویلج الیکٹریفیکیشن کے تحت اپنے علاقوں کو۔اپنی بستیوں کو الیکٹریفائی بھی کرا سکیں۔شکریہ۔

جناب محمد رفیق۔جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔میں نے فاضل مقرر کو بیچ میں ٹوکنا مناسب نہیں سمجھا مگر یہ جو ۸۰ فیصد کی افواہ ہے، کہ بجٹ کا ۸۰ فیصد حصہ دیہی ترقی کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔میں یہ جاننا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو کل بجٹ پیش ہوا ہے اس کا ۷۰ فیصد حصہ ہے یا خالص پیداواری اخراجات کے لیے جو رقم مخصوص ہوتی ہے اس کا ستر فیصد حصہ ہے۔

جناب سپیکر۔آپ کے پاس بجٹ کی کاپی موجود ہے آپ ملاحظہ فرمائیں۔

جناب محمد رفیق۔شکریہ جناب

جناب سپیکر۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب

چودھری پرویز الٰہی میں کل ساڑھے نو بجے وقت لوں گا ۔

جناب ممتاز حسین۔جناب سپیکر، نکتہ وضاحت۔میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انتظار چاہے محبوب کا ہو اور چاہے جناب سپیکر کی نظر کرم کا۔یہ ایک کٹھن مرحلہ ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہو گئی ہیں۔آپ ارشاد فرمایئے ۔

مسٹر پلیٹر گل ۔ جناب والا، میں نے تین تاریخ کے لیے دو تاریخ کو چٹ دی تھی۔لیکن آج پانچ تاریخ ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر۔آپ کی چٹ میرے پاس ہے اور آپ کا نمبر آ رہا ہے (قطع کلامیاں) جناب آپ سب کی چٹیں میرے پاس ہیں اور آپ سب کا نمبر آ رہا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ جو صاحبان ضمنی بجٹ پر نہیں بولے ان کو پہلے موقع دیا جائے۔

DR. MRS. SHILA CHARLES: Sir, I sent a chit to you on the 3rd that I would like to speak on the 4th. I hope my chit is lying with you.

MR. SPEAKER: Yes, your chit is with me.

DR. MRS. SHILA CHARLES: Would I get a chance today?

MR. SPEAKER: I hope you will be able to speak today.—

ملک طیب خان - جناب سپیکر ضمنی بجٹ توں پہلے چٹ دتی ہائی - جے بھلے بیٹھے او تے چپ رہیے جے یاد اے تے سدلو۔

جناب شفقت عباس - جناب سپیکر، آپ اس چیز کو نوٹ کریں اور اپنے ذہن میں رکھیں کہ جو لوگ ضمنی بجٹ پر اپنی تقاریر کر چکے ہیں انہیں اس بحث میں ترجیح نہ دی جائے جو کہ جاری ہے - کئی حضرات ایسے ہیں جنہوں نے ضمنی بجٹ پر بھی ٹائم حاصل کیا ہے - اور اب بھی وہ تقاریر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر - یہ درست ہے مولانا صاحب، آپ کی چٹ میرے پاس ہے - آپ کا وقت قریب ہے - اپنا وقت آپ ضائع نہ کیجئے -

(قطع کلامیاں)

فاضل اراکین سے گذارش ہے کہ وہ اس طرح ایوان کا وقت ضائع نہ کریں - جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں ان سب کے نام میرے پاس ہیں - باری آنے پر ان کو بولنے کا موقع ضرور فراہم کیا جائے گا -

میاں محمد اسحاق - جناب سپیکر میں نے رولنگ کے متعلق دریافت کرنا تھا کہ آپ رولنگ دے رہے ہیں -

جناب سپیکر - میاں صاحب مجھے یاد ہے - قبل اس کے کہ رانا پھول محمد خان صاحب ایوان میں آجائیں میری کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ مقررین کو تقاریر کرنے کا موقع دیا جائے - میاں صاحب آج میں آپ کی رولنگ دوں گا -

میاں محمد اسحاق : جناب سپیکر ہم سب ممبران کا وقت ضائع ہو رہا ہے اور ہمیں پریشانی ہے میں نے آپ کو چٹ بھی دی تھی۔ آپ کا کل کا وعدہ تھا پرسوں کا وعدہ تھا اس لیے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ مہربانی فرمادیں۔

جناب سپیکر : میاں صاحب میں نے آپکے نقطہ پر کہہ دیا تھا اور آپکے باقی الفاظ کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ چوہدری ممتاز صاحب۔

چوہدری ممتاز حسین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سپیکر موجودہ دور ختم ہو رہا ہے مارشل لاء جس کو میں نے پیر تسمہ پا کا نام دے رکھا ہے رخصت ہو رہا ہے ہم Civil liberties کی طرف واپس لوٹ رہے ہیں۔ آئیے اپنے رب اپنے اپنے اللہ کے حضور دعا کیجئے کہ یہ بزرگ ہمیشہ کے لیے چلا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ستا کر واپس لوٹ آئے۔

وزیر خزانہ نے ۲۱ ارب ۳۱ کروڑ ۲۴ لاکھ روپے کا برائے سال ۸۵-۱۹۸۶ء جو ریکارڈ خسارے کا بجٹ پیش کیا میں انہیں اس کے لیے مبارکباد پیش کرتا ہوں اس بجٹ میں پچھلے مالی سال کے بجٹ کے مقابلہ میں ۸ ارب ۴ کروڑ ۲۰ لاکھ روپے کا اضافہ دکھایا گیا لیکن اس اضافہ میں ترقیاتی بجٹ کا حصہ صرف ایک ارب ۷ ۳ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے ہے جو کل اضافے کا ۱۲٪ ہے اور بقایا ۶ ارب ۶۶ کروڑ ۴۰ لاکھ روپے کو غیر ترقیاتی اخراجات کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ اگر کسی صورت میں گذشتہ مالی سال کی نسبت اضافہ ہوا ہے تو اسکا بیشتر حصہ غیر ترقیاتی اخراجات کی نذر ہو چکا ہے۔ جناب والا وزیر خزانہ کے فرمان کے مطابق ۴ ارب ۲۹ کروڑ روپے خسارہ کی رقم فیڈرل گرانٹ سے پوری کی جائے گی ایک ارب کا اضافہ Revenue Receipts میں دکھایا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی دو ارب ۷۵ کروڑ ۲۰ لاکھ روپے کا فرق کس مد میں پورا ہوتا نظر نہیں آ رہا ایسا معلوم ہوتا ہے یہ صرف اعداد و شمار کا ہیر پھیر ہے۔ بیوروکریٹس کی شعبدہ بازی ہے ہمیں انجان اور نو وارد سمجھ کر ایک سہانا مستقبل دکھانے کے لیے بجٹ کو inflate کیا گیا ہے کیا وزیر خزانہ اس کی وضاحت فرمائیں گے کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ اتنی بڑی رقم کی کمی کہاں سے

پوری کی جائینگی جب کہ نئی ٹیکسیشن بھی نہیں ہوئی بلکہ اس کو پورا کرنے کے لیے وفاقی قرضوں کا سہارا لیا جائے گا اور پنجاب کو وفاق کے پاس گروی رکھا جائے گا جناب سپیکر بیورو۔ بیوروکریٹس نے ہی تیار کرنا ہوتا ہے۔ یہ ماننے والی بات ہے لیکن اس کی تیاری میں نمائندوں کی تجاویز اور ترجیحات کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہوتا ہے جنہیں اس دفعہ بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے اور روایتی ہٹ دھرمی سے کام لیا گیا ہے۔ میں اس ایوان میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ آئندہ ایسا ہرگز نہیں ہونے دیا جائے گا بیوروکریسی کو ہماری تجاویز اور ترجیحات کا احترام کرنا ہوگا اور آنے والے سالوں میں بجٹ بناتے وقت اسمبلی کی رائے کو اس میں شامل کرنا ہوگا۔ پالیسی فریم کرنا نمائندہ حکومت کا کام ہے اور بیوروکریسی کے ذمہ صرف بنائی ہوئی پالیسی کی implementation ہوتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ماضی میں حکومتیں بیوروکریسی کی مرضی سے چلتی رہی ہیں ان کے اشارے پر حکومتیں بنتی اور اجڑتی رہتی ہیں۔ لیکن اس دفعہ ہم بھی عزم لے کر آئے ہیں کہ ہم نے اس سنڈیکیٹ کو توڑنا ہے۔ اس سرکش گھوڑے کو Break کرنا ہے۔ افسر شاہی کا قلعہ چاہے کتنا مضبوط ہو اس کو فتح کرنا ہے (تالیاں) جناب والا کسی بھی معاملہ پر دو آراء ہو سکتی ہیں لیکن اس معاملہ میں پورا ایوان انشاءاللہ متفق و متحد ہے۔ ہم انشاءاللہ اس کو پورا کر کے دکھائیں گے۔ جناب سپیکر زراعت کی ترقی کو بڑی ترجیح دی جا رہی ہے لیکن ہم اسے اجتماعی ترقی کا نام نہیں دے سکتے غریب اور چھوٹے کاشتکار جو زراعت کے سیکٹر کا ۹۰٪ حصہ ہیں ان کے مفاد کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے۔ اچھا بیج۔ ٹریکٹر، ٹیوب ویل، کھاد۔ اور قرضہ جات کی سہولتیں صرف ۱۰٪ بڑے زمیندار کے لیے ہیں۔ کیونکہ یہ سہولتیں اس غریب کاشتکار تک پہنچتے پہنچتے ختم ہو جاتی ہیں۔ input کے مناسب انتظامات نہ ہونے کی بنا پر اس کی output بہت کم رہ جاتی ہے وہ بھی چالاک بیوپاری اس سے اونے پونے خرید لیتا ہے۔ چھوٹا کاشتکار اپنے پرانے روایتی انداز میں کاشتکاری کر رہا ہے۔ اور اسے اپنی محنت کا صلہ نہیں ملتا۔ اس کے لیے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا اچھی آرام دہ زندگی کا تصور کرنا تو درکنار اسے کنبہ کا پیٹ پالنا بھی دوبھر ہو جاتا ہے۔ جناب والا میں یہ مانتا ہوں کہ مجموعی طور پر زراعت کے شعبہ میں ترقی ہوئی ہے پیش رفت ہے لیکن یہ ۱۰٪ بڑے زمیندار کے حصہ میں

آتی ہے۔ ہم اسے اجتماعی ترقی کا نام نہیں دے سکتے جب تک چھوٹے کاشت کار کی معاشی حالت بہتر بنانے کا اہتمام نہیں ہوتا اسے ضروری سہولتیں مہیا نہیں کی جاتیں تب تک زرعی انقلاب کا تصور نہیں کیا جا سکتا غریب کاشت کار احساس محرومی کا شکار رہے اور کسی وقت بھی یہ احساس کسی شدید ردعمل میں تبدیل ہو سکتا ہے میری یہ تجویز ہے کہ چھوٹے کاشتکار کے مسائل اور ان کے حل کے لیے محکمہ زراعت میں ایک علیحدہ ڈویژن قائم کیا جائے ان لائنز پر کام کیا جائے جس سے اسکی معاشی حالت بہتر ہو سکے وقتاً فوقتاً ان کی علیحدہ کنونشن بلائی جائے انہیں زرعی میدان میں گائیڈ کیا جائے وزیر زراعت سے بھی آپ کی وساطت گذارش کروں گا کہ جب بھی وہ دیہات کے دوروں پر جائیں تو وہ بڑے زمینداروں کے بڑے ڈیروں پر ہی رونق افروز نہ ہوں بلکہ چھوٹے کاشت کاروں کو بھی شرف ملاقات بخشیں ان کے کچے جھونپڑوں میں تشریف لے جائیں انکے مسائل پر ہمدردانہ غور کریں ایسی صورت میں ہم اجتماعی ترقی اور خوشحالی کا دعویٰ کر سکیں گے۔

جناب والا۔ دیہی علاقوں میں پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے صرف ۲۶ کروڑ ۸ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو کہ اونٹ کے منہ میں زیرہ کے مترادف ہے۔ بارانی اور کھارے پانی کے علاقوں میں پینے کے پانی کے علاقوں میں پینے کے پانی کا حصول ایک ایسی دردناک حقیقت ہے جس کا اس ٹھنڈے ایوان میں بیٹھ کر تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے پسماندہ اور دور دراز علاقوں میں ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں دس دس میل دور پیدل جا کر پینے کا پانی لاتی ہیں اور یہ پانی راشن بندی کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ دیہی علاقوں میں صورت حال اس سے بھی بدتر ہے۔ پینے کا پانی ایسے جوہڑوں اور جھپڑوں سے لیا جاتا ہے جہاں سے جانور بھی پانی پیتے ہیں اور اس Poluted اور غلاظت بھرے پانی کے استعمال سے مہلک بیماریاں پھیلتی ہیں۔ وہاں زندگی جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ اس مد میں مزید رقم مختص کی جائے۔ تاکہ ایسے علاقوں میں رہنے والے ہمارے بھائیوں کو اپنی زندگی اور بقا کے لئے سب سے اہم ضرورت یعنی صاف پانی مہیا ہو سکے اور وہ

بھی انسان کہلانے کے قابل ہو سکیں۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب آپ پہلے ہی زیادہ وقت لے چکے ہیں۔ لہٰذا اب ایک منٹ میں ختم کیجئے۔

چوہدری ممتاز حسین: جناب والا۔ اگر صرف ایک منٹ کی بات ہے تو میں ویسے ہی تقریر کرنا بند کر دیتا ہوں۔ تاکہ میں دوسرے بھائیوں کی حق تلفی نہ کروں۔

جناب سپیکر: صرف ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کیجئے۔

چوہدری ممتاز حسین: جناب والا۔ میں نے غریب کاشتکار کی بات کی ہے میں نے کچی آبادی کے رہنے والے غریب مزدور کی بات کرنا تھی۔ مجھے افسوس ہے کہ وقت نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ ہم ایک نہایت غریب ملک ہیں۔ اور یہاں کی ۸۰ فیصد آبادی غریبوں پر مشتمل ہے۔ مجھے اور آپ کو غریبوں سے پیار ہے۔ لیکن ہمیں ان کی غربت سے خوف آتا ہے کیونکہ جب اس کی غربت کی وجہ سے خدانخواستہ کبھی کوئی ردعمل ہوا تو شاید وہ ہمارے روکنے سے نہ رک سکے۔ ہمارا معاشی اور معاشرتی امیر اور غریب کا فرق دن بدن بڑھ رہا ہے۔ فاصلہ بڑھ رہا ہے۔ کہیں سنگ مرمر کے محل ہیں۔ جہاں فرانس سے درآمدہ Chandliers لگے ہوئے ہیں کہیں گھاس پھوس کی جھونپڑیاں ہیں جہاں مٹی کا دیا بھی میسر نہیں۔ کہیں بچے کاروں میں بیٹھ کر سینٹ انتھنی اور ایچیسن میں تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں اور کہیں اس عمر کے بچے نانبائی کی دکان پر برتن صاف کرتے ہیں یا سائیکل والے کی دکان پر پنکچر لگاتے ہیں یا کہیں چھوٹی عمر میں مزدوری کرتے ہیں۔ کہیں چھینک آنے پر ہمارے سرجیٹ کا وقت دیا جاتا ہے۔ مگر کہیں غریب آدمی تپ دق میں مبتلا ہے تو وہ تھوک کر مر جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ان خوبصورت الفاظ کے ساتھ آپ کی تقریر کا وقت ختم ہوا۔

چوہدری ممتاز حسین: جناب۔ صرف ایک منٹ اور دے دیں۔

جناب سپیکر : میرا خیال ہے کہ آپ کو زیادہ مصر نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ وقت کی گھڑیاں بڑی ظالم ہیں۔ وقت گزر جاتا ہے اور اس کا پتا بھی نہیں چلتا۔

چوہدری ممتاز حسین : ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر : جناب خوشحال محمد ڈوگر صاحب۔

چوہدری خوشحال محمد ڈوگر : بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

جناب سپیکر۔ میں مشکور و ممنون ہوں کہ آپ کی نظر کرم اس طرف بھی ہوئی۔ صوبائی بجٹ میں محاصل اور اخراجات پر ایک نظر ڈالنے سے احساس ہوتا ہے کہ یہ بجٹ کافی حد تک متوازن ہے جناب والا اسی ایوان میں جناب چیف منسٹر صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں جو غالباً ان کی پالیسی تقریر بھی تھی دیہی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بجٹ کا ان کی آبادی کے حساب سے خرچ کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ اس دفعہ ترقیاتی بجٹ کا تقریباً ۷۰ فیصد حصہ دیہات کی ترقی کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس پر میں دیہی عوام کے نمائندوں کی طرف سے اور اپنی طرف سے جناب چیف منسٹر صاحب اور حکومت پنجاب کو ادھوری مبارکباد دیتا ہوں۔ پوری مبارکباد اس وقت دونگا جب واقعی یہ ۷۰ فیصد رقم دیہی عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ ہو جائے گی۔ اس سلسلے میں پریس کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے بے حد مؤثر انداز میں دیہی عوام کے مسئلے کو پیش کیا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی دیہی عوام کے مسائل پیش کرنے میں ہمارے ساتھ مکمل تعاون فرمائیں گے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس رقم کا صحیح استعمال اور دیہی علاقوں کی ترقی کے لئے ترجیحات کا ایک پروگرام بنایا جائے۔ ان ترجیحات میں تعلیم پینے کا پانی، صحت اور رابطہ سڑکوں کو فوقیت دی جائے۔ جناب سپیکر میں اس بات پر بھی زور دونگا کہ ترقیاتی منصوبوں کے لیے عوام کے منتخب نمائندوں کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کیا جائے۔ اور افسر شاہی کا عمل دخل ممکن حد تک ختم کر دیں۔

رانا محمد خالد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ یہ پارلیمینٹری سیکرٹری صاحبان کو کونسی پریشانی لاحق رہتی ہے کہ اس ہاؤس میں کھڑے خوش گپیوں میں مصروف ہیں

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : جی ڈوگر صاحب۔

چوہدری خوشحال محمد ڈوگر : جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ ترقیاتی منصوبوں میں عوام کے منتخب نمائندوں کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کیا جائے اور افسر شاہی کا عمل دخل ممکن حد تک ختم کیا جائے تاکہ قوم کا صحیح اور بروقت استعمال ہو سکے۔ اس طرح امید ہے کہ یہ منصوبے سرخ فیتے کا شکار ہونے سے بچ جائیں گے۔ جناب والا۔ اب میں ایک ایسے مسئلے کی طرف آتا ہوں جو اس وقت ہمارے لئے سب سے اہم ہے۔ وہ ہے بے روزگاری کا مسئلہ خاص کر دیہات میں یہ مسئلہ روز بروز تشویشناک صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اس کی طرف ہمیں خاص توجہ دینی ہوگی۔ دیہات میں چھوٹی صنعتیں قائم کر کے ہم اس بیروزگاری پر کسی حد تک قابو پا سکتے ہیں۔ اسی کے بعد یہی عوام کے منتخب ممبران۔ جناب وزیر اعظم اور حکومت پنجاب سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہونگے کہ ملازمتوں کے کوٹہ میں آبادی کے تناسب سے دیہی عوام کا کم از کم کوٹہ مقرر کیا جائے اور اس مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر اس کا اعلان اسی سیشن میں کیا جائے۔ یہ ہمارا حق ہے اور ہمیں ملنا چاہیئے۔ تعلیم کی مد میں ۴ ارب ۸۸ کروڑ اور ۳۶۴ روپے رکھے گئے ہیں۔ جناب سپیکر اگر تعلیم صحیح خطوط پر ہو تو کئی سماجی، اقتصادی اور معاشرتی برائیاں خود بخود ختم ہو جاتی ہیں۔ صحیح تعلیم یافتہ قوم اپنی آئندہ نسلوں کو گروی رکھ کر غیر ملکی قرضے نہیں لیتی اور نہ ہی وہاں مارشل لا جنم لیتا ہے۔ تعلیم کے ذریعہ سے ہی ہم طبقاتی کشمکش کو ختم کر سکتے ہیں۔ مگر نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہم اسی نظام کے ذریعہ طبقاتی کشمکش کی خلیج کو وسیع کر رہے ہیں۔ وہ اس طرح کہ اسی وقت ہمارے ملک میں دو نظام اردو اور انگریزی چل رہے ہیں۔ یہ دونوں میڈیم شانہ بشانہ چل رہے ہیں۔ انگلش میڈیم سرمایہ دار اور

اور امیروں کے لئے ہے ایک غریب بچہ کسی پبلک سکول یا چیف کالج یا کسی اچھے پبلک سکول میں داخلہ کا تصور نہیں کر سکتا ۔ آپ اس بات سے اتفاق فرمائیں گے کہ ایک پبلک سکول کی عمارت پر جو رقم خرچ ہوتی ہے اس رقم سے کم از کم تحصیل کے تمام دیہاتی سکول چل سکتے ہیں ۔ جناب والا مالی سال رواں میں ۱۲۵۰ سکول لڑکیوں کے لئے اور ۱۳۵۰ مکتب سکول کھولنے کی شق رکھی گئی ہے یہ تعداد آبادی کے حساب سے ناکافی ہے میری تجویز یہ ہے کہ ہر یونین کونسل میں کم از کم ایک ایک ہائی سکول لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے اور کم از کم دو دو مڈل لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے قائم کئے جائیں اس کے علاوہ ہر یونین کونسل میں دستکاری دو یا تین سکول لڑکیوں کے لئے بھی ہونے چاہئیں ۔ یہ بات یقیناً باعث مسرت ہے کہ بجٹ میں ذہنی طور پر معذور بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے بھی تقریباً تین کروڑ ۴۳ لاکھ روپے ہیں رکھے گئے ہیں جو کہ معقول رقم ہے امید ہے کہ معذور بچے بھی اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو جائیں گے ۔

جناب والا تعلیم کا معیار روز بروز گرتا جا رہا ہے ۔ اور پڑھے لکھے افراد کا تناسب بھی روز بروز کم ہو رہا ہے ۔ اسی کے لئے ہمیں مناسب اقدامات کرنے ہوں گے ۔ جناب سپیکر ۔ اس کے بعد میں زراعت کی طرف آتا ہوں ۔ جب زراعت کا ذکر آئے گا تو پھر پانی کی بات بھی ہو گی ۔ زرعی ترقی کے لئے وافر مقدار میں پانی اتنا ہی ضروری ہے جتنا انسانی صحت کے لئے خون چونکہ اس سلسلہ میں معزز ایوان ایک قرارداد اتفاق رائے سے پاس کر چکا ہے ۔ اس لئے اس پر مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔ مگر اس ضمن میں جو سیاست کارفرما تھی وہ اب ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ۔ جب تک پیداواری اخراجات کم نہیں ہو جاتے اور کاشتکار کو اپنی اجناس کی صحیح قیمت نہیں ملتی ۔ اس وقت تک ہماری زراعت ترقی نہیں کر سکتی ۔ چاول ہم سے ۹۰ روپے فی من خرید کر ۲۰۰ روپے میں فروخت کیا جاتا ہے ۔ اس کے باوجود اونچے ایوانوں میں یہ

بات بھی ہوتی ہے کہ زرعی ٹیکس لاگو کیا جائے۔ ذرا اندازہ کیجئے۔ ایک کھیت سے اگر ۲۰ من چاول پیدا ہوتا ہو۔ تو ہم سے ۱۰۰ روپے خرید کر ۴۰۰ روپے میں فروخت کیا جاتا ہے۔ تو کیا یہ زرعی ٹیکس سے کچھ کم ہے۔ اسی طرح سے دوسری اجناس کا معاملہ ہے جناب والا کاشتکار کو اجناس کی انٹرنیشنل قیمت ملنی چاہیئے۔ یا پھر ڈیزل، کھاد اور ٹریکٹر وغیرہ کی قیمتیں کم ہونی چاہئیں۔ ہمارے ہاں زرعی ماہرین کی بھی کمی ہے اور جو ہیں، ان کو دی جانے والی تنخواہ اور مراعات بہت کم ہیں۔ ہمارے ملک میں تینوں یونیورسٹیوں سے سال بھر میں صرف ایک سکالر پی۔ ایچ۔ ڈی کر کے نکلتا ہے۔ جب کہ ہمارے ہمسایہ ملک انڈیا میں صرف ایک شہر لدھیانہ میں ۱۳۰ زرعی پی۔ ایچ۔ ڈی بن کر نکلتے ہیں۔ ابھی چند دن ہوئے اخبارات میں محکمہ زراعت کی طرف سے کاروں کی خرید کے لئے ایک اشتہار تھا۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ محکمہ زراعت اپنی ضرورت کے مطابق دیہی علاقوں میں دور دراز جانے کے لئے مضبوط گاڑیاں یا جیپیں خریدتا۔ لیکن اشتہار پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ وہ ہونڈا، ٹیوٹا، کاریں خریدنے کے لئے دیا گیا تھا اور ان کے رنگ بھی بتائے گئے تھے کہ وہ، ڈارک ریڈ بلیو مٹالک، گرین مٹالک وغیرہ ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ کاریں کسی برات کے لئے خریدی جا رہی ہیں۔ جناب والا۔ ٹیوب ویل پر میٹر کی بجائے فکس ٹیوف ریٹ ہونا چاہیئے تاکہ کاشتکار بجلی کے غلط بلوں اور واپڈا کی لوٹ کھسوٹ سے بچ جائے اور بجلی کی چوری کا احتمال بھی ختم ہو جائے۔ اس بجٹ میں صحت عامہ اور علاج معالجے کے لئے بھی کافی رقم رکھی گئی ہے دیہات میں کافی بنیادی مراکز صحت فراہم ہو چکے ہیں مگر ان میں نہ کوئی سٹاف ہے اور نہ ڈاکٹرز ہیں، کمپاؤنڈرز تک نہیں ہیں۔ دوائیوں کا ذکر کیا وہ تو عنقا ہیں لاہور جیسے بڑے شہر میں میو ہسپتال یا سروسز ہسپتال میں بھی ادویات اپنے پاس سے خریدنا پڑتی ہیں۔ بہرحال اس کا کچھ نہ کچھ دیہی عوام کے لئے بندوبست ہونا چاہیئے۔ میو ہسپتال میں ادویات کے غبن کے بارے میں جناب وزیر صحت کے حکم پر جو انکوائری ہوئی تھی

اس کے بارے میں بھی ہاؤس کو مطلع کرنا چاہیئے۔ وزیر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ شہروں میں لوڈ شیڈنگ کے ذریعے بجلی کی بچت کر کے دیہاتوں کو دی جا رہی ہے۔ جناب والا یہ بات بالکل غلط ہے ہمیں تو پہلے ہی ۱۰۰ فی صد میں سے صرف ۸ فی صد بجلی ملتی ہے اور ۹۲ فیصد شہریوں پر خرچ کی جا رہی ہے ہماری پچھلی فصل میں گندم صرف پانی کی وجہ سے بہت کم ہوئی لیکن اس پر ہمیں آبیانہ تو دینا ہی پڑے گا۔ بہرحال میری گزارش ہے کہ بجلی دیہات کو زیادہ سے زیادہ پہنچائی جائے بے شک شہری کوٹہ کم کر دیا جائے اور دیہات کا کم از کم ۵۰ فیصد کوٹہ بڑھا دیا جائے۔ جناب والا جہاں تک رشوت ستانی کا تعلق ہے میں اس کا زیادہ ذکر نہیں کروں گا۔ لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ ہر دفعہ چھوٹے ملازم ہی چپڑاسی یا کلرک پکڑے جاتے ہیں کبھی کوئی ایس پی۔ یا ڈی ایس پی نہیں پکڑا گیا۔ اس کا کوئی مناسب بندوبست ہونا چاہیئے شکریہ

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد ریاض صاحب گوجر خاں۔

چوہدری محمد ریاض : جناب والا میں وزیر خزانہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا۔ بجٹ دراصل قوم کی امنگوں کا صحیح آئینہ دار ہوتا ہے، انہوں نے کوئی نیا ٹیکس لگائے بغیر ترقیاتی پروگرام کے لحاظ سے اتنا بڑا بجٹ پہلی بار پیش کیا ہے اگر اس کا پچھلے بجٹ سے مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ گذشتہ سال ۲۰۶۴۰۷۱۲ کروڑ روپے کے بجٹ کے مقابلے میں اس سال ۲۱۳۰۰۰۴ کروڑ روپے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے اس لئے یہ ایک ریکارڈ بجٹ ہے۔ جہاں تک ترجیحات کا تعلق ہے منتخب نمائندوں کی آراء کو ترجیح دینی چاہیئے۔ اس طرح یہ حکومت کامیاب رہے گی۔ اور منتخب نمائندوں کو داد بھی ملے گی کہ انہوں نے اپنے علاقہ میں ترقیاتی پروگرام کروائے ہیں اگر ان کی ترجیحات کو نظر انداز کر دیا گیا تو میرا خیال ہے کہ حکومت کے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی یہ نقصان دہ ہو گا۔ پنجاب کے دل داتا کی نگری میں تقریروں کا سلسلہ جاری ہے، اخبارات نے بھی ایوان کی کارروائی اور کارکردگی پر خوب لاجواب سرخیاں اور حاشیے لگائے ہیں۔

میں اس پر ڈسی پولیس کا شکر گزار ہوں ۔ عوام اور خواص دونوں کی نظریں صبح اخبارات پر لگی ہوتی ہیں کہ مارشل لا کب اٹھ رہا ہے، پانی کا کیا حل ہوا ہے، مہنگائی کا کیا سدباب کیا جا رہا ہے کیونکہ پنجاب کے غریب عوام یہ سوچتے ہیں کہ نہ جانے اس مہنگائی کا حل کیا جائے گا۔ سستا اور جلد انصاف انہیں کب مہیا ہو گا۔ اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

اب جناب والا میں اپنے ضلع کی طرف آتا ہوں، میرا ضلع راولپنڈی ایک فوجی ضلع ہے۔ ہمارے ضلع نے اللہ کے فضل و کرم سے تین نشانِ حیدر حاصل کئے ہیں۔ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ جس تحصیل سے میں تعلق رکھتا ہوں وہاں پہ دو نشان حیدر ہیں۔

جناب والا ہماری بلدیہ گوجر خاں کی آبادی تقریباً ۷۰ ہزار کے قریب ہے، مگر وہاں پہ صرف ایک ہائی سکول ہے میری پوری تحصیل میں لڑکیوں کے لئے صرف دو ہائی سکول ہیں اور لڑکوں کے لئے صرف ایک انٹر کالج ہے دولیول ایک ایسا علاقہ ہے جس کے گردونواح کی آبادی ایک لاکھ کے قریب ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ وہاں پہ ایک انٹر کالج قائم کیا جائے۔ غریب عوام کے لئے سات مرلہ سکیم دوبارہ رائج کی جائے پانچ مرلہ سکیم پیپلز پارٹی کے دور میں تھی ۔ میں سمجھتا ہوں اس دور میں سات مرلہ سکیم ضرور رائج ہونی چاہیئے۔ میرے علاقے میں فارم ٹو مارکیٹ روڈ قطعی طور پر کوئی نہیں بنوائے گئے۔ یہ کہا گیا تھا کہ ہر ضلع میں فارم ٹو مارکیٹ روڈ بنوائے جائیں گے۔ مگر میرے حلقہ میں کوئی روڈ نہیں بنا۔ اس بجٹ میں ہمارے ڈویژن پر بڑی مہربانی ہوئی کہ واٹر سپلائی سکیمیں بے پناہ دی گئیں۔ مگر مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ۲۳۶ واٹر سپلائی سکیمیں ہمارے ڈویژن کو دی گئیں، مگر ہمارے ضلع کو صرف تین سکیمیں دی گئیں اور میری تحصیل گوجر خاں میں ایک سکیم بھی نہیں دی گئی۔ میرے علاقہ میں پینے کے لئے پانی کی بے پناہ کمی ہے۔ وہاں پہ لوگ بارش کا پانی اکٹھا کرتے ہیں، ظلم کی بات ہے ان جوہڑوں سے انسان اور سور اکٹھے پانی پیتے ہیں۔ کیا ہم انڈیا کے کسی علاقہ میں رہتے ہیں کہ ہمیں اس پانی کی نعمت سے محروم کیا گیا۔ جناب محمد امین خاں۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : فرمائیے۔

جناب محمد یامین خاں : جناب والا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس حکومت کا ایک بڑا اہم کل پرزہ ہیں وہ اپنے علاقے کے مطالبات کس سے کر رہے ہیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ فرمایئے، اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چوہدری محمد ریاض (پارلیمانی سیکرٹری) : جناب والا مجھے ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے یہ حق حاصل ہے کہ میں اپنے علاقہ کے مطالبات مزید پیش کروں، مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں اپنے ضلع کی بات بھی کروں (قطع کلامیاں)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں ممبران سے گزارش کروں گا کہ وہ پارلیمانی سیکرٹری مقرر بن گئے ہیں لیکن ایم۔ پی۔ اے پہلے ہیں پارلیمانی سیکرٹری بعد میں ہیں اسلئے وہ اپنے علاقہ کے مسائل بیان کر سکتے ہیں۔ لہذا ذرا حوصلے اور تحمل سے ان کی بات سنیں۔ مہربانی۔

ایک معزز رکن : میں اپنے فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی تحصیل میں ایک واٹر سپلائی سکیم دی گئی ہے اور یہ ابھی فرما رہے تھے کہ ان کے علاقہ میں کوئی واٹر سپلائی سکیم نہیں دی گئی۔

چوہدری محمد ریاض (پارلیمانی سیکرٹری) : جناب والا اس کے لئے صرف پیسے دیئے گئے ہیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چوہدری محمد ریاض : میں اس بارے میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ وہاں پر واٹر سپلائی سکیم کے لئے کچھ مزید پیسہ دیا جائے اس کے علاوہ دو اور واٹر سپلائی سکیمیں دی جائیں۔

ایک کنگرا واٹر سپلائی سکیم ہے، اس پر حکومت نے اس دفعہ ساڑھے سات لاکھ روپیہ دیا ہے جو کہ بہت کم ہے۔ اس میں مزید اضافہ کیا جائے۔

اس کے علاوہ کینٹ تحلیل، اور پوری حیدر میں نئی واٹر سپلائی سکیمیں دی جائیں

سوئی گیس اگرچہ مرکزی حکومت کا معاملہ ہے، مگر میں اس ایوان کی وساطت سے مرکزی حکومت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گوجرخان میں سوئی گیس بھی ضرور مہیا کی جائے۔

جناب والا ہمارے شہر کے بہت سے افراد بیرون ملک ہیں اور وہ کروڑوں روپے کا زرمبادلہ بھیجتے ہیں، مگر جب وہ اپنے گھر ٹیلیفون کرتے ہیں تو انہیں ٹیلیفون کی سہولت میسر نہیں آتی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ گوجرخان کو بھی ڈائرکٹ انٹرنیشنل سسٹم سے ملا دیا جائے شکریہ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر: مسٹر محمد افضل چن

جناب محمد افضل چن: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسٹر ڈپٹی سپیکر: افضل صاحب ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔

ایک معزز رکن: جناب سپیکر مہربانی فرما کر اگر یہ وضاحت فرما دیں کہ آج کتنے لوگوں کو تقریر کرنے کی اجازت دی جائے گی اور وہ کون لوگ ہیں ان کے نام بتا دیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر: جناب یہ لسٹ بہت لمبی ہے، وقت کی قید کے ساتھ جن لوگوں کو موقع مل گیا وہ آج تقریر کرلیں گے اور باقی جو رہ گئے وہ کل تقریر کرسکیں گے۔

ایک معزز رکن: کم از کم ان کے نام تو بتا دیئے جائیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں، میں نام ہی بول رہا ہوں۔

جناب محمد افضل چن: ابھی تو گردش دوراں بھی نامکمل ہے

دری خم تیرے ساقی کا فیض عام ہے۔

کہنے کے لئے تو ملکی مسائل بہت زیادہ ہیں لیکن میں قیمتی وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے، میں اپنے علاقہ

کے چند مزدوری مسائل آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں سب سے پہلے میں زراعت کی بات کروں گا کیونکہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور زراعت اس ملک کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہے گو فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے بعد اس کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے لیکن پھر بھی جو رہی سہی ہے اس کے متعلق میں بات کروں گا۔ میرے علاقہ میں بالکل کوئی سڑک نہیں ہے۔ خاص کر میں تین سڑکوں کی بابت آپ سے عرض کروں گا۔ چیف منسٹر صاحب جب چاہیں گے ہمیں کچھ نہ کچھ فنڈز دے دیں گے۔ میرا نام محمد افضل چن ہے ۳۵ - پی پی گجرات میرا علاقہ ہے۔ سب سے پہلی سڑک بھیڑہ میانی سے لے کر تخت ہزارہ جاتی ہے۔ جس کا نام شیر شاہ سوری روڈ ہے۔ جس کا کچھ علاقہ ڈسٹرکٹ سرگودھا میں ہے اور کچھ علاقہ گجرات میں ہے۔ میری گزارش ہے کہ سب سے پہلے اس سڑک کو بھکوال سے پنڈی راداں بنایا جائے۔ جس کی لمبائی ۱۴ کلومیٹر ہے اور بناتے وقت اس چیز کو مدنظر رکھا جائے کہ سب سے پہلے اپنے بھکووال سے شروع کیا جائے۔ کیونکہ وہاں کے لوگوں کے لیے کوئی ذرائع آمدورفت نہیں ہیں۔ دوسری سڑک چک رائب سے سماں روڈ جاتی ہے۔ جو کٹھیالہ خورد سے ہوتی ہوئی صرف گجرات تک جاتی ہے۔ کٹھیالہ شیخاں سے لے کر چالیہ تک وہ سڑک پہلے پکی ہے۔ باقی جو ۸ میل ٹکڑا رہتا ہے۔ وہ چک رائب سے کٹھیالہ شیخاں تک ہے اس کو بنایا جائے۔ تیسری سڑک ۱۹۷۰ء میں جب پی پی کا دور تھا اس وقت ایک ایم پی اے نے صرف اپنے ڈیرے تک بنوائی تھی۔ حالانکہ وہاں راستے میں اور کوئی گاؤں نہیں آتا تھا اس سے آگے جس کی لمبائی ۹ میل ہے دس بارہ گاؤں آتے ہیں جب کہ فاصلہ صرف آٹھ یا نو میل کا ہے۔ سہابنہ سے لے کر چک رائب تک سڑک بنائی جائے۔ آپ کی نہایت مہربانی ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں جناب سیم کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارا علاقہ نہایت زرخیز ہے لیکن جب بارشیں ہوتی ہیں تو وہاں چار چار فٹ پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ سب سے پہلے جو ڈرینج ہے اس کا نام اجووال ڈرین ہے تو اس کو بڑھا کر موضع رکن سے نکال کر راہ موسی ڈرین میں ڈالا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ چک نمبر ۳۳ اور کچھ علاقہ گوجرہ کا بھی آتا ہے۔ جو کم از کم ۱۰۰ مربع رقبہ ہے۔ جب بھی بارش ہوتی ہے تو وہاں کوئی فصل نہیں ہوتی۔

ہر آپ میرے لفظوں کی طرف نہ دیکھیں۔ آپ بڑے بڑے ڈیبیٹر صاحب ہیں لکھ کر پڑھتے ہیں۔ میں نے کوئی چیز لکھ کر سامنے نہیں رکھی ہوئی ہے میں اپنی صحیح بات بیان کر رہا ہوں

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر - آپ بیان کریں۔

جناب محمد افضل چن، گجرات - اس کے ساتھ جناب نمبر ۲ میں ایک سسندہ گاؤں ہے۔ اس میں سیم بہت زیادہ ہے۔ وہاں ایک نہر لوئر جہلم ہے اس کے نیچے سے مائینز بنائے گئے ہیں۔ کچھ عرصہ سے موضع ہجن والوں نے وہ مائنز بند کر دیئے ہیں۔ تو سرکاری طور پر ان مائینزوں کو کھلوا کر ۷۰ مربع زمین کو قابل کاشت بنایا جائے۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق :- جناب سپیکر صاحب آپ مجھے یہ بتا دیجئے کہ ان کے بعد میرا کس جگہ پر نمبر آرہا ہے۔ مجھے نیچے کسی آدمی سے ملنے جانا ہے تاکہ میں اطمینان سے مل کر آسکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر - پہلے جب آپ کا نام سپیکر صاحب نے بلایا تھا تو آپ یہاں موجود تھیں مگر آپ نے تقریر کرنا مناسب نہ سمجھا۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق - اس وقت میں تیار نہیں تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر - تو ان کو تقریر کر لینے دیں۔

جناب محمد افضل چن - میرے حلقے میں ٹاؤن کمیٹی ملکوال ہے وہ ہمارا بہت بڑا قصبہ ہے۔ جس کو تینوں طرف سے سیم نے گھیر رکھا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ملکوال ڈرین کو امیر چند ڈرین میں ڈالا جائے۔ اس کی فوراً کھدائی کرائی جائے تاکہ سارا شہر سیم کی زد میں نہ آجائے۔ اس کے بعد میں تعلیم کی طرف آتا ہوں۔ ہمارے تین تھانے ہیں۔ تھانہ ملکوال، تھانہ میانہ گوندل اور کٹھیالہ شیخاں جو کہ تقریباً ایک لاکھ پر مشتمل ہے۔ یہاں پر لڑکیوں کا کوئی انٹر کالج نہیں ہے۔ سب سے پہلے ملکوال میں لڑکیوں کے لیے ایک انٹر کالج بنایا جائے۔ موضع رکن جس کی آبادی ۲۰ ہزار افراد پر مشتمل ہے وہاں ایک گرلز ہائی سکول ہونا چاہیئے۔ اس کے ساتھ جناب موضع پنڈ کھو ہے جہاں صرف پرائمری سکول ہے نہ اس کی عمارت ہے

نہ وہاں استانیاں جاتی ہیں۔ تو وہاں بھی ایک ہائی سکول چاہیئے۔ اس کے بعد میری ایک گزارش ہے کہ جب اسے ڈی پی بنایا جاتا ہے تو جن جن علاقوں کی ترجیحات ہوتی ہیں ان کو دیکھ کر بنایا جائے۔ شہروں کے لیے بنائیں تو تعلیم کو ترجیح دیں۔ جب دیہاتوں کا موقع ہو تو ہمیں سڑکوں پر ترجیحات دیں اگر سیم میں آپ گندم بو دیں گے تو اس سے کیا کاٹیں گے؟ ریگستانوں میں اگر آپ کماد بیجیں گے تو کیا کاٹیں گے؟ جس قسم کی زمین ہو تو اس کی فصل اس کے مطابق بیجیں۔ شہر کی جو آبادی ہے ان کو تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے اور ہم اگر مر بھی جائیں تو اپنی لاش بھی شہروں تک نہیں لے جا سکتے۔ ہمیں راستے چاہئیں۔ ہمیں تعلیم بعد میں چاہیئے۔

جناب سپیکر :- ہماری برادری کہتی ہے کہ بیوروکریٹس کو ایسا کریں۔ میں کہتا ہوں کہ شرم کی بات ہے ہم قوم کے نمائندے ہیں گھو بھائی سے بھائی روزانہ لڑتا ہے۔ ان لوگوں نے ہمارا کیا قصور کیا ہے۔ صرف بات یہ ہے کہ یہ ملک تو بن گیا مگر آزاد نہیں ہوا۔ جو کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے۔

(تالیاں)۔

دور حاضر حقیقت میں رہی ہے عہد قدیم
اہل سجادہ ہیں یا اہل سیاست ہیں امام
قوم کے ہاتھ سے جاتا ہے متاع کردار
بحث آتی ہے جب فلسفہ ذات و صفات

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اگر ہم مسلمان ہیں۔ قومی نمائندے ہیں اور ترقی کرنی ہے تو سب سے پہلے ہمیں اپنے خدا کو حاضر ناظر رکھ کر اسوۂ رسول کو مشعل راہ بنا کر ان تاریکیوں کو روشن اور منور کرنا ہے۔ ورنہ آپ یہ جان لیں کہ یہ اسمبلی سابقہ اسمبلیوں سے کوئی انوکھی نہیں ہے۔ قطعاً انوکھی نہیں ہے۔

(قطع کلامیاں)

کونسے قانون کی میں نے خلاف ورزی کی ہے۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ :- جناب سپیکر میں نے پوائنٹ آف آرڈر Raise کیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ ہمارے فاضل ممبر صاحب نے اتنی زور دار اور گرجدار تقریر کی ہے کہ جو کچھ ہم گھر سے سوچ کر آئے تھے وہ ہم بھول چکے ہیں۔

(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر :- آپ تشریف رکھیں۔ حاجی صاحب کو تقریر کرنے دیں ان کا وقت ضائع نہ کریں۔

جناب محمد افضل چن :- یہ ایوان سابقہ ایوانوں سے انوکھا نہیں ہے بالکل انوکھا نہیں ہے قطعاً انوکھا نہیں ہے۔ اپنے کردار سے ہم اسے انوکھا بنائیں گے۔

آوازیں ۔ زندہ باد

اگر آپ کا کردار مشعل راہ نہ ہوا تو آپ نمائندوں میں اور لوگوں میں کیا فرق ہے۔

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہٰ تو کیا حاصل

دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

(تالیاں)

میں مسلمان کی حد پر نہیں رکوں گا کیونکہ قرآن پاک میں الف ل م سے لے کر والناس تک مومن کو خطاب کیا گیا ہے یہاں بڑے بڑے عالم بیٹھے ہیں وہ مجھ کو دکھلا دیں کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی مسلمان کو مخاطب کیا ہے؟ اگر کیا ہے۔ تو یہاں کوئی بھی عالم پوائنٹ آف آرڈر پہ بولیں۔ اللہ نے مسلمان کو نہیں مخاطب کیا جب بھی مخاطب کیا ہے تو مومن کو کیا ہے۔ میں یہ باتیں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ میرا فرض بنتا ہے میں ایک مسلمان ہوں۔ مسلمان کا حق ہے۔ آپ کو کیوں سوچ نہیں آتی۔ عقل پہ پردے کیوں پڑ گئے ہیں۔ کون سا نظام اس ملک میں نہیں آیا؟ کیا مارشل لا نہیں آیا؟ جمہوریت نہیں آئی؟ ڈکٹیٹر نہیں آئے؟ سوشلزم والے نہیں آئے؟ نظام مصطفیٰؐ والے نہیں آئے؟ لیکن کچھ خوف خدا کریں۔ سوچیں کہ اس میں کون سی خرابیاں ہیں۔ حالانکہ نظام مصطفیٰؐ کے نظام کی مثال ایسے ہے جیسے نشان حیدر

اپنے بنائے ہوئے ہیں ۔ خدا کے لیے اگر اپنا قانون بناتے ہو تو اس کے تابع رہو۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ یہ چیئر بہت انصاف پسند ہونی چاہیئے ۔ میں نے ۳ ر تاریخ کو تقریر کے لیے سپیکر صاحب کو نام دیا تھا ۔ یہ بھی میری خوش قسمتی ہے کہ سپیکر صاحب چلے گئے اور آپ آگئے ہیں ورنہ ٹائم کبھی نہ ملتا۔ میری گزارش صرف یہ ہے ۔ شہر والو ! سن لو ۔ آپ کو یہ دیکھنا چاہیئے ۔ کہ دیہاتیوں کو آپ سے نفرت کیوں ہو رہی ہے ۔ خدا کی قسم مومن وہ ہے کہ اگر سب مجھے تکالیف ہو تو آپ کو بھی ہونی چاہیئے ۔ کیا آپ ہمارے بھائی نہیں ہیں ؟ انما المومنون اخوتہ تمام مومن بھائی ہیں ۔ مسلمان نہیں بھائی ۔ خدا کے لیے شہر والو سن لو ۔ ہم لاہور شہر سے مخاطب کر کے کہتے ہیں ۔ لاہور والوں کو چاہیئے ......

(قطع کلامیاں)

سر میں اپنا بیان جاری رکھوں گا اور بیان کر کے چھوڑوں گا ۔ شہر والوں کو چاہیئے ۔ کہ وہ ہمیں بھائی سمجھیں ۔ خدا کی قسم ہم کو آپ سے کوئی حسد نہیں ہے ۔ جب ایک باپ کی اولاد ہوتی ہے ۔ تو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ تم ایک کو کوٹھی دے دو اور دوسرے کو جھونپڑی دے دو ۔ کیا وہ رات کو سوچے گا نہیں کہ میں رات کو سوتے میں اسے قتل کر دوں ۔ خدا کے لیے ہماری سوچیں تبدیل نہ کیجیئے گا ۔ شہر والے یا تو ہمیں ۸۰ فیصد آبادی کہنا چھوڑ دیں یا ہمارے ساتھ انصاف کریں ۔ انصاف کی آخری سٹیج یہ ہوتی ہے کہ اگر چیئر حق نہ دے تو چھین بھی سکتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ میں فاضل ممبران سے درخواست کروں گا کہ براہ کرم اس معزز ایوان کے تقدس کو بحال رکھیں حاجی صاحب آپ اپنی تقریر ختم کر چکے ہیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

محترمہ ساجدہ نیر عابدی (وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ) ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر ! انتہائی افسوس ناک مظاہرہ ہوا ہے ۔ انتہائی بھونڈے طریقے سے میں گذارش کرتی ہوں یہ ایسا انداز اختیار کر رہے ہیں کہ اگر انہیں باہر کوئی لڑنے والا نہ ملے تو یہ آپس میں ہی لڑائی شروع کر دیں ۔ یہ جو نمونہ اس اسمبلی میں اختیار کر رہے ہیں وہ قطعی قابل تعریف نہیں ہے ۔ ان

سے بڑھ کر کوئی نشان نہیں۔ اسی طرح نظامِ مصطفیٰ سے بڑھ کر کوئی نظام نہیں۔

(تالیاں)

تو صرف اس میں خامی یہ ہے کہ ان کے نظامِ مصطفیٰ کی بنیاد جھوٹ ہے۔ نظامِ مصطفیٰ کی بنیاد عدل ہونی چاہیئے۔ جس نظامِ مصطفیٰ کی بنیاد عدل ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ بھائی بھائی سے نہیں لڑے گا۔ ہمیں پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر جھانکنا چاہئے کہ ہم کیا ہیں۔ یہ دعوت فکر ہے۔ آؤ سب مل کر قرآن پہ ہاتھ ہیں کہ ہم کوئی غلط کام نہیں کریں گے نہ ہی کروائیں گے۔ میں چند دنوں سے دیکھ رہا ہوں تمام ایم پی اے صاحبان وزراء کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ یہ سیکرٹری کا تبادلہ ہے، یہ ٹیچر کا تبادلہ ہے، یہ استانی کا تبادلہ ہے۔ ہمیں شرم آنی چاہئے ان کاموں کے لیے۔ کیوں ایسا کریں۔ تعمیری کام کریں دین کی بات کریں۔ خدا کی قسم ہم خدا کا نظام چلائیں گے۔

جناب ممتاز احمد تتیانہ ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ معزز رکن پورے ہاؤس کی بے عزتی کر رہے ہیں یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم استانیوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ یہ زیادتی ہے۔

جناب محمد افضل چن ۔ میں اس کا جواب دیتا ہوں اگر میرا بیان غلط ہے تو آپ کی توہین ہے۔ اگر میرا بیان درست ہے تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی کہ دخل اندازی نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ حاجی صاحب ذرا مختصر فرمائیں۔

جناب محمد افضل چن ۔ اس ملک کی بدنصیبی کہ نہ تو خدا کا قانون یہاں آیا۔ اور نہ ہی کوئی موثر قانون ہم بنا سکے جس کے تابع ہم رہ سکیں۔ جب یہ ملک معرض وجود میں آیا تھا تو بہت قربانیاں دی گئیں تھیں۔ یہ حقیقت ان مہاجرین سے پوچھئے گا جن کی مائیں بہنیں وہاں رہ گئیں۔ وہ سارے کے سارے لٹ گئے۔ ہمارا کیا نقصان ہوا کچھ بھی نہیں۔ قائداعظم سے کسی نے پوچھا تھا۔ قائداعظم صاحب! آپ اس ملک میں کونسا آئین لائیں گے۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس آئین پہلے سے موجود ہے۔ ہمیں کسی آئین کی ضرورت نہیں کہ اسے کوئی شخص یا ادارہ بنائے۔ یہ بجٹ یا قانون سب ہمارے

لوگوں کو اپنا رویہ درست کرنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہیئے ۔

ایک فاضل رکن ۔ پوائنٹ آف آرڈر ! محترمہ وزیر صاحبہ کو پتہ نہیں کہ سارے لوگ لا گریجویٹ نہیں ہوتے ۔ وہ علاقے کے نمائندے ہیں، ان کی تعلیم کم ہے لیکن ان کا طریقہ ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ حاجی صاحب ! کوئی کمی رہ گئی ہے آپ کی ۔

(شور ۔ قطع کلامیاں)

ڈاکٹر شیلا چارلس ۔ پوائنٹ آف آرڈر !

دیکھیں جی ابھی چار دن ہو گئے ہیں speeches کے لیے انتظار کرتے اور ایک ممبر کو آپ اتنا ٹائم دیتے ہیں ہم آج بھی pending رہے تو کل پہ چلے جائیں گے ۔ مہربانی کر کے ذرا ٹائم کا خیال رکھیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے جناب، تعمیل ہو گی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ بیگم فرحت خواجہ رفیق ۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق : میں نے جو پوائنٹ لکھے ہیں وہ ایک صفحے پہ مشتمل ہوں گے ۔ مجھے مارشل لا کے بارے میں کچھ نہیں کہنا تھا لیکن میرے بھائی ممتاز صاحب نے مارشل لاء کو بوڑھا قرار دیا ہے ۔ تو مجھے یہ خیال آیا ہے کہ مارشل لاء کو ۲۴، ۲۵ سال لگے ہوئے ہو گئے ہیں ۔ وقتاً فوقتاً لگتی رہی اور اس کی عمر صرف ۲۴، ۲۵ سال ہے ۔ وہ ۲۴، ۲۵ سال کا جوان لڑکا ہے ۔ اسے محاذ پہ جا کر سرحدوں کی حفاظت کرنی چاہیئے نہ کہ ہمارے اوپر مسلط ہو کر ہمارے لیے باعث مصیبت بنے ۔ مارشل لاء کے حکام یہ سمجھتے ہیں کہ نعوذ باللہ وہ اس دور کے پیغمبر ہیں ۔ ان سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہو سکتی ۔ غلطی سرزد ہو گی تو عوامی حکومت سے ہو گی ۔ غلطی سرزد ہو گی تو عوام سے ہو گی ۔ لیکن ان سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہو سکتی ۔ میں ان سے ہاتھ جوڑ کر کہتی ہوں کہ خدا کے لیے چلے جائیے اور ہماری سرحدوں کی حفاظت کیجیے ۔ جو ہماری سرحدوں پہ

ہو رہا ہے یہ ان لوگوں کی نا اہلی کی وجہ سے ہے۔ اور یہ جو ایر کنڈیشنڈ کمروں میں رہتے ہیں اور جو آسائشیں ان کو مہیا ہیں یہ سب ان کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ میں کہتی ہوں کہ ایسا قانون بنا یا جائے کہ ہمارے ملک میں کبھی مارشل لا نافذ نہ ہو۔ ہمارے پڑوسی ملک میں کتنی دفعہ مارشل لاء لگا ہے؟ یہاں جب بھی ملکی سے کوئی گڑبڑ ہوتی ہے مارشل لاء والے بہانہ بناتے ہیں اور قصداً شہروں کا رخ کرتے ہیں۔ کیونکہ شہروں میں انہیں بہت مراعات ملتی ہیں۔ لوگ انہیں بھاری بھاری رشوتیں دیتے ہیں۔ یہ لاکھوں کے حساب سے رشوت کھاتے ہیں۔ میں یہ بات وثوق سے کہہ رہی ہوں۔ اس لیے کہ مجھے اس کا علم ہے۔ میں ان لوگوں میں رہتی ہوں۔ جن لوگوں میں آپ نہیں رہتے۔ میں متوسط اور غریب طبقے کی آواز ہوں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ مارشل لاء والے جو کچھ کرتے ہیں۔ یہ ہمارا استحصال کرتے ہیں۔ اور خدا کے لیے میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ کہتی ہوں کہ آپ فوراً اور جلد از جلد اپنے کام پہ چلے جائیے۔ ہمیں اپنا کام سرانجام دینے کی اجازت دیں۔

(تالیاں)

جناب والا اب میں بجٹ کی طرف آتی ہوں۔

روح پابند رہی کبھی زندانوں میں

ہونٹ سی دینے سے دبتی نہیں آواز دل

جناب والا بہت سے لوگوں نے لاہور شہر کو فواروں کا، اونچی اونچی بلند و بالا عمارات کا۔ اور باغات کا شہر کہا ہے۔ میں ان بھائیوں سے یہ سوال پوچھتی ہوں کبھی انہوں نے اندرون شہر کے بارہ دروازوں کے اندر جا کر دیکھا ہے کہ ہم لوگ کس طرح وہاں رہتے ہیں ہم لوگ کیڑے مکوڑوں کی طرح وہاں رہتے ہیں آپ یہ سوچ بھی نہیں سکتے ہمارے بچے تنگ و تاریک کوچہ و گلی بازاروں ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرتے مارکٹائی کرتے نظر آتے ہیں اس لیے کہ ان کے والدین کو روٹی کمانے کے علاوہ دوسرا کام ہی نہیں ہوتا۔ وہ بچوں کی تربیت کس طرح کریں جناب والا سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اندرون شہر تعلیم کا جو انتظام ہے وہ ناقص ہے ہمارے سکول جو وہاں ہیں وہ ایل ایم۔ سی کے سکول ہیں اگر کوئی گورنمنٹ سکول ہے تو اس کی عمارت اتنی خستہ

ہو چکی ہے کہ وہاں زیادہ طلبہ کی گنجائش نہیں ہے اور کبھی بھی گورنمنٹ نے یہ نہیں سوچا کہ شہر کے لوگوں کو تعلیم کی ضرورت ہے حالانکہ اندرون شہر لاہور کا دل ہے اور یہ شہر اتنا گندہ ہو چکا ہے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر ہیں ہماری گلیاں بازار اندھیرے میں ڈوبی ہوئی ہیں ان اندھیری گلیوں میں اگر چلیں گے تو یقیناً جگہ جگہ پر ٹھوکر کھائیں گے حالانکہ آپ نے ترقیاتی کاموں کے لیے بجٹ کا بہت سا حصہ رکھا ہوا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اندرون شہر کے لیے آپ نے بجٹ میں کوئی حصہ نہیں رکھا حالانکہ ہم اسی طرح ٹیکس دیتے ہیں جس طرح شہر کی ابتدائی بستیاں دیتی ہیں لیکن آپ کی حکومت نے اس بارے میں کبھی نہیں سوچا کیونکہ آپ نے تو وہاں رہنا ہی نہیں وہاں تو ہم غریب لوگوں نے رہنا ہے متوسط طبقے نے رہنا ہے آپ کا وہاں دخل نہیں ہے اس لیے آپ کو اس علاقے کے مسائل حل کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ ہمارے شہر کے باہر سے ایک گندہ نالہ صدیوں سے بہہ رہا ہے جس کو نہ تو کبھی صاف کیا گیا ہے اور نہ ہی اُسے صاف کرنے کی زحمت گوارا کی گئی ہے بار بار ہم نے حکام بالا کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے لیکن انہوں نے کبھی نہیں سوچا کہ اس کے اوپر جو مچھر پیدا ہوتے ہیں وہ ہمارے لوگوں کو کاٹتے ہیں اور کاٹ کر لوگوں کو کس طرح بیماریوں میں مبتلا کرتے ہیں میں آپ کی وساطت سے حکومت سے درخواست کروں گی کہ ہمارے شہر کے بارہ دروازے کے باہر جو نالہ بہہ رہا ہے اس کی کم از کم صفائی تو کروا دیا کریں مہینے دو مہینے کے بعد۔ اب میں جناب والا بجٹ کی طرف آتی ہوں۔ پاکستان کی معیشت میں زراعت بنیادی حیثیت کی حامل ہے بجٹ کا ۷۰ فیصد حصہ جو آپ نے زراعت کے لیے مختص کیا ہے اس کے لیے میں حکومت کی شکرگذار ہوں جناب والا اگر اس ۷۰ فیصد کے ساتھ ساتھ دیہات میں زرعی صنعت کے متعلق وہاں آپ چھوٹے چھوٹے صنعتی کارخانے کھول دیں تاکہ وہاں کے لوگوں کو شہر میں آنے کی بجائے وہاں ان کو روزگار اور ملازمت مہیا ہو سکے۔ اور شہر میں آنے کی بجائے وہاں ان کو روزگار اور ملازمت مہیا ہو سکے اور شہر میں ان کے آنے سے جو بوجھ پڑتا ہے وہ نہ پڑے اور شہر کے لوگ آسانی سے روٹی کما سکیں تو یہ ایک نہایت ہی مفید قدم ہو گا۔

حضور والا اس کے بعد چھوٹے چھوٹے پوائنٹ ہیں جو میں عرض کروں گی کیونکہ دس منٹ کا وقت

تھا اور اس سے زیادہ وقت آپ مجھے دے نہیں سکتے آپ کی مہربانی ہے آپ نے مجھے وقت دیا۔ اس کے لیے میں آپ کی ممنون ہوں۔ میں اب تعلیم کی طرف آتی ہوں تعلیم دنیا میں سب سے اہم مسئلہ ہے لیکن اندرون شہر کے باسیوں کی تعلیم کے لیے آپ نے کوئی بھی رقم نہیں رکھی باہر کے اضافی بستیوں کے لوگ جن کے حالات اچھے ہیں ان کے بچے اچھے سکولوں میں جاتے ہیں ہمارے بچوں کے لیے کوئی اچھا سکول نہیں ہے میری گذارش ہے کہ آپ یہ بات اپنی وساطت سے حکومت تک پہنچا دیں کہ ہمارے سکولوں کی تعداد زیادہ کر دی جائے اور شہر کے اندر ایک ڈگری کالج لڑکیوں کے لیے قائم کر دیا جائے تاکہ ہماری لڑکیاں جو میٹرک کرنے کے بعد گھروں میں بیٹھی رہتی ہیں وہ زیور تعلیم سے آراستہ ہو سکیں۔ جناب والا پرائمری سکول بھی تعلیم کا اہم اور بنیادی مسئلہ ہے آپ کو چاہیے کہ پرائمری سکول کے اساتذہ کی تنخواہیں بڑھا دیں تاکہ وہ بچوں کو آسودگی کے ساتھ پڑھا سکیں اور جس عمارت کی بنیاد مضبوط ہوگی اس کے اوپر اچھی عمارت تعمیر ہوگی اس لیے آپ کو اچھی عمارت تعمیر کرنے کے لیے چاہیے کہ آپ پرائمری سکولوں کے اساتذہ کی طرف توجہ دیں۔ میں آپ کو یہ بات کہتی چلوں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم پر اور قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کو جو مسلمان ہیں حاصل کریں۔ لیکن ہم اس سے بے بہرہ ہیں۔ ہمارا اسلامی تعلیم سے تو دور کا بھی تعلق نہیں ہے میں آپ کی وساطت سے حکومت پر زور دوں گی کہ سکولوں اور کالجوں میں انہوں نے اسلامی تعلیم کا جو اجراء کیا ہے اس سے زیادہ اچھے اور موثر طریقے سے دینی تعلیم کا اجرا کریں۔ میرے بھائیو قرآن پاک نے چودہ سو سال پہلے تسخیر کائنات کی دعوت دی تھی افسوس ہے کہ غیر مسلموں نے اس پر عمل کیا لیکن ہم نے عمل نہیں کیا۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

جناب والا تعلیم کے لیے چار کروڑ ۸۰ لاکھ کی رقم جو رکھی گئی ہے میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس میں کتنی افادیت ہوئی کتنے بچے ۱۹۸۵ء میں فارغ التحصیل ہوئے اور کتنے بچے

۱۹۸۶ء میں پڑھ کر فارغ ہوں گے اس کے علاوہ میں دفتروں کی ناگفتہ بہ حالت کے بارے میں آپ کو کچھ بتاؤں گی۔ رشوت ستانی کا بازار گرم ہے دفتری اوقات میں عملہ آپس میں باتوں میں الجھا ہوا ہوتا ہے میں یہ کہتی ہوں کہ نظام اسلام کو نافذ ضرور کیا جائے گا لیکن اس سے بہتر ہے کہ آپ نظام انصاف کو نافذ کریں تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں۔ اور لوگوں کو آسان طریقے سے انصاف مہیا ہو سکے۔ اور کی وساطت سے حکومت کو یہ کہوں گی کہ سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال میں آپ ڈبل شفٹ کر دیں تاکہ ہمارے بچوں کو اچھی تعلیم میسر آ سکے۔ مہربانی

جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر سر

نہایت شرم کی بات ہے کہ سپیکر صاحب کی ہدایت کے باوجود ابھی تک گیلریوں میں رمضان کی بے حرمتی کی جا رہی ہے آج اخبار نوائے وقت میں ان کے متعلق آیا ہے سگریٹ پیتے ہوئے ان کا فوٹو دیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں یہ سارے ایوان کی بے عزتی ہے۔ اس لیے آپ احترام رمضان پر سختی سے عملدرآمد کرائیں پورے ملک کے اندر آپ کی یہ خبر گئی ہے سگریٹ پیتے ہوئے اس کا فوٹو گیا ہے اور آج اس پر احتجاج کیا گیا اخباروں میں لہٰذا اس پر سختی سے عمل کرانا چاہیے یہ آپ کے فرائض میں داخل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے آپ تشریف رکھیں۔ احترام رمضان ہر مسلمان کا فرض ہے جو ایسا نہیں کرتے تو یہ ان کا ذاتی فعل ہے چوہدری صاحب۔ آپ تشریف رکھیں مولانا صاحب چوہدری صاحب تشریف رکھیں خواہ مخواہ چھوٹی سی بات کا بتنگڑ نہ بنا لیا کریں

حاجی غلام صابر انصاری۔ جو صاحبان سگریٹ پی رہے ہیں۔ ان کو بھی تو جرمانہ کرنا چاہیے جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں جناب۔ حاجی صاحب تشریف رکھیں جناب۔

(قطع کلامیاں)

محمد افضل چن۔ سر آپ نے کہا ہے کہ یہ ان کا اپنا فعل ہے اور مولانا صاحب بیٹھ جائیں۔ قرآن پاک میں صاف آیا ہے کہ تین گروہ تھے دو کو میں نے غرق کر دیا ایک کو میں نے بچایا اور تینوں گروہوں

کا میں تمہیں حال بتاؤں پہلا گروہ تھا جو کھلم کھلا احکام خداوندی کی خلاف ورزی کرتا اور لوگوں کو برائی پر اکساتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ ذرا مختصر کریں۔

محمد افضل چن (گجرات) دو منٹ صرف جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ پہلے ٹائم لے چکے ہیں، پوائنٹ آف آرڈر پہ تقریر کی اجازت نہیں ہوتی۔

جناب محمد افضل چن۔ سر دین کی باتیں سنا کریں۔ دوسرا گروہ وہ تھا جن میں حاجی بھی تھے قاری بھی تھے، نمازی بھی تھے لیکن ان کے سامنے جب کوئی جرم کرتا اور کوئی اُسے ایسا کرنے سے منع کرنے لگتا تو کہتے بھئی کیا اس کو اپنے حال پہ چھوڑ دو، وہ بھی میں نے غرق کر دیا۔ ایک گروہ صرف میں نے بچایا جس نے نہ کبھی احکام خداوندی کی خلاف ورزی کی نہ دیکھی نہ سُنی نہ ہونے دی، بس میرا بیان ختم۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سید چراغ اکبر۔ جھنگ

سردار رفیق حیدر خان لغاری۔ جناب سپیکر دیسے لابی میں قانوناً پریس آ نہیں سکتا۔ یہ فوٹو کس طرح کھینچے گئے ہیں، اس کے بارے میں معلومات کی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں آپ کی بات سمجھا نہیں۔ ذرا آپ پھر فرمائیں۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری۔ یہاں لابی میں پریس قانوناً آ نہیں سکتا اور جس فوٹو کا یہاں تذکرہ کیا گیا ہے وہ کہاں سے کھینچی گئی ہے۔ اس کی تحقیقات کی جائے۔

ایک ممبر۔ اس لیے آپ کو تحریک پیش . . . . کریں

سردار رفیق حیدر خان لغاری۔ میں پیش . . . . کردوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سید چراغ اکبر صاحب جھنگ

مولوی محمد غیاث الدین۔ میرے دوست نے کہا ہے کہ تحقیقات کی جائے کہ لابی میں پریس والے

کیسے پہنچے جب کہ انہیں اجازت نہیں ہے یہ محض اس لئے ہے کہ یہاں عام سگریٹ نوشی ہوتی ہے آب الحمد و اللہ اسمبلی میں پانی بھی رکھ دیا گیا ہے۔ کہ سگریٹ بھی پیو اور پانی بھی پیو خوب۔ جی بھر کر پیو۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

مولوی محمد غیاث الدین۔ یہاں سارے ہی غیر مسلم ہیں (قطع کلامیاں) ہم نے دیکھا ہے کہ بیس بیس آدمی سگریٹ پیتے ہیں اکٹھے ہو کر باہر اگر کسی غریب شخص کو پکڑا جائے تو اُسے فوراً جیل میں بھیج دیا جاتا ہے۔ آپ اخبار پڑھیں اس میں لکھا ہے کہ جو سگریٹ پیتے ہیں . . . . .

جناب ڈپٹی سپیکر۔ مولانا صاحب آپ کی بات ہو گئی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

مولوی محمد غیاث الدین۔ کہنے سے کچھ نہیں ہوتا عمل بھی ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ عمل بھی ہوگا۔ آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب محمد افضل چن۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ . . .

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں حاجی صاحب

جناب محمد افضل چن۔ اگر میرا پوائنٹ آف آرڈر بنتا تو مجھے بولنے کی اجازت دیں۔ . . .

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ کے پوائنٹ آف آرڈر ہمیشہ relevant ہی ہوتے ہیں کبھی نہیں ہوتے۔ irrelevant

جناب محمد افضل چن: جناب والا میرے سارے کے سارے relevant ہیں جناب والا جیسا کہ آپ نے کل فرمایا۔ میں ان کو ہدایت کرتا ہوں ان کی منت کرتا ہوں تو میں ان سے جناب گذارش کروں گا کہ قرآن پاک میں یہ بھی درج ہے کہ اگر کوئی جرم کرتا ہے تو اس کی پردہ پوشی کرو تشہیر نہ کیا کرو۔ اسکی تشہیر نہیں کرنی چاہیے ان کو روکنا چاہیے۔ جرم کی تشہیر مت کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پردہ پوشی کرنے والوں کو زیادہ پسند کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ ایک نئی بات چھیڑ رہے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ اخباروں میں یہ خبر آچکی ہے اور سارے ملک میں اس کی تشہیر ہو چکی ہے۔ اس پہ انہوں نے احتجاج کیا ہے کہ احترام رمضان کی اگر کوئی غریب آدمی خلاف ورزی کرتا ہے اس کے خلاف ایکشن لیا جاتا ہے۔ یہ ایک تاثر عوامی نمائندوں کے خلاف جا رہا ہے۔ اس کا انتظام ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس کا انتظام انشاءاللہ ہوگا۔

DR. SHILA CHARLES: Sir, this is not a point of order. We are wasting time and I again submit that in this way I won't get a chance to speak.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ان کے بعد آپ کی باری آئے گی آپ تشریف رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ نواز صاحب

جناب شاہ نواز۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ! جناب سپیکر اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آٹھ سال کی طویل مسافت اور کٹھن حالات کے بعد آفتاب جمہوریت کی کرنیں اب چمکنے والی ہیں اور اہالیان پاکستان اس سے منور ہونے والے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کسی کی بات سننا بھی ہمارے اوپر ایک اخلاقی فرض عائد ہوتا ہے۔

جناب شاہ نواز۔ جہاں تک اس بجٹ کی تیاری کا تعلق ہے تو میں جناب کی وساطت سے قائد ایوان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ان کے احکام کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ بجٹ کی تیاری سے قبل ہم نے ان سے عرض کی تھی اور انہوں نے اپنی مشینری اپنے افسران کو حکم دیا تھا کہ ہم سے مشورہ کیا جائے۔ اسی سلسلہ میں چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ اور دیگر افسران ہر ڈویژنل ہیڈکوارٹر اور وہاں ایک دن تمام ڈپٹی کمشنر صاحبان۔ تمام ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان تشریف لائے! اور کافی گہما گہمی ہوئی ہم نے وضاحتاً اپنی

تجاویز دیں۔ اب جب سالانہ ترقیاتی پروگرام دیکھا ہے تو اس میں میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری کسی ایک تجویز کا ذکر تک نہیں ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر میں جناب کی وساطت سے قائدایوان جو اس وقت تشریف فرما نہیں ہیں کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ درحقیقت یہ مشینری ان کے احکام کی کھلم کھلا تو خلاف ورزی کر رہی ہے۔ مجھے اس کا مقصد سمجھ نہیں آیا کہ وہ ان کے ساتھ تعاون کیوں نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر میں اب اپنی ترجیحات کے حساب سے گزارش کروں گا کہ بجٹ جو پیش کیا گیا اس میں ہماری Priorities کیا ہونی چاہئیں۔ سب سے پہلے میں رشوت کا خاتمہ اور بد دیانتی کا خاتمہ first preference لوں گا۔ کیونکہ میری رائے میں اگر یہ ایک کام ہم درست کرلیں تو آپ کے انکم ٹیکس والے بھی ٹھیک ہیں۔ آپ کے کچہریوں والے بھی ٹھیک ہیں۔ آپ کے شہروں میں غنڈہ گردی بھی نہیں ہوگی۔ آپ کے دیہاتوں میں چوری بھی نہیں ہوگی۔ ڈاکے بھی نہیں پڑیں گے۔ اس لئے میں آپ سے نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ سب سے پہلے اس معاملہ پر غور فرمائیے کہ کس طرح ہم رشوت کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ کس طرح معاشرے میں بد دیانتی کو ہمیشہ کے لئے ختم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے تو اربوں کا بجٹ بنایا ہے۔ بیشک آپ اس کو کھربوں کا بنالیں۔ لیکن اگر آپ رشوت کو ختم نہیں کر سکتے تو اس کا تصرف صحیح نہیں ہو سکتا۔ بجٹ کا صرف ایک تہائی یا ایک چوتھائی حصہ صحیح طریقہ سے صرف ہوتا ہے۔ کوئی نظام بھی لے لیجئے جس حد تک اس کی honest implementation نہیں ہوگی۔ اس نظام کا قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ آپ خدارا اس مسئلہ پر سوچئے کہ ہم کس طریقہ سے یہاں رشوت یا بد دیانتی کو ختم کریں۔

جناب سپیکر درحقیقت ہم کہتے ہیں کہ ہمارا فلاں آفیسر بددیانت ہے فلاں آدمی بددیانت ہے

تو اس میں مجھے ذرا اختلاف ہے۔ اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہماری موجودہ سوسائٹی کو جو set up ہے وہ تقریباً ۹۰ فی صد بددیانت ہو چکا ہے۔ اس لئے میری گذارش یہ ہے کہ ہمیں اب کوئی ایسا طریقہ کار کرنا چاہیئے۔ جس سے معلومات کی جا سکیں کہ یہ بددیانتی کیوں پھیلی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر میری رائے میں اس کی اصل وجہ آج سے چودہ سو سال پہلے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتاتے ہوئے اصولوں سے ہمارا انحراف ہے۔ اگر ہم ان اصولوں کو اپناتے رہتے اگر ہم ان اصولوں پر کاربند رہتے تو انشاء اللہ تعالےٰ اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے آج یہ ابتر حالت قطعاً نہ ہوتی۔

اس لئے جناب سپیکر میری گذارش ہے کہ آپ قائدایوان تک میری یہ عرض پہنچا دیں کہ وہ اس مسئلہ میں ایک کمیٹی تشکیل دیں جو ممبران پر مشتمل ہو اور وہ پورا سروے کرے کہ اس کی کیا وجوہات ہیں کہ رشوت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ بددیانتی بڑھ رہی ہے۔ رشوت کا ہی نہیں بلکہ ہر لحاظ سے بددیانتی کا قلع قمع ہونا بہت ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں ہر سوسائٹی میں ایک ادارہ سوسائٹی پر چیک ہوا کرتا ہے۔ اور یہاں وہ چیک پولیس کی صورت میں ہے۔ ہماری سوسائٹی میں اس کا نام پولیس ہے۔ لیکن بدقسمتی کی انتہا یہ ہے کہ جس ادارے کو ہم نے محافظ بنایا تھا اس نے خود ہی ہماری جڑیں اکھیڑنی شروع کر دی ہیں۔ میں یہ بات نہیں کہتا کہ پولیس کو کوئی اور غرض دیئے جائیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ پولیس کو نہ رکھا جائے میں یہ عرض کروں گا کہ کسی نہ کسی طرح کا پولیس ہو یا اس کا کوئی اور نام رکھ دیں۔ جو سوسائٹی پر چیک کی صورت میں کام کرے۔ تبھی ہم انشاء اللہ تعالےٰ زندگی صحیح طریقہ اور احسن سے گذار سکیں گے۔ اس لئے ایک ایسی کمیٹی کی تشکیل کریں جو اس معاملہ پر خود غور و خوض کرے۔ بیشک کسی سعودی عرب جائے۔ بیشک کسی اور ملک میں جائے اور دیکھے کہ ان کا وہ کونسا ادارہ ہے جو سوسائٹی پر چیک کا کام کر رہا ہے۔ ان کا طریقہ کار کیا ہے۔ ان کو مراعات کیا ہیں۔ آپ ذرا غور فرمایئے کہ ایک اے۔ ایس۔ آئی کے لئے ایف۔ اے کی ایجوکیشن ہے ایک لیفٹیننٹ کے لئے بھی ایف۔ اے کی ایجوکیشن ہے۔ لیفٹیننٹ صاحب پانچ فٹ دو انچ تک بھرتی ہو

سکتے ہیں۔ اے۔ ایس۔ آئی کے لئے پانچ فٹ ، ۷ انچ کا قد ہونا ضروری ہے۔ لیکن جب وہ بھرتی ہو جاتے ہیں تو جناب والا ان کے Status میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ایک بہترین ادارہ جو سوسائٹی پر چیک کا کام کرتا ہے اس کے اہلکار کو جب بھرتی کر لیا جاتا ہے تو وہ پانچویں درجے تک رہ جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا گریڈ پانچواں ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ پولیس ہی کو رہنے دیا جائے۔ پولیس کی بجائے بیشک کوئی اور ادارہ بنا لیں لیکن وہ ایسا ادارہ ہو جس کو ضروریات زندگی اس قدر فراہم ہوں کہ اسے رشوت اور روپے کی ضرورت تک نہ رہے۔

آئیے ہم سوچیں کہ ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک ، غریب کاشت کار اور غریب کسان کی حالت کس طرح بتدریج گرتی چلی جا رہی ہے۔ آپ دیہاتوں میں جائیے تو آپ کو پتا چلے گا۔ مجھے پتہ ہے کہ اس بات پر مجھے وزیر خزانہ صاحب جواب دیں گے کہ ہم نے دیہاتوں میں سڑکیں بنائیں ، سکول بنائے یہ کیا ، وہ کیا۔ تو جناب سپیکر ، اس دیہاتی کا کیا ہو گا جس کے پاس اپنے بچے کی تعلیم کے لئے رقم نہیں ہے۔ وہ آپ کی ان سڑکوں پر چل کر کیسے ان سکولوں میں پہنچے گا ؟ ایک ایسا دہقان جس کے پاس اپنے بچے کی بیماری کے لئے اتنے فنڈ نہیں ہیں کہ وہ جائے اور اپنے رورل ہیلتھ سنٹر سے جا کر اپنے بچے کے لئے کچھ دوائی لائے۔ وہ کیسے آپ کے ان سکولوں سے ، آپ کی ان سڑکوں سے ، آپ کے ہسپتال سے فائدہ اٹھائے گا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے گذارش کروں گا کہ اس کا جو پرانا بوجھ ہے اس کو ہلکا کیا جائے۔ آپ کے نئے ٹیکس لگانے سے یہ بات ختم نہیں ہو جائے گی۔ موجودہ آبیانے میں ۱۰ فی صد کمی کی جائے۔ یہ میری سب سے پہلی تجویز ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر ، ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک ہمیشہ ہم یہی دیکھتے آتے ہیں کہ آبیانہ میں ہر سال پچیس فی صد اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ ہر سال یہی ہوتا ہے۔ اس دفعہ اس پر ذرا ہمدردانہ غور فرمایا جائے اور اس میں دس فی صد کمی کر کے ان غریب کاشت کاروں کا بوجھ ہلکا کیا جائے۔

۲۔ ٹریکٹر ، کھاد اور بیج کے لئے بغیر سود کے قرضے دیئے جائیں۔

۳۔ ڈیزل کی قیمت میں کمی کی جائے۔

۴۔ سیم اور تھور میں بائیس کروڑ ۷۰ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ اسے ڈبل کیا جائے۔ جناب والا، آپ کو یاد ہوگا کہ یہ چاہا کسان ہی ہے جس نے آپ کے لئے چاول کی ڈشیں تیار کیں اور جس نے آپ کے لئے آپ کو گندم دی۔ جس نے کپاس پیدا کی۔ اگر آپ نے اسے مایوس کر دیا تو اس مایوسی کے نہایت خطرناک نتائج ہو سکتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ کے وہ الفاظ کسان اور دہقان کے کانوں میں گونج رہے ہیں۔

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی

اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

جناب سپیکر، میری تیسری ترجیح تعلیم کی ہے۔ جہاں تک تعلیم کا مسئلہ ہے، ہم نے محسوس کیا ہے کہ تعلیم کی مد میں گورنمنٹ نے کافی فنڈز رکھے ہیں۔ صرف اس حد تک گذارش کروں گا کہ جب ڈی نیشنلائیزیشن ہوگی تو اس سے پرانے سکولوں سے اجارہ کے لئے سکولوں کی مرمت کیلئے اپ گریڈیشن کیلئے متعلقہ ایم۔ پی۔ اے صاحبان کی سفارشات پر غور و خوض کیا جائے اور ان کے مطابق مسائل حل کئے جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ جہاں تک میرے اپنے علاقے کے مسائل کا تعلق ہے، اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ پھلروان شہر میں گورنمنٹ انٹر کالج ہونا چاہیے۔ بھلوال میں گرلز انٹر کالج کو اب گریڈ کر کے ڈگری کالج کرنا چاہیے۔ اسی طرح بھلوال کی کالونیوں میں ایک اور ہائی سکول بنانا چاہیے۔ جناب سپیکر، گورنمنٹ کی پالیسی یہ رہی ہے کہ انصاف سستا کیا جائے اور ہمارے دروازوں تک لے جایا جائے۔ اس کا نام انہوں نے Decenteralization رکھا ہے۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ سرگودھا کے ساتھ کیوں سوتیلی ماں کا سا سلوک کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ تقریباً تمام ڈویژنوں میں ہائی کورٹ کا بنچ منتقل کیا گیا ہے۔ باوجود کئی بار کے تقاضے کے۔ جہاں کہیں موقع ملا، جناب صدر سے، جناب گورنر سے عرض کی گئی لیکن سرگودھا میں کسی بنچ کا قیام عمل میں نہیں لایا گیا۔ حالانکہ یہ پالیسی ہے کہ ہر ڈویژن میں عدالت عالیہ کا، ہائی کورٹ کا بنچ ہونا چاہیئے۔ جناب والا، ایک اور مسئلہ ہمارے دریائے چناب کے متعلق ہے۔ کافی عرصہ سے ہم سنتے آ رہے ہیں۔ کئی دفعہ کتابوں میں پڑھتے رہے ہیں کہ وہاں طلب والا تین پر

ایک پل ہوگا۔ لیکن ابھی تک وہ کام عملی طور پہ بھی شروع نہیں ہو سکا۔ جناب سپیکر ہمارے علاقوں میں سڑکوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ میں گذارش کروں گا کہ بھلوال تا پھلرواں سڑک کو ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ لے جایا جائے۔ ایک اور سڑک بھیرہ تین تک ہے۔ جس کو بنے دس سال ہوتے وہاں وہاں پتھر پڑے ہوئے ہیں۔ پہلے تو صرف سائیکل اور ٹریکٹر پنکچر ہوتے تھے۔ اب وہاں سے انسان گزرتا ہے تو وہ بھی پنکچر ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس پر خاص طور پر توجہ فرمائی جائے۔ آخری گذارش یہ کرنی ہے کہ مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ ہمارے موجودہ بجٹ میں کوئی بچت کا کھاتہ نہیں ہے۔ کیا یہ اچھا نہ ہوتا کہ ہماری مشینری کچھ یہ سوچتی کہ جہاں فضول خرچیاں ہیں، luxuries ہیں، انہیں گھٹا کر خرچہ بچایا جاتا؟ اور یہ ایک اچھی مثال بن جاتی۔ کہ اس سال حکومت نے سابقہ اخراجات میں کمی کر کے ایک نئی روایت قائم کی ہے۔ جناب سپیکر صاحب، بڑی نوازش۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بیگم صاحبہ، آپ ارشاد فرمائیے۔

Dr. Sheela Charles :- Mr. Speaker Sir, I may be allowed to speak in English.

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، آپ بولیں۔ جس زبان میں بھی آپ آسانی سے بول سکتی ہیں۔

Sir, I am thankful to you for giving me a chance to speak on behalf of the minorities in Pakistan. First of all, I may tell you that the minorities have played a constructive and important role in the life of Pakistan as true citizens. Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah in his speech of 3rd February 1948 said -" the minorities are the first and the last citizens of this State and they have equal rights".

Now, I come to my first point and that is the de-nationaliziation of F.C. College, Lahore; Murray College Sialkot; Gordon College, Rawalpindi and more than forty Christian Schools in Punjab run by the Church. These institutes, throughout the country, produced the cream of Pakistan. It is my request that these institutes must

be denationalised. If the Christian Institutes in Sind have been denationalised by the present Govern- ment then why must Punjab suffer? It is my strong request that these institutes must be denationalised.

My second point is that the study of Bible should be made compulsory for the Christian students instead of Islamiat so that they can have their religious education too.

My third point is that Easter Sunday is one of the most sacred and religious festival for the Christians. It is my humble request that Easter and Christmas should be declared as national holidays.

My fourth point is about the Christian graveyards. Actually, the present land meant for graveyards of the Christians is not sufficient. Moreover, several graveyards have been encroached upon partially or totally by the non-Christians. I would, therefore, request through you, Mr. Speaker to the Government that they should protect the graveyards reserved for the Christians and reserve some funds for their maintenance.

My fifth point is regarding reserved seats for the minorities. It is my request that there should be some reserved seats for the minorities in Medical Colleges, Engineering Colleges and Law Colleges. Apart from that enough seats should be reserved for minorities women in the Population Planning Department and Nursing Department. The minorities should also be given jobs, according to quota system, in every Government Department.

Now, I com to my last point. It is my request that all the Charitable Hospitals running under the Churches must be exempted from heavy taxes because thay are beneficial not only for the poor Christians but also for the

poor Muslims. Then, Sir, I would most humbly request that the Batania Hospital, under the Catholic Church, Sialkot, should be exempted from the heavy tax which has been imposed on it. The Batania Hospital is a very big hospital and is meant for the poor classes and it has been heavily taxed. Litigation is going on in this regard. Once again, through you, I would request the Governemnt kindly to remove the burden of heavy tax on this hospital by exempting it from that tax.

Then last of all, being a Doctor and Vice-President of the Pakistan Medical Association, Gujranwala, I would like to touch the question of the registeration of the Quacks. Why does the Government want to put the lives of innocent people in the hands of the Quacks by registering them and why more than fourteen thousand qualified doctors who have spent most of the years of their precious life and incurred a large amount of their parents hard earned money on their educatioin in the Medical Colleges should not be given jobs? With your permission, Mr. Speaker, I would like to ask the Finance Minister whether there are any special funds allocated for the minoritjes in the ADP. If so, how much and for what purpose. If no allocation has been made in the ADP for this purpose then I would request the Government to do so at their earliest. I would also request that the minorities must be given some representation in the Cabinet.

Mr. Speaker, I am thankful to you for giving me time and I am also thankful to the honourable members who have given me a patient hearing. If I have made any mistake then there is a wording which says- " To err is human and to forgive is divine".

Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار الطاف حسین صاحب

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جب "ایوان کے ممبران منسٹر صاحبان کے سامنے عرض داشتیں پیش کرتے ہیں جو کہ ان کے خادم ہیں، ان کی بات اس لئے نہیں مانی جاتی کہ وہ عرض داشت کرنے میں آپ کو مطالبہ کا حق ہے۔ لحاظ آپ تقریر کے دوران ازراہ کرم عرض نہ کیا کریں آپ اپنا مطالبہ کیا کریں اور ان کو خادم بنا کر رکھیں۔

سردار الطاف حسین: جناب سپیکر میں مشکور ہوں کہ تین چار روز کے مسلسل انتظار کے بعد آپ نے آج اظہار خیال کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے اس پر مبارک باد نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ ہماری کیبنٹ کا اس بجٹ کو بنانے میں بہت کم دخل ہے۔ بہرحال اس تقریر کی میں داد دے سکتا ہوں جو وزیر خزانہ نے اس ایوان میں پڑھی تھی۔ اس کے بعد سب سے اہم مسئلہ جو اس ایوان میں زیر بحث رہا ہے وہ نہری پانی کا مسئلہ تھا اس کے متعلق یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ وفاقی حکومت کا ایک منسٹر پنجاب کو ویران کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے اور پنجاب سے منتخب ہو کر جانے والے نیشنل اسمبلی کے اراکین خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں بلکہ آج ایک ایم این اے کا بیان آیا ہے جس نے پنجاب کیبنٹ کو موردِ الزام ٹھہرایا ہے کہ وہ نہایت کمزور ثابت ہوئی ہے۔ میں کہوں گا کہ پنجاب اسمبلی میں عرصہ دراز کے بعد پنجاب کے مفاد کے لئے اگر کوئی مطالبہ کیا جا رہا ہے تو وہ فقط اور فقط اس ایوان کو شرف حاصل ہے کہ یہ نہایت جرات اور حوصلے سے پنجاب کی اس تکلیف کے ازالہ کی کوشش کر رہا ہے۔ اور مطالبہ پیش کر رہے ہیں لیکن نیشنل اسمبلی میں پنجاب سے منتخب ہو کر جانے والے ممبران کو یہ جرأت اور سعادت حاصل نہ ہوئی کہ وہ پنجاب کے اس اہم مسئلہ کو وہاں پیش کر سکتے۔ یہ بھی عام افواہ گشت کر رہی ہے کہ جو وزیر جس جرأت اور دیدہ دلیری سے پنجاب کو ویران کرنے پر تلا ہوا ہے اس کے پس پردہ بھی کچھ قوتیں ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر اس ایوان کی ہمیشہ یہ روایت رہی ہے کہ آپ ان

ممبران اور ان وزراء کا ذکر نہیں کر سکتے ان کے خلاف نہیں بول سکتے جو اپنا دفاع اسس ایوان میں نہ کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم صاحب کی یہ بات درست ہے آپ مہربانی کر کے اپنے موضوع پر آئیں۔ ....

سردار الطاف حسین: وہ تو ایک ایم این اے کا بیان تھا۔ جو اخبار میں آیا ہے۔ میں نے اس لئے گذارش کی ہے کہ اس نے پنجاب کی قیادت کو مورد الزام ٹھہرایا تھا۔ اس کے متعلق میں ذکر کر رہا تھا کہ ایم این اے نے بھی اپنی ذمہ داری محسوس نہیں کی۔ جہاں تک چشمہ کینال لنک کا تعلق ہے ....

مخدوم زادہ سید حسن محمود: ابھی جناب نے رولنگ دی ہے کہ معزز رکن اسس ایوان میں ایم این اے اور مرکز کے وزراء کے متعلق کوئی بات نہیں کر سکتے چونکہ وہ اس ایوان میں اپنا تحفظ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا آپ ایسی بات نہ کریں۔

میر ظفر اللہ خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔ جو کچھ مخدوم زادہ صاحب نے فرمایا ہے وہ الگ بات ہے۔ ہر ممبر اپنی تقریر میں کسی ایسے مسئلے پر جس کا تعلق مرکز سے ہو بات کر سکتا ہے۔ اسی طرح نیشنل اسمبلی کے ممبران کے متعلق بھی بات کی جا سکتی ہے۔

وزیر قانون: میں اسس بات کی تائید کرتا ہوں جہاں تک سرکاری حیثیت میں کسی صوبائی مسئلہ پر زد پڑتی ہو اسس بارہ کسی اخبار کے حوالے سے یا ان کی سرکاری کارکردگی کے سلسلے میں بات کی جا سکتی ہے۔ فاضل ممبر نے کسی ایم این اے یا کسی وزیر کا نام نہیں لیا۔ صرف حوالہ دیا ہے اور اسس حوالے سے ایوان میں بات کی جا سکتی ہے۔ اسس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

سردار الطاف حسین: بہر حال یہ میری ذمہ داری اور فرض تھا جس کا میں نے ذکر کیا ہے جہاں تک چشمہ کینال کا تعلق ہے میں معزز اراکین کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ تربیلا ڈیم کے

مہاجر کو آباد کرنے کے لئے پنجاب نے بہت قربانی دی ہے۔ اُنہوں نے اپنی زرخیز اراضی ان کو الاٹ کرنے کے لئے پیش کی ہے۔ شاید ہی کوئی دوسرا صوبہ اس کی مثال پیش کر سکے۔ ہم نے اپنے کاشت کاروں اور مزارعین کے مفادات کو پس پشت رکھتے ہوئے صرف اس نہر کا پانی حاصل کرنے کے لئے ان کو آباد کیا ہے۔ میں وفاقی حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ پنجاب بھی پاکستان کا ایک حصّہ ہے وہ اسے قومی مسئلہ سمجھتے ہوئے اپنا مسئلہ سمجھے اور اس نہر میں جلد از جلد پانی دے تاکہ ہمارا جو خدشہ ہے کہ اس ویرانی سے زرمبادلہ کو نقصان ہوگا اور اس سے ملک کا نقصان ہوگا۔ مرکزی بجٹ اثر انداز ہوگا دُور ہو سکے۔ اس لئے جلد سے جلد پانی چھوڑا جائے تاکہ وہاں کپاس کی فصل کاشت کی جا سکے۔ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے اس میں ترجیحات کے لحاظ سے سب سے زیادہ اہمیت تعلیم کو دی گئی ہے۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے جس کی افادیت اور اہمیت پہلی دفعہ بجٹ بنانے والوں نے تسلیم کی اور اس مد میں کافی اضافہ کیا ہے۔ اسی مد میں ڈویلپمنٹ پروگرام کے لئے بھی کافی اضافہ کیا گیا ہے اور کچھ انقلابی حکمت عملی بھی اختیار کی گئی ہے مثلاً تحصیل ہیڈ کوارٹرز گرلز ہائی سکول میں ایف اے اور ایف ایس سی کی کلاسوں کے اجرا کی خوشخبری بھی سنائی گئی ہے اچھا ہوتا اگر ان تحصیل ہیڈ کوارٹرز کے ناموں کی beer٭ بھی نشاندہی کر دی جاتی تاکہ بجٹ پاس ہونے کے بعد ممبران کو مختلف دفاتر کے طواف نہ کرنے پڑیں۔ مناسب یہ ہوگا کہ جن تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں گرلز ہائی سکول ہیں اور ان میں اس سال سے ایف اے ایف ایس سی کلاسز کا اجرا کیا جاتا ہے۔ جناب وزیر خزانہ ان کے ناموں کا اعلان فرما دیں تاکہ بجٹ پاس ہونے کے بعد اراکین کو پریشانی نہ ہو۔

٭ بجٹ کے مطالعہ سے ایک لفظ beer سامنے آیا ہے جہاں ایکسائز ڈیوٹی کا ذکر ہے۔

بہتر ہوتا۔ اگر وزیر خزانہ صاحب وضاحت فرما دیتے کہ اس ملک میں جو beer تیار ہو رہی ہے کیا یہ اسی کا حصہ ہے جسے ہم ممنوع اور حرام سمجھتے ہیں یا اس کو کوئی جدید شکل دے کر جائز قرار دیا گیا ہے۔ وزیر تعلیم جو قائد ایوان بھی ہیں اس وقت یہاں موجود نہیں۔ قومیائے گئے سکولوں کا جہاں تک تعلق ہے ان کی مرمت کے لئے ۳ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ تو اس سلسلہ میں میری یہ گذارش ہے کہ کالیہ میں گورنمنٹ ہائی سکول اور تین پرائمری سکول گورنمنٹ نے اپنی تحویل میں تو لے لئے ہیں لیکن اس وقت ان کے لئے کوئی بلڈنگ نہیں ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں درختوں کے سائے تلے بیٹھ کر پڑھتی ہیں۔ موجودہ مالی سال کے دوران اس مختص شدہ رقم میں سب سے پہلے عمارات تعمیر کی جائیں اور اس کے بعد مرمت کا سلسلہ جاری کیا جائے۔ جہاں تک زراعت کا تعلق ہے اس کے لئے مناسب یہ ہوگا کہ مارکیٹ کمیٹیوں کے فنڈ جس کا دس فی صد محکمہ زراعت اپنے فنڈ میں لے جاتا ہے اگر اس میں سے ٹریکٹر اور زرعی آلات خرید کر کے کاشت کاروں کو آسان اور مناسب کرائے پر فراہم کرے تو اس سے بھی زراعت میں کافی ترقی ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کواپریٹو سوسائٹیز کا غیر سودی قرضہ موجودہ حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ تھا۔ جس کے ذریعہ کاشت کاروں کے لئے کافی سہولت فراہم کی گئی تھی۔ اگر پٹوار سرکل کی بنیاد پر کواپریٹو بینک کے ذریعے ہر کاشت کار کو ان کی ہر جائز ضرورت جو زراعت کی ترقی کے لئے مناسب ہو فراہم کی جائے اور جنس کی صورت میں ان سے قرضہ واپس لیا جائے تو یہ زراعت کی ترقی کے لئے کافی مفید ثابت ہوگا۔ اس کے علاوہ کالیہ جس کی ایک لاکھ کی آبادی ہے۔ اس کے قریب کافی ہائی سکول ہیں مگر وہاں صرف ایک انٹر کالج لڑکوں کے لئے ہے۔ کافی عرصہ سے یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ اسے ڈگری کالج بنایا جائے۔ تو میں جناب سپیکر آپ کی وساطت سے قائد ایوان جو کہ وزیر تعلیم بھی ہیں سے یہ مطالبہ کروں گا کہ اس سال سے ہی وہاں

ڈگری کالج کا اجرا کیا جائے۔ علاوہ ازیں کالونی کے لئے کافی لوگوں نے چند سال سے اراضی پر مکانات تعمیر کئے ہوئے ہیں۔ چونکہ محکمہ سیٹلمنٹ کی غفلت کی وجہ سے الاٹمنٹ حاصل کرنے سے محروم رہے۔ میری جناب سے استدعا ہے کہ وہ اسی سٹیلمنٹ پالیسی کے مطابق پرانے ریٹ مرلہ کے حساب سے ان قابضین کو فوری طور پر اراضی الاٹ کریں اور ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

جناب سپیکر میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت عنایت فرمایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد فاروق خاں کھوسہ صاحب۔

مسٹر محمد امجد فاروق خاں کھوسہ۔ جناب سپیکر۔ میرا تعلق ڈیرہ غازی خاں سے ہے جو کہ پنجاب کا سب سے پسماندہ ضلع ہے۔ اس کے چند مسائل کی طرف میں آپ کی توجہ دلاؤں گا۔ جناب والا ڈیرہ غازی خاں کو ترقی اور معاشی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک ڈیرہ غازی خان کا پہاڑی اور جبلی حصہ ہے اور دوسرا ڈیرہ غازی خان کا نہری علاقہ ہے جو بارانی اور پہاڑی علاقہ ہے اس میں پینے کے پانی کی انتہائی تکلیف ہے لوگ دس دس بارہ بارہ میل سے پانی بھرنے کے لئے آتے ہیں اور بعض جگہوں پر تو یہ صورت حال ہے کہ لوگوں نے دو یا اڑھائی سو فٹ کے کچے کنوئیں کھود رکھے ہیں جہاں پر وہ بچے کو رسی کے ذریعے کنوئیں میں ڈالتے ہیں اور وہ وہاں سے پانی لے کر آتے ہیں حقیقی سے موجودہ مالی بجٹ میں بھی صرف دو واٹر سپلائی سکیمیں اس علاقہ کے لئے دی گئی ہیں اس کے علاوہ سیم اور تھور کے بارے میں بھی عرض کرنا ہے۔ اس سلسلے میں پوزیشن یہ ہے کہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار ایکڑ نہری رقبہ ہے جس میں سے ۸۰ ہزار ایکڑ کے تقریب رقبہ سیم اور تھور کی زد میں ہے جو کہ ۵۰ فیصد ہو جاتا ہے۔ بیشتر مواضعات جھیل کی صورت اختیار کر چکے ہیں قدرتی نکاسی کے سلسلے میں ۱۹۶۷ء میں بھی ایک سکیم بنائی گئی تھی مگر بدقسمتی سے وہ بھی کاغذوں کی حد تک محدود رہی پچھلے سال بھی ایک ماسٹر پلان بنایا گیا تھا۔

جناب گل نواز خان وڑائچ : پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا، میرا خیال ہے کہ کورم پورا نہیں براہ مہربانی گنتی کرلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کورم پورا ہے۔

جناب گل نواز خان وڑائچ : جناب والا، گن تو لیں۔ منسٹر صاحبان اور سیکرٹری صاحبان جا رہے ہیں، معزز اراکین اپنے مسائل کس کو سنائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کورم پورا ہے۔ جی فرمائیے۔

مسٹر محمد امجد فاروق خاں کھوسہ : جناب والا، میں سیم اور تھور کے بارے میں عرض کر رہا تھا کہ گذشتہ سال بھی ایک ماسٹر پلان بنایا گیا مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ مالی سال میں بھی اس کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ اب صورت حال یہ بنی ہوئی ہے کہ نہری علاقے میں لوگ نقل مکانی کے لئے مجبور ہو رہے ہیں۔ اسی طرح تعلیم کے سلسلے میں بھی مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ ڈیرہ غازیخاں میں تقریباً ایک ہزار کے قریب پرائمری سکول ہیں۔ ان میں سے تین سو سکول بالکل shelterless ہیں، جب بھی اس سلسلے میں حکام بالا سے بات کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ پنجاب کی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کمیونٹی بنا کے دے گی جناب اب صورت حال یہ ہے کہ جہاں پر لوگ دس دس پندرہ پندرہ میل سے پانی بھر کے لاتے ہیں، جہاں پر جوار اور باجرہ کی سوکھی روٹی کھا کر گزارہ کرتے ہوں اور جھونپڑیوں میں رہتے ہوں وہاں پر ان کو یہ کہا جائے کہ اگر تم پندرہ بیس ہزار روپیہ دو تو تمہارے لئے پرائمری سکول کی پکی عمارت بنا دی جائے گی۔ یا تم خود خرید کے دو۔ تو یہ کس صورت میں ممکن ہے۔ اس سلسلے میں میری التجا یہ ہے کہ ڈیرہ غازیخاں کے ساتھ ترجیح بنیادوں پر سلوک کیا جائے۔ اور پرائمری تعلیم کے لئے حکومت پنجاب کو کمرے تعمیر کر کے دے۔ اس طرح ڈیرہ غازیخاں میں جتنی فیکٹریاں لگ رہی ہیں۔ ان میں مقامی لوگوں کو ملازمتیں بالکل نہیں مل رہی۔ حالت یہ ہے کہ سیمنٹ فیکٹری میں تقریباً ۰ے فیصد افسر ہیں۔ جو کہ ٹیکنیکل اور نان ٹیکنیکل ہیں۔ ان میں سے صرف پانچ آدمی

ڈیرہ غازیخاں ڈویژن کے ہیں۔ باقی تمام باہر سے لئے جا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں بھی حکومت کو چاہیے کہ وہ ذاتی توجہ دے اور وہاں پر ملازمتیں مقامی لوگوں کو دی جائیں۔

جناب والا۔ ڈیرہ غازیخاں کے دو بڑے شہر ہیں۔ ایک ڈیرہ غازیخاں سٹی ہے جو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے اور دوسرا تونسہ شریف ہے۔ جو کہ سب ڈویژن ہے۔ ان کو آج تک پراونشل گورنمنٹ نے کبھی گرانٹ نہیں دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ڈیرہ غازیخاں شہر میں سڑکیں نہیں ہیں۔ سیوریج کا انتظام بالکل نہیں ہے۔ پینے کے پانی کی انتہائی تکلیف ہے تو میں جناب چیف منسٹر صاحب سے اور فنانس منسٹر صاحب سے یہ التجا کرونگا کہ وہ سپیشل اے ڈی پی میں ڈی جی خاں سٹی کو اور تونسہ شریف کو سپیشل گرانٹ دیں جس سے ان کی سڑکیں اور گلیاں بہتر بنائی جا سکیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر : عثمان ابراہیم صاحب۔ گوجرانوالہ۔

مسٹر عثمان ابراہیم : جناب سپیکر۔ ضمنی بجٹ پر بحث کے دوران حکومت کی طرف سے ہمیں یہ احساس بار بار دلایا جاتا رہا کہ اس بجٹ کو پاس کرنا ہماری مجبوری ہے۔ مجھے امید ہے یہ مجبوری ہم پر اس بجٹ میں مسلط نہیں کی جائے گی۔ میں سب سے پہلے ڈویلپمنٹ کی طرف آتا ہوں۔ مجھ سے پہلے بہت سارے ارکان یہ فرما چکے ہیں کہ ڈویلپمنٹ سکیمیں بناتے وقت ان کی سکیموں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ وزراء صاحبان نے ان سے وعدہ بھی کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جن دنوں ہم لوگ حلف اٹھا رہے تھے ڈویلپمنٹ سکیمیں finalize ہو رہی تھیں۔ اور اس کے بعد ڈویژنل لیول پر ڈویلپمنٹ کمیٹی کے جو اجلاس ہوئے ان میں ہمیں مدعو نہیں کیا گیا اور بالکل نظر انداز کر دیا گیا۔ ہر ممبر کی خواہش تھی کہ اس بجٹ میں ان کے لئے ان کی کچھ نہ کچھ ڈویلپمنٹ کی تجاویز شامل کر دی جائیں۔ تو اس کے لئے میری

تجویز ہے کہ کئی ایسی مدیں ہیں جن کو ہم کٹ موشن کے ذریعے ختم کر کے ایک مد بنا سکتے ہیں۔ اور اس کا نام "Block Allocation for MPA's" رکھ سکتے ہیں اور کٹ موشن کے ذریعے ختم کردہ رقوم اس مد میں ٹرانسفر کی جا سکتی ہیں اس کے لئے میں کچھ مثالیں بھی دوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے تجویز کردہ طریقے سے اس مد میں اچھی خاصی رقم جمع ہو جائے گی جسے ہر ممبر کو مساوی طور پر تقسیم کر کے اس کی خواہشات کے مطابق اس کی سکیموں کو عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں بلاک ایلوکیشن block allocation میں پہلے ہی ۴ کروڑ ۵ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ مری ہلز ڈویلپمنٹ کے لئے دو کروڑ ۵۰ لاکھ کی رقم رکھی گئی ہے۔ اس کے علاوہ cultural activities کی promotion کے لئے ۶۰ لاکھ ۸۵ ہزار کی رقم رکھی گئی ہے۔ علاوہ ازیں گورنمنٹ نے ڈویلپمنٹ کیلئے ۴ کروڑ کی رقم allocate کی ہے۔ لاہور میوزیم کے لئے ۳۰ لاکھ کی گرانٹ رکھی گئی ہے۔ اس کے علاوہ Pleaders' fee کے لئے ۲۰ لاکھ رکھے گئے ہیں حالانکہ پلیڈرز کا اس صوبے میں کوئی وجود نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جو ممبران لابی میں تشریف فرما ہیں میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ ایوان میں تشریف لائیں خدشہ ہے کہ کورم کم نہ ہو جائے۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب میں عرض کر رہا تھا کہ اس بلاک ایلوکیشن میں اچھی خاصی ۱۴ ۵ کروڑ کی رقم اکٹھی ہو جائے گی اور یہی رقم ممبران کی خواہش کے مطابق ان کے علاقے میں ترقیاتی سکیموں پر خرچ ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ جناب وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا ہے کہ بجٹ کی تیاری سے قبل ممبران سے جو مذاکرات ہوئے ہیں ان کی خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے تعلیم کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے ڈویژن سے کسی وزیر صاحب نے ہمارے ساتھ تعلیم کے سلسلہ میں مذاکرات کئے ہوں بہر حال انہوں نے ۲۵۰۱ پرائمری سکولوں کی پرووژن

نئے بجٹ میں رکھی ہے۔ اس کے لئے میری تجویز ہے کہ دیہاتوں میں یہ مکمل پسماندہ علاقوں میں اور شہروں میں کچی آبادیوں میں قائم کئے جائیں۔ جناب والا! اب میں انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کی طرف آتا ہوں۔ کسی زمانہ میں یہ بہت فعال ڈیپارٹمنٹ تھا۔ اور یہاں کوئی انڈسٹری اس کی اجازت کے بغیر نہیں لگائی جاتی تھی۔ لیکن آہستہ آہستہ اس کے تمام اختیارات سلب کر لئے گئے اور وہ اختیارات مرکز کو منتقل ہو گئے۔ اب حالت یہ ہے کہ حکومت نے انڈسٹری لگانے کے لئے طریقہ کار کو دو حصوں میں منقسم کیا ہوا ہے۔ ایک free list اور دوسری tight list ہے۔ فری لسٹ میں کوئی بھی صاحب انڈسٹری لگا سکتے ہیں۔ اور اس میں محکمہ صنعت بالکل نہیں آتا۔ جو دوسری tight list ہے۔ اس میں محکمہ صنعت کے اختیار میں ہی نہیں ہے کہ وہ اس tight list میں سے کسی صاحب کو انڈسٹری لگانے کی اجازت دے دے۔ اس کے لئے انہیں کراچی میں انوسٹمنٹ پروموشن بیورو کے پاس جانا پڑتا ہے۔ یا وہاں پہ ٹیکسٹائل کمشنر آرگنائزیشن ہے جس سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ تو میری تجویز ہے کہ Investment Promotion Bureau Textile Commissioner's Organization کو بھی decentralize کر دیا جائے۔ اور ہر صوبہ میں ایک ایک ٹیکسٹائل کمشنر آرگنائزیشن کا اور انوسٹمنٹ پروموشن بیورو کا آفس ہو اور سب صوبوں کے ٹیکسٹائل کمشنرز اور آئی۔ پی۔ بی کے آفیسرز Central Investment Promotion Committee کے ماتحت ہوں۔ تو اس طرح سے تقریباً ہر صوبہ کے لوگ کم از کم مقامی محکمہ صنعت کے ذریعہ اپنے علاقہ میں صنعتیں لگا سکیں گے۔ اور محکمہ صنعت بھی ان کی سکیموں میں دلچسپی لے سکے گا۔ اب حالت یہ ہے کہ محکمہ صنعت کا صنعتوں سے تقریباً واسطہ ختم ہو گیا ہے۔ نہ ہی وہ کسی صنعت کو relief دے سکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی صنعت کی منظوری کے لئے کوئی مدد کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ جناب انڈسٹری میں کوئی ریلیف نہیں دی گئی

ہے۔ اس کے برعکس اس پر ہر قسم کے ٹیکس عائد ہیں۔ یہاں تک کہ ایک پروفیشنل ٹیکس ہے جس کا انڈسٹری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس ٹیکس کو ختم کر دینا چاہیئے۔ علاوہ ازیں صنعتوں پر پراپرٹی ٹیکس بھی عائد ہوتا ہے۔ جو کہ بہت زیادتی ہے۔ آج کل لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔ جب صنعتیں ۲۴ گھنٹے چلتی تھیں تو بعض صنعتوں کو بجلی کے fixed charges دینا پڑتے تھے۔ اب حالت یہ ہے کہ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے یہ صنعتیں ۱۲ گھنٹے یا ۱۶ گھنٹے چل رہی ہیں۔ لیکن ان کو ۲۴ گھنٹے کی بنیاد پر وہی fixed charges دینے پڑ رہے ہیں۔ جو کہ سراسر زیادتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ fixed charges ہٹا دینے چاہیئں اور بجلی کی actual consumption پر بل آنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ جناب والا لا اینڈ آرڈر کے لئے خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ اس پر بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ لیکن میں اپنے ایک ڈویژن کی مثال دیتا ہوں کہ وہاں پر مولانا محمد اسلم قریشی صاحب تین چار سال سے غائب ہیں۔ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ انہیں قادیانیوں نے اغوا کر لیا ہے۔ گوجرانوالہ ڈویژن کی انتظامیہ نے عوامی دباؤ کے تحت ان کی بازیابی کے لئے شروع میں کوشش ضرور کی تھی۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ اب بالکل خاموش ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ میرا مطالبہ ہے اگر ان لوگوں پر اتنی کثیر رقم خرچ کی جائے تو انہیں بھی اپنے فرائض کا خیال کرتے ہوئے اس مسئلہ کو دوبارہ اٹھانا چاہیئے۔ اس کے علاوہ جناب ہمارے گوجرانوالہ کا سب سے بڑا مسئلہ big city allowance ہے۔ یا جسے کارپوریشن الاؤنس بھی کہا جاتا ہے گوجرانوالہ میونسپل کمیٹی کو ۱۹۸۱ء میں کارپوریشن کا درجہ دیا گیا تھا۔ کارپوریشن کا درجہ حاصل کئے ہوئے اسے چار سال گزر چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک گوجرانوالہ کے سرکاری ملازمین کو corporation allowance نہیں دیا گیا۔ تو جناب یہ ہمارا مطالبہ ہے کہ گوجرانوالہ کے سرکاری ملازمین کو big city allowance دینا چاہیئے۔ اس سے پہلے میرے ایک دوست سرگودھا کے متعلق کہہ رہے تھے۔ بہرحال میں اس کے ساتھ ساتھ سیالکوٹ کو بھی include کرتا ہوں۔ کیونکہ ایک ہی نوٹیفیکیشن سے سرگودھا، سیالکوٹ اور گوجرانوالہ

کو کارپوریشن کا درجہ دیا گیا تھا۔ جناب سپیکر کل محترمہ شاہین منور نے یہ فرمایا تھا کہ یہ بجٹ بیوروکریسی کو luxuries life گزارنے کی اجازت دیتا ہے لیکن عام آدمی کو بنیادی سہولیات فراہم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ میں ان کی تائید کرتا ہوں کیونکہ بجٹ میں جتنا بھی خرچ ہے۔ وہ نان ڈویلپمنٹ کا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کے نزدیک ڈویلپمنٹ کے کچھ اور معنی ہیں اور ہمارے ممبران کے نزدیک ڈویلپمنٹ کے کچھ اور معنی ہیں۔ ہمارے نزدیک ڈویلپمنٹ وہ ہے جس میں عام آدمی کی ضروریات کو سامنے رکھا جائے اور ان کے مسائل کو سامنے رکھ کر مفید سکیمیں بنائی جائیں لیکن ڈویلپمنٹ بجٹ میں جو سکیمیں رکھی گئی ہیں۔ یا جو خرچ کیا گیا ہے یا جو مدات رکھی گئی ہیں۔ ان کا تعلق زیادہ تر بلڈنگ سے ہے یا گورنمنٹ کے پراجیکٹس سے ہے اس لئے میں اپنی اس تجویز کو دہراتا ہوں کہ اگر Block allocation ہو جائے تو اس چیز کا مداوا ہو جائے گا اور ہر ممبر کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی کہ رواں سال میں ان کی ڈویلپمنٹ سکیموں پر عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ریاض امیر عرف عبدالحق صاحب۔

چوہدری ریاض امیر المعروف عبدالحق بھٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر۔ پنجاب کا اہم ترین مسئلہ سیم اور تھور کا ہے۔ جو کاشتکار کو دیمک کی طرح چاٹ کر کھائے جا رہا ہے۔ گو موجودہ بجٹ میں نکاسی آب وغیرہ کے لئے رقم رکھی گئی ہے لیکن میں آپ کی توجہ بنیادی خرابی کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جناب والا سابقہ دور حکومت میں سیم اور تھور کی لعنت سے چھٹکارا دلانے کے لئے سیم نالوں پر ایک کثیر رقم سے ٹیوب ویل لگائے گئے تھے لیکن مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ان میں سے ۹۰ فیصد ٹیوب ویل خراب اور ناکارہ حالت میں پڑے ہیں اور باقی دس فیصد برائے نام چل رہے ہیں آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ کئی ٹیوب ویلوں کی زندگی چھ سال ہے لیکن ان کے چلنے کا عرصہ صرف دو یا تین ماہ ہے۔ سیم نالوں

کا یہ عالم ہے کہ ایک سیم نالہ کی صفائی ایک طرف سے شروع ہو کر جب آخری پوائنٹ تک پہنچتی ہے تو وہی سیم نالہ اسی عرصہ میں دوبارہ سرکنڈہ وغیرہ سے بھر جاتا ہے۔ جناب والا اگر آپ نے اس ملک کے کاشت کار کو بچانا ہے تو صرف بجٹ میں رقم رکھنے سے نہیں، بلکہ بجٹ کی رقم خرچ کرنے والوں کو ٹھنڈے کمروں سے نکال کر باہر فیلڈ میں لانا ہوگا۔ اگر اس بجٹ کی تمام رقم سیم وتھور کیلئے مخصوص کر دیں تب بھی میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ سیم نالے جو ان افسران کی بے توجہی پر آہ وزاری کر رہے ہیں ٹھیک نہ ہوں گے۔

جناب والا اس کے متعلق میری تجویز یہ ہے کہ اس معزز ایوان سے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو ایک ماہ کے اندر اپنی جامع رپورٹ وزیر آب پاشی کو پیش کرے اور پھر وزیر آبپاشی متعلقہ افسران کو جو توجہ نہیں دے رہے ہیں کیفر کردار تک پہنچائیں۔

آخر میں بجٹ سے متعلق چند ضروری گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ یہ کہ چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ جب سرگودھا تشریف لے گئے تھے تو میں نے اپنے علاقہ کے مسائل کی ایک لسٹ بھی ان کو دی تھی۔ نہ جانے کیوں انہوں نے میرے تمام مسائل کو نظر انداز کر دیا ہے۔ جناب سپیکر آپ کے توسط سے میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ میرے علاقہ کے مسائل کو موجودہ بجٹ میں شامل فرمائیں۔ شکریہ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : غلام رسول خان صاحب۔

جناب غلام رسول خان : جناب والا میں ضلع میانوالی تحصیل عیسیٰ خیل سے تعلق رکھتا ہوں جو کہ ایک بارانی علاقہ ہے اس دفعہ بجٹ میں اس علاقہ کو صحیح مراعات نہیں دی گئی ہیں جو کہ باقی بارانی علاقوں کو دی گئی ہیں۔ پوری تحصیل میں آب نوشی کا نظام برائے نام ہے اور وہ بھی تھوڑا بہت مارشل لاء گورنمنٹ نے کیا ہے۔ ۸۰ فیصد آبادی کو پینے کا پانی میسر نہیں ہے جس کی وجہ سے آدمی اور جانور ایک ہی جگہ سے پانی پیتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی وزیر اعلیٰ صاحب کو گزارش کی تھی کہ ایک کمیٹی بنائی جائے اور ہمارے حالات دیکھیں کہ ہم کیسے گزر اوقات کر رہے ہیں

ہمارا سب سے بڑا مسئلہ آب نوشی کا ہے جس پر فوری توجہ دی جائے۔ جہاں تک رورل ڈویلپمنٹ کے نئے پروگرام کا تعلق ہے میں نے دیکھا ہے کہ تحصیل عیسیٰ خیل کے لئے آب نوشی کی کوئی نئی سکیم نہیں بنائی گئی اور نہ ہی اس کے لئے کوئی رقم رکھی گئی ہے بلکہ جو سکیمیں منظور ہیں ان on going scheme کے متعلق بھی فنڈز پورے نہیں ملے بلکہ تھوڑے ملے ہیں۔ تو میں آپ سے یہ گذارش کروں گا کہ اس سلسلہ میں آپ مہربانی فرمائیں۔ کیونکہ یہ تحصیل بارانی ہے اور ان کے لئے اور کوئی ذریعہ نہیں۔ کم ازکم آب نوشی کا نظام تو صحیح ہونا چاہیئے۔ دوسرا آب پاشی کا مسئلہ ہے۔ اس تحصیل میں گورنمنٹ نے آب پاشی کے لئے کوئی کام نہیں کیا لوگوں نے اپنی مدد سے خود ٹیوب ویل لگائے اور بہت گہرائی میں ٹیوب ویل ہیں باقی نہری علاقہ میں دس بارس پاور کی موٹر لگتی ہے جبکہ تحصیل عیسیٰ خیل میں ہمارے ٹیوب ویل پر ساتھ اور ستر ہارس پاور کی موٹر ہے یہی وجہ ہے کہ جب ہم پانی لیتے ہیں تو ہمیں مہنگا پڑتا ہے اور ہماری زمینداروں کی حالت یہ ہے کہ دن بدن زمینیں بیچ کر بجلی کے بل دیتے ہیں۔ ۱۹۷۲ء کے بعد جب سے بجلی کے ریٹ واپڈا نے بہت زیادہ بڑھا دیئے ہیں اس وقت سے زمیندار کے لئے ٹیوب ویل چلانا ناممکن ہوگیا ہے۔ بارانی علاقہ کے زمیندار کو ٹیوب ویل لگانے پر subsidy ملنی چاہیئے اور گورنمنٹ کو ان کی امداد کرنی چاہیئے۔ کم ازکم وہ آدمی جو اتنا مہنگا ٹیوب ویل لگاتا ہے بجلی اس قدر مہنگی ہے کہ آٹھ نو دس ہزار روپے مہینہ بل آتا ہے حکومت کو اس کی کچھ مدد کرنی چاہیئے۔ اگر آپ چاہیں تو یہ بل میں آپ کو پیش کردوں گا۔ آپ خود ہی بتائیں۔ ان حالات میں ایک زمیندار کیسے زمین سیراب کرسکتا ہے۔ تو میں عرض کروں گا کہ گورنمنٹ اس پر خاص مہربانی کرے subsidy دے۔ یا پھر وہ ٹیوب ویل گورنمنٹ ہم سے لے لے اور ہم سے آبیانہ وصول کرے ہم اس کے لئے تیار ہیں یا گورنمنٹ خود ٹیوب ویل لگائے، حالانکہ زمین کے نیچے پانی میٹھا ہے کسی قسم کا کڑوا پانی وہاں نہیں ہے اور بارانی علاقہ ہونے کے باوجود پلین ایریا ہے کوئی پہاڑی علاقہ نہیں ہے جس کو ہموار کرنے

میں دقت ہوگی۔ برائے مہربانی گورنمنٹ اپنے ٹیوب ویل لگائے اور آبپاشی کے لئے پانی مہیا کرے۔

نمبر ۳۔ چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات کو بھی ہم نے عرض کیا تھا اور پہلے بھی کئی دفعہ ہم نے یہ عرض کی کہ لفٹ ایریگیشن سنبل وال سکیم شروع کی جائے۔ اس سکیم کو پہلے پہلے ایک زمیندار چلاتا تھا لیکن ۱۹۴۸ء میں اس کے فوت ہونے کے بعد وہ سکیم ختم ہوگئی۔ اور اس کے بعد گورنمنٹ کو ہم بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک لفٹ اریگیشن سکیم سنبل وال کے مقام پر بنائی جائے جو کہ تقریباً آدھی تحصیل کو سیراب کر سکتی ہے۔

اس کے علاوہ جناب والا دریائے کرم سے عیسیٰ خیل کے مقام کس عمر خاں پر لوگ اپنی مدد آپ کے تحت پانی نکالتے ہیں اور اپنی زمینوں کو تھوڑا بہت سیراب کرتے ہیں جو کہ ان کے بس کا کام نہیں ہے اور گورنمنٹ نے آج تک کس عمر خاں کے لوگوں کی کوئی امداد نہیں کی۔ اگر اس پر حکومت تھوڑی بہت توجہ دے تو وہ زیادہ سے زیادہ رقبہ سیراب ہو سکتا ہے اور بے حد سستا پانی میسر آسکتا ہے۔ اب بارانی ایریا کے لئے حکومت نے محکمہ آباد بنایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ کروڑوں روپے وہ خرچ کر رہے ہیں ان کا یہ خیال ہے کہ ڈیم بنے۔ مجھے بتا دیں کہ کبھی کوئی ڈیم بارانی علاقہ میں کامیاب ہوا ہے؟ یہ کروڑوں روپے کا ضیاع ہے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ بارانی ایریا کے زمینداروں کو یہ رقم (subsidies) کے طور پر دی جائے یا پھر وہاں پر ٹیوب ویل لگائے جائیں جتنا پیسہ محکمہ آباد نے ڈیم کے لئے منظور کیا ہے بہتر ہے کہ اس سے ٹیوب ویل لگائے جائیں۔ جو کہ کارآمد ہیں یا پھر یہ رقم زمینداروں کو subsidies کے طور پر دی جائے۔ یا پھر کارآمد سکیمیں بنائیں جیسے دریائے کرم ہے اس پر وہ رقم خرچ کریں تاکہ زیادہ سے علاقہ ترقی کر سکے۔

دوسرا جناب والا میں سکول کے بارے میں عرض کروں کہ اس بجٹ میں تحصیل عیسیٰ خیل کے لئے جہاں تک میری نظر گئی ہے کوئی نئی سکیم نہیں رکھی گئی اور پرانی حالت یہ ہے کہ کئی سکول ایک یا دو جن کے متعلق میں ذاتی طور پر جانتا ہوں ان کو ہائی سکول کا درجہ دیا گیا اور وہاں آج تک نویں یا دسویں جماعت کی کلاس نہیں لگیں۔ کیونکہ وہاں پر کوئی ماسٹر یا ہیڈ ماسٹر متعین نہیں ہوا۔ لہٰذا دو سال سے

سکول منظور ہے لیکن وہاں تعلیم آٹھویں تک ہے۔ سلطان خیل کے علاقہ کا میں ذکر کر رہا ہوں جو بہت بڑی آبادی ہے۔ میں جب الیکشن کے دور میں مختلف حلقوں میں گیا تو ایک یونین کونسل کے سکول کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ ۱۹۴۴ء میں وہ پرائمری سکول تھا اور اب بھی وہ پرائمری سکول ہے۔ تو اس بات سے ہماری تحصیل کی جو تعلیم کی حالت ہے اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم اس سے بدتر پوزیشن اور کوئی نہیں ہوسکتی جیسا کہ اس بجٹ میں یہ بتایا گیا کہ ہر ڈویژن میں ایک ماڈل سکول کھولیں گے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھی بات ہے اور خدا کرے کہ اس پر عمل درآمد بھی ہو اور وہاں پر ایسے انتظام ہوں کہ بہتر سے بہتر استاد جائیں۔ اور اگر ہمیں اچھے سکول مل جائیں تو اس سے بڑی بات کوئی نہیں۔ تعلیم کے متعلق میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ تحصیل عیسیٰ خیل اور ڈیرہ غازی خان جیسے پسماندہ علاقوں کے لئے سیٹیں کوٹہ اسی بنیاد پر مختص کیا جائے جیسا کہ فرنٹیئر اور بلوچستان میں قبائلی اور پسماندہ علاقہ کے لئے سیٹیں مقرر ہیں تاکہ کم ازکم ہمارے ایک یا دو بچے ہر سال کسی اچھی یونیورسٹی میں داخل ہوسکیں۔ چونکہ ہمارا بچہ لاہور کے بچوں کے مقابلہ میں مقابلہ کا امتحان نہیں دے سکتا۔ اس لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ کہیں آگے نکل سکے تحصیل عیسیٰ خیل کے متعلق محترمہ زکیہ شاہنواز نے بھی بہت کچھ کہا میں ان کا بہت شکرگزار ہوں کہ انہوں نے میری امداد فرمائی۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ تعلیم کے معاملے میں پوری تحصیل عیسیٰ خیل میں بچوں کے لئے کوئی انٹرمیڈیٹ کالج نہیں ہے۔ ہماری تحصیل میں اتفاق سے کالج بھی تحصیل کے آخر میں ہے اور وہ بھی انٹرمیڈیٹ ہے۔ ہر بچے کو تقریباً تیس اور چالیس میل کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سنٹرل علاقہ قمر کستائی ہے لہٰذا وہاں پر ڈگری کالج ہونا چاہئیے اور کالا باغ اور عیسیٰ خیل جو پندرہ پندرہ میل پر واقع ہیں۔ وہاں پر بچیوں کے انٹرمیڈیٹ کالج ہوں تاکہ کم ازکم ہر بچے کو تعلیم میسر آسکے۔ پندرہ بیس میل کے فاصلے پر بچوں کو کالج میسر آجائے گا چونکہ پہلا کالج ایک سائیڈ پر ہے اور جو بچے کالا باغ کے ہیں انہیں چالیس میل کا سفر پڑتا ہے، اس لئے بہتر ہے کہ کالج کسی مرکزی علاقہ میں ہو۔ اسی طرح بچیوں کے لئے ایک کالج بھی مرکزی علاقہ میں واقع ہونا چاہئیے تاکہ بچیوں کو تعلیم میسر آسکے۔ پوری

تحصیل میں بچیوں کے لئے کوئی انٹرمیڈیٹ کالج نہیں ہے اب آپ اندازہ لگائیں کہ وہ تعلیم میں کیسے آگے جائیں گی۔

اس کے بعد جناب والا بجلی کا مسئلہ ہے دیہاتوں کے لئے بجلی کا آپ اندازہ لگائیں کہ واپڈا نے ایک دیہات کو بجلی دی۔ اس کے ساتھ ایک ایک فرلانگ پر پانچ' چھ - دس' دس گھر ہیں لیکن ان کو بجلی نہیں دی گئی - ایک گاؤں کے جو ملحقہ موضعے ہیں ان کو مکمل طور پر بجلی دی جائے کیونکہ اگر ایک گھر میں بجلی ہے اور دوسرے گھر میں بجلی نہیں ہے تو اس سے بہتر یہ ہے کہ بجائے نئے دیہات میں بجلی دینے کے جن کو دی ہوئی ہے ان کے ساتھ ساتھ جو ملحقہ آبادیاں ہیں ان کو مکمل کریں۔ تاکہ ایک کو دیکھ کر دوسرا نہ پریشان نہ ہو۔ دو دو تین تین سال سے ایک گاؤں کو بجلی دی گئی ہے بلکہ اس کے ساتھ جو ملحقہ آبادی ہے ان کو بجلی نہیں ملی۔ اس سے ایک نئی مصیبت کھڑی ہو گئی ہے جیسے میں نے پہلے بھی ٹیوب ویل کے لئے عرض کیا۔ خاص طور پر بارانی ایریا میں جہاں ہم لوگوں نے ٹیوب ویل لگائے واپڈا کے جتنے چارجز ہیں فکسڈ چارجز بھی ہم سے لیتے ہیں اس کے علاوہ ایندھن چارج لیتے ہیں جبکہ لوڈ شیڈنگ زیادہ سے زیادہ دیہات میں ہوتی ہے۔ ان تمام تکالیف کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم کوئی پوچھتے ہیں تو پنجاب گورنمنٹ سے جواب ملتا ہے کہ سنٹر میں بات کریں۔ میں کہتا ہوں کہ جب سارے محکمے پنجاب میں ہیں تو جو پنجاب کو بجلی کی ضرورت ہے واپڈا میں اس کا علیحدہ انتظام پنجاب کے ماتحت ہونا چاہیئے تاکہ ان سے پوچھا جائے یہ تو کوئی جواب ہی نہیں ہے کہ ہم اگر کوئی بات کسی افسر سے پوچھیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم بے بس ہیں کیونکہ واپڈا سنٹر کے ماتحت ہے اس سلسلہ میں پنجاب گورنمنٹ کو سوچنا چاہیئے پنجاب میں جو فیکٹریاں ہیں ان کو بجلی مہیا کرنا واپڈا کے ذمہ ہے اس حد تک پنجاب والے کم از کم ان سے پوچھ سکیں۔ جب ہم پوچھ ہی نہیں سکتے تو ہماری کوئی شنوائی ہی نہیں ہوگی۔

دوسرا معاملہ صحت کا ہے ہمارے جتنے بھی تحصیل علی خیل میں ہسپتال ہیں مثلاً علی خیل ہے کالا باغ ہے' کمر مشانی ہے یہاں بہت اچھی بلڈنگ بنی ہوئی ہے۔ لیکن اس کا کوئی مقصد ہی نہیں

ہے۔ کسی کو کچھ فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس میں ایکسرے پلانٹ تک نہیں لگایا گیا جو ہسپتال میں موجود ہیں کم از کم ان کو سامان سے مکمل کیا جائے۔ تاکہ جو بیس میل پر تیس میل پر ہسپتال ہیں ان سے علاج کی سہولت میسر آسکے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو ہسپتال بنے ہیں ان کی حالت بہتر کی جائے۔ بجائے اس کے کہ مزید نئے بنیں۔ جو بنا دیئے گئے ہیں کم از کم ان کے حالات ایسے ہوں کہ وہاں دوائی مل سکے۔ اب وہاں دیہات کا جو حکیم ہے وہ لکھ پتی بن گیا ہے اور جو گورنمنٹ کے ہسپتال ہیں وہ ویران پڑے ہیں۔ حالانکہ جہاں ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہے وہاں کوئی مریض نہیں جاتا۔ مگر جو حکمت کرنے والے ہیں وہ لکھ پتی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کوئی انتظام نہیں ہے۔ اور نہ وہ لوگ دلچسپی لیتے ہیں کیونکہ وہ گورنمنٹ کے ہسپتال ہیں۔

تیسرے نمبر میں رابطہ سڑکوں کے معاملہ میں عرض کروں گا۔ اس نئے بجٹ میں ہماری کے لئے کوئی کوئی رابطہ سڑک نہیں ہے حالانکہ اس سلسلہ میں ہمیں تسلی دی گئی تھی۔ ریفرنڈم کے دوران پریذیڈنٹ صاحب میانوالی گئے تھے تو انہوں نے خود وعدہ فرمایا تھا کہ کالا باغ شکر درہ روڈ کو پکا کیا جائے گا یہ سڑک سال ۱۹۶۱ء سے یہ سڑک بنی ہوئی ہے اور ہر سال یہ وعدہ ہوتا ہے کہ اس کو پکا کریں گے گورنر صاحب نے پریذیڈنٹ صاحب نے اپنے عوام کے سامنے وعدہ فرمایا کہ یہ سڑک ضرور پکی کی جائے گی۔ لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ لہٰذا میں عرض کروں گا کہ جو عوام سے ہم نے کئے ہیں ان کو پورا کرنا تو بعد کی بات ہے مگر جو وعدے خود گورنمنٹ نے کئے ہیں وہ تو کم از کم پورے ہوں۔

چوتھا ہمارا امن و امان کا مسئلہ ہے۔ ہماری تحصیل اتفاق سے صوبہ سرحد کے ساتھ ہے۔ اس میں ضلع بنوں ضلع ڈی آئی خان اور کوہاٹ تینوں لگتے ہیں۔ افغان مہاجرین تحصیل عیسیٰ خیل میں لاکھ ڈیڑھ لاکھ کی تعداد میں آباد ہو گئے ہیں جو کہ ہمارے لئے امن و امان کا مسئلہ بنا ہوا ہے مہربانی کر کے وہاں کے ہر شریف آدمی کو ۱۲ بور بندوق کے لائسنس کی اجازت دی جائے تاکہ وہ اپنی حفاظت کر سکے۔ جیسے ۱۹۴۷ء سے پہلے ہمارے بزرگوں کو انگریزوں کے وقت اجازت ملی تھی کہ تھانے میں ۱۲ بور بندوق کا آپ نمبر درج کرا کے اپنی تحصیل میں اسے استعمال کر سکتے ہیں جا سکتے ہیں۔ ہمارے لئے وہاں امن و امان کا مسئلہ اٹھا ہوا ہے۔ ہمارے اوپر خاص مہربانی کی جائے اور کم از کم ۱۲ بور بندوق کے

لئے ہمیں اجازت ہو کہ ہم تھل نے میں درج کرائیں یا پھر تحصیل عیسیٰ خیل کے لئے لائسنس کا کوٹہ دیا جائے۔ جس سے ہمارا یہ مسئلہ حل ہو۔ مہربانی۔

جناب سپیکر: چوہدری نذیر احمد صاحب، نہیں ہیں؟ سردار حسن اختر صاحب۔

سردار حسن اختر: جناب سپیکر! اس سلسلے میں بجٹ کے متعلق کچھ عرض کروں پانی کا مسئلہ جو آج کل ہاؤس میں زیر بحث ہے۔ اس سلسلے میں میرے کافی فاضل دوستوں نے اظہار خیال کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کا وفاقی حکومت میں جو حصہ ہے اگر پنجاب پورا پانی لے تو کل کو ان لوگوں کو جو ہمارے چھوٹے بھائی ہیں جب دست سوال پنجاب کی طرف اٹھانا پڑے گا تو ان کو احساس ہوگا کہ وہ ہمارے ساتھ کیا زیادتی کر رہے ہیں۔ جناب والا موجودہ بجٹ کے سلسلہ میں جو ترجیحات ہیں ان میں سرفہرست تعلیم ہے جب بھی بجٹ آیا جب پلاننگ ہوئی تعلیم کو اولیت اور ترجیح دی گئی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ صرف مفروضے کے طور پر ایسا کیا گیا مگر عملی طور پر تعلیم کے لئے کچھ نہیں ہو سکا۔ میں آپ دیکھ لیجئے کہ تعلیم پر صرف ڈیڑھ Pakistan Economic Survey صفحہ لکھا گیا ہے اور اس پر اعداد و شمار بالکل نہیں ہیں جہاں تک تعلیم کی حالت کا تعلق ہے یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ۴۷ کے بعد اس کا Ratio بڑھا ہے اور ۲۶ فیصد ہوا۔ سری لنکا ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ اگر فی کس آمدنی کا ان سے مقابلہ کیا جائے تو سری لنکا میں ۲۷۰ ڈالر اور پاکستان میں ۳۰۰ ڈالر بنتی ہے مگر تعلیم کے لحاظ سے وہاں پر ۹۰ فیصد تعلیم ہے۔ لیکن کتنے شرم کی بات ہے کہ پاکستان میں صرف ۲۶ فیصد تعلیم ہے یہاں یہ بھی عرض کروں کہ یہ ۲۶ فیصد جو ہم گنتے ہیں یہ پرائمری تعلیم کے متعلق ہے مڈل یا میٹرک کا Ratio ۱۰ فیصد سے بھی کم ہے۔ محکمہ تعلیم کی اپنے سکولوں سے بے خبری کی یہ حالت ہے کہ کئی جگہ پر بلڈنگ موجود ہیں لیکن جب ان سے کہا جائے کہ جناب عملہ بھیج دیں تو کہتے ہیں کہ وہ سکول ہمارے ریکارڈ میں ہی نہیں ہے۔ اس سے زیادہ چشم پوشی کیا ہوگی کہ بلڈنگ حکومت کے خزانے سے بنی ہوئی ہے لیکن ریکارڈ میں نہیں ہے کئی جگہ پر گرانٹس دی ہوئی

ہیں۔ انفارمیشن چلی گئی مگر جب دو تین سال گذر سے تو پتہ ہی نہیں چلا کہ گرانٹس کہاں گئیں۔
صرف یہ معلوم ہوا کہ یہاں سے چلی گئی ہے مگر وہاں رجسٹر پر اس کا کوئی اندراج نہیں ہے۔ جناب والا
جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں اس بارہ میں نشاندہی کر دیتا ہوں کہ تھانہ کنگن پور ڈسٹرکٹ قصور میں ایک
گاؤں منسے والا ہے۔ پندرہ سال سے وہاں پرائمری سکول کی پکی بلڈنگ موجود ہے جو محکمہ
تعلیم نے بنوائی مگر ان کے ریکارڈ میں نہیں ہے اور وہ سکول نہیں چل رہا۔ جو میں نے گرانٹ
کی بات کی ہے چار پانچ سال پہلے موضع داؤ کی تھانہ کنگن پور ضلع قصور میں وہ سکول اپ گریڈ
ہوا تھا مگر اب تک پرائمری بلڈنگ میں چل رہا ہے، گرانٹ کا پتہ نہیں کہاں گئی۔

جناب والا! پرائمری سکول اب بھی جیسے وزیر خزانہ نے فرمایا، بہت سے نئے کھولے
جا رہے ہیں لیکن میں یہ عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ پرائمری تعلیم کافی نہیں ہے۔ پرائمری کے
بعد مڈل سکول کی ratio کیا ہے۔ یہ بھی دیکھنا چاہئیے۔ مجھے افسوس ہے کہ پنجاب کا
میرے پاس data نہیں ہے۔ لیکن پاکستان اکنامک ریویو کے مطابق پاکستان میں ۷۲ ہزار کے قریب

سکول ہیں۔ جبکہ مڈل یا میٹرک کی تعداد ۱۴ ہزار ہے۔ اس فرق کی وجہ سے پرائمری کے بعد ہم
وہ مقاصد حاصل نہیں کر سکتے۔ جو تعلیمی قابلیت یا تعلیم حاصل کرنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں
جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ میں جو سکیمیں بنتی ہیں ان کے فنڈز کی جو Utilization
ہوتی ہے وہ سب سے اہم ہوتی ہے۔ ان فنڈز کی اگر Utilization صحیح نہ ہو تو پھر اس کا فائدہ
کوئی نہیں ہے۔ اس پر کوئی چیک ہونا چاہئیے تاکہ پتہ چلے کہ Utilization صحیح ہوئی ہے
یا نہیں۔ حال یہ ہے کہ تعلیمی عملہ کے اہل کار سکولوں میں جا کر چیک نہیں کرتے کہ اساتذہ حاضر
ہیں یا نہیں۔ میرے علاقے میں ایسے سکول موجود ہیں جب بھی کوئی شخصیت ان کا معائنہ کرنا چاہے
کر سکتی ہے اور ہماری ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن جانتی ہے کہ وہ سکول پچھلے پندرہ سال سے بلڈنگ
سٹور اور بھینسوں کے اصطبل کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ لیکن وہاں تنخواہیں جا رہی ہیں جبکہ وہاں پر

کوئی طالب علم نہیں ہے۔ میرے علاقے میں ایسے سکول موجود ہیں جن کے بارہ میں ایک بار ڈسٹرکٹ کونسل میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر صاحب سے سوال کیا گیا کہ فلاں سکول میں طلبار کی تعداد بتائیں اور وہاں پہ اساتذہ کی تعداد بتائیں تو انہوں نے بتایا کہ ایک طالبہ اور تین استانیاں ہیں۔ اس کے مقابلے میں جب دوسرے سکول کے متعلق پوچھا گیا تو پتہ چلا کہ وہ ساڑھے تین سو طلبہ ہیں اور وہاں پہ پانچ ٹیچر ہیں۔ جناب والا! یہ انتظامی چیز ہے Implementation سب سے اہم ہوتی ہے۔ میں اس پر زور دوں گا۔ implementation صحیح طریقے سے ہونی چاہیئے۔ جہاں تک تعلق ہے شہروں کے اور دیہات کے سکولوں کا سٹینڈرڈ۔ تو اس میں بے تحاشا فرق ہے۔ وہاں پہ جو سکول ہیں دیہاتوں میں ملتے ہیں وہاں پہ آسمان کے تلے، درختوں کی چھاؤں میں بلیز ٹاٹوں کے اور اساتذہ کی بہت زیادہ غیر حاضری کی بنیاد پہ بچے اپنی ذاتی قابلیت کی جب پڑھ کے آتے ہیں تو یہاں پہ آکے جب میرٹ لسٹ بنتی ہے وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ میری یہ گذارش ہے کہ وہ موجودہ حالات اور اس کا فرق کو مدنظر رکھتے ہوئے دیہاتی طلبا کو ۲۰٪ زائد نمبر میرٹ لسٹ بناتے ہوئے دینے چاہئیں۔ جناب والا ایک چیز اور بہت افسوس ناک ہے کہ ایک بار حکومت نے یہ اعلان کیا تھا کہ میٹرک تک تعلیم مفت دی جائے گی لیکن پنجاب کا اس میں کیا گناہ ہے جبکہ دوسرے صوبہ جات میں نہیں ہے پنجاب کا اس میں کیا گناہ ہے یہ ذرا میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کیوں ہے۔ جناب

جناب والا! اس کے بعد زراعت آتی ہے۔ زراعت کا جو عالم ہے اس کو سب سے زیادہ تباہ کرنے کا کردار محکمہ واپڈا کا ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے کہ ڈاکٹر محبوب الحق صاحب نے جب کچھ عرصہ پہلے تقریر کی تھی تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم قریہ قریہ نگر نگر

گاؤں گاؤں روشن کر دینگے ۔ مگر اس کے بعد ہمیں تو ابھی تک لوڈ شیڈنگ کا اندھیرا ہی اندھیرا ملا ہے ۔ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے ۔ محکمہ بجلی کا یہ عالم ہے ۔ ۷۰٪ میٹر نہیں ہیں تار اتار لیئے گئے اور جب ان سے ڈیمانڈ کی جاتی ہے تو کہتے ہیں ہمارے پاس ملک میں ہی نہیں ہے ۔ جناب والا ! اس ناکردہ گناہ کی سزا زمیندار یا کاشتکار کو کیوں ! اگر میٹر وہ خود نہیں منگواتے ، میٹر مہیا نہیں کر سکتے تو اس کی سزا کاشتکار کو کس بنیاد پر دی جاتی ہے ۔ میری یہ گذارش ہے کہ اگر ایوریج سسٹم بھی انہوں نے کرنا ہے ، فلیٹ ریٹ کرنا ہے تو وہاں پہ بھی مسئلہ آجاتا ہے ایک فاضل رکن نے یہاں فرمایا تھا انڈسٹریز کے سلسلہ ۔ یہاں یہ عرض کروں گا کہ وزیراعظم صاحب نے یہ فیصلہ میں یہ فرمادیا تھا کہ لوڈ شیڈنگ میں انڈسٹریز سے زائد چارجز نہیں لیئے جائیں گے لیکن بات وہیں پہ آجاتی ہے کہ جہاں ۷۰٪ آبادی دیہاتوں میں کاشتکاروں کی ہے ان کو یہ چھوٹ کیوں نہیں دی گئی آٹھ آٹھ دس دس بارہ بارہ گھنٹے لوگ لوڈشیڈنگ کے بعد ہم سے ایوریج ۲۴ گھنٹے کی چارج کی جاتی ہے جب ان سے جاکر یہ شکایت کی جاتی ہے تو کنکشن کاٹ دیئے جاتے ہیں اور اس کے بعد ہم وہاں بیٹھے رہتے ہیں ۔ شنوائی کوئی نہیں ۔ بات وہیں پہ آجاتی ہے کہ یہ مرکزی محکمہ ہے ۔ اس پہ صوبائی چیک ہو تاکہ کاشتکار کو اس سے بچایا جا سکے ۔

جناب والا جہاں تک کاشتکاری کی موجودہ خود کفالت یا اس کی ترقی کا تعلق ہے تو میں یہ دعوی سے کروں گا کہ اگر data collect کیا جائے تو آپ اندازہ لگائیں کہ گندم کی Cost of Production ۸۰ روپیہ per maund آتی ہے جبکہ مارکیٹ میں آج کل ۷۰ روپیہ اس کی قیمت خرید ہے ۔ اس طرح ۱۰ روپے ہمیں جیب سے دینے پڑتے ہیں لیکن اگر اس پہ بھی اگر مزید تجزیہ کیا جائے تو اگر یہ مان

لیا جائے کہ established - زمیندار ۴۰ من فی ایکڑ پیدا وار لے رہے ہیں تو اس طرح تجزیہ یہ نکلتا ہے کہ ۴۰ میں سے ۲۰ سیدھا بجلی اور ٹریکٹر اور کھاد وغیرہ پر خرچ ہوتا ہے جو ۲۰ من باقی بچتے ہیں اس میں سے ۱۰ من حصول انصاف کے لے چلے جاتے ہیں۔ اور بعد میں جو دس من باقی بچتے ہیں اس میں سے ۵ من بچوں کی ضروریات اور ضروریات زندگی اور روزمرہ کی ضرورتوں کے لیے چلے جاتے ہیں تین من اس طرح کہ آج کل جو پالیسی جا رہی ہے کہ اگر تھوڑی سی ایک من کی بچت ہو بھی جاتی ہے تو کل اگر کوئی بیمار پڑ جائے تو ہسپتالوں میں جو بستر کیلئے ۱۰ روپے فیس رکھی گئی ہے اور پرچی فیس ۵ روپے لکھ دی گئی ہے آپریشن فیس ڈبل کر دی گئی ہے وہ اس کی نظر ہو جاتا ہے۔ کاشتکار کچھ نہیں بچتا۔

جناب والا! یہاں پہ بات ہوئی تھی۔ میری ایک بزرگ محترمہ فرحت صاحبہ نے یہ فرمایا تھا کہ لاہور کی بات ہوتی ہے کہ فواروں کا شہر ہے یہ باغات کا شہر ہے جناب والا! یہ بالکل صحیح ہے دو دو لاکھ تین تین لاکھ چار چار لاکھ روپیہ ایک فوارہ لگانے پہ خرچ آتا ہے۔ میں یہاں پہ عرض کروں گا کہ، میری یہ گذارش ہے۔

محفلیں چاند ستاروں کی جمانے والو
کرہ ارض پہ بجھتے جاتے ہیں چراغ

ذرا یہ پچھلے دیہات میں جا کر دیکھیئے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے یہاں فوارے لگائے جا رہے ٹھیک ہے شہروں کو خوبصورت بنایئں مگر ہمارے وہاں کے لوگوں کی معیشت اور تعلیم کی سودے بازی بہ نہیں۔ جناب والا! میں عرض کرتا ہوں ایڈمنسٹریشن کے سلسلے میں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ لاعلاج ہے اس کے سلسلے میں ہم کیا کہیں میں صرف ایک عرض کرونگا۔

ہر راہ تیری جا سے مل جاتی ہے جا کر
پہلو کوئی بچ نکلنے کا نکلتا ہی نہیں

ساتھ میں یہ عرض کرونگا۔

دیوتا بننے کی خواہش میں معلق ہو گئے
حضرت نیچے آ جایئے انسان بن جایئے

جناب والا! جہاں تک سڑکوں کا تعلق ہے یہاں اپنے علاقے کے سلسلے میں بات کروں گا۔ کہ میرے پورے حلقے سوائے ایک سڑک دس میل کوئی اور سڑک نہیں ہے ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ بارڈر پر کوئی سڑک نہیں دی جائے گی۔ جناب والا! کیا یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم بارڈر پہ settle ہیں اس میں ہمارا گناہ کیا ہے کہ جنگ بھی ہو تو پہلے ہم زد میں آئیں۔ قربانیاں سب سے زیادہ ہم دیں۔ جو بارڈر پہ بیٹھے ہیں امن بھی ہو تو سب سے زیادہ استحصال ہمارا کیا جائے میرے اور دوست بھی یہاں بیٹھے ہوں گے جو بارڈر ایریا سے تعلق رکھتے ہیں۔ ٹیکس اتنے ہی دیتے ہیں جتنے کوئی شہری دیتا ہے لیکن ہماری زندگی قابل رحم ہے سڑک ہمیں نہیں دی جاتی ہمیں اپنی زمینوں اور اپنے گھروں میں لگائے ہوئے درختوں کی شاخ تراشی تک نہیں کرنے دی جاتی یہ تو بہت دور کا مسئلہ ہے کہ ہم ایندھن کہاں سے لائیں۔ یہ گھر اگر گر جائے تو اس کا سامان کہاں سے لیں یا وہاں پر ہمیں کوئی چارپائی بنانے کی ضرورت ہے تو لکڑی کہاں سے لیں ہم اپنے ہی لگائے ہوئے درختوں سے ایک شاخ نہیں کاٹ سکتے۔ جناب والا! جب بھی بات ہوئی تو کہنے لگے کہ یہ محکمہ دفاع کا مسئلہ ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دفاع سب سے زیادہ عزیز ہے۔

پیہ اور نہ گھریلو استعمال کیلئے آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے اس بیلٹ میں حالت کیا ہے جب لائن پہ ہم کھڑے ہوتے ہیں اور رخ اس طرف کریں۔ تو وہاں لہلہاتی کھیتیاں نظر آتی ہیں لیکن جب اپنے ملک کی طرف اپنی عرض پاکستان کی طرف منہ کرتے ہیں تو جنگل اور جھاڑیوں کے سوا ہمیں کچھ نظر نہیں آتا میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ وہاں سہولتیں فراہم کی جائیں اور جو بنجر آباد زمین ہے اور ہماری روزمرہ کی ضروریات ہیں ہم ان کو پورا کر سکیں۔ جناب والا میں اجازت چاہتا ہوں مہربانی۔

جناب سپیکر حاجی غلام صابر انصاری صاحب

حاجی غلام صابر انصاری (قصور) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ جناب والا جیسے کہ پانی کا مسئلہ ہے صوبہ پنجاب میں پانی اور بجلی کی قلت کی وجہ سے کپاس اور چاول کی فصل متاثر ہو رہی ہے جیسا کہ آپ سب لوگوں کو پتہ ہے کہ ہمارا ملک چاول اور کپاس میں سب سے زیادہ زرمبادلہ کماتا ہے۔ اب اس نقصان سے بچنے کے لئے ہماری حکومت نے کیا کیا ہے۔ ابھی تک کچھ نہیں کیا اس کا جلد از جلد سدباب کیا جائے اور دوسرا میں ابھی تک اپنے علاقے کے مسائل کی طرف آتا ہوں آج سے ایک ماہ پہلے ہمیں پی اینڈ ڈی کے چیئرمین نے بلایا اور ہمارے مسائل کے متعلق ہم سے پوچھا ہم نے وہاں ان کو مسائل لکھوائے قسمت ہماری کہ انہوں نے ہمارے علاقے کے کوئی مسائل بھی انہوں نے نہیں رکھے۔ اور ابھی ہمارے بجٹ میں تعلیم کو سب سے زیادہ ترجیح دی گئی ہے جو کہ میں چاہتا ہوں کہ بالکل ٹھیک ہے مگر میرا واسطہ شہر قصور سے ہے ادھر تو انہوں نے تعلیم پر روپیہ زیادہ خرچ کرنے کا وعدہ کیا ادھر کھیتی کو انہوں نے بولا تم جو چاہو کر سکتے ہو وہاں پرائمری سکول کھلی چلاتی

ہم اپنے ہی لگائے ہوئے درختوں سے ایک شاخ نہیں کاٹ سکتے۔ جناب والا جب بھی بات چلی کہ یہ محکمہ مرکز میں دفاع کا مسئلہ ہے میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دفاع سب سے زیادہ عزیز ہے اور جیسا کہ میں نے یہ عرض کیا ہے جنگ کے دنوں میں بھی جناب والا میری گذارش تھوڑی سی ہے کہ جب آپ نے پہلے فرمایا تھا کہ گھڑی آپ کے سامنے ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ گھڑی اس وقت آپکے سامنے نہیں ہوتی جب گھڑی اور آپ کے درمیان کوئی منسٹر ہو۔ میری تھوڑی سی عرض سن لیجئے میں بیٹھ جاؤں گا۔ جناب والا میری یہ گذارش ہے کہ وہاں پہ ہماری زندگی، آپ بلکہ بہتر جانتے ہیں جناب آپ اس درد کو بہتر جانتے ہیں کہ ہم وہاں کیسی زندگی گزار رہے ہیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ شاید آپ کو سپیکر ہونے کے ناطے کچھ مراعات زیادہ ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے یہ تین چار مرتبہ میرے علاقے میں جا چکے ہیں اور تین چار مرتبہ ان سے گذارش کی گئی تھی اور انہوں نے دیکھا تھا کہ وہاں پر ایک سڑک دس میل لمبی جو مرکز کو تھانے کو تحصیل سے ملاتی ہے اس کے علاوہ پورے حلقے میں کوئی پکی سڑک نہیں ہے۔ میری یہ گزارش ہے۔ جیسا کہ بار بار میرے دوستوں نے یہاں فرمایا ہے کہ آئندہ اے ڈی پی اپنے منصوبوں پر عمل کرتے ہوئے ہمارے علاقوں کو نظر انداز نہ کرے۔ جہاں تک مسئلہ میں درختوں کا اور سڑکوں کا عرض کر رہا تھا آپ کی وساطت سے یہ وہاں پہنچا دیں کہ ہم ان کی ہر وہ شرط ماننے کیلئے تیار رہیں ہمارا دفاع کمزور نہیں ہم سے وہ کہیں کہ ہم پانچ درخت لگا کے ایک درخت کاٹنے کی اجازت دی جائے وہاں پہ آج کل ایک طرف تو یہ ہے کہ پوسٹر لگتے ہیں یہ مشتہر کیا جاتا ہے کہ درخت لگایئے ملکی دولت میں اضافہ کیجئے جناب والا ہم تو جو درخت لگاتے ہیں وہ کاٹ ہی نہیں سکتے نہ کمرشل بنیاد

ہے کمیٹی نے بچوں کی فیس چار سے پانچ روپے کردی ہے۔ جو ہمارے غریب عوام کیلئے بہت مشکل ہو گیا ہے بچوں کو پڑھانا۔ جناب والا آپ کمیٹی والوں کو بول دیں کہ جیسے یہاں ملکیت میں سکول ہیں جو فیس یہ لیتے ہیں اس سے زیادہ کمیٹی والے سکول فیس نہ لیں۔ اور اس کے بعد ہمارے شہر میں چار سکول ہیں جو کہ آج سے دس بارہ سال پہلے کے ہیں اور بچوں کی تعداد چار پانچ گناہ ہو گئی ہے اور وہاں پہ آج تک ایک کمرہ بھی نہیں بن سکا۔ برائے مہربانی وہاں کمرے بنائے جائیں۔ اور دوسرا ہمارے ہاں محکمہ نے ایک اچھا ہسپتال تو بنا دیا مگر اچھے ڈاکٹر بھیجنا بھول گئے اور جب بھی کوئی غریب آدمی جاتا ہے تو اس کو وہاں سے دوائی بھی نہیں ملتی اور چیٹ دے دی جاتی ہے کہ آپ دوائی باہر سے لے لیں آپ اس محکمے کا دوائیوں کا سدباب کرنا چاہیئے کہ یہ دوائیاں کہاں چلی جاتی ہیں اور دوسرا غریب عوام کیلئے دس روپے فی بیڈ لگا دیئے گئے ہیں اگر آپ یہ دس روپے فی بیڈ نہیں اٹھائیں گے تو غریب آدمی کہاں جائیگا۔ اور وہ سرکاری ہسپتال تو نہیں رہے گا وہ تو پرائیویٹ ہسپتال ہو جائے گا۔ اب اسکے بعد محکمہ صحت نے ہمارے علاقے میں سیوریج بچھایا ہے سیوریج بچھا کر ہمارے علاقے کو ہماری سڑکوں کو توڑ دیا ہے۔ اور نہ سیوریج چالو کیا ہے اور نہ سڑکیں بنائی ہیں برائے مہربانی یہ ہماری سڑکوں کا خیال کیا جائے۔ ہمارے علاقے میں ایک روہی نالہ بہتا ہے جس کیلئے ہمارے شہر والوں نے بارہا ل کر گورنر صاحب سے بات کی گورنر صاحب وعدہ کرتے رہے مگر ہمارا روہی نالہ آج تک پختہ نہیں کیا گیا اسکے بعد ہمارے شہر کا مسئلہ جو ہے وہ یہ ہے کہ وہاں ٹیزیاں ہیں اور ان ٹیزیوں کا پانی ہزاروں ایکڑ زمین کو برباد کر رکھا ہے ہم نے کئی دفعہ حکومت سے کہا کہ ان ٹیزیوں کے پانی کی نکاس کا بندوبست کیا جائے مگر آج تک کوئی بندوبست نہیں ہو سکا اگر اور دو

سال تک بندوبست نہ کیا گیا تو کافی زمینیں برباد ہو جائیں گی۔ اس کے بعد میں پینے کے پانی کی طرف آتا ہوں حکومت نے ہماری میونسپل کمیٹی کو ایڈ دی پانی کی ٹینکیاں بنانے کے لئے ٹینکیاں تو بن گئیں لیکن اب یہ ٹینکیاں پانی کے بغیر ہیں اور عوام پانی کی بوند کو ترس رہے ہیں کنکشن دیئے ہوئے ہیں۔ جب پانی نہ ملنے کی شکایت کی جاتی ہے تو جواب ملتا ہے کہ موٹر جل گئی ہے۔ ہمارے موٹر نہیں ہے خدا کے لئے یہ انتظام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لے کمیٹی سے تو یہ نظام اچھا چلے گا۔ ہمارا شہر ایک صنعتی شہر ہے وہاں سوتی کپڑا اور چمڑا بنتا ہے گورنمنٹ پاکستان اس سے اربوں روپیہ زرمبادلہ کماتی ہے مگر افسوس ہے جب انڈسٹری ایریا قائم کرنے کے لئے دوسرے شہروں کو ترجیح دی گئی ہمارے قصور کو بھول گئے اس میں ہمارا بھلا قصور کیا ہے۔ ہماری گذارش ہے کہ ہمارے شہر میں بھی ایک انڈسٹریٹ قائم کی جائے تاکہ ہمارے ہاں بے روزگاری ختم ہو جائے جو ہمارے مزدور ملازمت کے لئے لاہور روزانہ آتے ہیں۔ اگر وہاں پر انڈسٹری ہوگی تو یہ مزدور وہاں ہی کام کریں گے اور لاکھوں اربوں روپے کا زرمبادلہ بھی حکومت کو ملے گا۔ ہمارے قصور کو ایک ضلع تو بنا دیا مگر وہاں کوئی اسٹیڈیم نہیں بنایا گیا گزارش ہے کہ وہاں پر بھی ایک اسٹیڈیم بنایا جائے۔ دوسرے یہ کہ ہمارے شہر میں چار کچی آبادیاں ہیں جن کو مالکانہ حقوق دلانے کیلئے ہم نے کوششیں کیں، ریونیو بورڈ نے یہ اجازت بھی دے دی کہ مالکانہ حقوق دے دیئے مگر یہ ذمہ داری میونسپل کمیٹی کو سونپ دی گئی۔ جب یہ لوگ میونسپل کمیٹی کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے چار چار یا پانچ پانچ ہزار روپیہ فی مرلہ کے حساب سے وصول کریں گے۔ خدا کے لئے ان غریبوں سے وہی وصول کیا جائے تو ریونیو بورڈ نے کہا ہے کہ ۲۲ ہزار روپے ایکڑ کے حساب سے قیمت آپ ہمیں ادا کر دیں۔ اس کے بعد ہمارے بجلی کا نظام ایسا خراب ہو چکا ہے رشوت لینے والے کئی بہانوں سے آتے ہیں گھروں میں دیکھتے ہیں آپ کا میٹر سلو ہے تو اس پہ اتنا بل ڈال دیتے ہیں اب کل پرسوں کا واقعہ ہے کہ میرے علاقے میں بہات میں بجلی والے گئے انہوں نے بولا کہ یہ کچے مکانوں میں میٹر لگے ہوئے ہیں اور وہ کچے مکانوں والے

میٹر اتار کر لے گئے ہیں یہ پوچھتا ہوں ان سے جب انہوں نے لگائے تھے تو ان کو یہ یاد نہیں تھا کہ یہ میٹر ہم کچے مکانوں میں لگا رہے ہیں خدا کے لئے ان کو روکا جائے کہ وہ ہمارے زمینداروں کے میٹر نہ اتاریں کیونکہ ابھی فصل کی بوائی شروع ہے۔

جناب عالی ہمارے ہاں مزدور پیشہ بہت ہیں۔ وہاں سوشل سیکورٹی بہت وصول کی جاتی ہے۔ سوشل سیکورٹی والوں کے پاس لاکھوں کروڑوں روپیہ ہے مگر وہاں سوشل سیکورٹی والے کوئی کام نہیں کر رہے۔ کوئی مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لئے کام نہیں ہو رہا۔

جناب والا ہمارے قصور میں پروفیشنل ٹیکس لگا ہوا ہے۔ ایک آدمی اگر دس روپے انکم ٹیکس دیتا ہے تو اس سے سو روپیہ پروفیشنل ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ یہ پروفیشنل ٹیکس واپس لیا جائے۔

دوسرے ہمارے دیہاتوں کو شہر سے ملانے کے لئے کوئی سڑک نہیں رکھی گئی ہے۔ میرے علاقے میں یونین کونسل ہجرہ ہے وہاں بیس بائیس دیہات ہیں۔ وہ روہی نالے کے دوسری طرف ہیں مگر آج تک روہی نالے کے اوپر پل ہی نہیں بنایا گیا تاکہ وہ لوگ اپنی جنس وغیرہ شہر میں لے آئیں ان کو ہر جنس پر ۱۰ روپے فی من کم وصول ہوتا ہے۔ براہ مہربانی وہاں پل بنایا جائے اور سڑک بنائی جائے شکریہ۔

جناب سپیکر: چوہدری منظور احمد صاحب۔

چوہدری منظور احمد (فیصل آباد۔ ۱۲) جناب سپیکر مجھے آپ کے بجٹ پر کچھ اعتراض ہے بجٹ پر کم ہے بجٹ کی کتابوں پر زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: بجٹ پر اعتراض ہے یا وزیر خزانہ پر۔

چوہدری منظور احمد: انہوں نے تو بتایا ہی نہیں ہے ان پر کیسے اعتراض ہو سکتا ہے۔ ہر میرا فاضل دوست دیہاتی آبادی کو ۸۰ فیصد کہتا ہے اور صرف کاشتکاروں کا نام لیتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کاشتکار جو ہیں وہ صرف ۴۵ فیصد ہیں یا ۴۰ فیصد ہیں لیکن اس بجٹ میں کاشت کے

لئے ۸۰ فیصد کا حصہ رکھا ہوا ہے تو یہ غلط ہے۔ باقی آدمی غیر کاشتکار ہیں ان کا کوئی آدمی نام نہیں لیتا۔ نہ ان کے لئے کوئی چیز مانگتا ہے نہ یہ بجٹ والے دیتے ہیں نہ بجٹ میں ان کے لئے کچھ رکھا ہے۔ اگر رکھا ہے تو مجھے دکھا دیں۔

دوسرے مارشل لاء کے متعلق ہے۔ ہر آدمی کہتا ہے کہ مارشل لاء اٹھ جائے لیکن یہ کاشتکار غیر کاشتکاروں پر ہمیشہ مارشل لاء لگائے رکھتے ہیں۔ میں آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ یہ مارشل لاء پہلے ہٹائی جائے اس مارشل لاء سے۔

ادھر ایک میرے فاضل دوست نے کمی کا لفظ استعمال کیا تھا۔ آپ نے اس پر رائے دی تھی کہ کام کرنے والے کو کمی کہتے ہیں۔ آپ بھی کام کرتے ہیں پہلے آپ بتائیں کہ آپ کمی ہیں یا نہیں۔ ہاں جی۔

(قہقہہ)

اگر آپ جواب دیں تو میں آگے بات کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ میری رائے اس پر لینا کیوں پسند کرتے ہیں۔

چودھری منظور احمد: آپ نے اس پر رائے دی تھی کہ کمی کام کرنے والے کو کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے ان سے یہ دریافت کیا تھا کہ کمی سے مطلب آپ کا کیا ہے کہ کام کرنے والا تو انہوں نے جواب دیا "جی ہاں" میرا مطلب یہی ہے کام کرنے والا۔

چوہدری منظور احمد: پھر وہ ہمیں بتا دیں کہ وہ کمی ہیں۔ وہ اپنے آپ کو کمی کہلوانا پسند کریں گے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: سپیکر جو ہے یہ دیہاتی اور شہری کی بحث میں الجھ نہیں سکتا اس لئے میں اپنی طرف سے اپنے جو comments ہیں اس سلسلے میں میں وہ reserve رکھتا ہوں۔ آپ اس سلسلے میں ایوان کے کسی معزز رکن کی رائے لے سکتے ہیں۔

رائے جعفر خاں: کمی کا لفظ جو ہے یہ بہت دیر پہلے بدل چکا ہے۔ اب نہیں رکھا جائے

گا۔ فاضل ممبر جو ہیں اگر ان کو پسند ہو تو "معین" کہہ لیں۔ یا غیر زراعت پیشہ کہہ لیں۔ یہ بہت پیارا لفظ ہے

جناب سپیکر۔ لفظ ہے۔

رائے جعفر خان۔ ہم ان کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ قابل احترام بھائی سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب آپ اپنے دس منٹ اس تشریح میں گزارنا چاہتے ہیں۔

چودھری منظور احمد۔ جناب والا میں ان کو بتانا چاہتا تھا کہ "کمی" ادھر کسی آدمی کو نہ کہا کریں۔

جناب سپیکر۔ بجٹ پر بھی کچھ کہیں گا۔

چودھری منظور احمد۔ دیہاتوں میں بجٹ میں جو بھی رکھا جاتا ہے مثلاً قرضوں کی سکیمیں ہیں۔ وہ کاشتکاروں کے لیے ہیں۔

رائے جعفر خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا یہ تفریق پیدا کر رہے ہیں۔ اگر دیہات میں کوئی سکول بنتا ہے وہاں تمام بچے پڑھتے ہیں۔ وہاں علیحدہ کوئی بات نہیں ہوتی۔ اگر وہاں سڑک بنتی ہے تو معین لوگ بھی وہیں چلتے ہیں جہاں کاشتکار چلتے ہیں۔ آپ تفریق کی بات کر رہے ہیں چودھری صاحب۔ میرے خیال میں اس معزز ایوان میں ایسی بات نہیں ہونی چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ رائے صاحب آپ براہ راست معزز سپیکر سے مخاطب نہ ہوں۔

چودھری گل نواز وڑائچ۔ جناب سپیکر عرض یہ ہے کہ میرے معزز رکن یہ بھی زراعت پیشہ ہیں۔ دونوں سے زراعت مل کر چلتی ہے۔ ایک کاشت کرتا ہے۔ ایک اس کی امداد کرتا ہے۔ ایک گھر کا کام سنبھالتا ہے۔ ایک کھانا پکاتا ہے۔ یہ بھی ہمارے معاون ہیں۔ ہمارے ساتھی ہیں ورنہ کاشتکاری چل نہیں سکتی جب تک یہ سارے بھائی ہمارے معاون نہ بنیں۔ یہ بھی کاشتکار ہیں۔ انہیں غلط کسی نے misguide کیا ہے۔ اس لیے میں استدعا کرتا ہوں آپ ہمارے بھائی ہیں۔ ہم آپ کے بغیر نہیں چل سکتے نہ آپ ہمارے بغیر چل سکتے ہیں اس لیے تفریق پیدا نہ کریں۔ آپ ہمارے کمی ہیں اور ہم آپ کے کمی ہیں۔

چودھری منظور احمد ۔ مہربانی ۔ ویسے غیر کاشتکار کا لفظ نہیں آنا چاہیئے ۔
جناب سپیکر ۔ چودھری صاحب آپ چیئر کو مخاطب کریں ۔
رانا پھول محمد خان ۔ صدر محترم میرے خیال میں کورم پورا نہیں ہے ۔
چودھری منظور احمد ۔ دیہاتوں میں جو آدمی کاشتکاری نہیں کرتا ان کے لیے سمال انڈسٹریز کا کام عمل میں لانا چاہیے تاکہ وہ لوگ اپنا گزر اوقات کر سکیں ۔ اس کے علاوہ جو غیر کاشتکار ہیں کاشت نہیں کرتا ان کے لیے لون کی سکیمیں ہونی چاہئیں ۔
جناب سپیکر ۔ کورم ہے ۔ رانا صاحب ابھی آپ کی موجودگی میں یہ سارا ہاؤس آپ کو پندرہ دن کی چھٹی آپ کی منظور کر رہا تھا ۔
رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا میں اپنی ہر خواہش آپ کی خواہش پر قربان کرنے کے لیے تیار ہوں ۔
جناب سپیکر ۔ شکریہ ۔ جی چودھری صاحب ۔
چودھری منظور احمد ۔ جناب والا میرے علاقے میں ستارہ ٹیکسٹائل ستارہ کیمیکل مل ہے ۔ وہاں سے گیس نکلتی ہے اور فصلوں کو تباہ کرتی ہے ۔ اس کا سدباب ہونا چاہیئے ۔
دوسرے سیم قصور کا علاقہ ہے ۔ سیم نکل ہوئی ہے لیکن اس کی کھدائی نہیں ہو رہی ۔
رائے جعفر خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔
جناب سپیکر ۔ رائے صاحب آپ کا نام ابھی آنے والا ہے ۔ آپ اپنی موجودگی کا احساس دلا رہے ہیں ۔ شکریہ ۔
چودھری منظور احمد ۔ اس کا نام ۶ ۔ ایل ہے اس کی کھدائی کے احکامات جاری کیے جائیں ۔ اس کے علاوہ بجٹ جو ہے اس میں آئندہ غیر کاشتکار لوگ جو کاشتکاری نہیں کرتے ان کے لیے قرضوں کی سکیمیں ہوں یا توان کے لیے قرضے رکھے جائیں تاکہ وہ لوگ لے کر اپنا گزارہ کر سکیں ۔ مہربانی ۔
جناب سپیکر ۔ سردار شاہد اقبال صاحب ۔

سردار شاہد اقبال - (پی پی - ۷۹، فیصل آباد - ۱۳)

جناب سپیکر، میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ کیونکہ انتظار کی گھڑیاں کافی گزر چکی تھیں۔ اور جب انتظار کی گھڑیاں زیادہ ہو جائیں تو دل کی دھڑکن بھی تیز ہو جاتی ہے۔ میں آج روایتی طریقے پر وزیر خزانہ صاحب کو مبارک باد نہیں پیش کرنا چاہتا۔ اس لیے کہ مبارک باد کے مستحق تو وہ اس دن ہوں گے جب کہ سال کے آخر میں کوئی ضمنی بجٹ نہ پیش کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ یہ بجٹ ریکارڈ خسارے کا بجٹ ہے۔ جناب والا، اس کے اندر حقیقت کم اور افسانہ زیادہ نظر آتا ہے۔ اس لیے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۶ء میں revenue expenditure کا اضافہ ۱۵،۵ فی صد ہوا ہے جبکہ ریونیو انکم صرف ۴،۸ فی صد بڑھ رہی ہے۔ اس سال یہ بھی نظر آیا ہے کہ ۲،۳۲ ارب روپے کا قرضہ ادا کیا جائے گا۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ کیا آئندہ قرضہ اسی طرح ادا کرتے جائیں گے اور قرضے کی رقوم بڑھتی رہے گی یا کیا ہوگا؟ کیونکہ اس خسارے کو پورا کرنے کے لیے وزیر خزانہ صاحب نے جو تجاویز پیش کی ہیں، وہ دو ہیں۔ ایک تو انھوں نے کہا کہ ہم فیڈرل گورنمنٹ سے سپیشل گرانٹ کے ذریعے فنڈز لیں گے۔ اور اس سلسلے میں ہم خسارے کو پورا کریں گے۔ مگر اس وقت تو فیڈرل گورنمنٹ کے بھی حالات یہ ہیں کہ ان کا بجٹ بھی خسارے کا بجٹ ہے۔ اور خوب deficit financing کی جا رہی ہے۔ یہ سوال تو اس لیے پیدا ہو جاتا ہے کہ کیا فیڈرل گورنمنٹ ہمیں گرانٹ دے گی بھی یا نہیں؟ اگر فیڈرل گورنمنٹ نے گرانٹ دینے سے انکار کر دیا تو پھر ان کے پاس کیا Substitute ہے؟ مگر دوسری جو بات کی گئی ہے وہ زیادہ دلچسپ ہے۔ کہا گیا ہے کہ جناب، ہم اپنی کارکردگی کو بہتر کریں گے اور کارکردگی کو بہتر کرتے ہوئے ہم ٹیکس بہتر طریقے سے وصول کریں گے۔ مگر کیا کوئی ایسی سٹڈی بھی انہوں نے کی ہے جس کے تحت یہ دیکھا جائے کہ پچھلے سال کے ٹیکسوں میں کتنی کمی ہوئی ہے اور کتنے ٹیکس ex[illegible] ہوئے ہیں؟ کیونکہ جب تک evasion کی بات نہ ہو اس کو کس

طرح پورا کر سکتے ہیں؟ ہم جو بھی ٹیکس وصول کرنا چاہتے ہیں، اس میں لوگ بھی وہ ہیں، ڈیپارٹمنٹ بھی وہ ہے
اور جنہوں نے وصول کرنے ہیں وہ بھی وہی شخص ہیں۔ مجھے تو یہ سمجھ ہی نہیں آئی کہ کیا ہمارے وزیر خزانہ صاحب
کے پاس کوئی الہ دین کا چراغ ہے، یا کوئی magic wand ہے کہ وہ پھیریں گے تو
وہ ڈیپارٹمنٹ سو فی صد نتائج دے دے گا؟ ایسی کوئی بات نظر نہیں آتی۔ حضور! اس طرح بجٹ کا
مطالعہ کیا جائے تو یہ بھی نظر آ رہا ہے کہ یہ بجٹ نان ڈیویلپمنٹ بجٹ ہے۔ نان ڈیویلپمنٹ میں اضافہ بہت
زیادہ ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آمدنی decrease ہو رہی ہے۔ حضور!
آپ اگر جنرل ایڈمنسٹریشن اور لاء اینڈ آرڈر کو ہی لے لیجئے تو ۸۵-۱۹۸۴ء کے بجٹ میں جنرل ایڈمنسٹریشن
پر ۱۵ فی صد کا اضافہ ہوا تھا۔ جب کہ سوشل سروسز میں، جو کہ عام کے فائدے کے لئے ہوتی ہیں، صرف
دس فی صد کا اضافہ ہوا تھا۔ اس سال یعنی ۸۶-۱۹۸۵ء کے بجٹ میں لاء اینڈ آرڈر میں صرف ۷ فی صد
کا اضافہ دکھایا گیا ہے۔ سوال پھر ایک اور پیدا ہو جاتا ہے کہ کیا آخر تک کیا یہ صرف ۷ فی صد کا اضافہ
رہے گا، یا جس طرح پہلی روایات آئی ہیں کہ اس وقت آخر میں آ کے سوشل سروسز سے پیسے لے
کر لاء اینڈ آرڈر کی طرف، یا جنرل ایڈمنسٹریشن کی طرف ڈال دیتے ہیں سر، بات تو یہ ہے کہ ہمیں
اس بات پر بھی کوئی اعتراض نہیں کہ یہ سوشل سروسز پہ پیسے ڈال دیں۔ مگر پھر لوگوں کو وہ سہولتیں مہیا کی جائیں
جو ان کے فائدے کے لئے ہیں۔ میں آپ کی اجازت سے توجہ دلانا چاہوں گا کہ لاء اینڈ آرڈر کا حال تو یہ ہے
کہ آج کل اخبارات میں ایک burning issue آ رہا ہے اور وہ مسمات نرگس کا ہے
جو کہ گجرات سے تعلق رکھتی ہیں۔ سروسز تو ہم ایسی مہیا کر رہے ہیں کہ جناب، ہائی کورٹ نے بھی فیصلہ
دے دیا، کہ باڈیز exhume ہونی چاہئیں۔ ہائی کورٹ کے فیصلے کے بعد بھی پولیس
والے، ایڈمنسٹریشن والے یہ نہیں کر رہے کہ bodies کو exhume
کریں اور انہیں جنرل سروسز فراہم کریں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں صرف ایک پیراگراف انگریزی
میں پڑھنا چاہوں گا اور اس ہاؤس کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ یہ ذرا سن لیں۔ یہ ۷ جون کا "ڈان" ہے۔

Nargis now alleges that she is being threatened by the police officials that if she does not withdraw her plea for exhumation, she alone will be responsible for the consequences. Why do I get threats instead of Justice? When will I get Justice? Asks Nargis. I think the District Magistrate, Gujrat, and the Inspector General of Police are better placed to answer these questions. Who am I ? But I do know one thing: the worms never waited for anybody.

دوسرے میں تو یہ اعتراض ہے کہ یہ افسر شاہی، یہ بیوروکریٹس، ان کی کیسل اتنی Bureaucratic approach. ہو گئی ہے کہ عوام کو جو چیز ملنی چاہیے وہ بھی نہیں دینا چاہتے۔ حضور، اب میں اے ڈی پی کے بارے میں چند باتیں کرنی چاہوں گا۔ جس طرح رانا صاحب نے کہا، یہ سالانہ ترقیاتی پروگرام ہے۔ اس میں وزیر خزانہ صاحب نے اس بات پر بہت زور دیا کہ عوامی نمائندوں سے پوچھ کے، عوامی نمائندوں سے مطالعہ کر کے، عوامی نمائندوں سے تجاویز لے کے ہم نے اے ڈی پی تیار کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں جگہ اس بات کا ذکر کیا۔ مگر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جناب، یہ تو صرف اس لیے کی گئیں کہ ایک میٹنگ انہوں نے call کی۔ انہوں نے ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پہ joint meeting بلائیں۔ مگر کیا اے ڈی پی کا فیصلہ دو چار گھنٹوں میں ہو سکتا ہے؟ میں نے اس چیز کو دیکھتے ہوئے بارہ صفحے کی رپورٹ دی تھی۔ اس میں کچھ سوالات تھے، کچھ تجاویز تھیں۔ حیرانی تو یہ ہے کہ اس میں جڑانوالہ شہر، جڑانوالہ تحصیل کا کوئی نام کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس لیے یہ تو ایک farce ہے کیونکہ جس وقت اے ڈی پی کو دیکھا جائے اس میں مرکزی نکتہ جو دیکھنا ہوتا ہے، وہ ہے basic needs؛ basic needs کو دیکھتے ہوئے ہماری حکومت کی یہ کوشش ہے، وہ یہ کر رہی ہے کہ ہر چیز دے دی جائے، spoon feeding کر دی جائے۔ مگر کیا ہم basic needs کو increase of income opportunities بھی دے رہے ہیں؟ جب تک income opportunities کو increase نہ کیا گیا، جب تک میرے حالات بہتر نہ کیے گئے، میرے گاؤں میں بجلی بھی ہو، مگر جب میرے پاس اتنی رقم ہی نہیں کہ میں اس بجلی کا کنکشن لگوا سکوں تو اس سہولت کا کیا

فائدہ؟ نہ تو ٹیکنیکل سکولوں کے بارے میں کوئی بات کی گئی ہے، نہ کوئی انڈسٹریل ہومز کے بارے میں ہے، کوشش تو یہ ہونی چاہیئے کہ job opportunities کو بہتر کریں اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جناب، حکومت کو efficiency کے بارے میں بھی کچھ کرنا چاہیئے۔ کوئی efficient studies کوئی رپورٹ، کہ جو پچھلے سال کے منصوبے تھے، ان پہ کتنی efficiency ہوئی؟ کالج تو بنا دیا، سکول تو بنا دیا مگر اس کا out come کیا ہوا؟ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ حضور، آپ نے گھنٹی تو بجا دی، چند منٹ لینا چاہوں گا اور کچھ ضروری بات کہنا چاہوں گا۔ جناب، ایجوکیشن کے بارے میں اس بجٹ میں بھی ہے اور حکومت نے بھی یہ کہا ہے کہ ہم بہت زیادہ increase کر رہے ہیں۔ میری گذارش یہ ہے کہ اس وقت heart burning بہت زیادہ ہو رہی ہے سٹوڈنٹس بہت زیادہ نمبر لے کر آتے ہیں، مگر جس وقت بھی ٹیکنیکل کالج میں، ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لئے انجینئرنگ یونیورسٹی یا میڈیکل کالج میں جاتے ہیں تو نمبر والا طالب علم رہ جاتا ہے اور nominated طالب علم آگے آ جاتا ہے میں تو یہ گذارش کروں گا nomination کو فوری طور پر ختم کیا جائے اس لئے کہ جس وقت ہم ختم کریں گے، heart burning ختم ہو جائے گی۔ اس چیز پر بالکل توجہ نہیں دی جاتی اور nominations صرف اس لئے رکھی ہوئی ہیں کہ سرکاری افسروں کے بچے جو کم نمبر لے کے آئیں وہ ٹیکنیکل کالجوں میں داخل ہو سکیں۔ جناب، ایک بات اور کرنا چاہوں گا کہ جیسا کہ ایوان کو معلوم ہے کہ ہائی کورٹ کو decentralize کر دیا گیا ہے۔ اس وقت ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں ہائی کورٹ کے بنچ چار جگہ پہ کام کر رہے ہیں۔

مگر کسی نے یہ دیکھا کہ بیوروکیٹ کو ڈی سنٹرلائزڈ نہیں کیا گیا کیا بورڈ آف ریونیو کو ڈی سنٹرلائزڈ نہیں کیا جا سکتا۔ ایک آدمی ڈیرہ غازی خان سے چھوٹی سی زمین کا مسئلہ لے کر چلتا ہے۔ یہاں بورڈ آف ریونیو میں آتا ہے مگر چونکہ اس

ون اگر افسر صاحب کسی دورے پر ہوں اس کی بات نہیں سنی جاتی تو جناب اس طرح کوئی ڈی سنٹرلائزڈ کی بات کریں۔ جس سے عوام کو بھی فائدہ پہنچے ہم تو یہاں بحث کرتے ہیں کہ سڑکیں نہیں ملیں۔ میں مارشل لاء کے بارہ میں بہت سے معززین نے کہا ہے میں کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہوں گا صرف یہ کہونگا کہ اپنے آپ کو پہلے مضبوط کریں کنسالیڈیٹ کریں اور الوداع کہیں کہ یہ دوبارہ نہ آسکے۔ اور بنگلہ دیش کی طرح نہ ہو کہ ایک دفعہ وہاں الیکشن ہوئے جسٹس ستار صاحب اکثریت سے کامیاب ہوئے مگر تین ماہ کے اندر اندر مارشل لاء دوبارہ آگیا اور پھر آج تک وہاں ہے۔

جناب سپیکر: فتح محمد خان بزدار صاحب

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا کل ہم نے پانی کے متعلق جو قرارداد منظور کی تھی اس میں ایک چیز ہم نے شامل کی تھی کہ اگر ۴۸ گھنٹے تک نہر کھولی گئی تو ہم اس ہاؤس میں داخل نہیں ہونگے۔ اور احتجاجاً تھا اس کی ایک کاپی وزیر آبپاشی کو ایک کاپی وزیر اعظم صاحب کو جانی چاہئے تھی۔ جناب کے دفتر سے نقل ہمیں فراہم کی گئی ہے۔ اس میں صرف مرکزی حکومت کا ذکر ہے اور یہ کسی کو مارک نہیں کی گئی کہ یہ کس کس کے نام کاپی جائے گی، کاپی تو وزیر آبپاشی۔ وزیر اعظم اور صدر مملکت۔ اور نہ ہی وہ الفاظ اس میں شامل کئے گئے یہ تو ایک خیراتی سی قرارداد ہے اس طرح کی تو پہلے بھی جا چکی ہے۔ اس میں وہ الفاظ شامل نہیں کئے گئے جو میں نے عرض کئے تھے کہ اگر ۴۸ گھنٹے میں پانی نہ کھولا گیا ہم اس ہاؤس میں داخل ہونے کے لئے تیار نہیں ہونگے۔ یہ احتجاجی قرارداد تھی لیکن یہ خوشامدانہ قرارداد بھیج کر انہوں نے پنجاب کو اور بے عزت کیا ہے۔ اور ذلت اٹھانی پڑے گی۔ اس لئے میں یہ احتجاجاً گذارش کرونگا کہ اگر وہ ابھی تک نہیں بھیجی گئی تو وہ الفاظ ...... اور یہ ہاؤس سے

فیصلہ کیا تھا کہ ہاں یہ الفاظ اس میں شامل کئے جائیں۔ ہاؤس کے فیصلے کے بعد کسی کے لئے کوئی گنجائش نہیں کہ وہ الفاظ اس میں شامل نہ کرے۔ اگر جناب اس معزز ایوان کا وقار بلند کرنا چاہتے ہیں جو کہ آپ کا ارادہ بھی ہے۔ آپ نے فرمایا بھی ہے۔ ہاؤس کے کئے ہوئے فیصلے کے الفاظ اس میں شامل کئے جائیں۔ بلکہ یہ ٹیلی گرام یہ جانی چاہئیے۔

جناب سپیکر: آپ کی اس کمپلیمنٹس کا میں آپ کا مشکور ہوں لیکن جیسا کہ آپ یاد ہے کل اس سلسلے میں آپ کی سارے ایوان کی منشا سے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی اور اس کمیٹی کو یہ اختیار دیا گیا تھا وہ ریزولیشن ڈرافٹ کرے چنانچہ وہ ریزولیشن ڈرافٹ کیا گیا اور یہاں میری عدم موجودگی میں جناب ڈپٹی سپیکر صاحب اس وقت صدارت کر رہے تھے۔ وہ ریزولیشن اس وقت پڑھ کر سنایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سٹیج پر اس میں کوئی ترمیم کرنا نامناسب ہے اور نہ ضروری ہے۔ لیکن جہاں تک رانا صاحب کی اس بات کا تعلق ہے کہ یہ قرارداد صدر صاحب وزیراعظم صاحب پاکستان اور وزیر آبپاشی فیڈرل گورنمنٹ کو بھی جانی چاہئیے۔ اور میں توقع کروں گا کہ یہ قرارداد اُن تک جائیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب ایک گزارش ہے کہ اس ہاؤس میں قرارداد پیش ہونے کے بعد میرے الفاظ پر اس میں اس میں یہ اضافہ منظور فرمایا تھا کہ ہم ایسی احتجاجی قرارداد بھیجیں گے۔ میں ڈر کیا ہے کہ ہم اس کو اس طرح نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: ایک وقت میں ایک صاحب ہی بولیں۔

چوہدری فضل حسین راہی: رانا صاحب کے الفاظ، قرارداد پیش ہونے کے بعد اس قرارداد کا حصہ بنانے کے لئے الفاظ کہے تھے کہ اگر ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر اس کا کوئی فیصلہ نہیں ہوتا اور پانی نہر میں چھوڑا نہیں جاتا تو ہم بطور احتجاج تمام ممبران اسمبلی ہال کی بجائے باہر مظاہرہ کریں گے۔ اور اس کو قرارداد کا حصہ بنایا گیا تھا یہ پیش

ہونے کے بعد میں نے بھی پوائنٹ آؤٹ کیا تھا جب کارروائی پھر شروع ہونے لگی میں نے کہا کہ پہلے رانا صاحب کی بات کا فیصلہ کریں۔ یا سپیکر صاحب نے فرمایا تھا کہ کسی کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔ سب نے کہا نہیں ہے انہوں نے پوچھا منظور ہے سب نے کہا منظور ہے اور اس طرح وہ اس قرارداد کا ایک پارٹ بن گیا تھا۔ یہ الفاظ قرارداد کا حصہ بن گئے تھے۔ ہم توکل سے یہ ذہن لے کر بیٹھے ہیں کہ اگر پانی نہ آیا تو ہم باہر بیٹھیں گے۔ اور آج نئی بات سن رہے ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہے۔ اس کو قرارداد کا حصہ بنایا جائے اور یہ حصہ اس قرارداد کا بن چکا ہے بلکہ اس پر رولنگ دی جائے۔

جناب فتح محمد خان بزدار : جناب سپیکر تقریباً ہر روز یہ پانی کا مسئلہ ہوتا ہے اور ہماری یہ روداد پریس اور دوسری سنی جاتی ہے لیکن بڑی حیرت کی بات ہے آج تک مرکزی حکومت نے اس معاملہ پر خاصکر وزیر اعظم نے کوئی فیصلہ نہیں کیا میری طرف سے ذاتی دلی بات ہے کہ احتجاج کے طور پر باہر نہیں جائیں گے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اسمبلی کے سامنے بھوک ہڑتال کر کے بیٹھوں گا لو میں یہ فیصلہ کروں گا کہ اگر ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر جو انہوں نے وارننگ دی ہے کہ اگر آپ نے اس سلسلے میں کچھ نہ کیا تو پھر میں یہ کہوں گا جناب سپیکر ہم نے آپ کو بتایا ہے آپ ہمارے ساتھ شامل ہو جائیے۔ آپ ہمارے ساتھ وہاں بیٹھیے میں بھوک ہڑتال کروں گا اور ۲۴ گھنٹے کے بعد پھر میں یہ کہوں گا کہ اگر انہوں نے ٹائم نہیں دیا میں وقت دے کر خود اسمبلی کے سامنے بھوک ہڑتال کر کے بیٹھوں گا۔

ملک طیب خان : جناب سپیکر ہم اس مسئلہ پر ان کی تائید کرتے ہیں بالکل ہمیں بھوک ہڑتال بلکہ جو مشکل سے مشکل کام کرنا پڑے کریں گے پانی ہماری ایک دلی آواز ہے پانی ہمارا مشکلات ہے پانی ہمارا ایک دکھ ہے ازراہ کرم اس کے لئے جو بھی قدم اٹھانا پڑے ہم بالکل تیار ہیں۔

چوہدری محمد رفیق : جناب والا اصل بات یہ ہے کہ قرارداد کے ابتدائی الفاظ ہیں کہ یہ ہاؤس گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معزز ایوان ان الفاظ سے مطمئن نہیں ہے چونکہ

اس قرارداد کے ابتدائیہ الفاظ گہری تشویش یہ الفاظ اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ یہ واقع کسی اور ملک میں ہوا ہے جیسے یہ بنگلہ دیش میں ہوا ہو یا کسی اور ملک میں ہوا ہو میں یہ مطالبہ کرتا ہوں اور میری اس معزز ایوان کے سامنے گذارش ہے گہری تشویش کی بجائے یہ ہونا چاہیئے تھا کہ یہ ایوان اس بات کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ مطالبہ ہونا چاہیئے تھا۔ نہ کہ تشویش کا اظہار۔

جناب سپیکر: جس وقت یہ قرارداد کل یہاں اس ایوان میں پیش کی گئی تھی آپ صاحبان یہاں موجود تھے۔ آوازیں موجود تھے۔ آپ تشریف رکھئے۔

چوہدری فضل حسین راہی: جناب والا۔ جب یہ قرارداد کا حصہ بن چکی تھی۔ اس کے بارے ہمیں بتایا جائے۔ ہمیں کل کی کارروائی کے حوالے سے بتایا جائے۔ تاکہ ہمیں یقین ہو جائے۔ ویسے یہ کارروائی کا حصہ بن چکا ہے۔

جناب سپیکر۔ میں یہ ہاؤس سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت کل یہ قرارداد پیش کی گئی تھی اور میں موجود نہ تھا۔ آپ کے سامنے پیش ہوئی تھی۔ کیا آپ نے قرارداد منظور کی تھی۔

آوازیں - منظور کی تھی۔

جناب سپیکر۔ قرارداد آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی نہیں گئی تھی ؟

آوازیں۔ سنائی گئی تھی۔

جناب سپیکر۔ تو جو آپ کے سامنے گئی تھی جو کہ انگریزی کا متن تھا وہ آپ نے منظور کی تھی ؟

آوازیں - جی۔

(قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا۔ ہم اسمبلی میں داخل نہیں ہوں گے جب تک پانی نہ چھوڑا جائے۔ ۴۸ گھنٹے کا نوٹس ہم نے شائع کرایا ہے لیکن چونکہ ایک وزیر اس کمیٹی میں موجود تھے انہوں نے شروع سے ڈرتے ہوئے یا اپنی ملازمت سے گھبراتے ہوئے وہ الفاظ ریکارڈ نہیں کروائے۔ یہ کمیٹی کی رپورٹ ہے ہاؤس کا فیصلہ نہیں۔ ہاؤس کا فیصلہ وہ ہے کہ ہم نے ترمیم یہاں شامل کرائی تھی۔

جناب سپیکر۔ جو آپ کی قرارداد، جو آپ کی کارروائی ہے اس کا ریکارڈ میں نکلواتا ہوں اور اس پر میں اپنی رائے کا اظہار کرتا ہوں۔

چوہدری فضل حسین راہی۔ بڑی مہربانی

سردار فتح محمد خاں بزدار : جناب والا۔ میں جناب وزیر خزانہ کو متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بجٹ پر بہت کچھ کہا گیا اس لئے میں اس پر اس سے زیادہ اظہار رائے نہیں کروں گا۔ میرا تعلق ضلع ڈیرہ غازیخاں کی تحصیل تونسہ سے ہے۔ اس حلقے میں قبائلی علاقہ اور میدانی علاقہ آتا ہے۔ قبائلی علاقہ میں جو کہ بلوچ قبائل بستے ہیں ان کے متعلق بھی اظہار خیال کرنا بھی ضروری ہے۔ اس چند الفاظ میں بلوچی میں بولنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ اور پھر اس کا ترجمہ بھی کروں گا۔

جناب سپیکر : بزدار صاحب! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ماشاءاللہ بہت خوبصورت اردو بول رہے ہیں تو ہم کتنی علاقائی زبانوں میں یہاں اسمبلی میں اپنی کارروائی ریکارڈ کروانا چاہتے ہیں۔

سردار فتح محمد خاں بزدار : جناب والا۔ میں ایک دو جملے بولنا چاہتا ہوں تاکہ اسی نسبت سے بات ہو سکے۔

سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ : پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا۔ یہ آپ کے ہی الفاظ ہیں کہ کسی recognised language میں ہاؤس میں آپ کی اجازت کے ساتھ بات کی جا سکتی ہے۔ تو کیا آپ یہ کریں گے کہ "بلوچی" صوبے کی recognised language نہیں ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : اس میں ایک دقت ہے۔ بلوچی بلاشبہ اس صوبے کی recognised زبان ہے لیکن اس میں صرف ریکارڈ کرنے کی دقت ہے۔ اگر آپ اس میں چند جملے بولنا چاہتے ہیں تو میری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔ لیکن ریکارڈ ہونے میں دقت ہے آپ کے وہ جملے ریکارڈ نہیں ہو سکیں گے۔ یہاں کوئی صاحب اسے ریکارڈ نہیں کر سکتا۔

سردار فتح محمد خاں بزدار : جناب والا۔ میں اس کا ترجمہ کر دونگا۔

جناب سپیکر : جی آپ فرمائیں۔

سردار فتح محمد خاں بزدار : (بلوچی زبان)

(ترجمہ)

کہ ہمارا وطن پہاڑی علاقہ ہے۔ آپ کے پاس موٹریں میں کاریں ہیں، ہمارے پاس صرف چلنے کے لئے پاؤں۔ آپ کے پاس پلنگ ہے ہمارے پاس زمین ہے۔ ہم زمین پر سوتے ہیں آپ کے پاس کھانے کے لئے بہت کچھ ہے اور ہمارے پاس صرف جوار کی روٹی جناب والا۔ یہ علاقہ بہت وسیع ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً ایک سو میل سے بھی زیادہ ہے اور اس کی چوڑائی تقریباً ستر میل سے زیادہ ہے۔ یہ علاقہ اس طرح ہے کہ جیسے یہاں پر کوئی نئی تہذیب کی روشنی نہیں آئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت نے اس سے پہلے اس پر کبھی توجہ نہیں دی۔ اور نہ اب کوئی خاطر خواہ توجہ دی جا رہی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ملحقہ چیتناں کا علاقہ ہے وہاں حکومت توجہ کر رہی ہے۔ وہاں سڑکیں بنا رہی ہے، کالج قائم کئے جا رہے ہیں لیکن ہمارے ہاں کچھ بھی نہیں کیا جا رہا ہے۔ ہمارے پاس پینے کے لئے جوہڑوں کے پانی ہیں۔ جہاں پر جانور اور آدمی اکٹھا پانی پیتے ہیں۔ اس علاقے کی ضرورت کے متعلق آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ کیا ضرورتیں ہیں۔

سب سے پہلے ضرورت یہ ہے کہ اس علاقے میں سڑکیں بنائی جائیں۔ بغیر سڑکوں کے کسی قسم کی ترقی ناممکن ہے۔ انگریزی میں فقرہ ہے build a road & everything will follow سب سے پہلے آپ سڑکیں بنائیں۔ اس کے بعد وہاں کالج بھی قائم کیا جا سکتا ہے۔ وہاں پر ایک رورل ہیلتھ سنٹر ہے لیکن وہاں کوئی ڈاکٹر نہیں جا سکتا کیونکہ اسے بجلی کی ضرورت ہے۔ دوسرے لوازمات کی ضرورت ہے۔ جو یہاں مہیا نہیں ہیں۔ قبائلی علاقہ کے لوگ شہروں کی طرف جاتے ہیں تاکہ اپنے لئے غذا اور دوسری ضروریات کی چیزیں لائیں۔ لیکن ان کو جانے کے لئے دو تین کی ضرورت ہے۔ ان

کی زندگی میں سب سے زیادہ جو چیز ہو سکتی ہے۔ وہ وقت اور پیسہ کی بربادی ہے۔ اس علاقے میں سب سے زیادہ ضرورت سڑک کی ہے۔ لہٰذا ہم آپ کے توسط سے حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کراتے ہیں۔ کہ ایک شاہراہ چوکی والا۔ جس کی سکیم ۱۹۸۱ء سے منظور ہے لیکن اس پر کام نہیں ہو رہا لہٰذا ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ سڑک کو فوراً بنایا جائے۔ اس علاقے میں زراعت کی ترقی کی طرف توجہ دی جائے۔ نالیاں بنائی جائیں۔ لفٹ پمپ مہیا کئے جائیں۔ اس علاقے میں تعلیم یافتہ بھی لوگ ہیں۔ لیکن ان کو خاطر خواہ نوکریاں نہیں دی جا رہی ہیں۔ ہمارے علاقہ میں محکمہ او۔ جی ڈی۔ سی۔ آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کارپوریشن کام کر رہا ہے۔ لیکن وہاں جن لوگوں کو بھرتی کیا جاتا ہے وہ اس علاقے سے تعلق نہیں رکھتے۔ ان کو جتنا بھی کہا جاتے وہ کہتے ہیں کہ اوپر سے یعنی مرکز یا سنٹر سے ان کو بھرتی کیا جاتا ہے۔ ہم مجبور ہیں۔ لہٰذا اس پر توجہ دی جائے میرے حلقے میں تحصیل ایک دوسرا علاقہ جو کہ میدانی علاقہ ہے۔ یہ علاقہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ اس علاقہ میں کوئی ریلوے لائن نہیں ہے۔ کوئی نہر نہیں ہے اور اس علاقے میں رود کوہیاں چلتی ہیں۔ جو قدرت کا ایک عطیہ ہیں۔ کیونکہ سال میں یہ دو تین مہینے مسلسل چلتی رہتی ہیں اور ان میں اتنا پانی آتا ہے کہ اگر ان کو divert کر کے ان کو کنٹرول کر کے کھیتوں کو سیراب کریں تو اس کے لئے کافی ہے۔ محکمہ آبادی کی کوئی وہاں activities نہیں ہیں صرف ان کا ایک بورڈ نظر آتا ہے۔ لہٰذا ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ رود کوہیوں کو فوری طور پر کنٹرول کر کے کھیتوں کو سیراب کیا جائے۔

یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ لہٰذا اس پر توجہ دی جائے۔ دوسرے یہاں پر سنتے تھے کہ چار یا پانچ سال بعد چشمہ رائٹ بنک ایک نہر آئے گی

اس کو یہاں سے کھودنا شروع کر دیں تاکہ یہ کام جلد از جلد مکمل ہو جائے اس علاقہ میں بے روزگاری عام ہے۔ اس علاقہ میں انڈسٹری قائم کی جائے تاکہ لوگ وہاں پر اپنی روزی کما سکیں۔ علاقے کے لوگوں کے لئے سمال انڈسٹریز کا قیام بہت ضروری ہے۔ کہ جس سے علاقہ کے بے روزگار افراد اپنی روزی کا بندوبست کر سکیں۔ لہذا میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر:۔ ۔ ۔ رانا شمیم احمد

رانا شمیم احمد خان: جناب سپیکر:

ایک فاضل ممبر:۔ پوائنٹ آف آرڈر سر جناب والا قبل ازیں میرا نام پکارا گیا تھا چیف منسٹر کے ساتھ میٹنگ تھی۔ میں باہر تھا۔ میں ایوان میں نہیں آسکا۔ اب مجھے اجازت دیں۔

ملک طیب خان: جناب والا میری چٹ کہیں گم نہیں ہو گئی ہے میں نے اپنا نام تقریر کرنے کے لئے ۲ تاریخ کو دیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ آپ ضمنی بجٹ پر بول چکے ہیں۔ اظہار خیال کر چکے ہیں۔

ملک طیب خان: نہیں صاحب مجھے ضمنی بجٹ پہ اجازت نہیں دی گئی تھی۔

ایک فاضل ممبر: جناب سپیکر میرا نام بھی نہیں آیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ سب کے نام آئیں گے۔ اور اگر میں نے یہ محسوس کیا کہ آپ کے اظہار خیال میں کوئی وقت کی کمی کی وجہ سے دقت پیدا ہو رہی

ہے تو کل سے میں دو نشستوں کا اہتمام کروں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔ آپ
میں ہر دوست انشاء اللہ ضرور بولیں گے۔

چوہدری محمد اعظم (راولپنڈی)۔ جناب والا۔ میں نے جب اپنے نام کی
چٹ دی تھی۔ اس وقت آپ کے پاس صرف ۴۰ آدمیوں کے نام تھے
آپ نے تین تاریخ کو کہا تھا کہ میرے پاس صرف ۴۰ احباب کے نام
ہیں۔ اگر اتنے نام تین تاریخ کو تھے تو میرے خیال میں آج تک میری
باری آجانی چاہیئے تھی۔

جناب سپیکر: میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ اس میں صورت یہ
ہے کہ تین تاریخ کے نام بھی اس میں شامل ہیں۔ جو کہ میں آج ان کو

اظہار خیال کی دعوت دے رہا ہوں جن لوگوں نے نام میں نے آج لئے
ہیں اور جو اظہار خیال فرما چکے ہیں۔ ان میں تین تاریخ والے نام بھی ہیں۔
چار تاریخ کے نام بھی شامل ہیں۔ جو نہیں بول سکے یہ خود اس بات
کی گواہی دیں گے جو صاحبان ابھی بول چکے ہیں کہ انہوں نے اپنے نام کی
چٹ مجھے تین تاریخ کو دی تھی۔ پھر چار تاریخ کے لئے بھیجی تھیں۔ تو آپ
اس میں پریشان نہ ہوں کہ صرف آپ کی چٹ ہی تین تاریخ کی تھی، بلکہ
جو صاحبان ابھی اظہار خیال کر چکے ہیں۔ ان کی چٹ بھی تین تاریخ کے لئے
تھیں۔ آپ کی باری انشاء اللہ تعالےٰ آئے گی۔

چوہدری محمد اسلم: جناب والا۔ آج پانچ تاریخ بھی گزر گئی۔
میں نے دو تاریخ کو اپنی چٹ ۴ تاریخ کے لئے دی تھی۔

جناب سپیکر: ذرا اپنا اسم گرامی بتائیے۔

چوہدری محمد اسلم : میرا نام چوہدری محمد اسلم ہے اور راولپنڈی میرا حلقہ انتخاب ہے ۔

رانا پھول محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا کیا کوئی نئے رول جاری ہو گئے ہیں ۔ جس سے ہمیں پریشانی ہے ۔ ہر معزز رکن سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ نے ضمنی بجٹ پر بحث کی ہے ۔ میں جناب کی اطلاع کے لئے یہ گزارش کر دوں کہ ضمنی بجٹ الگ ہے اور سالانہ بجٹ الگ ہے ۔ رولز میں کوئی ایسی پابندی نہیں ہے کہ جس رکن نے ضمنی بجٹ پر تقریر کی ہو ۔ اس کو دوبارہ ٹائم نہیں دیا جاتا ۔ حالانکہ مجھے آپ نے وقت عنایت فرمایا ہے ۔ گزارش ہے کہ ہر چیز الگ الگ ہے ضمنی بجٹ الگ اور جنرل الگ الگ ہے جن ارکان نے ضمنی بجٹ میں بھی بحث میں حصہ لیا ۔ وہ اس میں بھی حصہ لے سکتے ہیں ۔ رولز میں کوئی پابندی نہیں ہے ۔ یہ کہہ کر ارکان کو ڈرانا ، یہ ہماری حق تلفی ہے ۔

رانا شمیم احمد :۔ جناب سپیکر ۔ میں برادری کے ناطے سے رانا پھول خان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ مجھے دو تین منٹ برائے مہربانی تقریر کرنے دیں ۔

رانا پھول خان : میں تو سپیکر صاحب سے مخاطب ہوں ۔

رانا شمیم احمد خان :۔ میں بھی جناب سپیکر سے مخاطب ہوں ۔

جناب سپیکر :۔ رانا صاحب ، شاید وہ آپ کی بات مان جائیں ۔ ورنہ یہ ساری تقریر جو رانا صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر فرمائی ہے ۔ وہ محض اس لئے کہ یہ ضمنی بجٹ پر بول چکے ہیں ۔ اور ان کو خدشہ ہے کہ شاید مجھے موقعہ نہ ملے ۔ لیکن ایسی بات نہ ہے No cross talk please آپ کی اطلاع

کے لئے میں عرض کئے دیتا ہوں، کہ یہ کوئی اس سلسلہ میں Hard & fast Rules. نہیں ہیں۔ کہ جو صاحبان ضمنی بجٹ پر بول چکے ہیں۔ وہ سالانہ بجٹ پر نہیں بول سکتے اور جن کو ضمنی بجٹ پر بھی بولنے کا وقت نہیں ملا۔ اب ان کو پہلے وقت ملنا چاہیئے بات صرف اتنی ہے۔ جی ملک صاحب، آپ فرمائیے۔

ملک سلیم اقبال:۔ جناب والا۔ گزارش یہ ہے کہ جب آپ کے پاس چٹیں وصول ہوتی ہیں تو اس وقت اگر آپ براہ کرم ان کے ناموں کا اعلان فرمادیں۔ تو پھر ہر ایک کو پتہ چل جاتا ہے۔ اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ میرے دوست ضمنی بجٹ پر بھی بول چکے ہیں۔ اور سالانہ بجٹ پر بھی بول چکے ہیں۔ کچھ میرے احباب ایسے بھی بیٹھے ہیں جو کہ ضمنی بجٹ کی بحث سے لے کر اب تک مسلسل اسی طرح سے بیٹھے ہیں۔ اور ان کو بولنے کا موقع نہیں دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اگر چٹوں پہ نام لکھے ہوئے announcement. فرمادیں تو پتہ چل جائے گا کہ یہ لوگ ضمنی بجٹ کے لئے آئے ہیں اور یہ لوگ دوسرے سالانہ میزانیہ پر بولیں گے۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ میں نے بھی تین تاریخ کو آپ کی خدمت میں چٹ گزاری۔ ضمنی بجٹ پہ تو میں بول چکا ہوں۔ لیکن تین تاریخ سے چٹ گزاری ہوئی ہے۔ اور میرے کچھ دوست ایسے بھی ہیں جنہوں نے پانچ تاریخ کو اپنی چٹ دی ہے۔ اور وہ بھی بول چکے ہیں۔ میں اس ضمن میں آپ سے گزارش کروں گا کہ خدارا انصاف فرمائیے۔

ملک طیب خان:۔ میں اپنے دوست پارلیمانی سیکرٹری کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے حق بات کہنے کی جرأت کی ہے۔ میں ان کی تائید کرتا ہوں یہ بالکل

ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ ہم ضمنی والے خاموش بیٹھے ہیں - اور کئی دوست دو دو دفعہ تقریر کر رہے ہیں یہ آپ کی مہربانی ہے - ان کی بات مان لیجئے -

رانا شمیم احمد :- جناب سپیکر - سب سے پہلے میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ براہ مہربانی آپ تھوڑے مضبوط اور strong ہوں، تاکہ ذرا حالات بہتر ہو سکیں - میں آپ کا مشکور ہوں - کہ آپ نے اظہار خیال کا موقع دیا - جناب والا متوازن بجٹ پر میں تب زیادہ خوش ہوتا - کہ میرے ضلع کی ضروریات کو اہمیت دے کر ان کو پورا کرنے کیلئے تجاویز زیر غور بجٹ میں شامل کر لی جاتیں - جناب والا - آپ کو علم ہے اور ہر ذی شعور پاکستانی کو بخوبی علم ہے کہ ضلع سیالکوٹ ہر سال اربوں روپے تک زر مبادلہ کماتا ہے - جناب والا - میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آمد و رفت کے وسائل، صحت عامہ کی سہولیات اور تعلیمی مراعات کا اگر تجزیہ کیا جائے - تو میرا ضلع سیالکوٹ پس ماندہ اضلاع کی سطح میں شامل کیا جا سکتا ہے - جناب والا فارم سے منڈی تک سڑکیں بہت کم ہیں - دوسری سڑکوں کی حالت بھی اچھی نہیں ہے - سکولوں کی عمارات کا بہت برا حال ہے - ان حالات میں ان مدات میں اگر اور زیادہ رقوم رکھ دی جائیں تو میں آپ کا مشکور ہوں گا -

جناب والا سیالکوٹ کا جو سب سے زیادہ توجہ طلب مسئلہ ہے وہ ریلوے لائن کے اوپر دو پلوں کا ہے - جس کی وجہ سے شہر کیا پورا ضلع ذہنی کوفت کا شکار ہے - جناب والا ان کو ترجیحات میں نہ لا کر میں سمجھتا ہوں کہ سیالکوٹ کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے - جناب والا میرا ضلع سیالکوٹ جس میں ایک میڈیکل کالج بھی منظور ہوا تھا لیکن نہ جانے اس کا کیا بنا سیویج

سسٹم کا انتظام بھی بہت ضروری ہے۔ براہ مہربانی اس کی طرف توجہ دی جائے انجینئرنگ کالج بھی سیالکوٹ میں بننا چاہیئے۔ جناب والا پانی کا مسئلہ جو بہت اہم ہے ہماری صوبائی حکومت کو اس پر فوری توجہ دینی چاہیئے۔

جناب والا بجلی کے متعلق میں یہ مطالبہ تو نہیں کرتا کہ میرے ضلع میں شیڈنگ نہ کی جائے لیکن گزارش ضرور کروں گا کہ واپڈا کے اعلیٰ عہدے دار جو ٹھنڈے کمروں میں سوئے رہتے ہیں، کبھی کبھار دور کے اضلاع میں جا کر دورہ کر لیا کریں تاکہ صحیح صورت حال ان کے سامنے آسکے۔ جناب والا رواں مالی سال کے سلسلہ میں وزیر خزانہ نے عام تاثر کے حوالے سے یہ بات کی ہے کہ یہ اخراجات غیر ترقیاتی نوعیت کے ہیں اور منافع بخش بھی نہیں ہیں اور یہ کہ سرکاری رقم کو ضائع کرنے کے مترادف ہیں۔ یہ تاثر غلط نہیں۔ چونکہ یہ رقوم نوکر شاہی کی صوابدید پر چھوڑ دی جاتی ہیں اور ان کا مزاج جو کچھ بھی ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ ان رقوم میں رواں مالی سال کیلئے کمی ہونی چاہیے اور زیادہ زور اس بات پر دینا چاہیے کہ لوگوں کا اعتماد ان اداروں پر بحال کیا جائے۔ جناب والا سفارش رشوت، اقرباء پروری کے باعث تمام اداروں پر سے عوام کا اعتماد اٹھ گیا ہے۔ اگر کسی کو استحکام ہے تو وہ نوکر شاہی کو ہے۔ جناب والا یہ کسی ادارہ یا کسی عنصر کا نام نہیں یہ ایک ذہنی رجحان کا نام ہے۔ جناب والا ان کو جو آپ نے بے پناہ اختیارات دے رکھے ہیں یا پھر میں یہ کہوں گا کہ ان کے استحکام کی یہ وجہ ہے ان کو ضرورت سے زیادہ اختیارات دیئے گئے ہیں۔ جناب والا انگریز نے سول سروس اور پولیس کو جو بے پناہ اختیارات دے رکھے تھے۔ اس کے پیچھے فلسفہ یہ تھا کہ تقریباً ۵ ہزار کے لگ بھگ سفید چمڑیوں والے پچیس تیس کروڑ ہندوستانیوں

پر حکومت کر سکیں جناب سپیکر اب انہوں نے کس پہ حکومت کرنی ہے، کونسے مورچے فتح کرنے ہیں جناب والا میں آپ کی توجہ اس طرف دلاتا چاہتا ہوں، یا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب کسی چیف سیکرٹری کو جنگی حکمت عمل مرتب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جناب کسی انسپکٹر جنرل پولیس میں یہ جرأت کہاں سے آجاتی ہے کہ جب کوئی عدالت عالیہ شہریوں کی گاڑیوں یا سواریوں کی تلاشی لینے کے نظام کو مزید منطقی یا انصافی بنانے کی ہدایات کرے تو ردعمل کے طور پہ تمام اضلاع میں چیک پوسٹیں قائم کر دی جائیں پاکستانی شہریوں کی بے بسی کا مذاق اڑایا جا سکے۔ جناب والا میں انسپکٹر جنرل پولیس کو یہ پوچھنا چاہوں گا اور آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہوں گا کہ اس لمبی campaign نے جو عوام پر مسلط ہے۔ کتنے سنگین قسم کے جرائم پیشہ لوگ ان کے قابو میں آئے۔ جناب والا کل ہی مجھے میرے ایک دوست ممبر صوبائی اسمبلی ملے اور کہنے لگے کہ میں انسپکٹر جنرل پولیس کو ایک جائز کام کے سلسلہ میں ملنے کے لئے گیا تو انہوں نے بڑی مہربانی فرماتے ہوئے ایک گھنٹہ کے بعد شرف ملاقات بخشی جناب والا میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ممبر صوبائی اسمبلی جو پروٹوکول کے حساب سے وہ میجر جنرل کے برابر ہوتا ہے، لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہم کچی فوج کے جنرل ہیں رجناب والا اگر کوئی پکی فوج کے جنرل انسپکٹر جنرل پولیس کے پاس ملنے یا کسی کام کے سلسلہ میں جاتے تو وہ تمام مصروفیات کو چھوڑ کر انہیں الوداع کہنے کیلئے دفتر سے باہر آتے اور دفتر سے باہر کھڑے رہتے جب تک ان کی کار آنکھوں سے اوجھل نہ ہو جاتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(قطع کلامیاں)

No cross talk please

مسٹر سپیکر :۔

جناب رانا شمیم احمد خان :۔ جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ رانا صاحب ہمارے بزرگ ہیں بھائی ہیں ، دوست ہیں اپنے ملک کی خاطر اپنی عوام کی خاطر براہ مہربانی اپنے میں کوئی لچک پیدا کریں' تھوڑے سے بدلیں۔ ہم ان کے مشکور ہیں یہ ہمارے بزرگ ہیں ، یہ ہم میں سے ہیں اور ہم ان میں سے ہیں۔

جناب والا اب میں یہ گزارش کروں گا کہ مارشل لاء کا مسئلہ ہمارے ملک میں کافی دیر سے چل رہا ہے ، وہ بھی فوری طور پر حل ہونا چاہئیے تاکہ جمہوری نظام آگے چل سکے۔

سب سے اہم بات جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ سالانہ ترقیاتی پروگرام سے متعلق ہے۔ جناب والا ہمارے پورے ایوان کے ساتھ اتنی بڑی زیادتی ہوئی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ میرے بھائیوں اور دستوں کو اس کا احساس نہیں ان کو یہ پتہ نہیں ہے کہ انہوں نے واپس اپنے علاقوں میں جانا ہے اور جن لوگوں سے ہم نے ووٹ لئے ہیں ان کو جواب دینا ہے۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سڑکیں ، ہسپتال ہیں ، اس میں سکول ہیں اگر ہم یہ سب کچھ اپنے علاقوں میں جاکر نہ بنائیں گے تو پھر ہم نے واپس جاکر کیا کرنا ہے جناب والا میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہوں گا کہ اتنی بڑی زیادتی یا پھر میں ایسے کہوں گا کہ اس معزز ایوان کو اس کا احساس تک نہیں ہے اور کسی نے کوئی بات تک نہیں کی ہے یعنی سالانہ ترقیاتی پروگرام ہر قیمت پہ ممبر صوبائی اسمبلی کے مشورے

سے بنیں گے۔ اور اپنے علاقے میں سڑکیں اور ہسپتال ان کی مرضی سے بنیں گے۔ جو پروگرام ممبر صوبائی اسمبلی اپنے حلقوں کیلئے پیش کریں اس کے مطابق عمل درآمد ہونا چاہیئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام ان کے علاوہ کوئی بنائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس جمہوری نظام اس اسمبلی کے نظام اور اس ملک کے خلاف ہے۔ ہمیشہ سے یہ ہوتا رہا ہے کہ اسمبلی کے ممبران اپنے اپنے حلقوں سے تجویزیں دیتے تھے اور اس پر عمل ہوتا تھا۔

جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ میں دو دفعہ ممبر ضلع کونسل رہا ہوں عام طور پر یہ تاثر ہے کہ ضلع کونسلیں جو پروگرام دیں اس کے مطابق ترقیاتی پروگرام ہونے چاہیں۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ضلع کونسلوں نے بڑے اچھے کام کئے ہیں لیکن اب اسمبلیاں بن گئی ہیں۔ اب یہ کام صرف اور صرف انہوں نے کرنے ہیں۔ ضلع کونسلیں اپنے وسائل کے مطابق کام کریں، جیساکہ میں نے عرض کیا ہے کہ میں دو دفعہ ضلع کونسل کا ممبر رہا ہوں اور برسر اقتدار گروپ میں شامل تھا، لیکن جو لوگ ہمارے ساتھ نہیں تھے، ان کا تو گناہ ہوا کہ ان کے علاقوں میں کام نہ ہوا لیکن اس عوام کا اس علاقہ کا کیا قصور ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا صرف صوبائی اسمبلی کے ممبر جو تمام علاقوں کی نمائندگی کرتے ہیں صرف اور صرف یہ سالانہ ترقیاتی پروگرام دیا کریں گے اور اس پر عمل ہوا کرے گا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر :- مولانا محمد غیاث الدین صاحب

مولانا محمد غیاث الدین :- الحمدُ لِلّٰہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علیٰ رسولہٖ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین امّا بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان ۰ صدق اللّٰہُ مولٰنا العظیم ۰

سید حسنات احمد شاہ :- پوائنٹ آف آرڈر سر۔ یہ مولانا پہلے بھی یہاں بول چکے ہیں۔

آوازیں : نہیں بولے

سید حسنات احمد شاہ :- بولے تھے۔ اور جناب سپیکر نے وعدہ کیا تھا کہ جو آدمی نہیں بول سکے میں انکو پہلے بولنے کا موقع دوں گا۔

مولانا محمد غیاث الدین : میں جناب سپیکر صاحب کی وساطت سے شاہ صاحب سے عرض کردوں کہ سالانہ بجٹ کے سلسلہ میں پہلی مرتبہ تقریر کر رہا ہوں۔

سید حسنات احمد شاہ : پہلے بھی آپ بول چکے ہیں۔

مولانا محمد غیاث الدین : پہلے ضمنی بجٹ میں بولا تھا۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر :- مولانا آپ ضمنی بجٹ پر بول چکے ہیں۔

مولانا محمد غیاث الدین :- ہاں جی لیکن یہ میرا حق بنتا ہے۔ سالانہ بجٹ پر بھی میرا حق بنتا ہے۔

جناب سپیکر : اب تو آپ بولیں گے لیکن میرے ریکارڈ میں غلطی ہے میں یہ دیکھوں گا کہ یہ غلطی کیوں ہوئی ہے۔

مولانا محمد غیاث الدین ۔ بہر حال میں آپ کے ریکارڈ میں غلطی نہیں سمجھتا۔ کیونکہ آپ نے اب حکم فرمایا ہے اس لیئے اب میں کھڑا ہو گیا ہوں۔(مداخلت)

آوازیں

جب میرا حق بنتا ہے تو مجھے کچھ کہنے دیجیئے ۔

ایک معزز ممبر :۔ پوائنٹ آرڈر سر۔

جناب سپیکر :۔ جی آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں ۔

ایک معزز ممبر :۔ ابھی تک ٹائم نہیں ملا ۔ ۸۵-۶-۳ کو میں نے ٹائم لیا تھا تو آپ نے ۸۵-۶-۵ کا ٹائم دیا۔ برائے مہربانی انکے بعد مجھے ٹائم دیں۔

جناب سپیکر :۔ آپکو ٹائم ملے گا آپ فکر نہ کریں۔

مولانا محمد غیاث الدین ۔ اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے وزن میں انصاف کرو اور میزان میں کمی نہ کرو۔ گزارش یہ ہے کہ ۸۶-۸۵ کا بجٹ ایک عوامی حکومت کی طرف سے پیش کیا گیا ہے ۔ جس کا ہمیں مدت سے انتظار تھا اس پر میں وزیر خزانہ صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ بڑی مدت سے انتظار تھا کہ عوامی حکومت کی طرف سے کوئی بجٹ آئے ۔ اس سے پیشتر مسلسل کئی سالوں سے بجٹ ان لوگوں کی طرف سے پیش کیا جاتا رہا جن کا عوام کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بجٹ عوام کے مفاد میں نہیں ہوا کرتا تھا۔

ترس رہی ہیں تیری دید کو جو مدت سے

وہ بے قرار نگاہیں سلام کہتی ہیں

(واہ واہ)

گزارش یہ ہے ۔

(قطع کلامیاں)

میں بذات خود اللہ کے فضل و کرم سے پکا ہوں اور آپ حضرات کے بیجا شور سے میں گھبراتا نہیں ہوں۔ میں ہزاروں کے مجمع میں خطاب کرتا ہوں ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر :۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب فضل حسین راہی :۔ ہم نے تو انہیں سپیکر تسلیم نہیں کیا ہے ۔

مولانا غیاث الدین صاحب :۔ سپیکر کے معنی بولنا ہیں ۔

جناب سپیکر :۔ راہی صاحب تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب خادم حسین چوہدری :۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر :۔ آپ کو اجازت ہے ۔

جناب خادم حسین چوہدری :۔ جناب کوئی ایسے رولز اور Rules of Procedure کی خلاف ورزی نہیں ہو رہی۔ جس کے تحت پوائنٹ آف آف آرڈر Raise کئے جاتے ہیں۔ آپ اس کو کنٹرول فرمائیے ۔ شکریہ

جناب سپیکر :۔ جی ہاں مولانا۔

مولانا محمد غیاث الدین ۔ گزارش یہ ہے ۔

ایک آواز ۔ شعر دوبارہ کہیں ۔

مولانا محمد غیاث الدین : ترس رہی تھیں جو مدت سے تیری دید کو
وہ بیقرار نگاہیں سلام کہتی ہیں

(واہ واہ)

محترمہ بشریٰ رحمٰن :۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر :۔ مولانا محترمہ بشریٰ رحمٰن پوائنٹ مبرآت آرڈر پر کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

محترمہ بشریٰ رحمٰن :۔ جناب والا ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ اتنے خوبصورت شعر کو ذبح کیا جائے۔

(قہقہہ)

مولانا محمد غیاث الدین :۔ میں یہ گزارش کروں گا .....

محترمہ بشریٰ رحمٰن :۔ مولانا سے التماس ہے کہ وہ اس شعر کو درست فرمالیں۔ اگر وہ مجھے اجازت دیں تو میں درست کر دوں۔

(قہقہے)

جناب سپیکر :۔ محترمہ آپ اسکو اپنی دانست میں جو درست سمجھتی ہیں وہ فرمائیں۔

محترمہ بشریٰ رحمٰن :۔ جناب شعر عرض ہے۔

ترس رہی ہیں تیری دید کو جو مدت سے
وہ بیقرار نگاہیں سلام کہتی ہیں۔

(واہ واہ)

مولانا محمد غیاث الدین :۔ میں یہ گزارش کروں کہ جو تھیں کا لفظ میں نے بڑھایا خود زیادہ کیا ہے۔ کوئی ضروری نہیں کہ ہم کسی شاعر

کے پابند ہوں اور نہ یہ صحیفہ آسمانی ہے۔ کہ کسی شاعر کے ہی پابند ہوں۔ ہم بذات خود جب اردو زبان بول سکتے ہیں ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

مولانا محمد غیاث الدین :- جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے اپنے فاضل اراکین سے یہ بھی گزارش کرونگا کہ یہ بڑا معزز ایوان اس میں اتنا مذاق ہمارے لئے ٹھیک نہیں ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر :- آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رائے جعفر خان :- پوائنٹ آف آرڈر سر۔ بات یہ ہے کہ مولانا اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں یہاں مذاق نہیں کرنا چاہیئے۔ ہنسنا نہیں چاہیئے تو میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا ہم یہاں قلوں پر آئے ہوئے ہیں۔ کہ ہم یہاں ہنس نہیں سکتے ؟

مولانا محمد غیاث الدین : میں اتنی گزارش کروں گا کہ میں نے جو مذاق کا کہا ہے اس لئے کہ قرآن کا یہ حکم ہے کہ مذاق کرنا جہلاء کا کام ہے۔ پہلا سپارہ پڑھ لیجئے۔ اور سمجھ آجائے گی کہ مذاق کرنا جہلاء کا کام ہے عقلمند مذاق نہیں کیا کرتے۔ قرآن کا یہ حکم ہے کہ غلط شور نہ کیا جائے غلط قرآن نہ پڑھا جائے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر :- آرڈر پلیز۔ راہی صاحب تشریف رکھیں۔ راہی صاحب کوئی کسر ہے ابھی۔

جناب فضل حسین راہی :- پوائنٹ آف آرڈر سر۔

مولانا صاحب کی اطلاع کے آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایسی جگہ پہ اور ایسے معاملات میں قرآن کریم کو کوٹ کرتے ہیں یہ درست نہیں ہے ۔ اور اگر یہ مجھ سے بہتر جانتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ۔ صحابہ کرام کی زندگی کو یہ کم از کم مجھ سے زیادہ بہتر سمجھتے ہیں مجھے تو اتنا عبور نہیں ہے لیکن ان کی نشستوں میں بھی مذاق ہوتا تھا ۔ ایک ہمیں ایسا موقع ملتا ہے ۔ ایسی بات ملتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست جی ہوئی اے اور اس میں پھل کھائے جا رہے ہیں

اور پھل جو کھائے جا رہے ہیں اس کی ساری گٹھلیاں جو ہیں گٹکاں جناں نو پنجابی وچ کہندے نے ۔ اور ۔۔ اگر پنجابی وچ کر لیندے نے تے زیادہ بہتر ئیں سی ۔

(قہقہہ)

جناب سپیکر :۔ جی فرمایئے ۔

جناب فضل حسین راہی :۔ او ساریاں گٹکاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ دے کول رکھی جاندے ۔ حضرت علیؓ اپناں گٹکاں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کول رکھی جاندے نے ۔ اوناں دے اگے رکھی جاندے اور او کہندے نے کہ تساں دیکھو اپناں پھل کھا لیا اور اس بہت تھوڑا تھوڑا کھادا اے ۔ اوناں نے یہ کہا جی تسی گٹکاں سمیت ای کھا لیا تے اے مذاق دی صورت اے ۔ اور مذاق جیہڑا محفل نوں جاندار رکھدا اے ۔ اور جنہا دیاں اے تقریراں کون لئے رہے نے ۔ مذاق نہ ہوئے تو اج ای مر جائیے ایتھے ۔

(قہقہے)

جناب سپیکر :۔ آپ بجٹ پہ بات کرنا چاہتے ہیں، آپ اصل موضوع کی طرف آئیے۔

مولانا محمد غیاث الدین :۔ لیکن راہی صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے اس کا جواب دینا میرا حق بنتا ہے ۔ جناب سپیکر میں گزارش کروں گا۔ ایک تو مذاق ہے استہزأ مزاح شریعت میں جائز ہے۔ استہزا شریعت میں جائز نہیں ۔ استہزأ اس کو کہتے ہیں کہ ایسا مذاق کرنا جس میں کسی کی تذلیل ہو اور مزاح اسے کہا جاتا ہے جو حقیقت پر مبنی ہو ۔

گزارش یہ ہے کہ سالانہ بجٹ کے سلسلہ میں یہ بحث جاری ہے ۔ اس سلسلہ میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ میرے خیال میں سالانہ بجٹ متوازن بجٹ ہے اس میں دیہاتیوں کا بھی خیال رکھا گیا ہے ۔ شہریوں کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے ۔ طلبا کا بھی خیال کیا گیا ہے ، تعلیم کے متعلق جو رقوم ات رکھی گئی ہیں یہ قابل ستائش ہیں۔ لیکن ایک چیز عرض کروں گا کہ یہ جو مفکرین نے کہا کہ العلم نور و سرور ۔ علم نور ہے علم سرور ہے ۔ آج کیا وجہ ہے تاریکی میں تبدیل ہو رہی ہے ۔ یہ سرور جو ہے بے ذوق ہو رہا ہے ۔ اس کی وجہ کیا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی بڑی وجہ ہے کہ آج استاد کا رابطہ شاگرد کے ساتھ نہیں رہا اور شاگرد کا رابطہ استاد کے ساتھ نہیں رہا استاد شاگرد پر پوری شفقت اس لئے نہیں کر رہا کہ استاد کو اس کے وقت کا پورا معاوضہ نہیں دیا جا رہا ۔ وہ معاشی حالات میں، میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ جناب رانا پھول خاں صاحب ہی تنہا اس اسمبلی میں نہیں آئے ۔

رانا پھول محمد خاں :۔ جناب سپیکر ! جناب والا گزارش یہ ہے کہ

آپ بھی دیکھ رہے ہیں - مجھ پر غلط الزام لگایا ہے - اگر مولانا کو میری وجہ سے کوئی رکاوٹ ہوئی ہے تو میں تو جانتا ہوں کہ سارا ہاؤس ایک طرف اور ایک مولوی جب کھڑا ہو جائے تو وہ سب پر حاوی ہے - اور جھوٹ بولنے میں بھی علماء نے یہاں انتہا کر دی الزام لگانے میں بھی انتہا کر دی -

جناب سپیکر :- No cross talk please

رانا پھول محمد خان :- میں تو حضرت آپ کا احترام کرتا ہوں - اگر میری وجہ سے ......

مولانا محمد غیاث الدین :- میں عرض کر دوں گا کہ جس کی آپ بات کر رہے ہیں اس میں میں شامل نہیں ہوں -

جناب سپیکر :- رانا صاحب تشریف رکھیئے -

مولانا محمد غیاث الدین :- اکثر بیشتر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ سکولوں کے اندر کالجوں کے اندر احتجاج استادوں کے متعلق بھی کیا جاتا ہے اسلام کے اندر ہے کہ استاد کا پورا ادب کیا جائے - اس کی عزت کی جائے اور استاد شاگرد کا پورا خیال کرے - میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ استاد ہر وقت معاشی حالات میں مبتلا رہتے ہیں - جس کی وجہ سے وہ شاگردوں کی طرف پوری توجہ نہیں کر پاتے - اور شاگرد جب استاد سے پوری شفقت نہیں لیتے تو پھر وہ احتجاج پر اتر آتے ہیں - میرا مطالبہ ہے کہ استاد کو معاشی لحاظ سے اتنا طاقتور بنا دیا جائے تاکہ انہیں کوئی معاشی پریشانی لاحق نہ ہو - اور پوری طرح تعلیم پر توجہ نہ دے سکے - دوسری

وجہ ہمارے ہاں سکول تو بہت قائم کئے جاتے ہیں۔ لیکن ان سکولوں کے اندر سہولتیں بہت کم میسر آتی ہیں۔ سکول ہے عمارت نہیں اگر عمارت ہے تو استادوں کی تعداد پوری نہیں۔ اور تعلیم کے اندر ایک کمی یہ بھی نظر آ رہی ہے۔ کہ تعلیم میں بھی درجہ بندی رکھی گئی ہے۔ تعلیم میں بھی اونچ نیچ ہے۔ شہروں کے اندر اس قسم کے چیف کالج قائم کئے گئے ہیں کہ ابتداء سے ہی بچے شاہانہ طریقے سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جبکہ دیہاتوں کے اندر جو بچے پڑھتے ہیں انہیں بیٹھنے کے لئے ٹاٹ تکیہ میسر نہیں ہیں۔

آپ یہ بتائیے کہ چیف کالجوں میں جہاں بچے ابتدا سے سواری کے لئے گھوڑے میسر ہو جاتے ہیں۔ یہ گورنر ہاؤس کے پاس کالج موجود ہے دیکھا گیا ہے وہاں ابتدا سے بچوں کو سواری کے لئے گھوڑے دیئے جاتے ہیں۔ کھیل کے لئے اعلیٰ قسم کا سامان مہیا ہے۔ اور امراء کے بچے وہاں پڑھتے ہیں۔ غریب بھی اس ملک کے رہنے والے ہیں۔ ان کے بچوں کو سکول کے اندر بیٹھنے کے لئے ٹاٹ تک میسر نہیں سایہ تک میسر نہیں ہے یہ بچے شروع سے ہی شاہانہ قسم کی تعلیم پرورش پاتے ہیں یہ کس طرح [illegible] ملت کی خدمت کر سکیں گے۔ اس لئے یہ امتیاز ختم ہونا چاہیئے یہ فرق [illegible] چاہیئے۔ جیسے اس ملک کے اندر دولت مند کا حق ہے۔ اسی طرح سے اس ملک کے اندر ایک غریب کا بھی اتنا ہی حق ہے۔

زراعت کے معاملہ میں عرض کروں گا کہ بار بار یہ کہا جاتا ہے۔ زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ہم اس ریڑھ کی ہڈی کو اس طرح سے پامال کر رہے ہیں کہ اب پانی کا جھگڑا چل نکلا ہے اور یہ جھگڑا

چھوڑا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پانی کا جو جھگڑا مارشل لاء کی حمایت کا جواز پیدا کرنے کے لئے چھوڑا گیا ہے۔ مارشل لاء کو طور دینے کے لئے کہا گیا ہے۔ اور یہ پانی کا جھگڑا، میں یہ عرض کروں گا، جنہوں نے چلایا ہے یہ مت سمجھیں کہ یہ پنجاب کو نقصان ہے میں یہ عرض کروں گا کہ

اے چشم شعلہ زن تو ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے، کہیں تیرا گھر نہ ہو

اور یہ گزارش کروں گا کہ یہ مسئلہ بہت جلدی حل ہو جانا چاہئے تاکہ جو لوگ اپنے اقتدار کو دوام دینا چاہتے ہیں ان کو کوئی جواز نہ مل سکے۔ گزارش یہ ہے کہ زراعت کے سلسلہ میں زمیندار کے لئے زراعت کے اوزار کی بھی ضرورت ہوتی ہے جس تحصیل سے جس علاقہ سے میں تعلق رکھتا ہوں میرا علاقہ اکثر بارڈر ایریا میں ہے۔ بارڈر ایریا میں زمیندار بہت تنگ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر شخص کو ہل چلانے کے لئے ٹریکٹر میسر نہیں ہے اس لکڑی کے ہل کی ضرورت ہوتی ہے۔ بارڈر ایریا کے پانچ میل کے علاقہ میں لکڑی کاٹنا بہت بڑا جرم ہے۔ مسواک تک اگر کاٹی جائے تو اس کا چالان ہو جاتا ہے۔ دفعہ ۱۴۴ میں چالان ہو کر ۸۸ لاگو کر کے اسے جیل میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس لئے اس پابندی کی وجہ سے بارڈر ایریا میں زمینداروں نے درخت لگانے چھوڑ دیئے ہیں۔ کہ جب اپنے ہاتھوں سے لگائے ہوئے درخت ہم ہل کی لکڑی تک ہل میسر کرنے کے لئے باہر سے دو روپے کی لکڑی لانی پڑتی ہے۔ بہت قیمت دے کے لانی پڑتی ہے اس پابندی کی وجہ سے درخت لگانے لوگوں نے چھوڑ دیئے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ دفاع کے لحاظ سے درخت

کی بڑی اہمیت ہے۔ اور اسے ہم تسلیم کرتے لیکن فی ایکڑ کے لحاظ سے تعین اور تقرر ہو جانا چاہیئے تاکہ زائد جتنے ہوں زمیندار ان کو اپنے استعمال میں لا سکے۔

صحت کے معاملہ میں یہ عرض کروں گا کہ صحت کے سلسلہ میں یہاں بارہا فاضل اراکین نے یہ عرض کی ہے اور یہ مطالبہ کیا ہے کہ ہسپتالوں میں نئی بستر فیس لگائی ہے کہ ہر مریض سے دس روپے فی بستر وصول کئے جائیں۔ ہمارا ملک بڑا غریب ہے۔ جب ہم چاہتے ہیں کہ طبی سہولیات کو عام کیا جائے اور ہر شخص کو علاج میسر ہو میں عرض کروں گا کہ شہروں کو نہ دیکھیے۔ دیہاتوں کے اندر بہت زیادہ غریب لوگ بستے ہیں ان کے پاس دوائی کے پیسے نہیں ہوتے ہیں۔ ایک ہی دوائی حاصل کرنے کا سبب تھا کہ گورنمنٹ کے ہسپتالوں میں جا کر وہ دوائی لیں۔ پہلے ہی انہیں اٹھارہ نمبر کی دوائی ملتی تھی۔ اور کچھ میسر نہیں آتا تھا۔ اب تو انہوں نے ہسپتالوں کا رُخ ہی چھوڑ دیا ہے کہ کون ہے جو ہر روز دس روپے دے اور وہاں پر داخلہ لے۔ یہ میرا مطالبہ ہے کہ ۱۰ روپے والی فیس ختم کی جائے۔ ہمارے شکر گڑھ میں ایک ہسپتال ہے اور اس ہسپتال میں سرجن تک میسر نہیں۔ میرا یہ بھی مطالبہ ہے۔ بعض مریض ایسے بھی ہیں جو سرجن نہ ہونے کی وجہ سے راہ ملک عدم ہو جاتے ہیں۔ ہمیں ایک سرجن کی ضرورت ہے۔

اس ہسپتال میں ایک سرجن مہیا کرنا چاہیے۔ شکر گڑھ یا دیگر جگہوں پر بھی ڈسٹرکٹ بورڈ کی کچھ جگہیں ہیں۔ جہاں لوگوں نے وہ جگہیں لے کر دوکانیں بنائیں، مکان بنائے ہیں اور مدت سے وہ لوگ ان جگہوں کا کرایہ دیتے چلے آ رہے ہیں اور اب ڈسٹرکٹ بورڈ والوں نے بہت زیادہ کرائے بڑھا دیئے ہیں صرف جگہ ہے عمارت لوگوں نے خود بنائی ہے میری یہ گذارش ہے کہ جہاں کچی آبادی کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جا رہے ہیں ڈسٹرکٹ بورڈ کی جتنی بھی جگہیں ہیں ان پر جتنے بھی مکین ہیں ان کو بھی مالکانہ حقوق دے دینے چاہئیں اگر اس کا fix کرایہ ہو جانا چاہیے ہر سال کرایہ جو بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس سے ان لوگوں کو بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

جناب سپیکر:۔ مولانا آپ کی تقریر کا وقت اب ختم ہو گیا ہے۔

مولانا غیاث الدین:۔ بس حضرت جی میں ایک منٹ عرض کرنا چاہتا ہوں صرف ایک منٹ۔ سڑکوں کے معاملے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری تحصیل شکر گڑھ جس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں وہاں پر سڑکوں کی بہت زیادہ کمی ہے لوگوں کو دور دور سے پیدل چل کر آنا پڑتا ہے اس وجہ سے لوگ بہت زیادہ پریشان ہیں ہمارے ہاں ایک ... زیادہ نہیں صرف میں موجودہ حکومت سے عرض کروں گا کہ زیادہ نہیں ہماری ویسے بات تو سنی ہی نہیں گئی ہمارے لئے اس بجٹ میں رقم تو رکھی ہی نہیں گئی ہمیں تو صرف فرضی کارروائی کیلئے بلایا گیا ہے۔ جو ہم نے منصوبہ جات دیئے ہیں ان کو اس میں شامل نہیں کیا گیا ہے تو اگر یہ ہماری باتیں پوری نہ کی گئیں تو ہم پھر یہی عرض کریں گے ہم بار بار چلائیں لیکن ہماری آواز سنی نہیں گئی۔ آپ کی وساطت سے یہ حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ ہمارے ہاں شکر گڑھ سے لیکر قصبہ سکھو چک تک یہ آٹھ میل کا ایریا ہے تقریباً لاکھوں کے حساب آبادی بنتی ہے کوئی سڑک نہیں ہے لہذا میرا مطالبہ ہے کہ شکر گڑھ سے سکھو چک تک براستہ شاہ پور بھنگو سڑک بہت جلد تعمیر کرنی چاہئے اس سے بہت زیادہ لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ میں انہیں الفاظ پر ختم کرتا ہوں اور ساتھ ہی آپ کا ممنون ہوں۔

جناب سپیکر:۔ شکریہ جی۔

ڈاکٹر سردار احمد صاحب: مسٹر سپیکر

جناب سپیکر:۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر سردار احمد صاحب: میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں اگر اجازت ہو جناب نے ایک خصوصی کمیٹی تحریک استحقاق کے متعلق تشکیل فرمائی تھی اس کی توسیع کے متعلق عرض کرنا ہے اگر آپ ایک منٹ دے دیں تو میں ...

جناب سپیکر: کس تحریک استحقاق پر۔

جناب ڈاکٹر سردار احمد صاحب: تحریک استحقاق جو بیگم شاہین منور احمد نے پیش کی تھی اور آپ نے ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی تھی اور اس کے سلسلے میں کام ابھی تک ختم نہیں ہوا، اس کی خصوصی نوعیت کی بنا پر میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ ہاؤس میں کچھ میعاد اور بڑھانے کی استدعا کی جائے۔ اس کی تاریخ آج تک ہی تھی۔ اب میں وہ پیش کر سکتا ہوں میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بیگم منور شاہین احمد کی تحریک استحقاق جو خصوصی کمیٹی کے سپرد کر دی گئی تھی اس کی رپورٹ پیش کرنے کے لئے ہیں اس کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کی جائے۔ جناب والا بہت سے گواہان ہیں اور اس کی خصوصی نوعیت ہے ہمیں یہ کوشش کرنی ہے کہ کہاں تک تحریک ہوتی ہے اور بہت سے۔۔۔ ہاں اس اجلاس میں ہم نے رپورٹ پیش کرنی ہے لہٰذا اسے پوری طرح thrash کرنے کی اجازت دی جائے اور تمام گواہوں کو بلا کر ان سے گواہی لی جائے اس کے لیے ایک ماہ کی۔۔۔۔۔

محترمہ شاہین منور احمد لاہور۔ جناب سپیکر میری ایک گذارش ہے اس سے پہلے کہ آپ انہیں توسیع دیں صرف ایک گذارش ہے وہ یہ کہ اگر آپ اس میں دو ممبروں کا اضافہ کر دیں تو یہ کام جلد ہو جائے گا ورنہ یہ کام ایک مہینے سے بھی آگے چلا جائے گا۔ میری صرف آپ سے یہ request ہے۔

جناب سپیکر۔ پہلے اس میں کتنے ممبران ہیں۔ چھ

محترمہ شاہین منور احمد۔ پہلے اس میں سات ممبران ہیں۔

جناب سپیکر۔ تو سات ممبران کافی نہیں ہیں بیگم صاحبہ۔

محترمہ شاہین منور احمد صاحبہ۔ جی ویسے بھی میں سمجھتی ہوں کہ گنجائش ۹ ممبران کی ہے جو آپ کے رولز آف پروسیجر میں ہے اگر آپ اس میں دو۔۔۔۔ پہلے آپ نے سات اپنی مرضی سے رکھے ہیں دو آپ ہاؤس کی مرضی سے یہاں سے آپ کسی lawyers کو رکھ لیں بیچ میں

تو بہتر ہوگا اور جلدی کام ہوگا کیونکہ جو یہ بات ہے کہ مجھے with all respect to the committee کہنا پڑتا ہے کہ گورنمنٹ کے نمائندے زیادہ بولتے ہیں اور ممبران ۔ ۔ ۔ اس لیے ہمیں توسیع کرنی پڑتی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب میں اس کی ذرا وضاحت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ گواہان لانے ہیں کہ ان گواہوں کے بیان لیتے لیتے اور ان کے پیش ہوتے ہوتے وقت لگے گا اور کچھ لوگ آنا ہی نہیں چاہتے اس لیے عرض یہ ہے کہ ہمیں بہت سی کتابیں consult کرنی پڑیں گی تو استدعا یہی ہے کہ آپ اس کو ٹائم دیں۔

محترمہ شاہین منور احمد صاحبہ۔ میں سمجھتی ہوں کہ تحریک استحقاق تب بنتی ہے جب کہ سرکاری ملازم آنا نہ چاہیں تو یہاں پھر تحریک استحقاق بنتی ہے They refuse to come تو ۔ ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر۔ ابھی کمیٹی کی رپورٹ بیگم صاحبہ آنے دیں نا یہ اختیارات میں ہے کہ وہ کمیٹی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

محترمہ شاہین منور احمد صاحبہ۔ میری صرف گذارش یہ ہے کہ اگر آپ دو ممبر اور یا ایک اور سوار شاہد صاحب کو یا ظفر صاحب کو رانا صاحب کو کسی کو ان میں ایک ممبر add کریں۔ آپ کی مہربانی ہو گی اور کام بھی جلدی ہوگا۔

جناب سپیکر۔ اچھا حضرات ڈاکٹر صاحب نے یہ جو ہے کمیٹی کی رپورٹ کی تکمیل کے سلسلہ میں ہاؤس سے جو وقت مانگا ہے آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں۔ (ہاں)

ایک فاضل رکن۔ یہ اس اجلاس میں آجاتے رپورٹ تو زیادہ بہتر ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ ایک ماہ کی مدت ڈاکٹر صاحب نے مانگی ہے۔ کیا ہاؤس اجازت دیتا ہے؟ ہاں

ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب ہاؤس اجازت دیتا ہے۔

ڈاکٹر سردار احمد صاحب۔ ٹھیک ہے سر بہت بہت شکریہ

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر، میں نے ایک قرارداد گذارش کی تھی قرارداد کے سلسلہ میں جناب نے فرمایا تھا کہ ریکارڈ ملاحظہ فرمائیں چونکہ اس قرارداد کے محرک اس ہاؤس میں ملک صاحب تھے وہ جانا چاہتے ہیں

میں نے ان سے گذارش کی ہے کہ آپ سپیکر صاحب کو بتا جائیں کہ میں نے ان الفاظ کا اضافہ کیا تھا اور ہاؤس نے منظور کیا تھا۔ آپ کے ریکارڈ میں یہ چیز موجود نہیں ہے آپ ان سے تسلی فرمائیں اس کے بعد اپنا فیصلہ فرما دیں جی آپ تشریف رکھیں

جناب سپیکر۔ اس سے پہلے میں میاں اسحاق صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک رولنگ دینا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ:-

MR. SPEAKER: A question has arisen wheather a member can be required to appear in person in any civil or Revenue Court, or before any Commission or Election Tribunal during a Session of Assembly and for a period of the 14th days before and 14 days after the Session of the Assembly. In the existing Provincial Assembly of the Punjab Privilege Act, 1972, it has been provided in section 4 thereof that no member shall be detained under any Provincial Law relating to preventive detention or be required to appear in person in any Civil or Revenue Court or before any Commission or Election Tribunal during a Session of the Assembly and for a period of 14th days before and 14 days after the Session of the Assembly and no member of a committee shall be

so detained or requried to appear before such Committee, Commission or Tribunal during a sitting of the Committee and for a period of three days before and three days after the meeting of the Committee.

In view of the above referred provision of Law, the members are exempt from appearance before Election Tribunal or any other Civil or Revenue Court during a Session of the Assembly and for the period of 14 days before and 14 days after the Session of the Assembly, but not from a criminal court.

GHAUDHRI GUL NAWAZ:- What about Martial Law Courts?

جناب سپیکر۔ ابھی میرے سامنے جو سوال ہے وہ عام عدالت کا ہے۔ اس سلسلے میں آپ باضابطہ طور پہ پوچھیں گے تو اس کا آپ کو باضابطہ طور پہ جواب دیا جائے گا اور اب میرے پاس دس منٹ ہیں میں اپنا ملک طیب صاحب کو درخواست کرتا ہوں کہ وہ دس منٹ میں اپنی تقریر کو ختم کر لیں۔

رائے جعفر خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ہماری یہ پچھلی row ہے اس لیے آپ نے ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔ اس row میں سے آپ نے کسی چار دن سے بولنے کا موقع نہیں دیا۔

جناب سپیکر۔ ابھی آپ کے سردار حسن اختر ہو گئے وہ موجود نہیں ہیں۔ سردار خان صاحب بیٹھے ہیں یا تقریر کر چکے ہیں۔

رائے جعفر خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا آپ یہ فرما دیں کہ چٹیں ہماری آپ کے پاس موجود ہیں۔ ادھر ادھر تو نہیں ہو گئیں۔

جناب سپیکر ۔ چٹیں بالکل موجود ہیں ۔ میں آپ کو عرض کر چکا ہوں کہ آپ میں سے ہر خواہشمند مقرر تقریر کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ چاہے کل سے ایک نشست اور کرنی پڑے گی ۔

رائے جعفر خاں ۔ آپ نے کل بھی فرمایا تھا کہ جو آدمی باقی رہ گئے ہیں ان کو آج موقع دیا جائے گا ۔

جناب سپیکر ۔ قبلہ یہاں تو صورت یہ ہے ۔ میں سمجھتا ہوں شاہ صاحب کہ بیسیوں دوست ایسے ہیں جن کی چٹیں میرے پاس ہیں جو رہ گئے ہیں ۔ صرف آپ نہیں رہ گئے آپ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں ۔ آپ میرے لیے قابل احترام ہیں ۔ آپکی آراء آپ کا اظہار بحث پر نہایت ضروری ہے ۔ آپ کو وقت دیا جائے گا ۔ رائے صاحب آپ کو ضرور وقت دیا جائیگا ۔

حاجی جمشید عباس مقیم ۔ جناب والا بات صرف اتنی ہے کہ آپ بائیں طرف زیادہ دیکھتے ہیں اس طرف آپ لوگوں کو زیادہ توجہ دے رہے ہیں ۔ دو آدمیوں کو آپ نے وقت دے دیا تو یہ کوئی بات نہیں ۔ بائیں طرف دل ہوتا ہے ۔ اس لیے آپ اس طرف زیادہ توجہ دے رہے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ حالانکہ دستور زمانہ یہ ہے کہ لوگ دائیں طرف دیکھتے ہیں ۔

(قہقہہ)

سردار رفیق حیدر خان لغاری ۔ جناب والا آپ کی غیر موجودگی میں جب ڈپٹی سپیکر صاحب کرسی صدارت پر تشریف رکھتے تھے تو میں نے ایک پرویلج موشن move کیا تھا ۔ اب چونکہ دس منٹ میں اجلاس ختم ہونے کو ابھی تک مجھے اس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا ۔

جناب سپیکر ۔ آپ کا پرویلج موشن میرے علم میں آچکا ہے ۔ اس کو ہم صبح انشاء اللہ take up کریں گے ۔ اور اسمبلی میں آنے سے پہلے آپ ذرا میرے چیمبر میں تشریف لائیے گا ۔ اس کے بعد آپ کا پرویلج موشن take up کریں گے ۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری۔ بہت اچھا

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا دہ تو آجانی چاہیے تھی ۔

جناب سپیکر ۔ جناب آپ اجازت دیں گے کہ ملک طیب خان صاحب اپنی بات کر سکیں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ پانچ منٹ باقی رہ گئے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ پانچ منٹ میں ان کی بات ختم نہ ہوئی تو کل opening speech ان سے کرائیں گے ۔

ملک طیب خان ۔ جناب سپیکر یہ امر ہمارے لیے باعث خوشی ہے کہ طویل مدت کے بعد منتخب نمائندہ حکومت کی طرف سے حکومت پنجاب مالی سال ۸۶ - ۱۹۸۵ء کے بجٹ پر بحث کر رہا ہے لیکن قوم نے جس مشکل وقت میں حق کی آواز پر لبیک کہا ہے اور مخالفین کے عزائم کو ناکام بنایا ہے میں انہیں سوائے خراج عقیدت کے دوسری طرف بار پیش کر سکتا ہوں ۔ اور تو یہاں کچھ بھی نہیں ۔ مارشل لاء کو انتخاب کے بعد خدا کے فضل و کرم سے ہر حالت میں جانا ہی ہے ۔ ہم اسے وزیر اعظم کی صوابدید پر نہیں چھوڑتے بلکہ ہم اس کی تاریخ کا تعین چاہتے ہیں ۔

نعرہ ہائے تحسین

پنجاب تحریک آزادی سے لے کر آج تک تمام مسائل کو برداشت کرتا آیا ہے ۔ لیکن افسوس جہاں آج بڑا بھائی پیاس کی شدت سے دم توڑ رہا ہے اور اُس کے بچے پیاس کی شدت سے مر رہے ہیں چھوٹا بھائی دریائے سندھ پر اپنا حق جمائے بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ دریائے سندھ پر میرا حق ہے ۔ افسوس ہے کہ پنجاب ہر وقت چھوٹے بھائیوں کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہے لیکن جب وہ پیاس کی شدت سے دم توڑ رہا ہے اسے اس کا حق دینے سے چھوٹا بضد بیٹھا ہے ۔ ازراہ کرم چھوٹے بھائی کو بھی اس کے حق کا احساس کرنا چاہیے ۔ اسکی نہر کو چھوڑ کر اس کی پیاس بجھانی چاہیے ۔ جناب سپیکر میں پنجاب اسمبلی کی وساطت سے جہاں ہم بڑے بھائی ہونے کے فرائض ادا کرتا

جانتے ہیں اپنا حق مانگنا بھی جانتے ہیں لیکن چاہتے یہ ہیں کہ چھوٹے بھائی سے لڑائی کے ذریعہ حق مانگنا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

دیہاتی علاقوں کے لیے میں اتنا عرض کرتا ہوں کہ آج سات دن سے ۷۰ فیصد ۷۰ فیصد کی آواز آرہی ہے کہ ۷۰ فیصد خرچ کیا جائے گا حالانکہ دیہاتی آبادی خدا کے فضل و کرم سے خدا معلوم اُسے ۱۰ فیصد کم کیوں یاد کیا جا رہا ہے۔ خرچ کریں نہ کریں۔ کم ازکم اسکی تعداد تو پوری بتائیں۔ یہ میرے خیال میں ۸۲ سے ۸۰ فیصد کے درمیان دیہاتی آبادی ہے۔ اسے صحیح حق تو نہ دیں لیکن اسے کم تو نہ بتائیں کہ یہ آبادی بھی ۷۰ فیصد ہے۔

(قطع کلامیاں)

چلو ۸۵ نہ سہی ۸۰ تو ہے۔ ۸۰ کی بجائے بتایا ۷۰ جا رہا ہے۔ جناب والا محکمہ تعلیم کے بارے میں یہ عرض کروں گا۔۔۔۔۔

وزیر قانون۔ آپ کی اطلاع کے لیے صحیح تجزیہ یہ ہیں کہ ۷۲ فیصد آبادی دیہاتوں میں ہے اور ۲۸ فیصد آبادی شہروں میں ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ ان کے بال بچے وہاں ہیں یہاں صرف بچے پڑھانے کے لیے میں چیلنج کرتا ہوں۔

وزیر قانون۔ میں آپ کے بچوں کی بات نہیں کر رہا کہ وہ اس میں شامل کریں۔ آپ کے بچے اس میں شامل کر لیتے ہیں۔ جو گذشتہ consensus ہے اس میں اگر رانا صاحب نے کوئی اضافہ کیا ہے تو وہ اس میں شامل کر لیا جائے۔

ملک طیب خان۔ کیا وزیر قانون صاحب فرماتے ہیں کہ ۷۰ فیصد ہے۔ ۷۲ ہے تو پھر آپ نے ۷۰ ہی کہا ہے۔ ہاؤس کے سامنے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ کم ازکم ۷۲ تو کہہ دیں۔ یہی بات آپ کی درست ہے۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنی نشست پر

تشریف رکھیئے۔ آپ اس کا اگلا جو اجلاس ہے اس میں سب سے پہلے تقریر جو ہے آپ کی ہوگی۔ وقت ختم ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے میں پھر ہاؤس کی توجہ کے لیے عرض کروں گا۔ . .

وزیر قانون۔ یہ ختم کریں۔

جناب سپیکر۔ اس میں وقت دو بجے تک کے لیے ہے۔ پھر اس کو extend کرنا ہے تو اسی سلسلہ میں مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی مقررین کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور وقت کم ہوتا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں میں آج پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک اور نشست کر لی جائے تو سبھی لوگ جو کم از کم اپنے اپنے علاقے کے حالات بجٹ پر اپنا اظہار خیال کر سکیں گے۔ اس سلسلے میں میں یہ تحریر پیش کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اسکو پسند کریں تو آج ہی دوسری نشست کو پانچ بجے سے سات بجے تک چلایا جائے۔ دو گھنٹے میں افطاری بھی یہاں ہے۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

آوازیں۔ ٹھیک ہے۔

وزیر قانون۔ کیا یہ افطاری ٹیکس ہے۔

جناب سپیکر:۔ اس سلسلے میں ہماری تو بہت مجبوریاں بھی۔ ابھی ہمارا عملہ نے افطاری کا انتظام بھی کرنا ہے میں صرف اسی لئے کہہ رہا ہوں۔۔۔ ایک صاحب رائے دیں گے تو بات ہوگی۔

(قطع کلامیاں)

چیمہ صاحب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر:۔ آپ ایک آدمی بات کریں گے تو کوئی بات ہوگی۔ آپ ایک صاحب رائے دیں گے تو کوئی بات ہوگی۔ جی چیمہ صاحب، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

سردار دلدار احمد چیمہ:۔ سر میری گزارش ہے کہ صرف آج کے لئے نہ کریں۔ میں نے کل بھی یہ گزارش کی تھی کہ روزانہ دوسری نشست کریں۔ تاکہ یہ سارے دوست جو بولنا چاہتے ہیں، اپنے مسائل بتانا چاہتے ہیں، وہ بتائیں

اگر اس کے بعد ضرورت پڑے تو دنوں کو extend کیا جائے۔ آج ہی پروگرام نہ بنا لیں کہ دونوں کو extend کریں گے؟

جناب محمد رفیق : جناب سپیکر، میرے خیال میں بہتر ہو گا کہ آپ دنوں میں اضافہ کر دیں۔

جناب سپیکر : یہ پہلے اظہار کر چکے ہیں۔ جی شاہ صاحب۔

جناب طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر، میں نہایت شکرگزار ہوں کہ آپ نہایت مشفقانہ رویہ ممبران کے ساتھ رکھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ بجٹ سیشن ایک ایسا سیشن ہوتا ہے جہاں ہر ممبر کسی موضوع پہ بات کرنا چاہے اسے آزادی ہوتی ہے۔ چونکہ رمضان کا مہینہ ہے۔ روزہ دار حضرات کے لئے شام کے وقت دقت ہو گی۔ تو آپ یقیناً شفیق ہیں، تو میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ اسمبلی کا سیشن ایک دن کے لئے اور بڑھا دیں یہ آپ کی بہت مہربانی ہو گی۔ ممبران اسمبلی دل کھول کر اپنے مطالبات پیش کر سکیں گے اور اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں گے جو حکومت کے لئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر : اس سلسلے میں پہلے بھی بات کی جا چکی ہے۔ اس میں دقت یہ ہے کہ جب آپ تیرہ تاریخ کو جمعرات کو واپس جائیں گے تو آپ جمعے کے بعد صرف ایک دن کا سیشن attend کرنے کے لئے واپس نہیں آ سکیں گے (قطع کلامیاں) دور کے رہنے والے دوست نہیں آ سکیں گے۔ ۱۹ تاریخ کو عید ہے۔ یہ قابل عمل نہیں ہے۔ آپ جذبات میں یہ بات کر رہے ہیں۔ ہم نے اس کا ٹھیک انداز میں جائزہ لیا ہے۔ آپ ایک دن کے لئے واپس نہیں آ سکیں گے۔ آپ دوسری نشست کی بات کیجئے۔ دوسری نشست کے لیے کل آپ کے سوچ آتے۔ آج دوسری نشست نہیں کرتے ہیں کل کے لیے لیے اور اس سے اگلے روز کے لیے۔ آپ کل سوچ کے آئیے

اور آج میں اس نشست کی کارروائی ․ ․ ․ ․

چوہدری فضل حسین راہی ۔ جہڑے الفاظ کہے سن قرارداد دے وچ شامل کرن واسطے جناب، اوہناں دا فیصلہ دے دیو۔ الفاظ دا فیصلہ دے دتا جائے۔

جناب ارشاد علی چودھری، جناب والا، ایہناں ساڈا حق مار لتا اے۔ چھوٹی جی گل نے وقت ضائع کر دینے نیں۔ پتا نئیں ایہناں نوں ساڈے نال کیوں وکھلے۔ سانوں بولن دا ٹائم ای نئیں دیندے۔

جناب سپیکر ۔ یہ بات رانا پھول محمد خاں کی ہے آپ تشریف رکھیے۔ میں اس سلسلے میں کہہ چکا ہوں کہ رانا صاحب، میں اس کا ریکارڈ نکلواتا ہوں۔ اگر اس میں وہ الفاظ درج ہیں، یقیناً اگر یہاں وہ بات ہوتی ہے تو ریکارڈ میں ہر چیز موجود ہوگی۔ اس پر میں اپنی رائے دوں گا۔ میں آپ کو یہ کہہ چکا ہوں۔

رانا پھول محمد خاں ۔ کل پوائنٹ آف آرڈر میں نے ڈپٹی سپیکر کے سامنے پیش کیا تھا۔ قرارداد تو چلی جائے گی۔ ریکارڈ کی بات نہیں تھی میں نے جناب سے گذارش کی تھی کہ نصر اللہ دریشک صاحب اس قرارداد کے محرک ہیں۔ اور اس میں ہاؤس کی اکثریت رائے سے بلکہ باتفاق رائے سے اضافہ کیا گیا تھا۔ لیکن اس میں شامل نہ کرنا ایک زیادتی ہے۔ بعد میں شامل کرنے سے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ میں نے کل بھی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا۔ اس پر ڈپٹی سپیکر صاحب نے مہربانی فرمائی تھی کہ اس کا جواب دیا جائے گا۔ ابھی مجھے اس کا جواب نہیں ملا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ ہمیں یہ فرما دیا جائے کہ آئین کی رو سے قواعد ضوابط میں shall آگیا ہے یا نہیں یہ لازم ہے کہ ایک سال میں اسمبلی کا اجلاس آپ کو ۷۰ دن سالم بنانا پڑے گا۔ اب اس میں میں نے گذارش کی تھی کہ وہ سال یکم جنوری سے آپ شروع کرنا چاہتے ہیں یا یہ سال مالی سال سے قرار دیتے ہیں یا جو اصل بات ہے، اسے قرار دیتے ہیں کہ جس دن ہم نے حلف لیا۔ اب چھ ماہ باقی ہیں۔ چھ ماہ گذر چکے ہیں۔ ان چھ ماہ میں لازمی طور پر ۷۰ دن آپ کو اجلاس کے پورے کرنے چاہئیں

اس کا جواب مجھے آج تک موصول نہیں ہوا۔ میں منتظر ہوں۔ اس ہاؤس کے معزز ارکان منتظر ہیں کہ یہ ہمارا حق تو غصب نہیں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس ضمن میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر انشاءاللہ کل آپ کو جواب مل جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی میں آج کی نشست کی کارروائی کو کل صبح آٹھ بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس کی کارروائی ۵ جون ۱۹۸۵ء صبح آٹھ بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات، ۶ رجون ۱۹۸۵ء

(پنجشنبہ، ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ)

جلد ۳ ——— شمارہ ۱۰

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات، ۶ رجون ۱۹۸۵ء

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱	تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۸۶۵
	مسئلہ استحقاق۔	
۲	سید محمد عظیم شاہ، رکن اسمبلی پر ایوان میں سو جانے کا الزام	۸۶۶
۳	پنجاب کا میزانیہ برائے ۸۶-۱۹۸۵ء (بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث) (جاری)	۸۶۷
۴	پنجاب اسمبلی کی سالانہ نشست کے بارے میں ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کی وضاحت	۹۰۹
۵	پنجاب کا میزانیہ برائے ۸۶-۱۹۸۵ء (بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث) (جاری)	۹۱۷
	سہ پہر کی نشست۔	
۶	پنجاب کا میزانیہ برائے ۸۶-۱۹۸۵ء (بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث) (جاری)	۹۸۷

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

جمعرات ۶ جون ۱۹۸۵ء

(پنجشنبہ، ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور صبح ساڑھے آٹھ بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ
وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ
بِاللّٰهِ ڼ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي
السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ
وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ
عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝

سورۃ لقمان نمبر ۳۱ آیات ۱۲ - ۱۳ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ -

اور ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی کہ اللہ کا شکر ادا کرو اور جو شخص شکر کرتا ہے اپنے ہی فائدے کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ بے پرواہ سزاوار حمد و ثنا ہے۔

اور تم اس وقت کو یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا بلاشبہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ (لقمان نے یہ بھی کہا) بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور وہ بھی کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں مخفی ہو یا زمین میں ہو تو اللہ اس کو بھی قیامت کے دن لا موجود کرے گا بیٹا نماز قائم کرنا اور لوگوں کو اچھے کام کرنے کا حکم دینا برے کاموں سے منع کرنا اور جو مصیبت تم پر واقع ہو اس پر صبر و استقلال سے کام لینا بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔

اور از راہ غرور لوگوں سے منہ نہ پھیرنا اور زمین پر اکڑ کر نہ چلنا کیونکہ اللہ کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا۔

وما علینا الا البلاغ

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: سید محمد عظیم شاہ صاحب کی ایک privilege motion پر شاہ صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

سید محمد عظیم شاہ: جناب سپیکر میں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی تھی کہ ۸۵/۶/۳ کے اخبار "روزنامہ نوائے وقت" میں لکھا ہوا تھا کہ سپیکر صاحب نے سید محمد عظیم شاہ کو تقریر کے لیے بلایا اور وہ سوئے ہوئے تھے ان کو جھنجوڑ کر اٹھایا تو پھر اٹھ کر انہوں نے تقریر شروع کی۔ تو اس غلط خبر سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور یہ انہوں نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ تو میرے دائیں اور بائیں جو معزز ممبر صاحبان موجود ہیں وہ اس کی تصدیق کریں گے کہ کیا میں سویا ہوا تھا۔ بہرحال میں اپنی پوزیشن کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ اپنی پرویلیج موشن پڑھ دیں۔

سید محمد عظیم شاہ: جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میری اس معاملے میں نمائندہ اخبار تردید کر دے۔ تو میں ان سے تعلقات خراب نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: تقریر کرنے کی بجائے آپ اپنی privilege motion کو پڑھ دیں

سید محمد عظیم شاہ، رکن اسمبلی پر ایوان میں سو جانے کا الزام

سید محمد عظیم شاہ: جناب والا۔ میں تحریک استحقاق برخلاف روزنامہ اخبار نوائے وقت

لاہور پیش کرتا ہوں۔ مورخہ ۲/۶/۸۵ کا واقعہ ہے کہ ایوان اسمبلی نے میرا نام برائے تقریر پکارا تو اس وقت میں اپنی تقریر کے hints لکھ رہا تھا۔ میری توجہ لکھنے پر تھی۔ میں جناب کا فرمان نہ سن سکا۔ تو میرے ساتھ والے معزز ممبر نے مجھے کہا کہ جناب سپیکر نے تقریر کرنے کے لیے بلایا ہے۔ تو پھر میں اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی تقریر شروع کر دی۔

جناب والا ۳/۶/۸۵ کے روزنامہ نوائے وقت لاہور میں یہ لکھا ہوا پڑھا گیا جس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

"سید محمد عظیم صوبائی اسمبلی پنجاب کے معزز رکن ہیں۔ آج سپیکر نے بجٹ تقریر کے لیے ان کا نام پکارا تو وہ سوئے ہوئے تھے اس وقت بعض ارکان نے جھنجھوڑا اور انہیں بتایا کہ شاہ صاحب آپ کو تقریر کرنے کی دعوت دی گئی ہے بعض میں انہوں نے تقریر شروع کی"

جناب والا! میرے خلاف مندرجہ بالا الفاظ اخبار نوائے وقت میں درج ہیں۔ جو یہ غلط الفاظ لکھ کر میری شہرت کو خراب کیا جس سے میری شہرت پر برا اثر پڑا ہے۔ اور میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ برائے مہربانی میری اس تحریک استحقاق کو منظور فرماتے ہوئے رولنگ عنایت فرمائی جائے۔

جناب والا۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ معزز اراکین میری تائید و تصدیق فرما دیں گے کہ میں سویا ہوا نہیں تھا۔ تو پھر ان کے ساتھ تعلقات خراب کرنے کی میری کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔ بہرحال یہ نمائندہ اخبارات ہمارے لیے معزز ہیں اور مہربان ہیں۔ ان کے ساتھ ہمارے تعلقات وابستہ رہنے چاہئیں۔ یہ اس خبر کی تردید فرما دیں۔ میں اپنی تحریک استحقاق واپس لے لیتا ہوں۔

جناب سپیکر : اس سلسلے میں اخباری رپورٹ یہاں کوئی بیان تو جاری نہیں کر سکتے۔ شاہ صاحب آپ اس کو withdraw کرتے ہیں۔ آپ withdraw کریں۔ متعلقہ رپورٹر سے اس سلسلہ میں بات کی جائے گی کہ وہ اس کی correction کر دیں۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ : جناب سپیکر۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ میرے محسن اور بزرگ فاضل رکن صوبائی اسمبلی نے بھی جناب کے سامنے اس معزز ایوان میں یہ گزارش کی ہے جس میں کسی حد تک وہ حق بجانب ہیں۔ اس لیے حلقہ نیابت کے لوگوں کے لیے جہاں تک مطالبات منوانے کا معاملہ ہے وہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ لیکن جب ان کے حلقہ کے لوگ وہ بات پڑھیں گے کہ واقعی شاہ صاحب اسمبلی میں اس وقت جب کہ انہیں تقریر کے لیے پکارا گیا سوئے ہوئے تھے تو میرے خیال میں ان کا یہ کہنا اور یہ گزارش جناب کے پاس مثبت اور درست ہے۔ ان حالات میں اخبار والوں سے کہہ دیں کہ وہ اس بات کی وضاحت کر دیں کہ حقیقتاً وہ کوئی چیز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے اس روز تقریر میں حصہ لیا تھا۔ اس طرح ان کی شکایت کا ازالہ بھی ہو جائے گا اور واپسی پر اپنے ووٹروں سے کسی حد تک مطمئن ہوں گے اور ان کو کچھ نہ کچھ فائدہ بھی ہوگا۔ تو ان حالات میں عرض کروں گا کہ ان کا یہ کہنا درست ہے۔

جناب سعید اکبر خاں : جناب سپیکر اصل بات یہ ہے کہ شاہ صاحب کم سنتے ہیں ان کو سنائی نہیں دیتا اس لیے وہ آپ کی بات نہیں سن سکے اور انہوں نے ساتھ والے معزز رکن کے کہنے پر بات شروع کی۔ ابھی بھی جو آپ نے بات کی ہے شاہ صاحب نہیں سن سکے۔ اس وجہ سے ایسا ہے لیکن وہ سوئے ہوئے نہیں تھے۔

جناب سپیکر : حاجی صاحب یہ بات ہو گئی ہے یا اس میں کچھ اور کہنا ہے۔

جناب حاجی محمد لوٹا : جناب والا۔ میں یہی عرض کرتا ہوں کہ شاہ صاحب اپنے پوائنٹس نکال رہے تھے۔ ان کو کم سنائی دیتا ہے۔ جب ان کا نام پکارا گیا تو انہوں نے سنا نہیں تھا۔ اسی

لیے دیر ہوگئی۔ اس لیے اخبار والوں نے سمجھا کہ وہ سو رہے ہیں۔ وہ بزرگ آدمی ہیں وہ سو نہیں رہے تھے بلکہ جاگ ہی رہے تھے۔

جناب سپیکر میں سمجھتا ہوں کہ سارے ایوان کو اس سے اتفاق ہے۔ حاجی صاحب شاہ صاحب اپنی تحریک واپس لیتے ہیں۔

سید محمد عظیم شاہ جناب والا۔ میں تحریک استحقاق واپس لینا چاہتا ہوں۔ صرف اتنا ہے کہ وہ وعدہ کریں کہ اس کی تردید کر دیں گے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں تحریک استحقاق واپس لے لیتا ہوں۔

جناب سپیکر میں متعلقہ اخبار کے نمائندے سے گزارش کروں گا کہ شاہ صاحب کے موقف کی تائید ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے معزز ارکان نے بھی کر دی ہے کہ شاہ صاحب سو نہیں رہے تھے اس لیے متعلقہ نامہ نگار سے درخواست کروں گا کہ براہ مہربانی تردید شائع کر دیں۔ تو آپ تحریک واپس لیتے ہیں۔

سید محمد عظیم شاہ جناب والا میں اپنی تحریک استحقاق واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ ملک طیب خاں صاحب

ملک طیب خاں جناب سپیکر۔ پنجاب تحریک آزادی سے لے کر بڑے بھاری کے فرائض انجام دیتا آیا ہے۔

جناب سپیکر ملک صاحب ایک منٹ آپ رکیے گا۔ صاحبان اس تحریک کی واپسی ہاؤس کی رضامندی سے ہو سکتی ہے۔ آپ شاہ صاحب کو اپنی تحریک واپس لینے کی اجازت دیتے ہیں۔

آوازیں جی۔ اجازت ہے۔

جناب سپیکر شکریہ۔

پنجاب کا میزانیہ برائے ۸۶-۱۹۸۵ء

(بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث) (جاری)

ملک طیب خان: جناب سپیکر۔ پنجاب تحریک آزادی سے لے کر بڑے بھائی کے فرائض سرانجام دیتا چلا آ رہا ہے۔ اور تمام مصائب کو برداشت کرتا آیا ہے۔ لیکن افسوس آج بڑا بھائی پیاس کی شدت سے اپنا دم توڑ رہا ہے اور اس کے بچے اور مال مویشی پیاس کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ چھوٹا بھائی بطور تماشائی بنا بیٹھا دریائے سندھ پر اپنا حق جتلا رہا ہے۔ جناب سپیکر میں پنجاب اسمبلی کی وساطت سے حکومت سندھ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں ہم بڑے بھائی کے فرائض انجام دینا جانتے ہیں وہاں اپنا حق مانگنا بھی جانتے ہیں۔ جناب سپیکر۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں ۴۳ لاکھ گانٹھ پیدا ہوتی ہے اگر پانی نہ آیا تو اس کا سب سے زیادہ خسارہ تو ملک پاکستان کو ہوگا۔ لیکن نمبر ۲ پر وہ تمام ٹیکسٹائل ملز جو سندھ میں چل رہی ہے۔ وہ بند ہو جائیں گی اور تمام مزدور جب سڑک پر نکل آتے۔ اس کی تمام ٹیکسٹائل ملز بند ہو جائیں گی تو اس بھائی کو اس دن پتہ چلے گا کہ پانی بند کرنے کے کیا نتائج ہوتے ہیں۔ جناب والا مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ دریائے سندھ جب تباہی مچاتا ہے تو مکان پنجاب کے گراتا ہے۔ انسانی جانیں پنجاب ہی ڈبوتا ہے۔ اور زرعی زمین پنجاب کی تباہ کرتا ہے۔ ۲۲ ہزار کیوسک پانی کی اجازت پنجاب کو نہیں ہے۔ جناب والا نے محکمہ تعلیم پر خاص توجہ کا اظہار فرمایا ہے۔ میرے خیال میں گرانٹس کی تعداد بڑھانے سے محکمہ تعلیم کے حالات درست نہیں ہوں گے۔ بلکہ منتخب نمائندوں کو نالائق۔ کام نہ کرنے والے، اساتذہ کے خلاف لکھنے پر اور اس پر عملدرآمد ہونے سے امید ہو سکتی ہے کہ محکمہ تعلیم کے حالات کچھ نہ کچھ درست ہو جائیں۔ اس کے علاوہ میری یہ تجویز ہے کہ محکمہ تعلیم میں مڈل سے لے کر ہائی سکول تک ٹیکنیکل اساتذہ کی تعیناتی فرمائی جائے تاکہ ایک لڑکا میٹرک کرنے کے بعد اپنا کوئی نہ کوئی روزگار کر سکے اور وہ اپنے والدین اور ملک پر بوجھ بن کر نہ بیٹھا رہے۔ یہ سکیم پہلے چند ایک سکولوں میں بھی رائج ہے۔ دیہاتی

اور شہری استادوں کے تمام allowances برابر کیے جائیں تاکہ دیہاتوں میں بھی اچھے استاد جا سکیں اور سال ۱۹۷۰ء سے دیہاتی nationalized ہونے والے سکولوں کے اساتذہ سے جو بے انصافی ہو رہی ہے۔ اس کا جلد از جلد ازالہ کیا جائے۔ محکمہ تعلیم میں ایک اور مرض سب سے زیادہ بلکہ خاص کر زنانہ سائیڈ پر ہے کہ وہ ایک loan scheme رائج ہے۔ میرے خیال میں ۵۰ فیصد دیہاتی سکول بند پڑے ہیں۔ وہ تعیناتی تو کرا لیتے ہیں لیکن پڑھانے کے لیے کوئی استاد سکول میں حاضر نہیں ہوتا ہے اور اساتذہ loan لے کر شہری سکولوں میں بیٹھ جاتے ہیں۔ دیہاتی سکولوں کی بچیاں بے کار پھرتی ہیں وہ گھر بیٹھے تنخواہ وصول کر رہے ہیں۔ براہ کرم محکمہ تعلیم سے اس loan والی سکیم کو ختم کرایا جائے تاکہ استاد سکولوں میں حاضر ہو سکیں۔ گیارہویں اور بارہویں کلاسز کا اجرا بہت ہی اچھی سکیم ہے۔ از راہ کرم اسے دیہاتی سکولوں میں جلد از جلد رائج کرایا جائے۔ تاکہ دیہاتی بچے وہیں پر اپنے سکول ہی میں مزید تعلیم حاصل کریں۔ اس سے ایک تو شہری کالجوں پر جو بوجھ پڑ رہا ہے۔ وہ کم ہو جائے گا دوسرا دیہاتی بچے اپنے گھر سے روٹی کھا کر تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ جناب سپیکر تیل اور بجلی کے نرخ بڑھنے کا اثر ۸۰ فیصد دیہات کی آبادی پر ہوا ہے۔ براہ کرم ان ہر دو اشیاء کے نرخوں کو واپس لیا جائے کیونکہ کاروباری آدمی ریٹ بڑھنے سے اپنا حساب کر لیتا ہے۔ اپنی ہر ایک چیز کے نرخ بڑھا لیتا ہے۔ لیکن افسوس کہ کاشتکار جس کی کپاس، گندم، گنا، چاول تو سرکار اپنے مقرر کردہ نرخوں پر خرید لیتی ہے۔ کس چیز کے ریٹ بڑھائیں کہ ان کی کمی بھی پوری ہو سکے۔ اس لیے ان اشیاء کے نرخوں میں اضافگی واپس فرمائی جائے۔ جناب والا۔ دیر بعد وقت دیا ہے۔ اس لیے گھنٹی جلدی نہ بجائیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب آپ ایک منٹ میں ختم کریں۔

ملک طیب خان: جناب اصلاح آبپاشی ایک اچھی سکیم ہے۔ اس پر جلد از جلد اور زیادہ سے زیادہ جتنی رقوم رکھی جائیں کم ہیں اور یہ زمیندار کے مفاد کی ایک سکیم ہے۔ تاکہ تمام کھالے پکے ہو جائیں اور پانی کا ضیاع کم ہو۔ جناب والا دیہاتوں میں چھوٹی چھوٹی صنعتیں لگائی جائیں اور بنکوں سے

زمینداروں کو زرعی زمین کے عوض قرضہ جات دلائیں۔ زرعی زمین کمرشل قرضہ والے نہیں لیتے افسوس ہے کہ شہری مکان لیتے ہیں لیکن بنک والے زرعی زمین نہیں لیتے۔ ازراہ کرم انہیں کہا جائے کہ قرضہ کے سلسلہ میں ایڈوانس ضمانت زرعی زمین نہیں لیتے تاکہ زمیندار قرضے کر چھوٹی چھوٹی انڈسٹریاں لگا سکیں۔ کیونکہ زمین تو بڑھنے سے رہی۔ اب بات تب بنے گی کہ صنعت بنے گی اور یہ بیروزگاری تب ہی ختم ہوگی۔ اس کے علاوہ جناب والا علاقے کے مسائل ہیں۔

جناب سپیکر : ملک صاحب، آپ کی تقریر کا وقت ختم ہوا۔ تشریف رکھیں۔

ملک طیب خان : جناب تہاڈی بڑی مہربانی تے شکریہ

جناب سپیکر : شکریہ

جناب رانا پھول محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا میں نے جو کل پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا کہ اس قرارداد میں پورے الفاظ جو اس ایوان نے منظور کئے تھے شامل نہیں کئے گئے اس پر میں جناب کی رولنگ کا منتظر ہوں۔ ایک نکتہ استحقاق مزید اٹھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ یہ ہمارے زخموں پر نمک چھڑکا گیا ہے۔ آپ نے آج کا اخبار " روزنامہ جنگ " پڑھا ہی ہوگا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جلدی میں پڑھنے کا وقت نہ مل سکا ہو، اس میں یہ خبر تھی کہ پنجاب کے کئی علاقوں میں پانی کی مصنوعی قلت پیدا کی گئی ہے اور ہم پر الزام لگایا ہے، اس جریدے میں کسی نے بیان دیا ہے یا کسی رپورٹر کی طرف سے خبر ہے اور سندھ کے وزیراعلیٰ کو یہ اختیارات کس نے دے دیئے ہیں کہ جب تک دریائے سندھ میں فاضل پانی نہیں ہوگا چشمہ جہلم لنک کینال نہیں کھولی جائے گی۔ یہ سندھ کے وزیراعلیٰ صاحب یا شائد وزیر آبپاشی کا بیان ہے۔ جناب والا اگر آپ اجازت دیں تو میں اس مضمون کو پڑھ دوں۔

جناب سپیکر : رانا صاحب اس پر میں یہ عرض کر دوں

رانا پھول محمد خان : جناب والا میں اس پر احتجاج کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : آپ میری عرض تو سن لیں۔

رانا پھول محمد خان : ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب خود دو دفعہ گئے، اس کے علاوہ مخدوم زادہ سید حسن محمود جن کے متعلق توقع ہے کہ وہ اپوزیشن لیڈر رہیں گے۔ اور ہمارے فنیڈرنٹ صاحب بھی گئے اور ہم نے یہاں قرارداد بھی منظور کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ معزز ایوان چھوٹی قرارداد منظور کرتا ہے، یہ ہماری توہین ہے، اس ایوان کی توہین ہے۔ یہ حکومت پنجاب کو ناکام کرنے کی کوشش ہے۔ یہ ہمیں بھوکے مارنے کی کوشش کی ہے۔ اگر آپ اس مسئلہ پر مجھے کچھ کہنے کی اجازت نہیں دیتے تو پھر آپ ہمارے حقوق کی حفاظت نہیں فرما رہے میں یہ عرض کروں گا کہ آپ اس خبر کو پڑھیں یا مجھے پڑھ کر سنانے دیں پھر اس ایوان کی رائے لیں کہ ہم یہاں پر بیٹھیں یا نہ بیٹھیں کیونکہ ہماری عزت کو للکارا گیا ہے۔

جناب سپیکر : آپ ایسا کریں کہ اس سلسلہ میں باضابطہ طریقے سے کوئی بات کریں . . .

رانا پھول محمد خان : جناب والا باضابطہ طریقے سے میری قرارداد

جناب سپیکر : آپ پہلے میری بات سنیں، کہ باضابطہ طریقہ سے جو بات آپ پیش کریں گے میں اسے entertain کروں گا اور جہاں تک آپ کی قرارداد میں اس پوائنٹ کا تعلق ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں کل فرمایا تھا کہ سردار نصر اللہ خان دریشک صاحب سے بات کی جائے ان سے پوچھا جائے کہ وہ . . . . . .

رانا پھول محمد خان : جناب والا ان سے پوچھا جائے۔ اس کی کاپی ہمارے پاس موجود ہے، آپ تو اس ایوان کے صدر ہیں سپیکر ہیں۔ اس کے بارے میں ان کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے اور جو ہمیں نقل مہیا کی گئی ہے . . . . . .

جناب سپیکر : رانا صاحب آپ اپنی بات بھی کریں لیکن پہلے بھی ضرور، میں بات کر رہا ہوں میری بھی سن لیں اور آپ تشریف رکھیں۔ ابھی اس سلسلہ میں بات کرتے ہیں آپ ذرا تھوڑا سا حوصلہ کیجئے۔

رانا پھول محمد خان: لیکن جناب والا میرے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ تقاریر سے پہلے آنی چاہیے اور آج کی اس خبر پر اگر ایک وزیر کو یہ اجازت دے سکتے ہیں کہ وہ اس ایوان میں تحریک پیش کریں اور آپ ایک کمیٹی خود ساختہ بنا سکتے ہیں اس لیے صوبہ پنجاب کو تکلیف ہے۔ تو جناب والا مجھے بھی زبانی تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے زبانی تحریک پیش کرنے کی اجازت دینا اس ایوان کی روایت بن چکی ہے۔

جناب سپیکر: آپ پیش کر دیں۔

رانا پھول محمد خان: اس لیے میں بھی یہ تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں کہ پنجاب میں پانی کی مصنوعی قلت پیدا کی گئی ہے اس خبر سے اس معزز ایوان کی توہین ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ قرارداد پیش کرنے سے پہلے تقریر فرما رہے ہیں۔ پہلے آپ قرارداد پیش کریں۔

رانا پھول محمد خان: میں جناب زبانی قرارداد پیش کرتا ہوں

جناب سپیکر: آپ زبانی نہ پیش کریں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا یہاں ایسا ہوتا رہا ہے اور ہوا ہے یہ ایک روایت بن چکی ہے حالانکہ اس سے پہلے صوبائی اسمبلی میں زبانی ٹیبل موشن نہیں پیش کی گئی۔

جناب سپیکر: آپ لکھ کر پیش کریں۔

رانا پھول محمد خان: لیکن جناب نے ہمیں اجازت دی اور ہمارے حقوق کی حفاظت کی اور میں جناب کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ یہ لکھ کر بھیجیں۔ جو تحریک آپ پیش کرنا چاہتے ہیں وہ لکھ کر بھیج دیں۔

رانا پھول محمد خان جناب والا مجھے چونکہ اخبار ملا ہے، اور اسے کوٹ کر رہا ہوں . . . .

جناب سپیکر آپ اس اخبار کو quote کر دیں . . . .

رانا پھول محمد خان جناب والا ہم پر جو الزام لگایا گیا ہے، اس سے حکومت پنجاب کی بے عزتی ہے۔ اس ایوان کی بھی ہتک ہے، اور پنجاب کے عوام کی بھی ہتک ہے۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے احتجاج پر اور اس قرارداد پر پہلے رولنگ دے دیں تاکہ ہماری کچھ تسلی ہو سکے، ہمیں لوگ کہتے ہیں کہ تم کرتے کچھ نہیں اور یہ الزام لگایا گیا ہے کہ یہ مسئلہ حکومت پنجاب خود پیدا کر رہی ہے ہم مرکزی حکومت کو واضح طور پر بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم مرنے مارنے پر تلے ہوتے ہیں اور ہم اپنی جان دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر اس پر آپ تحریک پیش کر دیں۔

رانا پھول محمد خان جناب سپیکر اگر آپ قاعدہ کے مطابق زبانی تحریک پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر آپ اپنی تحریک لکھ کر پیش کریں آپ مجھ سے پہلے commitment لینا چاہتے ہیں کہ آپ تحریک پیش کرنے سے پہلے commitment دیں کہ . . . . .

مخدوم زادہ سید حسن محمود جناب سپیکر میں نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں . . . . . .

جناب سپیکر ابھی تو انہوں نے کوئی بات ہی نہیں کی . . . .

مخدوم زادہ سید حسن محمود جناب والا ان کی بات سے یہ مسئلہ پیدا ہوا ہے۔

جناب سپیکر ان کی بات سے Personal Explanation کی کیا صورت پیدا

ہو گئی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود اس لیے کہ انہوں نے مجھے لیڈر آف دی اپوزیشن کہا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

رانا پھول محمد خان جناب والا میں نے ہونے والے اپوزیشن لیڈر کہا ہے ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر جی آپ کو انہوں نے نہیں کہا ۔ ۔ ۔ ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود جناب والا میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے مجھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ایک آواز انہوں نے ہونے والے اپوزیشن لیڈر کہا ہے

مخدوم زادہ سید حسن محمود تو اس کا مجھے حق نہیں ہے کہ میں جواب دوں ۔ ۔ ۔ ۔ (قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خان : جناب والا اگر مخدوم زادہ صاحب کو میرے الفاظ سے کوئی ٹھیس پہنچی ہے یا ان کے جذبات مجروح ہوتے ہیں تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ان سے معذرت چاہتا ہوں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود جناب والا میں یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے چیف منسٹری کی کوشش کی تھی اور نہ میں اپوزیشن لیڈر بننے کی کوشش کر رہا ہوں ۔

جناب سپیکر سید چراغ اکبر صاحب

ایک آواز جناب اعلیٰ وزیر اعلیٰ صاحب بھی کھڑے ہوتے ہیں ۔

جناب سپیکر آپ بات کرنا چاہتے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ پنجاب جی ۔ رانا صاحب کا بیان اس حد تک دلچسپ ہو گیا ہے کہ جس خبر کو وہ پڑھنا چاہتے ہیں، میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ انہیں اجازت دیجئے کہ وہ پڑھ کر سنائیں

تاکہ ہم بھی سنیں کہ اس بیان میں کیا ہے دراصل میں نے آج صبح اخبار کا مطالعہ تو کیا ہے۔ لیکن یہ خبر میری نظر سے نہیں گذری۔ انہوں نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ پنجاب کے کچھ لوگ بھی اس بات کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے ہیں میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ انہیں اس بات کی اجازت دیں کہ وہ بیان پڑھ کر سنا دیں تاکہ ہمیں بھی پتہ چلے کہ اس بیان کے اندر کیا ہے

نعرے ہائے تحسین

جناب سپیکر تو اس سلسلے میں، میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ رانا صاحب آپ یہ تحریک لکھ کر پیش کریں میں آپ کی بات کو consider کرتا ہوں۔ لیکن یہ تحریک لکھ کر بھیجی جائے۔

رانا پھول محمد خان اگر ہم جناب لکھنے پڑھنے پر رہیں گے تو پانی سر سے گذر جائے گا۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر آپ کسی لکھے پڑھے آدمی کو کہہ دیں کہ وہ لکھ دیں۔

رانا پھول محمد خان جناب میں اپنے آپ سے زیادہ لکھا پڑھا کسی آدمی کو نہیں سمجھتا

جناب سپیکر تو پھر آپ لکھ دیں۔

رانا پھول محمد خان اور اگر کسی کو غلط فہمی ہے تو وہ میرے سامنے آکر بات کرے۔ قہقہے

جناب سپیکر سید چراغ اکبر صاحب

سید چراغ اکبر صاحب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سپیکر، میں اپنے ضلعی اور علاقائی مسائل کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تعلیم اور زراعت کے بارے میں بھی چند گذارشات ہیں جو میں آپ کے سامنے پیش کروں گا اور آخر میں ایک Neuclear Scientist

ہونے کی حیثیت سے میں آپ سے پاکستان اور پنجاب کی energy crisis کے بارے میں دو تین منٹ لوں گا اس کے لیے کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہ ہو جائے اس لیے پہلے آپ مجھے آخری دو منٹ انگریزی میں تقریر کرنے کی اجازت عنایت فرمادیں۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے آپ نے۔

سید چراغ اکبر: آخری دو تین منٹ میں energy crisis کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں کچھ Technical Terms ہیں۔ اس لیے آخری دو تین منٹ انگریزی میں تقریر کرنے کی اجازت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: آپ ابھی اردو میں تو فرمائیں۔

سید چراغ اکبر: پہلے اردو میں کروں گا۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔

سید چراغ اکبر: جناب والا میرا تعلق جھنگ سے ہے علاقائی مسائل کے متعلق عرض کروں گا کہ جھنگ ایک پسماندہ ضلع ہے۔ جھنگ کے چار اہم مسئلے ہیں۔ نہری پانی کی کمی اس وقت جھنگ کو ۳۰ فیصد نہری پانی ملتا ہے جبکہ مختلف اضلاع کو ۷۵ فیصد سے ۸۰ فیصد تک پانی ملتا ہے۔ اس لیے مہربانی فرما کر جھنگ کو ۶۰ یا ۸۰ فیصد پانی دیا جائے۔ سیم و تھور کی روک تھام کا مسئلہ بھی جھنگ کے لیے نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ سکارپ نے اچھی کامیابی حاصل کی ہے لیکن پندرہ بیس سال گذرنے کے باوجود mismanagement کی وجہ سے یہ سکیم خاصی خراب چل رہی ہے اور اس کی management ٹھیک طریقے سے کی جائے۔ جھنگ کا اہم ترین مسئلہ بیروزگاری ہے جھنگ میں نوجوان آدمی تعلیم حاصل کر کے بیروزگار پھرتے ہیں اس لیے میری یہ گذارش ہے کہ جھنگ کو Industrial Tax Free zone قرار دیا جائے تاکہ وہاں پر صنعت لگائی جا سکے اور جھنگ کے نوجوان باعزت طریقے سے روزی کما کر زندگی گذار سکیں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ اور سرگودھا میں جو نئی

گیس پہنچ چکی ہے۔ میری استدعا ہے کہ جھنگ کو بھی سوئی گیس مہیا کی جائے گی۔ اب میں اپنے حلقہ کے چند مسائل بیان کرتا ہوں۔

جھنگ سرگودھا روڈ کی توسیع ہو رہی ہے۔ لیکن کام کی رفتار نہایت سست ہے۔ میری گزارش ہے کہ موڑ منڈی تا جھنگ سرگودھا روڈ کی توسیع آئندہ سال تک کر دی جائے۔ اس سڑک پر ریواز برج ہے وہ ریلوے کا Bridge ہے اور ہائی وے والے اسے استعمال کرتے ہیں میری استدعا ہے کہ ریواز برج کی بجائے ایک نیا پل تعمیر کیا جائے۔ تاکہ عوام کو سہولت ہو۔ میرے علاقے کی تین اہم سڑکیں ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ نہایت اہمیت رکھتی ہیں۔ اور ہر حالت میں انہیں آئندہ بجٹ میں رکھا جانا چاہیے۔ ایک ہی جناب سٹبر تا پیر کوٹ، چنڈ بھروانہ تا مسن، کوٹ عیسیٰ شاہ تا سیون۔ منڈی شاہ جیونہ ایک بہت بڑا قصبہ ہے وہاں پر جو ہندو پراپرٹی ہے مہاجرین اس ہندو پراپرٹی میں آباد ہیں۔ اسکی مستقل الاٹمنٹ نہیں ہوئی ہے میں جناب کے توسط سے وزیر اعلیٰ سے یہ عرض کروں گا کہ وہ اسکی مستقل الاٹمنٹ کریں۔ چک نمبر ۶ جو کہ ہزاروں ایکڑ پر مشتمل الاٹمنٹ کریں جھنگ میں ہے اس کے ہر پانچ دس سال کے بعد ٹنڈر ہوتے ہیں اور باہر کے اضلاع کے لوگ وہ ٹنڈر اٹھاتے ہیں جبکہ اس چک کو آباد کرنے میں ضلع جھنگ کے لوگوں کا کافی کردار ہے۔ میری یہ استدعا ہے کہ چک نمبر ۶ کی مستقل الاٹمنٹ کی جائے اور جھنگ کے لوگوں کے حقوق پامال نہ کئے جائیں۔ تعلیم کے بارے میں عرض ہے کہ اس بجٹ میں اس کے لیے کافی فنڈز رکھے گئے ہیں جن کا صحیح استعمال ہونا چاہیے۔ میں یہ تجویز بھی پیش کروں گا کہ سرائیکی زبان والے جو چند ایک اضلاع ہیں ان کے لیے کہ جھنگ میں یونیورسٹی قائم کیا جائے میں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ سال کیا جائے میں کہتا ہوں کہ آئندہ پانچ سالہ پلاننگ میں رکھا جائے تاکہ یونیورسٹی جھنگ میں قائم کی جائے۔ پانی کے بارے میں جناب یہ عرض کروں گا کہ چشمہ جہلم لنک کینال پر پنجاب کا حق ہے اور ہر حالت میں چشمہ جہلم لنک کینال کھلنی چاہیے جہاں تک ڈیزل، کھاد اور آبیانے کا تعلق ہے۔ ڈیزل کی قیمت بڑھ چکی ہے۔ کھاد کی قیمت زمیندار

برداشت نہیں کر سکتے۔ اور آبیانہ ہندوستان کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ اس بوجھ تلے دب کر زمیندار کوئی منافع نہیں کما سکتے۔ اس علاقے تک کے لیے آبیانہ معاف فرمایا جائے۔ جہاں نہ نہر کا پانی پہنچتا ہے اور نہ سکارپ کا جناب عالی میں یہ گذارش کروں گا کہ مین راجباہ کا کافی حصہ ۷۳ء کے سیلاب میں تباہ ہو گیا تھا لیکن اس علاقے کی ہزاروں ایکڑ اراضی پر آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ میری استدعا ہے کہ جب تک مین راجباہ بحال نہیں کر دیا جاتا اس وقت تک اس علاقے کے لیے آبیانہ معاف فرمایا جاتے۔ اب میں گذارش کروں گا کہ باقی ماندہ تقریر کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ پڑھنا چاہتے ہیں۔

جناب چراغ اکبر: نہیں جناب پڑھنا نہیں

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

MR CHIRAGH AKBAR: It is going to be the most important and burning issue for the next two decades. Energy is important for us. I am going to quote from one of the reports of the Water and Power Development Authority. It states that the gap between supply and demand would go on increasing over the coming years which is estimated at about 2000 M Wt in 1981 and 3000 MW in 1991. The power shortages of this magnitude would become unmanageable as well as retard economic growth. In order to cope with the situation it is imperative that money for the remaining three years of the 6th Five Year Plan should be increased from Rs. 30 Billion. What I am trying to stress is that we should not leave it upto the Federal Government because we left Indus Water Treaty upto the Federal Government and see what type of mess we are in. We should plan ahead for the energy crisis that Punjab is facing now, and for the severe shortages of 2000 MW increasing to 3000 MW, the biggest in late 80s and early

90s. Per Capita consumption of energy is an important factor in the Development of any nation and I would like to quote from one of the Power System Statistics 9th issue of Water and Power Development Authority, the figures for various countries, per capita consumption of electricity in different countries for 1980. Afghanistan per capita consumption in KW hours is 47, Australia 5523, China 251, Hong Kong 2279. That is per capita consumption in KW hrs. Iran 38, Japan 449 and so on. Pakistan 139. Now from this we can clearly see that the per capita consumption is for Pakistan in 1981, 133 KW hours and unless some drastic action is done and drastic action taken we are going to be facing serious shortages in the future. I have a few suggestions. First of all let us examine sources of energy that are available to us i.e. hydle, oil fired plants, geo thermal energy, solar energy, nuclear energy which consists of fission and fussion. I cannot go into the details because of the shortage of time. Wapda's power generation programme for the future that 1986 to 1999 compromises of 51 projects and in these 51 projects only one nuclear plant is included. No solar energy projects are included in this programme for 1986 to 1991. The Punjab Government should press the Federal Government for the Chashma Nuclear Project so that they can conclude the necessary treaties and arrangements with foreign governments. The Punjab is going to be facing these shortages in the near future. The Punjab Government should also subsidise the tubewells that can operate on solar energy. Houses that can be heated by solar energy and those people who are willing to heat their houses with solar energy give during the winter, should be exempted from all sorts of taxes. In the end and finally I see that it is my obligation as a nuclear scientist to

make this observation that Pakistan has a peaceful nuclear programme. The President has proposed a nuclear free zone in South Asia which India has refused and I have a firm belief in this that Pakistan should not sign the non-proteferation treaty unless India signs it. Thank you.

جناب سپیکر: سردار نصر اللہ خان دریشک

سردار نصر اللہ خان دریشک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سپیکر میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے وقت عنایت فرمایا جناب والا یہ اگرچہ بہت بعد از وقت بات ہے لیکن چونکہ اب یہ منتخب اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے سب سے پہلے اپنے ضلع کے عوام کی طرف سے اور اپنی طرف سے راجن پور کو ضلع بنانے پر ڈیرہ غازیخان کو ڈویژن کا درجہ دینے پر جناب گورنر پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ ان کی ذاتی کوششوں سے ڈیرہ غازیخان ڈویژن اور راجن پور ضلع بنا اور ہمارے لیے ترقی کے راستے کھل گئے ہیں میں ان کا شکریہ ادا کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں اس کے بعد جناب والا موجودہ بجٹ کے بارے میں پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکرگزار ہوں کہ جنہوں نے نئے ٹیکس نہ لگانے کی روایت قائم کی۔ اور اس کے بعد وزیر خزانہ پنجاب کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اس روایت کو برقرار رکھا۔

جناب والا میں اپنے ضلع کے کچھ مسائل کے بارے میں گذارش کروں گا اور اس کے بعد دو اہم ترین معاملات کی طرف جناب والا کے توسط سے اس ہاؤس میں گذارشات پیش کروں گا جناب والا ہماری ڈویژن کو ڈویلپمنٹ کا جو بجٹ ملا ہے اس کا ۲۲ فیصد on going Scheme اور ۱۰ فیصد نیو سکیم کا ضلع راجن پور کو دیا گیا ہے ۔ یہ بہت بڑا تفاوت ہے چار اضلاع ہیں ۱۰ فیصد اور ۲۲ فیصد فرق کو کم کیا جائے اور دو کروڑ روپے کی جو Special grants ہے اس میں سے ہمارا

جائز حصہ ملنا چاہیے۔ جناب والا اس کے علاوہ ۸۰۰ میل نئی سڑکیں بن رہی ہیں - ان میں سے بھی ہمیں جائز حصہ ملنا چاہیئے۔ تشتر جاجڑان اور کوٹ مٹھن کے درمیان دریائے سندھ پر ایک پل تعمیر کیا جائے اس کے علاوہ داجل DAJAL EXTENTION SCHEME کی فوری طور پر منظوری دی جائے رود کوہی نے ہمارے علاقہ میں تباہی مچا رکھی ہے۔ اس کا بھی کوئی حکومت سد باب کرے۔ دسندھی اسٹیٹ اور سرکاری زمینوں کے مزارعین بلامعاوضہ مالکانہ حقوق ملنے چاہییں۔ اس کے علاوہ Narcotics (منشیات) ہماری نوجوان نسل کو زہر قاتل کی طرح کھائے جا رہی ہیں۔ اس پر بھی حکومت کو توجہ دینی چاہیے

جناب والا ماڈل سکولز میں بھی ہمیں زیادہ حصہ ملنا چاہیے چونکہ ہمارے پسماندہ علاقوں میں ان چیزوں پر پہلے کبھی توجہ نہیں دی گئی۔ Tribal Area ڈیرہ غازیخان میں ایک پسماندہ ترین علاقہ ہے میں حکومت کا ممنون ہوں کہ حکومت نے ۱۱ کروڑ روپیہ آئندہ تین سال کے لیے دیئے ہیں جن سے وہاں ڈویلپمنٹ سکیموں پر عملدرآمد ہوگا۔ اسمیں سے ضلع راجن پور کو اس کا جائز حق ملنا چاہیے۔

جناب والا میڈیکل کالج اور انجنیئرنگ یونیورسٹی میں داخلہ کے لیے ہمارے علاقہ کے Tribal Area کے لیے خصوصی سیٹیں مخصوص کی جائیں۔ ہسپتالوں میں بستر فیس جو لگائی گئی ہے اس سے عوام میں بہت اضطراب پایا جاتا ہے۔ اسکو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ اسلحہ لائسنسوں کے اجراء کے متعلق بھی میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ہمارا کوٹہ بحال فرمائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا میں صنعت کی طرف آتا ہوں۔ صنعت کسی ملک کے لیے ایک بہت اہم شعبہ ہے اور پنجاب کے عوام بجا طور پر اپنے جواں سال صنعت کار وزیر اعلیٰ سے توقع کرتے ہیں صنعت کے میدان میں جو ناانصافیاں ہوئی ہیں۔ اگر اس دور میں ختم نہ ہوئیں تو پھر کبھی بھی نہیں ہوں گی

جناب والا میں چند ایک آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ریجنل ڈویلپمنٹ کارپوریشن بنی ہے جو Backward علاقوں میں صنعت لگانے کے لیے ہے۔ اس کے ذریعے قرضے لینے کا طریق کار آسان بنایا گیا ہے۔ اس میں صوبہ سرحد ہے بلوچستان ہے، آزاد کشمیر ہے Nothing ہے Punjab? میں صرف پنجاب نہیں ہے۔ پنجاب کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس وقت تک ۲۵ کروڑ روپے کی انڈسٹریز لگی ہیں لیکن پنجاب کو ایک ٹیڈی پیسہ بھی نہیں دیا گیا اس کا ہیڈ کوارٹرز پشاور میں بھی ہے اسلام آباد میں بھی ہے کوئٹہ میں بھی ہے اور آزاد کشمیر میں بھی ہے۔ لیکن پنجاب میں کہیں بھی اس کا شعبہ نہیں ہے۔ اس بارے میں جناب کے توسط سے گذارش کروں گا کہ ملتان میں اس کا برانچ آفس بنایا جائے۔ جیسا دوسرے صوبوں میں ہے۔ ہمارے پسماندہ علاقوں کو بھی اس سے استفادہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ جناب والا تعلیم کے بارے میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے میں صرف اتنا کہوں گا کہ ہمارا خواندگی کا Level بہت پست ہے اس پر جس قدر توجہ دیں کم ہے یہ ۲۴ فیصد شرمناک حد تک ہے۔ اس کے لیے ہمیں خصوصی Measure لینے چاہئیں۔ اس کے بعد میں زراعت پر آتا ہوں۔ پاکستان کی ۲۰۰ ملین ایکڑ زمین قابل کاشت ہے۔ دنیا میں کسی ملک کے پاس اتنی زمین نہیں ہے۔ بدقسمتی سے ہم توقعات یہ کرتے ہیں کہ ہمارا کسان سونا پیدا کرے لیکن ہم اس کو کچھ نہیں دیتے۔ امریکہ کا کسان کاشت کاری کا ہیرو کہلاتا ہے جناب والا سال ۱۹۸۴ء کے Statistics کے مطابق پاکستان ۲۰۵ ملین ڈالر کا مقروض ہے۔ ۲۱۵ ملین ڈالر جو کہ برازیل، میکسیکو، ارجنٹائن کے ممالک کے بیرونی قرضوں کو ملا کر بنتا ہے۔ ان لوگوں کے پاس اتنے وسائل ہیں ہمارا کیا ہے ہمارا تو یہ ہے کہ ہمارے کسان کو ۴۰۰ کروڑ کی سبسڈی ملتی تھی اب اس بارے میں روز حکومت کہتی ہے کہ پروڈکشن سبسڈی ختم کر دو Consumption Subsidy ۴۰۰ کروڑ ملتی ہے۔ اس کی طرف کوئی نہیں جاتا۔ کیونکہ وہ لوگ شور زیادہ کرتے ہیں۔ ہماری چونکہ آواز نہیں ہے۔ Pesticides پر ۲۰۰ کروڑ کی سبسڈی تھی وہ ختم ہو گئی اب کھاد پر سبسڈی ختم

کرنے کی سوچ رہے ہیں۔ اس طریقے پر ہماری زراعت قطعی طور پر ترقی نہیں کر سکتی ۔

جناب والا! انڈین پنجاب سے ہمارا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ انڈین پنجاب کا آپ سوچیں تو سہی - ۶۶- ۱۹۶۵ء میں انڈین پنجاب کے کاشتکار کو اکیس روپے من گندم ملتی تھی ہمیں تیرہ روپے من گندم ملتی تھی۔ اس کو Facilities ہم سے دوگنا تھیں ہمیں ۷۷-۱۹۷۸ء میں گندم کی جو قیمت ملتی تھی وہ ۳۷ روپے تھی اور انہیں ۲۲ روپے ملتی تھی ہمیں آبیانہ تیس روپے دینا پڑتا تھا انہیں ۱۱ روپے دینا پڑتا تھا۔ اسی طرح ان کو ہر چیز میں Facility، زیادہ اور قیمت بھی زیادہ۔ ہمیں Facilities بالکل نہ ہونے کے برابر اور قیمت کم ۔ ہم ماشاءاللہ ترقی کر رہے ہیں پچھلے سال تک ہم ایکسپورٹ کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ اس طریقے سے یہ مسئلہ کبھی حل نہ ہوگا۔

(تالیاں)

پچھلے پانچ سالہ منصوبہ میں ۳ ,لاکھ پانچ ہزار ملین روپے کی سکیم ہے۔ اس میں سے صرف ۴۷ ہزار ملین اگریکلچر سیکٹر میں رکھا گیا ہے۔ جو صرف پندرہ فیصد بنتا ہے۔ جو ۷۰ فیصد آبادی کی Look after کرتے ہیں جو ہر قسم کی آسائش کا خیال رکھتے ہیں۔ ان کے لیے ۱۵ فیصد اور باقی کو ۸۵ فیصد میری تجویز ہے پچھلے پانچ سالہ منصوبے میں اگریکلچر سیکٹر میں جو رقم رکھی گئی ہے اس کو ۳۰ فیصد کیا جائے میں جناب والا کے توسط سے ایک اہم ترین مسئلہ اریگیشن پر توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ چشمہ جہلم لنک کینال کے بارے میں بہت سی باتیں کی گئیں۔

جناب سپیکر: ذرا اختصار فرمایئے گا۔

سردار نصراللہ دریشک: جناب والا! میں بہت اختصار سے کام لے رہا ہوں جناب والا میری گزارش ہے کہ یہ ایک بہت بڑی سازش ہے۔ جب میں وزیر آبپاشی تھا اس قسم کی سازش اس وقت بھی ہوئی تھی اس سازش کے محرک اس وقت سندھ گورنمنٹ کے ایڈیشنل چیف سیکرٹری ہوتے

تھے اور اب پاکستان گورنمنٹ کے سیکرٹری واٹر اینڈ پاور ہیں۔ مجھے کسی آدمی کی غیر موجودگی میں اس کو Crticise کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ لیکن میں یہ حق اس وجہ سے استعمال کر رہا ہوں کہ یہ ایک ایسی سازش ہوئی ہے جس سے ہمارے صوبوں کی آپس کی محبت خطرے میں پڑ گئی ہے۔ صوبائی عصبیت کو ہوا دی گئی ہے۔ جناب والا اس وقت بھی یہی ہوا تھا۔ اور اس قسم کی Situation آئی تھی۔ یہ حقیقت وزیر آبپاشی میری پیشی اس وقت کے وزیر اعظم بھٹو صاحب کے پاس ہوئی انہوں نے یہ فرمایا تھا Cabinet meeting ہوئی ہے۔ ۱۹۷۶ء میں بھی اس قسم کی شرارت کی گئی تھی۔ اور اس میں بھٹو صاحب مرحوم نے مجھے فرمایا تھا کہ میں کافی عرصہ تک اس ملک کا چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر رہا ہوں اگر میں چاہتا تو پانی کے فیصلہ کا کام ایک Stroke of Pen سے کر سکتا تھا۔ انہوں نے مزید یہ فرمایا۔ میرا اور غلام مصطفےٰ کھر کا جو جھگڑا ہوا تھا وہ بھی اسی مسئلے پر ہوا تھا۔ پھر غلام مصطفےٰ کھر نے مجھ سے معافی مانگی تھی اور سفید کاغذ پر دستخط کر دیئے تھے کہ آپ جو بھی جواب لکھیں اور مجھے معاف کر دیں۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی سربراہی میں میں نے چاروں ہائیکورٹ کے چیف جسٹس کو کمیشن بنائی ہے میں نے یہ فیصلہ ان کے سپرد کر دیا۔ تم پنجاب کے بڑے خیر خواہ بنتے ہو۔ پنجاب کے لیڈر بننے کی کوشش مت کرو اور میں نے اس وقت کے وزیر اعظم کو کہا تھا کہ جناب والا میں پنجاب کا لیڈ نہیں بننا چاہتا۔ مجھے آپ کی لیڈری خطرہ میں نظر آ رہی ہے۔ چونکہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں یہ صورتحال تھی کہ جس وقت سندھ میں الیکشن ہوا تھا تو سندھ میں آپ کا چیف منسٹر نہیں بن سکتا تھا اگر کھر دوستو اور سندھ کے ممبر آپ کے ساتھ شمولیت نہ کرتے تو آپ کو اپوزیشن میں بیٹھنا پڑتا آپ جس وزیر اعظم کی کرسی پر بیٹھے ہوتے ہیں یہ پنجاب کی مرہون منت ہے۔ پنجاب کے حقوق کو غصب کریں گے تو آئندہ اس کرسی پر نہیں بیٹھ سکیں گے۔

جناب والا! یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ اس وقت کی کیبنٹ میں سے صرف رئیس شبیر احمد (ایم این اے) ہیں جو اس بات کی تصدیق کریں گے بھٹو کی سمجھ میں یہ بات آئی۔ انہوں نے

پنجاب کی تجاویز کو منظور کیا اور معاملہ ٹھیک ہو گیا۔ اب میری گذارش ہے۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس وقت کیا پوزیشن ہے۔ سندھ کے وزیر آبپاشی حلف لینے والے دن ہی کہتے ہیں کہ لڑ بھڑ کے بغیر ہم اپنے حقوق منوا لیں گے۔ یہ ظلم ہے۔ ۸۴ فیصد پانی سندھ کو جاتا ہے ۱۶ فیصد پنجاب کو ملے رہنے بھڑنے کی باتیں بھی وہ کریں۔ آج کے اخبار میں چیف منسٹر سندھ کا بیان ہے کہ ہمارے حکم کے بغیر چشمہ جہلم لنک نہر کھول نہیں جائے گی۔ جناب والا یہ بہت افسوسناک بات ہے۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ کوٹری کی ڈاؤن سٹریم میں ایک لاکھ کیوسک سے زیادہ پانی جا رہا ہے۔ سندھ کا جو حق بنتا ہے وہ ۶۵ ہزار کیوسک بنتا ہے۔ اور ۶۵ ہزار کیوسک میں سے ۳۵ ہزار کیوسک چار دنوں تک سمندر میں جا کر ملے گا لیکن یا تو ہم میں وہ جذبہ نہیں رہا۔ وہ وقت تھا جب کہ ایک مجاہد کہتا تھا کہ پانی میرے دوسرے بھائی کو دو۔ جان دے دی لیکن دوسرے بھائی کی ضرورت کا خیال رکھا۔ لیکن اب یہ حالت ہے کہ ۱۹۰۴ء میں انگلستان میں طاعون پھیلا تھا جب میں لاکھوں آدمی بھوک سے مر گئے لاکھوں آدمی سیلاب خوری سے مر گئے وہ ڈوب جائیں گے ہم سوکھ جائیں گے یہ situation ہے۔ اس معاملہ کا فوری طور پر نوٹس لینا چاہیے میں آپ کے توسط سے وزیراعظم پاکستان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس معاملہ کی تحقیقات کرائیں کہ کون سا عنصر تھا کہ اس معاملے کا فیصلہ ۱۸ اپریل کو کیا گیا جب کہ ۲۹ اپریل کو حکومت بنتی تھی۔ اور مرکزی وزارت نے حلف لے لیا تھا۔ ہفتہ دس دن پہلے یہ فیصلہ کیوں کرایا گیا کون سے عوامل تھے۔ جناب والا اس معاملے کی جوڈیشل انکوائری کرائی جائے۔ یہ بات معمولی نہیں ہے۔ یہ مرکزی حکومت کے خلاف اور ہماری حکومت پنجاب کے خلاف ایک سازش ہے۔ میں سندھ والے بھائیوں سے عرض کروں گا کہ

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

جناب سپیکر: سید محمد اصغر علی شاہ

سید محمد اصغر علی شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ معزز اراکین، جناب سپیکر۔ پیشتر اس کے کہ میں بحث پر اظہار خیال کروں میں یہ عرض کروں گا کہ صدر مملکت نے ۱۹ دسمبر کو قوم سے ایک عہد کیا تھا کہ کیا نظام اسلام کا عمل جاری رہے یا نہ رہے تو قوم نے ہاں کی تھی اس کی وجہ سے صدر مملکت آج صدر ہیں جناب والا گذارش یہ ہے جو انہوں نے ملت سے وعدہ کیا تھا اس نظام اسلام کا کیا ہوا؟ وقت کی کمی کی وجہ سے میں اتنی زیادہ تفصیل میں نہیں جاتا صرف اتنی گذارش کروں گا کہ مارشل لاء اٹھانے سے پہلے جو انہوں نے وعدہ فرمایا ہے اس وعدے پر عمل کرتے ہوئے تمام ضابطہ حیات میں مکمل طور پر نظام اسلام کو جاری کریں کیونکہ یہ وعدہ ملت کے ساتھ ہے دنیا کے سامنے ہے اور یہ وعدہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ہے اب اس وعدے سے انحراف ممکن نہیں ہے کیونکہ صدر مملکت نے اللہ کے سامنے جواب دہ ہونا ہے ہر بات میں ایک سیاست ہو سکتی ہے لیکن اس بات میں اللہ کے معاملے کے سوا کوئی سیاست نہیں ہو سکتی۔ اور میں عرض کئے دیتا ہوں کہ مارشل لاء اٹھانے کے بعد یہی ایک نظام شریعت ہے یہی ایک نظام اسلام ہے جو ان بے راہ روں کے لیے اور ان سرکشوں کے لیے ہے یہ نظام با اثر رہے گا۔ ورنہ مستعار لیے ہوئے جتنے نظام ہیں، تعزیرات ہندوستان تھی وہ تعزیرات پاکستان بنی یہ تعزیرات فرسودہ ہو چکی ہے ہر نظام فیل ہو چکا ہے اب ایک ہی نظام رہ گیا ہے۔ اس لیے میں صدر مملکت سے آپ کی وساطت سے گذارش کروں گا کہ مارشل لاء اٹھانے سے پہلے نظام اسلام جاری کر دیا جائے تاکہ یہ قوم سکھ اور سکون کی زندگی بسر کر سکے۔ نظام شریعت میں سلطنت چلانے کے لیے اللہ نے ہماری فطرت کے مطابق قوانین مقرر کر دیئے ہیں قوانین کیا ہیں چور کا ہاتھ کاٹ دو بدکار کو سنگسار کر دو، زانی کو کوڑے لگائے جائیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ مارشل لاء کے بعد یہ نظام فوری طور پر جاری کیا جائے چور اگر ایک جیب کاٹتا ہے تو وہ بھی چور اور دونوں چوروں کے ہائی کورٹ کے سامنے یا اسمبلی کے سامنے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

تو انشاء اللہ اس ملک میں چوری نہیں ہوگی اور کوئی زیادتی نہیں ہوگی مزید میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جو بدکار لوگ ہیں ان کو سختی سے سمجھایا جائے تو میں امید کرتا ہوں کہ میری بہنیں کراچی سے لے کر گلگت تک سفر کریں گی ان کو کوئی خوف نہیں ہوگا اور یہ ملک ایک گہوارہ مثل جنت ہو جائے گا اس کے بعد میں تھوڑا وقت لوں گا۔ میں کوہستان نمک کے علاقے سے تعلق رکھتا ہوں میرے ملک کے لوگ سب وہاں کا نمک کھا رہے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری گذارشات پر ہمدردانہ غور کر کے حق نمک ادا کریں گے۔

(قطع کلامیاں)

جناب کوہستان نمک ایک پہاڑی علاقہ ہے اور معدنیات سے مالا مال ہے۔ جناب جہاں میں اپنے مسائل پیش کروں گا وہاں ان کا حل بھی پیش کیے دیتا ہوں۔ جناب وہاں اس وقت Lime stone جو ہے ایک سو میل لمبے بلٹ میں موجود ہے وہاں تین سیمنٹ انڈسٹریاں چل رہی ہیں میں گذارش کرتا ہوں کہ جب عرب تیل پر فخر کر سکتے ہیں تو اگر میری معروضات پر توجہ کی جائے تو پنجاب بھی دنیا میں سیمنٹ producing علاقے کے طور پر فخر کر سکے گا۔ کیونکہ ایک سو میل بیلٹ میں لائم سٹون موجود ہے جتنی بھی سیمنٹ انڈسٹریاں وہاں لگائی جائیں گی تو یہاں سیمنٹ کی کمی بھی پوری ہو سکتی ہے اور ہم ایکسپورٹ بھی کر سکتے ہیں اور پھر وہاں لائم سٹون کے بعد کوئلہ ہے کوئلہ اتنی بہتات میں ہے کہ اس کوئلے کے ذریعے سے معقول پاور create کی جا سکتی ہے اور energy crises کو ختم کیا جا سکتا ہے اس سلسلے میں گذارش کروں گا کہ تین سو ٹن کوئلے سے پچاس میگا واٹ بجلی تیار ہو سکتی ہے کیونکہ ہمارے ہاں اتنی بہتات میں ہے پانی وہاں موجود ہے اور جب یہ بجلی پیدا ہوگی تو ہماری انڈسٹریز کام کریں گی۔ سیمنٹ انڈسٹری کے لیے ہمیں واپڈا سے مزید energy نہیں لینی پڑے گی بلکہ اس انرجی کی production سے

ہم صنعتیں لگا سکیں گے اس لیے میں گذارش کرتا ہوں کہ اس علاقے کو انڈسٹری ایریا قرار دے کر فری ٹیکس زون قرار دیا جائے تاکہ پرائیویٹ سیکٹر وہاں فیکٹریاں لگا سکیں اور پرائیویٹ سیکٹر ہی اس کوئلے کے ذریعے تھرمل پاور چلا سکیں۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ وہاں ایک coal Bank بنا دیا جائے coal Bank میں گورنمنٹ کوئلہ اکٹھا کرے گی یعنی سوشل کوئلہ کی انرجی سے تھرمل پاور بھی لگائے گی باقی کوئلہ تقسیم کرے گی کیونکہ آج کل کوئی facilities نہیں ہیں میں آپ کے توسط سے جناب وزیر صنعت و معدنیات کی خدمت میں خصوصاً گذارش کروں گا کہ وہ اس پر توجہ فرمائیں اور وہ Belt معدنیات سے مالا مال ہے اس کے بعد نمک ہے حضور والا ایک سو میل کی Belt میں دو ہزار فٹ کی گہرائی میں موجود ہے اور یہ next biggest deposit in the world ہے تو میں یہ گذارش کروں گا کہ اس طرف توجہ فرمائی جائے وہاں ایک مسئلہ پیدا ہو گیا ہے کہ سالٹ کی جو leases گرانٹ کی گئی ہے اس کے دامن میں وسیع زرعی زمین ہے اس علاقے کے عوام مختلف تحریکیں اور تاریں آئی ہیں کہ اگر وہاں mining شروع کی گئی تو زرعی زمین شور ہو جائے گی میں گذارش کروں گا کہ ایسے طریقے سے mining کی جائے تاکہ وہ زرعی زمین میں نمک شوریدہ سر نہ ہو سکے اور جن کو یہ جگہیں الاٹ کی گئی ہیں ان لوگوں پر پابندی لگائی جائے کہ وہ اس چیز کا پورا انتظام کریں اس کے بعد میں گذارش کروں گا کہ وہاں آبادی سالٹ مائن ورکر کی تقریباً پینتیس ہزار کی آبادی ہے جو کہ عرصہ دراز سے وراثتاً سالٹ مائن کا کام کرتے ہیں ان کی بہت سی خوبیاں ہیں کہ وہ اس آب و ہوا میں سالٹ مائنز کے اندر کام کر رہے ہیں موجودہ حالات میں خدشہ ہے کہ ان کا معیار زندگی قائم نہیں رہے گا اس لیے میں گذارش کروں گا کہ اگر پرائیویٹ سیکٹر میں وہ leases دی جائیں تو ان کو ہدایت کی جائے کہ وہ ان ورکر کا معیار زندگی وہی رکھیں جو کہ پاکستان ڈویلپمنٹ کارپوریشن یا سابقہ محکمہ جات نے رکھی ہوئی تھی۔ اس کے بعد میں اپنے علاقہ کے مسائل کی طرف آتا ہوں۔ میرے علاقے کا سب سے پہلا مسئلہ پانی کا ہے۔

اس کے بعد میں اپنے علاقے کے مسائل کے متعلق عرض کروں گا۔ سب سے پہلا مسئلہ پینے کے پانی کا ہے۔ جناب والا میری بہن بشریٰ نے فرمایا تھا کہ ہم رو رو کر پنجاب میں پانی بہا دیں گے حضور والا ہم تو ۳۷ سال سے رو کر ایک چشمہ بھی نہیں بہا سکے۔ پنجاب میں ہیرانی علاقہ کا حال یہ ہے کہ

عرق گل اسے دینا مقصود ہے صبا
پیتے پیتے بلبل کی زبان سوکھ گئی

جناب والا پانی مانگتے مانگتے ہمارا تو یہ حال ہو گیا ہے۔ یہاں رقم اس کوہستانی علاقے سے سنٹرل گورنمنٹ اور پنجاب گورنمنٹ ۶۵ کروڑ روپیہ سے زائد رقم حاصل کر رہی ہے۔ لیکن وہاں پینے کے پانی کی کمی ہے آپ اندازہ فرمایئے ۸۰ فیصد آبادی فوج میں ہے قوم وہاں سے نمک استعمال کر رہی ہے لیکن پانی پینے کے لیے وہاں موجود نہیں ہیں۔ یہ حاکم ایسے ہی ہیں جیسے آپ دیکھ رہے ہیں۔

اس کے بعد جناب والا چوآ سیدن شاہ کلر کہار کو سب تحصیل کا درجہ دیا گیا ہے میں گزارش کروں گا جب اُسے سب تحصیل کا درجہ دیا گیا ہے وہاں انٹر کالج کو ڈگری کالج تک اپ گریڈ کیا جائے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر No cross talk please. شاہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ کیونکہ آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو رہا ہے۔

سید محمد اصغر علی شاہ اس کے بعد ہماری سڑک چکوال سے پنڈ دادنخان ڈبل کی جائے۔ کیونکہ اس پر بھاری ٹریفک منرل mineral کی وجہ سے۔ اس کے بعد ایک سڑک ہے چوآ سیدن شاہ سے آرا تک اسے ہائی وے کی تحویل میں دیا جائے۔ جناب والا پانی کا مسئلہ ہمارے لیے سب سے اہم ہے اس کو حل کرنے کی کوشش کی جائے۔

جناب سپیکر : چوہدری پرویز الٰہی صاحب

وزیر لوکل گورنمنٹ و رورل ڈیولپمنٹ (چوہدری پرویز الٰہی) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب والا سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنے کم وقت میں بغیر نیا ٹیکس لگائے ایک اچھا اور عمدہ بجٹ پیش کیا ہے ۔ بلکہ اس بجٹ میں ٹیکسوں کی وصولی میں آسانی بھی پیدا کی گئی اور Gift tax کو ختم کر دیا گیا ۔

جناب والا پنجاب کے عوام نے ان معزز اراکین کو منتخب کر کے اور ان پر اعتماد اور بھروسہ کر کے ان پر بہت ذمہ داریاں عائد کی ہیں ۔ اب ہم نے یہاں ان ذمہ داریوں کو سامنے رکھتے ہوئے بہت اہم فیصلے کرنے ہیں۔ میری اس معزز ایوان سے گذارش ہوگی کہ اپنی ذمہ داریوں کا یہ وقت ہمارے ذہنوں میں احساس ہونا چاہیے۔ آج خدا کے فضل وکرم سے ہم سب متحد اور منظم ہیں اور منتخب نمائندے حالات پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ جب مارشل لاء کے بارے میں یہاں قرارداد پیش ہوئی ہم سب نے متفقہ طور پر اسکو منظور کیا اور یہ اتحاد کی سب سے بڑی نشانی ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا کوئی بھی منتخب حکومت مارشل لاء کو نہیں چاہتی۔ اسے برداشت نہیں کرتی اور خدا کے فضل وکرم سے اس مارشل لاء کو جانا ہی ہے اور جلد جانا ہے لیکن ہم اس سے آگے تھوڑا سوچنا پڑے گا کہ اس خلا کو ہم نے کس طرح پر کرنا ہے ۔ سیاسی استحکام کو جو کئی سالوں سے ہمیں میسر رہا ہے اس کو کس طرح سے ہم نے برقرار رکھنا ہے ہم نے کس طرح اس ملک میں سیاسی نظام کو چلانا ہے میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی نظام کے بارے میں اس ہاؤس میں باتیں تو ہو سکتی ہیں لیکن عملی طور پر وفاق میں اس کے بارے میں ہونا ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے وفاقی حکومت کو اور وزیر اعظم کو یہ گذارش کروں گا کہ وہاں جو کمیٹی بنائی گئی ہے اس میں صوبائی حکومتوں کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے تاکہ جو نظام وہاں بن رہا ہے وہ سارے ملک کے لیے ہوگا اس کے اثرات پورے ملک پر ہوں گے ۔

جناب والا آج ہم ایک ایسے موڑ پر کھڑے ہیں جہاں عوام کی نظریں ان منتخب نمائندوں پر ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ اس ملک میں کیا سیاسی نظام لانا چاہتے ہیں اس لیے جناب والا میں یہ گذارش کروں گا اس اہم اور قومی مسئلہ میں صوبائی حکومتوں کو اعتماد میں لیا جائے اور یہاں سے منتخب نمائندوں کو اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔

جناب والا دیہی ترقی کے بارے میں اس ہاؤس میں بہت سی باتیں ہوتی رہی ہیں۔ کچھ میرے معزز اراکین نے اس میں مزاح پیدا کرنے کی بھی کوشش کی لیکن جناب والا آج یہ بات بڑے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ دیہی حکومت کے بارے میں عملی طور پر کسی نے کیا ہے تو وہ صرف اور صرف اسی حکومت نے کیا ہے۔ سابقہ حکومت جو نام نہاد حکومت رہی ہے اس کے دور کو اگر سامنے رکھیں وعدے تو بہت بلند بانگ کئے گئے لیکن عملی طور پر انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ خدا کے فضل و کرم سے آپ نے دیکھا کہ ۸۵-۱۹۸۴ء میں ۶۲ فیصد ترقیاتی بجٹ میں رکھا گیا اور اب اسی کو بڑھا کر ۷۰ فیصد کر دیا گیا ہے اور آئندہ سالوں میں اگر آپ نے ہم پر اعتماد کیا اور ہمیں موقع دیا تو خدا کے فضل و کرم سے آپ دیکھیں گے آئندہ سالوں میں اگر آپ نے ہم پر اعتماد کیا فضل و کرم سے آپ کو ہر طرف تعمیر و ترقی نظر آنے لگی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

دیہی ترقی کے بارے میں میں یہ عرض کرتا چلوں کہ آپ نے دیکھا ہے فارمز ٹو مارکیٹ روڈ اپ گریڈیشن آف سکولز۔ پرائمری ایجوکیشن۔ جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ دیہی ترقی میں اگر کسی نے اہم رول ادا کیا ہے تو وہ صرف اور صرف بلدیاتی ادارے ہیں۔

MRS SHAHEEN MANAWAR AHMEDI

Point of Order sir. I just want to bring it to the notice of the Minister if he is talking about the civic Adaras only or the Local Government, the Local Bodies...

کیونکہ جب آپ بلدیاتی ادارے کہتے ہیں بلدیہ صرف شہر میں ہوتا ہے بلدیہ صرف شہر کا ہے

ٹاؤن . . . . کا کیا مطلب ہے ۔

وزیر قانون جناب والا میں اس پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و رورل ڈویلپمنٹ وہ لوکل باڈیز کے بارے میں کہہ رہی ہیں ۔

جناب سپیکر چودھری عبدالغفور صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں ۔

وزیر قانون جناب والا میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں کرنا ہے میں تو بیگم صاحبہ کے پوائنٹ آف آرڈر کے جواب میں جناب کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ ان کی انگلش ماشاء اللہ بہت اچھی ہے ۔ ہم تو اس دن تقریر سن کر کئی لوگوں پر یہ الزام عائد ہو گیا ہے کہ وہ سو رہے تھے ۔ تو ان کو یہ بتانے کے لیے عرض کروں گا کہ لوکل سیلف گورنمنٹ میں جو تمام بلدیاتی ادارے ہیں اس میں شہری اور ڈسٹرکٹ کونسل سب شامل ہیں ۔

MRS SHAHEEN MANAWAR AHMED: Sir, I maintain my Point of Order, that this is not the correct answer. The correct answer I want for Local Govt and Baldiyat-i-Adaray.

بلدیاتی اداروں کا بالکل کوئی تعلق نہیں ہے ٹاؤن کے ساتھ ۔ بلدیات صرف شہر میں ہوتے ہیں ۔

جناب سپیکر بیگم صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ چاہتی ہیں ۔

بیگم شاہین منور احمد جی

جناب سپیکر چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

وزیر قانون میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے بلدیہ سے بلدیاتی ادارے محسوس کر لئے ہیں ۔

جناب سپیکر چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ میں اس پر اپنی رائے دیتا ہوں

وزیر قانون انہوں نے اُردو میں بات کی ہے میرا خیال ہے کہ وہ انگلش میں بات کرتی تو زیادہ بہتر تھا۔

بیگم شاہین منور احمد میں آپ سے ایک گذارش کرنا چاہتی ہوں۔

I am not talking to the Law Minister across the table. I don't think he should be answering me. I am addressing the Chair.

رانا پھول محمد خان جناب والا میں وزیر صحت سے گذارش کروں گا کہ وزیر قانون صاحب کو بھی علاج کے لیے باہر بھیج دیا جائے۔

وزیر قانون جناب والا میں رانا صاحب کی نگہداشت کے لیے جانے کو تیار ہوں۔ یہ میرے اپنے بزرگ ہیں۔ میں ان کی خدمت کیلئے ہر وقت تیار رہوں۔

جناب سپیکر بیگم صاحبہ آپ نے بلدیاتی اداروں کے لیے پوچھا ہے۔

بیگم شاہین منور احمد میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں جب وزیر لوکل گورنمنٹ بلدیاتی اداروں کی بات کرتے ہیں بلدیات تو صرف شہر میں ہوتے ہیں۔ دیہات کو یہ بھول جاتے ہیں دیہات کے لیے کیا لفظ ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب بات کریں انصاف یہ ہے یہ پورے لوکل گورنمنٹ لوکل باڈیز کی بات کریں۔

جناب سپیکر اس میں میں آپ پر یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ بلدیاتی ادارے شہروں میں ٹاؤن کمیٹیوں پر، میونسپل کمیٹیوں پر، کارپوریشنوں پر مشتمل ہیں اور دیہات میں یونین کونسل، مرکز کونسل اور ضلع کونسل پر مشتمل ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

بیگم شاہین منور احمد معذرت کے ساتھ، اگر آپ کی یہ رولنگ غلط ہو I can prove it to-morrow.

جناب سپیکر آپ اس کو prove نہیں کر سکیں گے۔ اس لیے کہیں

بلدیاتی اداروں کو ذاتی طور پر بہت جانتا ہوں، میں نے اپنی رولنگ بہت سوچ سمجھ کر دی ہے۔

(قطع کلامیاں)

چودھری فضل حسین راہی ایہناں ثابت نہیں کر سکناں

جناب سپیکر ٹھیک اے۔ ایہناں نوں ثابت کرن دیو۔ چودھری صاحب

وزیر لوکل گورنمنٹ میرا خیال ہے کہ بیگم صاحبہ کو گاؤں میں جانے کا تجربہ نہیں ہوا۔

بیگم شاہین منور احمد اگر آپ نے کراس ٹاک کرنی ہے۔

I will be compelled to answer.

جناب سپیکر بیگم صاحبہ، آپ کی بات کا جواب دینے کا انہیں پورا پورا حق ہے (قطع کلامیاں) اس میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ (قطع کلامیاں) جناب اس میں پوائنٹ آف آرڈر کی بات کون سی ہے۔

ملک عباس خان کھوکھر جناب والا آپ کی رولنگ کے بعد بیگم صاحبہ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اس پر دوبارہ بات کریں۔ آپ نے رولنگ پہلے ہی دے دی ہے۔

جناب سپیکر بالکل درست بات ہے۔ بیگم صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔

بیگم شاہین منور احمد وزیر بلدیات نے کہا ہے کہ مجھے دیہات میں جانے کا کوئی اتفاق نہیں ہوا . . .

جناب سپیکر بیگم صاحبہ، آپ بات کر چکی ہیں۔

بیگم شاہین منور احمد ان کو اجازت ہے کہ یہ بات کریں۔

جناب سپیکر ان کو حق پہنچتا ہے۔

بیگم شاہین منور احمد وہ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ میں دیہات میں نہیں گئی؟

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر آرڈر پلیز، آرڈر پلیز

آپ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں جناب۔ تشریف رکھیں میرے بھائی حضور تشریف رکھیں ذرا۔ جس پوائنٹ پہ بات ہو رہی تھی اس کا تو جواب دینے دیں۔ بیگم صاحبہ میں آپ کو یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ جب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کسی معزز رکن کی بات پر معترض ہو سکتی ہیں تو اس معززہ مقرر کو یہ پورا پورا حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو [illegible] کر سکے۔

بیگم شاہین منور احمد وہ اتنے پرسنل نہیں ہو سکتے کہ یہ کہیں کہ میں دیہات میں نہیں گئی ہوں۔

جناب سپیکر میری بات کو ختم ہونے دیں۔ ذرا آپ حوصلے سے تشریف رکھیں

چودھری صاحب، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ :- جناب والا میں بیگم صاحبہ کی سیاسی بصیرت کا بڑا قائل ہوں انہوں نے چونکہ پچھلی حکومتوں کو بڑے قریب سے دیکھا ہے (نعرہ ہائے تحسین) میں نے تو صرف گاؤں کی۔ دیہی علاقوں کی بات کی تھی۔ جناب والا، میں بلدیاتی اداروں کے بارے میں ذکر کر رہا تھا۔ آج اس صوبے میں آپ کو جو ترقی نظر آ رہی ہے وہ صرف اور صرف ان بلدیاتی اداروں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلدیاتی اداروں کو مستحکم بنیادوں پر چلانے کے لیے ہمیں ہمیشہ اس ہاؤس کی سرپرستی کی ضرورت پڑتی رہے گی۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ ایک پودا جو کئی سال پہلے لگا تھا، اب ایک تن آور درخت بن چکا ہے۔ تو خدارا۔ اس کا پھل کھائیے، اس کو کاٹیے نہیں۔ اس نظام کو آگے کی طرف لے کر چلیئے، اس کو مضبوط کیجئے۔ جناب والا بلدیاتی اداروں کے اراکین سے وفاقی حکومت نے ایک بہت بڑی زیادتی کی ہے۔ ان سے دوہری رکنیت کا حق چھینا جا رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعظم سے اپیل کروں گا کہ یہ قانون

فوری طور پر واپس لیا جائے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اگر اس قانون کا فیصلہ الیکشن شروع ہونے سے پہلے کر دیا جاتا تو اس میں وہ حق بجانب تھے ۔ جن لوگوں کو الیکشن لڑنا تھا وہ بھی سوچ لیتے کہ انہیں کون سی سیٹ رکھنی ہے اور کس سیٹ پر انہیں الیکشن لڑنا ہے ۔ جناب والا ، دوسری سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی گئی ہے ۔ اس طرح سے کہ جو امیدوار الیکشن لڑ رہے تھے ۔ ان کے بارے میں لوگوں کو ووٹ دیتے وقت پتا تھا کہ یہ دونوں سیٹیں رکھنے والے ہیں اور ہم ایسے نمائندے منتخب کر رہے ہیں جو دونوں سیٹوں پر اپنے کام سنبھال سکیں گے ۔ اس بناء پر عوام نے انہیں ووٹ دے کر چنا ۔ جو اعتماد عوام نے انہیں دیا ۔ وہ آپ کیسے چھین سکتے ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا بلدیاتی اداروں کو مزید فعال بنانے کے لیے ہم صوبائی سطح پر ایک کنونشن کے بارے میں سوچ رہے ہیں یہ کنونشن وزیر اعلیٰ کی صدارت میں ہو گا اور انشاءاللہ تعالیٰ اس میں مزید تجاویز آئیں گی ۔ اور آپ سے بھی تجاویز لی جائیں گی تاکہ ان اداروں کو مزید فعال بنایا جا سکے اس سلسلے میں میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ یونین کونسل ہمارا ایک بنیادی یونٹ ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کیا جائے ۔ اس کو فعال بنایا جائے اور اس کو مالی طور پر مضبوط کیا جائے ۔ کیونکہ یہ ایک بنیادی یونٹ ہے جہاں پر لوگ صحیح معنوں میں اپنے کام کروا سکتے ہیں اور انہیں کام کروانے میں آسانی ہوتی ہے ۔ اس سلسلے میں میری وزیر صنعت سے ابھی باتیں ہوئی ہیں تو ہم سوچ رہے ہیں کہ یونین کونسل کی سطح پر ایسی صنعتوں کا انتظام کیا جائے کہ دیہی علاقے ان سے فائدہ اٹھا سکیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں عطاء محمد قریشی پوائنٹ آف آرڈر۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ صوبائی اور قومی اداروں کے ساتھ ساتھ بلدیاتی اداروں کی ترکینت بھی بحال ہونی چاہیے۔ اس میں میری گذارش ہے کہ میرے خیال میں جو کچھ میں جانتا ہوں، سال میں ۱۶۰ دن قومی اسمبلی کا اجلاس کرنا ضروری ہے اس لحاظ سے یہ تقریباً چھ ماہ بنتے ہیں

جناب سپیکر آپ یہ اظہار خیال اپنی تقریر میں کیجئے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے

(قطع کلامیاں)

چودھری صاحب، اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ جناب والا، میں سمجھتا ہوں کہ ان بلدیاتی اداروں کی بہتر کارکردگی کی وجہ سے آج اس ایوان میں ۱۲۵ کے قریب لوگ منتخب ہو کر آئے ہیں اور ۴۲ کے قریب قومی اسمبلی میں جا کر اس وقت بیٹھے ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں مختار احمد پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ہم وزیر موصوف کی اس بات سے بڑے خوش ہیں کہ اس وقت اس ہاؤس میں ۱۲۵ کے قریب ایسے کونسلرز ہیں جو کہ ایم پی اے بنے ہیں اور چالیس ایسے ایم این اے ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیسے بن گیا۔

میاں مختار احمد میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح وزیر موصوف یہ فرما رہے ہیں کہ کیوں نہ اس ہاؤس میں قرارداد پیش کر دی جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر معزز اراکین کی طرف سے آئے ہوئے ریزولیوشنز ہمارے پاس موجود ہیں وہ اتنی وافر تعداد میں آئے ہیں کہ قرعہ اندازی میں وہ ریزولیوشن ضرور نکل آئے گا جیسے

خیال میں پرائیویٹ ممبرز بزنس میں یہ ریزولیوشن لیا جائے گا ۔

میاں مختار احمد : شکریہ جناب

وزیر لوکل گورنمنٹ : جناب والا، تعلیم کے بارے میں عرض کروں گا کہ اس بجٹ میں تعلیم کے بارے میں بہت سی رقوم رکھی گئی ہیں ۔ اس میں سکولوں کی اپ گریڈیشن ہے ۔ پرائمری سکولوں کے لیے ہے ۔ جناب والا، اس میں یہ عرض کرنا چلوں گا کہ یہ بوجھ صرف حکومت پر ہی نہیں ہونا چاہیے ۔ نجی اداروں کو بھی اس سلسلے میں آگے آنا چاہیے معزز اراکین سے میری یہ گذارش ہے کہ وہ اس بارے میں اپنی تجاویز ضرور دیں ۔ تاکہ نجی ادارے، نجی لوگ جو اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں ان کی حوصلہ افزائی ہو سکے اور اس بارے میں عملی طور پر کچھ کیا جا سکے ۔

جناب والا اس کے بعد میں کچی آبادیوں کے متعلق ذکر کروں گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بہت سے معزز اراکین نے کچھ تقاریر کیں ہیں اس میں خاص طور پر چوہدری ممتاز صاحب ساہیوال کے ہیں انہوں نے بہت پرجوش طریقے سے کچی آبادیوں کا ذکر کیا ہے تو جناب والا میں یہ کہنا چاہوں گا جو لوگ کچی آبادیوں میں بستے ہیں وہ بڑی تکلیف میں ہیں وہ بڑے دکھ میں ہیں اور ہم بھی ان کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں اور شامل ہونا چاہتے ہیں اور ہمارے دل بھی ان کے ساتھ دھڑکتے ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے میاں نواز شریف صاحب نے عہدہ سنبھالتے ہی سب سے پہلا کام کچی آبادیوں کی دیکھ بھال اور مالکانہ حقوق دینے کے لیے کیا پنجاب میں ۶۳۰ کے قریب کچی آبادیاں ہیں لاہور کو نکال کر ۴۸۵ کے قریب بتائی جاتی ہیں ۲۶۸ کا فیصلہ ہو چکا ہے ۔ ان میں ۱۸۰ کچی آبادیاں ایسی ہیں جو تمام شرائط کو پورا کرتی ہیں اور آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی آج خدا کے فضل و کرم سے وہاں کے لوگوں کو مالکانہ حقوق دینے کے لیے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب میں وزیر متعلقہ سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ ۱۸۰ کچی آبادیاں جن کو مالکانہ حقوق دیئے گئے ہیں وہ کس دور میں اور کس تاریخ کو مالکانہ حقوق دیئے

گئے ہیں ۔

وزیر بلدیات جناب والا شاہ صاحب اس کو سوال کی شکل میں پیش کریں اس کا جواب مل جائے گا ۔

جناب سپیکر شاہ صاحب آپ ان کو براہ راست مخاطب نہیں کر سکتے شاہ صاحب یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ آپ سوال کی شکل میں یہ بات پوچھ سکتے ہیں ۔

جناب طاہر احمد شاہ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ وزیر موصوف اپنی تقریر میں اس کی وضاحت کر دیں ۔ کس سال کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دیئے گئے ۔

جناب سپیکر اس پر میں اپنی رولنگ دے چکا ہوں آپ تشریف رکھئے اگر یہ مناسب خیال فرمائیں تو اس پر وضاحت کر دیں ۔

وزیر بلدیات جہاں تک .....

ملک طیب خان جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر ۔ کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جا رہے ہیں ہم ان غریبوں کے لیے جنہیں آپ ۔ ہ مفید تسلیم کرتے ہیں اور جو سرکاری زمینوں پر مکان بنائے بیٹھے ہیں انہیں بھی ۵ مرلے کے حقوق ملکیت دے دیئے جائیں ۔ اس کے متعلق بھی کوئی فیصلہ فرمایا جائے ۔

وزیر بلدیات جہاں تک لاہور کا تعلق ہے یہاں ۱۴۵ کچی آبادیاں ہیں اور جن کا سروے کا کام جاری ہے جن میں سے ۵ کو مالکانہ حقوق دیئے جا چکے ہیں اور باقی کچی آبادیوں کا باضابطہ طور پر سروے کا کام جاری ہے اور وہ خدا کے فضل و کرم سے بہت جلد پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گا اور اس کے ساتھ میں یہ عرض کرتا چلوں کہ جہاں ڈویلپمنٹ اتھارٹیز نہیں ہیں وہاں ڈویلپمنٹ کا کام بلدیاتی اداروں کو سونپا گیا ہے ۔ آخر میں جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے

سامنے ایک واضح مقصد ایک واضح منزل ہے یہ بات بڑے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ انشاءاللہ منتخب قیادت اپنا پورا کردار ادا کریں گی اور ثابت کرے گی کہ انکے انتخاب کے لیے عوام کا فیصلہ درست تھا۔ اور یہ ملک کے مفاد میں تھا اسی کے ساتھ میری یہ آپ سے اپیل ہے اس بجٹ کو متفقہ طور پر منظور کیجئے اور یہ ثابت کیجئے کہ ہم اس ملک میں اور اس صوبے میں جمہوریت اور مستقل حکومت چاہتے ہیں۔ اور اس صوبے کی تعمیر و ترقی کا دور چلاتے ہیں۔

جناب سپیکر چوہدری شفقت عباس

چوہدری محمد افضل چن جناب سپیکر۔ اگر کسی کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہو

جناب سپیکر کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چوہدری محمد افضل چن جناب والا میں ایک نقطہ کی وضاحت چاہتا ہوں۔ اراکین اسمبلی میں سے کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہے تو کیا جناب کے پاس اس کو اجازت نہ دینا بھی کوئی رولنگ ہے۔

جناب سپیکر میرے پاس ہے۔

چوہدری محمد افضل چن جناب اگر اس کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہو اور اس کو بولنے نہ دیا جائے اس کو اس کا حق نہ دیا جائے۔

جناب سپیکر وہ اس صورت میں ہے کہ اگر ایک وقت میں ایک سے زیادہ معزز اراکین پر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوں آپ میری بات بھی تو سن لیں آپ اپنی کہے جا رہے ہو ایک وقت میں ایک سے زیادہ معزز اراکین پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو جائیں تو اس صورت میں سپیکر صرف ایک وقت میں ایک معزز رکن کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دے سکتا ہے باقیوں کو وہ بیٹھ جانے کے لیے کہے گا۔

چوہدری محمد افضل چن جناب والا میں اس وقت صرف کھڑا تھا جناب میری

گذارش ہے کہ آپ فراخدلی سے کام لیں جب ہمارا پوائنٹ بنتا ہو تو ہمارا حق ہمیں دے دیا جائے۔

چوہدری شفقت عباس اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب سپیکر میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں اظہار رائے کا حق دیا ہے میں دل کی گہرائیوں سے جناب وزیر خزانہ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ایک مدت کے بعد منتخب نمائندوں کے سامنے انہیں بجٹ پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے جناب والا اگرچہ یہ بجٹ نقائص سے مبرا نہیں ہے لیکن اس بجٹ میں ایک بہت بڑی خوبی ہے کہ اس بجٹ میں پنجاب کے عوام پر کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا وفاقی حکومت نے عوام پر پہلے ہی بہت ٹیکس عائد کر دیئے ہیں۔ اب پنجاب کے غریب عوام میں اتنی سکت نہیں ہے کہ وہ کوئی ٹیکس برداشت کر سکیں۔ اس سلسلہ میں وزیر خزانہ کا دلی طور پر ممنون ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب والا جہاں تک بجٹ کے نقائص کا تعلق ہے اس بجٹ میں انتظامی امور پر بہت زیادہ رقم مختص کی گئی انتظامات کے مسئلہ کا آپ کو علم ہی ہے ہماری حکومت جرائم اور دوسرے عوام کو کنٹرول کرنے میں کس حد تک کامیاب ہے لیکن ان کے اخراجات میں دن بدن اضافہ کیا جا رہا ہے جناب والا انتظامی امور میں آپ محکمہ پولیس کو لے لیں جو لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کے لیے بنایا گیا ہے لیکن اس محکمہ نے ہماری حفاظت کی بجائے ہمیں لوٹنا شروع کیا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے ساتھ زیادتی یہ ہے کہ جب ہم ان کی کسی بات کی شکایت کرتے ہیں تو ان کے افسران بالا کو ان کی انکوائری کے لیے مقرر کر دیا جاتا ہے اس وقت وہ ماتحت پروری کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس کے علاوہ کئی ایسے عوامل ہیں جو ان کو مدنظر رکھتے ہوئے عوام کو انصاف مہیا کرنے کی بجائے اپنے ماتحتوں کو پروردگی کرتے ہیں اور ان کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھتے ہوئے اور لوگوں کو انصاف مہیا نہیں کرتے۔ یہ ہمارے ساتھ سنگین زیادتی ہے میں اس بارے میں رائے دوں گا کہ پولیس کی انکوائری کے لیے ایک علیحدہ محکمہ قائم کیا جائے۔ اور محکمہ انسداد رشوت میں جو پولیس افسران ہیں ان کو بھی وہاں سے علیحدہ کر کے کسی اور [illegible] کے ساتھ

attach کیا جائے۔ جناب والا ترجیحات کی بنیاد پر محکمہ تعلیم کو first priority دی گئی ہے۔ اس وقت ہمارے ملک میں تعلیم کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اور ہمارے مذہب نے بھی تعلیم پر ہی سب سے زیادہ زور دیا ہے لیکن اس بات کی یہاں وضاحت کروں گا کہ تعلیمی معاملہ میں جہاں نئے سکول کھولے جا رہے ہیں نئے کالجز قائم کئے جا رہے ہیں وہاں اس نظام کو درست کرنے کی اشد ضرورت ہے ہمارے جو نالائق ترین ٹیچرز ہیں وہ پرائمری سکولوں میں تعینات کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے ہماری تعلیم کی بنیادیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ اگر ہم اپنے نظام تعلیم کا ترقی یافتہ ممالک کی تعلیم کے ساتھ موازنہ کریں تو یہ بات صاف ظاہر ہو جائے گی کہ باہر تو ابتدائی پرائمری تعلیم کے لیے قابل سے قابل ترین لوگوں کو مقرر کیا جاتا ہے لیکن ہمارے ملک میں وہ ٹیچر جو تھرڈ ڈویژن یا سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوتے ہیں اور انہوں نے پی ٹی سی کورس بھی نہیں کیا ہوتا انہیں پرائمری طلباء کی تعلیم کے لیے مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اس سے ہمارے تعلیمی نظام کو بہت زیادہ خطرہ ہے اگر اس طرح کے اساتذہ ہمارے بچوں کو تعلیم دیتے رہے تو وہ بچے مستقبل میں کیا کریں گے۔

میاں ممتاز احمد متیانہ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میرے فاضل دوست نے اساتذہ کو نالائق ترین کہا ہے۔ اپنے اساتذہ کو نالائق کہنا کسی صورت میں جائز نہیں

چوہدری شفقت عباس لیکن جب سفارشوں کی بنیاد پر وہ لوگ جو اس چیز کے اہل نہیں ہوتے انہیں تعینات کیا جاتا ہے میں انہیں حقیقتاً نالائق کہوں گا۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ کئی تھرڈ ڈویژن لوگوں کو ٹیچر مقرر کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر No cross talk

ان کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دینا چاہتے ہیں۔

چوہدری محمد افضل چن نہیں جناب۔ میرا اپنا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر ممتاز متیانہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کا آپ جواب

دینا چاہتے ہیں -

چوہدری محمد افضل چن : نہیں جناب - میں شفقت صاحب پر پوائنٹ آف آرڈر کر رہا ہوں -

جناب سپیکر پہلے مجھے ممتاز تبانہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دے لینے دیں میں اتفاق کروں گا کہ اساتذہ کے متعلق الفاظ کے استعمال میں احتیاط برتنی چاہیے

چوہدری شفقت عباس میں معذرت خواہ ہوں -

جناب سپیکر اب آپ فرمائیں -

چوہدری محمد افضل چن جناب والا - ہمارے ایک فاضل رکن نے یہ فرمایا ہے کہ تھرڈ ڈویژن اور سیکنڈ ڈویژن کو نمبر نہ لگایا جائے - تو جناب وہ تھرڈ اور سیکنڈ ڈویژن والے کہاں جائیں گے - ان کے لیے کونسا انتظام ہے - ان کو بس یہی نہ کیا جائے -

جناب سپیکر آپ کی بات ہو گئی ہے - آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا چوہدری شفقت عباس صاحب -

چوہدری شفقت عباس جناب والا تعلیم کے بعد دوسرا نمبر زراعت کو دیا گیا ہے - زراعت کو ہمارے ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے لیکن شروع سے اس ریڑھ کی ہڈی کو توڑنے بلکہ مکمل طور پر ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے - اور اب اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ہمارا شعبہ زراعت مکمل طور پر خسارے میں جا رہا ہے - گورنمنٹ کے متعلقہ افسران نے بھی اس کی تائید کر دی ہے - کہ پاکستان کی زرعی معیشت اس وقت خسارے میں جا رہی ہے حضور والا - چاہیے تو یہ تھا کہ وہ شعبہ جس کو ہمارے ملک میں ایک اہم حیثیت حاصل ہے اور وہ ہمارے ملک کی ترقی میں اہم رول ادا کر رہا ہے - اس کو زیادہ سے زیادہ سہولت دی جاتی یہاں صورتحال یہ ہے کہ حکومت کو جب بھی کسی مد میں ٹیکس کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ زمیندار پر عائد کر دیا جاتا ہے - اس بارے میں آپ کھاد کو ہی لیں کہ جو پچھلے سال گورنمنٹ کے مقرر کردہ ریٹ تھے ۱۲۸ روپے کھاد فروخت ہوتی رہی ہے -

لیکن فرٹیلائزر کمپنیوں نے اس ریٹ کے خلاف عمل طور پر ثبوت دیا اور انہوں نے گورنمنٹ کے ریٹ کو نظر انداز کر کے ۱۱۵ روپے سے ۱۱۸ روپے میں مارکیٹوں میں کھاد فروخت کی۔ حضور والا میں اس پوائنٹ کی وضاحت کر دوں گا کہ زمینداروں سے کون سی غلطی ہوئی ہے کہ گورنمنٹ ان لوگوں کو جو اتنا منافع نہیں چاہتے ان کے منافع میں ایزادگی کرنا چاہتی ہے۔ میری یہ عرض ہے کہ جن ریٹس پر کھاد مارکیٹوں میں فروخت ہو رہی ہے انہی ریٹس پر کھاد کی قیمت کا بھی تعین ہونا چاہیے۔ حضور والا اگر ہم آج سے بیس سال پہلے کی زرعی اخراجات اور آمدن کا آج کے اخراجات اور آمدن سے موازنہ کریں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آج سے بیس سال پہلے زمینداروں کے اخراجات میں بارہ گنا اضافہ ہوا ہے۔

لیکن آمدنی کی مد میں ایک کے مقابلہ میں صرف ۲ گنا اضافہ ہوا ہے۔ اس لیے میری عرض ہے کہ آج سے ۲۰ سال پہلے کی پالیسیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے نئی پالیسی تشکیل دی جائے تاکہ زمینداروں کو صحیح حقوق میسر آسکیں۔ زراعت کے بعد تعلیم کا مسئلہ اور دیہی ترقیاتی پروگرام کا مسئلہ ہے۔

حضور والا۔ ہم موجودہ حکومت کے ممنون ہیں اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے پہلی حکومتوں کی نسبت دیہی ترقیاتی پروگرام پر زیادہ توجہ دی ہے۔ اور اپنے بجٹ کا بیشتر حصہ اس کے لیے مخصوص کیا ہے۔ لیکن پھر بھی ہمیں ہمارا صحیح حق نہیں مل رہا ہے۔ میری اس بارے میں یہ گزارش ہے کہ ہمیں آبادی کے لحاظ سے حصہ دیا جائے۔ آبادی کی تقسیم کی بنیاد پر ہمارا حصہ دیا جائے اور جس قدر ہمارے حصہ میں کمی ہے اسے پورا کیا جائے۔ حضور والا۔ اس سال جو سالانہ ترقیاتی پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں عوام کے منتخب نمائندوں کی رائے نہیں لی گئی ہے۔ حالانکہ یہ بات آپ کے علم میں بھی ہے کہ اس وقت جو ممبران اسمبلی منتخب ہو کر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ کسی سیاسی جماعت کی طاقت سے، یا کسی سیاسی نظریات کی بنا پر منتخب ہو کر یہاں نہیں آئے ہیں بلکہ یہ اپنے حلقہ کے عوام سے کئی وعدے کر کے اور ان کو کئی قسم کی یقین دہانیاں کرا کر یہاں پر پہنچے ہیں۔ جن میں علاقہ کے لوگوں کے انفرادی اور اجتماعی کام بھی شامل ہیں۔ اس لیے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ممبران اسمبلی کے چند ایک منصوبوں کو

لازمی طور پر اس سالانہ ترقیاتی بجٹ میں adjust کیا جائے۔ تاکہ ہم اپنے علاقہ کے عوام کو مطمئن کر سکیں۔ حضور والا۔ گھنٹی کا پہلے ہی خطرہ تھا۔ اس لیے میں نے بہت مختصر طور پر اپنی بات کی ہے۔ لیکن چند پوائنٹس رہ گئے ہیں۔ پھر کسی وقت ان کے متعلق کہوں گا۔ اس کے بعد تھوڑے علاقائی مسائل آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں میرے علاقہ میں بہادر نگر فارم ہے۔ جو کہ حیوانات کی تجربہ گاہ ہے۔ وہاں کے ملازمین کو دوسرے صوبائی ملازمین کے برابر حقوق نہیں مل رہے ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے متعلقہ منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ ان ملازمین کو بھی دوسرے صوبائی ملازمین کے برابر مراعات دی جائیں۔ جناب والا۔ اوکاڑہ پاک پتن روڈ پر سیم نالہ پر پل ہے جسے زیر تعمیر ہوئے تقریباً تین سال ہوئے ہیں۔ اور اس کے متبادل ایک کشتیوں کے پل کا بندوبست کیا گیا ہے۔ اس کشتیوں کے پل پر اتنا خرچ ہو گیا ہے۔ کہ اگر یہی منصوبہ مکمل کر لیا جائے تو اس کا خرچ اور کشتیوں کے پل کا خرچ تقریباً برابر ہو جاتا ہے۔ اس لیے میری گذارش ہے کہ اس پل کو جلد از جلد مکمل کیا جائے۔ جناب والا۔ میرا حلقہ انتخاب گوگیرہ شاہ گورہ قانونگوئی پر مشتمل ہے۔ آج کے دور میں شاہ گورہ قانونگوئی کو پسماندہ ترین علاقہ کہا جاتا ہے کیونکہ آج جب کہ دنیا چاند پر پہنچ گئی ہے۔ اس علاقہ میں ابھی تک پکی سڑک کی کوئی سہولت میسر نہیں ہے یہاں تک کہ مقامی پولیس سٹیشن کا اپنے تحصیل ہیڈ کوارٹر سے کوئی رابطہ بذریعہ پختہ سڑک نہیں ہے۔ میری گذارش ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے پولیس سٹیشن شاہ گورہ کا رابطہ مقامی تحصیل ہیڈ کوارٹر سے قائم کیا جائے۔ اس طرح سے لوگوں کو شہر، تحصیل اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ رکھنے میں بہت زیادہ آسانی ہوگی۔ انہیں گذارشات کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ نگہت نعیم صاحبہ۔

سیدہ نگہت نعیم صاحبہ: جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کو ایک اچھا اور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور اس کے ساتھ ہی چند تجاویز پیش کروں گی جن کا تعلق خاص طور پر بجٹ میں مخصوص ایسے ترقیاتی اور غیر ترقیاتی سکیموں سے ہے جو کہ خواتین کی بہبود کے لیے ہیں جناب

وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں بجٹ کے دو حصوں یعنی ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ پر تقریر کی ہے۔ یہ بات بجٹ کاغذات سے عیاں ہے کہ ترقیاتی بجٹ تعلیم اور صحت کی مد میں ایک کثیر رقم نئے سکول کھولنے اور نظام صحت کو مزید بہتر بنانے کے لیے بنیادی ہیلتھ یونٹ کے لیے مخصوص کی گئی ہے۔ میری رائے میں ان منصوبوں سے مکمل افادیت حاصل کرنے کے لیے ضروری یہ ہے کہ ان اداروں کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے۔ اور اس بات کا یقین کیا جائے گا کہ دیہی اور شہری خواتین کو پوری سہولتیں ہوں۔ دیہی نے سکول بنانے کے ساتھ ساتھ ان میں خواتین ٹیچرز جو کہ بچوں کو تعلیم دے سکیں موجود نہیں ہوتیں۔ شادی شدہ یا غیر شادی شدہ خواتین استانیوں کیلئے رہائش اور دوسری سہولیات میسر نہیں ہیں۔ جس کی وجہ سے ہماری خواتین دیہاتوں میں تعیناتی سے گھبراتی ہیں اس کے علاوہ اکثر دیہی علاقوں میں خواتین کی حفاظت کے انتظامات بھی غیر تسلی بخش ہیں جو کہ خواتین کو گھروں سے دور ملازمت کرنے کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔ نظام صحت میں بھی یہی صورت حال ہے کہ بنیادی ہیلتھ یونٹ اور دوسرے چھوٹے ہسپتال بنانے کے بعد ان میں لیڈی ڈاکٹروں اور دوسری مراعات کا فقدان دیکھنے میں آیا ہے خواتین کی اکثر بیماریوں کے لیے ہمارے معاشرے میں خاتون ڈاکٹر کی سہولت میسر نہ آنے کی وجہ سے ہسپتالوں کی افادیت بہت حد تک کم ہو جاتی ہے۔ اور یہی صورت حال ادویات اور مذکورہ equipment کی ہے۔ لہٰذا میری رائے میں یہ چیزیں کافی غور طلب ہیں کہ تعلیم اور صحت کے شعبے میں حکومت کی طرف سے دی گئی سہولتوں کو بہتر بنانے کے لیے ایک خاص طریقہ کار بنایا جائے۔ جس میں خواتین کی رائے بھی شامل ہو۔ غیر ترقیاتی بجٹ کا ذکر کرتے ہوئے محکمہ پولیس میں چند ایسی تبدیلیاں لائی جا سکتی ہیں جن سے ہماری خواتین جو کہ پنجاب کی آبادی کا نصف ہیں بہتر سہولیات حاصل کر سکتی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آج کے ترقیاتی دور میں پنجاب پولیس میں کافی تعداد میں خواتین کو بھرتی کیا جائے تاکہ خواتین کی دیکھ بھال اور ان کے حفاظتی انتظامات میں Lady Police کو استعمال کیا جا سکے۔ آئے دن اخبارات میں چھوٹی سطح پر پولیس اداروں کی خواتین سے بدسلوکی کی جو خبریں آتی ہیں اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ مرد پولیس کو خواتین کی تلاشی اور قانون شکنی کرتے ہوئے پکڑنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ ہر سال غیر ترقیاتی بجٹ کے ذریعہ پولیس کی جو نئی

آسامیاں پیدا کی جاتی ہیں۔ اِن میں خواتین کو بھی ملازم رکھا جائے اور یہ پروگرام بتدریج پہلے بڑے شہروں اور پھر چھوٹے قصبوں میں شروع کیا جا سکتا ہے۔ جن تجاویز کا میں نے ذکر کیا ہے یا خواتین کی بہبود کی دوسری تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے میں درخواست کروں گی کہ ایک صوبائی وزیر امور خواتین کے زیر نگرانی ایک ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے جس میں اس ایوان کے ممبران کے علاوہ مختلف محکموں میں کام کرنے والی خواتین کو بھی نمائندگی دی جائے یہ کمیٹی جلد از جلد اپنی سفارشات بنا کر وزیر اعلیٰ کی خدمت میں پیش کرے تاکہ بجٹ میں خواتین کی فلاح وبہبود کے لیے مخصوص کی گئی وہ تمام رقوم بہتر طریقہ سے استعمال کی جا سکیں اور اس کا بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔ آخر میں اپنے بھائیوں کی تائید کرتے ہوئے پانی کے مسئلہ پر تھوڑے سے الفاظ کہوں گی کہ پانی کا مسئلہ جو کہ آج کل اپنی نوعیت کا ایک اہم مسئلہ ہو چکا ہے۔ سندھ کی نہروں میں پانی بھر چکا ہے تو ہمارے پنجاب کو پانی کیوں نہیں مل رہا ہے۔ اور اس کے بارے میں وزیر اعظم صاحب سے اپیل کروں گی کہ وہ اس مسئلہ کو جلد از جلد نپٹائیں اور صوبائی تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس مسئلہ کا حل تلاش کریں۔

(شکریہ)

پنجاب اسمبلی کی سالانہ نشست کے بارے میں ایڈووکیٹ جنرل کی وضاحت

جناب سپیکر: رانا پھول محمد خاں کے استفسار پر ایڈووکیٹ جنرل پنجاب وضاحت فرمائیں گے۔

ایڈووکیٹ جنرل پنجاب: جناب والا آرٹیکل ۱۲۷ کی کلاز (جی) کے مطابق اجلاس ۷۰ دن کا ہوگا۔ اور اس میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ ہیں in a year تو سب سے پہلے جو وضاحت طلب چیز ہے وہ یہ ہے کہ سال کس تاریخ سے شروع ہوگا۔ اس ضمن میں، میں یہ عرض کروں گا کہ آرٹیکل ۲۶۰ financial year کو define کرتا ہے۔ اس لیے یہ سال ... سے نہیں بلکہ پہلی جنوری سے شروع ہوگا۔ اس لیے اس اسمبلی کی جو sitting ہیں وہ

Starting from Ist of January ۷۰ ہوں گی کیونکہ یہ اسمبلی ۱۰ / مارچ سے شروع ہوتی ہے

اس لیے پہلے پیریڈ کو ہم نکال دیں گے اور اس کا فارمولہ کچھ اس طرح سے بنے گا کہ ایک سال میں ۳۶۵

دن ہیں لیکن پہلے دن نکال کر باقی ۲۹۵ دن بنتے ہیں اگر اس کو ۱۰ / مارچ سے لیا جائے تو یہ فارمولہ

اس طرح سے ہوگا $\frac{295 \times 70}{365}$ تو اس طرح یہ ۵۷ دن بنتے ہیں۔

اس لحاظ سے یہ اسمبلی اس سال ۵۷ دن meet کرے گی باقی تیرہ دن carry over

ہو جائیں گے۔ اور اس اسمبلی کا جو آخری سال ہوگا اس میں یہ اسمبلی ۱۳ دن meet کرے گی

جناب والا اس کی یہ پوزیشن ہوگی۔

جناب سپیکر رانا پھول محمد صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

آوازیں۔ آگئے ہیں

جناب سپیکر رانا صاحب آپ کے ۷۰ دنوں کے ضمن میں ایڈووکیٹ جنرل صاحب کو

آج یہاں بلایا گیا ہے۔ انہوں نے وضاحت فرما دی ہے کیا آپ نے سن لی ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا رولنگ دینے سے پہلے میری گذارش سن لیں۔

جناب سپیکر میں نے اس ضمن میں ابھی کوئی رولنگ نہیں دی ہے اس سلسلہ میں

ایڈووکیٹ جنرل صاحب نے وضاحت کر دی ہے۔ کیا آپ نے سن لی ؟ کیا آپ اس سے مطمئن ہیں یا

کہنا چاہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان جناب والا میں ان کی وضاحت کو نہیں سن سکا میں لابی میں

تھا

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر اس سلسلہ میں ایڈووکیٹ جنرل صاحب کی طرف سے وضاحت کر

دی گئی ہے اور اب میں . . . .

رانا پھول محمد خان جناب والا اس سلسلہ میں، میں یہ گذارش کروں گا کہ میں نے

ایڈووکیٹ جنرل صاحب کا جواب نہیں سنا لیکن میں نے یہ اندازہ لگا لیا ہے کہ انہوں نے اس مسئلے پر جنوری

سے سال شروع ہونے کے بارے میں فرمایا ہوگا۔ میں نے سنا نہیں لیکن یقیناً یہی فرمایا ہوگا میرے ایک دوست نے جنوری نوٹ کیا ہے تو اس پیسے میں نے اندازہ لگایا ہے ۔

جناب والا آج تک دُنیا میں کوئی مثال ایسی نہیں کہ ایک بچے کی پیدائش کے سرٹیفکیٹ میں چھ مہینے پہلے کا اندراج کر دیا جائے۔ سوال یہ ہے کہ جنوری سے . . . .

بیگم بشریٰ رحمٰن پوائنٹ آف آرڈر سر

جناب سپیکر رانا صاحب بیگم صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتی ہیں ۔

رانا پھول محمد خاں ۔ جناب والا میں جواب دے رہا ہوں، ان کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے . . . . .

جناب سپیکر آپ کی بات پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے اور میں ان کی صرف اس بات کا جواب دینا چاہتی ہوں۔ ویسے تو رانا صاحب بول رہے ہوں میں بولنے کی جرأت یا جسارت نہیں کر سکتی۔ فاضل ممبر نے فرمایا ہے کہ دُنیا میں یہ کہیں دستور نہیں ہے کہ بچے کی پیدائش سے پہلے کا عرصہ اس کی عمر میں شامل کیا جائے ۔ جناب والا جاپان کا یہ دستور ہے کہ جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے اُس کی عمر اصولاً سرکاری طور پر ۹ مہینے ہوتی ہے

رانا پھول محمد خاں اس کی عمر ۹ مہینے میں ہوتی ہے لیکن جناب والا اگر خدانخواستہ تین مہینے بعد ہی ضائع ہو جائے تو پھر تو نہیں شمار ہوتی جس ملک کا حوالہ میری قابل احترام بہن نے دیا ہے وہاں کے اعداد و شمار اگر یہیں سے اکٹھے کئے جائیں تو ۹ مہینے کی بجائے تین مہینے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن جناب والا اس کا مطلب ہوا کہ اس خوف سے بچہ ہی نہ پیدا کیا جائے کہ اگر ضائع ہو گیا تو کیا ہوگا ۔

رانا پھول محمد خاں جناب والا ان کا احترام کرتا ہوں اور اس مسئلہ پر بحث کرنا مناسب

خیال نہیں کرتا۔

جناب سپیکر رانا صاحب آپ کیا فرما رہے تھے ؟

رانا پھول محمد خان جناب والا میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ اس اسمبلی کا اصل وجود۔ انتخاب تاریخ سے نہیں Calander year سے نہیں، مالی سال سے نہیں، اس کا وجود اس ایوان میں حلف اٹھانے والے دن سے ہوا۔ ہماری پیدائش اس صوبائی اسمبلی میں ۱۱ تاریخ کو ہوئی ہے۔

آوازیں دس تاریخ کو۔

رانا پھول محمد خان ہاں۔ دس تاریخ کو

جناب والا میری یادداشت بھی کچھ کمزور ہے میں یہ گذارش کروں گا کہ ۱۰ تاریخ سے پہلے کی کوئی تاریخ بھی اس اسمبلی کے ایک سال کے عرصہ میں شمار نہیں کی جاسکتی۔ اس سلسلہ میں میرا یہ موقف ہے کہ ہمیں حلف اٹھائے جانے والے روز سے ایک سال کے اندر اندر ۷۰ دن کے لیے اجلاس بلانا ہوگا۔

جناب سپیکر آپ کی بات ہوگئی۔

رانا پھول محمد خان جی۔ ہاں

جناب سپیکر آپ نے بھی غالباً یہی کہا ہے۔

ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نہیں جناب یہ نہیں کہا

وزیر قانون جناب والا اس سلسلہ میں، میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر جی۔ فرمائیں۔

وزیر قانون میرا خیال ہے کہ رانا صاحب یوں ہی پیدائش کے چکر میں الجھ گئے ہیں حالانکہ اس کی پیدائش کا نہ تو کوئی مسئلہ ہے، سوال صرف سادہ . . . . . .

رانا پھول محمد خان آپ تو میرے صحن میں پیدا ہوئے ہیں۔

وزیر قانون جناب والا میں ان کے استحقاق کو مانتا ہوں۔ یہ مجھ سے عمر میں بڑے ہیں

اور میں ان کی پیدائش کے وقت موجود نہیں تھا۔ اس لیے میں ان کی پیدائش کے متعلق کوئی بات نہیں کر سکتا۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نہ تو پیدائش کا جھگڑا ہے۔ بلکہ بات بڑی صاف ہے کہ آئین میں ۱۶۰ دن کی قید ہے، کہ اسمبلی کم از کم ۷۰ دن Sitting کرے گی۔ مختصر یہ کہ اگر رانا صاحب کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے اس اسمبلی کو ۱۰ مارچ سے شروع کیا جائے اور دس مارچ تک اس کے ۷۰ دن پورے کر لیے جائیں۔ اس لیے ہمارے پاس دو طریقے ہی ہیں یعنی financial year اور calender year اگر مالی سال شروع ہوگا تو وہ یکم جولائی سے شروع ہوگا۔ ۳۰ جون کے بعد شروع ہوگا اور اگر تقویمی سال ہوگا تو یکم جنوری سے شروع ہوگا۔ لیکن میں ایک بات کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں Article 262 of the Constitution of 1973

رانا پھول محمد خان جناب اردو میں بتائیں

وزیر قانون یعنی دستور مجریہ ۱۹۷۳ء۔ آپ تو اچھی خاصی انگریزی سمجھ لیتے ہیں

رانا پھول محمد خان آرٹیکل کون سا بتایا ہے۔

وزیر قانون آرٹیکل ۲۶۲

میں عرض کروں گا کہ اس کے مطابق فنانشل ایئر نہیں بلکہ کیلنڈر ایئر یعنی دستور کے مطابق یکم جنوری سے تقویمی سال شروع ہوگا۔ تو جو فارمولا ایڈووکیٹ جنرل صاحب نے بتایا ہے اس طرح ۵۷ دن بنتے ہیں۔ اور بقایا ۱۳ دن اس ایوان کی پانچ سالہ Tenure کے آخری ۷۰ دن میں ۱۳ دن جمع کر کے اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ تو رانا صاحب کی اطلاع کے لیے میں عرض کروں کہ ہمارے دستور کے مطابق تقویمی سال ہی شمار ہوگا۔ اور ۷۰ دن ہم انشاء اللہ ہر سال کریں گے اس لیے میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔۔۔۔۔۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا، برداشت کرنا پڑے گا۔

وزیر قانون میں اس کی تفہیم کر دیتا ہوں کہ ہمیں برداشت کرنا پڑے گا تو میں عرض کروں گا کہ رانا صاحب پتہ نہیں پیدائش کے چکر میں کیوں پڑ گئے ہیں اور یوم پیدائش کے بارے میں

ابھی تک وہ اٹے کیوں نہیں پا رہے . . . . .

رانا پھول محمد خان جناب والا ان کو میری پیدائش کی کیوں فکر پڑ گئی ہے ۔ ان کا تو ابھی نام ہی نہیں رکھا گیا تھا . . . . .

وزیر قانون میں یہ چاہوں گا کہ اس بارے میں وضاحت ہو چکی ہے ۔ جناب والا کی رولنگ درکار ہے ۔ کیونکہ دستور میں جو سال شروع ہو گا وہ یکم جنوری سے شروع ہو گا اور یکم جنوری سے شروع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسمبلی کا جو CALENDER YEAR ہے اگر تو پورا ۳۶۵ دن کا ہے تو ۷۰ دن اس پر لاگو ہوں گے اور اگر ۱۰ مارچ سے شروع ہو کر ۱۰ جنوری تک چلے گا تو جتنے دن بقایا ہیں اس کو فارمولے کے مطابق کریں ۔ اگر یہ ۲۹۷ دن ہیں تو ۵۷ دن شمار ہوں گے ۔ لیکن اس سے ہاؤس کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہو گا چونکہ یہ ۱۳ دن کم ہوں گے اسمبلی کا آخری اجلاس جو ہو گا پانچ سال میں اس میں یہ پورے کر لیے جائیں گے ۔ اس لیے اس بارے میں کسی تشویش کی ضرورت نہیں ہے ۔

جناب محمد رفیق ، ٹوبہ ٹیک سنگھ جناب سپیکر یہ ۱۳ دن جو زائد بنتے ہیں ۔ یہ اسی سال میں کیوں نہ شمار کر لیے جائیں

وزیر قانون : کم از کم دن کی بات ہو رہی ہے کہ ۷۰ دن کم از کم ضرور بیٹھیں گے ۔ یہ CONSTITUTIONAL PROVISION ہے اور ۷۰ دن سے زائد جتنا بھی ممکن ہوا یا ضرورت پڑی اس سے زائد بھی بیٹھیں گے

رانا پھول محمد خان جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون سے گذارش کروں گا کہ انہوں نے آرٹیکل ۲۶۲ کا جو حوالہ دیا ہے وہ پڑھ کر سنا دیں ۔ اس میں ہے کہ آئین کی غرض کے لیے کس مدت کا شمار GREGORIAN نظام تقویم کے مطابق ہو گا ۔ مذکر و مونث ۔ اور واحد و جمع آپ مذکر کی بات کر رہے ہیں یا مونث کی کر رہے ہیں ۔ آرٹیکل ۲۶۲ میں تو یہ ہے ۔ اس میں تو دونوں کا ذکر نہیں ہے ۔ ذرا اسکو پڑھیے ۔ آپ مونث جواب دے رہے ہیں یا مذکر

وزیر قانون سال نہ تو مونث ہوتا ہے اور نہ مذکر ہوتا ہے - اس لیے میں عرض کروں

گا کہ آرٹیکل ۲۶۳ پر آپ پہنچ گئے - آپ ایڈوانس جا رہے ہیں

رانا پھول محمد خان جناب میں ۲۶۲ کے بارے میں عرض کر رہا ہوں -

وزیر قانون : آپ رولز نہ پڑھیں آپ دستور پڑھیں -

رانا پھول محمد خان یہ جناب اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین ہے صفحہ نمبر ۱۲۳ آرٹیکل

نمبر ۲۶۲ - آپ کی اسی ملک کی پیدائش ہے -

وزیر قانون میں اس ملک کا شہری ہوں - میں پیدائشی پاکستانی ہوں -

رانا پھول محمد خان میں سپیکر صاحب کی اجازت سے رولز کرتا ہوں -

وزیر قانون بھیج دیں -

رانا پھول محمد خان قانون پر کم ازکم آپ کو عبور حاصل ہونا چاہیے -

جناب سپیکر چوہدری صاحب آپ بات مکمل کر چکے ہیں -

وزیر قانون جی یہ میں دیکھ کر ایک بات اور کرنا چاہتا ہوں - ہم تو سمجھتے تھے کہ یہ اردو

پر کافی دسترس رکھتے ہیں اور انگریزی کبھی کبھی سمجھتے ہیں لیکن آج پتہ چلا ہے کہ اردو میں بھی یہ ہماری ہی

طرح ہیں رانا صاحب آپ کی اطلاع کے لیے یہ عرض کردوں آرٹیکل ۲۶۲ جو ہے - آپ نے جو مجھے کتاب

بھجوائی ہے اور جو میرے پاس ہے یہ دونوں ایک ہی ہیں اس کا میں پہلے انگلش VERSION اور بعد

میں اردو VERSION پڑھ دیتا ہوں -

Article 262.

For the pruposes of the Constitution, periods of time shall be reckoned according to the Gregorian calender.

اور اس کے بعد آرٹیکل ۲۶۳ شروع ہو جاتا ہے - آئین کی آرٹیکل ۲۶۲ یہ ہے کہ آئین کی اغراض

کے لیے کسی مدت کا شمار Gregorian calendar. نظام تقویم کے مطابق ہوگا - اگلا جو مذکر اور مونث واحد جمع

ہیں - ۲۶۳ کی ہیڈ لائن head line caption جس کو بولتے ہیں آرٹیکل ۲۶۲ ہے - اس

کو آپ ۲۶۲ میں Kindly شمار نہ کریں۔ اور اپنی اُردو کو تھوڑا سا درست کریں اور مزید اس پر دسترس حاصل کریں۔ یہ آپ کسی اور کو بھی دکھائیں اور آپ بلاوجہ کسی بات پر Assist نہ کیا کریں۔ اور اپنی عمر کا لحاظ کریں۔ میں اس پر اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

رانا پھول محمد خان جناب یا تو مجھے ٹیوٹر رکھنا پڑے گا یا آپ کو

جناب سپیکر رانا صاحب آپ مطمئن ہو گئے ہیں۔

رانا پھول محمد خان میں ان سے تو مطمئن نہیں ہو سکتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ چوہدری صاحب اچھے لکھے پڑھے اور قانون دان ہیں مجھ جیسا ایک ان پڑھ اور بے قانون آدمی ان سے مطمئن نہیں ہو سکتا۔ آپ کی رولنگ سے مطمئن ہو سکتا ہوں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ قانون دان کی بجائے کچھ اور ہی ہیں جو میں مناسب نہیں سمجھتا۔ . . . . . .

جناب سپیکر اچھا جناب میرے خیال میں یہ ایک بڑا سیدھا سادھا حساب کا سوال ہے۔ اس میں اسمبلی کی مدت ۵ سال ہے اور یہ مارچ ۱۹۸۵ء سے شروع ہو کر مارچ ۱۹۸۹ء تک جائے گی۔

جناب فضل حسین راہی اسے چل جانے گی کہ نہیں۔

جناب سپیکر ۱۹۸۵ء میں ۱۷ دن . . . . . .

وزیر قانون جناب والا یہ ۱۹۸۹ء تک نہیں بلکہ مارچ ۱۹۹۰ء تک ہے۔ پانچ سال ہے ۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰، ۸۵ کے ۱۰ مارچ سے شروع ہو کر ۱۰ مارچ ۱۹۹۰ء تک جائے گی۔

آوازیں - ۱۹۹۰ء تک جائے گی۔

وزیر قانون درست کریں اس کو یہ جناب پہلا سال ۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰ یہ مارچ ۱۹۹۰ء تک جائے گی۔ آپ نے ہمارا ایک سال پہلے ہی کم کر دیا۔ یہ بڑی واضح سی بات ہے۔ مارچ ۸۶ء میں ایک سال پورا ہوگا ۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰۔

جناب سپیکر: درست ہے مارچ ۸۵ - مارچ ۹۰ تک پانچ سال پورے ہوں گے

اس میں ۷۵ دن ۸۵ء کے اور ۳۰ دن ۸۶ء میں ۳۰ دن ۸۷ء میں ۳۰ دن ۸۸ء میں ۳۰ دن ۸۹ء میں اور تیرہ دن ۱۹۹۰ء میں۔ یہ اس لئے ضروری ہیں کہ ۱۹۹۰ء کا سال جو ہے اس میں ہر صورت اسمبلی کو Meet کرنا ہے اس لئے ۸۵ء والے ۱۳ دن ۱۹۹۰ء چلے جائیں گے تو اس حساب سے رانا صاحب کی بات کا جواب اس رولنگ کی شکل میں ہے۔

پنجاب کا میزانیہ برائے ۸۵ - ۱۹۸۶

بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

جناب سپیکر:۔ اب میں جناب سپیکر اپنے چوہدری نذیر احمد صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

چوہدری نذیر احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر بہت شکریہ کہ مجھے آج وقت عنایت فرمایا گیا۔ سب سے پہلے میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر حکومت پنجاب کو مبارکباد دیتا ہوں اس کے بعد جو آج کا سنگین مسئلہ ہے اسکی طرف توجہ دلاؤں گا۔ پانی اور لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ ہماری حکومت کو حل کرنے کے لیے اٹھایا گیا ہے۔ OTHERWISE اس میں کوئی بات نہیں ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ اسلام آباد میں وزیر اعظم صاحب کے ساتھ میٹنگ کر کے آتے ہیں انہیں چاہیے تھا کہ وہاں کی تمام باتیں اس ہاؤس کو واضح کرتے اور اس ہاؤس کو اعتماد میں لیتے۔ اسی طرح لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ ہے۔ یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیے لوڈ شیڈنگ اور پانی کا مسئلہ ایم آر ڈی سے کم سنگین نہ ہوگا۔ ایم آر ڈی جو تحریک چلا رہی ہے اس سے زیادہ سنگین یہ مسئلہ ہے۔ اگر اس کو فوری طور پر TACKLE نہ کیا گیا تو پھر ہمارے عوام بھی ایم آر ڈی سے زیادہ سنگین ثابت ہوں گے۔ اس کے بعد عوام کے زیادہ

تر مسائل تعلیم ۔ سڑکیں ۔ صحت ۔ بجلی اور پینے کے صاف پانی کے متعلق ہیں ۔ سب سے پہلے میں تعلیم کے متعلق عرض کروں گا ۔ گورنمنٹ سب سے زیادہ توجہ تعلیمی ضروریات پر دے رہی ہے ۔ یہ گورنمنٹ کا احسن اقدام ہے ۔ گورنمنٹ نے ہائی سکولوں کی سطح پر ایف اے اور ایف ایس سی کی کلاسیں شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے یہ بھی قابل تحسین ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ سکولوں کی maintenence سکولوں کی upgradation ، تعلیمی سٹاف اور سکولوں کی چیکنگ پر بھی توجہ دینی چاہیے اور M.P.As کی سربراہی میں ایسی کمیٹیاں بنائی جائیں جو ان سکولوں کی کارکردگی کا جائزہ لے کر رپورٹ پیش کریں تعلیمی معیار کو بلند کیا جانا نہایت ضروری ہے ۔ دیہاتی علاقوں کے سکولوں میں ایف اے کی کلاسیں لگائی جائیں بہتر ہوگی ۔ دوسرا اہم مرحلہ سڑکوں کا ہے ۔ سڑکوں کے لیے گورنمنٹ نے منصوبہ طے کیا تھا کہ فارم سے مارکیٹ تک ۱۰۰ ، ۱۰۰ میل سڑک ہر ضلع کو دی ۔ اس سلسلہ میں گذارش کروں گا کہ اگر ایک ایک سو میل بڑھا دیا جائے تو پھر سڑکوں کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا ۔ دوسرا گورنمنٹ نے یہ پابندی لگا رکھی ہے کہ جس سڑک کی چوڑائی ۲۴ فٹ سے کم ہے وہ نہ تو ڈسٹرکٹ کونسل بناتی ہے اور نہ ہائی ویز والے بناتے ہیں ۔ حالانکہ ہمارے سارے پنجاب میں سڑکوں کی چوڑائی ۲/۱ ۱۶ فٹ ہے ۔ تو میں گذارش کروں گا کہ گورنمنٹ کو اجازت دینی چاہیئے کہ گورنمنٹ کو ساڑھے سولہ فٹ چوڑی سڑک کو پکا کیا جانا چاہیے ۔ جب ان سڑکوں کا انتقال گورنمنٹ یا ڈسٹرکٹ کونسل کے نام کروایا جاتا ہے تو اس کے سارے اخراجات معاف کیے جائیں یا گورنمنٹ کو برداشت کرنے چاہئیں اگر ۲۴ فٹ کی پابندی برقرار رکھنی ضروری ہے تو گورنمنٹ ایک آرڈر کے ذریعے پہلے زمین acquire کر لیا کرے otherwise زمیندار زمین دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے ۔ تیسرا یہ کہ حکومت محکمہ صحت خاص توجہ دے ۔ ہسپتال تعمیر کیے جائیں ۔ وہاں تربیت یافتہ عملہ متعین کیا جائے ۔ ان کے لیے رہائش گاہیں اور بجلی فراہم کی جائے تاکہ وہ دیہات میں رہنے کو ترجیح دیں ۔ ہسپتالوں میں اب گورنمنٹ نے ۱۰ روپے بیڈ چارج لگا دیئے ہیں جو فی الفور ختم کیے جائیں یہ صحت کی سہولتوں کے حصول میں رکاوٹ ہے ۔ اس کی مثال ایسے دوں گا کہ گلاب دیوی ہسپتال کو لیجئے کہ ٹی بی کے اکثر مریض وہاں پر ۱۰ روپے بیڈ چارجز کی وجہ سے ہسپتال سے چلے گئے اور اپنے گھروں محلوں اور چکوں میں جا کر اس بیماری کو پھیلا رہے ہیں

تو گزارش ہے کہ یہ چارجز فوراً ختم کئے جائیں ۔

بجلی کے سلسلہ میں عرض ہے کہ دیہاتی علاقوں میں بجلی ترجیحی بنیادوں پر فراہم کی جائے۔ گورنمنٹ نے اس سلسلہ میں پابندی لگا رکھی ہے کہ ۱۱۰۰ کے وی لائن کے آدھ میل کے اندر اندر جو دیہات ہوں گے انہیں بجلی مہیا کی جائے گی اور باقی دیہات بجلی حاصل نہیں کر سکیں گے۔ تو اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ اس پابندی کو آدھ میل سے بڑھا کر ایک میل کرنا ضروری ہے۔ ٹیوب ویل والوں سے جو فکسڈ چارجز لیے جاتے ہیں وہ لوڈ شیڈنگ کے دنوں میں نہ لیے جائیں۔

عوام کو بلا تخصیص پینے کا صاف پانی مہیا کیا جانا حکومت کی ذمہ داری ہے حکومت کو چاہیے محکمہ پبلک ہیلتھ کے ذریعے دیہاتی لیول پر یا شہری لیول پہ پانی مہیا کیا جائے۔ میچنگ گرانٹ کے سلسلہ میں حکومت نے پابندی لگا رکھی ہے کہ ۲۰ % یا ۲۵ % زمیندار یا علاقے کے لوگ دیتے تھے باقی ماندہ ۸۰ % یا ۷۵ % گورنمنٹ مہیا کرتی تھی۔ اب یہ ہے کہ ۵۰ % زمیندار یا وہ علاقے کے لوگ دیں اور ۵۰ فیصد گورنمنٹ دے گی تو اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ گورنمنٹ اپنا یہ آرڈر واپس لے اور ۲۰ % زمینداروں سے وصول کیا جائے اور باقی گورنمنٹ خود مہیا کرے ورنہ میں اپنے ضلع کا تو بتا سکتا ہوں کہ میچنگ گرانٹ کا پیسہ ابھی ویسے کا ویسا پڑا ہے کوئی استعمال نہیں ہوا۔

زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسے ترقی دینے کے لیے ڈیزل، کھاد، زرعی مشینری اور زرعی ادویات کی قیمتیں کم کی جائیں۔ یا پھر زمینداروں کی پیداوار کا معاوضہ اس حساب سے دیا جائے جس ratio سے پچھلے دس پندرہ سالوں میں ان ادویات، زرعی مشینری یا کھاد کی قیمتیں بڑھی ہیں ورنہ ان کی قیمتیں کم ہونی چاہیں ۔

زرعی شعبہ پر ہم بہت زیادہ خرچ کر رہے ہیں لیکن اس کے نتائج اتنے اچھے نہیں ہیں۔ اسے فعال بنایا جانا نہایت ضروری ہے Cotton Export Commission کپاس کی خرید سی ای سی کرتی ہے وہ کاشتکار کو پورا معاوضہ نہیں دیتی اس لیے یہ سی ای سی والی پابندی اٹھا کر زمیندار کو کھلے عام

کپاس فروخت کرنے کی اجازت دی جائے ۔

ترقیاتی کاموں کے سلسلہ میں وزیر خزانہ صاحب سے گذارش کروں گا کہ دو تین بعد ان کاموں کی رفتار کا جائزہ لے کہ اس ہاؤس کے سامنے اس کی وضاحت کیا کریں کہ اس میں کیا پیش رفت ہوئی ہے ۔ زرعی ترقیاتی منصوبوں کے لیے چیکنگ کمیٹیاں مقرر کی جائیں جن میں MPAs شامل ہوں اور ان کی سربراہی میں وہ کمیٹیاں کام کریں جس محکمہ میں انجینئر کا زیادہ عمل دخل ہے بلکہ ہر جگہ ہی انجینئر کا عمل دخل ہے ان کی Percentage کو ختم کرنے پر توجہ دینا چاہیے ۔ تاکہ ملک کی ڈویلپمنٹ ہو سکے۔

جنرل ایڈمنسٹریشن کے بارے میں عرض کروں گا کہ گو اس پر اٹھنے والے اخراجات ضروری ہیں لیکن رضاکارانہ طور پر ان میں ۲۵ ٪ کمی کی جائے جس سے ملک ترقی کی راہوں پر گامزن ہوگا ۔ سروسز میں ممبران قومی و صوبائی اسمبلی کا کوٹہ مقرر کیا جائے ۔ تاکہ وہ اپنے علاقے کے پڑھے لکھے نوجوانوں کو ملازمت دلا سکیں ۔ رشوت اور لاقانونیت ختم کرنے کے لیے ممبران سے ان کے حلقوں میں متعین افسران کی رپورٹ لی جائے اور ان کی رپورٹوں پر عمل کیا جائے تو یہ رشوت اور لاقانونیت ختم ہو جائے گی۔

مسئلہ یہ ہے کہ ایڈہاک لیکچرار کو مستقل کیا جائے اور پرائیویٹ کالج جو ۱۹۷۲ء میں لیے گئے تھے ان کے پروفیسرز کی پنشن کا مسئلہ حل کیا جائے ۔ انہیں صرف ۱۹۷۲ء کے بعد سے پنشن ملے گی ۔ ان کی پہلی پنشن ختم کر دی گئی ہے ۔ یہ مسئلہ فوراً حل ہونا چاہیے ضرورت کے مطابق زمینداروں کو ڈیوٹی فری ٹریکٹر مہیا کئے جائیں اور بلا سود قرضے دیئے جائیں ۔ کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں ۔ اور اسی طرح دیہات میں بھی نئے سرے سے ۵ مرلہ سکیمیں شروع کی جائیں وہاڑی جو کہ ایک زرعی ضلع ہے وہاں زرعی کالج اور ایک ٹیکنیکل کالج قائم کیا جائے ۔ اور انڈسٹری کے فروغ کے لیے وہاڑی کو ٹیکس فری زون قرار دیا جائے ۔ اور ہر ضلع کے متعلقہ ممبران کی تجاویز کو ضلع کے امور میں فوقیت دی جائے ۔ دوسرے ممبر کی مداخلت کا کوئی جواز نہیں بنتا اگر کوئی ممبر کوئی ٹرانسفر کروانا چاہیے یا کوئی اور مداخلت کرنا چاہے تو بیرونی ممبر متعلقہ ضلع کے ممبر سے بات کرے اور اس ضلع کے ممبر کی بات کو مقدم رکھا جانا ضروری ہے ۔

ممبران صوبائی اسمبلی کا ۲۰ لاکھ روپے کا کوٹہ فوراً بحال فرمایا جائے۔ ضلع وہاڑی میں تقریباً ۹ سال سے نہ تو بار روم ہے۔ کچہریاں نئی بن چکی ہیں۔ اسی طرح بوریوالہ میں کچہریاں نئی بنی ہیں، آفیسرز کی رہائش گاہیں نہیں ہیں اور بار روم نہیں ہیں۔ انہیں ایمرجنسی بنیادوں پر تعمیر کیا جائے۔ محکمہ انہار سے گزارش ہے کہ نہروں اور چھوٹے راجباجات کے پلوں کی Side Walls گری ہوئی تھی۔ وہ انسانی جانوں کے لیے خطرہ ہیں۔ ان پلوں کی مرمت کی جاتے اور Side Walls کی ایمرجنسی بنیاد پر مرمت کی جائے۔

اب میں اپنے حلقہ پی پی ۲۱۸ وہاڑی کے کچھ مسائل کے بارے میں عرض کرونگا۔ میرے حلقہ ۲۱۸ پی پی کے ہیڈ کوارٹر میں ایک ہائی سکول ہے۔ اس میں طلباء کی تعداد تقریباً ڈیڑھ ہزار ہے اور صرف دس کمرے ہیں ان میں برآمدہ اور دفاتر شامل ہیں۔ تو کم از کم پندرہ کمرے مع برآمدہ اور بنائے جائیں پھر اس کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور اسی طرح گرلز ہائی سکول میں اور بوائز ہائی سکول میں ایف اے کی کلاسوں کا اجرا کیا جائے۔ پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے میرے علاقہ میں پبلک ہیلتھ کے ذریعے کم از کم پندرہ نئی ٹینکیاں قائم کی جائیں۔ میرے حلقہ میں ۴ پرائمری سکول برائے طلبا اور ۴ گرلز سکولوں کو upgrade فرمایا جائے۔ مندرجہ ذیل سڑکات جو کہ ضلع کونسل نے بھی approve کی ہیں فی الفور ان کے لئے Funds مہیا کئے جائیں۔ بورے والا سے لاہور روڈ کے کوارٹر سٹاپ سے لے کر تھانہ احمد یار تک ایک سڑک جاتی ہے یہ آگے جا کر ساہیوال سے لنک ہو جاتی ہے۔ یہ بڑی اہم سڑک ہے۔ اس کی تعمیر کے لئے فنڈز مہیا کئے جائیں۔ اسی طرح سے بورے والا سے لاہور اڈہ رسول پور تا بنگلہ شیخ فاضل بھی ایک سڑک ہے جو کہ پہلے بھی پی اینڈ ڈی میں پہنچی تھی پتا نہیں کہ اب اس کا کیا بنا اس کے لئے فنڈ مہیا کئے جائیں اور بورے والا سے چیچا کی روڈ سو والا پل سے چک نمبر ۴۱۰ ای بی تک سڑک مہیا کی جائے اور یہ بھی ایک لنک روڈ ہو گی ضلع ساہیوال سے آگے سے سڑک آ رہی ہے اور اس کے لئے بھی فنڈ مہیا کئے جائیں۔ اور ایم پی اے ز کی رہائش گاہوں پہ ٹیلی فون بھی فراہم کیا جائے

جناب سپیکر : شکریہ جی ! جناب محمد اعظم بھٹی

جناب محمد اعظم بھٹی (راولپنڈی) : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

جناب سپیکر، میں سب سے پہلے اس معزز ہاؤس کو دو اہم قرار دادیں پاس کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی اس معزز ہاؤس سے اپیل کروں گا کہ ایک اور قرارداد بھی ہے جو کسی طرح بھی ان دو قراردادوں سے کم نہ ہے ایک تو عدلیہ کی آزادی دوسرے صحافت کی آزادی میں اُمید کرتا ہوں کہ معزز ایوان میری اس بات کی تائید کرے گا اور یہ قرارداد اس ہاؤس میں پیش کرے گا۔ اس کے علاوہ میں gain tax کی طرف آتا ہوں جس طرح ہماری صوبائی حکومت نے باقی ٹیکس معاف کئے ہیں تو میں ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ جو gain tax والی لعنت ہے اس کو ختم کیا جائے۔ گورنمنٹ کو فائدہ نہیں ہے بلکہ نقصان ہے تقریباً ۶۰ فیصد عملہ کھا جاتا ہے اور باقی ۴۰ فیصد گورنمنٹ کے کھاتے میں آتا ہے اس سے سخت پریشانی ہے میں حکومت سے پر زور مطالبہ کروں گا کہ از راہ کرم اس کو معاف فرمائیں اگر معاف نہیں کیا جاتا تو اس tax کی ڈیوٹی تھوڑی بہت بڑھا دیں اس کے علاوہ پراپرٹی ٹیکس ہے مثلاً کسی کا کوئی ذاتی مکان، رہائش بنگلہ وغیرہ جو بھی ہے اس کو اس ٹیکس سے مستثنےٰ قرار دیا جانا چاہیئے۔ اس کے علاوہ ہمارے محترم ریونیو منسٹر صاحب یہاں تشریف فرما نہیں ہیں۔ میں کچھ محکمہ انتقال اراضی کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ کل ہی میرے ایک فاضل دوست چوہدری اصغر صاحب نے فرمایا تھا کہ میرے ایریا میں انتقال ہوا ہے لیکن راستے کی گنجائش نہیں رکھی گئی حالانکہ انتقال اراضی کی سکیم کے بنیادی فرائض میں یہ شامل ہے کہ جس Area میں بھی انتقال ہوگا سب سے پہلے راستہ، تالاب اور قبرستان کے لئے provision رکھی جاتی ہے اور اگر وہاں ایسا ہوا ہے تو میں منسٹر صاحب سے مطالبہ کروں گا کہ اس کی چھان بین کریں کہ آیا یہ ان کے فرائض میں شامل ہے یا نہیں۔ ویسے بھی میں عرض کروں گا کہ انتقال اراضی یہ نہیں ہونا چاہیئے جو رہائشی قسم کے رقبے ہیں۔ آج کل

تو محکمہ مال نے اس کو اپنا کاروبار بنا لیا ہے یہ جتنی بھی اشتمال ہوتے ہیں یہ زرعی رقبے پر ہوا کرتی
ہیں سکنی رقبہ پر نہیں ہوتی۔ اس محکمے کی کارگزاری کے سلسلہ میں مزید عرض کروں گا کہ یہ جس
وقت بھی کسی Area کا اشتمال کرتے ہیں تو Consolidation Office کو موقع پر
جا کر اس رقبے کی چھان بین کرنی چاہیئے جتنی بھی رقبے کی پرچیاں موقع پر دی جاتی ہیں وہ
زمینداروں کی موجودگی میں انہیں مہیا کی جانی چاہئیں اور جس وقت confirmation ہو جاتی
ہے متعلقہ افسر موقع پر جا کر پٹواری یا گرداور کے ذریعے قبضہ دلوائیں کیونکہ قبضہ دینے
سے پہلے پٹواری صاحب آ جاتے ہیں بعد میں زمیندار آپس میں لڑنا شروع کر دیتے ہیں یہ ان
کی ڈیوٹی ہے جب رقبہ confirm ہو جاتا ہے تو Consolidation Officer کو وہاں
جا کر تسلی کر لینی چاہیئے کہ زمینداروں کو قبضہ مل گیا ہے یا نہیں ملا۔ اس طرح محکمہ مال
سے ہے میں اس حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ یہ ۱۹۷۲ء سے پہلے جو نظام آ رہا تھا اس کو واپس
بحال کیا جائے کاشش! کہ ۱۹۷۲ء میں جس وقت محمد حنیف رامے وزیر اعلیٰ تھے ان کی
جگہ اگر کوئی زمیندار منسٹر ہوتا تو اس طرح اتنی جرأت سے اسکو تبدیل نہ کرتا۔ تحصیل دار
کو چاہیئے کہ ۱۹۷۲ء سے پہلے والے نظام کی طرح ہر گاؤں ہر چک میں جا کر انتقالات کرے
اس طرح ہماری جو رشوت ہے اور رجسٹریوں کے اخراجات ہیں یہ کم ہو جائیں گے اور زمینداروں
کا قیمتی وقت بھی بچ جائے گا۔ اور اس کی جتنی بھی فیسیں ہیں رجسٹری کی اور دوسری تیسری یہ فیسیں
بھی کم کی جانی چاہئیں۔ اور یہ سسٹم بحال کیا جائے تو بہت سی ہماری Corruption
ختم ہو جائے گی کیونکہ ایک پٹواری سے فرد لینے کے لئے جب کوئی زمیندار جاتا ہے تو کئی کئی
دنوں تک اس کے آفس کے چکر لگانے پڑتے ہیں۔ اگر وہ مل بھی جاتا ہے تو وہ منہ مانگی رقم
Claim کرتا ہے حالانکہ مالک سے اتنی جرأت سے اسے رقم نہیں لینی چاہیئے۔ اس کے بعد
جب زمیندار تحصیل میں آئیں گے تو رجسٹری محرر صاحب کا مطالبہ ہو گا کیونکہ وثیقہ نویس
لینے Rates ہوتے ہیں رجسٹری محرر کے اپنے Rates اور اپنی الگ فیس ہوتی ہے۔ تو میں

یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ برائے مہربانی اس نظام کو آپ ۱۹۷۲ والے پہلے نظام کی طرف لے جائیں تاکہ زمینداروں کی تکلیف کم ہو سکیں۔ اس کے بعد تعلیم کی طرف آتا ہوں میرا تعلق ضلع راولپنڈی حلقہ نمبر پی پی ۳ سے ہے۔ راولپنڈی کے Cantonment Boar کا ایریا جو کہ پاکستان کی تقریباً سب سے بڑی Cantonment Board کہلاتی ہے اب ایشیا کی سب سے بڑی Cantonment Board اسے کہہ سکتے ہیں۔ صوبائی حکومت کی طرف سے اس میں کوئی ڈگری کالج لڑکیوں اور لڑکوں کا نہیں ہے۔ میں حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ پانچ چھ لاکھ کی اسی بڑی آبادی کے لئے ان کا تجز کا ہونا بہت ضروری ہے اگر آپ یہ کالج نہیں دیں گے تو یہ اس حلقے کے لوگوں کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی ہمارا Cantonment Board کا اور شہر کا پانی کا مسئلہ ہے تو میں حکومت سے یہ بھی مطالبہ کروں گا کہ ہمیں راول ڈیم سے ایک دو ایڈیشنل لائنیں پانی کی لے دیں جو کے ایریا کو پانی مہیا کر سکیں اس کے علاوہ Cantonment Board اور city

جس طرح کل مارشل لاء کے متعلق چوہدری ممتاز صاحب فرما رہے تھے کہ اس بزرگ کو ہمیں فارغ کرنا چاہیئے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اسے بزرگ کہنا ہی نہیں چاہیئے یہ ان بزرگوں کے ساتھ زیادتی ہے جو جمہوری ذہن رکھتے ہیں اور جمہوری اداروں کو چلانے کے لئے پختہ ارادہ کئے ہوئے ہیں اور چلا رہے ہیں جو جمہوری ذہن رکھنے والے بزرگ ہیں آپ ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے اور انہیں صحت دے اور دعا فرمائیں کہ ہم صراط مستقیم پہ چل سکیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات کہنے کی اور حق بات سننے کی توفیق دے۔ اس کے ساتھ ہی اجازت چاہوں گا۔

جناب محمد اعظم بھٹی : اس کے ساتھ ہی میں جناب کی وساطت سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : بھٹی صاحب یہ قرارداد اگر آپ پیش کرنا چاہتے ہیں تو لکھ کر دیں۔

کیونکہ اس انداز میں قرارداد یں اگر ٹیبل ہوتی رہیں تو پھر باقی لوگ بات نہیں کر سکیں گے۔

میاں محمود احمد: میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میری ۲۹ تاریخ کی تقریر کو میرے ساتھی کے نام سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ مہربانی کر کے میرے نام پر درست فرمایا جائے۔

جناب سپیکر: ریکارڈ غلط ہو گیا ہے؟

میاں محمود احمد: جی ہاں تقریر کے آگے یانت صاحب کا نام لکھ دیا گیا ہے اور ساری تقریر ان کے نام پر کر دی گئی ہے۔

رانا پھول محمد خاں: جناب ایسا ہو جاتا ہے۔ اس کی درستگی فرما لینی چاہیئے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے میں اسکو میاں صاحب چیک کرتا ہوں۔ اگر ایسے ہے تو اسکی درستگی ہو جائے گی۔

میاں محمود احمد: یہ ۲۹ تاریخ کی ہے۔

جناب سپیکر: اس کا نوٹس لیں۔ میاں صاحب یہ بھیجا ہی اس لئے گیا ہے کہ اس میں کوئی غلطی ہے تو آپ point out کر دیں تاکہ اسکی درستگی ہو جائے

رانا پھول محمد خاں: نکتہ استحقاق۔ جناب کی اور اس ہاؤس کی اجازت سے مجھے آج ایک تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت فرمائی تھی۔ اصولاً جب یہ ہاؤس یا سپیکر صاحب تحریک استحقاق کی اجازت بخش دیں اس سے پہلے کوئی معاملہ ہاؤس میں پیش نہیں ہو سکتا کیونکہ تحریک استحقاق کو اولیت دی گئی ہے۔ میری جو آج کی تحریک استحقاق تھی اخبار کی خبر کے متعلق کہ پنجاب میں پانی کی مصنوعی قلت پیدا کی جا رہی ہے۔ اس کو جناب آج پیش کرنے کی اجازت دیں گے یا کل۔

جناب سپیکر: اس پہ کل اجازت دیں گے۔

رانا پھول محمد خاں: ٹھیک ہے۔

پارلیمنٹری سیکرٹری: (سردار محمد عارف) جناب والا پانی کھلنے کے بعد ہی اجازت

دیں گے۔

رانا پھول محمد خاں : جناب سردار محمد عارف صاحب والی بات آپ نے کل فرما دی۔

جناب سپیکر : کل سے مراد ہے next working day یعنی ہفتہ کو پیش ہو گی۔

پارلیمنٹری سیکرٹری : (سردار محمد عارف) رانا صاحب نے کل کے لئے کہا ہے۔

رانا پھول محمد خاں : تحریک استحقاق کی جب آپ اجازت بخش دیں اسکو تیسرے دن پر نہیں لے جایا جا سکتا۔ اس وقت تک پنجاب کے جانور اور انسان بھی فوت ہو جائیں گے۔ اسکو آج ہی زیر بحث لانا چاہیئے اور پوچھنا چاہیئے کہ کہاں مصنوعی قلت پیدا کی گئی ہے۔ ادھر ہمیں خبریں ملتی ہیں کہ یہ ہو گیا وہ گیا۔ ادھر آپ اجازت نہیں بخشتے۔ ہم پر غلط الزام لگا کر پنجاب حکومت پنجاب اسمبلی بلکہ میں یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ ارکان پنجاب اسمبلی و قومی اسمبلی اور وزرا تک کو بھی اس میں ملوث کر کے ان کی بھی تذلیل کی گئی ہے کہ یہاں پر مصنوعی قلت پیدا کی جا رہی ہے اس کو زیر بحث لانے کے لئے آپکو آج وقت دینا چاہیئے اور اس ہاؤس میں بات کرنی چاہیئے جب آپ نے admit کر لی تو یہ پرسوں پر نہیں جا سکتی۔

جناب سپیکر : رانا صاحب ابھی میں نے آپ کو عرض کی کہ آپ کی تحریک استحقاق پہ کل بات ہو گی تو آپ تسلیم کرتے ہوئے آپ بیٹھ گئے تھے۔ لیکن یونہی آپ نے سردار عارف صاحب کو دیکھا آپ مشتعل ہو گئے اور آپ نے تقریر کرنا شروع کر دی۔

رانا پھول محمد خاں : جناب والا ان کا لوڈ زیادہ ہے اس لئے وہ کود پڑے۔

جناب سپیکر : میاں ممتاز احمد متیانہ صاحب۔

رانا پھول محمد خاں : جناب والا میری تحریک استحقاق کے متعلق کیا ہے۔

جناب سپیکر : وہ ہفتے کو انشاءاللہ۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا آپ کی غلط رولنگ پر کہ آپ اسکو قتل کرنا چاہتے ہیں؟ میں احتجاجاً اس ہاؤس کی کارروائی تک walk out کرتے ہوئے جا رہا ہوں۔

جناب سپیکر : آپ اس بہانے سے کوئی اور کام کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی۔

(اس مرحلہ پر رانا پھول محمد خان صاحب ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر : ممتاز احمد متیانہ صاحب

میاں ممتاز احمد متیانہ : (بہاولنگر-۴) جناب سپیکر جیسا کہ سب جانتے ہیں ہمارا انتخاب غیر جماعتی بنیادوں پر ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر : (رانا صاحب آپ جس کام کے لئے جا رہے ہیں وہ سب کو پتہ ہے۔

~~میاں ممتاز احمد متیانہ~~ : اس غیر جماعتی الیکشن میں ہم نے کسی سیاسی جماعت کا سہارا لئے بغیر کسی نظریات کا سہارا لئے بغیر صرف اور صرف حقیقتوں کی بنیاد پر الیکشن میں حصہ لیا ۔ اور ان حقیقی ضروریات کے وعدے کئے جن کے لئے ہمیشہ سے حکومت نے وعدے کئے لیکن ان پر عمل نہیں کیا۔ ہم نے ان الیکشن میں جو وعدے کئے وہ قطعی طور پر بلدیاتی انتخابات کے وعدوں سے مختلف نہ تھے۔ ہم نے ان لوگوں کو بنیادی ضرورتیں فراہم کرنے کے وعدے کئے۔ ان کے لئے تعلیم صحت اس کے علاوہ پینے کا پانی۔ سڑکات۔ کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دلانے کے وعدے کئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی میں ہم سے پہلے ممبران مختلف گروہوں کی مختلف سیاسی جماعتوں کی خاطر کام کرتے تھے ہمارا فرض بنتا ہے ہم ان لوگوں کی خاطر کام کریں جنہوں نے ہمیں منتخب کرکے اس ایوان میں اپنی نمائندگی کے لئے بھجوایا ہے۔ لہٰذا میں گزارش کروں گا کہ ہمیں جس قدر جلدی ہو سکے ان تمام بنیادی ضرورتوں سے نپٹنا ہے۔ ہم نے جو وعدے کئے ہیں ان کو پورا کرانے کے لئے اس پلیٹ فارم کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ کار نہیں۔ ہم نے یہاں پر اگر جو تنقید کرنی

ہے جو سفارشات دیتی ہیں ان کا مقصد قطعی طور پر موجودہ حکومت کو تنقید کا نشانہ بنانا نہیں بلکہ ان پالیسیوں کو تبدیل کرانا مقصود ہے ہماری سفارشات کو صرف کاغذ میں لپیٹ کر رکھ نہ دیا جائے بلکہ بہتر تو یہ تھا کہ ہر روز کی سفارشات کا اگلے روز جواب دیا جاتا اور آج تک جتنی بھی سفارشات اس معزز ایوان نے کی ہیں ان پر ابھی تک کوئی بھی جواب کسی شخص کو نہیں ملا۔ میں جناب والا یہ چاہوں گا کہ ہمیں دو بنیادوں پر کام کرنا چاہئیے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں علاقائی ترقی کے لئے کوشش کرنی چاہئیے۔ دوسری بات ہمیں بدعنوانیوں کا خاتمہ کرنا ہے۔ بدعنوانیوں کے خاتمے کے لئے بہت ساری تجاویز میرے ممبر ساتھیوں نے اس ہاؤس میں پیش کیں۔ میں صرف ایک ہی تجویز عرض کروں گا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنے معاشرے سے رشوت کی لعنت کو ختم کریں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے عوامی نمائندوں کا صحیح معنوں میں مقام پیدا ہو تو ہمیں صرف ایک مطالبہ کرنا چاہئیے اور وہ مطالبہ یہ ہے کہ جناب والا ہمیں تحصیل، ضلع کے تمام افسران کی A.C.R لکھنے کا حق دیا جائے۔

جناب والا ہمیں یہ اختیار ہونا چاہئیے کہ ہر افسر کے متعلق یہ تحریر کریں کہ اس نے اپنے فرائض دیانتداری سے انجام دیئے ہیں یا نہیں۔ کیا یہ رشوت خور افسر ہے یا دیانتدار کیا اس نے عوام کے ساتھ اپنے فرائض پورے کئے ہیں یا نہیں۔ اس سے بڑا چیک میرے خیال کے مطابق ان پر کوئی اور قائم نہیں ہو سکتا۔

جناب والا جہاں تک اختیارات کی بات ہے میرے اپنے ایک دوست کی بات سن کر بڑا دکھ ہوا جو اسی نے اسمبلی میں آ کر اپنے لئے واپڈا سے کنکشن حاصل کرنے کی سفارش طلب کی اس سے زیادہ شرم کی بات ہمارے لئے اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم ایک میٹر لگوانے کے لئے اسمبلی میں بات کر رہے ہیں۔ ہمارے اختیارات اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں۔

جناب والا ہمیں یہ ویسے حاصل ہے کہ ہم کسی بھی ہسپتال۔ جیل۔ سکول کا معائنہ کر سکتے ہیں۔ حالانکہ ہمیں اختیار تو یہ حاصل ہونا چاہئیے کہ معائنے کے بعد جو ضروری

اقدامات کرنا چاہییں وہ موقع پر ہم اپنے احکامات کے ذریعے اس میں تبدیلی کر سکیں جن برائیوں کو موقع پر ختم کرنے کے لئے موقع پر احکامات جاری کر سکیں. لیکن یہ عجب مذاق ہوگا کہ ہم کسی بھی ادارے میں جا کر آرام سے تمام چیز دیکھنے کے بعد واپس آ جائیں اور ان کو ایک لفظ تک نہ کہہ سکیں کہ آپ اس میں کیا تبدیلی کریں۔ ان کو کس طریقے سے ختم کریں گے۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ جس طریقے سے ممبران کو اس بجٹ میں شمولیت کی دعوت دی گئی ہے، وہ قطعی طور پر مناسب نہیں ہے۔ ہمیں صرف جاری منصوبوں پر اعتراض نہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ٹھیک ہے، جو جاری منصوبے ہیں ان کو جاری رکھنا چاہیئے۔ ہمارا مطالبہ صرف ایک ہے کہ اس بجٹ میں جو بھی کوئی نئی سکیم لائی جائے اور موجودہ بجٹ میں تمام نئی سکیموں کو ختم کر کے صرف ممبران ہی کی سفارشات پر تمام محکموں کی سکیموں کو منظور کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب والا! محکمہ تعلیم کے متعلق میں عرض کروں گا کہ اس کے لئے کافی بڑی رقم رکھی گئی ہے۔ لیکن تعلیمی ڈگریاں قیمتوں سے نہیں خریدی جا سکتیں۔ ان پر جتنا بھی پیسہ لگاتے جائیں وہ مطلوبہ نتائج آپ حاصل نہیں کر سکتے جن کا آپ کے ذہن میں خیال ہے۔ اس کے لئے لئے لازمی طور پر آپ کو ان کا چیک کرنے کی صورت حال بہتر کرنی پڑے گی۔ کسی بھی تحصیل کی سطح پر ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کی پوسٹ سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہم نے ان افسران پر پینتیس سال تک بھروسہ کیا ہے انہیں چیکنگ کے پورے اختیارات دیے ہیں۔ اور آج بھی ہم وہیں بیٹھے ہیں جہاں سے ہم نے ابتدا کی تھی ایک سال کے لئے آپ عوامی نمائندوں کو یہ اختیار دے کر دیکھیں کہ وہ چیکنگ کر کے معیار کو بڑھا سکتے ہیں یا نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ انشاءاللہ تعالٰی مجھے یقین ہے کہ ایک سال کے اندر آپ وہ مطلوبہ نتائج حاصل کر لیں گے جن کے لئے ہم پینتیس سال سے کوشش کر رہے ہیں۔ جناب والا اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ زرعی اجناس کی قیمتوں پر ہر دفعہ شور مچانے کی بجائے یہ طریقہ کار بہتر ہوگا کہ جس طرح ملازمین کی تنخواہوں کو ایک گریڈ کے تحت مہنگائی کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے۔ اسی طریقے سے تمام زرعی اجناس کی قیمتیں مہنگائی کے ساتھ مقرر کر کے ایک گریڈ سسٹم

قائم کر دیا جائے جس کے تحت وہ خود بخود بڑھتی رہیں تاکہ ہمیں ہمیشہ یہاں آ کے نہ رونا پڑے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ کافی دنوں سے ہمیں یہاں خوشخبری سنائی جا رہی ہے کہ مارشل لاء جا رہا ہے۔ مارشل لاء جا رہا ہے تو یہ بڑی خوشی کی بات ہے لیکن وہ اپنے ساتھ ان بیجوں کو بھی ضرور لیتا جائے جو کافی عرصے سے اس نے یہاں بو رکھے ہیں اور جو بڑھ کر جوان پودے بن چکے ہیں۔

مولانا محمد غیاث الدین : پوائنٹ آف آرڈر۔ میرے فاضل دوست نے یہ کہا ہے کہ زرعی اجناس کی قیمتیں ملازمین کے ساتھ بڑھائی جائیں۔ شاید انہیں یہ معلوم نہیں کہ ملازمین کی تنخواہیں زرعی اجناس کی قیمتوں کے حساب سے بڑھائی جاتی ہیں۔ نہ کہ قیمتیں ملازمت کے حساب سے بڑھائی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔ میاں صاحب، آپ جاری رکھیں۔

میاں ممتاز احمد متیانہ : میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب مارشل لاء جا رہا ہے تو ان بدعنوان رشوت خور افسران کو اپنے ساتھ لیتا جائے جو اس کے سائے میں بیٹھ کر اتنے بڑھ چڑھ گئے ہیں کہ ان کو روکنا اب ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ لہٰذا رشوت خور افسران کی لسٹیں بنا کر ان کو بھی اگر مارشل لاء فوری طور پر اپنے ساتھ لے جائے تو میں سمجھوں گا کہ وہ اپنا کفارہ ادا کر چکا ہے۔ اس کے لئے اور کوئی بات نہیں ہے۔

جناب والا، میں ایک دوست کی اس بات کی بھی تائید کروں گا جس میں انہوں نے کہا کہ آئی جی پی سے ملنے کے لئے چٹ بھیج کر انہیں ایک گھنٹہ انتظار کرنا پڑا۔ میرا مطالبہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے تمام ممبران کو اس صوبے کے بڑے سے بڑے افسر یعنی کہ چھوٹے سے چھوٹے افسر کے کسی بھی دفتر میں جانے کے لئے چٹ کی اور اجازت کی ضرورت نہیں ہونی چاہیئے آپ کی طرف سے رولنگ آنی چاہیئے کہ وہ بغیر چٹ کے اندر جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب والا، یہاں پر میں ان ملازمین کے لئے بھی کچھ گزارش کروں گا۔

جن کو بار بار / extension دے کر ہمارے اوپر مسلط کیا جاتا ہے۔ قانون کے مطابق جب کسی بھی افسر کی پچیس سال کی مدت ملازمت ختم ہو جائے تو اسے فوری طور پر ریٹائر کر دینا چاہیئے نہ کہ ان کی ملازمت میں توسیع کر کے نئے آنے والے لوگوں کی حق تلفی کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ آخر میں اپنے علاقے کی چند ایک مشکلات آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ سب سے بڑا مسئلہ جو ضلع بہاول نگر اور خاص طور پر تحصیل چشتیاں کا ہے، وہ سیم اور تھور کا مسئلہ ہے جس کے لئے حکومت نے آج تک ایک ٹیڈی پیسہ تک نہیں رکھا۔ میرا مطالبہ ہے کہ چشتیاں تحصیل کے لئے فوری طور پر اس بجٹ میں سیم کے لئے پیسہ مختص کیا جائے اور اس آبادی کو جو اپنے گھر بار چھوڑ کے، اپنے کھیت ویران کر کے شہروں کی طرف بڑھ رہی ہے اسے اپنے گھروں میں رہنے کی اجازت دی جائے۔ ہوتا یہ ہے کہ ہم سڑکیں ہسپتال اور سکول ان علاقوں میں قائم کر رہے ہیں جہاں لوگ نہیں رہ رہے اور جہاں سیم اتنی بڑھ گئی ہے کہ ان کے مکان گر رہے ہیں اور وہ نقل مکانی کر گئے ہیں دوسرے مقامات کی طرف جا رہے ہیں۔ بنیادی طور پر سیم اور تھور کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اور اس کو اہمیت دی جانی چاہیئے۔ چشتیاں ایک ایسا بدنصیب شہر ہے جس میں نہ پینے کے لئے پانی ملتا ہے، نہ وہاں سڑکیں ہیں، نہ بجلی ہے اور جتنی بھی نئی آبادیاں بنی ہیں، وہاں تعلیم کا انتظام نہیں ہے۔ صحت کا انتظام مقامی میونسپل کمیٹی کے بس کا روگ نہیں۔ اگر ہم اس شہر کو بلدیاتی کمیٹی کے آسرے پر چھوڑ دیں تو یقین جانیئے کہ وہ سو سال تک اس شہر کے مسائل حل نہیں کر سکتی۔ لہٰذا میں مطالبہ کروں گا کہ حکومت پنجاب خصوصی گرانٹ کے تحت اس شہر کے لئے امدادی رقوم مہیا کرے۔ تاکہ انہیں بھی وہ سہولتیں میسر ہو سکیں جو عام دیہاتی لوگوں کو میسر ہوتی ہیں۔ دیہاتی ترقی بلاشبہ ضروری ہے میں جناب کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ آخر میں صرف ایک بات عرض کروں گا کہ یہاں پر یہ کہا گیا کہ ڈسٹرکٹ کونسل کو ایکسپورٹ ٹیکس

لگانے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ رقم اکٹھی کر سکیں۔ میں حیران ہوں کہ اس معزز ایوان میں جہاں پر کاشتکاروں کے حقوق کی بات ہو رہی ہے وہاں پر کسی شخص نے ڈسٹرکٹ کونسل کو اتنی کھلی چھٹی دینے کی کیا بات کر دی ہے؟ حالانکہ گورنمنٹ کی طرف سے ہماری ڈسٹرکٹ کونسلوں میں جو شیڈول بھیجا گیا ہے وہ بڑا مناسب ہے۔ اس میں کسی ڈسٹرکٹ کونسل کو کسی قسم کی ترمیم کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے تاکہ دیہی عوام اور زیادہ ٹیکس نہ لگائے جا سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب محمد شاہ صاحب۔ ایک چیز کی وضاحت کر دینا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ چونکہ ۸ تاریخ کا دن بحث کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے جن دوستوں نے چھ تاریخ کو اظہار خیال فرمانے کے لئے اپنی چٹیں مجھے بھیجی تھیں اب وہ آٹھ تاریخ کو اظہار خیال فرما سکیں گے۔ ان کے Reminders میرے پاس آ رہے ہیں۔ میں ان کی توجہ کے لئے اور اطلاع کے لئے عرض کیے دیتا ہوں۔

چوہدری محمد صدیق سالار: میں نے چار تاریخ کے لئے لکھا تھا۔

جناب سپیکر: جن دوستوں کے نام چار تاریخ کے لئے ہیں یا پانچ تاریخ کے لئے ہیں، میں آج یہ کوشش کروں گا کہ ان تمام خواہشمند صاحبان کو خیالات کے اظہار کا موقع ملے، اور اس کے لئے یہ اجلاس آپ کی منشاء کے مطابق، اگر آپ کہیں گے، تو چار بجے تک extend کیا جائے گا۔ اگر آپ کہیں گے تو پانچ بجے تک۔ اگر آپ کہیں گے تو چھ بجے تک۔

ایک فاضل رکن: جنہوں نے تین تاریخ کا دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر | ان کی ابھی باری آنے والی ہے۔ سردار زادہ صاحب، آپ کیا فرما رہے ہیں؟

سردار زادہ سید ظفر عباس | میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جن حضرات نے دو تاریخ سے اپنے نام دیے ہوئے ہیں اور آج تک ان کی باری نہیں آئی۔ ان کے متعلق کیا ارشاد ہے؟

جناب سپیکر | ان کی باری آنے والی ہے جناب۔ ملک صاحب، آپ کی باری بھی آئے گی۔ لیکن اس میں میرے لیے اور آپ سب کے لیے مناسب یہ ہے کہ ممبرز پہلے بول لیں۔ یہ زیادہ مناسب ہوگا۔ جناب آپ کی چٹ میرے پاس ہے۔ چھ کو بولنے والے حضرات اب آٹھ کو بول سکیں گے۔

ایک فاضل رکن : | جناب سپیکر، جن لوگوں کو ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا موقع نہیں ملا۔

جناب سپیکر | ابھی ان کا نام آئے گا، انشاء اللہ

مخدوم زادہ سید حسن محمود | جناب سپیکر، کٹ موشنز مطالبہ زر کے متعلق بھی کوئی فیصلہ ہوا ہے یا نہیں؟ کیونکہ سو کے قریب کٹ موشنز ہیں۔

وزیر قانون | جو بھی ٹائم آپ طے کریں، ہم بیٹھ جاتے ہیں۔ تاکہ یہ فیصلہ کر لیا جائے

جناب سپیکر | ابھی اس کا فیصلہ کر لینا چاہیئے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود | کر لینا چاہیئے۔ وہ ان کو کرنا چاہیئے ناں، ہم ممبران کی خاطر تین ڈیمانڈز پہ بولنا چاہتے ہیں، جنرل ایڈمنسٹریشن، اریگیشن، ایگریکلچر جنرل ایڈمنسٹریشن میں لوکل گورنمنٹ اور دیہی ترقی آ جاتی ہے۔ اگر ہم ممبران کو تین دن نہیں دیے جاتے تو ہم اپنے علاقوں میں جا کر کیا کہیں گے کہ ہم آپ کے لئے کیا کر کے آئے ہیں آپ افیون کی بات پہلے لے آتے ہیں ٹیکسوں کی مد پہلے لے آتے ہیں۔ انتقال اراضی کی مد پہلے لے آتے ہیں، ہم سے آپ نے وعدہ کیا تھا ہم آپ کے مطالبات زر کے لئے تین

دن الگ دیں گے اور اس آرڈر میں مطالبات زر پیش کئے جائیں گے تاکہ آپ سیر حاصل بحث کر سکیں ہم آپ نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے پہلے یہ ہوتا تھا حکومت کی طرف سے جب کوئی یقین دہانی کرائی جائے ہاؤس کی تقین دہانی کمیٹی ہوتی تھی جس کو یہ کیس Refer کیا جاتا۔ جناب وزیر خزانہ نے اور وزیر قانون نے جناب سپیکر میں آپکی توجہ بھی چاہتا ہوں کیونکہ یہ ٹیکنیکل پوائنٹ ہے اور اس پر دو آراء قائم ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب کیا اس پر دو رائے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: دو ہیں نا جناب

جناب سپیکر: میں تو سمجھتا ہوں کہ کوئی دو رائے نہیں ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: ابھی تک حکومت نے ہمارا مطالبہ نہیں مانا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر میں صرف ایک بات کی تردید کرونگا کہ نہ تو ہم نے پہلے خلاف ورزی کی ہے اور نہ آئندہ کرینگے۔ تین دن کی مطالبات زر کی جو بات ہوگئی تھی وہ ہاؤس میں ہی پیش ہوئی اور یہاں یہ پیش ہونے کے بعد ہم نے اپنے وعدے کو نبھایا ہے۔ کہ تین دن ووٹنگ کے لئے بہت زیادہ ہیں دو دن کافی ہیں۔ ایک دن مزید جنرل بحث کے لئے مختص کر دیا جائے۔ جہاں تک آپ کی یہ بات کہ تین Demands یہ جنرل ایڈمنسٹریشن۔ اریگیشن۔ زراعت یہ تینوں ہمیں منظور ہیں۔ ان کے لئے آپ دو دن فکس کر دیں۔ اگر معزز ایوان اس بات کے لئے تیار ہے، آپ چونکہ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں معزز ایوان اس بات کی منظوری دیتا ہے یہ تینوں چیزیں ہم ان دونوں میں cover کریں گے۔ جناب سپیکر نے ایک دن ہاؤس کی منظوری کے ساتھ بجٹ پر جنرل بحث کے لئے EXTEND کر دیا تھا۔ اور دو دن آپ کسی بھی آرڈر کے تحت لے لیں چاہے جنرل ایڈمنسٹریشن آبپاشی اور زراعت کو لے لیں اسکے علاوہ

جو کٹ موشنز ہیں ان پر آپ کم سے کم بولنا چاہئے، بولیں ہم آپ کے ساتھ بیٹھ کر جو باتیں طے ہوئی ہیں ان کی تائید کے لئے تیار ہیں۔ پھر کنفرم کرتا ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر۔ اس ایوان میں کچھ ممبران ایسے بھی ہیں۔ جنکو ان چیزوں کا تجربہ نہیں ہے۔ انہوں نے اس کا ناجائز استفادہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا تھا۔ آپ ہماری جنرل بحث کا ایک دن بیشک نہ بڑھائیں وہی اگر آپ جنرل ایڈمنسٹریشن کے مطالبات زیر رکھ دیتے تو اتنی ہی بحث کر لیتے جتنی جنرل بحث ہو رہی ہے آپ نے ہمارا ایک دن کا ٹائم تین مضامین پر بولنا چاہتے ہیں آپ کہتے ہیں تین پر دو دن بات ہو تو شاید ایک دن ایک پر بھی بات کر سکیں ہم تو آپ کے ساتھ رعایت برت رہے ہیں۔ ہونا یہ چاہئے تھا کہ ممبران کو اگر یہ علم ہوتا کہ یہ کٹ موشنز کیا ہوتی ہیں ان میں کتنی تقاریر ہو سکتی ہیں۔ تو ممبر کبھی یہ نہ مانتے ہمیں جنرل بحث کے لئے ایک دن دے دیں اور کٹ موشنز کا ایک دن کم کر دیں۔ چونکہ انہوں نے کم کیا ہم نے ...اکٹ موشنز ہیں اگر یہ اپنے مطالبات زر کو دیکھنے ریونیو پر ہم نے کٹ موشنز دیں اب ہم ریونیو میں سمگلنگ کی بات کریں تو پھر کیا کریں گے۔ انہوں نے سٹیمپ ڈیوٹی پہلے رکھی ہے انہوں نے انتقال اراضی پہلے رکھی ہم اس پہ جو وقت ضائع کریں گے نہ ہاؤس کو اس کا فائدہ نہ دیہی آبادی کو فائدہ۔ یہ تو ہم نے ضد میں کیا ہے۔ اگر آپ ہم سے ضد کریں گے تو ہم آپ سے کریں گے۔ آپ ہم سے Cooperate کریں گے تو ہم آپ سے کریں گے۔ آپ ہمیں متواتر تین دن مطالبات زر کے لئے دیں اس میں جنرل ایڈمنسٹریشن اریگیشن۔ زراعت۔ یہ وہ مسائل ہیں جو دیہی آبادی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور زرعی ترقی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس پہ ہم سیر حاصل بحث کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب وہ اس سلسلے اپنی طرف سے پیش کش کر رہے ہیں کہ ہم اس سلسلہ میں بیٹھ کر بات کر کے ......

مخدوم زادہ سید حسن محمود | یہ کہہ رہے ہیں کہ تین مطالبات زر کے لئے . . . .

جناب سپیکر | یہ تمام معاملہ بیٹھ کر طے ہو سکتا ہے۔

وزیر قانون | اگر جناب اجازت دیں تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ مخدوم زادہ صاحب کی بات کو پورا کیا جائے یا ہاؤس کی بات مانی جائے انہوں نے اپنی تقریر کے ذریعے یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس غلط فہمی کی میں تردید کرتا ہوں ہاؤس کے سامنے یہ مسئلہ جناب والا نے خود رکھا ہم نے تو آپ کی اسی تجویز کے ساتھ تین دن مختص کر دیئے تھے۔ لیکن تمام ممبران اپنے اپنے علاقائی مسائل ضروری طور پر بیان کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے اسی ہاؤس کی رائے سے یہ بات طے ہوئی کہ تین دن ووٹنگ کے لئے بہت زیادہ ہیں۔ یہ دو دن میں مکمل ہو جائینگے ایک دن مزید جنرل بحث کے لئے بڑھا دیا جائے تاکہ تمام ممبران اپنے اپنے علاقائی مسائل ہاؤس کے سامنے پیش کر سکیں۔ اور جنرل بحث میں حصہ لے سکیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ممبران کو علم نہیں ہے۔ کس کو زیادہ علم ہے اور کس کو کم علم ہے۔ ممبران اپنے استحقاق کو اپنے knowledge کو خود سمجھتے ہیں ان کی رائے پر ہمیں تنقید نہیں کرنا چاہئے۔ جو بات انہوں نے کی ہے ہم نے ان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ اسی کی تائید میں جناب سپیکر آپ نے یہ بات کر دی تھی۔ ایک دن جنرل بحث کے لئے بڑھا دیا جائے۔ جہاں تک افیون اور باقی چیزوں کا تعلق ہے میں نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے آپ تین مضامین کو لینا چاہتے ہیں۔ ان کی فوقیت اس آرڈر میں کر لی جائے۔ آپ جس پر چاہئیں اس پر بحث کریں۔ ہمیں کوئی بات آپ سے چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے ہاؤس کے سامنے ہر بات لانے کے لئے تیار ہیں۔ ہم کسی بات کو with hold نہیں کرنا چاہتے۔ جس آرڈر میں بھی یہ ہاؤس چاہے یہ تینوں باتیں جو آپ نے کی

ہیں اور ہم نے تینوں باتوں کو مان لیا ہے۔ لیکن یہ بات پہلے ہاؤس نے طے کی کہ جنرل بحث کے لئے ایک دن بڑھانے کے بعد پھر تین دن ووٹنگ کے لئے مطالبات زر کے لئے رکھے جائیں میرا خیال ہے کہ نہ تو ہاؤس نے اس کو منظور کیا ہے اور نہ ہی وہ اب اس بارے میں رائے دے گا کہ اس میں مزید ایک دن کا اضافہ کیا جائے ہمیں آپ کی بات سے اتفاق ہے ہم آپ سے Co-operate کرتے ہیں۔ ہم آپ کے مشکور ہیں۔ اور اس بات کے لئے میں یہ چاہونگا کہ جو معاہدہ پہلے ہو چکا ہے اسکو ہم اب نبھائیں اگر ہاؤس نہیں کرنا چاہتا تو اس بارہ میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ چونکہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ میں چاہونگا کہ یہ بار بار زیر بحث لانے سے ہاؤس کا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے اور جو ممبران بحث کرنے سے رہ جائینگے۔ تو پھر وہ کہیں گے کہ ہم اپنے اپنے علاقوں میں جا کر کیا بتائیں گے۔ اس لئے آپ نے جو کٹ موشنز پر بحث کرنی ہے اور جو حضرات بحث کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے وقت کافی ہے۔ اور جو پہلے معاہدہ ہو چکا ہے اسکے مطابق ہم تیار ہیں اور مزید آپ جو تین Demands کو لے کر چلنا چاہتے ہیں ہمیں یہ منظور ہے۔ اس کے علاوہ ہم کسی اور زمیم کے حق میں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر میں اس سلسلے میں مزید وقت ضائع کرنے کی بجائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود جناب سپیکر آپکے توسط سے میں ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر یہ کوئی ایسا ایشو نہیں ہے اتنی بحث کی جائے میں یہ کہونگا کہ یہ کوئی ایسا ایشو نہیں ہے۔ ہاؤس کا وقت بھی قیمتی ہے اور آپکا وقت بھی قیمتی ہے اس لئے میں اسکا انتظام کر دیتا ہوں نذیر قانون خواجہ صاحب ہیں وہ آپ کو اس سلسلے میں پیشکش کر چکے ہیں ہم اس سلسلے میں آپ سے Settlement کرنے کے لئے

تیار ہیں۔ آپ بھی اس معاملہ میں کو اپریٹ ہوں میں یہ ذاتی طور پر سمجھتا ہوں آپ نہ تو ہاؤس کا وقت ضائع کرنا نہ کوئی Hurdels کرنا چاہتے ہیں میں یہ مسئلہ حل کئے دیتا ہوں ابھی بیٹھکر بات ہو جائیگی اور سیٹلمنٹ ہو جائے گی۔ تو دعوت دیتا ہوا عجاز احمد چیمہ صاحب کو

چوہدری اعجاز احمد چیمہ (سیالکوٹ-۶)۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع دیا۔ جناب والا۔ میں پی پی ۱۴۷۔ ڈسکہ کا نمائندہ ہوں۔ میں بجٹ جیسے فنی موضوع پہ گفتگو نہ کرتا لیکن عوام کے راہ راست رابطے اور اس بجٹ کے عوام پر مرتب ہونے والے گہرے اثرات مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں اس ایوان میں کچھ معروضات پیش کر سکوں۔ جناب والا یوں تو سبھی اہل اقتدار خوبصورت بجٹ پیش کرتے ہیں اور یہ دعوے بھی کرتے ہیں کہ یہ عوامی امنگوں کا ترجمان ہے لیکن ان تمام دعووں کے باوجود ابھی تک ہماری معاشی اور سماجی بدحالی ہمارے لئے ایک سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر یہ کوئی تنقید برائے تنقید نہیں بلکہ ایک جائزہ اور احتساب اقتدار کے منہ زور گھوڑے کو لگام دے سکتا ہے اور میں اپنے حلقہ انتخاب کے مسائل کا حل اور ان کے ادراک کی کسوٹی پہ بجٹ کو پرکھوں گا۔ میں اپنے تجربے اور مشاہدے کی بنا پہ برملا کہہ سکتا ہوں کہ آج کے ...rowers کو ان کی اپنی پیداوار کی قیمت بہت کم مل رہی ہے جناب والا۔ اس کو یوں لیجئے کہ جتنی کہ جتنی بھی سبزیاں ہیں وہ شہروں میں چار یا پانچ روپے کلو فروخت ہو رہی ہیں جبکہ زمیندار کو...

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ ایک معزز ممبر ہاؤس میں تقریر کر رہا ہے اور مخدوم زادہ صاحب اپنی ڈیبیٹ کر رہے ہیں۔ آخر کسی ممبر کی تقریر کا کچھ تو احترام کیا جائے۔ وہ اپنے مطالبات کر رہا ہے اور مخدوم زادہ

صاحب جو کہ میرے بزرگ ہیں وہ سیکرٹری صاحب کو لیکر وہاں اپنی میٹنگ کر رہے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے ہر ایک کی عزت کرنی چاہیئے ۔ ہر ایک کی عزت کرنی چاہیئے ۔ جیسے ان کی عزت ہے ویسے ایک معزز ممبر کی بھی عزت ہے ۔ خدا کے لئے اتنا Perlimentarian نہیں کہ ہماری عزت ہی نہ دیکھیں اور یہ سمجھیں کہ میں ہی اس ہاؤس میں ایک superior آدمی ہوں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں جناب سپیکر کے حکم کی تعمیل میں لان میں انکے ساتھ جا رہا ہوں ۔

چوہدری اعجاز احمد چیمہ : جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سبزیاں شہروں میں چار یا پانچ روپے کلو فروخت ہو رہی ہیں اور زمیندار کو صرف دس یا پندرہ روپے فی من ملتے ہیں ۔ جناب والا پینتیس یا چھتیس روپے قیمت کون لے جاتا ہے جناب سپیکر وہ کونسے ظالم ہاتھ ہیں جو حقدار کا حق چھین لیتے ہیں اور آپ اگر مظلوم کو ان کا حق نہیں دلا سکتے اور ظالم ہاتھوں کو بے نقاب نہیں کر سکتے تو تاریخ ہمیں ہرگز ہرگز عوامی نمائندہ نہیں کہے گی بلکہ ہمارا نام استحصالی نظام کے قائلوں کی فہرست میں شامل ہوگا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر ! آج کا ہر پڑھا لکھا انسان یہ جانتا ہے کہ ایک ناانصافی اور ظلم کے ازالے کے لئے کھیت سے منڈیوں تک سڑکوں کا ایک بہترین نظام ہونا چاہئے ۔ جناب والا ۔ لیکن کیا کیجئے ان حقائق کا جن کو فنی اصطلاحات اور شاہانہ طباعت نہیں چھپا سکتی ۔ جناب سپیکر ! ۸۵-۱۹۸۴ء میں اس مد میں میرے خیال میں تقریباً ۵۹ کروڑ روپے رکھے گئے تھے جنہیں گھٹا کر ۵۴ کروڑ کر دیا گیا ۔ لیکن پھر بھی دہقان دوستی کا دعوٰے کیا جاتا ہے ۔ اور یہی

اس ضمن صرف یہی کہونگا۔ایک شعر ملاحظہ فرمایئے ؎

اب کے برس بھی سیلابوں نے ہریالی کو چاٹ دیا
پچھلے برس بھی دہقانوں نے چاٹ کی فصلیں کاٹی تھیں

تو جناب والا۔ ان حقائق کے وجود کو تلاش کرنے کے لئے کسی الیکٹرانک مائیکروسکوپ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ایک گداز دل چاہیے اور اقتدار کو امتحان۔ انہی چیزوں کے فقدان نے ہماری قومی زندگی کو ایسے سے دوچار کر دیا ہے۔ جناب والا۔ میرے علاقے میں دو اہم سڑکوں کے مسائل ہیں۔ ایک گوجرانوالہ ڈسکہ روڈ جو وزیرآباد سیالکوٹ روڈ کو ملاتی ہے وہ سترہ میل لمبی سڑک ہے جو کہ تقریباً پینتیس یا چالیس دیہات کے لئے ترقی کی ایک نوید لا سکتی ہے۔ تو جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ سڑک بہت ضروری ہے۔ اسے ہر صورت میں بننا چاہیے جسے ضلعی انتظامیہ نے First Priority بھی دی ہے لیکن ابھی تک اس سلسلے میں کوئی مثبت صورت نظر نہیں آئی۔ اس کے بعد جناب والا۔ میں تعلیمی مسائل کی طرف آتا ہوں۔ جو ممبر منتخب ہو کر اس ایوان میں پہنچے ہیں انہیں کم از کم دو مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ اور دو پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دینے کا اختیار حاصل ہونا چاہیے۔ اور ان کی سفارش پر کم از کم چار سکولوں کو اپ گریڈیشن کا درجہ ضرور ملنا چاہیے (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا۔ تعلیم کے لئے بہت زیادہ فنڈ رکھے گئے ہیں۔ اور میری خواہش ہے کہ اس فنڈ کو منصفانہ طریقے پر استعمال کیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ نوکر شاہی کینہ پرستی اور ان کی ستم ظریفیوں پر خرچ ہو جائے۔ اس سے پہلے بھی بڑے بڑے منصوبے بنتے تھے اور رقوم بھی فراہم کی جاتی تھیں۔ لیکن یہ کاغذی طور پر زیر گورنمنٹ کے نام دئے جاتے تھے۔ جناب والا۔ میری یہ استدعا ہے کہ میرے شہر ڈسکہ جو بہت بڑا صنعتی شہر ہے میں ایک گرلز ڈگری کالج ہونا چاہیے اس کے علاوہ جناب والا میرے

علاقے میں ایک گاؤں متوانوالی ہے جس کی آبادی دس ہزار پر مشتمل ہے۔ اس اردگرد تقریباً دس پندرہ دیہات ہیں۔ تو جناب والا۔ اس گاؤں میں ایک لڑکوں کا اسٹرکا بج ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ لڑکیوں کا مڈل سکول ہے۔ تو میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دیا جائے۔ جناب والا میرے حلقے میں ایک یونین کونسل گنگن سنگھ تقریباً پندرہ دیہات پر مشتمل ہے اور پندرہ دیہات میں ایک بھی گرلز مڈل سکول نہیں ہے۔ تو جناب والا۔ میں مطالبہ کرتا ہوں گنگن سنگھ پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دیا جائے۔

چوہدری ظفر اللہ چیمہ : جناب والا۔ کورم پورا کیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

چوہدری اعجاز احمد چیمہ : جناب والا اس لئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں اب جب کہ عوامی نمائندہ منتخب ہو کر اس ایوان میں پہنچ چکے ہیں ان کا عمل دخل اس منصوبہ بندی پر براہ راست ہونا چاہیے۔ اگر ان کا عمل دخل اس منصوبہ بندی میں براہ راست نہ ہوا تو بہت سے معمولی مسائل کھٹائی میں پڑے رہیں گے۔ اس کے بعد میں چند مالی مسائل کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔ جناب والا۔ ڈسکہ ایک صنعتی شہر ہے۔ اور اس کی صنعت کو۔۔۔۔۔

چوہدری ظفر اللہ چیمہ : جناب والا۔ میں نے کورم کے لئے کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ کورم پورا ہے۔

چوہدری اعجاز احمد چیمہ : جناب والا۔ ڈسکہ ایک صنعتی شہر ہے اور اس کی صنعت کو ترقی دینے کے لئے وہاں ایک ڈائریکٹ ڈائلنگ ٹیلیفون کا انتظام ہونا چاہیے۔ ڈسکہ شہر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے۔ میں بڑے افسوس سے یہ کہتا ہوں کہ سانبڑیال ایک ٹاؤن ہے سمبڑیال جو میرا خیال ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر بھی نہیں اور صنعتی شہر بھی نہیں وہاں ڈائریکٹ ڈائلنگ ہے اور ڈسکہ جو صنعتی شہر اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے اسے ابھی تک ڈائریکٹ ڈائلنگ کا انتظام نہیں دیا گیا۔ اس کے بعد جناب والا۔ میں آپ کی وساطت

سے اس ایوان میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت کو یہ سفارش کریں کہ ڈسکہ شہر تک ریل پہنچائی جائے۔ کیونکہ اس شہر کو ریل کی بہت ضرورت ہے۔ گوجرانوالہ سے ڈسکہ سیالکوٹ ریل ہونی چاہیے۔ اس کے بعد جناب والا یہ عرض ہے کہ ڈسکہ کے اردگرد بہت سی نہریں گزرتی ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ نہریں تحصیل ڈسکہ کی زمین کو سیراب نہیں کرتیں۔ تو جناب والا۔ میں آپکی وساطت سے یہ کہتا ہوں کہ ڈسکہ شہر کی نہروں کو ان زمینوں کو سیراب کرنا چاہیے۔ اس کے بعد جناب سپیکر۔ پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے سلسلہ میں Rental Value بڑھ چکی ہے۔ لہذا ذاتی رہائشی مکان کی حد ۱۲ سو روپیہ سے بڑھا کر ۲۴ سو روپے کر دی جائے۔ کمرشل یونٹ جس کی معافی ۶۰ روپے تک ہے اس کی حد ۱۵۰ روپے تک ہونی چاہیے یعنی ۱۸۰۰ روپے سالانہ۔ تو جناب والا آخر میں ایک دو الفاظ کہنا چاہتا ہوں جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے۔ اس دن سے لے کر آج تک جو بھی معزز ممبر تقریر کرنے کے لئے اٹھا ہے۔ اس نے پانی پہ بحث کی ہے۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں اریگیشن جو معروف وزیر ہیں۔ انہوں نے یہ زحمت گوارا نہیں کی ہے کہ وہ اس ہاؤس میں اٹھ کر وضاحت کریں کہ ابھی تک کیا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی جمشید عباس تفہیم۔

حاجی جمشید عباس تفہیم: (گوجرانوالہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! پہلے تو آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا کیونکہ کافی دنوں سے میں نے چٹ دے رکھی تھی اور شاید وہ چٹ روزانہ داخل دفتر ہو جاتی رہی۔ سب سے پہلے میں اپنے ساتھیوں کو اس بات کی مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنا اعتماد دے کر اس ہاؤس میں بھیجا اور اب یہ دعا کرتا ہوں کہ ہم قوم کے اس اعتماد کو قائم رکھ سکیں۔ اس کے بعد

جناب وزیر خزانہ کو بجٹ تقریر پڑھنے پر تو مبارکباد دے سکتا ہوں کیونکہ جس وقت بجٹ تیار ہو رہا تھا ۔ اس وقت ابھی وزارت وجود میں نہیں آئی تھی ۔ بہر حال سب سے زیادہ زور ہمیں تعلیم پر دینا چاہیے ۔ میرا علاقہ حافظ آباد جو کہ سب ڈویژن ہے اور بہت بڑا سب ڈویژن ہے ۔ جہاں سے ہم تین نمائندے منتخب ہو کر آئے ہیں ۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمارے اس علاقہ میں بھی تعلیم پر توجہ دی جائے ۔ حافظ آباد شہر جو ہے وہاں کی آبادی تقریباً ڈیڑھ لاکھ پر مشتمل ہے ۔ جہاں صرف ایک گرلز سکول ہے اور اگر پورے علاقہ کا بتاؤں تو پورے علاقے کی آبادی تقریباً . . . . . ووٹرز کا تو مجھے پتہ ہے کہ پورے سب ڈویژن کے ساڑھے تین لاکھ ووٹرز ہیں ۔ تو وہاں پر صرف ایک کالج ہے ۔ اور اس میں بھی ایم ۔ اے کی کلاسز نہیں ہیں ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے جو کہ یہاں پر موجود نہیں ان تک اپنا یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ میرا سب ڈویژن جو ہے جہاں ہم چاول کی صورت میں کروڑوں روپیہ زرمبادلہ کما کر دیتے ہیں ۔ تو براہ کرم اس علاقہ میں بھی تعلیم پر کوئی توجہ دی جائے ۔ وہاں ٹیکنیکل کالج کا تو وجود ہی نہیں ہے ۔ جس علاقے میں ابھی ایم ۔ اے کی کلاسز نہیں ہیں ۔ پوری اس تحصیل میں صرف ایک کالج ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہم تینوں نمائندے ہیں ۔ پنڈی بھٹیاں میں بھی ایک کالج تعمیر کیا جائے اور سکھیکی میں بھی ایک کالج تعمیر کیا جائے ۔ اور دوسرا جو ہمارے علاقے میں جو دریا کا علاقہ ہے وہاں کالج بن تو نہیں سکتا لیکن اتنا ضرور کیا جا سکتا ہے کہ جہاں پر ہائی سکول ہے وہاں پر انٹر کی کلاسز کی اجازت دے دی جائے ۔ اور سب سے زیادہ اس بات پر بھی توجہ دی جائے کہ سکولوں میں داخلہ پر بھی رشوت کا زور ہو رہا ہے اور بچوں کو پاس کرانے میں بھی رشوت چل رہی ہے ۔ یہ تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے ہمارے علاقے کے کسی غریب یا کسی کسان کا بیٹا ایچی سن کالج میں داخل نہیں ہو سکتا

یہ کوئی صنعت کار یا کسی صنعت کار کا بیٹا تو سوچ سکتا ہے۔ لیکن ہمارے علاقے کے کسی کسان یا غریب مزدور کا بیٹا تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔ کم از کم اتنا تو کر دیا جائے کہ ہمارے علاقوں میں تعلیم عام ہو جائے۔ تاکہ وہاں کے بچے وہیں پر تعلیم حاصل کریں۔ اور یہ رشوت جو ہے میرے پاس اپنے ایک علاقے کا ثبوت موجود ہے کہ ہیڈ ماسٹر جو ہیں، انہوں نے رزلٹ نکلنے کے بعد رزلٹ ڈیکلیئر کرنے کے بعد بہت سے بچوں کو رشوت لے کر پاس کیا۔ خدا را ایسا قانون بنائیں کہ ایک تو یہ رشوت کا خاتمہ ہو۔۔۔۔۔۔

جناب فضل حسین راہی۔ سپیکر کو۔ جناب بڑی ہمدردی ہے۔ کہ ہمارا ڈسی واری کورم ہمیشہ گھٹ جاتا ہے۔ گن لو۔ ۵۸ بندے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کورم پورا نہیں ہے۔ اجلاس پانچ منٹ کے لئے معطل کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کورم پورا ہو گیا ہے۔

تفہیم صاحب آپ اپنی تقریر شروع کریں۔

حاجی جمشید عباس تفہیم : جناب سپیکر میں یہ مطالبہ کرتا ہوں، کہ سکولوں کے اندر جو ٹیوشنوں کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے یا پہلے سے جاری ہے۔ اسے فوری طور پر بند کیا جائے اس سلسلہ میں، میں کئی علاقوں کی مثال پیش کر سکتا ہوں، کہ وہی بچے پاس ہوتے ہیں جنہوں نے ٹیچروں کے پاس ٹیوشنیں رکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ فرض ہے کہ آپ کے سامنے ہم یہ بات کریں۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں، وزیر تعلیم کے اختیارات ابھی تک وزیر اعلیٰ کے پاس ہیں وہ یہ حکم جاری کریں کہ سرکاری عمارتوں میں یعنی سکولوں کی عمارتوں کے اندر کوئی ٹیچر ٹیوشن نہیں پڑھا سکتا۔ اگر انہیں بچوں کو پڑھانے کا اتنا ہی شوق ہے تو پھر وہ بچوں کو فری تعلیم دیں۔ اس

لئے کہ کئی غریب بچے ایسے ہوتے ہیں جو ٹیوشن نہیں دے سکتے، جو بچے اپنی فیسیں ادا نہیں کر سکتے وہ ٹیوشن کے پیسے کہاں سے دیں۔ تو میں یہی مطالبہ کروں گا کہ اس ٹیوشن کے سلسلہ کو بند کیا جائے بلکہ میں اسے ٹیوشن نہیں کہوں گا اور اسے رشوت کا نام دوں گا (نعرہ ہائے تحسین) کیونکہ ٹیوشن کا سلسلہ ان دنوں میں ہوتا ہے جب امتحانات قریب آ رہے ہوں۔

تعلیم کے بعد میں محکمہ صحت کی طرف آتا ہوں، وزیر صحت جو کہ یہاں موجود نہیں ہیں۔ ویسے ماشاء اللہ ہمارے وزیر صحت کی صحت بہت اچھی ہے۔ اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ جس طرح ان کی اپنی صحت اچھی ہے اسی طرح غریب عوام کی صحت کا بھی وہ خیال رکھیں گے۔ جناب سپیکر وزیر صحت یہاں موجود تو نہیں لیکن آپ کی وساطت سے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں تقریباً تین چار کروڑ روپے کی دوائیاں ہر سال آتی ہیں یہ دوائیاں سرکاری ہسپتالوں میں آتی ہیں وہ اللہ جانے ہسپتالوں سے کہاں چلی جاتی ہیں۔ کوئی ایسا طریقہ نہیں کہ بیرونی ملک کی طرح جہاں بازار میں دوائیوں کی shape اور ہوتی ہے اور ہسپتالوں کی دوائیوں کی shape اور ہوتی ہے جہاں چار یا پانچ کروڑ روپے کی بات ہے وہاں اس قسم کا طریقہ کار شروع کر دیا جائے ہمارے ملک میں تو ایسی کمپنیاں موجود ہیں کہ اگر لاکھوں روپے کا مال تیار کروانا ہو تو وہ تیار کر دیتے ہیں کیا چار یا پانچ کروڑ کا مال کوئی کمپنی تیار نہیں کر سکتی کہ بازار کی ادویات کی shape اور ہو اور جو ہسپتالوں کے اندر ادویات ہیں ان کی shape اور ہو تاکہ جب ہسپتال کا عملہ بازار میں دوائیاں فروخت کرے تو فوری طور پر پتہ چلے کہ وہ ہسپتال کی دوائی بازار میں بک رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا میں اس کی ذرا وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وزارت صحت لکھا جائے۔ ۔ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا میں ان کی تائید کرتے ہوئے کہہ رہا ہوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ مولانا صاحب آپ کو ان کی تقریر پر کوئی اعتراض ہے تو آپ بیان فرما سکتے ہیں تائید آپ نہیں فرما سکتے۔ تشریف رکھیں۔
ڈاکٹر شیلا چارلس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ہسپتال کی جو دوائیاں بازار میں بکتی ہیں ان پر۔ ایم۔ آر۔ پی۔ کا لیبل لگا ہوتا ہے اور جو عام دوائیاں ہوتی ہیں ان پر کوئی لیبل نہیں ہوتا۔ اس لئے جب ان پر ایم۔ آر۔ پی لکھا ہوتا ہے اور سا ن پر مہر لگی ہوتی ہے تو یہ وہ دوائیاں ہوتی ہیں جو ہسپتال سے آکر بکتی ہیں اور ان میں یہ فرق پہلے سے موجود ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔
جناب حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ لیبل تو اکثر بدل جایا کرتے ہیں، لیبل تو اکثر بدل جایا کرتے ہیں، لیبل بدلنے کی ضرورت نہیں بلکہ Shape کو بدلا جائے (نعرہ ہائے تحسین)۔ اس کے بعد وزارت صحت کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ہسپتالوں کے اندر جو خوراک ملتی ہے اکثر یہ ہوتا ہے کہ وزیر صحت ہسپتالوں کے اندر جاتے ہیں، اپنے کسی عزیز کی تیمارداری کے لئے بھی ضرور جاتے ہونگے، لیکن خدارا وہ ہسپتالوں میں وی۔ آئی۔ پی۔ روم کے علاوہ بھی جایا کریں۔ جنرل وارڈوں کے اندر بھی جایا کریں۔ وہاں جا کر دیکھیں کہ مریضوں کو کھانا دیا نہیں جاتا بلکہ کھانا پھینکا جاتا ہے۔ ایم۔ ایس اور ڈی۔ ایم۔ ایس کھانا چیک ضرور کرتے ہیں، ہمیں پتہ ہے کہ جب ہم یہ بات کریں گے تو ہمیں یہی جواب ملے گا کہ ایم۔ ایس اور ڈی ایم۔ ایس کھانا چیک کرتے ہیں لیکن ہمیں اس بات کا بھی پتہ ہے کہ ایم۔ ایس اور ڈی۔ ایم۔ ایس کے پاس جو کھانا جاتا ہے وہ کھانا نہیں ہوتا جو مریضوں کے پاس جاتا ہے۔ جناب والا ہسپتالوں

کے اندر دو طرح کا کھانا تیار کیا جاتا ہے، دو طرح کے برتنوں کے اندر کھانا تیار کیا جاتا ہے ہسپتال کے اندر دو طرح کے کچن ہیں۔ ایک کھانا وہ ہے جو ایم۔ ایس چیک کرتا ہے اور ایک کھانا وہ ہے جو غریب مریضوں کو دیا جاتا ہے (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے بعد میں پھر وزارت صحت کی طرف آ رہا ہوں کہ جعلی سرٹیفکیٹ کی روک تھام بھی کی جائے (نعرہ ہائے تحسین)۔ خدا را زیادہ نہیں تو ہماری ان بہنوں کو ہی یہ اختیارات دیئے جائیں کہ یہ جا کر ہسپتالوں میں چیک کریں کہ روزانہ کتنے جعلی سرٹیفکیٹ دیئے جاتے ہیں۔

بہر حال آپ کی وساطت سے وزارت صحت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر کے اندر بھی جنریٹر فراہم کئے جائیں۔ اور اگر وہاں جنریٹر موجود ہیں تو پٹرول موجود نہیں ہوتا۔ جب بتی چلی جاتی ہے تو ایمبولینس پٹرول لینے کے لئے چلی جاتی ہے لیکن جب پٹرول آتا ہے تو بتی آ جاتی ہے۔ خدا را کوئی ایسا انتظام کیا جائے کہ اگر کوئی چیز ہمارے پاس موجود ہے تو اسے استعمال کرنے کے لئے بھی اسے ٹھیک حالت میں ہونا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ذرا مختصر فرما دیں۔

حاجی جمشید عباس تھیم: جناب سپیکر تھوڑا سا وقت مجھے چاہیئے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمایئے فرمایئے۔ ذرا مختصر کریں۔

حاجی جمشید عباس تھیم: جناب والا یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ آپ تشریف فرما ہیں ورنہ وٹو صاحب نے میری چٹ کافی دنوں سے داخل دفتر کر رکھی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ فرمائیں۔ فرمائیں۔

حاجی جمشید عباس تھیم: اس کے بعد میں اس طرف بھی آنا چاہتا ہوں لاہور کے متعلق تو مجھے اتنا پتہ نہیں کہ یہاں پر سفارشیں چلتی ہیں یا رشوتیں چلتی ہیں کہ نہیں، لیکن میں اپنے

دور دراز علاقوں کی بات کرتا ہوں، کہ کسی اچھے ہسپتال میں تعیناتی کے لئے بھی رشوت کی ضرورت پڑتی ہے۔ خدا را کوئی ایسا انتظام کیجئے کہ کوالیفائڈ ڈاکٹروں کو کسی بڑے ہسپتال میں جب لگایا جائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ دیہات میں گزاریں اور اس کے بعد میں نان کوالیفائیڈ ڈاکٹروں کے متعلق عرض کروں گا کہ پچھلے دنوں ان کے امتحان کا وقت آیا تو یقین جانیے کہ وہ سوالنامہ اتنا مشکل تھا کہ وہ سوالنامہ اگر آپ کہیں تو میں آپ کے سامنے بھی پڑھ دوں گا اور اگر آپ کہیں تو میں آپ کے محکمے میں پہنچا دوں گا کہ نان کوالیفائیڈ ڈاکٹر جنہیں عطائی ڈاکٹر کہا جاتا ہے، ان کے سامنے وہ سوال کئے جاتے ہیں جن سوالوں کا جواب سوال کرنے والے کو بھی نہیں پتہ ہوتا اور اس کے بعد رشوت لیکر انہیں کوالیفائیڈ کر دیا جاتا ہے (نعرہ ہائے تحسین) اب ہیلتھ کی باتیں میں چھوڑ دیتا ہوں۔ اس کے بعد پولیس کی طرف آتا ہوں کہ خدا را پولیس کے نظام کو بھی بدلنے کی کوشش کیجئے ایک دفعہ میں اس اسمبلی میں سابقہ صوبائی کونسل کی کارروائی گیلری میں بیٹھ کر سن رہا تھا تو آئی جی صاحب وہاں موجود تھے۔ آئی جی صاحب نے خود تسلیم کیا تھا کہ پولیس میں سالانہ ۶۰ لاکھ کے قریب رشوت چلتی ہے کیا میں اب وزیر خزانہ کی معرفت پوچھ سکتا ہوں کہ وزیر خزانہ آئی جی صاحب سے پوچھ کر ہمیں بتا سکتے ہیں کہ بجٹ کی طرح اس کا بھی کوئی ریٹ بڑھا ہے یا وہیں کی وہیں ہے؟ پولیس میں رشوت کی وجوہات کیا ہیں ایک چھوٹی سی مثال آپ کے سامنے عرض کر دیتا ہوں کہ آخر رشوت کس وجہ سے چلتی ہے۔ ایک معمولی سی بات ہے کہ اگر اے۔ ایس۔ آئی کا گھوڑا ہو تو اسے اس کی خوراک کے لئے روزانہ ۲۵ روپے ملتے ہیں اور اگر انسپکٹر کا گھوڑا ہو تو اسے ۴۵ روپے ملتے ہیں آخر کیا وجہ ہے کہ اے ایس آئی کا گھوڑا بھی وہی اور انسپکٹر کا گھوڑا بھی وہی ہے کہیں ایسا فرق تو نہیں کہ انسپکٹر کا گھوڑا زیادہ کھاتا ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ بالکل ریکارڈ کی باتیں ہیں۔ یہ دیکھنا چاہیے۔

وزیر زراعت ، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

حاجی جمشید عباس تھہیم : میں آپ کی طرف بھی آ رہا ہوں۔

وزیر زراعت : میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایم پی۔ اے کے گھوڑے کی کتنی رشوت ہے۔

حاجی جمشید عباس تھہیم : جناب میں سپیکر صاحب کی وساطت سے یہ کہونگا کہ اب آپ وزیر زراعت ہیں اٹک آئیل کمپنی کے ملازم نہیں۔ اس کے بعد اب میں حوالات کی طرف آتا ہوں کہ وہاں کا نظام بھی جا کر دیکھیں۔ حوالات میں ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں کہ جو بےگناہ ہیں جیسا کہ اکثر ہوتا ہے بے گناہ بھی ہیں وہاں گناہ گار بھی ہیں۔ وہاں مجرم بھی ہیں۔ لیکن یقین کیجیئے کہ وہاں شرمناک سلوک کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : حاجی صاحب ذرا اختصار فرمائیں آپ کے بعد اور بھی لوگ ہیں

حاجی جمشید عباس تھہیم : جناب سپیکر میں تھوڑی سی بات کر کے وزیر زراعت کیطرف آ رہا ہوں۔ تو اب یہ بتایئے کہ اگر کوئی تھانے کے اندر اتفاق سے پھنس جائے۔ تو وہاں یہ پوچھا جاتا ہے کہ اپنا چالان مارشل لاء کے تحت کروانا چاہتے ہو یا اسلامی لاء کے تحت کروانا چاہتے ہو۔ یا سول لاء کے تحت کروانا چاہتے ہو۔ جس طرح کی اسکی جیب اجازت دے اس طرح کا وہ بیچارہ چالان کروا لیتا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میرا تو یہ خیال ہے کہ مارشل لاء کا ریٹ ذرا اونچا ہے اس لئے مارشل لاء جو ہے اس پر بہت بحث ہو چکی۔ اب میں یہی کہونگا کہ ہر روز روزے کے ساتھ نماز کے بعد یہ دعا کیا کریں کہ خدارا اس لعنت سے جلدی ہمارا چھٹکارا ہو سکے بہت سے سیاستدان قیاس

لعنت کو چھتری کہتے ہیں لیکن شاید انہیں اس بات کا اندازہ نہیں کہ چھتری تو سایہ میسر کیا کرتی ہے۔ کبھی مارشل لا نے بھی سایہ مہیا کیا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اب اسکے بعد میں یہ کہونگا کہ تھانے کے اندر زیادہ تر دوستی غنڈوں کی ہے غنڈے تھانیداروں کے دوست ہیں اور دوسرے جرائم پیشہ بھی تھانیداروں کے دوست ہیں۔ چنانچہ ان تمام باتوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور اسکے بعد ٹریفک پولیس کی طرف آتا ہوں کہ ٹریفک پولیس کا جو نظام ہے وہ اتنا بدترا در دقیانوسی ہو چکا ہے کیونکہ زیادہ تر ویگنیں بسیں اور ٹیکسیاں ٹریفک پولیس والوں کی چلتی ہیں۔ اسکے بعد جناب میں آپ کی وساطت سے زراعت منسٹر کی طرف آتا ہوں۔ یہ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے کہ ۱۷ جنوری سے لیکر ابھی تک لیسرور شوگر مل نے ہمیں رقم نہیں دی۔ ذرا اتنی تکلیف تو یہ کریں کہ ٹیلیفون ہی کریں۔ اگر یہ خود نہیں جا سکتے تو ٹیلیفون کرکے ان مل والوں سے پوچھیں کہ ابھی تک وہ رقم ہمیں کیوں نہیں ملی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ زمیندار گنا لگانا ہی چھوڑ دیں۔ اسکے بعد میں فیلڈ اسسٹنٹ کی طرف آؤنگا۔ کہ فیلڈ اسسٹنٹ کا ایک کورس ہونا چاہئیے تاکہ یہ دقیانوسی نظام جو چل رہا ہے یہ ختم ہو سکے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر زراعت سے یہ کہونگا کہ جناب والا ہر تحصیل میں ایک ای اے ڈی اے ہونا چاہئیے۔ ہر ضلع میں ایک ڈپٹی ڈائریکٹر ہونا چاہئیے۔ ہر ڈویژن میں ایک ڈائریکٹر ہونا چاہئیے۔ اور ان ڈائریکٹروں میں جو سینئر ہو اسے ڈائریکٹر جنرل لگانا چاہئیے تاکہ اس محکمے کا جو آدمی ہے اس محکمے سے ترقی کرکے وہ زراعت کا سیکرٹری لگے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سفارش سے کوئی کسی اور محکمے کا زراعت کا سیکرٹری لگ جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جیسا کہ ایکسائز کے محکمے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب ابھی آپ کی کوئی بات رہ گئی ہے ۔

حاجی جمشید عباس تفہیم : جناب باتیں تو بہت ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : مہربانی کریں ایک منٹ میں ختم کریں دوسرے لوگوں کا بھی احساس کریں ۔

آوازیں : سو ہاؤس نے اپنا وقت بھی ان کو دے دیا ۔

حاجی جمشید عباس تفہیم : بڑی مہربانی ہاؤس کی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک جناب اس میں ہاؤس کا معاملہ نہیں ہوتا آپ جلدی ختم کریں ۔ ایک منٹ کے اندر ختم کریں ۔ دوسروں کا بھی احساس کریں ۔

حاجی جمشید عباس تفہیم : جناب سپیکر یہ میری خوش قسمتی ہے میرے بولنے کا وقت آیا تو آپ تشریف لے آئے ۔ جناب زراعت کی ادویات جو ہیں ان میں بھی بہت جعلسازی ہو رہی ہے ۔ اور دوائیوں کے ڈرم جو باہر سے آتے ہیں پھر ڈاکٹر شیلا کی مانند مجھے یاد آ رہی ہے کہ لیبل بدل دیئے جاتے ہیں کہ جناب پھر اس بات کا میں یہاں بھی جواب دونگا کہ لیبل تو بدلے جاتے ہیں کہ ڈرم دوائی کا اور ہوتا ہے اس کے اوپر لیبل اور لگا دیا جاتا ہے ۔ خدارا ہماری فصلوں کو بچانے کی کوشش کیجیئے ۔ اور اس کے بعد آخر میں یہی کہونگا ۔ زراعت کے معاملے میں آخر میں یہ کہہ رہا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب آپ اپنی تقریر کو آخر میں لیکر آئیں ۔

حاجی جمشید عباس تفہیم : ہمارے علاقے میں چاول بہت پیدا ہوتا ہے اور اعلیٰ قسم کا پیدا ہوتا ہے ۔ اور غالباً ایشیاء کی چاول کی سب سے بڑی منڈی حافظ آباد میں ہے ۔ خدارا ایسا کریں کہ کبھی ہمیں بھی موقع دیں کہ ذرعی ٹیکس تحصیل اسے قرار دے دیا جائے ۔ اور اس کے بعد باتیں تو بہت تھیں محکمہ انہار کی طرف بھی آنا تھا ۔ مال کی طرف بھی بلدیات کی طرف بھی اور فوڈ کی

طرف بھی اذقاف کی طرف بھی

جناب ڈپٹی سپیکر : پھر کسی وقت سہی۔ حاجی صاحب پھر کسی وقت سہی۔

حاجی جمشید عباس تفہیم : مجھے ایک ہی منٹ چاہیئے۔ اس سے زیادہ ٹائم مجھے نہیں چاہیئے۔

ڈاکٹر شیلا چارلس : پوائنٹ آف آرڈر سر۔

یہ میری بھی بات سمجھے نہیں ہیں جو گورنمنٹ ہاسپٹل کی میڈیسن آئی ہیں ان پہ گورنمنٹ کا ایم آر پی لیبل لگا ہوتا ہے۔ اور جب وہ لیبل آپکو مارکیٹ میں نظر آئے گا تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گورنمنٹ ہاسپٹل کی میڈیسنز ہیں۔ وہ لیبل بدلتے ہیں یا نہ بدلنے میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

حاجی جمشید عباس تفہیم : جناب سپیکر جس طرح ہم روز لباس بدلتے ہیں اس طرح اس ملک میں لیبل بدلے جاتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر میں محکمہ مال کی طرف آتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : تفہیم صاحب آپ تشریف رکھیں۔ براہ کرم آپ تشریف رکھیں۔

آوازیں : ہمارا ٹائم بھی یہ لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں جناب یہ آپکو اختیار نہیں ہے۔

حاجی جمشید عباس تفہیم : جناب سپیکر لوگ مجھے ٹائم دے رہے ہیں خدارا آپ بھی مجھے ٹائم دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : تشریف رکھیں جناب کافی لوگ بیٹھیں ہیں اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں۔

حاجی جمشید عباس تفہیم : ہمیں ٹائم اس لئے نہیں مل رہا کہ ہم اپوزیشن بنانے کی تیاری نہیں کر رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اور بھی کافی لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے جانا ہے کوئی ضروری

کام ہے۔ آپ کی باتیں بہت ہو گئیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

حاجی جمشید عباس تفہیم : جناب سپیکر کئی ایسے فاضل دوست ہیں جو اپنا ٹائم مجھے دے رہے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں جناب وہ اپنا ٹائم لے چکے ہیں اسلئے آپ براہ کرم تشریف رکھیں ایک منٹ میں ختم کریں، ایک منٹ سے زیادہ نہیں ہوگا ۔

حاجی جمشید عباس تفہیم : میں جناب بہرحال آخر میں یہی کہونگا کہ اب کسی محکمے کو Touch نہیں کرتا کہ کہیں آپ پھر نہ کہہ دیں کہ فوراً بیٹھ جاؤ ۔ آخر میں صرف اتنا کہونگا کہ جب ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب کو اعتماد کا ووٹ دیا تھا۔ تو ہم نے اسوقت دیہاتی اور شہری کا مسئلہ نہیں اٹھنے دیا تھا ہم نے یہی کہا کہ جو جوان آدمی ہو وہی ہمارا وزیر اعلیٰ ہونا چاہیئے۔ ہمیں شہری دیہاتی کی بات نہیں لیکن خدا را اب میں اپنے چیف منسٹر سے استدعا کرونگا کہ وہ کبھی کبھار ہمارے دیہات کے علاقوں کا بھی دورہ کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لاہور یا راولپنڈی کی سبز و شاداب اور خوبصورت سڑکوں کے اوپر ہی پھرا کریں۔ کبھی کبھی خدا لیا بھی کیا کریں کہ ہمارے دیہات میں بھی آیا کریں میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ عہد کر رہا ہوں کہ اگر وہ ہمارے حافظ آباد کے علاقے میں آئیں گے تو ہم ان کے خوبصورت چہرے کے اوپر گرد نہیں پڑنے دیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : محمد صدیق انصاری ، ایڈووکیٹ ۔

جناب محمد صدیق انصاری : جناب سپیکر میں پنجابی میں بات کرونگا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی کیوں آپ ایڈووکیٹ ہیں پنجابی میں کیا ضرورت ہے آپ کو بات کرنے کی ۔

جناب محمد صدیق انصاری : میں اجازت چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اچھا کریں۔

جناب محمد صدیق انصاری : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جناب سپیکر آپ کا میں شکر گزار ہوں کہ جناب نے مینوں گل کرنے دا موقع دتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اچھی بات ہے کہ آپ اردو میں بات کریں۔

جناب محمد صدیق انصاری (شکر گڑھ) : ایس وقت معزز ایوان وچ بجٹ ۸۵-۸۶ زیر بحث اے۔ بجٹ متوازن ظاہر کیتا گیا اے مگر پھر بھی اے بجٹ پالیسی میکراں دے تجربہ کار ہتھاں توں بچ نہیں سکیا دا۔ ایس بجٹ وچ جیہڑیاں ڈویلپمنٹ سکیماں رکھیاں ہویاں نیں اے سکیماں ساریاں ای پالیسی میکراں نے رکھی دی آئے جیہڑا کہ معزز ممبراں دا حق سی معزز ممبراں توں اے حق نہ دے کے ممبراں دا استحقاق مجروح کیتا اے۔ جناب والا وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ نال میرا مطالبہ اے کہ ضلعی میڈ کوارٹر نے جیہڑی اے ڈی پی تقسیم ہونی اے اوہ پنجاب اسمبلی دے ارکان دی مرضی دے مطابق تقسیم ہووے تاکہ ایناں دا استحقاق بحال ہووے۔

جناب سپیکر : ڈویلپمنٹ دیاں جنیاں پالیسیاں ایس بجٹ وچ نظر آندیاں نیں اوہدے وچ عوام دے مفاد نوں مدنظر نہیں رکھیا ہویا اے ... جناب سپیکر اسیں جس عوام دے نمائندے آں۔ اوس عوام دیاں تکلیفاں ایس بجٹ وچ ایس طرح نیں کہ دیہی کسان نوں پٹواری توں لے کے پولیس ہین، واپڈا دے اسسٹنٹ لائن مین، ہسپتالاں وچ ڈسپنسر تے ڈاکٹراں نوں اپنے خون پسینے دی کمائی بطور رشوت پیش کرنی پیندی اے۔ تاں ای اوہناں دا گزارہ جلد ہلے۔ ایس بجٹ دے وچ ایس کوئی گل نظر نہیں آوندی کہ دیہی کسان دیاں تکلیفاں دور ہو سکن میرا مطالبہ اے کہ ایس معزز ایوان دی کمیٹی بنائی جائے جیہڑی کہ ڈویلپمنٹ نوں یا ایس بجٹ دے روپے نوں صحیح استعمال کرن دی نگرانی کرن اور اوس کمیٹی نوں با اختیار بنایا جائے۔ جناب سپیکر میں ایس

سارے مل کے کساناں نوں ایس بوجھ توں بچا سکن تے ایس سمجھاں گے کہ ایس کجھ کیتا اے۔ اور اے بجٹ سمجھیا جائے گا بجٹ اچھا بجٹ اے۔ ورنہ دیہاتی لوکاں واسطے اے کا غذاں دے پلندے دے سوا کجھ نئیں۔ جناب والا میرا تعلق تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ دے مشرقی علاقے نال اے۔ اے علاقہ انڈیا بارڈر دی بیلٹ پنج میل دے اندر اے۔ جناب سپیکر! اے علاقہ جنگ زدہ اے تے پاکستان ملٹری زدہ وی اے؟ جنگ زدہ ایس واسطے کہ ۱۹۶۵ء وچ اے علاقہ ساڈوں خالی کرنا پیا سی تے ۱۹۷۱ء دی جنگ وچ انڈیا دے قبضے وچ آ گیا سی تے ساڈوں ڈیڑھ سال بعد جنگل دی صورت وچ واپس ملیا سی۔ ملٹری زدہ جناب والا ایس واسطے آکہ ملٹری اینہے کسے سڑک نوں بنن نئی دیندی جے اسی گورنمنٹ کولوں پیسہ منگ کے لیائیں آں تے ملٹری بنن نہیں دیندی اور دوسرے اپنے لائے ہوئے درخت ایس نہیں کٹ سکدے۔ ایس اپنی ضرورتاں پوریاں نہیں کر سکدے۔ ساڈے لئے ایس دیلے دوہرا مارشل لا اے۔ میرا اے مطالبہ اے کہ بارڈر توں ملٹری کنٹرول دیاں شرطاں نوں بہت زیادہ نرم کیتا جائے پچھلے سال کجھ سڑکاں اخلاص پور کوٹ ناراں بارہ مونگا کوٹ ناراں منظور ہویاں سی اوہناں نوں ے ۰۵۰ ے توں مستثنی قرار دتا جائے۔

جناب والا ایس علاقے دیاں ضرورتاں نے بہت نیں۔ میرا مطالبہ اے کہ بناکوٹ گرلز مڈل سکول نوں اپ گریڈ کر کے نے ہوئے ہائی سکول وچ ایف اے تے ایف ایس سی دیاں کلاساں شروع کیتیاں جان۔ جناب سپیکر اخلاص پور دے گرلز تے بوائے مڈل سکول نوں ہائی سکول دا درجہ دتا جائے۔ جناب سپیکر! شکر گڑھ وچ لڑکیاں دا ڈگری کالج اے۔ لیکن اوہنوں اجے تک بلڈنگ نہیں دتی گئی۔ جیہڑی کے دتی جانی چاہی دی اے۔ جناب سپیکر شکر گڑھ ضلعی ہیڈ کوارٹر توں ۸۰ میل دور اے۔ ضلع سیالکوٹ دیاں تحصیلاں وچ پہنچ نیں میرا اے مطالبہ اے کہ شکر گڑھ نوں ضلع بنایا جائے۔ اور شکر گڑھ نوں ٹیکس فری زون قرار دتا جائے۔ تاکہ اینہوں دے لوگ مزدوری کر کے

اپنی زندگی گزار سکن ۔ جناب سپیکر! پچھلے سال ایس بجٹ وچ ٹیکس ہیں سی لائے گئے ۔ ایس سال وی نئیں لگے ۔ لیکن ایس دے باوجود درمیان وچ چوکیدار ٹیکس، چولہا ٹیکس تے ہیڈ منیس جیہڑیاں ہسپتالاں وچ تے اپریشن ٹیکس فیر لگ گئے ۔ میرا مطالبہ اے کہ اے ٹیکس ختم کیتے جان ۔ جناب سپیکر آخر تے معزز ایوان اگے میری گذارش کہ اے بجٹ جیسا دی اے لیکن چونکہ عوامی ہتھاں نیں پیش کیتا اے اینوں کوڑیاں گولیاں سمجھ دے ہویاں نگل جاناں ساڈے فائدے وچ اے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید افتخار الحسن صاحب

سید افتخار الحسن: (سیالکوٹ) ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! میں محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ کے ہوتے ہوئے نہ تو کوئی شعر کہوں گا ۔ نہ کوئی ادبی بات کرنے کی جرأت کروں گا ۔ مختصر وقت میں مختصر باتیں عرض کئے دیتا ہوں ۔ چشمہ جہلم کینال لنک کی بندش، مارشل لاء کا خاتمہ یہ سب ہاؤس کی متفقہ آواز ہے ۔ متفقہ رائے ہے ۔ اس کے متعلق باتیں بھی کافی ہو چکی ہیں ۔ میں اس کے متعلق بھی زیادہ باتیں نہیں کروں گا ۔ صوبائی بجٹ میں محاصل اور اخراجات پر ایک نظر ڈالنے سے یہ احساس ہوتا ہے کہ بجٹ کافی حد تک متوازن ہے ۔ وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف صاحب نے دیہی ترقی اور فلاح بہبود اور اسے زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچانے کے ارادے کا خیال کر چکے ہیں، یہ خوش آئیند بات ہے ۔ کہ حالیہ صوبائی بجٹ میں تقریباً ساڑھے پانچ ارب روپے کی جو رقم ترقیاتی ... پروگراموں کے لئے رکھی گئی ہے اس کا ۷۵ فیصد دیہی آبادی کے لئے خرچ کیا جائے گا ۔ دیہی علاقوں کی ترقی اور خوشحالی ملک کی خوشحالی ہے اس لئے اس سے زیادہ رقم رکھی جائے ۔

ایک معزز ممبر: اس وقت جناب کورم پھر ٹوٹ گیا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے ... گنتی کی گئی ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ اب ایوان

کی کارروائی پانچ منٹ کیلئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(ایوان کی کارروائی پانچ منٹ تک کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر : کورم پورا ہے۔ سید افتخار الحسن صاحب

سید افتخار الحسن : اگر اس کا استعمال صحیح طریقے سے ہو اگر تھوڑی رقم بھی ہو تو یہاں میں کام چل جاتا ہے۔ اگر اس میں عوامی نمائندوں کو اعتماد میں لیا جائے تو اس کے نتائج یقیناً اچھے ثابت ہوں گے مجھے پتہ ہے کہ جتنا ہم عوامی نمائندے اپنے مسائل سمجھتے ہیں اپنے حالات سمجھتے ہیں وہ دوسرے لوگوں کو افسر شاہی کو کیا پتہ ہے کہ ہمارے علاقوں کے کیا مسائل ہیں اور ان کا کیا حل ہے اور میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں سیکرٹریٹ کے ایئرکنڈیشنڈ روم میں بیٹھنے والوں کو کیا خبر ہے کہ ہمارے بغیر بجلی والے گاؤں بغیر سڑک والے گاؤں اور بغیر راستے والے گاؤں کا کیا حال ہے اور اس کے کیا مسائل ہیں جناب والا پہلے بھی نمائندے آئے پہلے بھی بڑی اسمبلی بنی اور یہ وہ ممبر ہیں جن کے پیچھے نہ کوئی پارٹی ہے اور نہ کوئی جھوٹا نعرہ ہے اور نہ انہوں نے کوئی جھوٹا وعدہ کیا ہے نہ کوئی جھوٹی بات کہی ہے یہ اپنے علاقے کے مسائل اچھے طریقے سے جانتے ہیں اور اچھے طریقے سے حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان کی اچھی شہرت اور ان کا ذاتی کردار اور اپنے اچھے کاموں کی وجہ سے یہ لوگ کامیاب ہو کر یہاں تشریف لائے ہیں۔ میرا ایمان ہے اگر اچھی منصوبہ بندی سے کام ہو تو کام زیادہ ہو گا۔ اور عوامی نمائندوں کو اعتماد میں لیکر کام کیا جائے تو کام زیادہ بہتر طریقے سے ہو گا۔ میری ایک اور رائے ہے کہ کام ترجیحی بنیادوں پر ہونا چاہیئے ایک علاقے میں بجلی کے مسائل ہیں دوسرے علاقے میں پانی کے نکاس کے مسائل ہیں ایک علاقے میں سکول کم ہیں ایک علاقے میں سڑکیں کم ہیں اگر ایک جگہ بیٹھ کر یہ بات طے ہو اور عوامی نمائندوں کے ساتھ مل کر یہ کام کئے جائیں تو میرے خیال میں سارے مسئل

ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر میرے علاقے میں سب سے بڑا مسئلہ پانی کا نکاس ہے۔ نولیو سائیفن تا بڈھا دریا اور لیہ سائیفن اور ڈیکی ڈرینج ہے یہ سب سے بڑا مسئلہ ہے میرے علاقے میں دیہات کا اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں میں عدلیہ کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ عدلیہ کے اخراجات زیادہ کئے جائیں۔ ججوں کی تعداد بڑھائی جائے سالہا سال سے زیر التواء مقدمات اور جو زیادہ تعداد میں مقدمات ہیں ان کا جلدی فیصلہ ہو اور سستا انصاف مہیا ہو۔ اور عدلیہ کے اختیارات کو ۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق بحال کیا جائے تاکہ عوام کا اعتماد عدلیہ پر بحال ہو۔ جناب والا! ایک آزاد عدلیہ ایک آزاد مملکت کے لئے ضروری ہے۔ جناب والا! مجھے محکمہ اطلاعات کی کارکردگی پر سخت اعتراض ہے یہ محکمہ صرف وزراء کے بیان جاری کرنے کیلئے نہیں ہونا چاہیئے مثلاً آپ نہری پانی کا مسئلہ لیں اگر اس محکمہ میں اس معاملہ پر صحیح اعداد و شمار اخبارات کو مہیا کئے جاتے تو آج صورت حال مختلف ہوتی لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ محکمہ صرف چند حضرات کی ذاتی تشہیر کے علاوہ اور کچھ نہیں کر رہا یہ محکمہ اخبارات کو حکم نامہ جاری کرنے کی بجائے اپنی کارکردگی بہتر بنائے۔ اس کے ساتھ ہی میری ایک اور بھی درخواست ہے کہ ایوان Publication Ordinance جیسے سیاہ قانون کو فی الفور ختم کرے۔

اب جناب میں تعلیم کی طرف آتا ہوں سب دوستوں نے کافی باتیں کی ہیں میں کہتا ہوں کہ جو ہمارے معمار قوم ہیں اب معمار قوم بن گئے ہیں اب ان کی اصلاح کی جائے تو میرا ایمان ہے کہ یہ نظام ٹھیک ہو سکتا ہے۔ ہم جب الیکشن Compaing میں باہر گئے پہلے ووٹ لینے کے لئے شریف لوگوں کے پاس جانا پڑتا تھا۔ گاؤں کے منتظم کے پاس جانا پڑتا تھا۔ جب ہم باہر نکلے دیکھا کہ سیاست کے اوپر ہمارے استاد صاحبان بیٹھے ہیں۔ فلاں ماسٹر صاحب کے پاس جاؤ انہوں نے اجارہ داری بنائی ہوئی ہے بیس بیس سال سے ایک ہی گاؤں میں بیٹھے ہیں اور جو لڑکوں سے گھر کے کام کراتے ہیں اصل تو وہ چودھراہٹ گاؤں میں کر رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنے اختیارات بھی نہیں کہ ہم

کسی ایک ماسٹر کا تبادلہ بھی کروا سکیں۔ یہ سارے بائی کس اللہ کے فضل و کرم سے منتخب ہو کر آیا ہے۔ یہ حالات سے اچھی طرح واقف ہیں یہ سب جانتے ہیں کہ گاؤں میں ماسٹروں کی اجارہ داری بنی ہوئی ہے۔ اور انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں اچیک کرنے والا کوئی نہیں ان کا محکمہ تعلیم کے افسروں کے ساتھ رابطہ ہے انہیں بھتہ دیتے ہیں انہیں رشوت دیتے ہیں اور اپنی اجارہ داری بنائے بیٹھے ہیں۔ یہ سر ضروری ہے کہ صوبائی اسمبلی کے ممبروں کو یہ اختیار ہونا چاہئیے کہ وہ اپنے علاقے کے سکولوں کی رپورٹ کر سکیں جو سیاست دان ماسٹر ہیں ان کی نشاندہی کر سکیں اور ان کے حکم پر فوری تبادلہ ہونا چاہئیے۔ میں جناب والا اس کے بعد پولیس کی طرف آتا ہوں یہ عجیب صورتِ حال ہے کہ جوں جوں لار اینڈ آرڈر کا مسئلہ Law and order بڑھتا جاتا ہے اور اس کے بجٹ میں بھی اضافہ کیا جاتا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ لار اینڈ آرڈر کا مسئلہ بھی بڑھتا جاتا ہے جرائم بھی ساتھ ساتھ اس تناسب سے بڑھتے جاتے ہیں پولیس پر اخراجات بڑھانے کا مقصد شہریوں کو جان و مال کا تحفظ دینا ہے لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ صوبہ پنجاب پولیس اسٹیٹ بنتا جا رہا ہے۔ پولیس اپنے مخالفوں کو پولیس مقابلہ میں مار دیتی ہے اور ساتھ ہی انہیں انعامات اور تمغے دیئے جاتے ہیں۔ آپ کے سامنے پچھلے جنوری کا واقعہ جیسے میرے پہلے دوست نے اس کا انکشاف کیا ہے گجرات میں چھ آدمیوں کو مار دیا ہے اس میں دو خواتین بھی شامل ہیں۔ ان کی ہائی کورٹ میں بات ہوئی تو ایک مہینہ ہو گیا ہے ہم اخباروں میں دیکھتے آئے ہیں آج ایک چھوٹی سی سرخی پیچھے ایک دوست کے کہنے پر میری نظر سے گزری ہے۔ نمبر دو تارا پور کا واقعہ چلا ہے ہمارے ایک صوبائی اسمبلی کی ممبران کے اہل خانہ کو اور سارے گاؤں کو وہاں پیران پر زبردستی ظلم کیا گیا ہے اور انہیں مارا پیٹا گیا ہے جناب والا میرے ایک فاضل دوست نے تحصیل ٹھیکہ کے لئے بہت کچھ کہا ہے کہ وہ ایک صنعتی شہر ہے وہاں انجن بنتے ہیں اور وہاں کپڑے دھونے والی واشنگ مشینیں بنتی ہیں وہاں اسکو ڈائریکٹ ڈائیلنگ ٹیلیفون کے نظام کے ذریعے ملک کے دوسرے حصوں سے ملانا چاہئیے۔ اور

ریلوے لائن کا ہونا سب سے ضروری ہے اور سیالکوٹ شہر جو سب سے زیادہ زرمبادلہ کماتا ہے اس کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ تمام بنیادی سہولتوں سے محروم ہے اس کے لئے خصوصی بجٹ رکھا جائے تاکہ جو باہر کے ملکوں سے کافی لوگ یہاں آتے ہیں اور یہ زرمبادلہ کماتا ہے اس کو خصوصی شہر قرار دے کر اس میں خصوصی کام کیا جانا چاہیئے۔ سر مسائل تو بہت زیادہ ہیں ہیں وقت کی کمی کی وجہ سے دوسرے لوگوں کی پریشانی کی وجہ سے انہیں الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں شکریہ۔

فضل حسین راہی (فیصل آباد) سر توسی میری عمر دے او توسی واری لے آؤ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ کی باری بھی آ جائے گی۔ انشاء اللہ۔

میاں محمود احمد (لاہور-۱) جناب سپیکر میں تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں، گزارش یہ ہے کہ سندھ گورنمنٹ نے ویسٹ پاکستان ایگریکلچر ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب کیا فرما رہے ہیں جی میاں صاحب۔

میاں محمود احمد: تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب آپکی تحریک استحقاق پہلے آئی ہوئی ہے۔

میاں محمود احمد: جناب تحریک استحقاق کسی وقت بھی پیش کی جا سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں جناب یہ سپیکر کی اجازت سے ہو سکتی ہے۔

میاں محمود احمد: تو جناب اجازت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں تحریک استحقاق آپ دے دیں پھر دیکھیں گے نا۔ تشریف رکھیں۔

میاں محمود احمد: میں چار دن سے ٹائم مانگ رہا ہوں آپ کو ٹائم نہیں مل رہا جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تقریر کر چکے ہیں پھر کہتے ہیں کہ ٹائم نہیں مل رہا۔

میاں محمود احمد: یہ پہلے دن کی بات ہے سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں آپ لکھ کر دے دیں تحریک استحقاق۔

چوہدری حاکم علی (قصور) پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : میاں صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کرنی چاہتے ہیں تو ہاؤس سے کہیں گے تو وہ پھر آپ لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب وہ سپیکر کی مرضی سے دے سکتے ہیں۔

چوہدری حاکم علی : یہ تو انہیں پتہ ہے کہ سپیکر بن گئے ہیں اور سپیکر کی مرضی سے یہ کام ہونگے لیکن سپیکر سے ہی یہ اجازت لے رہی ہیں۔ میاں صاحب نے سپیکر سے ہی درخواست کی ہے انہوں نے ہاؤس سے نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے بھی عرض کیا ہے کہ دے دیں اس کے مطابق جو طریقہ کار ہے انہیں deal کیا جائے گا۔

چوہدری حاکم علی : اوناں دے کول لکھی ہوئی اے میاں صاحب دے دیو۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی آپ دے دیں بے شک، آپ تحریک استحقاق دے دیں۔ جناب، وہ آ جائے گی۔ آپ دے دیں۔

میاں محمود علی : ابھی آپ موقع دے دیں گے۔

چوہدری حاکم علی (قصور-۳) جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کی توجہ بالمیکی ہائی برے ہوسٹل کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ۱۹۶۴ میں ایک چیٹھی جاری ہوئی تھی چیٹھی نمبر الیف ۶۴/۵۷ ایس۔ ٹی گورنمنٹ آف پاکستان اس کے لئے ۲ کروڑ روپیہ رکھا گیا۔ ۲ کروڑ روپیہ تھا یہ بلڈنگ یہ بلڈنگ مکمل ہو رہی تھی۔ عباسی صاحب کے پاس اسمبلی ہال میں میرا خیال ہے قائل ہے۔ اگر معزز اراکین کے لئے یہ ہوسٹل بنا تھا ۱۱ ایجرٹن روڈ پر۔ ہمیں بتایا جائے وہ آج تک کیوں نہیں بنا۔ یا کیا اس میں قباحت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس کے لئے باقاعدہ جو طریقہ کار کے مطابق کوئی سوال پوچھ لیں۔ یا جو بھی طریقہ کار ہے اس کے مطابق آپ مہربانی فرما کر وہ کر لیں۔

چوہدری حاکم علی : جناب والا پوچھ تو رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس کے لئے کوئی الگ سوال پوچھ لیں متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے آپ سوال پوچھ لیں اس کا جواب آپ کو مل جائے گا۔

چوہدری حاکم علی : جناب والا یہ تو اسمبلی میں فائل پڑی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اسمبلی سے جواب پوچھنا چاہتے ہیں کسی لیٹر کے ذریعہ پوچھ لیں۔

وزیر قانون : آپ ایسا کریں کہ سوال فریم کر لیں وہ متعلقہ محکمے کو بھیج دیں اس کا تفصیلی جواب دے دیں گے۔

چوہدری حاکم علی : شکریہ۔

ملک غلام محمد نور ربانی کھر : جناب والا میں ہاؤس میں موجود نہیں تھا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کوئی ہمارے دوست ہیں سردار نصر اللہ خان دریشک۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ مصطفےٰ کھر نے وائٹ پیپر پر دستخط کر دیئے تھے بھٹو کو۔ ایک تو یہ دیکھنا تھا کہ اگر وہ یہاں ہوتے تو بات کرتے۔ اس کے علاوہ میں ان کو جواب دیتا ہوں۔ اگر وہ وائٹ پیپر بھٹو کے پاس تھا جو ان کو دکھایا تھا کیوں نہ بھٹو نے جب ہماری والدہ پر ہماری بھابھیوں پر ہمارے پر پرچے کرائے تھے وائٹ پیپر اگر اس کے پاس ہوتا تو وہ ہمارے اوپر اور ظلم کرتا یا کوئی اور بات کرتا۔ یا تو یہ اپنے الفاظ واپس لیں یا پھر مجھے اجازت دی جائے کہ میں ان کے کچے چھٹے کہہ لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو موقع ملے گا۔ بجٹ تقریر پر اس وقت جو چاہیں بات کر سکتے ہیں۔

ملک غلام محمد نور ربانی کھر : یا یہ اپنے الفاظ واپس لیں یا مجھے اس کی اجازت دیں کہ میں

ان کے کچھ چھیٹے کر لوں۔

سردار نصر اللہ خان دریشک : جناب والا میں نے اس وجہ سے یہ کہا تھا کہ ہاؤس میں اس وقت کی کیبنٹ کا کوئی ممبر موجود نہیں ہے۔ رئیس شبیر احمد صاحب اس وقت ایم این اے ہیں رحیم یار خاں سے نیشنل اسمبلی میں وہ موجود ہیں۔ کھر صاحب کا جب جی چاہے جو اس وقت کی گورنمنٹ کے سابقہ وزراء صاحبان رہے ہیں ان کے ساتھ ان کی بات کرا سکتا ہوں۔ انہوں نے یہ بات کہی تھی۔ کہ مصطفےٰ کھر کا میری اسی بات پر جھگڑا ہوا تھا اس پانی کے معاملہ نے انہوں نے میرے ساتھ بات کی تھی۔ پھر انہوں نے مجھے سفید کاغذ پر دستخط کر دیئے تھے اور مجھ سے معافی مانگی تھی کہ آپ جناب اس کے اوپر جو کچھ لکھ دیں مہربانی کر کے مجھے معاف کر دیں۔ انہوں نے کچھ اور بات بھی اس سے آگے کی تھی۔ ان کا جھگڑا کافی متواتر رہا۔ اس بات کو میں نے کوئی ذاتی حملے کے طور پر نہیں کہی بلکہ پورے پنجاب کے interest کے طور پر میں نے بات کی ہے۔

ملک غلام محمد نور ربانی کھر : میں جانتا ہوں کہ یہ کتنے پنجاب کے خیر خواہ ہیں۔ میں ہر بات کو جانتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ اسکو ذاتی عنا کا مسئلہ نہ بنائیں۔

ملک غلام محمد نور ربانی کھر : میرا بھائی ہے وہ یہاں نہیں ہے۔ اس پر الزام لگایا ہے اگر ان کی جرات ہی تو جو ۱۹۷۵ء کی بات کر رہے ہیں اس وقت انہوں نے بات کیوں نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کھر صاحب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ : جناب سپیکر میرا خیال ہے کہ کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔ دریشک صاحب نے اپنی اور کھر صاحب کی بات کے بارے میں ذکر کیا تھا۔ تھوڑی بہت ان کی ناراضگی ہو گئی تھی۔ اس بارے میں اخلاقی طور پر کھر صاحب کے بارے میں اور بھٹو صاحب کے بارے میں سفید کاغذ پر دستخط کا ذکر نہیں ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : انہوں نے اپنی صفائی پیش کر دی ہے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ ڈاکٹر سردار احمد ۔

ڈاکٹر سردار احمد (لاہور ۔۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم ! مسٹر سپیکر میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے آخرکار مجھے ٹائم دے ہی دیا Back Benches کو آپ نے ملحوظ خاطر رکھا ۔ بڑی مہربانی ۔

جناب والا میں اپنے وزیر خزانہ اور ان کے عملے کو اس لئے مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے جتنی چادر تھی اتنے ہی پاؤں پھیلائے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس اتنے ہی پیسے تھے جتنے انہوں نے بجٹ میں allocate کر دیئے ہیں ۔ دوسری مبارک باد ان صاحبان کو دیتا ہوں جنہوں نے یہ ترجیحات مقرر کیں ۔ سب سے پہلے ترجیح تعلیم ہے ۔ اسکے بعد صحت ہے ۔ اسکے بعد زراعت ہے وغیرہ وغیرہ ۔

جناب معاشی اور اقتصادی میدان میں پیش رفت کے لئے تعلیم کی مد میں سرمایہ کاری بے حد اہمیت کے حامل ہے ۔ تعلیم کو نظر انداز کر دیا جائے تو نسلیں اس کا خمیازہ بھگتتی ہیں ۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ ناخواندہ معاشرہ کبھی بھی سیاسی و اقتصادی صورت کے طور پر نہیں ابھر سکتا ۔ اسکے برعکس تعلیم سے مزین معاشرہ زمانے کی دوڑ میں کبھی پیچھے نہیں رہتا ۔ جناب والا یہ افسوس کی بات ہے کہ پچھلے ۳۸ سال میں خواندگی کی شرح صرف ۲۵ فیصد تک رہی ہے یہ بات تشویش بھی ہے اور اس پر سوچنے کی بات بھی ہے ۔ تشویش اس لئے کہ جب تک ملک میں تعلیم عام نہیں ہوگی ۔ میرا مقصد فنی تعلیم بھی ہے ۔ میرا مقصد پرائمری تعلیم بھی ہے میرا مقصد تعلیم بالغاں بھی ہے ۔ جب تک تعلیم و تربیت نہیں ہوتی اس وقت تک کوئی معاشرہ کوئی ملک ترقی نہیں کر سکتا ۔ اور دوسری قوموں کے برابر یا ان کے ساتھ قدم ملا کر نہیں چل سکتا ۔ پرائمری تعلیم حکومت کی پہلی ترجیح ہے اور یہ ایک قابل ستائش قدم ہے میں مطالبہ کرتا

ہوں کہ جہاں لڑکوں کے سکول ہیں وہاں اتنے ہی سکول لڑکیوں کے بھی بنائے جائیں۔

اس کے بعد جناب والا سب سے اہم مسئلہ جو کہ میں نے Discuss کرنا ہے وہ ہے صحت کا۔ ڈاکٹر کے ناطے اس سیکٹر کے معاملے میں میں جو کچھ Contribution کر سکوں یا جو آپ کے توسط سے معزز ایوان کی خدمت میں حاضر کر سکوں گا وہ حاضر ہے۔ قرآن پاک میں آتا ہے کہ جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخشی اور غالب نے بھی کہا ہے کہ ؎

تنگدستی اگر نہ ہو غالب تندرستی ہزار نعمت ہے۔ اس نعمت کو برقرار رکھنے کے لئے ہم پنجاب کے ۵ کروڑ ۳۰ ہزار افراد کے لئے وزیر خزانہ نے ایک ارب ۴۳ کروڑ ۱۴ لاکھ کی رقم مختص کی ہے۔ جو پچھلے سال کی رقم سے ۷ کروڑ ۸۳ لاکھ ۶۲ ہزار ۷ سو روپے زیادہ ہے۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ یہ اضافہ انہوں نے بہت کم کیا ہے۔ اس لئے کم کیا ہے کہ انہوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ ہر سال پنجاب میں annual growth جو ہے وہ ۲ء۷ فیصد ہے۔ اور مہنگائی بھی اسی شرح سے بڑھی ہے۔ دوائیوں کی خرید پہ بھی بہت زیادہ قیمتیں ادا کرنا پڑتی ہیں۔ اس لئے میں چاہوں گا کہ اس مد میں اور رقم دی جائے۔

(تالیاں)

جناب والا میں عرض کروں گا کہ یہ رقم شہروں میں بھی خرچ ہوتی ہے۔ دیہاتوں میں بھی خرچ ہوتی ہے۔ دیہات میں جبکہ ۷۰ فیصد لوگ بستے ہیں ان کے لئے یہ رقم اسی شرح سے جس شرح سے آبادی ہے خرچ ہونی چاہیے۔ اسی لئے حکومت نے مختلف جگہوں پہ یونین کونسل کے لیول پہ Basic Health Unit بنائے ہیں۔ رورل ہیلتھ سنٹر بنائے ہیں۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر پہ نئے ہسپتال بنائے ہیں۔ ڈسٹرکٹ ہسپتال نئے بنائے ہیں۔ ان کے لئے یہ اتنی تھوڑی رقم ہے میں اس کیلئے ایک تھوڑا سا موازنہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

چوہدری فضل حسین راہی : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر پھر کورم کٹ گیا ہے پھر ہمدردی ہو گئی اے۔

ڈاکٹر سردار احمد : جناب والا میں راہی صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ میں اسی کورم کے ساتھ مطمئن ہوں۔ بہر حال مجھے وقت مل گیا ہے۔ شاید میرے دوستوں کو اتنے کورم پہ بھی ٹائم نہ ملے۔

چوہدری فضل حسین راہی : وزرا صاحبان موجود رہیا کرن کورم پورا کرا لیا کرن۔ پارلیمنٹری صاحب مینوں انج دیکھن ڈہے نے جداں طالب علماں نوں بس وچ کنڈکٹر دیکھدے نے۔ سپیکر صاحب کورم پورا کرائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : گنتی کی جائے۔

ڈاکٹر سردار احمد : جناب والا، آپ اس بات کا خیال رکھیں گے کہ مجھے جو ٹائم دیا گیا ہے، اس میں توسیع کریں گے۔ کورم پورا نہیں ہے اور میرا وقت ضائع ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : راہی صاحب، آپ کے کھڑے ہونے سے تو کورم پورا نہیں ہو گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ گھنٹیاں بج رہی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب، آپ کو ٹائم دیا جائے گا بکر نہ کریں۔ گنتی کی گئی۔ کورم پورا ہے۔ ڈاکٹر سردار احمد صاحب۔

ڈاکٹر سردار احمد : جناب والا، ۱۹۸۲ء سے ایک بڑا اچھا پروگرام سارے ملک کے لئے شروع کیا گیا ہے کہ یونین کونسل کی سطح پر بیسک ہیلتھ یونٹ بنائے جائیں گے۔ ٹوٹل پنجاب میں ۲۳۶۷ یونین کونسلیں ہیں۔ ان میں سے ۲۰۵۴ اس کی اہل ہیں کہ وہاں بیسک ہیلتھ یونٹ بنا دیئے جائیں۔ ان میں سے آج تک ۱۴۴۹ بیسک ہیلتھ یونٹ بنائے جا چکے ہیں۔ اور ۶۰۵ ابھی تک تشنہ تکمیل ہیں۔ جناب والا، میں ایوان کے سامنے تخمینہ پیش کرتا ہوں کہ ایک ہیلتھ یونٹ پر کتنا خرچ آئے گا۔ جو کہ سٹینڈرڈ رقم ہے اور دنیا میں مانی گئی ہے کہ

ایک ہیلتھ یونٹ پر، جبکہ وہ physically بن چکا ہو اس میں ہر سال خرچ کرنے کے لئے ایک لاکھ چودہ ہزار نو سو پچاس روپے درکار ہیں۔ اس طرح آپ حساب لگا لیں کہ آج تک جتنے بیسک ہیلتھ یونٹ بنے ہیں، ان کا کتنا روپیہ بنتا ہے۔ ۱۴۰۵ بیسک ہیلتھ بن چکے ہیں۔ جناب والا بیسک ہیلتھ یونٹ تو بن چکے ہیں لیکن اتنا روپیہ فراہم نہیں کیا گیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ بہت سے میرے دوست، میرے معزز ممبران یہ فرماتے ہیں کہ وہاں دوائیاں نہیں ملتیں، وہاں ڈاکٹر نہیں جاتے۔ میں ابھی بتاتا ہوں کہ وہاں دوائیاں کیوں نہیں ملتیں، وہاں ڈاکٹر کیوں نہیں جاتے۔ جناب والا، ڈاکٹر وہاں جانے کے لئے تیار ہیں، جب چاہیں، جس وقت چاہیں، جتنے ڈاکٹر چاہیں وہ بیسک ہیلتھ میں جانے کے لئے تیار ہیں۔ وہ روپیہ نہیں مانگتے۔ انہیں صرف job satisfaction چاہیے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ جب ان کے پاس مریض آئے تو اس کے لئے ان کے پاس دوائیاں ہونی چاہئیں۔ اگر وہ مریض آپریشن کے قابل ہے، تو اس کے لئے آپریشن instruments چاہئیں، اس کے پاس پورا عملہ چاہیے۔ تشخیص کے لئے لیبارٹری اسسٹنٹ چاہیے، لیبارٹری چاہیے یہ ساری چیزیں آپ دیں گے تو کوئی وجہ نہیں کہ کوئی ڈاکٹر وہاں نہ جائے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ گوجرہ میں انٹرنیشنل فیم کا ہسپتال بن گیا ہے۔ آپ نے دیکھا شاہ آباد مشہور ہو گیا۔ آپ نے دیکھا ڈسکہ مشہور ہو گیا جہاں job satisfaction ہوتی ہے وہاں جانے کے لئے ڈاکٹر تیار ہیں، وہ پیسے کی پرواہ کئے بغیر وہاں چلا جائے گا۔ لیکن ایک قصور گورنمنٹ کا بھی ہے کہ اگر ڈاکٹر لاہور یا شہر سے باہر جاتے ہیں تو ان کی تنخواہیں کم ہو جاتی ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ جب وہ رورل ایریاز میں جائیں تو ان کی تنخواہیں بڑھ جائیں اور وہاں جا کر انہیں دوائیاں سال کی پوری ملنی چاہئیں۔ پھر میں دیکھوں گا کہ کیسے کوئی بیسک ہیلتھ یونٹ بغیر ڈاکٹر کے رہتا ہے (نعرہ ہائے تحسین) ڈاکٹر وہاں اس لئے نہیں جاتا کہ وہاں جا کر وہ کسی کو دوائی نہیں دے سکتا تو وہ لوگوں کی

بددعائیں نہیں لے سکتا۔ وہ وہاں ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھ سکتا۔ اس نے بہت مشکل سے تعلیم حاصل کی ہے۔ پتا نہیں کہاں سے اس کے ماں باپ پیسے لا کر اسے دیتے رہے ہیں۔ اس کے خرچ برداشت کرتے رہے ہیں۔ تمام تعلیم جو اس نے حاصل کی ہوتی ہے، وہاں جا کے بھول کے آ جاتا ہے۔ اس لئے وہاں نہیں جانا چاہتا۔ یہ بات نہیں ہے کہ ڈاکٹر محب وطن نہیں ہیں جو وہاں نہیں جاتے۔ جتنا روپیہ انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق ہے، ۱۱۴۹۵۰ روپے یہ اگر بیسک ہیلتھ یونٹ کو مل جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ کوئی بیسک ہیلتھ یونٹ ڈاکٹر کے بغیر رہے۔ میں رورل ہیلتھ سنٹر کے متعلق بات کہنا چاہتا ہوں۔ کئی ہیلتھ سنٹر ایسے ہیں جہاں ابھی تک بکھرے پلاننگ نہیں ہیں۔ وہاں ڈاکٹر موجود ہیں۔ ایک بیسک ہیلتھ یونٹ کے لئے جو عملہ تیار کیا گیا ہے، میں حیران ہوں کہ جس نے عملہ کی پلاننگ کی ہے اس نے یہ خیال نہیں کیا کہ اتنا عملہ وہاں جا کے کیا کرے گا۔ جو آدمی آپ وہاں تعینات کریں گے۔ ایک ڈاکٹر ہوگا، ایک ڈسپنسر ہوگا ایک لیبارٹری اسسٹنٹ ہوگا ایک سینٹری انسپکٹر ہوگا، ایک دائی ہوگی، ایک لیڈی ہیلتھ وزیٹر ہوگی غرضیکہ بیچارے وہاں جا کر ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے جب تک آپ انہیں دوائیاں پوری نہیں دیں گے۔ کچھ دوستوں نے یہ کہا کہ دوائیاں غائب ہو جاتی ہیں۔ دوائیاں بک جاتی ہیں۔ دوستو، عزیزو، میرے معزز ممبران، میں آپ کے سامنے ایک مثال میو ہسپتال کی دیتا ہوں۔ کیونکہ جب بھی بات ہوتی ہے لوگ میو ہسپتال کے متعلق بات کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں، یہ لاہور کا انڈیکس ہے، یہ پنجاب کا انڈیکس ہے۔ یہ پنجاب کا انڈیکس ہے۔ میں بتاتا ہوں کہ اسے کیا ملتا ہے اور کیا خرچ ہوتا ہے جناب والا۔ دوائیوں کی بات ہوتی ہے۔ میو ہسپتال میں دوائیوں کی مد میں ایک کروڑ پندرہ لاکھ روپیہ مختص ہے۔ صرف ایک کروڑ پندرہ لاکھ روپیہ۔ اور اس میں سے کہاں کہاں خرچ ہوتا ہے؟ ایمرجنسی روم میں بارہ لاکھ روپیہ خرچ ہو جاتا ہے۔ ویسٹ آپریشن تھیٹر میں پندرہ لاکھ روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ ایسٹ آپریشن تھیٹر میں دس لاکھ روپیہ خرچ ہوتا ہے ٹی بی آؤٹ ڈور میں پندرہ لاکھ روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ ٹی۔ بی

ان ڈوز میں سات لاکھ روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ باقی جو آپریشن تھیٹرز، آؤٹ ڈورز ہیں، وہاں دس لاکھ روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ ٹوٹل خرچ ۸۹ لاکھ روپے ہے۔ اس میں سے چھبیس لاکھ روپیہ باقی بچتا ہے۔ جو کہ دوائیوں کے لئے بچتا ہے۔ اس چھبیس لاکھ روپے میں ہم مریض کو کیا دیں؟ آپ ہم سے کیا توقع کرتے ہیں؟ جناب والا، میں آپ کو ایک موازنہ دیتا ہوں کہ میو ہسپتال کی ایک گلوکوز سیلائن جہاں ۱۶۴۷ مریض داخل ہوتے ہیں اور ۹۸ فی صد occupancy ہوتی ہے، اس جگہ ایک دن کی ایک ہزار گلوکوز سیلائن کی بوتل خرچ ہوتی ہے۔ ایک بوتل کی قیمت تیرہ روپے ہے۔ صرف گلوکوز سیلائن پہ تیرہ ہزار روپے روزانہ خرچ ہوتا ہے۔ اندازہ لگائیے کہ سال کا ۴۷ لاکھ ۵۴ ہزار روپیہ تو صرف گلوکوز سیلائن پہ خرچ ہے۔ تو کہاں سے Tablets، مل جائیں، کہاں سے کیپسولز مل جائیں۔ تو ایک بستر کے لئے دوائیوں کے لئے ۴ روپے ۴۰ پیسے دیتے ہیں۔ مجھے بتایئے جناب والا! کہ ۴ روپے ۴۰ پیسے ہوں تو کیا ہم لوگوں کو دوائیاں نہ لکھ کے دیں؟ ہم کیا کریں۔ ڈاکٹر تو مریض کی جان بچانے کے لئے صبح سے شام تک سر توڑ کوشش کرتا ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ دوائی بازار سے منگوانی ہے یا ہسپتال سے آنی ہے۔ ہسپتال میں چونکہ اتنے کم پیسے یعنی چار روپے چالیس پیسے ملتے ہیں جس سے مریض کو پوری دوائیاں نہیں مل سکتیں جو اس کی جان بچانے کے لئے چاہئیں اس لیے ڈاکٹر انہیں لکھ کے دیتا ہے کہ بازار سے لے کے آؤ، اس کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ مریض کی جان بچائی جائے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ کچھ لیڈر اپنی لیڈری چمکانے کے لئے جب جاتے ہیں تو وہ یہ نہیں دیکھتے کہ میو ہسپتال کی جگہ پہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک مریض کو ساٹھ روپے کی دس ٹیبلٹس دے دی جائیں۔ جب کہ آپ چار روپے چالیس پیسے ایک مریض پر خرچ کرنے کے لئے دیتے ہیں۔ کیا ہم نہ لکھ کے دیں کہ یہ بازار سے لے آئیں۔ ہم نے اپنے بھائیوں کو بچانا ہوتا ہے، بچوں کو بچانا ہے، مریض کو بچانا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

ڈاکٹر کی محب الوطنی کے متعلق بات کرتا ہوں کہ میں مثالیں پیش کر سکتا ہوں جہاں مریضوں کی جان بچانے کے لئے ڈاکٹر نے اپنا خون دیا۔ مریض ٹیبل پہ لیٹا ہوا ہے اور ڈاکٹر اپنا خون دے رہا ہے۔ کہیں سے خون نہیں مل رہا۔ ماں، باپ، بیٹی رو رہی ہے ڈاکٹر کا دل پسیج جاتا ہے۔ وہ اپنے پاس سے پیسے نکالتا ہے، دوائیاں خود منگاتا ہے اور اس نے چار دفعہ اپنا خون مریضوں کو دیا ہے۔ کیا آپ بھول گئے ہیں کہ ڈاکٹر تیین نے وائرس کے ایک مریض کو بچانے کے لئے اپنی زندگی دے دی تھی۔ ڈاکٹر ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں جب کہ آپ انہیں پورے پیسے دیں، پوری دوائیاں دیں، آپ انہیں پوری job satisfication دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب، ذرا وقت کی بھی قربانی دے دیں۔

ڈاکٹر سردار احمد: ایک منٹ میں اور بات کہنا چاہتا ہوں۔ وہ ہے سی ڈویژن کے متعلق۔ جناب والا، یہیں میو ہسپتال میں ایک اور زیادتی ہو رہی ہے۔ وفاقی گورنمنٹ سرونٹس وہاں سے دوائی لیتے ہیں۔ وہاں ان ڈور آؤٹ ڈور فائدے اٹھاتے ہیں۔ لیکن وفاقی حکومت میو ہسپتال کو ایک پیسہ نہیں دیتی۔ وہاں پنجاب حکومت گورنمنٹ سرونٹس کے لئے کوئی پیسہ مختص نہیں ہوا۔ جبکہ سروسز ہسپتال کو بیس لاکھ روپیہ دیا جاتا ہے۔ راولپنڈی جنرل ہسپتال کو دس لاکھ روپیہ دیا جاتا ہے۔ سرکاری ملازمین کے علاج کے لئے میو ہسپتال کو کوئی پیسہ نہیں دیا جاتا۔ جناب والا میں پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ کے لئے میں بات کرنا چاہتا ہوں جو بہت ہی اہم ہے۔ وہ اتنی اہم ہے جتنا کہ پانی کا مسئلہ اہم ہے۔ یہ ایک ایسی انسٹیٹیوٹ ہے جس میں ڈاکٹر پوسٹ گریجوایشن کرتے ہیں اور یہ بڑی مشکل سے بڑی محنتوں کے سات پنجاب کے ڈاکٹروں نے اپنی تمام تر کوششیں بروئے کار لاکر لوگوں کے پیچھے پھر پھر کر ۱۹۷۴ میں یہ انسٹیٹیوٹ یہاں بنوائی تھی جس میں تقریباً ۲۰۰ ڈاکٹر ہر سال

داخل ہوتے ہیں۔ اور فارغ التحصیل ہو کر مختلف جگہوں پہ جا کر سپیشلسٹ کا رول ادا
کرتے ہیں۔ جناب والا اب سنا گیا ہے کہ اسکو وفاقی حکومت لے رہی ہے۔ میں آپ کے
توسط سے حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ کو کسی
حالت میں وفاقی حکومت کے سپرد نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ پنجاب کا مسئلہ ہے یہ پنجاب کی پراپرٹی
ہے جہاں پنجاب کے لوگ ٹریننگ لیں گے اسے ہم اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دینگے۔ جناب والا
میری یہ گذارشات صحت کے متعلق تھیں کچھ باتیں میں محاسبہ کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب
والا جتنی حکومتیں آئیں ہیں accountability کی بات کرتی رہی ہیں۔ آج تک کسی
نے بھی Accountability نہیں کی کر کیا ۲۱۳ نکال دیئے۔ ۲۰۳ نکال دیئے بے زبان
کو کان سے پکڑ کر باہر نکال دیا گیا۔ accountability کی ہے یہ accountability
کا طریقہ نہیں ہے۔ طریقہ وہ ہے جو بہت سے دوستوں نے تجویز کیا ہے۔ اگر آپ
accountability چاہتے ہیں پولیس تھانوں میں شرفا کی ایک کمیٹی بنائیں جنکو محاسبہ کمیٹی
کہا جائے تحصیلوں میں محاسبہ کمیٹی بنائی جائیں ضلع میں جہاں کچہری ہوتی ہے وہاں بھی محاسبہ کمیٹی بنائیں۔
آپکو وہاں اس وقت پتہ چل جائیگا۔ جناب والا مقتل تو بنا ہے بیگناہ لوگ اس میں پھنسا دیئے
جاتے ہیں۔ اگر پولیس سٹیشن کے لیول پر شرفا کی کمیٹیاں موجود ہوں تو یہ سرٹیفکیٹس دیں کہ اس
میں کوئی بیگناہ آدمی ملوث نہیں ہے۔ اس وقت تک چالان آگے نہیں جائیگا۔ جب تک فیصلہ
نہ ہو جائے کہ اس میں کوئی بے گناہ انسان شامل نہیں ہے۔ آپ دیکھتے ہیں۔ زراعت کے معاملے کو
میں ایک منٹ میں کہتا ہوں ہمارے ملک میں کسان سب سے زیادہ مظلوم آدمی ہے۔ میرا کسان سے
مطلب اس مزارع سے ہے جو سارا دن کام کرتا ہے اور رات کو کدال لے کر تاروں کی چھاؤں
میں جا کر کھیتوں کو پانی لگاتا ہے۔ اسکا بچہ جو تعلیم حاصل نہیں کر سکتا ننگے پاؤں جا کر وہ مویشی
چراتا ہے۔ میں اس کسان کی بات کرتا ہوں اگر اس کے پاس ۵ / ۱۲ ایکڑ یا ۱۰ ایکڑ زمین ہے اور

وہ ایک چھوٹا سا ٹیوب ویل لگا تا ہے بجلی کے اتنے زیادہ بل ہیں میں اپنی پنجاب گورنمنٹ سے مطالبہ کروں گا کہ سنٹرل حکومت سے یہ بات طے کرے کہ فلیٹ ریٹ کے پیسے لگا دیئے جائیں۔ کیونکہ بہت دفعہ دیکھا گیا ہے بجلی کا بل دینے کے لئے کسانوں نے اپنے بیل بیچ کر پھر کنکشن دوبارہ لیا گیا ہے۔ میں ایسی مثالیں پیش کر سکتا ہوں اب بھی موجود ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے، بالکل نہیں ہونا چاہیے۔ میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ملک عبدالقیوم اعوان۔

سید حسنات احمد : جناب سپیکر میں نے صرف ایک گزارش کرنی ہے وہ گزارش یہ ہے تین دن ہوئے جناب سپیکر صاحب نے ایک حکم تیار کیا تھا کہ تقریباً ۱۹ آدمی ایسے ہیں جنہیں ضمنی بجٹ پر بحث کرنے کی اجازت نہیں ملی۔ یہ طے پایا تھا کہ ان آدمیوں کو اب پہلے اجازت دی جائیگی۔ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ میرے خیال میں ۵۰/۶۰ ممبران اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ اور مجھے نمبر بھی بتایا گیا تھا کہ غالباً میرا نمبر ۲ تھا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ جن ممبران کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دے رہے ہیں وہ کسی ترتیب کے تحت دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب شاہ صاحب جو لسٹ سپیکر صاحب تیار کر کے دے گئے ہیں اس کے مطابق نام پکار رہا ہوں جس وقت آپ کا نام آئے گا ضرور بلا لیا جائے گا۔

سید حسنات احمد : جناب ہمیں وہ طریقہ کار تو بتا دیا جائے جس کے تحت ہو رہا ہے ہر آدمی کو پتہ تو ہونا چاہئے کہ کام اس طرح ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : طریقہ کار یہی ہے کہ جوں جوں لسٹیں آتی ہیں وہ درج ہو جاتی ہیں۔ اور پھر اسکے مطابق نام پکارا جاتا ہے۔

سید حسنات احمد : سپیکر صاحب نے ہم سے پہلے ۲۰ ممبران کو بولنے کی اجازت دے دی ہے جب کہ ہمیں پہلے دینی چاہئے تھی۔ لیکن ہم بیٹھے ہوئے

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کا نام ضرور آئیگا۔

ملک عبدالقیوم اعوان فیصل آباد : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے میں وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مگر اس میں زیادہ رقم جنرل ایڈمنسٹریشن پر خرچ کی گئی ہے۔ اس کے بارہ میں عرض کروں گا آپ جتنی زیادہ رقم رکھیں جب تک نظام حکومت میں تبدیلی نہیں آتی ملک میں روز بروز بدامنی بڑھتی جائے گی ابھی ایک معزز خاتون ممبر نے کہا کہ گاؤں میں استانیوں کا تحفظ نہیں ہوتا اس کے بارہ میں تھوڑا عرض کرتا ہوں ہماری بچیاں جو سکول یا کالج میں پڑھنے جاتی ہیں۔ راستہ میں اسی محلے کے بچے ان سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں جب کوئی بچی اپنے غریب والدین سے عرض کرتی ہے کہ میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تو اس کے والدین گھر میں بیٹھ کر سوچتے ہیں۔ کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ لڑائی نہیں کر سکتے کیونکہ پولیس ہماری مدد نہیں کریگی اس پر یہی فیصلہ کرتے ہیں کہ بچی کو سکول سے اٹھا لیا جائے اس کے برعکس آپ سعودی عرب میں دیکھیں ایک بچی اگر جنگل میں اکیلی جا رہی ہو تو کسی کو جرأت نہیں کہ اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے۔ دوسری بات امن عامہ کی بات جان و مال کے تحفظ کی بات ہے آج پورے ملک میں چوریاں ہوتی ہیں۔ لیکن چوروں کے بارہ میں کوئی اس قسم کی موثر کارروائی نہیں کی جاتی جس سے خوف پیدا ہو پہلے تو پرچہ ہی درج نہیں ہوتا اگر ہو بھی جائے تو مال برآمد نہیں ہوتا اگر مال برآمد ہو جائے تو بہت کم لوگوں کو سزا ہوتی ہے سزا ہونے کی صورت میں ملزم یہ سوچتا ہے چلو وہاں روٹی تو ملے گی بیکار لوگ جو چوری کے عادی ہوتے ہیں وہ جیل میں جانا پسند کرتے ہیں

چوہدری فضل حسین راہی : کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : گنتی کی جائے ... گنتی کی گئی۔ کورم پورا نہیں ہے۔ گھنٹی بجائی جائے
. . . . . گھنٹیاں بجائی گئیں . . . . . . کورم پورا ہو گیا ہے۔

ملک عبدالقیوم اعوان : جناب والا۔ آپ سعودی عرب میں دیکھئے۔ اگر کوئی آدمی نماز پڑھنے چلا جاتا ہے . . . . دراصل سوشلسٹ لوگ جو ہیں یہ اسلامی بات سننا پسند نہیں کرتے۔ میں ان کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ ہر بات کا مذاق اڑاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ اپنی بات جاری رکھئے۔

ملک عبدالقیوم اعوان : یہ اپنی اوقات نہیں دیکھتے۔ میں بھی اسی شہر سے ہوں جہاں سے یہ ہیں۔ ان کے لئے آپ میں تیار ہوتا ہوں۔

چوہدری فضل حسین راہی : جناب والا۔ اوقات اونہاں دی ہو سکدی اے جہیڑے بیرے ناوں چھوٹے ہوں تے جسم وڈا ہووے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : راہی صاحب تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

ملک عبدالقیوم اعوان : جناب سپیکر۔ اس کو آپ لگام دیں۔ بلا وجہ بول پڑتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ ملک صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ راہی صاحب آپ Cross talks نہ کریں۔ اور تشریف رکھیں جی ملک صاحب۔

ملک عبدالقیوم اعوان : جناب والا۔ آپ سعودی عرب میں دیکھئے۔ لوگ دکانیں کھلی چھوڑ کر نماز پڑھنے کے لئے چلے جائیں، وہاں چوری نہیں ہوتی اس لئے کہ وہاں چور کے ہاتھ کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ جب آپ نظام مصطفےٰ پاکستان میں رائج کریں گے اس کے بعد اتنی زیادہ ایڈمنسٹریشن کی ضرورت نہیں رہے گی۔ آٹومیٹک خرچہ کم ہو جائے گا۔ اور آپ کا نظام درست ہو جائے گا۔ جو حکومت بھی امن عامہ بحال کرنے میں کامیاب ہو جائے تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ

مکمل کامیاب ہے جہاں چوری چکاری، ڈکیتی، قتل و غارت ہوتی ہو آپ اچھے منصوبے یا ڈویلپمنٹ کے منصوبے پیش کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اپنے اصل کام میں فیل ہے ہمارے وزیرِ اعلیٰ نے چونکہ نئی نئی حکومت بنائی ہے میں آپ کی وساطت سے ان کو مشورہ دیتا ہوں ۔ اور وزیرِ اعظم اور وفاقی حکومت کو ہم یہ بات پیش کرنا چاہتے ہیں کہ اس ملک میں نظام مصطفیٰ رائج کیا جائے تاکہ خود بخود جرائم کم ہو سکیں اب اس کے بعد کچی آبادیوں کی بات کروں گا کہ کچی آبادیاں کیسے بنیں ۔ ۱۹۴۷ء میں جن لوگوں نے جان و مال کی قربانیاں دیکر پاکستان بنانے میں حصّہ لیا اور پاکستان میں آئے کچھ لوگوں کو یہاں مکان ، کارخانے کوٹھیاں بلڈنگیں مل گئیں اور کچھ کو سر چھپانے کے لئے جگہ نہ ملی ۔ انہوں نے سر چھپانے کے لئے کھلی جگہوں پر اپنی جھونپڑیاں ڈال لیں ۔ وہ جھونپڑیاں زیادہ ہونے کی صورت میں کچی آبادیاں بن گئیں ۔ اب جب کہ آپ کچی آبادیاں کو مالکانہ حقوق دے رہے ہیں لیکن ہمارے فیصل آباد میں کچی آبادی والوں کو اٹھا کر علامہ اقبال کالونی بھیجا جا رہا ہے یا وہیں جہاں صاف جگہ ہوتی ہے پلاٹ بنا کر دیئے جاتے ہیں مگر ان کی اتنی زیادہ قیمت لگا کر ان پر اتنا زیادہ بوجھ ڈالا جا رہا ہے کہ لوگ پریشان ہیں ۔ اور ان پر دن بدن سود بڑھایا جا رہا ہے ۔ اصل بات تو یہ ہے ان کو جو پلاٹ مل رہے ہیں ان کی صورت یہ ہونی چاہیے کہ جو لوگ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان میں اپنے مکان چھوڑ آئے تھے اس کے معاوضہ میں اب ان کو جگہ ملی ہے ۔ ان پر کوئی قیمت نہیں لگانی چاہیئے ۔ اور جو کوارٹر گورنمنٹ نے ان کو بنا کر دیئے ہیں ان کے لئے صدرِ پاکستان نے ریفرنڈم کے سلسلہ میں فیصل آباد آ کر اعلان کیا تھا کہ ان پر سود معاف کر دیا جائیگا ۔ مگر آج بھی وہ سود معاف نہیں کیا گیا ۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں جناب سپیکر ! ایک طرف تو ہمارے آئین میں یہ پہلی شق ہے کہ اسلام کے خلاف ، قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون لاگو نہیں ہوگا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ سود کہاں تک قرآن و سنت کے مطابق ہے ۔ اگر لوگ مجبوراً سود دیتے ہیں ۔ غیر ملکی قرضے ہیں تو سود دینا پڑتا ہے ۔ کم از کم اسلامی

ملک کو اسلامی حکومت کو چاہیئے کہ خود سود وصول نہ کرے۔ اس طرح میں آپ کی وساطت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں کا سود بالکل معاف کیا جائے۔ یعنی علامہ اقبال کالونی فیصل آباد کے کوارٹروں پر سود معاف کیا جائے اور کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے سروے miss ہو گئے تھے۔ ان کے لئے دوبارہ سروے کئے جائیں اور جو سروے واقعی miss سروے ثابت ہوں ان کو بھی پلاٹ یا کوارٹر دیئے جائیں کیونکہ وہ لوگ بھی ۱۹۴۷ء سے کچی آبادیوں میں بیٹھے ہیں۔ جناب سپیکر یہ تو درست ہے کہ ہمارا بجٹ بہت ہی اچھا بنا ہے اور اس پر ہم نے مبارکباد بھی پیش کی ہے مگر اے ڈی پی کے بارے میں تھوڑی سی عرض کرونگا کیونکہ وہ بھی بجٹ کا حصہ ہوتا ہے بجٹ کو پاس کرنے کے لئے تو میرا خیال ہے کہ سارا ہاؤس تیار ہے۔ مگر اے ڈی پی پر سب کو اعتراض ہے۔ اے ڈی پی بجٹ کا ایک علیحدہ حصہ ہوتا ہے۔ آپ براہ مہربانی اے ڈی پی میں ترامیم کے لئے وزیر اعلیٰ سے، کابینہ سے ہماری طرف سے گزارش کریں کہ اے ڈی پی میں ضرور تبدیلی کی جائے۔ تمام ارکان اپنے علاقہ کی جو جو تجاویز دیں ترجیح بنیادوں پر ان کو درج کیا جائے۔ یا کم از کم ہمیں یہ بتا دیا جائے کہ ایک رکن کے حصہ میں آپ کتنا فنڈ دینا چاہتے ہیں اور اس سیشن میں ہم اس فنڈ کے مطابق اپنی تجاویز دیں تاکہ ان کو اس اے ڈی پی میں شامل فرما کر اس طرح تمام لوگوں کا حق ان کو دے دیا جائے۔ یہ بھی میں عرض کروں گا کہ ہماری کابینہ کو اپنی Prestige کا سوال نہیں بنانا چاہیئے۔ کل پرسوں پارلیمانی سیکرٹری بھی مطالبہ کر رہے تھے اور پہلے دن ہمارے وزیر مال بھی کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے اور کچھ دیگر ایم۔ پی۔ اے بھی مطالبہ کر رہے تھے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسی اے۔ ڈی۔ پی کے بارے میں پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ والوں نے جو کچھ بھی کیا ہے کابینہ کو بھی اعتماد میں نہیں لیا گیا ہے۔ اور ہمارے کابینہ کے ارکان بھی محروم رہے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اے۔ ڈی۔ پی میں جتنی بھی ترامیم ہوں۔ حکومت پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اے۔ ڈی۔ پی بجٹ کا ایک علیحدہ حصہ ہے چونکہ اب آپ ہاؤس کے سامنے اے۔ ڈی۔ پی پیش کر رہے ہیں اس کا مطلب ہی یہی ہے کہ

اگر اس میں کوئی گڑبڑ ہو۔ نقص ہو تو اس میں ترامیم کی جائیں۔ اس بارے میں میری گزارش ہے کہ جو ہمارے مطالبات ہیں۔ جو ہمارے کام ہیں۔ جو ہم لوگوں سے وعدے کر کے آئے ہیں۔ ان کو اس میں درج کرنے کا موقع دیا جائے۔ جناب والا۔ اب میں اپنے حلقہ کے کاموں کے بارے میں کچھ گزارش کر دینا چاہتا ہوں۔ تقریباً شہر کا نصف حصہ جو جنوب مشرق اور جنوب مغرب میں واقع ہے پورے علاقہ میں کوئی ایک گرلز کالج بھی نہیں ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے حلقہ گورنمنٹ ایم۔ سی گرلز ہائی سکول سمن آباد کو اپ گریڈ کر کے ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی گورنمنٹ رکن گرلز ہائی سکول سمن آباد کی بلڈنگ کرایہ پر ہے۔ اس کے لئے سرکاری زمین مدنی چوک سمن آباد فیصل آباد میں موجود ہے۔ وہاں پر نئی بلڈنگ تعمیر کی جائے اور اسی سکول کو وہاں پر شفٹ کیا جائے۔ اور اس کے ساتھ علامہ اقبال کالونی کے لوگ جو کچی آبادیوں سے اٹھائے گئے ہیں۔ جو نئی آبادی ہے جس میں نئی نئی ڈیویلپمنٹ ہوئی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ بیٹھے ہیں وہاں پر کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔ اور وہاں پر فیصل آباد ڈیویلپمنٹ نے دو پلاٹ۔ ایک بچیوں کے ہائی سکول کے لئے اور ایک بچوں کے ہائی سکول کے لئے مختص کر رکھے ہیں۔ اب صوبائی اسمبلی کی طرف سے میں حکومت کو اپیل کرتا ہوں کہ وہاں ان دو سکولوں کی بلڈنگ بنائی جائے۔ اور اسی طرح ڈی ٹائپ کالونی میں ہر دو مڈل سکولوں کا درجہ اپ گریڈ کر کے میٹرک تک کر دیا جائے۔ اور پیپلز کالونی نمبر ۲ مڈل گرلز سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے۔ میاں کالونی محمد یسین آباد جو کہ نئی آبادی ہے۔ اس میں بھی پرائمری سکول کو ہائی سکول بنایا جائے۔ کچی آبادی کے بارے میں جو میں نے ہائی سکولوں اور مڈل سکولوں کے بارے میں عرض کی ہے وہ صرف صوبائی حکومت سے متعلقہ ہیں۔ کارپوریشن کے کاموں کے بارے میں میں نے عرض نہیں کیا ہے۔ اور نہ ہی میں ایف ڈی اے کے بارے میں عرض کروں گا کیونکہ ہمارے کام وہاں ہو سکتے ہیں۔ . . .

فضل حسین راہی : کورم جناب پورا کر دیں۔ اب ۵۷ ہیں۔ اگلے نالوں وی گھٹ

جناب ڈپٹی سپیکر : گنتی کریں جی (گنتی کی جاتی ہے)

(تنطع گھا میاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : راہی صاحب تشریف رکھیں۔ کورم پورا ہے۔ آپ ملک صاحب ذرا اختصار سے بات مکمل کریں۔

جناب عبدالقیوم اعوان : جناب سپیکر۔ کچی آبادی سکیم ۲۱۲ ہیں جو کہ ایف ڈی اے کی آبادی ہے۔ اب میونسپل کارپوریشن سکول نہیں بنا سکتی ہے۔ وہاں بھی کچی آبادیوں میں ایک بچوں کے لئے اور ایک بچیوں کے لئے دو سکول بنائے جائیں اور کچی آبادی میں جو ایم سی مڈل سکول ہے۔ اس کو ہائی سکول کا درجہ دے کر ان غریب لوگوں پہ مہربانی فرمائی جائے۔ جناب والا میں نے جو عرض کیا ہے میں دوبارہ اپیل کرتا ہوں کہ ہماری کابینہ کے منسٹر صاحبان اور وزیر اعلےٰ صاحب اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان یہ اپنی Prestige کا سوال نہ بنائیں۔ ہماری جو اپیلیں ہیں۔ ان کو اے۔ ڈی۔ پی میں شامل فرما کر ان غریبوں کے لئے کچھ کریں اور ایک عرض میں یہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ باہر ایم آر۔ ڈی کی شکل میں اس حکومت کو فیل کرنا چاہتے ہیں۔ یا ان اسمبلیوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کا علاج صرف یہ ہے کہ موجودہ ارکان کو اتنے اختیارات دیئے جائیں یا ان کے مطالبات مان کر علاقوں میں اتنی ڈویلپمنٹ کی جائے تاکہ عوام خوش ہوں اور اُن کی بھی ایم آر ڈی کی بات نہ سنیں اور لوگ اِن موجودہ ارکان اسمبلی کے ساتھ ہو جائیں۔ اگر ہماری حالت یہی رہی کہ ہماری تجاویز کو مدنظر نہ رکھتے ہوئے ہماری مرضی کے مطابق ڈویلپمنٹ نہ کروائی گئی۔ تو ان لوگوں کو اور عوام کو ہم کیا جواب دیں گے۔ اور اس کا نتیجہ جو ہوگا۔ وہ آپ کے سامنے ہے۔ حکومت پہ اس کا اثر پڑے گا۔ ممبران پھر بھی ایسے ہوں گے جیسے پہلے ہیں۔

مہربانی ۔ اسلام علیکم ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب ریاض حشمت صاحب

جناب ریاض حشمت (جھنگ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اللہ رب العزت کی حمد و ثنا کے بعد جناب صدر ذی جاہ ، معزز خواتین و حضرات آج جب کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ پر بحث کا پانچواں روز ہے مجھے اپنی علمی بے مائیگی کا شدید احساس ہے لیکن پھر بھی کوشش کروں گا کہ اس ایوان کی قابل فخر روایات کے مطابق اپنی معروضات پیش کرنے کی کوشش کروں ۔ جناب والا ۔ میں سب سے پہلے ان لوگوں کا ذکر کرتا ہوں جنہوں نے مجھے اپنی نمائندگی کا حق تفویض کیا ۔ تو میں دیہی عوام کا ذکر کر رہا ہوں ۔

جناب والا دیہی عوام کا تعلق یا تو کاشت کاری سے ہے یا دیہاتوں میں وہ لوگ بستے ہیں جن کے وسائل رزق کسی نہ کسی طرح زراعت کے ساتھ وابستہ ہیں لیکن جناب والا آج تک یہی کہا جاتا رہا ہے کہ دیہات میں بسنے والے کاشت کار دہقان اور غریبوں کی کوئی تنظیم نہیں ہے اور ان کی کوئی آواز نہیں ہے اور آج تک جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں ، انہوں نے بڑی چابکدستی کے ساتھ اپنے تمام غیر پیداواری اخراجات کو زراعت کی طرف منتقل کر دیا ہے ۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج دیہاتوں میں بسنے والے لوگ انتہائی مشکل حالات کا شکار ہیں ۔ جناب سپیکر تصور کیجئے کہ جب اس ملک کو اناج کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ کاشت کار کھیتوں میں ہل چلا کے ، دن کو رات کو اُلو کی طرح جاگ کر ، سردی اور گرمی کا لحاظ کئے بغیر فصلوں کو اپنے خون سے سینچ کر اس ملک کے بھوکوں کے لئے اناج پیدا کرتا ہے ۔ جب اس ملک کے ننگوں کو کپڑے کی ضرورت ہوتی ہے تو کپڑے کے کارخانوں کو خام مال مہیا کرتا ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ مقدر کی ستم ظریفی دیکھیے کہ ۲۴ گھنٹے تنہا وہ اپنے کھیتوں میں کام نہیں کرتا ، بلکہ ہماری خواتین مردوں کے دوش بدوش

پیداواری عمل میں حصہ لیتی ہیں۔ لیکن آج بھی دیہاتوں میں کتنے لوگ ہیں جو بغیر علاج کے مر جاتے ہیں۔ آج بھی دیہاتوں میں کتنی بچیاں ہیں جو گلیوں میں ننگے سر پھرتی ہیں۔ آج بھی دیہاتی کا بچہ ننگے پاؤں سکول جانے پر مجبور ہے۔ اور کھلے آسمان کے نیچے زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے کے لئے مجبور ہے۔ تو پھر کیا مجھے یہ سوال کرنے کا حق ہے"

کیا ملیں اس کے لئے بنتی ہیں ڈھیر ریشم کے
کہ دختران وطن تار تار کو ترسیں

چمن کو اس لئے مالی نے خون سے سینچا تھا
کہ اس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم جو زراعت سے متعلق لوگ ہیں اس صوبہ کی آبادی کا ۷۰ فیصد ہیں، جب ہم مادر وطن کی ۸۰ فیصد ضروریات پوری کرتے ہیں اور یہ معزز ایوان جس کی عدالت میں آپ تشریف فرما ہیں اور میں کاشتکاروں کا استغاثہ پیش کر رہا ہوں۔ اس میں موجود اراکین کی تعداد ۷۰ فیصد ہے تو پھر میرا یہ مطالبہ جائز ہے کہ ترقیاتی بجٹ کا ۷۰ فیصد حصہ زراعت اور زراعت سے متعلقہ صنعتوں پر خرچ ہونا چاہیئے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا جس وقت یہ حکومت وجود میں آ رہی تھی تو اس وقت ہمارے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ آئندہ بجٹ میں زرعی علاقوں میں اور دیہی علاقوں پر لنگر کرم ہو گی لیکن بجٹ اس بات کا گواہ ہے کہ وہ فقط ایک نعرہ تھا۔ اور اب یہ کہا جا رہا ہے کہ آئندہ بجٹ جب تیار کیا جائے گا تو عوامی نمائندوں کی امنگوں کا علمبردار ہو گا۔ چونکہ یہ بجٹ افسران کے ذہن کی تخلیق ہے، اسلئے یہ ہمارے جذبات کا ہماری امنگوں کا علمبردار نہیں ہے۔ تو وہ لوگ

جناب آئندہ سال کے لئے وعدہ کر رہے ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ "

اور مجھے مت خوش فہمی کی لا حاصل جاگیریں دے

یا یہ سپنے واپس لے لے یا ان کی تعبیریں دے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا یہ تھیں میری گزارشات، جو میں نے زراعت سے متعلقہ اور زراعت کے مقدس پیشہ سے متعلقہ لوگوں کے بارے میں عرض کی تھیں اور اب میں رشوت کے متعلق عرض کرتا ہوں۔

جناب والا! رشوت ایک بہت بڑی سماجی اور معاشی لعنت ہے۔
جناب وزیر اعظم پاکستان نے اپنی پہلی تقریر میں یہ فرمایا تھا کہ رشوت کے خلاف جہاد کیا جائے گا۔ جناب والا رشوت کا عفریت اپنے پنجے پوری بے دردی کے ساتھ ہمارے ناتواں جسموں میں پیوست کر چکا ہے اور ہمارے دیہات رشوت خوروں کی جنت بن چکے ہیں۔
اسوقت ہماری دیہی معیشت اس بات کی متحمل نہیں ہوسکتی کہ ہم محکمہ مال، محکمہ پولیس، واپڈہ اور محکمہ انہار کے اور دیگر سرکاری اداروں کے جو بد عنوان ملازمین ہیں ان کا بوجھ سہار سکیں۔ ہم لوگ جو یہاں منتخب ہو کر آئے ہیں، ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم حکومت کے وعدوں کی طرف توجہ نہ دیں بلکہ ہم اس معاشی تشدد کے خلاف ایک مجاہد کا کردار ادا کریں۔ انٹی کرپشن ایکٹ جس کے متعلق پاکستان کے ایک معروف جج نے کہا تھا کہ جس شخص نے انٹی کرپشن ایکٹ بنایا ہوگا وہ بہت بڑا Corrup تھا کیونکہ اس پیچیدہ طریقہ کار کے تحت کسی بھی بد دیانت شخص کے سزایاب ہونے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)
جناب والا جب خلاق عالم یہ کہتا ہے کہ وہ شخص جو رات کی تاریکی میں کسی شخص کے گھر چوری کرے اس کا ہاتھ کاٹا جا سکتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس چور کا جو دن کی روشنی میں

ہماری جیبوں پر ڈاکہ ڈالتا ہے اس کا ہاتھ کیوں نہیں کاٹا جاتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اب جناب والا میری گزارش مارشل لاء کے متعلق ہے، خوشخبری ہمیں یہ سنائی جا رہی ہے کہ مارشل لاء کا قافلہ اپنا رخت سفر باندھ چکا ہے۔ اب صرف بانگ درا کا انتظار ہے، لیکن جناب سپیکر افسوس کہ ہم لوگوں کے طعنے سنتے سنتے تنگ آ گئے کہ یہ موجودہ اسمبلی مارشل لاء اور جمہوریت کی Cross.Parade ہے۔ جناب والا مارشل لاء کے متعلق پنجاب اسمبلی نے جو قرارداد منظور کی ہے اس کے باوجود بھی لوگ یہ کہتے ہیں اور شاید ٹھیک ہی کہتے ہوں کہ اس ملک سے نہ تو مارشل لاء جائے گا اور نہ ہی وہ افغان مہاجرین جائیں گے جن کو ہم نے اسلام اور مسلمان ہونے کے ناطے سے اس ملک میں پناہ دی ہے۔ جناب والا قوم اگر آنکھ ہے تو فوج اس کی پلکیں ہے، جس طرح پلکیں آنکھوں کی حفاظت کرتی ہیں، اس طرح فوج بھی ملک اور سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے۔ لیکن جناب اگر پلکوں کا ایک بال ٹوٹ کر آنکھوں میں گر جائے تو آنکھیں پر آشوب ہو جاتی ہیں بے قرار ہو جاتی ہیں لیکن ہمارا حال دیکھیئے (نعرہ ہائے تحسین)

لیکن جناب والا ہمارا یہ حال ہے کہ ہماری پوری کی پوری پلکیں ہماری آنکھوں کے اندر پڑی ہوئی ہیں، اسوقت تک ہمیں چین حاصل نہیں ہو سکتا، اس وقت تک ہم بے قرار رہیں گے، جب تک ہم ان پلکوں کو آنکھوں سے نکال کر ان کے اصل مقام تک نہیں پہنچا دیتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

اب میں جناب والا صحت کے متعلق عرض کر رہا ہوں۔ جناب وزیر صحت صاحب یہاں پر موجود ہیں۔ جناب والا جب سے ہسپتالوں میں دس روپے بیڈ فیس مقرر ہوئی ہے۔ اس وقت سے آپ ہسپتالوں میں جا کر دیکھیئے، ہسپتالوں کے میڈیکل وارڈوں کا، سرجیکل وارڈوں کا تقریباً دو تہائی حصہ خالی پڑا ہوا ہے اب جب

کوئی شخص مریض کو لیکر ہسپتال کے دروازے کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس کو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ۷۶ روپے فوراً ہسپتال میں جمع کروائے۔ اس میں ۷۰ روپے ایک ہفتہ کے ایڈوانس بیڈ چارجز ہوتے ہیں، ۵ روپے داخلہ فیس ہوتی ہے اور ایک روپیہ پرچی فیس ہوتی ہے۔ جب یہ فیس لاگو کی گئی تو اس کے بعد ہسپتال خالی ہونا شروع ہو گئے۔ جناب والا میں جھنگ کے ٹی بی وارڈ میں گیا تو اس میں تالا پڑا ہوا تھا اور ایسے لوگ ہسپتال کو چھوڑ کر جا رہے تھے جن کے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ تو جناب والا یہ انتہائی غیر منصفانہ اور ظالمانہ فیس ہے، اس لئے میں یہ پر زور مطالبہ کرتا ہوں کہ اس فیس کو فوراً واپس لیا جائے۔

جناب والا ہمارا اس وقت بہت بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے۔ ہمارے کالج اور ہماری یونیورسٹیاں ہر سال بے روزگاروں کی ایک کھیپ تیار کر کے ہمارے معاشرہ میں دھکیل دیتی ہیں۔

اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوتے

اس کے بعد جب یہ لوگ سارا دن رزق کی تلاش میں دھکے کھا کر ہمارے پاس تمہارے لئے روزگار تو نہیں ہے، ہمارے پاس تو اسلحہ کلاشنکوف ہے۔ جناب والا یہ بے روزگاری کا طوفان ہماری حب الوطنی کو بھی متاثر کر رہا ہے اور آج پاکستان کا ہر شہری بستر باندھے یا تو ریلوے سٹیشن پر کھڑا ہے یا ہوائی اڈے پر کھڑا ہے اور وہ اسی انتظار میں ہے کہ اسے کسی ملک کا ویزا ملے اور وہ اس ملک کو چھوڑ کر چلا جائے۔

جناب والا ہمارے منصوبہ سازوں کو منصوبہ سازی اس نقطہ نظر سے کرنی چاہیئے کہ ہم ایک رات کے مسافر نہیں بلکہ ہماری آئندہ نسلوں نے بھی اس ملک میں رہنا ہے۔ اسلئے جناب والا بے روزگاری پر فوری طور پر توجہ دینی چاہیئے

اور اب اس کے بعد میں پنجاب کے سب سے بڑے مسئلہ پہ بات کرنا چاہتا ہوں، پانی، اس وقت پنجاب کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ جناب والا اس کے بارے میں بڑی تند و تیز اور جذباتی تقریریں ہو چکی ہیں اور میں بھی اس بارے میں کچھ عرض کروں گا۔

جناب سپیکر :- میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے کہ ۱۔۳۰ پر نماز کا ٹائم ہے۔ اس وقت آدھ گھنٹے کیلئے وقفہ کر لیں میرے خیال میں دو بجے تک کیلئے وقفہ کر دینا مناسب ہے دو بجے ہم پھر دوبارہ یہاں آتے ہیں اور پھر اجلاس ۴ بجے تک جاری رہے گا۔

(اجلاس کی کارروائی برائے نماز ظہر ۲ بجے سہ پہر تک کیلئے ملتوی کر دی گئی)

سہ پہر کی نشست

پنجاب کا میزانیہ برائے ۸۶-۱۹۸۵ بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر : جناب ریاض حشمت صاحب اپنی بات جاری رکھیں گے

میاں فضل حق (لاہور) :- پوائنٹ آف آرڈر۔ سر بات یہ ہے کہ میرا تعلق جس حلقہ سے لاہور سے ہے اس کا تقریروں میں بہت ذکر ہوا ہے۔ اس حلقہ کے متعلق جن لوگوں نے تقاریر کی ہیں۔ مجھے اس کا بھی جواب دینا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ لاہور سے ۱۲ ممبرز ہیں جنہوں نے آپ کے پاس اپنے نام بھیجے ہوئے ہیں دو تاریخ سے۔ آج چھ تاریخ ہو گئی ہے اور ان کو موقع

نہیں دیا گیا ہے۔ ایک تو کورم پورا نہیں ہے ۔ اس کے متعلق کچھ آپ فرمائیں اگر تو آپ چاہتے ہیں کہ لاہور والے بغیر کورم کے ہی بولیں ۔ تو ہم لکھ کر دے دیتے ہیں جو جو ہماری ضروریات ہیں - اس کے مطابق ان کو شامل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر ۔ آپ کورم کا پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں یا اپنے اظہار خیال کرنے کی بات کرتے ہیں ۔

میاں فضل حق : پہلی بات تو کورم کی ہے۔ وہ تو پورا ہی نہیں ہے۔ آپ جب یہاں تشریف نہیں رکھتے تھے تو میرا خیال ہے کہ چھ مرتبہ گھنٹی ہوئی تھی

کہ کورم پورا نہیں ہے اور اب یہ ہے کہ

کورم پورا نہیں ہے اور اب یہ ہے کہ

اس وقت تیس کے قریب ممبر موجود ہیں - اس کے لئے جناب عرض یہ ہے یا تو ادھر جو آفیسر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں ان کو شامل کر لیں ، شاید کورم پورا ہو جائے۔

جناب سپیکر :۔ آپ کس بات کو پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتے ہیں ۔ اگر آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو وقت ملے گا۔ ابھی اور آج ہی ملے گا۔ آپ ایک مفروضے پر بات کر رہے ہیں جس کا وجود نہیں ہے ۔

میاں فضل حق ۔ جناب والا ۔ میں کورم کی بات کر رہا ہوں ۔ کورم پورا ہی نہیں ہے اور یہ کوئی مفروضے والی بات ہی نہیں ہے۔ آپ دیکھ لیجئے کہ کورم پورا نہیں ہے ؛ میں اسی بات کو پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں کہ جب تک کورم پورا نہ ہو کارروائی شروع نہیں ہونی چاہئے ۔

جناب سپیکر :۔ ایک وقت میں آپ دو باتیں کہہ رہے ہیں ۔

میاں فضل حق :۔ جناب والا ! چلئے میں دوسری بات واپس لیتا ہوں ،

جناب سپیکر :۔ آپ پہلے پوائنٹ کو واپس نہیں لے سکتے کورم والے کو

میاں فضل حق :۔ سر وہ مشکل ہے ۔ حالات ایسے ہو گئے ہیں ۔ یا تو ایسے ہے کہ یہ اجلاس لاہور میں ہو رہا ہے ۔ آپ اس پر پابندی لگا دیں کہ لاہور کے ممبر نہ بولیں کیونکہ آپ کے شہر میں بات ہو رہی ہے ۔

جناب سپیکر :۔ کیا کورم کا پوائنٹ آؤٹ کرنا لاہور کے ممبران کی ہی ذمہ داری رہ گئی ہے ۔

میاں فضل حق ۔ جناب والا ۔ میں چھ دن سے دیکھ رہا ہوں اور سوچ سوچ کر آج مجبوراً یہ کہنا پڑا ہے ۔ میں قاعدے کی بات کر رہا ہوں ۔ آپ دیکھ لیجئے ۔

جناب سپیکر :۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ سلسلہ جاری رہے اور ہم بھی قاعدے کے اندر رہی اس ہاؤس کو چلانا چاہتے ہیں ۔ لیکن یہاں پر روایات کچھ ایسی ہیں کہ جیسے آپ یہاں ہاؤس میں حالات دیکھ رہے ہیں ۔ کہ ہر معزز رکن اظہار خیال بھی کرنا چاہتا ہے ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہاؤس سے غیر حاضر بھی رہنا چاہتا ہے ۔ اب ہم نے یہ فیصلہ اس لئے کیا ہے کہ جو لوگ یہاں پر روزہ دار ہیں ۔ ان کے لئے بعد دوپہر اس ہاؤس میں بیٹھنا مشکل ہے ۔ ویسے ہمارے کچھ دوسرے آفیشل بھی روزہ دار بیٹھے ہیں میں ذاتی طور پر جانتا ہوں ۔ جو یہاں بیٹھے ہیں ۔ تو یہ صرف آپ کے احترام کے لئے اور آپ کی اظہار رائے کو اہمیت دینے کے لئے اس نشست کو دوبارہ بڑھایا گیا ہے ۔ اس میں یہ روایات ہیں کہ اگر آپ پوائنٹ آؤٹ نہیں کرتے آپ اپنی تقاریر کرنا چاہتے ہیں ان کو ریکارڈ کروانا چاہتے ہیں ۔ تو آیئے بسم اللہ کیجئے ۔ اگر آپ

پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں تو ہم گنتی کروا لیتے ہیں۔

میاں فضل حق:۔ آپ جناب اسی میں اپنی رولنگ دے دیں۔

جناب سپیکر:۔ میں یہ بات آپ کی صوابدید پہ چھوڑے دیتا ہوں اگر آپ پوائنٹ آوٹ کرتے ہیں تو میں گنتی کروا لیتا ہوں۔ اگر آپ پوائنٹ آؤٹ نہیں کرتے تو یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیئے۔

میاں فضل حق:۔ جناب والا۔ میرے بعض معزز اراکین یہ چاہتے ہیں کہ اسی طرح ہم اجلاس جاری رکھیں۔ میں صرف یہ پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا تھا یہ میرا فرض بنتا تھا اخلاقی فرض بھی ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ اپنے معزز اراکین کی رائے کا احترام کرتے ہیں یا؟

میاں فضل حق۔ جناب میری رائے تو یہ ہے کہ کورم پورا ہونا چاہیئے۔ باقی فیصلہ آپ پر ہے۔ آپ گنتی کروالیں۔

جناب سپیکر۔ فیصلہ کیا ہے۔ وہ تو یہی ہے کہ گنتی کروالی جائے۔

میاں فضل حق۔ جناب والا۔ یہ ہر دفعہ لاہور والوں کی بات ہوتی ہے میں اس میں یہ عرض کروں گا کہ یہ لاہور کو بیچ میں بار بار مت شامل کریں شہر اور دیہات کی بات نہیں ہونی چاہیئے۔ سب ممبر برابر ہیں۔ جیسے یہ منتخب ہو کر آئے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی منتخب ہو کر آئے ہیں۔ تو بات لاہور کی دیہات کی یا دوسرے شہروں کی نہیں ہے۔ میرا خیال ہے جب سے کارروائی شروع ہوئی ہے۔ لاہور میں صرف تین آدمیوں کو موقع ملا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ مسئلہ نہیں ہے۔ ہم نے لاہور میں آنا ہے۔ اسمبلی ہال لاہور میں ہے سب لوگوں نے یہیں آنا ہے۔ کسی کی کیا مجال ہے کہ لاہور والوں

کی بات کا احترام نہ کرے یا آپ کی بات کا احترام نہ کرے ۔ چوہدری صاحب آپ کچھ کہیں گے ۔

وزیر قانون ۔ (چوہدری عبدالغفور) جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ دو باتیں ہیں ۔ ایک تو یہ ہے کہ دو خواہشاں نوں جیویں کھیلے نیں "چوپڑی دی نال دو دو" میں عرض کرتا ہوں کہ اظہار خیال بھی کرنا چاہتے ہیں اور کورم پوائنٹ آوٹ کرنا بھی ان کے فرائض میں شامل ہو گیا ہے ۔ بات یہ ہے کہ اچھے خاصے ممبران یہاں موجود ہیں ۔ یہ ہاؤس آف کامن کی روایات بھی ہیں اور اس ہاؤس کی روایات بھی ہیں کہ بجٹ سیشن میں سب حضرات بولنا بھی چاہتے ہیں اور نمائندگی کی کمی بھی ہوتی ہے ۔ اس کے لئے Short Cut یہی ہے ۔ روایات قائم ہیں کہ اگر کورم کو پوائنٹ آوٹ نہ کیا جائے تو مقصد تو اپنی تقریر اور اپنے مطالبات کو ریکارڈ کرانے کا ہے تاکہ ہاؤس میں ریکارڈ پر آجائے ۔ ان کا نکتہ نظر ہم سب سن لیں ۔ منسٹر صاحبان تو سب جن کو وہ بتانا چاہتے ہیں وہ تو سب موجود ہیں ۔ اور اگر یہ ویسے چاہتے ہیں تو ہم ان کو داد بھی دیں گے میز بھی بجائیں گے یہ بھی بات کرتے ہیں اور دوسری بات ہے کہ ان سب حضرات کا نکتہ نظر آجائے گا ۔ اور اس سے ہمارا وقت بھی بچ جائے گا ۔ اور سب حضرات بول بھی لیں گے ۔ اور اگر یہ نہیں چاہتے تو پھر یہ اعتراض نہ کریں کہ جی ہمیں بولنے کا موقع نہیں ملا ہے ۔ پھر ایک ہی دن تو باقی رہ گیا ہے ۔ پرسوں کا ایک دن ہے جس میں کچھ حضرات بول سکیں گے ۔ ہم تو یہاں موجود ہیں ۔ جو ان کو پسند ہے اس کے مطابق کریں میں عرض کر دوں کہ ایک دن بڑھا دینے سے کوئی فرق نہ ہوگا ۔ لیکن یہ بات دو دن قبل پہلے بالتفصیل زیر بحث آئی ۔ اور یہ اکثریت

رائے سے طے ہوا کہ یہ آخری جمعہ ہے اور اس کو آگے نہ لے جایا جائے رمضان شریف بھی ہے اور تین چار دن عید کی تیاری میں ہیں اور اس سلسلہ میں بے شمار لوگوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا اور اس پر سب نے یہی کہا کہ جمعہ ۱۴ جون کے بعد ہم واپس نہیں آئیں گے۔ اس سے پہلے کر لیا جائے۔ اور میں یہ بھی عرض کروں کہ آپ ہی کی رائے کے احترام میں، سب ہاؤس کی اجازت سے یہ بات ہوئی تھی کہ جمعرات کو اس کو ختم کر لیا جائے۔ اس لئے آئندہ جو آنے والے دن ہیں اس میں لوگ اعتکاف میں بیٹھنے کی خواہش بھی رکھتے ہیں۔ تو یہ آپ سوچ لیں اگر وہ جمعۃ الوداع کے بعد واپس آنا چاہتے ہیں تو دیکھ لیں۔

میاں فضل حق:۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ چوہدری صاحب جو بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ہے تقریر ریکارڈ کرنی ہے یا کروانے کی بات ہے تو آپ ویسے ان کے پاس جا کر بول دیں کہ یہ ہم کہنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک پروسیجر کی بات تھی۔ تمام ممبران جو یہاں موجود ہے اور ان کی خواہش ہے کہ اسی طرح چلے تو میں تحریک واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جناب ریاض حشمت صاحب strictly دس دس منٹ میں آپ اپنی تقریر ختم کریں میرے خیال میں آپ تو پہلے دس منٹ بول چکے ہیں، تو آپ صرف پانچ منٹ اور بولیں۔

جناب ریاض حشمت (جھنگ):۔ جناب سپیکر جس وقت میری تقریر کا سلسلہ منقطع ہوا اس وقت میں پانی کے مسئلہ پر اس ایوان سے مخاطب تھا، تو جناب والا پچھلے دنوں ارکان اسمبلی کی رہائش گاہ پیپلز ہاؤس میں چند گھنٹوں کیلئے پانی میسر نہ آیا، ہر شخص جاں بلب نظر آتا تھا۔ جناب والا تصور کیجئے ان لوگوں

کا چمن کا پانی کئی ہفتوں سے بند ہے ۔ ان حالات میں جب ہم پانی کا مطالبہ کرتے ہیں تو وفاقی وزیر آبپاشی ہمیں معاہدوں اور ضابطوں کا حوالہ دیتے ہیں ۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ وہ مجھے کتاب انسانیت کا کوئی ایسا ضابطہ دکھائیں جس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ پیاسے کو پانی دینا ناجائز ہے، جناب والا ہم مسلمان عظیم روایات کے حامل لوگ ہیں ۔ ایک جنگ میں ایک مجاہد جو پیاسا تھا جب اس نے پانی مانگا، اور جب اس کے پاس پانی لایا گیا تو دوسری طرف سے پانی کی آواز آئی، اس نے کہا مجھے پانی مت دو دوسرے کو دو، اسی طرح سے حتیٰ کہ یہ سلسلہ چلتا رہا اور بالآخر چار یا پانچ زخمی مجاہدوں کے پاس سے واپس آکر، جب وہ پانی لانے والا پہلے مجاہد کے پاس آیا تو وہ اپنی جان اللہ کے سپرد کر چکا تھا ۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج جب پنجاب پیاسا ہے، پنجاب پانی کی ایک ایک بوند کیلئے ترس رہا ہے تو میری آپ کی وساطت سے یہ اپیل ہے کہ پنجاب کو پانی دے دو بلکہ دو پانی دے دو ۔ ورنہ میری یہ کل مطالبہ بنے گی، پرسوں احتجاج بنے گی اور اس کے بعد ایک نعرہ بن جائے گی ۔ جناب والا ہماری وفاقی حکومت اور اس کے ارباب بست وکشاد اگر تاریخ کے طالب علم ہیں اور وہ جانتے ہیں تو انہیں یہ علم ہونا چاہیئے کہ اس زمین پر ایک دفعہ پہلے بھی پانی بند ہوا تھا اور جن لوگوں کا پانی بند کیا جاتا ہے ۔ ان کے راستے میں خواہ کرب وبلا حائل کی جائیں، خواہ ان کے سروں کو نیزوں پر اچھالا جائے، خواہ ان کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے جائیں وہ راہ طلب میں تمام قربانیاں دے کر گزر جاتے ہیں ۔ جناب والا کبھی ہمارا پانی بند کبھی بجلی بند اور اس کے بعد خاموشی سے آبیانے میں اضافہ، بجلی کے نرخوں میں اضافہ، یہ تو ایسے ہے جیسے یہ لوگ ہمیں بساط سیاست کے خاموش مہرے سمجھتے ہیں اور حکمران جس طرح چاہیں ہمیں،

شاہ بنا کے، کبھی ہمیں پیادہ بنا کے اپنی مرضی کے ساتھ چلائیں تو ان لوگوں کے سامنے میری یہ گزارش ہے کہ ہم یہاں پر عوام کی امنگوں کے ترجمان بن کر آئے ہیں۔ ہم نے ان لوگوں کے ساتھ کچھ وعدے کئے تھے۔ ہم نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ ہم اسمبلی میں تمہارے ایجنٹ بن کر تمہارے حقوق کی حفاظت کریں گے۔ جناب والا اس وقت ہمارا کیا حال ہوگا۔ جب ہم یہاں پر بجٹ پہ ہاں ہاں کی رٹ لگانے کے بعد واپس جائیں گے اور تھکے ہارے دیکھیں گے اپنی اس سرزمین کو اپنی دھرتی ماں کو جس کے دامن میں اب ہریالی کی جگہ دھول اڑ رہی ہے۔ تو ہم لوگوں کو کیا منہ دکھائیں گے۔

جناب والا یہ میری چند گزارشات تھیں اب میں جھنگ کے حوالے سے چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں جھنگ ایک پسماندہ ضلع ہے۔ یہ بجٹ جو وزیر خزانہ صاحب نے اس ایوان کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس کا میں نے بڑی گہری نظر کے ساتھ مطالعہ کیا ہے۔ تو اس میں پنجاب کے ترقیاتی بجٹ کیلئے ۱۵ ارب ۶۷ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ جب کہ جھنگ میں ترقیاتی بجٹ کیلئے جو رقوم مختص کی گئی ہے وہ صرف ۴ کروڑ اور ۶۳ لاکھ روپے ہے جو کہ پنجاب کے کل ترقیاتی بجٹ کا ۰.۸۰ ۶ (زیرو پوائنٹ اسی) بنتی ہے جب کہ ہم آبادی کے لحاظ سے ۴ فیصد ہیں۔ جناب والا بجٹ میں یہ ناانصافی جو جھنگ کے ساتھ کی گئی ہے میں اس کے خلاف بڑے پر زور الفاظ میں اور سخت ترین الفاظ میں احتجاج کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی صرف اس شعر پہ اکتفا کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ سید حسنات احمد صاحب

جناب حسنات احمد سید۔ (جہلم) :۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر میں اپنی طرف سے بجٹ پہ کافی تیاری کرکے آیا تھا، لیکن میرے خیال میں اب اس کی اتنی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے، اسلئے میں چند گزارشات آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ پہلے تھوڑے سے ٹیکنیکل پوائنٹ ہیں۔ صفحہ ۲۲۶ - ۲۲۵ پہ مارشل لاء انسپکشن ٹیم کیلئے اخراجات ہیں۔ اگر وزیر خزانہ صاحب یہاں تشریف رکھتے ہوں تو وہ مہربانی کرکے دیکھ لیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے اور یہاں پر ایک ریزولیشن بھی پاس ہوا ہے اس کے علاوہ قومی اسمبلی میں بھی ایک ریزولیشن پاس ہوا ہے کہ مارشل لاء اب چلا جانا چاہیئے اور ہر ایک آدمی یہ توقع کر رہا ہے کہ مارشل لاء چلا جائے گا۔ تو پھر اس مد کو رکھنے کا کیا فائدہ ہے۔ یہ رقم آپ نے اس سال کیلئے مختص کی ہے صفحہ ہے - ۲۲۵ اور ۲۲۶ تو میری گزارش یہ ہے کہ کم از کم اس مد کو ہٹا دیا جائے۔ اگر اس سلسلہ میں دس پندرہ دن اور رقم خرچ ہو بھی گئی تو آپ اس رقم کو بعد میں ضمنی بجٹ میں رکھ سکتے ہیں۔

اس کے بعد صفحہ نمبر ۱۹۱ جس میں لکھا ہے۔ Intrest to the Central Government تو یہ رقم اتنی زیادہ ہے کہ۔ (اب چونکہ بجٹ کی کتاب کسی اور کے پاس نہیں ہوگی اس لئے میں اسے پڑھ دیتا ہوں) پہلے نمبر پہ صفحہ نمبر ۲۲۵ پہ ہے کہ مارشل لاء انسپکشن ٹیم، اور یہ ۲۲۶ پہ جاری ہیں۔ تو یہ ساری رقم جسطرح میں نے پہلے وضاحت کی ہے۔ اس کو مہربانی کرکے حذف کر دیا جائے۔ کیونکہ پندرہ بیس

دن کے بعد مارشل لاء نہیں رہے گا۔

دوسری مد جو میں نے عرض کی ہے وہ صفحہ نمبر ۱۹۱ پر ہے ۔ ۔ ۔ ۔

interest grant domestic debt یہ رقم اتنی زیادہ ہے کہ میری گزارش ہے کہ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے یہ جو debt ان کو liquidate کیا جائے اور کسی طریقہ سے یہ جو debt ہے۔ اس کے متعلق سنٹرل گورنمنٹ کو کہا جائے کہ یہ ہمیں معاف کر دیں اور اگر یہ معاف نہیں ہو سکتا تو اس میں کمی کر دی جائے۔

تیسری مد صفحہ ۴۸۷ پر ہے ۔ یہ Plant Protection and Locusts ہے۔ اس مد میں بھی ایک خطیر رقم رکھی ہوئی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہر سال کروڑہا روپے اس مد میں رکھنا کسی طور پر مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ ہماری جو کار کردگی ہے وہ اتنی نہیں ہے کہ اتنی رقم جو ہے وہ اس محکمے کو دی جائے۔ میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ آپ کروڑہا روپے جو ہر سال پلانٹ پروٹیکشن پر خرچ کر رہے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ مقابلہ کر کے دیکھ لیں یہاں جو پیداوار ہے وہ تقریباً ۱۷ روپے فی من فی ایکڑ ہے اور محض یہاں سے ۲۰ میل دور ہندوستان میں یہی ۳۰ روپے فی من فی ایکڑ ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اتنی خطیر رقم خرچ کر کے اگر ہمیں مقاصد حاصل نہیں ہو رہے ہیں ۔ تو اس چیز کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہے ۔ میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے اس لئے میں اپنے علاقے کی جو ضروریات ہیں اس کے متعلق اپنی گزارشات کروں گا ہر ایک علاقے کا اپنا مسئلہ ہوتا ہے میں تحصیل پنڈ دادن خان کا رہنے والا ہوں یہاں سب سے بڑا مسئلہ پینے کے صاف پانی کا ہے پنڈ دادن خان کے تحصیل

ہیڈ کوارٹر کی پوزیشن یہ ہے کہ آپ ایک سڑک پر جائیں تو ہر ۱۰ یا ۲۰ گز کے بعد آپ کو کھڈے نظر آئیں گے۔ وہ کھڈے تین تین چار چار فٹ گہرے ہیں۔ مرد عورتیں اور بچے ان کھڈوں کے اندر داخل ہو کر مشکل سے پانی لیتے ہیں اور وہ بھی اس طرح کہ اگر ایک آدمی کو ایک گھڑا پانی کا لینا ہے تو اسے کم از کم دو یا تین گھنٹے وہاں کھڑے ہو کر انتظار کرنا پڑے گا۔ میرے پاس اسی پانی کے متعلق ۱۶ یا ۱۷ کالیں آئی ہیں۔ وہاں جو ووٹر ہیں وہ تو یہ سمجھتے ہیں ہم نے انکو منتخب کر کے اسمبلی بھیج دیا ہے جو جا ہیں گے کر والیں گے۔ لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ چار پانچ دن سے ہمیں ٹائم نہیں مل رہا۔ میں صرف دو لفظ اس ہال میں بولنا چاہتا ہوں اور وہ بھی آپ نے مجھ پر بڑی مہربانی کی اور مجھے بولنے کا موقع دیا۔ لیکن اتنا بھی مجھے ممکن نظر نہ آتا تھا۔ تو جناب میں پانی کے متعلق گزارش کر رہا تھا۔ جب میں یہاں شروع میں آیا تو پنڈ دادن خان کے متعلق میں نے گزارش کی۔ وہ حیران ہوئے۔ اور انہوں نے سیکرٹری صاحب سے کہا کہ آپ فوراً جا کر اس کی انکوائری کریں اور پھر مجھے رپورٹ بھیجیں۔ انکوائری بھی ہوئی۔ افسران بھی گئے۔ رپورٹ میں یہاں آ گئی۔ لیکن کچھ نہیں ہوا۔ اسکے بعد راولپنڈی میں اے۔ ڈی پی ایک میٹنگ تھی میں نے یہی سوال اس میں بھی اٹھایا۔ میں نے کہا خدا کے لئے آدمی وہاں سے جا رہے ہیں نقل مکانی کر رہے ہیں۔ کھڈے اور گہرے ہو رہے ہیں تین فٹ سے بھی نیچے جا رہے ہیں آدمی ان چیزوں کو رو رہے ہیں۔ مہربانی کر کے ان چیزوں کا کوئی حل نکالئے۔ تو میرے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اس کے متعلق ضرور دیکھا جائے گا۔ کیونکہ جو ایم۔ پی۔ اے یا ایم۔ این۔ اے حضرات

تجاویز دیں گے اولین فرصت میں ان کا کام کیا جائے گا۔ لیکن جب میں نے اے ڈی پی کا پروگرام دیکھا۔ یہ میرے پاس سارا کچھ پڑا ہوا ہے اس میں ایک سکیم بھی اس کے متعلق نہیں ہے۔ ساری پرانی سکیمیں رکھی ہوئی ہیں۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ کم از کم اتنی مہربانی کی جائے جن آدمیوں کو خاص طور پر اتنی زیادہ تکالیف ہیں ان کو جلد از جلد دور کرنا چاہیئے۔ پنڈدادن خان میں ایک گاؤں گجر ہے مجھے کسی نے بتایا تھا کہ وہاں ایک دفعہ ایک آدمی فوت ہو گیا تو اسے غسل دینے کے لئے ۲ گھنٹے انتظار کرنا پڑا۔ ایک آدمی موٹر سائیکل پر گیا وہ پانی لایا اور پھر اس طرح اسے دفن کیا گیا۔ صرف یہی جگہ نہیں بلکہ وہاں اور علاقے ہیں۔ کہیں صرف پینے کا پانی ملتا ہے۔ باقی سارا پانی کھارا ہے۔ تو وہاں کے جو آدمی ہیں عورتیں ہیں وہ تین تین چار چار میل دور پانی کے لئے جاتے ہیں اور تین تین چار چار گھنٹے وہاں بیٹھنا پڑتا ہے پھر کہیں جاکر کسی کو بمشکل پانی دستیاب ہوتا ہے اس کے علاوہ وہاں ایک گجن سٹیشن ہے شام کو وہاں ایک گاڑی آتی ہے۔ میں یہ سب کچھ اسلئے عرض کر رہا ہوں کہ آپ صاحبان کو پتہ چلے وہاں کی کیا حالت ہے۔ تو وہاں جب گاڑی آتی ہے تو اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا ڈبہ لگا ہوتا ہے جس میں پانی بھرا ہوتا ہے۔ تو پانی کو دیکھ کر آدمی عورتیں بچے بچیاں سب بھاگتی ہیں اور وہاں گاڑی بمشکل ڈیڑھ یا دو گھنٹے کھڑی ہوتی ہے۔ تو جناب جب آدمی پانی پر جھپٹتے ہیں تو گاڑی پر جو آدمی بیٹھے ہوتے ہیں وہ انکو اوپر سے پیسے کیساتھ نیچے پانی پھینکتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی گاڑی چل پڑتی ہے۔ میں نے وہاں جاکر خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے میرا خیال تھا کہ چیف منسٹر صاحب یہاں ہوتے تو میں

ان سے گزارش کرنا کہ وہ خود مہربانی کر کے شہر ہے ٹھیک ہے لاہور بھی ہے اور دوسرے بڑے شہر ہیں انکا یہ بھی فرض ہے کہ دیہات کو دیکھیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے ۔ وہاں ہوتا یہ ہے کہ جس وقت جوان لڑکیاں پانی کے لئے جاتی ہیں تو جو آدمی بیٹھے ہوتے ہیں ان سے ٹھٹھے کرتے ہیں ۔ مذاق کرتے ہیں انکو بازوؤں سے پکڑ کر وہ نیچے پھینکتے ہیں ۔ انکے ڈوپٹے پھاڑ دیتے ہیں ہاں دوپٹوں کے متعلق مجھے ایک بات یاد آگئی اس ہاؤس میں ڈوپٹوں کا ذکر ہوا تھا کہ یہاں جو ہماری ممبر صاحبان بیٹھی ہیں کہ ان کو دوپٹوں کا خیال کرنا چاہیئے ۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ جو یہ صاحبان اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں میں ان سے کہوں گا کہ وہ گاؤں میں جائیں اور وہاں جا کر دیکھیں جہاں دوپٹے سرے سے ہیں ہی نہیں ۔ اور اگر ہیں تو وہ اسقدر بوسیدہ ہیں یا اسقدر وہ پھٹے ہوئے ہیں کہ ان سے نہ تو ان کا سر ڈھانپا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کا جسم ڈھانپا جا سکتا ہے ۔ تو میں گزارش کرونگا کہ مہربانی کر کے گورنمنٹ کو اس علاقے کے پانی کے مسئلہ کو اپنی اوّلین فرصت میں حل کرنا چاہیئے ۔ دوسری میری گزارش پنڈ دادن خان کی تحصیل کے متعلق ہے ابھی حال ہی گورنمنٹ کی طرف سے ایک نوٹیفکیشن ہوئی تھی کہ آدھا حصہ پنڈ دادن خان تحصیل کا کاٹ کر چکوال کے ساتھ لگا دیا گیا اور اس کے بعد چوا سیدن شاہ کا جو حصہ تھا وہ ادھر لگا دیا گیا ۔ اور تقریباً آدھی تحصیل سے بھی کم باقی رہنے دی ۔ میں یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسا واقعہ بتایا جائے کہ تحصیل کو کاٹا گیا ہو ۔ یہ ضرور ہوا ہے کہ پوری تحصیل کو کسی دوسرے ضلع کے ساتھ ملا دیا گیا ہو لیکن یہاں جو اچھا علاقہ تھا ٹھیرو کی اسمیں پانی مل جاتا تھا ۔ وہ کاٹ کر اوپر چکوال کے ساتھ لگا دیا

گیا ہے اور جو سارا تھل کا علاقہ ہے وہ نیچے رہنے دیا گیا ہے۔ صبح شاہ صاحب فرما رہے تھے کہ آپ سب ان کا نمک کھاتے ہیں۔ تو وہ جو نمک کی بات ہے وہ سارا علاقہ میرے حصے میں آ گیا ہے۔ اور شاہ صاحب کا حصہ جو سارا اچھا علاقہ تھا وہ چلا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں مجھے بے انتہا کالیں موصول ہوئی ہیں جو میرے پاس ہیں۔ اس کے بعد جہلم سے بہت سے وکلا صاحبان اور ان کے بار ایسوسی ایشن کے چیئرمین تشریف لائے۔ پنڈ دادن خان میونسپلٹی کے جو چیئرمین ہیں وہ اپنے ممبروں کو ساتھ لیکر آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم اس کے متعلق رٹ داخل کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں نے ان سے کہا کہ جب تک مارشل لاء ہے آپ کو اس رٹ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جب مارشل لاء ختم ہو گا تو میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ عدالت عالیہ میں جاؤں گا۔ اور یہ جو زیادتی ہمارے ساتھ ہوئی ہے اگر یہ ٹھیک نہ کی گئی تو ہم کوشش کرینگے کہ قانونی طور پر اسکو ٹھیک کیا جائے اس کے بعد جناب میں بجٹ پر آتا ہوں۔ پہلی ترجیح جناب منسٹر صاحب نے تعلیم دی ہے یہ بہت ہی اچھی بات ہے کیونکہ ہماری خواندگی کی شرح تقریباً ۲۵ % ہے اور مجھے یاد ہے میں نے پریذیڈنٹ صاحب کی تقریر سنی تھی انہوں نے فرمایا تھا کہ وہ ساوتھ کوریا گئے اور انہوں نے وہاں جا کر منسٹر صاحبان یا ہیڈ آف سٹیٹس سے پوچھا کہ یہ کیا وجہ ہے کہ آپ کا ملک ۱۰ سال میں اتنی ترقی کر گیا ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ یہاں ۱۰۰ % تعلیم ہے اسکے علاوہ ہر محکمہ میں پی ایچ ڈی ہے۔ دسوں نہیں بیسویں نہیں ہزاروں پی ایچ ڈی ایک ایک جو محکمہ ہے اس کا ہے۔ تعلیم کے متعلق یہ بہت اچھی بات ہے۔ اور اسی طریقے سے صحت کے متعلق جو بجٹ رکھا ہوا ہے وہ بھی ٹھیک ہے۔

لیکن سب سے بڑا جو سوال ہے وہ یہ ہے کہ انسپکشن کر کے دیکھا جائے کہ آیا آپکے سکول کے ماسٹر جو ہیں وہ سکول جاتے ہیں کہ نہیں۔ انہوں نے دوکانیں کھولی ہوئی ہیں اور ہر ایک آدمی کچھ نہ کچھ کاروبار کرتا ہے۔ اس طریقہ سے ہسپتالوں میں جائیں تو آپ کو دوائیاں نہیں ملتیں۔ جہاں کا میں رہنے والا ہوں سال ۱۹۳۵ء اور سال ۱۹۸۵ء سے مجھے پتہ ہے کہ وہاں کبھی دوائی کسی آدمی کو ملی ہے نہ مل سکتی ہے۔ پہلے تو جناب کوالیفائیڈ ڈاکٹر ہی نہیں ہیں۔ اگر اس پچاس سال کے عرصے میں اگر کوئی آیا ہو گا تو غالباً دو چار سال میں ہی آیا ہو گا اسکے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ ایک وہاں سردار صاحب ڈاکٹر ہوا کرتے تھے انہوں نے بہت اعلیٰ نسخہ نکالا تھا وہ یہ تھا کہ جو بھی مریض ہسپتال میں وہاں جاتا تو وہ کہتے تھے کہ ساری بیماریاں ناک کے ذریعے انسان کے اندر جاتی ہیں اور دوائی تو ہمارے پاس ہے نہیں۔ میں ناک کے اندر تمہیں دوائی ڈالتا ہوں انہوں نے اپنے پاس ایک تیلہ ۸" یا ۱۰" رکھا ہوا تھا۔ اس پر وہ روئی لپیٹ کر ایک دوائی لگاتے تھے۔ اسکے بعد مریض واپس انکے پاس کبھی نہیں گیا کیونکہ مسلسل اتنی تکلیف ہوتی تھی کہ مریض اتنی جرات نہیں کر سکتا تھا کہ وہ وہاں جائے۔ تو اگر ہیلتھ منسٹر صاحب یہاں موجود ہوں تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ بھی کوئی ایسا نسخہ ڈاکٹروں کو تبلائیں کہ اس قسم کا علاج کریں کہ مریض ان کے پاس جا ہی نہ سکیں۔ تو جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ میں نے اس سلسلہ میں ایک ریزولیوشن بھی دیا ہے۔ میری ذاتی رائے یہ ہے اور میرا تجربہ بھی ہے کیونکہ میرا تعلق بیوروکریسی سے رہا ہے۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ یہ جو پبلک کے نمائندے ہیں کس طریقے سے ان کو

Administrative Powers حصہ دار بنایا جائے Judicial Powers

میں تو انہیں حصہ دار نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ وہ Code of civil Procedure
اور قانون کی بات ہے۔ اور اگر چیف منسٹر صاحب ہوتے تو میں ان سے گزارش
کرتا کہ وہ ایسی کمیٹی تشکیل دیں جو یہ تعین کرے کہ کون کونسی ایسی مدات ہیں
کہ جن میں پبلک کے نمائندوں کو حصہ دار بنایا جا سکتا ہے۔ اس کو میں نے باہر
کے ملکوں میں جا کر خود دیکھا ہے ایک دو تین جگہ۔ کہ ہر جگہ کونسل کی پاورز
ان کے پاس ہے یا پبلک کے پاس ہے۔ تو جب تک ان کو یہ پاورز نہیں
ملیں گی ان کا احساس محرومی بھی نہیں جائے گا اور اگر آپ ان کو پاورز دیں گے
اور یہ Cooperation کریں گے تو بیوروکریسی بھی efficient اور honest
ہو جائے گی۔ میری گزارش یہ ہے کہ ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے۔ چیف منسٹر صاحب
یہاں نہیں ہیں خود ان سے مل کر گزارش کروں گا کہ وہ یہ فیصلہ کریں یہ نہیں کہ
صرف چار یا پانچ آدمیوں کو لائسنس دے دیں۔ ہم خود سو سو لائسنس جاری
کرتے رہے ہیں۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اب یہ کہنا کہ ہم منسٹر کو سفارش
کر رہے ہیں۔ منسٹر کا لائسنسوں کے ساتھ تعلق ہی نہیں ہے۔ لائسنس تو یہاں
سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا ہوم سیکرٹری جاری کرتا ہے۔ پبلک نمائندوں کو
زیادہ سے زیادہ ان کاموں پر لگایا جائے کہ جہاں ہسپتال ہے کہ آیا ہسپتال
ٹھیک کام کر رہا ہے۔ جہاں سکول ہے وہاں دیکھیں کہ اساتذہ پڑھانے کے
لئے جاتے ہیں۔ یا سڑکیں بن رہی ہیں تو دیکھیں کہ یہ سڑکیں ٹھیک بن رہی ہیں
اس قسم کی جو بھی چیزیں ہیں ان میں ان کو ساتھ ملایا جائے۔ میری اتنی گزارش
تھی اور میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب سپیکر :- حاجی محمد بوٹا صاحب

حاجی محمد بوٹا (ملتان) جناب سپیکر ! میں اجازت چاہناں کہ چند لفظ پنجابی وچ کہواں ۔ پہلے میں جناب دا بڑا مشکور آں کہ تساں مینوں چند لفظ بولن دی اجازت دتی ۔ پنجابی اج کہندے نیں ۔

ڈھڈ نہ پایاں روٹیاں
تے سبھے گلاں کھوٹیاں

(قہقہہ)

یا بابا بلھے شاہ کہ گئے نیں "بلھیا موتوں بھک بری" سب توں پہلے روٹی دا مسئلہ حل ہوئے تے باقی مسئلے بعد وچ اوکندے نیں ۔ میں پارچہ باف برادری نال تعلق رکھنا آں تے اونہاں دے مسائل اس طرح دے نیں کہ سارا بٹرل کم کر دا تے بڑی مشکل نال ۲۰ ، ۲۵ ، ۳۰ روپے شام کماندے نیں ۔

وزیر خزانہ : ماہ رمضان میں روزے داروں کو روٹی یاد دلا کے ان کی بھوک کی شدت میں اضافہ فرما رہے ہیں ۔

حاجی محمد بوٹا میں جناب خود روزہ رکھیا اے ۔ ہن سانوں وقت ای روزیاں وچ ملیا اے یاں مغرب کے بعد ... لیندے ...

جناب سپیکر ۔ فرماؤ !

جناب فضل حق صاحب (لاہور) پوائنٹ آف آرڈر سر ! میں جناب کے توسط سے جناب وزیر خزانہ سے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے روٹی کے متعلق یاد کروایا ۔ کیا ان کا روزہ ہے ۔

(قہقہہ)

جناب سپیکر۔ جی حاجی صاحب آپ فرمائیں۔

حاجی محمد بوٹا صاحب :۔ جناب سپیکر! صنعت پارچہ بافی جیہڑی سب توں وڈی گھریلو صنعت اے، صنعت قالین باقی، اے وی تو وڈی گھریلو صنعت اے۔ جناب دی معرفت نال ایہناں دوآں ول جناب وزیر خزانہ دا دھیان دیواداں گا کہ بجٹ دے وچ اینہاں دوناں صنعتاں واسطے ٹیڈی پیسہ نئیں رکھیا گیا۔ ساڈی صنعت دی پوزیشن اے وا کہ اسیں اک کمرے وچ ایک دو کھڈیاں یا دو پاوراں لائیاں ہوندیاں نیں اوتھے ساڈیاں عورتاں، ماواں بھیناں نلیاں وٹڈیاں نیں اوہو بچے نلیاں پر وندے نیں سادا ٹبر کام کے شام نوں ۱۵ ـ ۲۰ روپے بڑی مشکل نال ملدے نیں۔ اے تعلیم واسطے پیسے رکھے گئے نیں یا ہپتالاں واسطے پیسے رکھے گئے نیں سانوں اینہاں دا کوئی فائدہ نہیں۔ سانوں اینہاں دا فائدہ اس واسطے نئیں ہے گا کہ کیونکہ اسیں اپنے بچیاں نوں تعلیم دلا نئیں سکدے۔ جیس ویلے ساڈا بچہ ۵ - ۶ سال دا ہو گیا ہندا اے تھے اسیں بجائے ایس گل دے کہ انہوں سکول بھیجئے، یا جیس طرح ماتواں خوشی کمر دیاں نیں کہ بچہ صاف ستھرے کپڑے پاوے، انہوں سکول بھیج دیاں نیں۔ ساڈے معاشرے دیا ماواں او ایہہ کہندیاں نیں کہ میرا بچہ پنج چھ سال دا ہو کے نویں مشین دے لگ جائے گا یا قالین دی کھڈی تے جائے گا تے اوہ اگر دو چار روپے کما کے لیا وے گا تے ہور کچھ نئیں تے صابن کپڑے دھون واسطے لیاں واں گے۔ ساڈی پوزیشن ایہہ آ۔

اودھ بہتیرے ساڈے بچے قالین بافاں دی کھڈیاں تے کم کر دے ہیں اوہ بارہ گھنٹے

چودہ گھنٹے یا دس گھنٹے کم کر دے نیں ۔ میں تہانوں یقین دلاناں کہ جیں
وقت شام نوں اوتہاں دی چھٹی ہوندی اے تے اوکم ازکم ایک فرلانگ
تک ٹر کے جاندے نیں تے فیر اونہاں دا لک سدھا ہندا اے اوتہاں معصوماں
دا، اونہاں دا مستقبل بڑا سیاہ اے ۔ میں جناب وزیر خزانہ نوں گزارش
کراں گا کہ ساڈیاں اینہاں انڈسٹریاں واسطے جہیڑیاں کہ بڑیاں اہم نیں
کم ازکم دس کروڑ روپیہ ایسے بجٹ دے وچ جس طرح دی ایدھر اودھر
ہوسکدا اے، رکھن ۔ جیہدے وچ پارچہ بافاں نوں قرضے دتے جان اوہ
اونہاں دی ہور بہتری واسطے انہاں دی صنعت نوں ترقی دین واسطے خرچ
کیتا جاوے ۔ سب تو زیادہ کم خرچ کپڑا اوہ پارچہ باف ہی مہیا کر
سکدا اے ۔ مثال دے طور تے ستارہ یا حسین لال بتاں والے بائی تیں روپے
گز لان دیندے نیں اوہی کپڑا ساڈے کولوں ساڈھے ست یا اٹھ روپے
خریدے دے نیں اہدے اتے کم ازکم دو ڈیڑھ روپے خرچہ کرکے بائی
تیئی روپے وچدے نیں ۔ لیکن جیہڑے اس نہوں بناؤندے آں ساڈے
ہتھاں وچ مایہ لگدی اے ۔ تانہ بناؤندے آں آساں کھیندے آں ساڈے
پلے اٹھ دس آنے دی نیٹ بیندے ۔ ایہدے مقابلے وچ اوبارہ تیرہ
روپے کماندے نیں ۔ ایسے طرح میں اے گزارش کراں گا کہ اگر حکومت ساڈی
بہتری واسطے کوئی ایسا بورڈ بناوے سرکاری دفتراں وچ میز پوش
یا ہور ایہو جیا کپڑا استعمال ہندا اے اوہ ساڈی معرفت بھیجا جاوے تے
اسیں اینہاں نوں کپڑا بہت سستا دیواں گے ۔ جیسطرح کہ میں پہ دے
گے دیکھے نیں کم ازکم تیس چالیس روپے والا کپڑا پردہ کلاتھ دا اے جیہڑا

چالیس روپے خرید دے جے اسیں تھانوں کم از کم ۳۰ روپے دیاں گے اودہ ... روپے گھٹ ہووے گا۔ ایس توں علاوہ میں گزارش کردا آں کہ سب توں وڈی مار سانوں سود دی مہنگائی دی پیندی اے۔ صورت حال اے آکہ اگر کوئی گولڈ لیف دی ڈبی لوے کہ اگر کوئی ۱۰ پیسے ودھ لے لے تے میں کئی دفعہ ویکھیا اے کہ مجسٹریٹ اوس آدمی دا چالان کر دیندا اے تے دس دس دن اوہدی ضمانت ای نئیں ہوندی لیکن سوتر دی مہنگائی دی صورت حال اے ویے کہ سوتر اگر اج سو روپے بنڈل اے تے کل دو سو روپیہ ہو گیا۔ حالانکہ کپاہ دی خرید یا روئی دی خرید اک وقت تے ملاں والے کر لیندے نیں اوہدے باد اوہدے دے کوئی ہور خرچا نئیں آوندا نہ مزدوراں دیاں تنخواہاں ودھدیاں نہ کوئی ٹیکس ودھدا اے۔ لیکن اوہدی قیمت دوگنی کر دتی جاندی اے۔ ایہہ اساڈے تے بڑا ظلم ہو رہیا اے۔ تے میں گزارش کراں گا کوئی ایسی کمیٹی مقرر کیتی جائے جیہڑی سود دیاں قیمتاں اتے نظر ثانی کرے۔ ایہدے وچ ٹیکسٹائل ملاں دے نمائندے ہون پارچہ بافاں دے نمائندے ہون تے سرکاری افسر وی موجود ہون تے سارے سود دیاں قیمتاں اوتے کنٹرول برقرار رکھن تاکہ جیہڑا مہنگائی نال قتل عام ہندا اے اوہ نہ ہووے۔ دوسری سریں گزارش کراں گا کہ ایس توں علاوہ انکم ٹیکس دی پوزیشن اے آکہ ایس وقت بارہ ہزار دی چھوٹ سی تے پاور لوماں والیاں نوں سو سوا سو ٹیکس لانے سن تے ۲۴ ہزار دی چھوٹ تے ہن وی ایہو حال اے۔ تے میں گزارش کراں گا کہ محکمہ انکم ٹیکس چونکہ مرکزی محکمہ ہے تے ایناں نے ضد بنی اے کہ ایناں

کولوں اساں ٹیکس ضرور لینا اے۔ تے جنہاں دیاں چار پا ورلو ماں نیں یا چار چھ کھڈیاں نیں انہاں توں انکم ٹیکس سمیت کسے قسم دا ٹیکس نئیں لگناں چاہی دا کیونکہ اے غریب لوگ نیں۔ اینہاں کول کوئی ایتنے وافر پیسے نئیں ہوندے۔

ریلوے دے متعلق میں گزارش کراں گا کہ ملتان تو کراچی تک ساڈا بڑا پرانا مطالبہ اے کہ ملتان توں کراچی تک اک ریل چلائی جاوے۔ ایس طرح کچیاں آبادیاں دے بارے میں عرض کراں گا کہ انہاں نوں مالکانہ حقوق دے دتے گئے نیں۔ ملتان دے علاقے وچ ۲۲ کچیاں نیں اونہاں وچوں اک توں وی اجے تک مالکانہ حقوق نئیں دتے گئے۔ یہ اونہاں نال بڑی زیادتی۔ ایتھوں تک کہ اگر انہاں نے کسے کیس دے وچ ضمانت دینی ہوندی اے تے شہریاں کول تے صرف اک مکان ای ہندا اے اوہ مکان ای انہاں دا اپنا نئیں تے اوہ کسے دی ضمانت وی نئیں دے سکدے۔ تے میں گزارش کراں گا کہ کچیاں آبادیاں توں مالکانہ حقوق فوراً دیتے جان اسے طرح میرے علاقے دے وچ اک شاہ رکن عالم سکیم اے اودا اک حصہ تے مکمل ہوگیا پر دوسرا حصہ مکمل کرن واسطے او ایم۔ ڈی۔ اے ملتان) ہزاراں مکان گرانا چاہندے نے تے میں گذارش کراں گا کہ اس علاقے دا کوئی مکان نہ گرایا جائے اوسارے غریباں لوکاں نے دو دو چار چار مرلے اپنے پیسے دے کے رجسٹریاں کرا کے مکان بنائے نے اگر او مکان گر گئے تے اوناں نال بڑی زیادتی تے ظلم ہووے گا دوسرا سر باغات دے متعلق اے کہ ملتان دے وچ صرف اِکو ای سیرگاہ اے پرانا قلعہ اودے مقابلے وچ لاہور ویکھو اقبال پارک، ماڈل ٹاؤن ہور جا بجا چھیرے

باغات نے اودے وچ کوئی شک نہیں کہ لاہور پنجاب دا دل آ لیکن توصاف ستھرا خون پہنچان واسطے نالیاں وی صاف ستھریاں ہونی چاہیدیاں نے۔ واپڈا دے اجکل جیہڑے بل آرہے نے لوکاں نے شکایت کیتی اے کہ سو ڈیڑھ سو روپے دا بل چار پاور لوماں دا ہوندا اے تے ساڈے چار ہزار روپیہ لا دیندے نے کہ دو سال توں تہاڈا فرسی جلن لگیا اے جیدے واسطے چیف انجینئر ملتان کول اسی کئی واری گئے آں۔ لیکن اونے ساڈی کدی نئیں سنی اور لوگ ساڈے پریشان ہو رہے نیں اک دو پاور لوماں والا آدمی سی اونوں بائی ہزار روپے دا بل آیا ایں بڑی جدوجہد کیتی پر بل گھٹ نہ ہویا او وچارہ مرگیا اودی بیوہ موجود اے اودے نال اسی وی جاکے دفتراں دے چکر کٹے نے او بائی ہزار دا بائی ہزار آ۔ کم از کم ۲۰ سال وی بندہ پاوراں چلاندا روے تے بائی ہزار روپیہ بل نہیں آسکدا۔ دوسرے سرصدر صاحب نے ساڈے ملتان وچ وعدہ فرمایا سی اک زرعی کالج دا اودے واسطے بجٹ وچ کوئی پیسہ نہیں رکھیا گیا ایدے واسطے ضرور مہربانی فرمائی جائے۔ ہائی سکولاں دے وچ اے ظلم ہو رہیا اے جس ویلے بچہ پہلی تو دسویں تک جاندا اے دسویں جماعت وچ جس ویلے ششماہی دا امتحان دیندا اے تے سکول ماسٹر کہندے نے کاکا تیرا پرائیویٹ امتحان ہونا اے تو پرائیویٹ امتحان دے تو کمزور اے او اپناں احساس کمتری دا شکار ہوندا اے آتے نا او گھر جاکے دسدا اے نہ ہی سکولے آوندا اے او باغاں دی سیر کردا اے اخیر او لفنگا ہو جاندا اے گھروں وی نٹھ جاندا اے کیتاں دے بچے اسے طرح گم ہو جاندے نے کئی وچارے نہراں دے وچ ڈوب کے مر جاندے

نے اسے بڑا ظلم اے آ۔ سختی نال ایدی مخالفت بلکہ قانون بنایا جائے کہ جیڑا بچہ دسویں وچ پڑھدا ہوئے اودا پرائیویٹ داخلہ نہیں جانا چاہی دا۔ میں نہایت ہی ادب نال گزارش کراں گا۔

جناب سپیکر:۔ حاجی صاحب تواڈی تقریر دا وقت ختم ہو گیا اے۔

حاجی محمد بوٹا:۔ اک گزارش صرف پولیس دے متعلق سر۔ پولیس دی سارے جہان نے مخالفت کیتی آ۔ ٹھیک اے او بُرے نیں لیکن اودی ساڈے بھرا نے بھرا نوں گھروں نہیں کڈیا جاندا، اوناں واسطے میں اک گزارش کراں گا اوناں نوں رہائش دیاں بڑیاں پریشانیاں نے۔

جناب سپیکر:۔ چوہدری حاکم علی صاحب کی فرما رہے نیں۔

حاجی محمد بوٹا:۔ اک منٹ سر اک منٹ۔ رہائش دیاں پریشانیاں نے اوناں واسطے کوارٹر مہیا کیتے جان مثلاً ملتان دے وچ تھانہ پرانا کوتوالی دولت گیٹ بوہڑ گیٹ چوکی چہل بک وچ کافی گنجائش موجود ہے اوناں واسطے کوارٹر بنائے جان تے اوناں واسطے رہائش دا مسئلہ وی حل ہووے تے چاہیدا اے۔ تے آخیر وچ میں اک نکی جئی گزارش کراں گا او اے بھئی ملازمین واسطے اک الگ کوٹہ مقرر کیتا جاوے اے جیتھے دی جان آں ساڈا اک ملازمین نہیں رکھیا جے اسی وزیراں کول جانے آں تے اوناں کولوں کراتے آں تے اوناں در خواستاں دا جیڑا حال ہوندا recommend اے میں ایناں دے سامنے / مالی نال نیئں دس سکدا۔ کوئی نہیں پوچھدا نہ وزیراں نوں پوچھدا تے نہ ہی سانوں پوچھدا اے۔ ایدے واسطے ساڈا کوٹہ مقرر کیتا جاوے۔ دوسرے سر قومی اسمبلی دے وچ ساڈے تین ہزار

روپیہ الاؤنس اے آ، ساڈا اک ہزار روپیہ آ ایدے تے وی کجھ نظر ثانی کرو۔ پھیر کم از کم بارہ ہزار روپے دے اونانوں voucher مل دے نے ٹی اے ڈی اے تو علاوہ تے صوبائی اسمبلی تو چلو زیادہ نئیں تے چھ ہزار تے ملنے چاہی دے نیں۔ اے مہربانی کرو اس دے علاوہ جیہڑے ایم پی اے نے جیناں توں گڈیاں دی ضرورت اے اور اوناں دے کول کوئی گڈی نہیں ہیگی اوناں نوں بغیر کسٹم تو ایک اک پر مٹ . . . دتا جاوے۔

جناب سپیکر:۔ ساری گل قبلہ اج ہی مکا ڈگے۔

جناب محمد بوٹا:۔ ہاں اک ہور رہ گئی ہے۔

جیہڑے دیہاتی استاد نے اوناں دیاں تے شہر والے استاداں دیاں تنخواہاں برابر ہونیاں چاہی دیاں نے اسی جے کوئی تبادلہ کراوی دیے کارپوریشن وچ تے اوبارون اسی اے اوتے آں اوسانوں دوا دیندا اے جے کارپوریشن چک وچ لا جاوے اودی چار سو روپے تنخواہ گھٹ جاندی اے اودے بچے پٹن لگ تے اوساڈے بچے پٹن لگ پیندا اے۔ جاندے نے مہربانی کرکے استاداں دی تنخواہ برابر ہووے تاکہ دیہاتاں دے بچے وی تعلیم حاصل کر سکن۔

جناب سپیکر:۔ مک گئی گل، شکریہ! میاں مختار احمد صاحب۔

جناب میاں مختار احمد:۔ جناب سپیکر . . .

جناب سپیکر:۔ راہی صاحب تو سی ایسے کم واسطے آئے ہے

جناب فضل حسین راہی (فیصل آباد)۔ گل سنو مینو تہاڈا اعتراض تے اعتراض کوئی نہیں تہاڈے اس رویے تے اعتراض اے کہ اے قانونی

اک مسئلہ اے ایدے وچ کوئی مذاق کرن والی گل وی کوئی نیئں، لڑائی جھگڑے آلی وی گل کوئی نیئں میں تاں اگے وی ایہی عرض کیتی سی سپیکر صاحب کہ ساڈے پندرہ منسٹر ۲۳ پارلیمانی سیکرٹری آ ۳۸ بندے نے اک اک دو دو بندے نال لے آن تے کورم کدی وی شارٹ نہ ہووے پر مسئلہ اے آ کہ اے قانونی گل آ اگر توسی اپنے مرضی دے چلاناچاہندے اینوں ہاؤس نوں تے چلا لو لیکن میرا objection نوٹ کر لو، ایدے اتے بندے گن لو انے بندے لکھ لو پھیر توسی اگے چلالو اس ہاؤس نوں مینوں کوئی اعتراض نہیں، مینوں کوئی اعتراض نہیں میرے حساب دے مطابق تے جیڑے جی ..... نیئں نیئں بندے ... . سپیکر صاحب دی ذمہ داری اے جی توسی بندے گنا لو کسے دے کولوں - not more than sixty بلکہ کوئی پانچ چھ گھٹ ہی ہونے نے سٹھ توں نیئں جی میری گل سنو مینوں اعتراض کوئی نہیں میری گل سنو اک legal objection پوائنٹ آ میرا اور اے نوٹ کر لو اگے اینوں چلا دیو ہاؤس نو مینوں کوئی اعتراض نہیں اگر توسی اس طرح چلانا چاہندے او نا .....

جناب سپیکر:- آ .... جی -

چوہدری حاکم علی (قصور): سہراہی صاحب کی تو یہ ان کی پرانی عادت ہے خواہ کوئی کام ٹھیک کر رہا ہو۔ سارے ممبران یہ کہتے تھے کہ میری واری نہیں آئی واری نہیں آئی واری کا آپ کے پاس کونسا آلہ ہے اور میں ممبران سے پہلے عرض کر چکا ہوں کہ آپ تعمیری کاموں میں حصہ لیں اس میں کوئی ایسی بات نہیں آپ کی مرضی سے ہاؤس چل رہا ہے۔ نہیں جب آپ کے پاس دو دن

باقی ہیں تو کتنے ممبران باقی رہتے ہیں ساری بات یہ ہے آپ خود ہی اپنی اداؤں پہ غور کریں کہ ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

ایک معزز ممبر:۔ صحیح ہے۔

چوہدری حاکم علی (قصور) راہی صاحب یہ آپ کو نہیں چاہئیے تھا۔ راہی صاحب گھنٹہ ہوا ہے کہ راہی صاحب جا رہے تھے کس نے جناب یہ بات بتائی ہے کہ کورم پورا نہیں تو وہ پھر واپس آگئے ہیں۔ (قہقہے)

جناب فضل حسین راہی (فیصل آباد):۔ جناب میرا مطلب صرف اے آکہ ممبر صرف خالی ڈسکاں دے اگے تقریراں کرن دے آ۔ اے کوئی رویہ نہیں کوئی طریقہ نہیں تے اسے آکے توسی اپنی مرضی نال ہاؤس توں چلا ؤ۔ میرا نوٹ کرلو کہ کورم پورا نہیں۔ گلاں جیتیاں مرضی کرو جی کورم پورا کرا دیو۔ سپیکر صاحب جی میں تہاڈے جواب دا منتظر آں جی رولنگ دیو۔ سپیکر صاحب جی میں تہاڈے جواب دا منتظر آں جی رولنگ

جناب سپیکر:۔ میں تہاڈی اس گل دے واپس لین دے انتظار وچ آں۔

جناب فضل حسین راہی:۔ نہیں جی میں صرف تہاڈی رولنگ دے انتظار وچ آں جی۔ توسی حکم کرو جے اینوں چلانا چاہندے او چلاؤ میں تے پوائنٹ آؤٹ کیتا اے۔

جناب سپیکر:۔ اگر توسی پوائنٹ آؤٹ کرو گے تے میرے کول اسدا ایہی حل اے کہ میں اس دی گنتی کراواں گا کورم ہویا تے اجلاس جاری رہے گا نہ ہویا تے اجلاس جاری نہیں رہوے گا۔

فضل حسین راہی:۔ گنتی کراو جی اس دے بعد اپنی مرضی نال چلاؤ۔

ایک معزز خاتون :- ابھی راہی صاحب نے کہا کہ کورم پورا نہیں ہے لیکن میں نے گن تھا تو ۶۸ تھے تو بعد میں یہ میرے پاس آئے تو میں نے کہا کہ مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے اور میں نے گنے ہیں ۶۸ تھے ۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے تُکا مارا ہے میں نے کہا کہ مجھے تُکے مارنے کی عادت نہیں ہے اس لئے مہربانی کر کے راہی صاحب آپ گن لیں اگر کورم پورا نہیں ہے تو بات کریں ۔

فضل حسین راہی :- کسی پارلیمانی سیکرٹری کے ذمے لگائیں جی مجھے تو یہ پتہ ہے کہ کورم کم ہے جی بس ۔ سر میں واپس کوئی نئیں لینا جی اعتراض میرا اپنی جگہ سٹینڈ کردا اے کے تہاڈی مرضی اے جناب ۔ میرا اسٹینڈ اپنی جگہ اے جی ۔

ایک معزز خاتون :- مسکراہٹ اور قہقہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جناب سپیکر ادھر سے راہی صاحب گن کریں گے ادھر سے ڈاکٹر شیلا گن کریں گی ۔ ہماری طرف سے یہ جواب دیا کریں گے ۔ گن کریں گے اور بتایا کریں گے کہ کورم پورا ہے یا نہیں ۔

جناب سپیکر :- جی ملک صاحب ۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر (اوکاڑہ) جناب عالی ان کو یہ بتائیے کہ ان کو پارلیمانی سیکرٹریوں کی ڈیوٹی کس نے بتائی ہے کہ ہمارے کیا فرائض ہیں ان کی کس کتاب میں یہ درج ہے کہ پارلیمانی سیکرٹریوں کی یہ ڈیوٹی ہے کہ کورم ختم ہوا تو وہ گنتی کریں گے یہ ہم سے جو گنتی کراتے ہیں تو یہ تو دانیٹرھ ہیں ۔

فضل حسین راہی :- سپیکر صاحب یہ کہہ رہے ہے ۔

ایک فاضل ممبر :- سپیکر صاحب تو ضرور کہیں گے لیکن آپ نے تو ہماری ڈیوٹی لگا دی ہے ۔

جناب سپیکر :- جی

ایک معزز خاتون :-

would say that Mr. Rahi should count the members at the moment.

میں یہ چیلنج کرتی ہوں کہ آپ اس وقت یہ ممبر کاؤنٹ کریں۔ آپ نے اعتراض کیا ہے آپ count کریں کیونکہ کورم پورا ہے۔ آپ کے اعتراض کے جواب میں سپیکر صاحب گن لیں جی کورم پورا ہے۔

فضل حسین راہی :- سپیکر صاحب دس دین جی جے کورم پورا اے تے اسی بیٹھ جانے آں۔

معزز خاتون رکن :- گنتی نہیں آتی ؟ جی پورا ہے میں نے گن لیا ہے۔

جناب سپیکر :- راہی صاحب جے توساں ایس گل توں نہیں ہٹناں تے میں گنتی کرانواں۔

گنتی کی جائے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۵۷ ممبران موجود ہیں کورم نہیں ہے۔ ہاؤس کی کارروائی ۱۵ منٹ تک کیلئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کارروائی ۱۵ منٹ تک کے لئے ملتوی ہو گی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر :- میاں مختار احمد صاحب

میاں مختار احمد شیخ :- جناب سپیکر میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع دیا جہاں تک بجٹ کے ترقیاتی منصوبوں کا تعلق ہے۔ تعلیمی مد میں جو رقومات رکھی گئی ہیں وہ بڑے حوصلہ افزا ہیں جیسا کہ آپ کے علم میں ہے جب ۱۹ دسمبر کو ریفرنڈم ہوا ان دنوں ہی یہ احساس ہو گیا تھا کہ اسمبلیوں کے انتخابات ہوں گے۔ پھر ۲۸ فروری کو یہ انتخابات مکمل بھی ہو گئے

اس بجٹ بنانے میں اور ان ممبران کے انتخاب میں تین مہینے کا فرق تھا اس سلسلہ میں جناب چیئرمین پی اینڈ ڈی اور وزیر اعلی نے مختلف اطلاع کے ڈویژنوں کے دورے بھی کئے - ہم لوگ بڑے مطمئن تھے ۔ ہمارے علاقے کے لئے ترقیاتی منصوبے اس بجٹ میں شامل کر لیئے جائیں گے ۔ اس سلسلے میں آپ نے اسی وقت ان ترقیاتی منصوبوں کے بارہ میں متعلقہ افسران کو مطلع بھی کر دیا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ترقیاتی منصوبوں پر کوئی غور نہیں کیا گیا اور ہمارے علاقے اسیطرح سے اپنی ترقیاتی سکیموں سے محروم ہیں آپ overall بجٹ کی ترقیاتی سکیموں کو دیکھیں تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ ہمارے ۳۰ / ۴۰ حلقہ انتخاب میں کچھ ترقیاتی سکیمیں رکھی گئیں ہیں اور باقی دو سو حلقے جو ہیں وہ ترقیاتی سکیموں سے محروم ہیں ۔ تو ان حالات میں جس طرح آپ کے علم میں ہے کہ غیر جماعتی بنیادوں پر ہوا ہے اور ہم نے جو انتخابات میں حصہ لیا۔ .

جناب طاہر احمد شاہ :- جناب سپیکر میں یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ لابی ارکان اسمبلی کے لئے ہے یہ غیر متعلقہ لوگ، یہ سپیشل برانچ والے لوگ پہلے بھی میں نے اعتراض کیا تھا آج بھی لابی میں موجود ہیں انزراہ کرم اس چیز کا مستقل بندوبست کیا جائے - یہ سپیشل برانچ والے لوگ یا غیر متعلقہ لوگ لابی میں تشریف نہ لائیں ۔

میاں مختار احمد شیخ :- ہمارے ترقیاتی منصوبوں کے لئے لازمی طور پر Lump Sum رقومات رکھی جائیں اور جب ہمارے علاقوں میں کام ہوگا اور ترقیاتی منصوبوں پر عمل ہوگا یقیناً جب وہاں ممبروں کی پوزیشن اچھی ہوگی اسکے نتائج بھی یقینی طور پر بہت مضبوط اور اچھے نکلیں گے یہ جو جناب وزیر

خزانہ نے فرمایا ہے کہ بہت جلد بجٹ میں ۳۰ ہزار ملازمتوں کے راستے کھل جائیں گے ۔ میں اس سلسلے میں التماس کروں گا کہ ۳۰ ہزار ملازمتیں جو ہیں انہیں بھی ممبران کی سفارشات پر رکھی جانی چاہئیں اگر ہمارے یہاں ۲۵۸ ممبران ہیں تو تقریباً سو ملازمین ایسے ہو سکتے ہیں جو ہر ممبر کی سفارش پر رکھے جا سکتے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو ملازمتیں ہیں ہم ممبران کے توسط سے اور ان کی سفارشات سے پُر کی جائیں تاکہ ہم ہر حلقے سے سو سو آدمی ملازمتوں میں رکھوا سکیں پنجاب صنعتی طور پر بہت پسماندہ ہوتا جا رہا ہے ۔ یہاں صنعتیں لگانے کے لیے کوئی Incentive نہیں دیا گیا اور ہماری Policy Statement جو بجٹ کے ساتھ آنی چاہئے تھی وہ بھی نہیں آئی اس سلسلے میں میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ صنعتوں میں ہمیں Incentive دینا چاہئے ۔ بہاولپور ۔ ملتان ۔ وہاڑی خانیوال جھنگ سرگودھا ایسے اضلاع ہیں جو زرعی طور پر تو بڑے اچھے کامیاب ہیں لیکن زراعت پر منحصر صنعتیں لگانے کے لئے وہاں کوئی Incentive نہیں ہے جب ہم Agro based انڈسٹری لگائیں گے تو زراعت کی ترقی کے ساتھ جب وہ صنعتیں بھی ہمارے پاس ہوں گی تو زراعت زیادہ ترقی کر سکے گی اسطرح ہمارے اضلاع میں ہمارے دیہات میں بے روزگاری کے مسائل پیدا نہیں ہوں گے ان کا چند برسوں میں اگر ہم اس پہ غور کریں تو ہمارے جو ملازمین باہر کے ملکوں میں لگے ہوئے ہیں ان کے ملازمتوں کے Chances بھی کم ہوتے جا رہے ہیں اور انہوں نے بھی ہمارے یہاں واپس آنا ہے ۔ لازمی ہے ہم پنجاب کو صنعتی طور پر مضبوط کریں ۔ ہماری جو صنعتیں ہیں جب تک ہم انکو

پوری ترغیب نہیں دیں گے ٹیکس ہالیڈے نہیں دیں گے اور ڈیوٹی فری ایریا قرار نہیں دیں گے اس وقت تک ہم صنعتی ترقی نہیں کر سکتے آپ اس کا اور مطالعہ کریں پنجاب کو صنعتی طور پہ دیدہ دانستہ پستی کی طرف رکھا جا رہا ہے۔ اسی طرح سے جس طرح کہ پانی کا مسئلہ ہے۔ پانی نہ دینا بھی جیسے ابھی چند دوستوں نے کہا ہے کہ یہ سازش ہے یہ یقینی طور پہ سازش ہے۔ اس کو دیدہ دانستہ طور پر پسماندہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ ۳۵ لاکھ گانٹھوں کا علاقہ یہ ملتان ڈویژن۔ ڈیرہ غازی خان ڈویژن اور بہاولپور ڈویژن یہاں ۳۵ لاکھ روئی کی گانٹھیں ہوتی ہیں۔ اور اس کی قیمت تقریباً ۶/۷ ارب روپے بنتی ہے۔ جب ۶/۷ ارب روپے کی روئی ہمارے پاس نہیں ہوگی۔ تو ہم معاشی اور اقتصادی طور پر بدحال ہو جائیں گے پاکستان کو نہ صرف ۷ ارب روپے کا نقصان ہوگا بلکہ ۷ ارب روپے کی روئی ہمیں امپورٹ کرنی ہوگی۔ ملک کو ۱۴۔ ارب روپے کا نقصان ہوگا۔ یہ ناقابل تلافی ہے اور اس کی تلافی ہم صدیوں تک نہیں کر سکتے۔ ہمارے بچے ہماری مائیں بہنیں اور مویشیوں کی اموات اتنی بڑھ جائیں گی پنجاب اقتصادی طور پر معاشرتی طور پہ ایک پسماندہ علاقہ بن جائیگا۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت پاکستان سے یہ استدعا کی جائے کہ پانی کے مسئلے کو فوری طور پر حل کیا جائے۔ اسی طرح سے میں لیبر کے معاملے میں عرض کرتا ہوں تنخواہیں تو بڑھا دی گئی ہیں لیکن ہمارے یہاں ایک سسٹم ہے ۵٪ ہم نفع کا معاوضہ دیتے ہیں۔ تو اس میں ہمیں یہ پالیسی اختیار کرنی چاہئے ہم ایک ہزار تنخواہ پانے والوں کو ۵ فیصد دیتے ہیں میں یہ استدعا کروں گا کہ حکومت پاکستان سے استدعا کی جائے کہ اس ۱۰۰۰ روپے

کی حد کو بڑھا کر ۱۵۰۰ روپے کر دی جائے۔ اور ہر ملازم کو ایک ہزار روپے تک جو نفع ملتا ہے اس کی حد بھی ایک ہزار روپے سے بڑھا کر ۱۵۰۰ روپے کی جائے تاکہ ہمارے ملک کے جو مزدور ہیں انہوں نے جو منافع اپنی صنعتوں میں کمایا ہے تو وہ منافع بجائے ان کو کہ ایک ہزار روپے زیادہ سے زیادہ ملے وہ منافع بڑھا کر پندرہ سو روپے کیا جائے تاکہ ملازمین اپنی ان صنعتوں میں جسطرح سے زیادہ منافع کما رہے ہیں ان کا حق بنتا ہے۔ اور وہ ایک ہزار روپے سے زائد جتنی آمدنی ہے وہ حکومت کے اکاؤنٹ میں چلی جاتی ہے۔ وہ صنعتکار کے پاس چلی جاتی ہے۔ اسی طرح سے ہمارے ہاں دو تین سسٹم ہیں۔ سوشل سیکورٹی انسٹی ٹیوشن ہے Oldage benbefit ہے Education Cess ہے۔ یہ سارا روپیہ گورنمنٹ کے اکاؤنٹ میں جاتا ہے اور اس سے مزدور کے بچے کو یا مزدور کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ اور اس طرح سے صنعتکار کو بھی تین دفتروں میں جانا پڑتا ہے۔ Old age benefit والوں کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہے۔ سوشل سیکورٹی سے بھی ہے۔ ایجوکیشن Cess سے بھی ہے۔ تو میں یہ کہوں گا کہ ان تینوں شعبوں کو اگر Merge کر دیا جائے تو یہ زیادہ صنعتکاروں کے لئے فائدہ مند ہوگا اور مزدور کے لئے فائدہ مند ہوگا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ کا ٹائم ختم ہوگیا ہے۔

میاں مختار احمد شیخ: جناب والا تھوڑا سا اور عرض کرتا ہوں۔ ڈیڑھ سال قبل ہمارے پریذیڈنٹ صاحب ملتان تشریف لائے تھے تو انہوں نے انجینئرنگ کالج اور شوگر مل کے قیام کے لئے فرمایا تھا لیکن اب آپ ہماری

سست رفتاری کو دیکھیں کہ ڈیڑھ سال میں نہ تو وہاں انجینئرنگ یونیورسٹی قائم ہوئی اور نہ ہی شوگر مل کے قیام کا کوئی فیصلہ ہوا۔ آپ دوسرے صوبوں میں جائیں وہاں صنعتی پالیسی کے لئے جو بھی کوٹہ حکومت پاکستان صوبوں کو دیتی ہے تو وہ اسی وقت صنعتیں لگا دی جاتی ہیں۔ یا منظوریاں دے دی جاتی ہیں لیکن ہمارے ہاں ڈیڑھ سال کا عرصہ گزرا ہم نے نہ کوئی انجینئرنگ کالج کے لئے قدم اٹھایا اور نہ ہی ہم نے اس شوگر مل کے لئے کوئی فیصلہ کیا ڈیڑھ سال سے وفاقی حکومت نے ہمیں نوے ہزار ٹن شوگر کی انڈسٹری لگانے کے لئے اجازت دی ہوئی ہے ہمارے پاس موجود ہے لیکن ہمارے صنعتی شعبہ نے اور ہمارے صنعت کے جو افسران ہیں انہوں نے اس طرف توجہ نہیں دی اور ڈیڑھ سال سے ہم اس سے محروم چلے آرہے ہیں اسی طرح کچی آبادیوں کا مسئلہ ہے۔ تو کچی آبادیوں کے سلسلے میں میں نے ملتان میں جناب وزیراعلیٰ سے گزارش کی تھی کہ یہ جو صنعتی aid کی ۱۹۷۸ء کی حد ہے اسے بڑھا کر ۳۱ دسمبر ۱۹۸۴ء کیا جائے۔ تاکہ وہ لوگ جو کچی آبادیوں میں آباد ہو چکے ہیں انہیں ۱۹۷۸ء کی بجائے اگر ۱۹۸۴ء تک کی مراعات دے دی جائیں تو وہ بآسانی وہاں آباد رہیں گے۔ اور جب ہم انہیں اٹھا کر کوئی تکلیف پہنچائیں گے تو یہ ہمارے لئے ہمارے معاشرے کے لئے تکلیف دہ ہو گا۔

جناب سپیکر:۔ میاں صاحب! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اور اب میں آپ کی رائے لینا چاہتا ہوں اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو پانچ بجے تک سیشن کو جاری رکھیں۔

آوازیں :- جی ۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔

جناب طاہر احمد شاہ :- جناب والا۔ یہ اجلاس پرسوں تک ملتوی کر دیجئے ۔ اور میں یہ بھی استفسار کرنا چاہوں گا کہ پرسوں مجھے کچھ تھوڑا سا وقت مل سکے گا یا نہیں ؟

جناب سپیکر :- شاہ صاحب ! سارے ہاؤس کی مرضی یہ ہے کہ ابھی اس اجلاس کو ایک گھنٹہ اور یعنی پانچ بجے تک چلنے دیں۔

جناب طاہر احمد شاہ :- جناب والا۔ چونکہ آپ نے چار بجے کا ٹائم دیا تھا تو پھر میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں مجھے پانچ بجے تک ایک ضروری کام کے سلسلے میں جانا ہے باقی جو احباب تقریر کرنا چاہتے ہیں وہ کریں۔ میں پرسوں تقریر کروں گا۔

جناب سپیکر :- تقریر آپ بے شک پرسوں کریں لیکن آپ تشریف رکھیں۔

جناب طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا۔ مجھے ایک ضروری کام ہے۔ مجھے آپ اجازت دیں میں آپ کی اجازت کے ساتھ جانا چاہتا ہوں ۔ ورنہ میں یہاں بیٹھا ہوں ۔

جناب سپیکر :- ٹھیک ہے ۔ اگر آپ کو ضروری کام ہے تو آپ جا سکتے ہیں۔

جناب طاہر احمد شاہ ۔ آپ کا بہت بہت شکریہ ۔

جناب سپیکر :- آپ کی چٹ میرے پاس ہے آج آپ بولنا چاہتے ہیں؟

جناب پیٹرگل ۔ جی

جناب سپیکر :- جی فرمائیے۔

جناب پیٹر گل ۔ (پنجاب نان مسلم سیٹ) جناب سپیکر ۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ بغیر چٹ کے آپ نے مجھے ٹائم دے دیا ہے ۔ جناب سپیکر آپ کی وساطت سے سب سے پہلے میں اقلیتوں کی طرف سے حکومت کا مشکور ہوں کہ ہمیں جداگانہ الیکشن لڑنے کا موقع دیا ۔ جیسا کہ میرے معزز اقلیتی ممبران کے بجٹ کے بارے میں کہا اقلیتوں کا بجٹ بالکل علیحدہ ہونا چاہیئے تاکہ ہم لوگ بھی اپنی قوم کے لئے کچھ ترقیاتی کام کر سکیں ۔ اس کے لئے چند ایک گذارشات پیش کرنے کی جسارت کروں گا ۔ مسیح قبرستانوں کے لئے قطعات مختص کئے جائیں کیونکہ مسیح قبرستانوں کے لئے آج سے سو سال پہلے جو جگہ دی گئی تھی وہ آبادی کے بڑھنے کی وجہ سے اتنی کم ہو چکی ہے کہ وہاں اب کوئی دفنانے کی گنجائش نہیں ہے ۔ اب میں کچی آبادیوں کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا ۔ بہت سی کچی آبادیاں ایسی پڑی ہیں جن کو ابھی تک declare نہیں کیا ۔ جب کہ حکومت نے کہا ہے ۸۷-۱-۱ سے جو بھی بیٹھے ہیں اور سو خاندان ہیں ان کو کچی آبادی declare " کیا جائے ۔ اس لئے کہ جب تک وہ declare نہیں ہوں گی ان کو کوئی بنیادی سہولتیں نہیں مل سکتیں ۔ جب بھی افسران کے پاس بجلی اور سیوریج کے لئے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کیونکہ یہ آبادیاں ابھی تک declare نہیں ہوئیں اس لئے ان کو بنیادی سہولتیں نہیں مل سکتیں ۔ تو جناب سپیکر آپ کی وساطت سے میں حکومت سے گذارش کروں گا کہ ان آبادیوں کو جو ۸۷-۱-۱ سے بنی ہوئی ہیں اور سو خاندان سے زیادہ ہیں ان کو کچی آبادی declare کیا جائے تاکہ وہ اپنی بنیادی سہولتوں سے مستفید ہو سکیں ۔ اس کے علاوہ اب میں آپ کی توجہ درجہ چہارم

کے ان لوگوں کی طرف دلاتا ہوں جو کہ کارپوریشن میں ملازم ہیں اور ان کی پنشن اور Gratuity کا بڑا مسئلہ ہے۔ تاکہ وہ بھی اپنی ساری زندگی کام کرنے کے بعد پنشن اور گریجویٹی حاصل کر کے سکھ اور چین کا سانس لے سکیں۔ جناب سپیکر! جیسا کہ سموئل وکٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ ہماری بھی حلقہ بندی ہونی چاہئیے۔ ہمارے ایک M.N.A. کے لئے سارا پاکستان حلقہ بن جاتا ہے اور صوبائی امیدوار کے لئے ۲۸ اضلاع کا حلقہ ہوتا ہے یہ کہاں کا انصاف ہے۔ کیا ہمیں ایک قومی الیکشن لڑنے کے لئے ایک صدر کے برابر سارے پاکستان کا حلقہ سمجھ کر ہم الیکشن لڑیں۔ میرا لاہور سے تعلق ہے اس لئے اب میں لاہور کی طرف آتا ہوں اور چند ایک گزارشات ہیں کہ بہت سے کچی آبادیاں ایسی ہیں جہاں پر واٹر سپلائی اور سیوریج کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ان کو سب سے پہلے ترجیحات پر واٹر سپلائی اور سیوریج کا حق دیا جائے۔ تاکہ وہ بھی اپنی گندی گلیوں سے کچھ نہ کچھ چھٹکارا حاصل کر سکیں۔ اب میں جناب سپیکر یہ عرض کروں گا کہ ایسٹر کا دن جو کہ مسیحوں کے لئے ایک بڑا اہم تہوار ہے اس کو Gazetted Holiday قرار دیا جائے تاکہ مسیحوں کو اس دن چھٹی ہو جب ہمارا مسیحوں کا اہم تہوار ہوتا ہے دوسری طرف بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اس دن امتحان ہو رہے ہوتے ہیں اس لئے وہ لڑکے چرچ جانے کے لئے یا اپنا تہوار منانے کے لیے بھی مجبور ہوتے ہیں۔ اس لیے جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے گذارش کروں گا کہ اس کو مدنظر رکھیں اور ایسٹر کے تہوار کو Gazetted Holiday قرار دیا جائے۔ ہمارے بہت سے گاؤں ایسے ہیں مثلاً ایک مریم آباد کا علاقہ جو کہ شیخوپورہ میں واقع ہے وہاں تاریخی مسیحی پروگرام ہوتے ہیں لیکن وہاں کوئی سڑک نہیں ہے یہاں تک کہ وہاں سولنگ بھی نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت

سے حکومت سے گزارش کروں گا کہ مریم آباد کے علاقے کو پکی سڑک کے ساتھ ملایا جائے۔ باقی میں آخر میں ایک چھوٹا سا شعر عرض کروں گا۔

کہاں تک سنو گے کہاں تک سناؤں
ہزاروں ہی شکوے ہیں کیا کیا بتاؤں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب فضل حق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سپیکر میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ جو بھی فاضل ممبران موجود ہیں اور خیال یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے جو بات کہنی ہے۔ اس کا مقصد ریکارڈ کروانا ہے۔ فائلوں کا پیٹ بھرنا ہے۔ جناب والا مقصد یہ نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جو ایوان میں ممبران موجود ہیں۔ وہ ہر ایک، ایک دوسرے کے علاقے کے حالات سمجھتا ہے۔ سنتا ہے۔ اور اس سے کچھ سیکھتا ہے تو میں اس ایوان میں پہلی مرتبہ منتخب ہو کر آیا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے بہت کچھ سیکھا ہے۔ اب آپ نے اجازت دی ہے۔ تو تقریر کی تھوڑی سی ٹریننگ بھی کروں گا۔ سب سے پہلے میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہاؤس کے اندر پچھلے چھ سات دن سے میں نے یہ دیکھا ہے کہ جب بھی کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے چاہے وہ متعلقہ ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے۔ بہت سارے ممبر صاحبان بلا وجہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس ہاؤس کے اندر confusion create ہوتا ہے۔ اور جو وقت ضائع ہوتا ہے۔ وہ ہم سب کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ جیسے چھوٹے سکولوں میں بچے جو بہت سارے کلاس روم میں ہو جاتے ہیں تو جب ان میں سے ایک نے Bath میں جانا ہوتا ہے تو کسی نے کہہ دیا "مس" تو پھر اس کے بعد سارے شروع ہو جاتے "مس" آپ جناب سپیکر میری درخواست ہے کہ اس چیز کو کنٹرول کیا جائے۔ اور یہ ہاؤس ذرا صحیح طریقے سے چلنا چاہیے۔ ہم لوگ یہاں آتے ہیں کہ ہم آ کر کچھ سیکھیں بجائے اس کے کہ ہر وقت confusion رہتا ہے۔ اور یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ یہ ایوان صبح کے وقت ایک ڈیڑھ گھنٹہ بڑے اطمینان سے چلتا ہے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ حالات خراب ہو جاتے

ہیں۔ خیر بجٹ جو ہے۔ عام طور پر اس کا تصور دوسرے ملکوں میں یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگ اسے Welcome کرتے ہیں۔ ان کو یہ نظر آتا ہے کہ جیسی بجٹ کے اندر مراعات ملیں گی۔ ریلیف ہوگا۔ مختلف مدات ہیں۔ لیکن ہمارے ملک میں یہ ہے کہ جب مارچ یا اپریل کا آخیر ہوتا ہے تو سب لوگ یہ تیاری کرتے ہیں کہ اب بجٹ آنے والا ہے۔ دکاندار، فیکٹری والے۔ زراعت والے ہر ایک اپنی اپنی جگہ اس چیز کی تیاری کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس میں ذخیرہ اندوزی ہوتی ہے۔ مختلف قسم کی چیزیں ہوتی ہیں اور اس خوف سے کہ اب ٹیکس پڑے گا۔ ہمارے سامنے کیا ہوگا تو یہ جو چیز ہمارے ہاتھ آتی ہے۔ اور یہ بجٹ جو اس ہاؤس کے اندر پیش ہوا ہے۔ جس کو یہ کہا جا رہا ہے کہ اس پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگا ہے گنجائش ہی نہیں تھی ٹیکس لگنے کی تو لگے گیا۔ خیر۔ میں اس سلسلہ میں یہ سمجھتا ہوں میری اپنی رائے یہ ہے کہ بجٹ بنانے میں کابینہ اور وزیر خزانہ کا کتنا ہاتھ ہے۔ وہ تو آپ سب کے سامنے ہے۔ کیونکہ ان کو جتنا وقت مل سکا جو انہوں نے کوششیں کی ہوں گی۔ ضرور کی ہوں گی اور کرنی بھی چاہیئے تھیں۔ عام طور پر جب بجٹ پر کام شروع ہوتا ہے۔ تو کم از کم چار پانچ ماہ قبل اس پر کام شروع ہو جاتا ہے ADP پر کام ہوتا ہے۔ لوگوں کی مختلف ضروریات کو دیکھا جاتا ہے۔ اب جو یہ بجٹ ہمارے سامنے پیش ہوا ہے۔ ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ جس حد تک اس میں ہم مناسب ترامیم کر کے اس کو منظور کریں۔ تو بہتر ہے ہمارا یہ جو بجٹ ہے یہ کوئی دو ہزار ایکسو تیرا کروڑ کا ہے۔ اس کے اندر جو سالانہ ترقیاتی پروگرام ہے ۵۹۰ کروڑ ہے اور اس پر یہ بتایا گیا ہے کہ یہ ADP پچھلے سال سے کوئی تقریباً ۳۰ فیصد بڑا ہے۔ اور وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ اے ڈی۔ پی کا بڑھنا اور قرضے کر، تو اس میں جو فرق ہے وہ ایک ٹیکنیکل سی بات ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ جب وہ تقریر کریں گے تو وہ ہمیں یہ ضرور سمجھائیں گے کہ وہ ٹیکنیکل بات کیا ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اے ڈی پی کا جو فنڈ ہے اس کا ۹۰ فیصد ہم فیڈرل گورنمنٹ کے ٹیکسوں سے لیتے ہیں۔ اور اس کے بعد میں ایک چیز جو میرے نوٹس میں آئی ہے وہ یہ تھی کہ ۳۲۲ کروڑ فیڈرل گورنمنٹ کو قرضوں کی

ہم نے ادائیگی کرنی ہے۔ جو کوئی ۲۱ فیصد بنتا ہے۔ اور ہم جو تعلیم پر خرچ کر رہے ہیں وہ کوئی ۲۲ فیصد ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس بجٹ میں Priority ہے وہ تعلیم ہے اور اس کے بعد next priority جو fix کی ہے وہ ہے قرضے کی واپسی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کیسے ہوا ہے کیا ہمارے پاس اس کا کوئی حل ہے کہ سنٹرل گورنمنٹ سے ہم کم از کم قرضہ لیں اپنے ADP کے لیے۔ جتنے بھی ہمارے سامنے مقرر آتے ہیں۔ ان سب نے اپنے علاقہ کی ڈویلپمنٹ کے متعلق بات کی اور وہ ساری ADP کی بات ہے۔ اب میں تھوڑا اخراجات کی طرف آتا ہوں جو کہ ڈویلپمنٹ کی مد میں ہے۔ اور گورنمنٹ بلڈنگز اور Offices کے متعلق ہے تقریباً انہوں نے یہ show کیا ہوا ہے کہ آفس بلڈنگ میں کوئی ۵ کروڑ ۸۳ لاکھ ۴۵ ہزار روپیہ Residential Buildings میں ۱۰ کروڑ ۴ لاکھ ۴۵ ہزار ہے۔ اب آپ دیکھیے کہ اس کے اندر تقریباً ۹۰ فیصد خرچہ آتا ہے وہ ان لوگوں کے اوپر ہے جو کہ ۲۰ گریڈ سے زیادہ تنخواہ پانے والے لوگ ہیں میں آپ کو تھوڑی سی مثال دیتا ہوں کہ صفحہ نمبر ۲۵۲ اس میں ایک Heading ہے کہ

Additions and Alterations and modifications on existing buildings in use as Deputy Commissioner's office Bahawalpur, 12,95,000, D.C's Office Jauharabad Rs. 84,00,000, D.C. Liyah Offie 84.50,000, D.C's Office Rajanpur 85,00,000 D.C. Office Okara, 84,50,000

یہ ڈپٹی کمشنروں کے دفتر پر خرچ ہو رہے ہیں۔ اب اگر آپ figures کو لیں تو یہ جی۔ او۔ آر لاہور میں Construction of sixteen number of B-Type flats in G O R III, کسی طرح سے جی او آر میں ہے ۲۰ گریڈ آفیسر کے لیے ۴۷ لاکھ روپے اس کے بعد ایک بہت دلچسپ آئٹم گورنر ہاؤس کی چھتوں کی مرمت کے لیے ۲۵ لاکھ بارہ ہزار روپے۔ اب جناب والا یہ بات تو میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ ۲۵ لاکھ ۱۲ ہزار روپے صرف

گورنر ہاؤس کی چھتوں کی مرمت کے لیے لگنا ہے ایک آئٹم پنجاب ہاؤس اسلام آباد کیلئے۔ ایک کروڑ روپیہ
پھر ہے Construction of multi-storeyed flats in Chauburji
ایک کروڑ روپیہ۔ اب آپ یہ بتائیے کہ یہ تو ایک مد ہے۔ جس میں اتنا خرچ ہو رہا ہے اور یہ mostly
گریڈ ۲۰ کے آفیسر کے لیے ہے یا پھر گورنر ہاؤس پر خرچ ہو رہا ہے۔ باقی بھی جو گورنمنٹ کے ملازمین ہیں
ان کے لیے ضرور ہونا چاہیے اور میں نے دیکھا ہے کہ ان پر کوئی ۲۰ فیصد خرچ ہو رہا ہے۔ مجھے وقت
تھوڑا دیا گیا ہے۔ ایک چیز اور بڑی interesting ہے Promotion of Cultural Activities
کے نیچے ایک heading میں دیا ہوا ہے creation for the promotion of music centre
۲۵ لاکھ روپیہ۔ یہ اسلامک ملک میں کس میوزک کی پروموشن آپ کرنا چاہتے ہیں مجھے یہ بتائیں۔ اس کے
علاوہ ۲۵ ہزار روپیہ اور بھی رکھا ہوا ہے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ہماری بنیادی ضروریات ہیں۔ ان
کی طرف ہمیں غور کرنا ہے۔ اس میوزک سنٹر کی کیا ضرورت ہے ہمیں بنانے کی۔ خیر۔ اب میں تھوڑا سا
ایجوکیشن کی طرف آتا ہوں۔ ماشاءاللہ بڑی اچھی سی ہیں اور بڑی خوبصورت اور تقریباً ۲۶٫۴۰ کروڑ ہے
جو کہ ۲۳½ فیصد بنتا ہے۔ اور اس میں ۱۱۴٫۰۷ کروڑ اے ڈی پی میں ہے۔ اب اس میں پرائمری کو لازمی
کیا گیا ہے ۲۰۰ اور اس میں بھی ۶۰ فیصد لڑکیوں کے لیے رکھا گیا ہے۔ اس میں بتایا ہے کہ لڑکیوں کے
لیے ۱۱۵۰ پرائمری سکول ہوں گے۔ ۱۳۵۰ پرائمری سکول لڑکوں کے لیے ہیں کوئی ۵۰۰ کے قریب
سکولوں کو اب گریڈ کر کے مڈل کر رہے ہیں۔ ۲۵۰ سکولوں کو مڈل سے میٹرک کر رہے ہیں۔ اب بات
یہ ہے کہ یہ رقم آپ خرچ کر رہے ہیں اور ہونا بھی چاہیے لیکن آپ یہ دیکھیے کہ جو سکول اس وقت موجود
ہیں اس کی کیا حالت ہے۔ میرے اپنے حلقہ میں جب اے۔ ڈی۔ پی کی میٹنگ ہوتی تھی تو مجھے انہوں نے
صرف تین دن پہلے بتایا کہ جناب اے۔ ڈی۔ پی کی میٹنگ ہوتی تھی تو مجھے انہوں نے صرف تین دن پہلے
بتایا کہ جناب اے۔ ڈی۔ پی کی میٹنگ ہے۔ آپ اس میں شرکت کے لیے تشریف لائیں۔ ایک تو صرف
تین دن پہلے بتایا کہ اس میں آپ شامل ہوں۔ خیر۔ اس میں کیا ہوتا ہے جی۔ آپ اپنے اپنے علاقہ کی

بات کریں گے جس میں آپ اپنی ڈیمانڈ بتائیں گے۔ تو تین دن میں جو کچھ ہو سکا۔ میں نے صرف ایجوکیشن کو لیا۔ کیونکہ میں نے انتخاب کے دوران ایجوکیشن اور ہیلتھ پر زور دیا تھا
تو یقین کیجئے میرا علاقہ جو فواروں والا علاقہ کہا جاتا ہے کہ لاہور کے اس علاقے میں بہت فوارے لگے ہوئے
ہیں میرا علاقہ جو فواروں والا علاقہ کہا جاتا ہے کہ لاہور کے اس علاقہ میں بہت فوارے لگے ہوئے ہیں۔ میرا جو علاقہ ہے وہ گلبرگ، ماڈل ٹاؤن اور گارڈن ٹاؤن کے بعد ۶۰ فیصد وہ علاقہ ہے لوگ جو گاؤں سے آئے ہوئے ہیں یہ ممبران کبھی میرے ساتھ چلیں تو ان کو پتہ چلے کہ وہ کیا علاقہ ہے؟ ٹاؤن شپ گرین ٹاؤن، کوٹ لکھپت، چونگی امر سدھو وہاں پر اس کلاس کے لوگ رہتے ہیں جو کہ دو وقت کی روٹی پوری کرتے ہیں۔ یہ یقین کیجئے کہ working class کے لوگ ہیں، چپراسی ہیں فیکٹریوں کے ورکر ہیں اور وہ سب وہاں رہتے ہیں تعلیم کے سلسلہ میں ان کو کیا سہولیات ہیں میں آپ کو بتاؤں کہ ۵۰ فیصد گورنمنٹ سکولوں کے اندر۔ میں لڑکیوں کے سکول کی بات کر رہا ہوں کہ وہاں لیٹرین نہیں ہے کتنے شرم کی بات ہے میں ایک سکول میں گیا، معائنہ کیا، اور وہ ٹاؤن شپ میں ہے اس سکول کا نام ہے پانچوں والا سکول۔ اب میں نے کہا یہ نام کیا ہے وہ کہنے لگے جی بات یہ ہے کہ پبلک ہیلتھ والوں نے جتنے اس علاقہ میں پائپ بچھانے ہیں وہ سکول کے compound میں ڈالے ہوئے ہیں کیونکہ وہاں سکول کی چار دیواری بھی نہیں ہے۔ تو میں وہاں گیا وہاں ۳۵۰ بچیاں اس سکول میں پڑھتی ہیں اور اس کو اپ گریڈ کر کے مڈل سکول کیا ہوا ہے۔ ہیڈ مسٹرس سے میری بات ہوئی انہوں نے مجھے سکول دکھایا اور کہنے لگی کہ یہ دیکھیں پائپ یہاں سے باہر نکلنے چاہئیں چار دیواری ہونی چاہیئے اور پھر کہنے لگی کہ لیٹرین نہیں ہے تو میں نے دیکھا اس کا آپ کیا کرتی ہیں کہنے لگی کہ چھوٹی بچیاں جو ہیں وہ تو یہ پائپ استعمال کرتی ہیں تو میں نے کہا ٹیچرز؟ کہنے لگی کہ ان کا یہ حال ہے کہ ارد گرد آپ مکان گھر دیکھ رہے ہیں ہم وہاں جاتی ہیں۔ کتنی شرم کی بات ہے۔ میں نے کہا جی آپ کا وقت نہیں ضائع ہوتا انہوں نے کہا بالکل جب گھر میں ہم جاتی ہیں۔ گھر والی سکول کے متعلق بات چیت کرتی ہیں تو دس پندرہ منٹ ہمارے ضائع ہوتے ہیں۔ یہ جو ٹائم ضائع ہوتا ہے میرا کہنے کا مقصد یہ ہے تعلیم تو بہت ضروری

ہے لیکن ہم نے جو تعلیم پہ پیسہ خرچ کرتا ہے اور سب سے زیادہ جو آپ لڑکیوں کی تعلیم پہ emphasis کیا ہے۔ تو خدارا جو سکول وہاں پہلے میسر ہیں ان کی حالت کو بہتر بنائیے چاردیواریاں لیٹرینیں بنائیے یہ تو انسانی مسئلہ ہے آپ اس کو روک ہی نہیں سکتے۔ بھوک تو آپ روک سکتے ہیں لیکن لیٹرین جانے سے آپ کس کو روکیں گے۔ کیا روک سکتے ہیں؟ ناممکن چیز ہے؟

دوسری بات محکمہ صحت سے متعلق ہے۔ صحت کے لیے بھی جو خرچ کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ جو Improvement کرنا چاہتے ہیں میں اس سے متفق ہوں۔ لاہور میں میو ہسپتال، جنرل ہسپتال میں جو کچھ آپ کر رہے ہیں وہ ضرور ہونا چاہیے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ آبادیاں جن کی ہسپتالوں تک Approach نہیں ہے اس پر زیادہ emphasis کرنا چاہیے اور آپ کر بھی رہے ہیں۔

میں اب اپنے علاقہ کے مسائل کے متعلق کچھ بات کروں گا۔ جب سالانہ ترقیاتی پروگرام کی میٹنگ ہوئی تھی تو میں نے ان سے بات کی اور جب میں نے اپنے علاقہ کی بات کی تو کہنے لگے کہ سارا ہی آپ نے گنوا دیا۔ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہم تو آپ سے رائے لینا چاہتے تھے کہ کیا ہونا چاہیے۔ کس طرح اس کو کریں۔ میں نے کہا کہ discussion کے لئے تو ہمیں یہاں نہیں بلایا گیا۔ اگر discuss کرنا تھا تو آپ اپنے ہاں بیٹھ کر discuss کر سکتے تھے۔ پہلی چیز جو میں نے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے متعلق کہی وہ تھی کوٹ لکھپت پر ریلوے کراسنگ over head bridge کی تھی۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں قصور سے اور لاہور شہر سے لوگ آتے ہیں۔ جتنا انڈسٹریل ایریا ہے وہاں تک پہنچنے کے لیے اور قصور سے جتنے ورکر آتے ہیں وہ اسی جگہ سے گذرتے ہیں۔ اس پوائنٹ پر دن میں کم از کم چار سے پانچ گھنٹے ٹریفک بند رہتی ہے۔ اس کے علاوہ جو traffic hazzard ہوتا ہے اور اس کے clear ہونے میں کم از کم پندرہ بیس منٹ آدھا گھنٹہ ضائع ہوتا ہے۔ اور جو لوگوں کا وقت ضائع ہوتا ہے اس میں سب سے بڑی بات جنرل ہسپتال کی کراسنگ ہے۔ لاہور شہر سے جتنے لوگ وہاں جاتے ہیں اور وہاں پر یونیورسرجن اور جتنے سپیشلسٹ ہیں اور وہاں پر یونیورسرجن اور جتنے سپیشلسٹ ہیں وہ وہاں گیا

یہ ایک حقیقت ہے کہ کم از کم تین سے چار اموات صرف اس کی وجہ سے وہاں ہو چکی ہیں کہ وہ دیر سے پہنچتے ہیں head injury تھی وقت پر نہیں پہنچ سکے اور the man died on the spot وہ شخص اسی ایمبولینس میں ہی مر گیا۔ اب اس چیز کو چھوڑ کر آپ شہر کے اندر جو over head bridge بنا رہے ہیں، بارادری پر بنا رہے ہیں، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بننا چاہیے لیکن یہ انسانی مسئلہ ہے، لوگوں کو ہسپتال میں جانا ہوتا ہے اور اس کے علاوہ جو ورکنگ کلاس کے لوگ ہیں جنہیں فیکٹریوں میں جانا ہوتا ہے وہ لیٹ ہوتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس اہم مسئلے کو بجٹ میں شامل کرنا چاہیے

جناب والا مجھے دو منٹ اور دیجئے گا۔

ایک اور چیز یعنی سیوریج کا معاملہ ہے۔ میرے علاقہ کے اندر لاہور میں سب سے زیادہ کچی آبادیاں ہیں اور جب واسا والوں سے میں نے discuss کیا ان سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ یہ کے اندر ہے اور ورلڈ بنک سے یا کہیں سے قرضہ ملے گا تو ہم اسے کریں گے۔ میں نے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں یہ کہا تھا کہ۔ مکہ کالونی، بہار کالونی سے لے کر کوٹ لکھپت تک سیوریج بچھنا چاہیے یعنی اس علاقے کے لوگوں کے پانی کا نکاس کہیں ہے ہی نہیں اور وہ پانی کہیں نکل ہی نہیں سکتا۔ آپ اندازہ کیجئے کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ اپنے گھروں کے سامنے گڑھا کھود کر وہ پانی بھرتے ہیں، آدمی صبح کام پر چلے جاتے ہیں تو عورتیں گڑھوں سے پانی نکال کر گلیوں میں چھڑکاؤ کرتی ہیں اس چیز کا خیال کرنا چاہیئے۔

اس کے بعد گرین ٹاؤن، اور ٹاؤن شپ کے اندر جو سیوریج سسٹم بچھایا گیا ہے۔ جب یہ پلان ہوا تھا تو انہوں نے ۹ انچ کا سیوریج پائپ لگایا تھا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے شاید یہ بیس ہزار کی آبادی کے حساب سے لگایا تھا۔ پلاننگ کوئی ڈیڑھ لاکھ کی ہوئی ہے اور اب حال یہ ہے کہ بارش کے علاوہ آج کل بھی پانی نہیں نکلتا۔ ایل ڈی اے اور ایل ایم سی نے وہاں پر۔ جو Play Ground بناتے ہوتے ہیں لوگوں کے بچوں کے کھیلنے کے لئے پارک بنائے

ہوئے ہیں گراؤنڈ گٹروں کے holes over flow ہونے کی وجہ سے اس گندے پانی سے بھرے ہوئے ہیں اور ایک جگہ نہیں بیسیوں جگہ یہی پوزیشن ہے تو اس طرف بھی ہمیں توجہ دینی چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو جو ۴ کروڑ روپے کا فنڈ الاٹ ہوا ہے اس میں سے ہمیں سپیشل گرانٹ دی جائے کیونکہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ والے یہ کہتے ہیں کہ جتنی رقم ہمیں ملتی ہے generate کرتے ہیں۔ ہمیں aid کوئی نہیں ملتی تو جو ملتا ہے ہم اسی کو خرچ کر دیتے ہیں۔ اس کے لیے ایڈیشنل گرانٹ مطلوب ہوگی اور وہ ہمیں ملنی چاہیے۔ گرین ٹاؤن کے اندر ٹیلیفون کا کوئی انتظام نہیں ہے صرف وہاں پر ایک پولیس چوکی ہے اس میں ٹیلیفون ہے۔ تو اس کا بھی انتظام ہونا چاہیے اور کچی آبادیوں کے متعلق جیسا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ کر رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں بالکل ٹھیک ہے ہونا بھی چاہیے اور جتنی جلدی ہو سکے بہتر ہے کیونکہ سب سے زیادہ کچی آبادیاں میرے علاقہ میں ہیں جو بھی ڈویلپمنٹ ہونی ہے ساتھ ساتھ ہونی چاہیے۔ ان کو صرف ڈیمانڈ نوٹس ہی نہیں ملنے چاہئیں بلکہ وہاں پر ڈویلپمنٹ بھی ہونی چاہیے۔ اور آخر میں میری ایک چھوٹی سی تجویز ہے جو تعلیم اور زکوٰۃ کے معاملے میں آتی ہے۔ ہمارا عام طور پر خیال ہے کہ تعلیم مفت ہونی چاہیئے تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں جو زکوٰۃ ہے وہ سب کو پتہ ہے کہ جو مستحق ہیں وہ ان کو ملتی ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ٹرائل کے طور پر، تجربہ کے طور پر زکوٰۃ فنڈ میں سے ایک ایک پرائمری سکول ہر ایم۔ پی۔ اے کے حلقہ میں کھولا جائے جو کہ صرف بیوہ عورتوں کے بچوں کے لیے ہو اور اس میں یونیفارم فری ملے۔ بسوں پر سفر کرنے کے لیے فری پاس ملنے چاہئیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان اسکولوں کے جو استاد ہوں وہ صاحب کردار اور صوم وصلوٰۃ کے پابند ہونے چاہئیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ یتیم بچوں کی مفت تعلیم سے ایک تو زکوٰۃ کا صحیح مصرف بھی ہوگا دوسرا یہ ہے کہ جو بیوہ عورتیں ہیں اور جو یتیم بچے ہیں ان کے دلوں میں یہ خواہش نہ رہ جائے کہ تعلیم نہ حاصل کر سکے کیونکہ ان کے پاس پیسے نہیں تھے۔ تو ان گزارشات کے ساتھ میں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور بہت بہت شکریہ۔ نعرہ ہائے تحسین

جناب سپیکر: جناب علی اصغر کھوکھر

علی اصغر کھوکھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سپیکر و معزز ارکان اسمبلی۔ اسلام علیکم۔ شکر ہے کہ ہمیں بھی کچھ ٹائم ملا۔ ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ بجٹ کی بات تو سب لوگ کر چکے۔ ہم بھی ۸۵-۱۹۸۶ء کے بجٹ پر مبارکباد دیتے ہیں اس لیے کہ اس دفعہ عوام کے منتخب نمائندے کو اسمبلی ہال کے معزز ایوان میں آنے کا شرف حاصل ہوا۔ کیونکہ یہ بڑا آڑا وقت ہے اور مشکل وقت میں ہمیں یہ شرف حاصل ہوا۔ کیونکہ یہ الیکشن جو تھے یہ بھی ایک چیلنج تھا۔ غیر جماعتی انتخابات ہوئے ایم آر ڈی کا نعرہ جو تھا عوام بھی اور ہم بھی خائف تھے بہرحال وہ چیلنج بھی قبول کیا شکر الحمد للہ اس چیلنج کے باوجود آج ہم یہاں پہنچے اور ہمیں ایک ساتھ چلنا ہے۔ اگر ہم اکٹھے چلیں گے تو یہ بیڑی کنارے لگے گی۔ ہم اس بیڑی کو کنارے لگانے کے لئے ہر چیز قربان کرنے کو تیار ہیں کیونکہ یہ غیر جماعتی الیکشن تھے یہ سب آپ بھی جانتے ہیں ہم بھی جانتے ہیں عوام بھی جانتے ہیں ووٹر بھی جانتا ہے سپورٹر بھی جانتا ہے۔ CANDIDATE بھی جانتا ہے کہ کتنا آڑا وقت تھا۔ اس آڑے وقت میں خدا نے ہمیں یہاں پہنچایا اور عوام کے مسائل اپنے ساتھ لیکر آئے۔ اور مل جل کر عوام کے مسائل حل کرنے ہیں۔ اس لئے میں وزیر خزانہ کو اور اپنے وزیر اعلیٰ کو اور منسٹر صاحبان کو مبارکباد دیتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ یہ ہمیں اپنے ساتھ لیکر چلیں گے۔ ہم دعا گو ہیں میرا حلقہ انتخاب پی پی ۱۱۹ تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ ہے علی اصغر کھوکھر میرا نام ہے۔ میں اس معزز ایوان میں مطالبہ کرتا ہوں کہ گورنمنٹ اپنی مشینری کی سہولت کے لئے لاکھوں روپیہ صرف کر رہی ہے کیا یہ بہتر نہیں تھا۔ کہ یہی رقم غریب عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتی۔ اگر آپ پہلی کاریں استعمال کرتے۔ تو بہت ہی اچھا تھا۔ کہ یہ جو نئی کاریں لی گئی ہیں جو گورنمنٹ نیا خرچ کر رہی ہے وہ عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتا ہم نہیں جانتے کہ ہم کسانوں، مزدوروں اور محنت کشوں کی دن رات کی خون پسینے کی کمائی کس طرح ضائع کر رہے ہیں۔ ان لوگوں پر رحم کریں۔ آپ کے سامنے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف اور وزیر بلدیات چوہدری پرویز الٰہی کی زندہ مثال ہے کہ انہوں نے گورنمنٹ سے لینے لئے کوئی سہولت

حاصل نہیں کی۔ میں ان کے جذبے کی قدر کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور امید رکھتا ہوں کہ ہمارے دیگر دوست بھی ان جیسی مثال پیدا کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے عوام کے مسائل حل نہ ہوں۔

جناب سپیکر: میری اپنے ان ساتھیوں سے کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ کوئی مخالفت نہیں ہے کوئی ایسی چیز میں لیکر نہیں آیا کہ میں ادھر بیٹھتا یا میں ادھر بیٹھا ہوں۔ ہم سب ایک ساتھ ہیں۔ ایک بیڑی پر سوار ہیں۔ ایک بیڑی پر چلنا ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ ہم عوام کے مسائل سامنے رکھ کر ان مسائلوں کو دیکھتے ہوئے ہم غور کریں کہ خرچے کم کریں۔ یہ ملک کی بہتری کے لیے ہے۔ یہ ہمارا گھر ہے۔ یہ گھر کی مانند ہے۔ اس کی حفاظت کرنی ہے عوام کے لیے اپنے لیئے۔ اپنے ملک کی خاطر جو کچھ بھی ہم نے کیا دن رات بھاگے دوڑے اس ملک کی خاطر کیا۔ اس گھر کو بنانا ہے اس ملک کو بنانا ہے اس ملک کی خاطر ہم الیکشن لڑ کے منتخب ہو کر یہاں اس ہاؤس میں آئے۔ اور وہاں کے مسائل کو حل کرنا ہے تو اسی طرح کرنا ہے۔ بہر حال میں ان سے پھر دوبارہ عرض کروں گا کہ گورنمنٹ کو چلانا آپ نے ہے۔ بیوروکریسی بھی آپ کے سامنے ہے۔ اور گورنمنٹ کا عملہ جو ہے وہ بھی خدا کرے اس گھر کو بنانے کے لیے اپنے خرچے کم کرے۔ اور ہمارا ساتھ دے۔ ہم ان کا ساتھ دیں۔ تاکہ ملک میں خوشحالی پیدا ہو مسائل حل ہوں۔ جناب میرا حلقہ لاہور کے ساتھ واقع ہے۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہونے کے باوجود ٹاؤن کمیٹی نہ ہے۔ مہربانی کر کے اس کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دیا جائے۔ میں نے خط بھی لکھا تھا آج ہی یہ خط ملا ہے بہر حال یہ نامنظور ہوا ہے تحصیل فیروز والا میں لڑکیوں کا نہ ہائی سکول ہے اور نہ مڈل سکول ہے۔ حالانکہ تھانہ فیروز والا کہلواتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر پولیس کا ہے۔ یعنی مڈل سکول تک لڑکیوں کے لیئے نہیں ہے۔ ہائی سکول نہیں ہے۔ براہ مہربانی ہائی سکول دیا جائے۔ اس کے ساتھ بہت آبادیاں ہیں امامیہ کالونی ہے۔ پیپلز کالونی ہے۔ رچنا ٹاؤن وغیرہ وغیرہ بہت آبادیاں ہیں یہاں لڑکیوں

کا کالج اور پولی ٹیکنیکل کالج ہونا بہت ضروری ہے ۔ مریدکے ایک بہت بڑا شہر ہے جو ٹاؤن ہے ۔ مریدکے میں صرف ایک ہائی سکول ہے ۔ اس میں ایک لڑکیوں کا سکول اور ایک سکول لڑکوں کا مزید ہونا چاہیئے ۔ بلکہ یہاں کالج اور ہسپتال ہونا بہت ضروری ہے ۔ مریدکے شہر میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے ہائی سکول چاہیئے ۔ اور مریدکے میں سوئی گیس بھی ہونی چاہیئے ۔ حالانکہ یہ جی ٹی روڈ پر واقع ہے ۔ تقریباً لاہور سے بیس میل پر ہے ۔ تو یہاں جو پرانا شہر ہے ۔ اس میں سوئی گیس نہیں ہے ۔ سوئی گیس مہیا کی جائے ۔

جناب سپیکر : میاں صاحب آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے ۔ آپ پندرہ منٹ لے چکے ہیں

میں چاہتا ہوں کہ دو مقررین جو ہیں وہ کم از کم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

میاں علی اصغر کھوکھر : مجھے صرف دو تین منٹ دے دیں ۔ درخواست ہے ۔

جناب سپیکر : نہیں میاں صاحب آپ ایک منٹ میں ختم کریں ۔ یہ مناسب نہیں ہے میاں صاحب کی بزرگی کی وجہ سے میں نے انکو اجازت دے دی کہ یہ خود کھڑے ہو گئے تھے ۔

میاں علی اصغر کھوکھر : مجھے پتہ تھا کہ شاید موقعہ نہ ملے اس لئے میں کھڑا ہو گیا ۔

جناب سپیکر : اب میاں صاحب ختم کریں ۔

میاں علی اصغر کھوکھر : یہ علاقہ صنعتی اور زراعت کا ہے اس علاقے میں جو مزدور پیشہ طبقہ ہے ۔ زمیندار پیشہ طبقہ ہے غریب طبقہ ہے ان کو وہاں ملازمت ملنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے ۔ مہربانی کر کے انہیں کچھ اجازت دیں کہ یہاں مزدور آ سکیں ۔ پاکستان میں اسلامی نظام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر : شکریہ میاں صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ سالار صاحب آپکو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ آپ بیچ کھڑے ہو گئے ہیں ۔

چوہدری محمد صدیق سالار : میں نے سب سے پہلے اور لکھ کر دیا تھا کہ گورنمنٹ کی طرف سے بھی کسی کو بات کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ کہ ہم بتا سکیں کہ ہمارا جو بجٹ پیش کیا ہے جناب وزیر خزانہ نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر : آپ کو یہ بات زیب نہیں دیتی۔

چوہدری محمد صدیق سالار : سر میں بھی کسی حلقے سے منتخب ہو کر آیا ہوں۔

جناب سپیکر : میں چوہدری عبدالرشید صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

چوہدری عبدالرشید : جناب سپیکر روایتی طور پر تو مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے لیکن انتظار کی جس قدر میں نے تکلیف برداشت کی ہے میرا دل نہیں چاہ رہا کہ اس بات پر میں آپ کا مشکور ہوں۔

وزیر قانون : آپ کی تقریر کے لئے ہم جن مراحل سے گزرے ہیں۔ اس لئے کہ ہم سب بیٹھیں ہیں کہ اپنے دوستوں کو زیادہ سے زیادہ ACCOMODATE کر سکیں۔ کہ کس طرح ان کو بولنے کا موقع دیا جائے۔ بتو یہ ہے کہ آپ کو شکریہ ادا کرنا ہی پڑے گا۔

چوہدری عبدالرشید : جناب میں اس معاملے میں بخیل نہیں بننا چاہتا ۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔ اس سے قبل کہ میں اپنے مسائل کے سلسلے میں کچھ عرض کروں میں جناب وزیر خزانہ کو ایک متوازن اور عمدہ بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی میں اپنی قیادت کو بھی مبارکباد کا مستحق سمجھتا ہوں۔ اور یہ شاید یہ بھی بخیلی ہو کہ جن حضرات نے اس ضمن میں اس کاوش میں حصہ لیا ہے ان کی حوصلہ افزائی کے لئے بھی انہیں مبارکباد دینا ضروری ہے۔ جناب والا پانی کے سلسلے میں بہت اظہار ہو چکا۔ مزید میں سمجھتا ہوں اس کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ لیکن میں اپنے آپ کو اس سے لاتعلق نہیں رکھ سکتا۔ پانی ہماری زمین کی روح ہے۔ ہماری رگوں میں پانی کی ضرورت ہے۔ اس لئے از راہ کرم اس معاملہ کو سرد مہری کا شکار نہ ہونے دیں۔ اس کے بعد میں تعلیم کے سلسلے میں عرض کروں گا۔ اور تعلیم بھی وہ جو انحطاط پذیر تعلیم ہے جس پر خرچہ صرفہ کے لئے بلا شبہ اس

بہت سی تدابیر کی گئی ہوں۔ میں اس معاملہ میں اپنے طرف سے ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آپ کی یہ تعلیم آتی دیر تک بہتری کی طرف گامزن نہیں ہو سکتی جب تک اساتذہ کی ترقی اور تنزلی کو ان کی جماعتوں کے رزلٹ کے ساتھ Bracket نہیں کرتے۔ آپ اس استاد کی حوصلہ افزائی کیجیے۔ جو بہتر نتیجہ دکھاتا ہے۔ اور اس استاد کی حوصلہ شکنی کیجیے جو اچھا نتیجہ بر آمد نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ جناب میں پروفیشنل ایجوکیشن کے سلسلہ میں گذارش کروں گا۔ کہ Merit بناتے وقت ہمارے معیار کو بھی Consider کیا جاتا ہے کہ شہروں کے معیار کے برابر ہو گا۔ اور میرٹ پر میں ہیں کوئی پرولیج حاصل نہیں ہوتا کوئی رعایت

حاصل نہیں ہوتی۔ یہ مقام حیرت ہے کہ جب آپ ہمیں، میری مراد دیہی علاقے سے ہے جب آپ دیہی علاقے کو وہ سہولیتں مہیا نہیں کر پاتے جو شہروں میں ہوتی ہیں تو پھر اس بات کا تقاضا کیوں ہوتا ہے کہ ہمارا میرٹ بھی شہری طلباء کے برابر ہونا چاہیے۔ لہٰذا میری گذارش یہ ہے کہ دیہاتی طلباء کا میرٹ علیحدہ مرتب ہونا چاہیے۔ اور ان کا آپس میں میرٹ تیار کیا جائے اس کے بعد جناب میں اس بات کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ گورنمنٹ نے جو پالیسی مرتب کی ہے کہ دسویں کے بعد سکولوں کے اندر ہی گیارہویں اور بارہویں کلاسوں کا اجراء کیا جائے تو میں یہ عرض کروں گا کہ اسی پالیسی کے تحت ۱۸۸ سے مراد کے ہائی سکول میں بھی ان کلاسوں کا اجراء فرمایا جائے۔

اس کے بعد میں تعمیرات کے سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ لاہور سے ساہیوال جو سڑک تعمیر ہو رہی ہے۔ اس پر بڑا خطیر سرمایہ خرچ ہو رہا ہے۔ اس میں غالباً ٹیکنالوجی بھی involve ہوئی ہے۔ لیکن اکثر حضرات جنھوں نے اس کا مشاہدہ کیا ان کو علم ہے کہ بہت سی جگہیں ایسی ہیں جہاں پر اس کے اندر Designers آگئے ہیں۔ کیا اس معاملے میں وزیر کمیونیکیشن اینڈ ورکس نے غور فرمایا کہ اس کا کوئی ذمہ دار ہے designers

ذمہ دار ہیں، ٹھیکیدار ذمہ دار ہے یا executing agency ذمہ دار ہے۔ آخر اتنا خطیر سرمایہ خرچ کرنے کے بعد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ابھی وہ منصوبہ پایہ تکمیل کو نہیں پہنچا کہ وہ ٹوٹنے کو بھی تیار ہے۔ تنخواہوں کا ذکر کرتے ہوئے میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کروں گا کہ بہاولپور سے حاصل پور سڑک کی توسیع کئی سالوں سے جاری ہے۔ لیکن اس بجٹ کے اندر مجھے اس کے لئے مختص کی گئی رقم مجھے کہیں نظر نہیں آئی۔ جب کہ وہ منصوبہ ابھی تک مکمل نہیں ہو پایا۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اس میں ترمیم کرکے اس سڑک کو اس میں شامل کیا جائے تاکہ اس سے پورا استفادہ حاصل کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ ۱۰۰ میل کے پروگرام کے تحت بعض سڑکیں اپنی منزل تک نہیں پہنچ پائیں جس سے کہ لوگوں کو پورا فائدہ ہو سکتا تھا۔ میں دو سڑکوں کا خاص طور پر ذکر کروں گا۔ ایک سڑک ہے چھونانوالہ سے ۱۹۸ مراد اور دوسری سڑک ہے چھونانوالہ سے ۱۸۲ مراد۔ یہ دو سڑکیں چونکہ میرے حلقے میں آتی ہیں اس لئے میں استدعا کروں گا کہ ان کی بقایا لمبائی کو مکمل کیا جائے تاکہ پورے طور پر لوگوں کو اس کا فائدہ پہنچ سکے۔

اس کے علاوہ بارڈر ایریا میں سڑکوں کی تعمیر کے سلسلہ میں جو پالیسی ہے اس سلسلہ میں بھی میں عرض کرنا چاہوں گا کہ G.H.Q کو یہ گذارش کی جائے کہ وہ اپنی پالیسی میں ترمیم کرے اور ان کو اس بات کا حوصلہ رکھنا چاہیئے کہ بارڈر کے قریب اگر ہماری سڑکیں چلی جائیں گی تو خدانخواستہ یہ صورت نہیں پیدا ہوگی کہ صرف دشمن ہی اس سے فائدہ اٹھا سکے گا اس سے استفادہ ہمارے فوجی بھی اٹھائیں گے۔ وہ مارشل لاء کے اس دور میں گھر رہ کے اپنے آپ کو اس قدر کمزور محسوس کرنے لگے ہیں کہ اب وہ بارڈر پہ کسی ڈویلپمنٹ کو موزوں نہیں سمجھتے۔

اس کے بعد میں جناب والا کی اجازت سے ضلع کونسل کے کردار کے بارے میں

عرض کروں گا کہ ضلع کونسل کا کردار اے ڈی پی میں کیا ہے۔ جناب وزیر صاحب نے بلدیات کے سلسلہ میں جو ارشاد فرمایا وہ اپنی جگہ پر بالکل درست ہے۔ مجھے ان سے اتفاق ہے لیکن جناب والا ہر ادارے کا اپنا دائرہ اختیار ہوتا ہے اس کا دائرہ کارکردگی ہوتا ہے ضلع کونسل کو اپنے resources کے اندر رہتے ہوئے وہ تمام ترقی کرنا چاہیئے جن کی ان کے resources اجازت دیتے ہیں۔ اس کے بعد جو پنجاب لیول کا اے ڈی پی ہے اس میں ضلع کونسل کی مداخلت یا ضلع کونسل کا دخل موزوں نہیں ہے۔ وہ ایم پی اے حضرات کی suggestions اور ان کی مرضی کے مطابق ہونا چاہیئے۔

آپ کی اجازت سے، شہر حاصل پور میں سیوریج کے سلسلہ میں ذکر کرتے ہوئے میں عرض کروں گا کہ وہاں پر بلدیہ حاصل پور نے اپنے حصہ کی رقم گورنمنٹ کے کھاتہ میں جمع کروا دی ہے۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس سکیم کو اے ڈی پی میں شامل نہیں کیا گیا۔ یہ Obligatory ہے کہ جب انہوں نے پیسے جمع کروا دیئے ہیں اور گورنمنٹ نے پیسے وصول کر لیئے ہیں تو اس سکیم کو اس میں شامل کرنا چاہیئے۔ آخر میں جناب والا میں عرض کروں گا کہ ۵ مرلہ سکیم ایک اچھی سکیم تھی۔ میرے خیال میں اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہوگا کہ اس سے پہلے جو عوامی حکومت تھی، اس کے لئے لوگوں نے صرف لبیک اسی لئے کہا تھا کہ انہوں نے یہ نعرہ دیا تھا کہ روٹی کپڑا اور مکان یہ اور بات ہے کہ کون کس حد تک اس میں سنجیدہ تھا۔ اور کس حد تک اس پہ کارروائی ہوئی۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ پانچ مرلہ کی سکیم چالو ہوئی اور پانچ مرلہ سکیم میں بہت سے لوگوں کو مکانات ملے۔ اب اس سکیم کو بند کر دینا موزوں نہیں۔ میری استدعا ہے کہ پانچ مرلہ سکیم کو از سر نو چالو کیا جائے۔ اور لوگوں کی رہائشی مشکلات کو دور کیا جائے۔ آخر میں جناب آپ کی اجازت سے میں کچی آبادیوں کے سلسلے میں حاصل پور کا حوالہ دیتے ہوئے عرض کروں گا کہ یہ خوش آئندہ بات ہے کہ ہمارے

وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کا ابتدا ہی میں ذکر کیا تھا۔ لیکن بات وہیں آ کے ختم ہوتی ہے کہ وہ سروے جو consider کریں گے تو میری استدعا یہی ہے کہ اس سروے کو بڑھا دیا جائے اور ۸۵-۱۹۸۴ء تک جو سروے ہے اس کو consider کیا جائے اور ان آبادیوں کی جو مشکلات ہیں ان مشکلات کا ازالہ کیا جائے۔ بڑی مہربانی جناب شکریہ آپ کا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اعجاز احمد شیخ صاحب۔

جناب اعجاز احمد شیخ سیالکوٹ: جناب سپیکر میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا کہ میں چند گزارشات کر سکوں لیکن میں معذرت خواہ ہوں کیونکہ اب صرف چھ منٹ رہ چکے ہیں اور گزارشات کچھ زیادہ ہیں۔ تو اس سلسلے میں میں آپ کی خدمت میں یہ استدعا کروں گا کہ اگر پانچ بجے بھی آپ نے [illegible] یہ اجلاس کرنا ہے پھر مجھے ہفتے کے دن ......

جناب سپیکر: دس منٹ باقی ہیں آپ بے فکر ہو کر بولئے۔

جناب اعجاز احمد شیخ (سیالکوٹ): جناب سپیکر سب سے پہلے میں وزیر [illegible] پنجاب کو آٹھ سال کے بعد منتخب اسمبلی کے سامنے بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ درحقیقت مجھے چاہیئے تو یہ تھا کہ میں اپنی تقریر میں سب سے پہلے اپنے شہر کے مسائل کا ذکر کرتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ چشمہ جہلم لنک نہر بند کی ہوئی ہے اس کی وجہ سے میں اپنے صوبہ پنجاب کے متعلق چند گزارشات کرنا چاہوں گا۔ جناب سپیکر میں آج اس معزز ایوان میں آپ کی اجازت سے اپنے صوبہ پنجاب کے ان شعبوں کے متعلق جن کا عام آدمی کی زندگی سے گہرا تعلق ہے ان کا جائزہ لینا چاہوں گا۔ اور ساتھ ہی ساتھ ان کا دوسرے صوبوں سے موازنہ کرنے کی اجازت چاہوں گا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ میرا صوبہ زندگی کے ہر

شعبے میں دوسرے صوبوں سے پیچھے رہ گیا ہے۔ جناب اس میں کوئی شک نہیں کہ میرا صوبہ پنجاب دوسرے صوبوں کی نسبت سب سے بڑا صوبہ ہے اور میں یہ بات بھی کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک میرے صوبے نے بڑے بھائی کا کردار ادا کیا ہے گو اس صوبے کی آبادی ملک کی آبادی کا ساٹھ فیصد ہے لیکن جناب سپیکر یہ اعزاز میرے صوبے کے عوام کے لئے کوئی مفید نہیں ہے میں تو بغور مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ دوسرے صوبے ہر لحاظ سے فائدے اور منفعت سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ جہاں تک میرے صوبے پنجاب کا تعلق ہے یہ دوسرے صوبوں سے ہر میدان میں پیچھے رہ گیا ہے جہاں تک دوسرے صوبوں کا تعلق ہے یہ ہر قسم کا فائدہ اٹھانے کے باوجود احساس محرومیت اور استحصال کا نعرہ لگا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اصل حقیقت سے تو غالباً وہ بھی واقف ہیں لیکن وہ بڑے بھائی سے مزید کچھ لینے کی غرض سے شاید یہ نعرہ لگا رہے ہیں جناب سپیکر یہ بڑا صوبہ پنجاب جسے بڑا بھائی کہا جاتا ہے دوسرے صوبے اب اس سے شاید روٹی اور پانی تک بھی چھیننا چاہتے ہیں تو میری ان صوبے والوں سے یہی گزارش ہو گی کہ بڑے بھائی نے تو ہمیشہ چھوٹے کے لئے ہر موقع پر قربانی دی ہے لیکن ہمارے چھوٹے بھائی نے ہماری ان قربانیوں کا یہ صلہ دیا ہے کہ اب ہمارا پانی بھی انہوں نے بند کر دیا ہے۔ ہم جب اس بات کا نعرہ لگاتے ہیں پنجاب دوسرے صوبوں کے لئے یہ کر رہا ہے یا پنجاب نے دوسرے صوبوں کی فلاح کا کام کیا ہے تو ہمیں قومی یکجہتی کا احساس دلایا جاتا ہے اور ملکی سالمیت کا درس دیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر اب میں اپنے صوبے کا موازنہ اعداد و شمار کے لحاظ سے دوسرے صوبے سے کرنا چاہوں گا۔ جناب سپیکر اگر آپ اعداد و شمار کے اعتبار سے دیکھیں تو پاکستان میں گذشتہ سال کل کپاس کی ۵۸ لاکھ گانٹھ پیدا ہوئی جس میں سے ہمارے صوبے کا حصہ ۴۲ لاکھ گانٹھ تھا اس طرح آپ کی توجہ دوسری جنس کی طرف بھی مبذول کرانا چاہوں گا۔ پنجاب میں روئی کی پیداوار ۷۵.۵ فیصد ہیں کاٹن

یارن کی پیداوار ۲۰۵ ٪ فیصد ہے گنے کی پیداوار ۵۰۱ فیصد ہے اور چینی کی پیداوار ۸۰۶ ٪ فیصد ہے اس طرح سیمنٹ تیار کرنے کے لئے خام مال پنجاب میں دوسرے صوبوں کی نسبت وافر مقدار میں دستیاب ہے لیکن افسوس کہ ہمارے صوبے میں سیمنٹ کی پیداوار ۲۵۰۶ فیصد ہے اور ہمیں زیادہ تر سیمنٹ اور چینی دوسرے صوبوں سے منگوانا پڑتی ہے یہ بات بھی کھلی کتاب کی طرح ہے اور ہر ایک کو معلوم ہو گی کہ جب ہم دوسرے صوبے سے کوئی چیز امپورٹ کریں گے تو ظاہر ہے وہ ہمارے صوبے میں آ کر مہنگے داموں بکے گی۔ جناب والا میں ان چند گزارشات کے بعد پنجاب کا موازنہ چند دوسرے شعبوں میں بھی کرنا چاہتا ہوں۔ مثلاً صحت، بجلی ٹیلی فون، تعلیم اور سڑکیں۔ جہاں تک صحت کا تعلق ہے جہاں تک میرے صوبے میں ہسپتال کا تعلق ہے اس میں بھی ہمارا صوبہ دیگر تمام صوبوں کی نسبت بہت پیچھے ہے میں جناب سپیکر یہ چند اعداد و شمار ہیں انہیں پڑھنے کی اجازت چاہوں گا۔ ۳۰ جون ۱۹۸۳ کے اعداد و شمار کے مطابق میرے صوبے میں ہسپتال۔ بلکہ چاروں صوبوں میں ہسپتال کچھ یوں ہیں۔ بلوچستان میں ایک ہزار کی آبادی کے لئے ۵۰۶ بستر ہیں یعنی بلوچستان کے صوبے میں ایک ہزار کی آبادی کے لئے ان کے پاس ۵۰۶ بیڈ ہیں جہاں تک سرحد کا تعلق ہے یہاں پر ایک ہزار کی آبادی کے لئے ۷۰۰ بیڈ ہیں سندھ میں ایک ہزار کی آبادی کے لئے ۸۰۰ بیڈ ہیں اور جہاں تک اس ملک کے سب سے بڑے صوبے کا تعلق ہے جہاں پر ایک ہزار کی آبادی کے لئے ہمارے پاس ۵۰۵ بیڈ ہیں یعنی نصف بیڈ بھی نہیں ایک ہزار کی آبادی کے لئے تو ان اعداد و شمار کے اعتبار سے آپ دیکھیں گے کہ صحت میں بھی میرا صوبہ دوسرے صوبوں سے پیچھے رہ گیا ہے جہاں تک بجلی کا تعلق ہے ۳۰ جون ۱۹۸۳ کے اعداد و شمار کے اعتبار سے بلوچستان میں ۲۰۲۴ ٪ فیصد دیہاتوں میں بجلی پہنچ چکی ہے جہاں تک سندھ کا تعلق ہے جو کہ ہمیشہ یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ ہمارے ساتھ استحصال ہو رہا ہے ان کے پاس ۸۲۰۹ ٪ دیہات میں بجلی پہنچ چکی ہے۔

اور پنجاب ایک واحد صوبہ ہے جو کہ آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے۔ جہاں پہ ۴۲.۳۰ فیصد دیہات تک بجلی سپلائی ہوئی ہے۔ اعداد و شمار کے لحاظ سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے پنجاب میں اکثریتی گاؤں اتنے ہیں جہاں آج تک بجلی نہیں پہنچائی جا سکی

جناب سپیکر : جہاں تک ٹیلیفون کا تعلق ہے میں اس کا موازنہ دوسرے صوبوں سے کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ ایک ہزار کی آبادی کے لئے ٹیلیفون کی سہولت چاروں صوبوں میں کچھ یوں ہے۔ بلوچستان میں ایک ہزار کی آبادی کے لئے ۲.۶۲ فیصد ٹیلیفون ہیں۔ جہاں تک سرحد کا تعلق ہے وہاں پر ایک ہزار کی آبادی کے لئے ۱.۸۶ فیصد ٹیلیفون ہیں۔ سندھ میں ایک ہزار کی آبادی کے لئے ۸.۱۸ فیصد ٹیلیفون ہیں۔ اور اس ملک کے سب سے بڑے صوبے کے لئے ایک ہزار کی آبادی کے لئے ۳.۸۸ فیصد ٹیلیفون ہیں۔ ٹیلیفون کا نظام میں سندھ ہم سے بہت آگے ہے۔ ٹیلیفون کی سہولیت آج کل کے دور میں زندگی کی اہم ضرورت بن گئی ہے اور ہر آدمی کے لئے ٹیلیفون بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس میں میرا صوبہ پنجاب بہت پیچھے رہ گیا ہے۔

اب میں تھوڑا سا موازنہ تعلیم کے میدان میں بھی کرنا چاہوں گا جناب سپیکر جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے۔ ۳۰ جون ۱۹۸۳ کے اعداد و شمار کے مطابق پنجاب میں ۵ یونیورسٹیاں ہیں۔ سندھ میں پانچ ہیں۔ سرحد میں چار ہیں اور بلوچستان میں ایک یونیورسٹی ہے۔ یعنی آبادی کے لحاظ سے ہم ملک کی کل آبادی کا ۶۰ فیصد ہیں۔ اور جہاں تک یونیورسٹیوں کا تعلق ہے یہاں یونیورسٹیاں بھی اتنی ہیں جتنی کہ سندھ میں ہیں۔ یقین جانئے میں یہ اعداد و شمار پڑھ کر کوئی علاقائی تعصب نہیں پھیلانا چاہتا لیکن میں یہ بات ضرور بتانا چاہتا ہوں تاکہ دوسرے صوبے والوں کو پتہ چلے۔ اس بات کا پتہ چلے کہ تعلیمی میدان میں بھی میرے ہی صوبہ کا استحصال ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر اسی طرح جہاں تک سڑکوں کا تعلق ہے میرا صوبہ پنجاب سڑکوں کے لحاظ سے سب سے پیچھے ہے بلوچستان میں ایک ہزار کی آبادی کے لئے ۶۲۵ء۴ کلومیٹر روڈز بنائی گئی ہیں۔ جہاں تک سرحد کا تعلق ہے وہاں ایک ہزار کی آبادی کے لئے ۱۴۸ء۱ کلومیٹر سڑکیں ہیں۔ جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے یہاں ایک ہزار کی آبادی کے لئے ہمارے پاس ۸۲۲ء۰ کلومیٹر سڑکیں ہیں۔ اسی طرح سندھ کے لئے ایک ہزار کی آبادی کے لئے ۱۰۳۹۴ کلومیٹر سڑکیں ہیں۔ سڑکوں کے اعتبار سے بھی سندھ کا صوبہ ہم سے بہت آگے ہے۔

جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا۔ آپ یقین جانئے یہ استحصال صوبہ پنجاب کا ہو رہا ہے۔ اگر آپ کھلی آنکھ سے دیکھیں تو احساس محرومیت کا شکار پنجاب والوں کو ہونا چاہیئے نہ کہ دوسرے صوبے والوں کو یہ بات برملا کرنی چاہیئے کہ اگر کوئی قربانی دے رہا ہے تو وہ پنجاب ہے۔ پنجاب کی آبادی ملک کی کل آبادی کا ۶۰ فیصد ہے لیکن جو کچھ ریونیو Return میں ملتا ہے وہ صرف ۴۰ فیصد ہے۔ یعنی ریونیو Return پنجاب کا ۴۰ فیصد ہے جبکہ ہم ملک کی آبادی کا ۶۰ فیصد ہیں۔

جناب سپیکر وقت کی قلت کو مدنظر رکھتے ہوئے آخر میں میں نہایت ہی افسوس کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ آج تک کسی بھی دور حکومت میں پنجاب کے کسی بھی وزیراعلیٰ نے پنجاب کی طرف خصوصی توجہ دی۔

جناب سپیکر میں وزیراعلیٰ پنجاب کی خدمت میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ مہربانی فرما کر وہ صوبہ پنجاب کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ میرا صوبہ پنجاب جو کہ قیام پاکستان کے وقت باقی تمام صوبوں سے زیادہ ترقی یافتہ تھا لیکن افسوس کہ جہاں کے شہری آج بنیادی ضرورتوں سے بھی محروم ہیں۔ آج ۳۸ سال گزرنے کے بعد تقریباً ہر شعبہ میں میرا صوبہ بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ اور میں ساتھ ہی ساتھ دوسرے صوبے والوں سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے استحصال اور احساس محرومیت

کے نعروں سے پرہیز کریں۔

جناب سپیکر میں آپ کا شکر گزار ہوں لیکن میری ایک استدعا ہے میں نے پنجاب کا بات کی ہے۔ میں اپنا فرض سمجھتا تھا کہ میرا تعلق اس صوبہ سے ہے مجھے چاہئے تھا

میرے پاس جو اعداد و شمار تھے میں اپنے دوسرے معزز رکن اسمبلی اور آپ کی خدمت میں بیان کرتا لیکن میں اب چند گزارشات اپنے شہر اقبال کے لئے کرنے کی جسارت چاہوں گا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے اسکے لئے موقع فراہم کریں گے۔

جناب سپیکر میرا شہر جو شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کے نام سے مشہور ہے میں افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ اس بجٹ میں ترقیاتی کاموں کے لئے میرے شہر اقبال کو نظر انداز کیا گیا ہے حالانکہ میرا شہر کروڑں روپیہ کا زرمبادلہ بلکہ اربوں روپے کما کر دے رہا ہے۔ سپورٹس گڈز کی ایکسپورٹ، سرجیکل کی ایکسپورٹ اور کارپٹس کی ایکسپورٹ میں میرا شہر اربوں روپے کا زرمبادلہ کما کر دے رہا ہے۔ لیکن افسوس اسے ہمیشہ نظر انداز کیا گیا۔ چند ایک مسائل جو آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں گوش گزار کرنا چاہوں گا وہ خصوصی توجہ چاہتے ہیں۔

سب سے پہلے سیالکوٹ میں کچہری روڈ کے ریلوے پھاٹک پر over head bridge بننا چاہئے اس کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ اسی پھاٹک سے گزر کر علامہ اقبال میموریل ہسپتال جانے کا راستہ ہے اور یہی راستہ کچہری کو شہر کے ساتھ Link کرتا ہے۔ میری وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں یہ گزارش ہو گی کہ اس اوور ہیڈ برج کو جتنی جلدی ممکن ہو سکے بنایا جائے۔ کیونکہ یہاں پر دو تین دفعہ ایسے حادثات ہو چکے ہیں کہ پھاٹک بند ہونے کی وجہ سے ایمبولینس ہسپتال نہ پہنچ سکی اور مریض وہیں پر دم توڑ گیا۔

اس کے علاوہ لاکھوں کی آبادی کے اس شہر میں صرف ایک ہی ہسپتال ہے چونکہ

علامہ اقبال میموریل کے نام سے مشہور ہے تو میری حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہو گی۔ کہ اس شہر میں ایک اور ہسپتال بنایا جائے۔ وہاں پر ایک پرانا ہسپتال جو کہ سول ہسپتال کے نام سے مشہور ہے وہ بالکل خالی پڑا ہے۔ وہاں پر حکومت نے ایک چھوٹا سا فلاح و بہبود کا سینٹر بنایا ہوا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس ہسپتال کو Full fledeged ہسپتال بنایا جائے بڑھتی ہوئی آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب مطالبات کے ساتھ ساتھ وقت کا بھی خیال فرمائیں۔

جناب شیخ اعجاز احمد: جناب والا اس کے ساتھ ساتھ جناب سپیکر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے گزشتہ سال غالباً لنک روڈ جو کہ خادم علی روڈ سے کچہری روڈ۔ کچہری روڈ سے پیرس روڈ۔ پیرس روڈ سے کینٹنر روڈ کو ملاتی ہے۔ اس کی Feasibility بنائی تھی شہر کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر اس لنک روڈ کا بنانا نہایت ضروری ہے۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ آج تک اس منصوبہ پر عمل درآمد کیوں نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر سیالکوٹ میں ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنائی جائے تاکہ میرا شہر اقبال بھی دوسرے ان شہروں کی طرح جہاں ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں ترقی کر سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ میرے شہر میں گورنمنٹ کالج برائے خواتین میں ایم۔ اے کی کلاسوں کا اجرا کیا جائے۔ کیونکہ میری بہنوں کو تعلیم کی غرض سے لاہور جانا پڑتا ہے۔ میرا ایک [illegible] مطالبہ ہے کہ گورنمنٹ لیڈی اینڈرسن گرلز ہائی سکول سیالکوٹ میں انٹرمیڈیٹ کلاسوں کا اجرا کیا جائے۔ یہ سکول شہر کی گنجان آبادی میں واقع ہے۔ اور اس آبادی کی بچیوں کو دوسرے کالج میں جانے کے لئے کم و بیش دو یا تین میل کی مسافت طے کرنی پڑتی ہے۔ جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں گزارش کرنی چاہوں گا کہ میرے شہر [illegible] حاجی پورہ انٹرمیڈیٹ کالج کی بلڈنگ کی حالت بہت خستہ ہے۔ اس سلسلے میں شہر [illegible] تقریباً پانچ لاکھ روپیہ اکٹھا کیا ہوا

ہے ۔ تو آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے میری گذارش ہو گی کہ ہمیں میچنگ گرانٹ کی صورت میں پانچ لاکھ روپیہ دے دیا جائے تاکہ ہم اس کالج کو مکمل کرا سکیں۔

جناب سپیکر، سیالکوٹ میونسپل کارپوریشن کا بجٹ پچھلے دو تین سال سے خسارے میں جا رہا ہے۔ یہ ہے۔ اور میرے خیال میں اس سال بھی خسارے میں ہے۔ (وقت ختم ہونے کی گھنٹی) جناب، صرف دو تین منٹ اور۔

جناب سپیکر: ابھی دو تین منٹ اور؟

جناب اعجاز احمد شیخ: جناب سپیکر، آپ نے خود ہی تو مجھے کہا تھا۔ میں نے تو کہا تھا۔ دو تین منٹ رہتے ہیں۔ میرا کوئی مسئلہ تو پیش نہ ہو سکے گا۔

جناب سپیکر: آپ کو کچھ اندازہ ہے کہ آپ کتنا بول چکے ہیں؟

جناب اعجاز احمد شیخ: میرے دو تین مسائل اور ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بائیس منٹ بول چکے ہیں۔

اعجاز احمد شیخ: بڑی مہربانی آپ کی۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: اب آپ یہ مہربانی فرمائیں کہ ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

جناب اعجاز احمد شیخ: جناب میں دو منٹ لوں گا۔ سیالکوٹ کارپوریشن کا بجٹ دو تین سال سے خسارے میں جا رہا ہے۔ اس سال بھی یہ deficit budget بجٹ ہے۔ وزیر اعلیٰ کی خدمت میں آپ کی وساطت سے میری یہ گذارش ہو گی کہ سیالکوٹ کارپوریشن کو کوئی خصوصی گرانٹ دی جائے کیونکہ ہمارے ممبر صاحب ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو اس انتظار میں رہتے ہیں کہ محصول چونگی کا ٹھیکیدار ہمیں ادائیگی کرے تو ہم اپنے سٹاف کو تنخواہیں دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گذارش کروں گا کہ پولیس نے ہر دور میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ جبکہ شہر اقبال کے صحافیوں نے پچھلے سال گورنر پنجاب کی خدمت میں یہ گذارش کی تھی کہ انہیں

کوئی خصوصی گرانٹ دی جائے تاکہ وہ پریس کلب کی عمارت بنا سکیں۔ گورنر صاحب نے ایک لاکھ ستر ہزار روپے کی منظوری دی تھی، لیکن اس شرط پر کہ یہ میچنگ گرانٹ کے سلسلے میں ہو۔ ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ وہ اکٹھا کر کے دیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ

پنجاب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ میچنگ گرانٹ والا سلسلہ ختم کیا جائے اور ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ انہیں ریلیز کیا جائے تاکہ وہ صحافی اپنی کلب کی بلڈنگ بنا سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: کالج کے لئے تو آپ میچنگ گرانٹ مانگتے ہیں اور اس سلسلے میں میچنگ گرانٹ کا سلسلہ ختم کرانا چاہتے ہیں؟

جناب اعجاز احمد شیخ: جناب سپیکر، میری گزارش ہے کہ میرے صحافی بھائی کہاں سے ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ اکٹھا کریں گے؟ کوئی انہیں اتنی رقم دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صحافت نے ہر دور حکومت میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے اور یہ آپ جانتے بھی ہیں۔ اس لئے وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ میری خصوصی گزارش ہوگی کہ میرے شہر میں پریس کلب کی تعمیر کے لئے ایک لاکھ ستر ہزار روپے کی گرانٹ میچنگ کی شرط کے بغیر دی جائے۔ آخر میں میری ایک گزارش رہ گئی ہے۔ سیالکوٹ میں ایک گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ ہے جس ڈیپارٹمنٹ سے یہ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ تعلق رکھتا ہے، مجھے معلوم نہیں، یہ انڈسٹری سے تعلق رکھتا ہے یا کہ تعلیم سے، میری متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے یہ گزارش ہوگی کہ اس سکول کو بھی کالج کا درجہ دیا جائے۔ جناب سپیکر، میں آپ کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا اور میں اپنی گزارشات پیش کر سکا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ جناب۔ اب آج کا یہ اجلاس پرسوں صبح آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس ہفتہ ۸ جون ۱۹۸۵ء صبح آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)